Tarikh-i-Uthmani
by
Md. Halim Ansari

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

حالاتِ بنی عثمان

۱۹۰۹ء

تاریخی نام "تواریخ آلِ عثمان"

حسب ایمائے مجمع مکارم جناب منشی محبوب عالم صاحب

اڈیٹر پیسہ اخبار

بندہ محمد حلیم انصاری ردولوی مترجم تمدن اسلام، ارمانوسہ،

فتاۃ غسان، وغیرہ وغیرہ نے

مصر کے نامور مورخ کرنل اسمٰعیل بک سرہنگ انسپکٹر

مدارس جنگی کی مبسوط کتاب حقائق الاخبار عن دول البحار

سے تلخیص اُردو میں ترجمہ کیا

اور بسنہ ۱۹۰۹ء میں بار اوّل

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپی

حالات بنی عثمان

(تاریخی نام "تواریخ آل عثمان" ہی)

۱۹۰۶

یعنی دولت علیہ عثمانیہ کی مکمل بحری اور بری مختصر تاریخ

ہندوستان کے مسلمانوں میں خصوصاً اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں عموماً بہت کم ایسے افراد نکلینگے جنکو سلطنت عثمانیہ اور سلاطین آل عثمان کے ساتھ دلی ہمدردی نہو۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے کیونکہ یہ سلطنت مسلمانوں کی سب سے بڑی حکومت ہے اور اسکا عظیم الشان تاجدار موجودہ اسلامی دنیا کا سب سے بڑا تاجدار ہونے کے علاوہ ہمارا دینی خلیفہ اور تمام مقدس مقامات کا حامی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابتک اس سلطنت کی کوئی ایسی مکمل تاریخ اردو زبان میں موجود نہ تھی جس میں بری اور بحری دونوں قسم کی قوتوں کے مکمل حالات موجود ہوتے اور اسکا ماخذ خالص مسلمان ترک مورخین کی کتابیں ہوتیں۔ ہندوستان میں بعض لوگوں نے سلطنت عثمانیہ کے متعلق کچھہ کتابیں ہوتیں۔ ہندوستان میں بعض لوگوں نے عثمانیہ کے متعلق کچھہ کتابیں لکھکر شائع بھی کی ہیں لیکن انمیں بہت بڑا نقص یہ ہے کہ انکا ماخذ متعصب یورپین مورخین کی تصانیف ہیں اور مزید برین ان کتابوں کی ترتیب بھی بہت بدنما ہے۔ حالانکہ قریب قریب دنیا کے تمام ذی فہم لوگوں نے باتفاق آرا یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ کتاب کی جان اس کی عمدہ ترتیب ہوتی ہے +

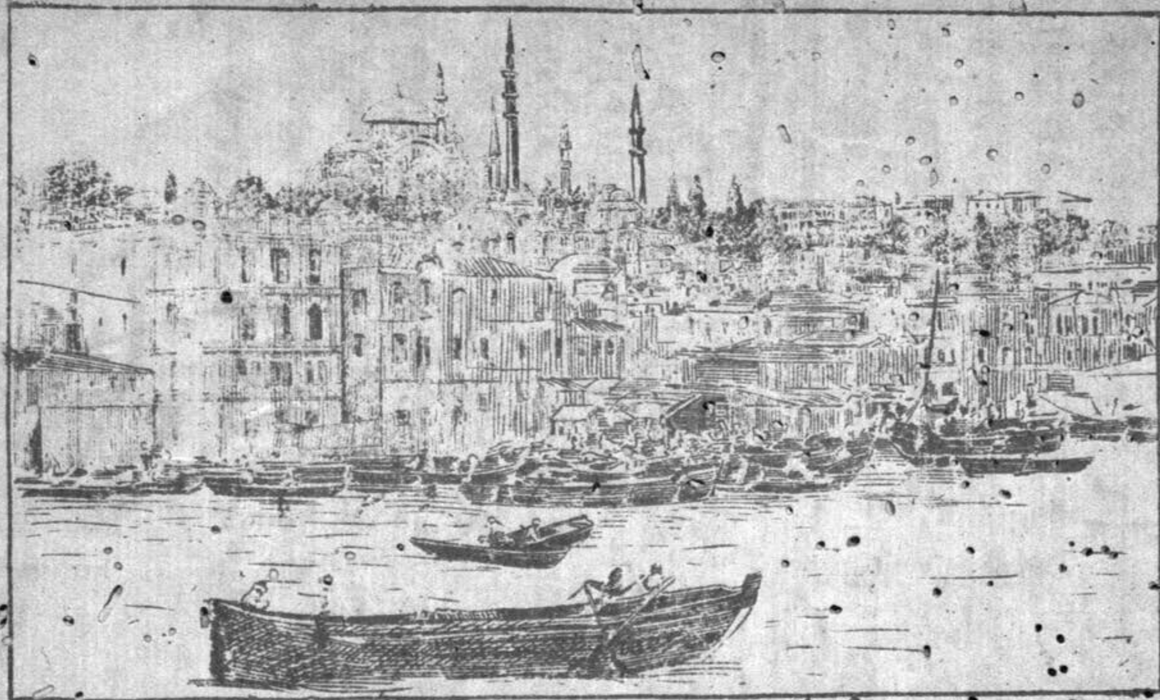
اسی بنا پر ہم نے "حالات بنی عثمان" کو شائع کیا ہے جس کے ماخذ مسلمان

عرب۔ اور ترک مستند اور راست بیان مورخین کی تصانیف ہیں۔ اور اس کتاب میں سلطنت عثمانیہ کی مکمل بحری اور بری تاریخ اختصار کے ساتھہ اس طرح درج کی گئی ہے کہ کوئی ضروری اور قابل ذکر واقعہ چھوڑا نہیں گیا۔ اور نہ فضول طوالت سے کام لیا گیا۔ اسی کے ساتھہ کتاب کی ترتیب ایسی اعلےٰ درجہ کی رکھی گئی ہے کہ دیکھہ کر دل خوش ہو جائیگا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ذیل میں اُس کے چند ابواب اور ذیلی سُرخیوں کی اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے :-

کتاب حالات بنی عثمانؓ کی ابواب کی اجمالی فہرست

پہلی فصل۔ سلطنت کا جغرافیہ طبیعی۔ دوسری فصل۔ دولت عثمانیہ کے بحری بندرگاہ۔ تیسری فصل۔ آل عثمان کے خاندان اور اُنکی حکومت قائم ہونے کے حالات۔ چوتھی فصل۔ دولت عثمانیہ کے قیام اور استقلال سے زمانہ تیمور لنگ تک کے حالات۔ پانچویں فصل۔ تیمور لنگ کی حملہ آوری کے وقت سے فتح قسطنطنیہ تک کے حالات۔ چھٹی فصل۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سے سلاطین آل عثمان میں عہدہ خلافت اسلامیہ کے منتقل ہو آنے تک کے حالات۔ ساتویں فصل۔ آل عثمان میں خلافت اسلامیہ کا عہدہ پانے کے بعد سے صقوللی محمد پاشا وزیر اعظم اول کے انتقال تک کے حالات +

بندہ محمد علیم انصاری



(مقابل صفحہ ۱)

خلیج گولڈن ہارن و شاخ طلا سے قسطنطنیہ کا نظارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلّیاً و مسلّماً

عرضِ مترجم

عربی زبان کا مشہور مقولہ "قصص الاولین عبرۃٌ للآخرین" صاف طور پر عیان کر رہا ہے کہ دنیا میں فنِ تاریخ سب سے اہم اور مفید فن ہے اور موجودہ زمانہ کی مہذّب قوموں نے اسی واسطے اس فن پر خاص توجّہ کر کے اسے حدِ کمال پر پہنچا دیا ہے اور اپنے تہذیب و تمدن حکومت و دولت، صنعت و حرفت، اور علوم و فنون تمام امور کی بنیادیں تاریخی معلومات کی ہدایتوں کے مطابق قایم کی ہیں +

مسلمانوں کی تاریخی کتابوں سے اہل یورپ نے جس قدر مادی اور اخلاقی فواید حاصل کئے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں خود مسلمانوں کو اُن فواید کا ایک شمّہ بھی نہیں حاصل ہوا اور کیونکر حاصل ہو جبکہ اُن میں صحیح تاریخ دانی کا نہ مادہ باقی رہ گیا ہے اور نہ اس کا مکمّل مصالحہ۔ حوادث زمانہ کی دست درازیوں نے مسلمانان سلف کے زرّیں کارناموں کو زیادہ تر تو برباد کر ڈالا اور کچھ جواہرات اُن علمی خزانوں کے قدردانان یورپ کے ہاتھ لگ گئے۔ جنہیں انہوں نے بہت اچھی طرح جلا دیکر دنیا میں نمایاں کیا اور اُن سے ہر طرح کے فوائد اٹھائے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم مسلمانوں نے اُن جواہرات کو اول تو پوچھا تک نہیں اور اُن کی طرف توجّہ بھی کی تو محض ابتخوان فروشی کے لئے نہ یہ کہ اُس سے کوئی معتدبہ نفع اٹھاتے اور واقعی عبرت حاصل کر کے یہ بات سمجھتے کہ ہمارے سلف کیسے تھے اور ہم کیا ہو رہے ہیں +

آج بھی دنیا میں سیکڑوں ملین یا کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ اُن میں دولتمند

بھی ہیں اور حکمران بھی۔ بادشاہ بھی ہیں اور گدا بھی مگر افسوس اور ہزار افسوس کہ ادبار اور تنزل کی خواب آور ہوا نے ان کو ایسا غافل و مدہوش کر دیا ہے کہ زمانہ کی رفتار سے سبق لینا نہیں جانتے۔ ہاں کچھ دنوں سے بہت تھوڑے بہت مسلمانوں کی ہر جگہ آنکھیں کھل چکی ہیں اور وہ اس بات کو دیکھ کر اپنی ہستی کو بھی خطرہ میں پاتے ہیں کہ غیروں نے ہر جانب سے نرغہ کر کے ان کی حکومت اور دولت۔ عزت و حرمت اور فضیلت کو بہت کچھ چھین لیا ہے اور باقی ماندہ چھیننے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ ایسی دردناک حالت میں جن لوگوں نے احساس اور شعور رکھنے والی طبیعتیں پائی ہیں اون کو بالطبع اور دوسروں کو ان کی دیکھا دیکھی کسی قدر باہمی ہمدردی اور قومی ہوا خواہی کے جذبات پیدا ہو چلے اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں تعارف اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ اب (کروڑوں) مسلمان روئے زمین پر صرف دو تین خود مختار سلطنتیں رکھتے ہیں جن کی حالت بھی یہ ہے کہ غیروں کے حملے اور دست درازیاں اُنہیں چین نہیں لینے دیتیں ۔

اس وقت چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کو چھوڑ کر صرف دو بڑی اور زبردست اسلامی حکومتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ اول سلطنت عثمانیہ۔ اور دوم مملکت ایران۔ اور جہاں تک مسلمانوں کے دلی تعلقات کا اندازہ کیا جائے وہ ان دونو حکومتوں کی سلامتی کے لئے دست بدعا پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً سلطنت عثمانیہ کی عزت و محبت مسلمانان عالم کے دلوں میں بہت بڑھی ہوئی ہی اس لئے کہ یہی اکیلی اسلامی حکومت ہے جو تمام مقدس مقامات کی محافظ اور یورپ کی زبردست طاقتوں کے بالمقابل درماندہ مسلمانوں کی کچھ نہ کچھ حمایت کر سکتی ہے۔ اگرچہ وہ دشمنوں کے دانتوں میں زبان ہونے کے باعث اپنے آپ کو بھی بمشکل سنبھالی رہی ہے۔ پھر بھی جو کچھ اُمیدیں مسلمانوں کی اس سلطنت سے وابستہ ہیں وہ کسی اور اسلامی حکومت سے نہیں ۔

سلطنت عثمانیہ پانچسو سال کی قدیم اسلامی حکومت ہے اور دو صدی سے عرصہ

سے اسلامی خلافت کا عہدہ بھی سلاطین آل عثمان کے نام کے ساتھ منضم ہو کر اُن
کے اعزاز و اکرام بڑھانے کا موجب ہو گیا ہے - مگر افسوس ہے کہ اب تک اردو
زبان میں اس سب سے بڑی اسلامی حکومت کی کوئی ایسی مکمل تاریخ موجود
نہ تھی - جو اُس کے تفصیلی حالات بتا سکتی یا اگر کوئی تھی بھی تو اس کا ماخذ انگریزوں
یا دیگر یورپین مورخین کی کتابیں رکھی گئی تھیں جو اکثر اوقات مسلمانوں کے متعلق
ایمانداری کے ساتھ صحیح خیالات نہیں تحریر کرتے یا متعصبانہ رنگ آمیزی سے کام
لیکر اُن کے واقعی کارناموں کو بھی بدنما افعال بنا دیتے ہیں - چنانچہ اسی کمی کو
پورا کرنے کے لئے میں نے بہ ایماے مجمع مکارم اخلاق جناب منشی **محبوب عالم**
صاحب ایڈیٹر و مالک پیسہ اخبار لاہور - ملک مصر کے مشہور مورخ **کرنل اسمعیل**
بک سرہنگ انسپکٹر مدارس جنگی کی مقبول تصنیف کتاب "حقائق الاخبار عن
دول البحار" کے اس حصہ کا سلیس اور با محاورہ اردو میں ترجمہ کر دیا جو سلطنت عثمانیہ
کے متعلق تھا - اس کتاب کا نام "حالات بنی عثمان" یا دولت عثمانیہ کی تاریخ رکھا
اس کتاب میں صحیح و مستند ترک مورخین اور یورپ کے غیر متعصب تاریخ نویسوں
کے بیانات سے مدد لی گئی ہے اور گو بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے تاہم کسی مشہور
یا ضروری واقعہ کا ذکر بھی نہیں چھوڑا گیا - اور سب سے بڑھ کر عمدگی اس کتاب میں
یہ ہے کہ یہ سلطنت عثمانیہ کی بحری اور بری مکمل تاریخ ہے جس کی نظیر اب تک
اردو زبان میں نہیں مل سکتی - کیونکہ اس میں بری کے ساتھ بحری پہلو کو بھی [illegible]
کے ساتھ پیش نظر رکھا گیا ہے - اور سلطنت عثمانیہ کی بنا جس طرح اس کی بحری
کامیابیوں پر رکھی گئی ہے - ویسے ہی آج تک اُس کی تمام شان اُس کی بحری
حالت پر منحصر ہے ٭

آخر میں بندہ مترجم اہل نظر کی خدمات میں اس قدر اور عرض کرتا ہے -
کہ ترجمہ یا عبارت میں کہیں کچھ غلطی پائیں تو اُسے انسانی سہو اور نسیان کا لازمہ
سمجھ کر عیب پوشی کا خیال رکھیں اور کتاب کے شائع کرنے والے کارخانہ کو

مطلع فرماویں جس کی آیندہ اصلاح کی جا سکے + ع

بر کریمان کارہا دشوار نیست

بندہ

محمد حلیم انصاری

تاریخ دولت علیہ عثمانیہ

پہلی فصل

ٹرکی کا جغرافیہ طبیعی

یونتو اس سلطنت کی سرزمین ایشیا۔ یورپ اور افریقہ۔ کے تینوں براعظموں میں پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اس کا اہم حصہ مقبوضات خاص براعظم ایشیا میں واقع ہے جسکی بہت سی وجوہ ہیں جو اپنے موقع پر بیان کی جائینگی۔ ممالک مذکورہ بالا میں سے ہر ایک مملکت بہت سی وسیع سرزمینوں پر شامل ہے جن میں سرسبز و شاداب خطے بھی ہیں اور آباد و بیز حاصل مقامات بھی۔ خشک اور بے آب و گیاہ قطعے بھی ہیں اور میدانی و کوہستانی سلسلے بھی۔ ٹرکی مقبوضات میں کئی ایک دریا ے محیط مثل بحر اسود۔ بحر مارمورہ۔ بحر ایڈریاٹک۔ بحر متوسط ابیض۔ بحر احمر۔ بحر محیط ہند اور خلیج فارس نے واقع ہیں جنکی وجہ سے یہ سلطنت تمام بحری حکومتوں سے بڑھ کر دریاؤں۔ بندرگاہوں۔ گھاٹوں ساحلی مقاموں اور کھاڑیوں کی مالک ہے اور انمیں بکثرت خلیجیں۔ اور دریا جہازرانی کے قابل پائے جاتے ہیں جنکو ہم موقع موقع پر تفصیل کے ساتھ دکھائینگے۔

ٹرکی کے یورپین مقبوضات:۔ عثمانی یورپین مقبوضات کی حدبندی شمالی جانب سے دریاے ڈینیوب (جو ٹرکی قلمرو کو رومانیا سے الگ کرتا ہے) مملکت سرویا

سلطنت آسٹریا اور ہنگری کرتے ہیں۔ مغربی جانب میں جبل اسود۔ بحر ایڈریاٹک خلیج اوٹرانٹ اور بحر یونان اُسکی حدود کو ممتاز بناتے ہیں۔ جنوبی سمت میں مملکت یونان۔ مجمع الجزائر آرکی پیلیگو (مجمع الجزائر یونان)۔ آبنائے گلیپولی۔ یا ڈاردنلز۔ بحیرہ مارمورہ اور آبنائے باسفرس اُس کی سرحد بناتے ہیں۔ اور سمت مشرق سے بحر اسود سرحدی لین کا کام دیتا ہے۔ جس میں بوسنیا اور ہرزیگو نیا کے وہ دو صوبے ہیں جن کو معاہدہ برلن کے رو سے حکومت آسٹریا نے ٹرکی سے لے لیا ہے۔ اور اس وسیع اراضی کے علاوہ یورپ کے براعظم میں جزائر کریٹ۔ جزیرہ طاشیوز۔ سمونڑاکی۔ امبرو۔ لیمنوس اور تینیدوس۔ (جس کو بوغچہ آطہ بھی کہتے ہیں) وغیرہ بھی ترکی قلمرو میں شامل ہیں +

یورپین ٹرکی کے حدود پر بحر ایڈریاٹک کے برابر برابر کوہستان آلپس اور یونان کے کوہستان کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا ہے جو کوہستانی چوٹی چار طاغ کے ذریعے سے ترکی قلمرو کی حدود سے مل جاتا ہے۔ چار طاغ کی بلندی ۲۵۰۰ میٹر[1] ہے اور کوہستان بلقان بحر آرکی پیلیگو کے محاذ میں پھیلتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوہ رودوپ اور کوہستان استرانجہ اس سے جداگانہ واقع ہوئے ہیں۔ ان کوہستانی سلسلوں کے بیچ بیچ میں جا بجا نہایت سرسبز وادیاں۔ بلند مسطح زمینیں۔ شاداب چراگاہیں اور وسیع خوب صورت جنگل بھی پائے جاتے ہیں۔ چار طاغ اور بلقان سے جنوبی رُخ کو کئی دریا نکلتے ہیں۔ جو بحر آرکی پیلیگو میں جا کر گرتے ہیں۔ اور وہ دریا حسب ذیل ہیں۔ (۱) مرتسیا۔ قدیم زمانہ میں اس کا نام ہیبر تھا۔ طول ۲۷۵ میل ہے (۲) استرو ما۔ (۳) وردار۔ جس کا قدیم نام اکسیوس تھا اس کا دہانہ خلیج سالونیکا میں واقع ہے اور یہ ۲۰۰ میل طویل ہے۔ شمالی سمت میں چند چھوٹی چھوٹی ندیاں بہ رہی ہیں جن کے دہانے دریائے ڈینیوب میں گرتے ہیں اور دریائے ڈینیوب نے سرویا۔ بلغاریا اور رومانیا کے ممالک کو ایکدوسرے سے الگ بنا رکھا ہے۔ باقی

[1] ایک میٹر ۳۹۰۳۷ انگریزی انچوں کے برابر ہے +

رہیں وہ ندیاں جو بحر ایڈریاٹک میں گرتی ہیں ان کو برساتی نالے کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ موسم برشگال ہی میں اُن کے اندر پانی آتا ہے بعد ازآں خشک پڑی رہتی ہیں۔ ان ندیوں میں سب سے بڑھ کر مشہور ندی ڈرینو ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں اول البانی ڈرینو اور دوم ڈرینو اسود۔ اور یہ دونو بحر ایڈریاٹک اور یونان میں گرتی ہیں۔ ان کا زیادہ تر حصہ قابل کشتی چلانے کے رہتا ہے۔ مگر وہی چھوٹی چھوٹی کشتیاں اُس میں چل سکتی ہیں۔ ماسوا ان ملکوں کے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے قدیم زمانہ میں یورپ کے خطہ میں ممالک تھریس۔ یونان۔ ایلیریا اور اپیرس وغیرہ بھی دولت علیہ کے ماتحت تھے۔ اور جو لوگ فن تاریخ سے ماہر ہیں اُن کو یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ فیلقوس اور اسکندر اعظم کا وطن یعنی ملک مقدونیہ قدیم الایام میں کس قدر شہرت و قوت رکھتا تھا۔ اور ممالک گریس (یونان) اور مشرقی دنیا میں اس کے اقتدار کا کیا عالم تھا۔ پھر تقریباً دوسری صدی قبل مسیح میں رومن لوگوں نے ان وسیع ملکوں پر قبضہ کر لیا اور مغربی رومن حکومت کے برباد ہو جانے پر مشرقی رومی حکومت ان ملکوں کی حامی اور محافظ رہی یہاں تک کہ عثمانی ترکوں نے اس خطہ پر حملہ کر کے رومیوں کو یہاں سے نکال دیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔ جو ممالک یورپ میں دولت علیہ کے براہ راست مطیع ہیں اُن کی مسطح سرزمین کا رقبہ (۱۶۰،۰۰۰) کیلومیٹر مربع ہے اور مردم شماری (۵،۰۰۰،۰۰۰)۔ ان ملکوں کی آب و ہوا ساحلی مقاموں میں معتدل اور بلند سرزمینوں میں بیحد سرد ہے اور ایسے ہی جو مقامات دریائے ڈینیوب کے آس پاس واقع ہیں اور وہاں شمالی ہوا زیادہ چلتی ہے۔ اُن میں بھی سخت سردی پڑتی ہے۔ پیداوار غلہ کی قسم سے گیہوں۔ چینہ دانہ اور شوفان بہت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی کاشت بلغاریا۔ بوسینیا اور مقدونیہ کے ملکوں میں ہوتی ہے جہاں باشندوں کی ضرورت سے زاید پیدا ہوتا ہے۔ مشہور سبزیوں کی تمام قسمیں ہر ایک ملک میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ دریائے مرتسا کے کناروں پر چاول کی پیداوار بہت عمدہ ہوتی ہے۔ اور بلغاریا۔ بوسینیا اور ہرزگیوینیا کے ملکوں

میں آلو بکثرت ہوتے ہیں۔ کریٹ اور ایپرس اور آرکی پیلیگو کے جزائر میں شراب نہایت عمدہ قسم کی تیار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بحر آرکی پیلیگو پر نارنگی۔ لیموں اور انجیر وغیرہ کے ایسے نفیس درخت بکثرت بوئے جاتے ہیں اور خوب بارور ہوتے ہیں۔ پھولوں کی بھی ایسی ہی بافراط پیدائش ہوتی ہے۔ خاصکر گلاب نہائت عمدہ اور اعلٰے درجہ کا ہوتا ہے۔ تمباکو کی نسبت تو یہ کہنا ہی فضول ہے کہ یورپین ٹرکی سے بہتر دنیا میں نہیں ہوتا۔ اور ہر مقام پر یکساں پیداوار ہوتی ہے۔ یورپین ٹرکی کی دوسری بکثرت پیداواریں زیتون اور تل ہیں۔ اور بلقان۔ بوسینیا اور البانیا کے کوہستان گھنے اور سر سبز جنگلوں سے ڈھنپے ہوئے ہیں جن میں بلوط۔ دیودار۔ گولر اور چیڑ کے بیشمار درخت ہونگے۔ کتان۔ ریشم۔ روئی اور زعفران کی پیداوار بھی خوب ترقی اور افزائش پارہی ہے۔ چراگاہوں کی افراط سے بھیڑیں۔ بکریاں اس قدر بکثرت ہوتی ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ معدنی پیداوار بھی بہت ہے گو اُس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اُن کے نکالنے کا معقول انتظام نہیں ہوتا۔ جزیرہ کریٹ۔ ملک البانیا اور سرزمین رومیلیا میں پتھر کا کوئلہ بکثرت ہوتا ہے اور لوہا اور تانبا کوہستان بلقان میں افراط کے ساتھ نکلتا ہے۔ مزید بریں اسی کوہستان میں سنگ مرمر اور کئی طرح کے نئے عمدہ پتھر بھی ہوتے ہیں جن کی غیر ممالک میں خوب نکاسی ہوا کرتی ہے ✤

ایشیائی ٹرکی:۔ ایشیا میں سلطنت عثمانیہ کئی بڑے بڑے حصوں پر تقسیم ہوتی ہے جو حسب ذیل ہیں:۔ ایشیائے کوچک یا اناطولیا۔ الجزیرہ (جس کا قدیم نام میسوپوٹامیہ تھا)۔ ملک شام اور ایک بہت بڑا حصہ جزیرہ نمائے عرب[1] کا۔ اسکی حدبندی چاروں سمت سے اس طرح ہوتی ہے کہ شمال میں بحر اسود۔ بحیرہ مارمورہ اور کچھ حصہ

[1] اگرچہ ممالک عرب سلطنت عثمانیہ میں شامل ہیں لیکن ہم نے اُن کی تاریخی حیثیت کا خیال کر کے اُن کے لئے ایک علٰحدہ باب مقرر کیا جانا مناسب تصور کیا۔ اور اسی وجہ سے ہم ایشیائی ٹرکی کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے ممالک عرب کو چھوڑ گئے ہیں۔ (مولف) ✤

روسی ملک گرجستان کا۔ مشرق میں بھی روسی گرجستان اور سلطنت فارس۔ جنوب میں خلیج
فارس اور ممالک عرب اور مغرب میں بحر احمر، بحر ابیض متوسط۔ بحر آرکی پیلیگو اور آبنائے
ڈارڈنلز۔ اور یہ وسیع قلمرو بر اعظم ایشیا کے مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کا طول
بحر مارمورہ سے خلیج بصرہ تک ۲۲۰۰ کیلو میٹر ہے اور اس کی سطح اراضی کا رقبہ
۱۲۵۰۰۰۰ کیلومیٹر مربع ہے۔ اس ملک کے سواحل بہت ٹیڑھے بیڑھے واقع ہوئے
ہیں اور بکثرت راسیں اُن میں نکلی ہیں جس کی وجہ سے کئی ایک قدرتی خلیجیں اور
کھاڑیاں بن گئی ہیں منجملہ اُن کے خلیج ازمید اور کملیک بحر مارمورا میں اور خلیج ادرامیڈ
او ازمیر اور منڈالیا او راسٹانکوئی بحر آرکی پیلیگو میں۔ اور خلیج انطاکیہ اور اسکندرونہ
بحر ابیض میں واقع ہیں۔ اور یہ تمام دریائی کنارے علے العموم کو ہستانی ہیں۔ تقریباً ان
میں بکثرت گھاٹ اور بندرگاہیں اس قابل ہیں جن میں جہازات بحفاظت تمام رہ
سکتے ہیں۔ مگر وہ ہوائیں جو شمالی مغربی گوشہ سے بکثرت چلتی رہتی ہیں بحر اسود میں اس
طرح کا دائمی تلاطم اور طوفان بپا کرتی ہیں کہ جہاز رانی کے لئے سخت خطرہ درپیش رہتا
ہے اور ایسے ہی بحر ابیض متوسط میں بھی خوفناک طوفانی ہواؤں کا چلتا رہنا جہاز رانی
کے حق میں آفت ہے خصوصاً وہ طوفانی جھونکے جو معمولاً جزائر آرکی پیلیگو کے اطراف
میں آتے رہتے ہیں نہایت آفت خیز ہیں۔ زمانہ قدیم سے لیکر وسطی صدیوں کے
خاتمہ تک بحر اسود کے بندرگاہوں یعنی طرابزون۔ سمسون اور سینوب وغیرہ بحری
مقامات میں جہازات کی بکثرت آمد و رفت رہتی تھی اور جنوبی سمت کے سواحل کلیکیا
اُن بحری لٹیروں کے جہازات کی جائے پناہ رہتے تھے جو اضالیہ اور اسکندرونہ
کی خلیجوں میں بھی پناہ لیا کرتے تھے اور اس طریقہ پر وہ مدت دراز تک بحر متوسط
ابیض میں جہاز رانی کی کوششیں بار آور ہونے سے روکتے رہے ہے۔ ترکی سواحل
میں سب سے زیادہ راسیں رکھنے والے بحر آرکی پیلیگو کے سواحل ہیں وہاں البتہ
ایسی لمبی لمبی کھاڑیاں پائی جاتی ہیں جو ایک بر اعظم میں داخل ہیں اور ایک مجموعہ
چھوٹے جزیروں یا جزیرہ نماؤں کا اُن کو طوفانی ہوا کے صدمات سے محفوظ بنانے

کے لئے موجود ہے - مثلاً خلیج ادرمید جس کی حفاظت جزیرہ مدللی کرتا ہے اور خلیج ازمیر جس کو جنوب اور مغرب کی طرف سے جزیرہ نمائے چشمہ محفوظ بنا رہا ہے اور خلیج اسکالا نوفا جس کو جنوبی طرف سے جزیرۂ ساموس اپنی پناہ میں لئے ہے اور خلیج ہائے مندالیا اور کوس وسیمی کہ یہ دونو نہایت تنگ اور عجیب وغریب ہیئت کی مستطیل شکل میں ممتد ہوتی چلی گئی ہیں - بہرحال انہی اسباب سے قدیم زمانہ میں یہ خلیجیں کئی ایک عظیم الشان شہر اپنے آغوش میں لئے تھیں، جو بحری تجارت کے ذریعہ سے خوب مالدار و مشہور ہو گئے تھے جیسے شہر ٹروآڈہ - فوسیا، ازمیر (سمرنا) - افسوس - میلیٹ - ہالیکرناس - اور کانڈیا وغیرہ - لیکن ان دنوں ان سب شہروں کی تجارت سمٹ کر صرف شہر ازمیر میں آگئی ہے - اور وہ اس قدر عظیم الشان تجارتی منڈی بن گیا ہے جیسا کبھی نہ تھا - اور ثروت کے لحاظ سے بھی ممالک عثمانیہ میں یہ شہر اول درجہ کا ہے - ایشیائے کوچک کا خطہ ایک عظیم الشان بلند سرزمین سے مراد ہے جس میں زلزلوں اور آتش فشانیوں کے آثار بھرے پڑے ہیں خاصکر اس کے وہ گوشے جو بحر ابیض کے سواحل پر واقع ہیں یعنی وہ اقلیمیں جن کو قدیم زمانہ کے لوگ فریجیا محترقہ (سوختہ) کہا کرتے تھے - اسی واسطے وہاں آتش فشانی کے مادے اور لاوے نہایت کثرت کے ساتھ پڑے نظر آتے ہیں اور وہاں زلزلے بھی نہایت افراط کے ساتھ آیا کرتے ہیں - اس ملک میں مشہور اور عظیم الشان کوہ ارارات سے جو سرحد ایران پر واقع ہیں تین بڑے کوہستانی سلسلے جدا ہوتے ہیں منجملہ اُن کے ایک کوہستان ایران کا سلسلہ ہے جو دکھن کی جانب پھیلتا چلا گیا ہے اور دوسرا سلسلہ کوہستان طوروس کا ہے جو دکھن اور مغرب کے گوشہ کی طرف ممتد ہوا ہے اور اسی کوہستان طوروس کا دوسرا سلسلہ جو مشرقی طوروس کہلاتا ہے شمال مغربی گوشہ میں دوسرے سلسلۂ کوہستان طوروس کے بالمقابل ممتد ہوتا چلا گیا ہے - عام لوگوں میں یہ روایت بہت مشہور ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان تھمنے کے بعد اسی کوہ ارارات کی چوٹی پر تھمی تھی - اس پہاڑ کو

ایکری طاغ بھی کہتے ہیں۔ مشرقی کوہستان طوروس کا سلسلہ سواحل بحر اسود کے محاذ
میں ممتد پایا جاتا ہے اور اسی سلسلہ سے بعض پہاڑوں کی شاخیں پھوٹ کر بحر مارمورا
سے جا ملی ہیں۔ اس کوہستان کی مشہور چوٹیوں میں کوملہ اور یلدیز دو چوٹیاں شہر طوقات
کے مشرقی جانب ہیں۔ اور بلغار طاغ اور آلا طاغ یہ دو چوٹیاں شہر قسطمونی کے نزدیک
واقع ہیں۔ اور کشیش اور روماںیج شہر بروصہ کے پاس ہیں۔ اور مُراد طاغ اور اُسی
سے ملی ہوئی دوسری چوٹی فار طاغ یہ دونو سواحل بحر آرکی پیلیگو رومی کے مقابل
میں واقع ہیں۔ اس کوہستان طورس کے جس کو کوہستان فوزان بھی کہتے ہیں کوہ
ارارات سے جدا ہونے کے بعد خلیج اسکندرونہ کے قریب اُس مقام میں جس کا نام
فوزان ہے ایک نیم دائرہ بنتا ہے جس کے دونوں سرے سواحل بحر الجزائر کی جانب
ممتد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کی مشہور چوٹیاں حسب ذیل ہیں :۔
نیکول طاغ۔ جمعہ طاغ اور ارجیش طاغ۔ اور اسی سلسلہ میں ایشیائی ٹرکی کے
کوہستان کا سب سے بلند تر نقطہ واقع ہے جس کی بلندی (۴۰۰۰) میٹر ہوگی اور وہ
مقام قیصریہ کے نزدیک واقع ہے۔ اسی کوہستان فوزان کے سلسلہ سے ایک دوسرا
کوہستانی سلسلہ بھی جدا ہوتا ہے جو خلیج اسکندرونہ کے مشرقی ساحل کی محاذات میں
ممتد ہوتا ہوا بلاد شام کی طرف ڈھلوان ہوتا چلا گیا ہے اور ملک شام میں جا کر
اُس کے دو حصے ہو گئے ہیں ایک مشرقی اور دوسرا مغربی جن کا نام وہاں کوہستان
لُبنان مشہور ہے اور وہ سلسلہ ملک شام اور فلسطین ہر دونو میں پھیلا ہوا ہے۔ اس
کوہستان کا بیشتر حصہ نہایت سرسبز اور گھنے جنگلوں سے ڈھنکا ہوا ہے اور ان میں
نہایت شاداب چراگاہیں اور سیر حاصل مزرعے بھی بکثرت واقع ہیں۔ کچھ حصہ تمام
سال برف سے بھی چھپا رہتا ہے۔ ایشیائے ٹرکی کے کوہستان انہی اوپر کی بیان کی
ہوئی وضع کے ساتھ چار گھاٹیوں میں منقسم ہو گئے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ اول
بحر اسود اور بحر مارمورا کی گھاٹی۔ دوم بحر الجزائر اور بحر متوسط ابیض کی گھاٹی۔ سوم
خلیج فارس کی گھاٹی اور چہارم اندرونی گھاٹی جو کچھ اہمیت نہیں رکھتی ؛

جو دریا بحر اسود کی وادی کو سیراب کرتے ہیں اور اسی سمندر میں آگر گرتے ہیں اُن کے نام یشیل ایرمق - جو قدیم زمانہ میں ایرکیس کہلاتا تھا - قزل ایرمق - جو قدیم الایام میں ہالیس کہلاتا تھا - سقالیا - فالیاس اور صنورولی - ندی ہیں - اور یہ آخری ندی بحر مارمورا میں گرتی ہے - ان دریاؤں کا دہارا ٹیڑھا ترچھا ہوکر چلتا ہے اور بہت تیزی کے ساتھ بہتا ہے - اگرچہ اُن کی زمین پتھریلی ہے تاہم یہ اپنے منبعوں سے بہکر بہت سا ریت بھی ساتھ لاتے ہیں - اور اپنے دہانوں پر جہاں یہ سمندر میں گرتے ہیں ڈلٹا بناتے چلے جاتے ہیں - چڑھاؤ کے دنوں میں ان کا پاٹ بہت چوڑا ہوتا ہے اور باقی سال کے اندر معمولی رہتا ہے اور اسی وجہ سے کہ اُن کے دہانوں پر ڈلٹا بن گیا ہوا ہے - ان میں جہاز رانی نہیں ہوسکتی - ایشیاے ترکی میں دریاے قزل ایرمق کے بعد سب سے مشہور دریا ویکیجہ - دوہ رک اور کوک ہیں - اور یہ سب بھی مذکورہ بالا سمندر میں شہر بافرہ کے قریب بڑے ہوکر گرتے ہیں - صنورولی ندی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے - اس میں آدرنیاس اور نیلوفر نامی دو ندیاں اور بھی آکر مل جاتی ہیں - نیلوفر ندی شہر بروسہ کی سمت سے آتی ہے - پھر اس کے بعد چوروک صو نامی ایک اور ندی جو شرقی حدود پر واقع ہے اور جنگ روس میں اُس کی خوب شہرت ہوچکی ہے وہ بھی صنورولی ہی میں آکر گرتی ہے *

جو دریا بحر الجزائر میں آگر گرتے ہیں اُن میں سب سے بڑے اور قابل ذکر باقرہ - صارابات یا کدوس اور مندر الصغیر جس کا دہانہ قدیم شہر افسوس کے کھنڈروں کے قریب ہے - اور مندرس الکبیر وغیرہ ہیں - اور بحر ابیض متوسط میں دریاے سنڈوس گرتا ہے جس کو عسلافکہ بھی کہتے ہیں - اور اس کے علاوہ دریاے سیحون سیحون اور دریاے عاصی جس کو قدیم زمانہ میں آورانٹ کہتے تھے - یہ سب بھی بحر ابیض متوسط میں گرتے ہیں - اور خلیج فارس میں گرنے والے دریاؤں کے نام یہ ہیں :- (مخفی نہ رہے کہ خلیج فارس کو خلیج بصرہ بھی کہتے ہیں) - دریاے شط العرب جو دجلہ اور فرات کے دریاؤں سے مل کر بنتا ہے جن کا سنگم شہر قورنہ کے نزدیک ہے اور دریا

فرات قرہ صوا اور مراد جائی نامی دو ندیوں کا مجموعہ ہے۔ قرہ صو ندی کا منبع ذوہ بوینی کے کوہستان سے نکلا ہے جو ارض روم کے شمال مشرقی گوشہ میں واقع ہیں اور مراد جائی ندی کا منبع کوہستان دیاوین سے نکلا ہے جو بحیرہ وان کے پاس واقع ہیں۔ پھر ان دونو ندیوں کا سنگم کیبان معدنی نام ایک مقام میں بنا ہے جہاں سے یہ دونو ایک دریا کی شکل میں آکر فرات کے نام سے جنوبی رُخ نشیب میں بھی بہتی ہے اس دریا کا دھارا بالائی حصہ میں پہاڑی ہے اور نشیبی حصہ میں بہت پھیل گیا ہے چونکہ اس میں آبپاشی کے لئے اہل ملک نے بہت سے رہٹ لگا رکھے ہیں اور وہ اُس کے دونو کناروں پر ہر جگہ بکثرت موجود ہیں اس لئے اس میں جہاز رانی کو ترقی نہیں ہو سکتی باقی رہا دریائے دجلہ تو وہ بھی کئی ایک ایسی مختصر ندیوں سے مل کر بنتا ہے جو بحیرہ وان کے جنوبی سمت میں واقع ہیں اور یہ دریا کئی ایک پہاڑوں اور پتھریلی زمینوں کو کاٹتا اور چیرتا ہوا چلنے کے بعد جنوب کی طرف نشیبی زمین میں بہتا ہے۔ دجلہ میں ایک ندی الزاب الکبیر نامی بھی گرتی ہے۔ صحرا نشین عرب لوگ اس میں متعدد بڑی بڑی کشتیاں مال تجارت لانے اور لے جانے کے لئے چلاتے ہیں اور یہ کشتیاں اگرچہ چڑھاؤ (باڑھ) کے زمانہ میں شہر موصل سے بغداد تک تین یا چار دن کے اندر جا پہنچتی ہیں۔ لیکن جب خشکی اور پانی کے اُتار کا زمانہ ہوتا ہے تو اُتنی ہی مسافت بیس۲ دنوں سے کم میں قطع نہیں کر سکتے۔

ایشیائے ترکی میں چھوٹے چھوٹے سمندروں کی بھی کثرت ہے جن میں سے مشہور بحیرے یہ ہیں:۔ بحیرہ وان یہ نسبتاً دوسرے بحیروں سے بڑا اور بہت مشہور ہے۔ اس کا طول ۱۳۰ کیلومیٹر اور اس کا پانی سخت کھارا ہے۔ بحیرہ وان کے علاوہ ایک بحیرہ لوط یا بحیرہ مردار بھی ہے۔ یہ بحیرہ ملک شام میں واقع ہے اس کا طول تقریباً ایک سو کیلومیٹر اور اس کا پانی نہائت تلخ و شور ہے اور نسبتاً سمندر کے پانی سے بہت ہی زیادہ کثیف بھی۔ بحیرہ مردار (ڈیڈ سی) بحر متوسط ابیض سے تقریباً چار سو تیس ۴۳۰ کیلومیٹر پستی میں واقع ہے۔ اس طرح کہ اگر بحر ابیض متوسط سے وہاں تک کوئی نہر

کھودی جائے تو پانی کاٹنے کے بعد اس میں بڑے زور شور سے بہیگا۔ اس کے علاوہ دوسرے چھوٹے سمندر حسب ذیل ہیں:۔ بحیرہ طبریہ۔ بحیرہ ہائے طوز کول۔ یکی شہر۔ اکردیر۔ آق شہر۔ ملیاآس۔ ازنیک اور صبانجہ۔ ان بحیروں میں زیادہ تر ایسے ہیں جن سے نمک نکلتا ہے۔ اور آخر الذکر بحیرے مملکت اناطولیا کے اطراف میں واقع ہیں اور ان میں سے بیشتر سال میں کچھ دنوں تک خشک بھی ہو جاتے ہیں اور بعض بحیروں میں آس پاس کے پہاڑوں سے چند وادیاں بھی آکر ملتی ہیں +

ان ملکوں کی آب وہوا موقعوں کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہوا کرتی ہے کیونکہ اندرونی کوہستانی علاقہ میں جو آب وہوا ہے وہ اُس کشیبی کوہستانی خصہ میں جس کا امتداد ساحل سمندر پر ہوتا ہے نہیں پائی جاتی۔ مذکورہ بالا خطہ کی آب وہوا سرد وخشک ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ ان پہاڑوں پر بلندی کے باعث قطب شمالی کی طرف سے آنے والی سرد ہواؤں کا اثر زیادہ تر رہتا ہے اور مملکت روس کے کھلے ہوئے میدان اس ہوا کو ادھر آنے سے روک نہیں سکتے۔ اس علاقہ میں سردی کا موسم بہت لمبا اور سخت ہوتا ہے اور گرمی کا موسم بھی خلاف توقع نہائت سخت گزرتا ہے۔ غرضیکہ گرمیوں میں گرمی اور جاڑوں میں سردی کا زور رہتا ہے۔ بالائی ایشیا کی آب وہوا ہر ایک حصہ میں تھوڑے فرق کے ساتھ ایکساں اور باہمد گر مشابہ ہے۔ یہ تمام بالائی حصہ ملک خشک رہتا ہے۔ کیونکہ گو برسنے والی بدلیاں ہر طرف سے گھِر کر اس جانب آتی ہیں اور ہوائیں اُن کو اس طرف اُڑا لاتی ہیں لیکن اس سرزمین کے اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں ابر کو روک لیا کرتی ہیں یا زمین اور خلا کی گرمی ابر کو پراگندہ نابود کر ڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اندرونی حصوں میں کئی کئی مہینے یونہی گزر جاتے ہیں جن میں ابر کا نام ونشان تک دکھائی نہیں دیتا اور آسمان کف بخیل کی طرح خالی وصاف رہتا ہے۔ ہاں ساحلی مقامات کی آب وہوا بہت معتدل ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جگہیں دریا کے نزدیک واقع ہیں اور دریا سردی اور گرمی دونو کو لطیف بنا یا کرتا ہے نیز موجود

ملک میں وہ رطوبت کافی مقدار میں پائی جاتی ہے جس سے ابخرات بنتے اور ابر کی شکل اختیار کیا کرتے ہیں چنانچہ انہی وجوہ سے بحر اسود کی وادی یا نشیبی علاقہ میں بارش بکثرت ہوا کرتی ہے۔ مگر وہ ساحلی علاقہ جو خوبی موسم اور اعتدال آب و ہوا سے بہت زیادہ حصہ پاتا ہے۔ وہ قدیم ملک کلیکیا کا حصہ ہے جسکی سرزمین پر اس وقت خلیج اطنہ اور اُس کے آس پاس کے مشرقی اور مغربی اضلاع موجود ہیں اور یہاں بکثرت بارش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس علاقہ کے جنوبی پہلو میں سر بفلک کوہستان طوروس کا سلسلہ اُسے شمالی ہوا کے تھپیڑوں سے محفوظ رکھتا ہے اور آفتاب کی طپش کو اُس میں منعکس کرتا رہتا ہے۔ اس علاقہ کی سردی کا متوسط درجہ جاڑوں میں ۴۱ درجے رہتا ہے اور گرمیوں میں حرارت کا متوسط درجہ ۷۹ درجے انہی زمینی۔ موسمی اور آبی اختلافات کی وجہ سے ایشیائی ٹرکی کے خطوں میں روئیدگی کی قابلیت بھی جداگانہ ہے یعنی بالائی حصوں میں نشیبی اور ساحلی مقامات کی نسبت بہت کم روئیدگی ہوتی ہے۔ وسط کا کوہستانی علاقہ جاڑوں میں بیحد سرد ہوتا ہے گرمیوں میں وہاں خاک بکثرت اُڑتی ہے اور ہمیشہ کی خشکی نے اُسے ممالک ایشیا کے ریگزاروں کا ہمشکل بنا رکھا ہے جس کے باعث وہاں اگر کسی قدر سبزہ اور نباتات کا وجود بھی ہے تو وہ بہت ادنےٰ اور کمزور قسم کی روئیدگیاں ہیں۔ چراگاہیں بھی بہت کم اور پرورش مویشی کے لئے ناقابل ہوتی ہیں اور صرف وہ مقامات جو آندھیوں کی پہنچ سے بچے ہوئے ہیں۔ وہاں کچھ سرسبزی کے آثار دکھائی دینگے۔ اور اس حصہ میں دور دور کے فاصلوں پر بہت سے جنگل اور مختلف اقسام کے درختوں کے جھنڈ بھی نظر آجاتے ہیں۔ مگر ساحلی مقامات یا جزیرے مذکورہ بالا علاقہ سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ وہاں نباتات اور درختوں کی کثرت اور پانی کی بہتات ہے۔ اُن میں وہاں روئی اور تمباکو کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ ان مقامات کے کوہساروں پر تر و تازہ اور خوبصورت باغوں کی کثرت ہے اور جھاڑیوں کی

لے یہ فارن ہیٹ تھرمامیٹر نہیں۔

افراط - جنھوں نے تمام دامن کوہسار کو ڈھانک رکھا ہے - اور ان مقامات میں بافراط سبزیاں - ترکاریاں - انگور اور مزہ دار پھل پھلی پیدا ہوتے ہیں جو بہت سے بیرونی مقاموں پر جایا کرتے ہیں - یہاں تک کہ یورپ میں جس قدر پھل از قسم سیب - آلوچہ اور آڑو وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں وہ سب لوکولس وہاں بحر اسود ہی کے سواحل سے لیگیا تھا - علاوہ بریں دوسرے نباتات اور پھل مثل نارنگی - زیتون - لیموں - انار اور شہتوت کے (جو ریشم کے کیڑوں کی خوراک ہے) اور مشہور مشہور قسموں کے انگور یہیں پیدا ہوتے ہیں ایشائے ٹرکی کی آبادی ستره کروڑ آدمیوں سے زیادہ ہوگی جو مختلف نسلوں سے ہیں زیادہ تر عثمانی ترک اور عرب - کرد - یونانی اور ارمن وغیرہ ہیں جن میں بہت سے لوگ یہودی وغیرہ دوسرے متعدد مذاہب کے بھی ہیں - ان ملکوں میں معادن کی کثرت ہے منجملہ اُن کے توقات - قونیہ اور کوشخانہ کے نزدیک تانبے کی کانیں ہیں اور چاندی کی بھی متعدد کانیں وہاں ہیں جن میں بہت سی تھوڑی کانوں میں معدنیات نکالنے کا کام جاری ہوگا - دریائے فرات اور بحر اسود کے قرب وجوار میں جسقدر پہاڑ ہیں اُن میں تانبا موجود ہونے کی علامتیں پائی جاتی ہیں اور دریائے فرات پر شہر عرب کیر کے قریب سونے اور چاندی کی بہت سی بڑی کانیں بھی ہیں اس کے علاوہ لوہے کی بھی کانیں پائی جاتی ہیں جن سے اہل ملک فولاد تیار کرتے ہیں - پچھلے دنوں اناطولیا کی ولایت میں زنگار کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے اور اسی طرح وہاں سونے اور بلور کی کانوں کا بھی سُراغ لگا ہے - باقی رہیں سنگ مرمر اور سنگ رخام کی قسمیں - اُن کی بحد کثرت ہے لیکن اسی کے ساتھ اُن کی کانوں میں سے بعض کانیں آج کل خالی ہو چکی ہیں اور چند معادن سے بوجہ عدم توجہی حکومت و اہل ملک کے فائدہ نہیں اُٹھایا جاتا - اگلے زمانہ میں لیڈیا کے شہروں میں سنگ مقناطیس کا وجود بھی معلوم ہوا تھا - چنانچہ اس وقت شہر میگنیشیا اُسی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے - ایشیائے کوچک کے حیوانات میں گھوڑا - گا ہے - بکری اور بھیڑ وغیرہ ہیں - شہر انقرہ کے اطراف میں ایک قسم کی بھیڑ ہوتی ہے جس کے بال

بہت لنبے اور نرمی و باریکی میں بالکل ریشم جیسے ہوتے ہیں اور وہ شال بافی کے کام میں لائے جاتے ہیں، اس کی اون کی شالیں کشمیر کی شالوں سے کسی طرح کمتر نہیں ہوتی ہیں۔ اسکے علاوہ وہاں ایک طرح کی بکریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جنکی اون اعلےٰ قسم کی ہوتی ہے۔ اور سال میں دو مرتبہ تراشی جاتی ہے۔ اور ایک طرح کی قد آور بلّی بھی ہوتی ہے۔ جسکے بال نہایت ملائم اور لنبے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس ملک کے کوہستان میں انواع واقسام کے خوبصورت وخوش آواز خشکی کے پرندے بھی ہوتے ہیں +

---

(۲) دوسری فصل

دولت علیہ عثمانیہ کی بندرگاہیں

اس حکومت کے قلمرو کو جن سمندروں نے احاطہ کر رکھا ہے اُنہیں سے ہر ایک میں متعدد بندرگاہیں اور بحری گھاٹ موجود ہیں جو کم وبیش اہمیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہیں اور اس لئے ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ ہم اُن کی ترتیب ذیل کے انداز پر کریں +

بحر اسود کی بندرگاہیں :- دولت علیہ عثمانیہ کے قبضہ میں جسقدر بحری مقامات اور بندرگاہیں موجود ہیں اُنمیں سب سے بڑی اور اہم بندرگاہ خود پائے تخت اور دار الخلافت قسطنطنیہ ہے جسکو دار السعادت اور استانبول، یا اسلامبول، بھی کہتے ہیں اور بعض عربی کتابوں میں اُسکا نام فروق بھی مشاہدہ ہوا ہے۔ اس شہر کا گھاٹ نہایت عظیم الشان اور خوشنما ہے جسکا نظیر تمام دنیا میں نہیں مل سکتا۔ یہ گھاٹ خلیج ابی ایوب کے دہانہ کے قریب واقع ہے اور اہل فرنگ اس کو گولڈن ہارن یعنی شاخ زرین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کھاڑی کا طول (۶۸۰۰) میٹر ہے اغلب ہے کہ اسکی چوڑائی (۳۰۰) میٹر ہوگی۔ اس گھاٹ میں ایک ہزار کشتیاں اور جہاز آ

سما سکتے ہیں اور بڑے سے بڑا جنگی جہاز اسمیں بآسانی آمد و رفت کر سکتا ہے۔ خلیج مذکور کے دونوں کناروں پر متعدد بستیاں اور سلسلۂ عمارات باہم مسلسل ہوتا ہوا آستانہ سے متصل ہوتا ہے اور یہ تمام مقامات آستانہ ہی کے شہر میں شامل تصوّر کئے جاتے ہیں۔ اِن مضافات کے گاؤوں میں سب سے مشہور تر گانوں فنار رہے ہے جو اگلے زمانہ میں سفرای دُوَل یورپ کی جائے سکونت تھا اور اِن دنوں سے وہاں رُومی گروہ کے لوگ رہا کرتے ہیں۔ دوسری بستی بلاط ہے جس کے باشندے زیادہ تر کیا بلکہ تقریباً کل یہودی ہیں۔ تیسری بستی سیدی ابی ایوب الانصاری رضؓ ہے جہاں ایک عظیم الشان مسجد سلطان محمود ثانی فاتح قسطنطنیہ کی تعمیر کردہ موجود ہے اور اِس مسجد میں ہر ایک عثمانی سلطان بوقت تخت نشینی پہلے حاضر ہو کر شیخ الاسلام کے ہاتھوں تلوار زیب کمر کرتا ہے۔ اہلِ ملک اِس مسجد کی نہائت تعظیم کرتے ہیں۔ یہاں تک جتنے مقامات ذکر کئے گئے یہ سب خلیج گولڈن ہارن کے مابین کنارہ پر ہیں اور داہنے کنارہ پر حسب ذیل مقامات واقع ہیں خاصکوئی۔ یہ ارمنی لوگوں کا محلّہ ہے اور اسی میں کچھ یہودی بھی آباد ہیں۔ قاسم پاشا اِس حصّہ میں محکمہ وزارت بحری کا دفتر اور سرکاری جیلخانہ ہے۔ اور اِس بستی کے ساحل پر عثمانی دار الصناعت یعنی کارخانہ جہاز سازی و مرمّت جہازات پھیلتا ہوا دُور تک چلا گیا ہے جسمیں گڑھائی اور ڈھلائی کے کارخانے، جہازوں کی مرمّت اور تیاری کے وسیع و عظیم الشان حوض، اور جملہ سامان متعلق تیاری جہازات جنگی و تجارتی موجود ہیں۔

یہ تو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اِس گھاٹ کو دنیا کے تمام دریائی گھاٹوں میں بے نظیر مانا جاتا ہے اور اِس کی اصل وجہ یہ ہے کہ محفوظ مقام میں ہونے کے باعث تمام سال اور ہر ایک موسم میں دریا کی طغیانی کا اسپر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اسکی گہرائی اسقدر کافی ہے کہ بھاری سے بھاری اور بڑے سے بڑا جنگی یا غیر جنگی جہاز اسمیں نہائت آسانی کے ساتھ آ جا سکتا ہے۔ آستانہ علیہ کا ایک مشہور محلّہ غلطہ (گلاٹا) بھی ہے جو ایک بلند ٹیلے کی چوٹی پر واقع ہے اور پہلے اسکو ایک شہر پناہ گھیرے تھی جسکا محیط چھ کیلو میٹر ہوگا۔ اِس شہر پناہ کو اہلِ جنوہ نے تعمیر کیا تھا۔ جو تیرھویں صدی عیسوی کے زمانہ میں عثمانی فتح قسطنطنیہ سے قبل



سلطان بایزید اوّل تیمور لنگ کے ہاتھ میں مقید ہے ۲۰ جولائی سنہ ۱۴۰۲ء

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۸۱)

یہاں سکونت رکھتے تھے۔ قرنطینہ کی بارکیں، جنگی کا دفتر، اور ایک نہائت بلند برج آگ لگنے کی خبر لینے کیواسطے بھی اسی محلہ میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس برج پر ہر وقت ایک آدمی متعین رہتا ہے جو سارے شہر کو دیکھا کرتا ہے اور جہاں آگ لگی فوراً عملہ والے اُس سمت کو دوڑ پڑتے ہیں وغلطہ ہی سے ملا ہوا پیرا کا محلہ (یعنی بک اوغلی) ہے جہاں دول یورپ کے سفیروں کی سکونت رہا کرتی ہے۔ اس محلہ میں ایک بہت بڑا کارخانہ توپ سازی کا بھی ہے۔ جسمیں توپیں اور بندوقیں تیار ہوتی ہیں ✦

اور جسوقت دو بڑے آہنی پل اس خلیج کے دونوں ساحلوں کو باہم ملانے کی غرض سے تیار ہو گئے تو وہ مسافت جو دونوں پلوں کے مابین حد فاصل تھی بادبانی کشتیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ قرار دیگئی، نئے آہنی پل کے شمالی سمت میں جو جگہ محل طولہ باغچہ تک چلی گئی تھی وہ جنگی اور دخانی جہازوں کے لنگر انداز رہنے کے واسطے مخصوص ہوئی۔ اور قدیم پل کے جنوب میں اُس کے پاس سے تقریباً خلیج کے انتہائی کنارہ تک جسقدر وسیع جگہ نکلی وہ سب دار الصناعۃ عثمانیہ (یا کارخانہ جہاز سازی) کا گھاٹ بنا دیگئی اور اسی حصہ میں سلطنت کے وہ تمام جنگی جہازات لنگر ڈالے رہتے ہیں۔ جو آستانہ علیہ میں موجود ہیں۔ جسوقت انسان نئے پل سے نکلکر شمالی رُخ بحر اسود کی طرف چلے تو اُسکو اس خلیج کے دونوں ایشیائی اور یورپ کے ساحلوں پر کئی ایک چھوٹے چھوٹے گھاٹ دخانی اور بادبانی جنگی اور تجارتی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کے قابل ملینگے جنمیں سب سے مشہور گھاٹ یورپ کے ساحل پر حسب ذیل ہیں۔ بالطہ لیمان، بیبک، بویجی کوئی، امیرکون، استینیتہ، طرابیہ، بیوک دیرہ، اور، رومیلی قواق۔ اور ایشیائی ساحل پر اسکودار، بگلربک، قندیلی، بکقوز، چبوقلی، اور انا ضوق قواقی، کے گھاٹ واقع ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سواحل باسفرس جہازوں کے لنگر زن رہنے کے لائق ہیں۔ مگر اُسوقت جبکہ سمندر کی مخالف اور مان سون اسقدر خطرناک اثر سے موثر نہو جو کشتیوں کے خوف دلانے کی موجب بنجائے ✦

شہر قسطنطنیہ کی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے اور اب سال بسال زیادہ ترقی کرتی

جاتی ہے - چنانچہ سنہ ۱۹۰۲ء میں اس شہر کے بندرگاہ میں (۱۰۱۶۶) بادبانی - اور (۱۰۴۶) دخانی جہاز مال تجارت سے بھرے ہوئے داخل ہوئے تھے جنکا مجموعی بار ترلیسٹھ لاکھ ننانوے ہزار ٹن تھا +

مرحوم سلطان محمدؒ ثانی فاتح نے اس شہر کو ۸۵۷ھ میں فتح کرکے بوجہ اسکے موقعہ کی اہمیت اور اسکے بحر اسود و بحر ابیض کے اطراف پر مسلط ہونے اور ایسے مضبوط و محفوظ مقام پر واقع ہونے کے جہاں تھوڑی سی فوجی قوت کے ساتھ بچاؤ کیا جا سکتا ہے اسکو حکومت عثمانیہ کا پایہ تخت بنالیا - عثمانی بادشاہوں کے قابض ہونے سے پہلے یہ شہر مشرقی رومی سلطنت کا پایہ تخت تھا اور اپنے بانی قسطنطین اعظم کی جانب منسوب ہونیکے باعث قسطنطنیہ کے نام سے موسوم تھا - اسکی بنیاد قیصر قسطنطین اعظم نے ۳۳۰ء میں ڈالی تھی ورنہ اس سے پہلے اسکا نام بزانطیوم (بزنٹائن) تھا - آجکل اس شہر کی آبادی (۱۳۰۰۰۰۰) آدمیوں سے زائد ہوگی - اسمیں (۳۵۴) سرائیں، (۱۸۰) حمام (۵۰) شاہی محل (یا اسکے قریب) اور (۱۹۸) سپاہیوں کی بارکیں اور محافظ جوانوں کی چوکیاں ہیں مسجدوں کی تعداد (۶۷۵) ہے - (۵۲۰) اسلامی مدرسے (۱۴۸) مدارس عالیہ (۶۵) کتبخانے - (۲۳۱) دیر (۱۸) شفاخانے - اور (۱۷۰) گرجے ہیں - جنمیں سے (۶۰) رومیوں کے، (۴۰) ارمن والوں کے (۱۰) لاطینی لوگوں کے اور مابقی دوسرے عیسائی فرقوں کے ہیں - علاوہ ازیں وہاں شاندار محلّات اور فلک فرسا سرکاری دفاتر کی عمارتوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے - جو اس شہر کی رونق اور عظمت ظاہر کرتی ہے - ان عمارتوں میں زیادہ مشہور عمارتیں بخشی فوج کا دفتر، باب عالی، اور جدید میگزین ہیں +

شہر کا منظر نہایت حسین اور شاندار ہے - دور سے دیکھنے والے کے دل پر اس کے دلفریب سین کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور انسان خوبصورت سے خوبصورت مقام کی جو تصویر اپنے دماغ اور خیال میں کھینچ سکتا ہے وہ بالکل وجوہ شہر قسطنطنیہ کا منظر پیش نگاہ ہوتے ہی سامنے نظر آجاتی ہے - شہر کی تقسیم دس حصوں یا شہری حلقوں میں کیگئی ہے

سنہ ۱۹۰۱ء میں مطابق سیفینس پریک عشر ۱۹۱۱ (۱۰۸۹۶) سٹیمر (۱۷۵۱۶۲۴۴۶) ٹن وزن کے قسطنطنیہ کے بندرگاہ میں داخل ہوئے +

اور عثمانی سپاہ کی پانچویں آرمی کور یہیں مقیم رہتی ہے - چونکہ یہ شہر سات بلند ٹیلوں پر آباد ہے اسی واسطے اسکے راستے اور سڑکیں بہت ڈھلوان اور ٹیڑھی واقع ہوئی ہوئی ہیں۔ تجارت میں یہ شہر تمام دنیا کی تجارتی منڈیوں پر فوقیت لیگیا ہے اور آجکل اسکی تجارتی اہمیت اسلئے اور بڑھ گئی ہے کہ اب وہ ریلوے کے ذریعہ سے بھی یورپ کے مشہور پائے تختوں سکے ساتھ وابستہ ہوگیا ہے۔ شہر کے مکانات زیادہ تر لکڑی سے بنے ہیں - کیونکہ یہاں زلزلوں کا بہت خوف رہتا ہے - اسی وجہ سے اس شہر میں کوئی رات ایسی نہیں خالی جاتی جسمیں کہیں نہ کہیں آگ نہ لگتی ہو۔ مگر اب اکثر باشندے اپنے مکانات سنگ مرمر اور دوسرے پتھروں سے بنوانے لگے ہیں۔ خاصکر سنہ ۱۸۹۴ء میں جو زلزلہ آیا تھا اُس کے بعد سے بکثرت پختہ اور سنگین عمارتیں بنگئی ہیں ❖

بحر اسود کے ساحل رومیلی پر دولت علیہ عثمانیہ کے مقبوضہ مشہور بندرگاہوں میں سے ایک بندرگاہ یا گھاٹ بورغاز بھی ہے جو خلیج کے انتہائی گوشہ پر واقع ہے اور شہر ایڈریانوپل کے شمالی مشرقی گوشہ سے (۱۱۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر پایا جاتا ہے۔ یہ بندرگاہ اِن ملکوں میں سب سے اہم تجارتی بندرگاہ ہے اور وہاں کے مال برآمد میں گیہوں، جو، چینہ دانہ، اون اور عرق گلاب وغیرہ چیزیں شامل ہیں۔ اس ساحلی بستی کی آبادی (۵۰۰۰) آدمیوں کے قریب ہوگی ❖

سیزہ پولی - یہ بندرگاہ بھی مشرقی رومیلی کے ساحل پر واقع ہے۔ یہاں کی آبادی (۸۰۰۰) ہوگی سنہ ۱۸۲۹ء میں رومیوں نے اس مقام پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ بحر اسود کا سب سے اچھا گھاٹ ہے ❖

وارنہ - حکومت بلغاریہ کا ایک مستحکم اور بڑا بندرگاہ ہے اور شہر ادرنہ واویا کے نزدیک واقع ہے - وارنہ اور شہر رسچق کے مابین ریلوے لائن بنی ہوئی ہے - اس شہر کی آبادی (۲۵۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اسکے جنوب مغربی جانب ایک چھوٹا سمندر دوان ہے اور اسکا گھاٹ بالکل کھلا ہوا ہے جسپر مشرقی اور جنوبی ہوائیں چلتی رہتی ہیں - گیہوں، شراب کی مختلف قسموں، اور پھلوں اور کھالوں کی تجارت اس بندرگاہ میں بہت زیادہ

ہوتی ہے۔ شہد اور عمارتی لکڑیوں کی نکاسی بھی یہاں سے اچھی ہوا کرتی ہے، اس بندرگاہ کو اس لئے اَحد بھی شہرت حاصل ہے کہ ۱۴۲۴ء میں عثمانی ترکوں نے بماتحتی سلطان مراد خان دوم کے یہیں اڈسلاس پنجم شاہ ہنگری پر نمایاں فتح حاصل کر کے یہ بندرگاہ اُس سے چھین لیا تھا۔ بعد ازاں ۱۸۲۸ء میں روسیوں نے اس مقام کو ترکوں کے قبضہ سے چھینا اور یہاں کی قلعہ بندیوں کو برباد کرنے کے بعد دوبارہ ٹرکی حکومت کو واپس دیدیا۔ پیرس اور وائنا سے آنے والے سیّاح جو یورپ کے ملکوں سے استنبول کو دیکھنے آتے ہیں اسی بندرگاہ سے براہ دریا قسطنطنیہ کا رُخ کرتے ہیں۔ جس بحیرہ کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ اگر موجودہ گھاٹ کے اندر سے وہاں تک کوئی نیا راستہ نکالدیا جائے تو وہ بحیرہ بھی شہر وارنہ کا گھاٹ بن سکے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی ایک اچھے اچھے گھاٹ وہاں موجود ہیں لیکن چونکہ اُنکا ذکر چنداں ضروری نہیں اسلیے ہم اُنکو بیان نہیں کرتے +

اناطولیا اور ایشیاے کوچک کے جو سواحل بحر اسود پر واقع ہیں۔ اُنمیں سب سے اہم حسب ذیل مقامات ہیں:-

اَرِکلی یہ گھاٹ شمال کی جانب کُھلا ہوا ہے۔ اس کے اندر کشتیاں اور جہازات لنگر انداز ہوتے ہیں اور اس شہر کے اطراف میں پتھر کے کوئلہ کی کانیں ہیں جنکی پیداوار خود حکومت عثمانیہ جہازرانی کے کام میں لاتی ہے +

شہوادکلی۔ قسطنطنیہ کی بنیاد پڑنے سے قبل اور رومی حکومت کے آخری عہد میں تراس کی اُسقفیہ کا پایہ تخت بھی رہچکا ہے +

وانیہ بولی۔ اسکا قدیمی نام ایونوپولیس تھا۔ ضلع قسطنطونیۃ میں بحر اسود کے کنارہ پر ایک گھاٹ ہے۔ اور سنیوب سے مغربی سمت (۱۳۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کی آبادی (۳۵۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اس بندرگاہ میں چھوٹی کشتیاں ٹھہرا کرتی ہیں۔ اور یہاں کا گھاٹ بہت خوشنما اور مختصر ہے۔ شہر دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی میں واقع ہے جسکو دریائے دوریکان آیرمق سیراب کرتا ہے۔ مذکورہ بالا پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے نیچے ایک قلعہ بھی تھا جو اب منہدم ہو گیا ہے۔ یہ قلعہ ۱۲۰۱ء میں جنیوا کے

کاسک لوگوں کی لوٹ مار کے حملے روکنے کی نیت سے بنوایا تھا جو بعد میں منہدم ہوگیا +

اُماسترا - یہ بھی بڑا بندرگاہ ہے - مگر شمال مغربی گوشہ سے مغربی جانب کو کھلا ہوا ہی شہر ایک چھوٹی جزیرہ نما راس پر واقع ہے - اس بندرگاہ میں زیادہ سے زیادہ پانی کی گہرائی بیس بام پائی جاتی ہے - اسکو ضلع قسطمونی کے ماتحت رکھا گیا ہے - یہ شہر آخری تاجدار ایران نے بنوایا تھا - اور ۱۴۵۳ء میں سلطان محمود نے اسکو اہل جنونیزہ کے قبضہ سے نکالکر عثمانی قلمرو میں داخل کیا - یہاں چند قدیم یادگاریں بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں +

سینوب - ایشیائے کوچک کا مشہور بندرگاہ ہے - قدیم زمانہ میں اسکی شہرت اعلیٰ درجہ کی تھی - مشہور فلاسفر دیوجانس کلبی اسی شہر کی خاک سے پیدا ہوا تھا جسوقت سلجوقی حکمرانوں نے یہ بندرگاہ یونان والوں سے چھین لیا تو انہوں نے اسے صوبہ قسطمونی کا ماتحت بنا دیا اور پندرھویں صدی عیسوی کے نصف دور تک یہ اُن سلجوقی امیروں کے قبضہ میں رہا جو عثمانی سلاطین کے زیر اثر اور ماتحت تھے ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے اس بندرگاہ پر حملہ کیا - اور متعدد ترکی جہاز جو یہاں موجود تھے جلا ڈالے شہر کا بڑا حصہ بھی منہدم کر ڈالا - اور آجکل اس بندرگاہ سے چاول، میوہ جات، اور کھالوں کی خوب تجارت ہوتی ہے - اس بندرگاہ میں ایک ترکی کارخانہ جہاز سازی موجود ہے جسمیں ہلکی قسم کے جنگی جہازات تیار ہوتے ہیں - شہر کی آبادی دس ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی - سینوب سے مشرقی جانب آٹھ میل کے فاصلہ پر اور راس بوزتپہ کے مغربی سمت ایک اور چھوٹی سی کھاڑی پائی جاتی ہے جسکو اقلیمان کہتے ہیں - اور قسطمونی ہی کے صوبہ میں "ہرنیلیابس" اور "کرزنہ" نامی دو چھوٹے بندرگاہ بحر اسود کی سواحل پر اور بھی واقع ہیں جو تجارتی مرکزوں میں شمار ہوتے ہیں مگر انمیں جو جہاز جاتے ہیں وہ بوجہ اسکے کہ وہاں کوئی محفوظ بندرگاہ نہیں معتدل ہوا کے مقامات میں لنگر ڈالتے ہیں ورنہ طوفان کا خوف ہوتا ہے +

سمسون - ولائت طرابزون کا ایک بندرگاہ ایشیائے کوچک میں بحر اسود کے کنارہ پر واقع ہے اور اُسکی ایک کھاڑی سمسون ہی کے نام سے موسوم ہے - اس کی مردم شماری (۳۰،۰۰۰) ہوگی - بغداد اور اندرونی ٹرکی قلمرو سے جو ایشیائی ممالک میں ہے اسکی بہت وسیع تجارت جاری رہتی ہے - اس بندرگاہ میں جہازوں کے لنگر انداز ہونے کا سب سے بڑا مقام داس سمسون کے نزدیک واقع ہے اور اُسکا عمق چھ بام ہے - اُس کے گھاٹ میں شمالی ہوا اکثر چلتی رہتی ہے - اور یہاں کی تجارت برآمد میں قابل ذکر چیزیں تانبا، لکڑیاں، گیہوں، اور تنباکو وغیرہ ہیں +

اونیا - یہ ساحلی بستی ایک ہموار ٹیلہ پر آباد ہے یہاں کے رہنے والے تجارت اور دستکاری میں اچھی مہارت رکھتے ہیں - اس میں انگور کی پیداوار بکثرت ہے - اس لئے شراب کی نکاسی یہاں سے خوب ہوتی ہے، شراب، میوے، روئی، اون، اور قالین یہاں کے مال برآمد ہیں - یہاں کا گھاٹ بھی شمالی ہوا کی زد میں رہتا ہے جو جہازرانوں کے لئے باعث وبال ہے +

فونا - یا - فزو - داس فونو کے پیچھے (۱۵) کیلو میٹر کے فاصلہ پر کالیون کے شمال غربی جانب ایک کھاڑی ہے جسمیں زیادہ تر چھ بام گہرا پانی ہے - یہاں بادبانی جہازات جاڑوں کے موسم میں لنگر انداز رہتے ہیں +

طرابزون - قسطنطنیہ سے (۹۰۰) کیلو میٹر اور ارض روم سے (۱۴۰) کیلو میٹر کے فاصلہ پر ایشیائے کوچک کا ایک مستحکم شہر ہے، اسکی آبادی (۸۰) ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی - اس شہر میں بہت سے قدیم آثار موجود ہیں منجملہ اُن کی لاٹیوں کی ہیکل بھی ہے اس شہر کے بندرگاہ میں بکثرت جہازات آتے جاتے رہتے ہیں، یہاں کے مال برآمد میں کتان، رسیاں، تنباکو، کپڑے، خرادی ہوئی چیزیں، اسلحہ، شکر، دودھ، تیل، اور شیشہ آلات وغیرہ وغیرہ اشیاء بہت نکلتی ہیں - عثمانی جہازرانی کمپنی مخصوصہ کے جہازات یہاں خاص طور پر اپنی ڈاک قائم رکھتے ہیں اور فرانسیسی، آسٹرویلی، اور روسی جہازرانی کمپنیوں کے جہازات بھی قسطنطنیہ اور باطوم جاتے ہوئے یہاں قیام کرتے

ہیں۔ شہر طرابزون بہت قدیم اور تاریخی مقام ہے۔ ادوار قدیم میں اسکی شان و شوکت قابل رشک تھی۔ اور قسطنطنیہ کی تعمیر سے پہلے بہت سے تاجداروں کا دارالملک رہچکا ہے سلطان سلیم اوّل بھی یہاں کچھ عرصہ تک مقیم رہا تھا۔ اس شہر کا گھاٹ جہازوں کو لنگر انداز ہونے کے لئے مناسب نہیں کیونکہ اُس میں شمالی مغربی گوشہ کی طوفانی ہوا اکثر چلتی رہتی ہے ولائت طرابزون میں بحر اسود کے ساحل پر دولت علیہ کے اور بھی کئی بحری مقام ہیں جنمیں سے ریزہ، کیرہ سون، اُونِف، اور، تیرہ پولی، مشہور مقامات ہیں۔ طرابزون ایک سر برآوردہ بندرگاہ ہے لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا یہاں جہازوں کا قیام محض اُسی حالت میں ممکن ہوتا ہے جبکہ ہوا معتدل ہو*

باطوم۔ دریائے باطوم کے قریب طرابزون سے شمال مشرقی جانب براہ دریا (۲۶) میل کے بُعد پر واقع ہے اِس شہر کا بندرگاہ بہت محفوظ ہے اور بحالت حملۂ دشمن اپنی دشوار گذاری کے باعث خشکی اور تری دونوں جانب سے مدافعت کا سامان کرسکتا ہے۔ اسنے اپنے عمدہ موقع کے لحاظ سے بحری دنیا میں اچھی شہرت پائی۔ خاصکر روسی سرحد پر یہ سب سے کارآمد بندرگاہ ہے۔ اور اسکے گھاٹ میں کنارہ سے قریب بڑے سے بڑا جنگی جہاز لنگر انداز رہ سکتا ہے، جنگ روم و روس میں روسیوں نے اسپر بہت سے ناکام حملے کئے۔ لیکن وہ اسے قابو میں نہ لاسکے آخر صلح کے بعد معاہدۂ برلن کی رو سے حکومت روس نے اسپر قبضہ کرلیا۔ چھوٹی کشتیاں موسم سرما میں یہاں نہیں رہ سکتی ہیں۔ پٹرولیم تیل کے چشمے یہاں بکثرت ہیں اور آبادی مسلمان و نصاریٰ و چرکس لوگوں کو ملا کر دو ہزار کے قریب ہوگی باطوم کے قریب اور بھی کئی مختصر اور ناقابل ذکر گھاٹ ہیں*

دولت علیہ کی وہ بندرگاہیں جو بحیرۂ مارمورا پر واقع ہیں*

انمیں زیادہ مشہور بندرگاہ ازنقید ہے جسکا قدیم نام نکومیڈیا تھا۔ آستانہ علیہ سے (۱۰۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر بجانب مشرق جنوب مشرقی گوشہ میں واقع ہے اور خلیج ازمید کے

سرے پر پڑتا ہے۔ اور خلیج مذکور بحیرہ مارمورا کے شمال مشرقی کنارہ پر ہے شہر ازمید کی مردم شماری چالیس ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی۔ قدیم زمانہ میں یہ مقام ملک بوسینیا کا پایہ تخت تھا۔ اریانوس مؤرخ اسی شہر میں پیدا ہوا۔ ہنی بال نامور فاتح اور جنرل نے یہیں وفات پائی۔ قسطنطین اعظم اسی خاک کا پیوند ہوا۔ اور حکیم بلینیاس کا وطن مالوف یہی مقام تھا۔ اب اسکی قدیم عمارتوں کے کھنڈر بھی باقی نہیں رہے۔ اسکا بندرگاہ وسیع اور پانی بہت عمیق ہے بڑے بڑے جہازات اس میں بخوبی آسکتے ہیں ۷۱۶ھ ہجری میں عثمانی ترکوں نے اسکو فتح کرکے یہاں ایک بڑا شاندار جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا جو اب ترقی کرکے اسقدر بڑھا لیا گیا ہے کہ بڑے بڑے زرہ پوش کروزر اور آہن پوش جنگی جہازات بنا لیتا ہے اور آلات جہاز سازی کے کئی کارخانے اسکے ساتھ منضم ہوگئے ہیں چنانچہ بحالت موجودہ اسکو دولت علیہ کا دوسرا عظیم الشان بحری جنگی اسٹیشن کہہ سکتے ہیں اور شہر ازمید میں اسوقت بہت سے ریشم کے کپڑے بنانے والے کارخانے اور چینی کے برتن تیار کرنے والی فیکٹریاں بھی موجود ہیں۔ لکڑی اور نمک کی تجارت یہاں سے بہت ہوتی ہے، نیز اسمیں کئی ایک معدنی چشمے ہیں اور تارپیڈو کشتیوں کا مرکز بھی یہی ہے ٭

مودانیہ۔ ولائت خداوندگار کا ایک بندرگاہ جو خلیج مودانیہ میں واقع ہے۔ قدیم نام سیانوس سنیوس تھا۔ آبادی بیس ہزار آدمیوں کی ہوگی، اور یہ مقام شہر بروصہ کا بندرگاہ متصور ہوتا ہے ٭

گملیک۔ یہ بھی ولائت خداوندگار کا ایک بندرگاہ اور خلیج مودانیہ میں واقع ہے آبادی تین ہزار شخصوں کی ہے اسمیں کارخانہ جہاز سازی اور بحری کارخانے ہیں ٭

اردک۔ اگلا نام ارتاکی۔ یا۔ ارتاسی تھا بحیرہ مارمورا کے جزیرہ نمای کیزیکہ کے جنوب مغربی کنارہ پر آستانہ علیہ سے (۷۰) میل کے فاصلہ پر ایک بندرگاہ ہے۔ اسمیں ایک قدیم زمانہ کے دریائی بند کے نشانات پائے جاتے ہیں اور اسکے مغرب و جوار

میں شراب بہت عمدہ بنتی ہے۔ یہ ایک تجارتی منڈی ہے۔ ہیروڈوٹس قدیم یونانی مؤرخ نے تحریر کیا ہے کہ اہل فنیقیا نے فارس والوں سے جنگ آرا ہونے کے عہد میں اس کو بالکل جلا ڈالا تھا۔ پھر یونانیوں نے اسکو دوبارہ تعمیر کیا اور خوب اچھی طرح قلعہ بندی کر لی۔ اسکے مشرقی جانب قدیم شہر کیزیکہ جزیرہ نمائے مذکور کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہاں کے باشندے اکثر زراعت پیشہ ہیں۔ اسکا گھاٹ بہت خرد ہے۔ اور اب یہ ولائت قرہ سی میں شامل ہے۔ اُرڈک کے علاقہ میں کئی ایک مفید معدنی چشمے بھی ہیں جنکا پانی ممالک یورپ کو جایا کرتا ہے ✣

رودوستو۔ یا۔ تکفور طاغ۔ اسکا قدیم نام بیزنٹائن تھا۔ یہ بھی ایک ترکی مستحکم بندرگاہ اور یوروپین ٹرکی کے سواحل پر واقع ہے۔ آبنائے گلیپولی سے (۶۰) میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب ہے۔ ولائت ایڈریانوپل کے ضلع روملی کا مرکز یہی مقام ہے۔ آبادی (۳۰۰۰۰) آدمیوں کی رکھتا ہے۔ شہر کے ہر چہار طرف خوبصورت باغوں کا سلسلہ اُسکی رونق دوبالا کر رہا ہے، بڑی بڑی سرائیں، عمدہ حمام، اور خوبصورت شاندار گرجوں نے شہر کی زیب و زینت بڑھانے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ غلّہ، اون، اور تیل یہاں کی تجارت برآمد کے جزو اعظم ہیں ۱۳۶۹ء میں اسپر روسیوں نے قبضہ کر لیا تھا لیکن بعد میں پھر ترکوں نے اسکو فتح کر لیا اور اب یہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا ✣

ایدنجق - قدیم شہر کیزیکہ کے نزدیک ہی واقع ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اُسی کے کھنڈروں پر اسکی بنیاد پڑی ہے۔ ایک ضلع کا صدر مقام ہے جسکا یہی نام ہے، اور جو اُرڈک کی کمشنری میں شامل ہے، یہاں شہتوت کے درخت بہت افراط سے پیدا ہوتے ہیں، انگور کی پیداوار بھی خاصکر قابل ذکر ہے، اس گھاٹ میں بادبانی جہازات کی آمد و رفت زیادہ رہتی ہے۔ شہر کی آبادی پانچ ہزار آدمیوں کی ہوگی ✣

بحیرہ مارمورہ پر کئی ایک اور گھاٹ بھی ہیں جو ولائت قرہ سی میں شامل ہیں اور انمیں باندرمہ کا گھاٹ زیادہ مشہور ہے۔ اس گھاٹ سے بھیڑوں کی نکاسی بہت ہوتی ہے ✣

گلیپولی۔ یورپین ساحل پر واقع اور ولائت ایڈریانوپل کے ماتحت ہے، اس کا گھاٹ دورخا ہے کیونکہ شہر ایک جزیرہ نما کی شکل رکھنے والی زمین پر واقع ہے۔ جو اس بندرگاہ سے ملی ہوئی ہے۔ شہر گلیپولی قسطنطنیہ سے جنوبی سمت میں (۲۱۲) کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مردم شماری بیس ہزار سے کم نہیں، پہلے یہ مقام ولائت الجزائر کا مرکزی مقام تھا۔ اور اب یورپین اور عثمانی جہاز ران کمپنیوں کے جہازات کا اسٹیشن ہے اور بڑی بھاری تجارتی منڈی ہے۔ یہاں کی پیداوار میں کھال ایک مشہور جنس ہے۔ ریشم، کئی اقسام کی اون، اور غلے، یہاں کی تجارت برآمد کی جان ہیں، خوشنما عمارتوں اور پُرفضا باغوں نے شہر کو نمونہ جنت ارضی بنا رکھا ہے اور شہر کی حفاظت کے لئے چودہ قلعے چاروں طرف بنے ہوئے ہیں۔ یہ سب سے پہلا یورپین شہر ہے جسپر ترکوں نے اوّل اوّل اپنی فتوحات کا جھنڈا نصب کیا تھا۔ اور اسپر ۱۳۵۵ء میں عثمانی قبضہ ہوا۔ سلطان بایزید خاں اوّل نے اس شہر میں ایک شاندار برج بنوایا، جو ابتک انکی یادگار ہے۔

جزیرہ نمائے گلیپولی آبنائے ڈارڈنلز، بحیرہ آرکی پیلیگو، اور بحیرۂ مارمورا، اور خلیج ساروس کے مابین گھرا ہوا ہے۔ اس جزیرہ نما کی زمین خشکی کے حصہ سے ایک تنگ نما کنارے کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ جو بحیرۂ مارمورا اور خلیج ساروس کے مابین واقع ہے اور اسمیں بہت سے قدیم کھنڈر موجود ہیں۔ غرض اس تمام بیان کا ماحصل یہ ہے کہ بحیرہ مارمورا کے کناروں پر جتنی بستیاں ہیں انمیں سے زیادہ تر گھاٹ اور جہازوں کے قیام کرنے کے قابل مقامات ہیں اور ان میں چھوٹی بادبانی کشتیاں مقامی پیداوار بار کر کے قسطنطنیہ یا دیگر شہروں میں پہنچانے کے لئے گشت لگایا کرتی ہیں۔

ڈارڈنلز۔ اس مشہور آبنائے کے مابین دو شہر ایک دوسرے کے مقابل اسی نام کے واقع ہیں جنکا نام قلعہ سلطانیہ بھی رکھا جاتا ہے یا انکو چناق قلعہ بھی کہتے ہیں، جو شہر یورپ کے ساحل پر ہے اسکے تمام باشندے مسلمان اور شمار میں (۲) ہزار ہیں، اس شہر کو کلید بحر بھی کہتے ہیں اور جو شہر ایشیائی ساحل پر ہے اسکے باشندے مسلمان جو (۱۰)

یہودی، اور ارمنی، ہر مذہب وجنس کے لوگ ہیں جنکی تعداد پانچ ہزار ہوگی۔ اور اس شہر کا نام قلعہ سلطانیہ یا چناق قلعہ ہے۔ اسی شہر میں ڈارڈینلز کے قلعوں کا اعلےٰ افسر اور محافظ رہا کرتا ہے اور اسی شہر میں تمام فرقوں کے کانسل جنرل بھی رہتے ہیں۔ یہاں ایسی چھوٹی چھوٹی تجارتی کشتیاں بنتی ہیں جنکا بار (۸۰) ٹن سے زائد نہیں ہوتا اور اس سے کم بار اُٹھانے والی بھی بنتی ہیں۔ اس قلعہ سے متصل ایک دریا روڈوتس نامی بہتا ہے جو آبنائے ڈارڈینلز ہی میں گرتا ہے۔ مذکورہ بالا دونوں شہروں کے مابین صرف آٹھ سو گز کی مسافت ہوگی اسی باعث ان دونوں شہروں کے مابین جو جگہ ہے اُسکا بچاؤ نہائت خوبی سے ان دونوں شہروں اور انکے علاوہ ڈارڈینلز کے دیگر تمام مستحکم مقامات میں بھاری قلعہ شکن اور دُور تک مار کرنے والی توپوں اور جدید سے جدید آلات جنگ کے ذریعہ سے قلعبندی کیگئی ہے اور بوقت ضرورت بڑی تیزی اور آسانی کے ساتھ تمام آبنائے کو تار پیڈو آلات سے بھی بھر پور کر دیا جاسکتا ہے۔ غرضکہ اس آبنائے کو دنیا میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ دارا شاہ فارس نے یورپ پر اسی جانب سے فوجکشی کی تھی۔ اور اسکندر اعظم نے بھی اسی آبنائے سے گزر کر ایشیا پر فتح وظفر کا پرچم اُڑایا تھا۔ پھر تیسری بار سلطان سلیمان خان نے یورپ پر اسی راہ سے حملہ کیا۔ دولت علیہ نے اس آبنائے پر اپنا یہ حق بڑی خوبی سے محفوظ رکھا ہے کہ غیر حکومتوں کے جہازات اس سے بلا اُسکی اجازت خاص کے گزر نہیں سکتے۔ اور ۱۲۵۷ھ و ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۴۱ء و ۱۸۵۶ء میں دول یورپ نے بھی اُسکے اس حق کو تسلیم کر لیا ہے[۱]۔

[۱] یہ موقع نہائت مضبوطی سے قلعبند کرکے آبنائے ڈارڈینلز کو جو گویا آستانہ علیہ کا دروازہ ہے دشمنوں کے حملہ سے محفوظ بنالیا گیا ہے اور حال میں آبنائے کے دونوں کناروں پر مسلسل نئے قلعے بھی تیار کر لئے گئے ہیں جو سب کے سب اعلےٰ درجہ کے جدید ایجاد شدہ اسلحہ جنگ سے مسلح ہیں۔ جس سے بلا اجازت حکومت سنیہ کے کسی جہاز کا اس آبنائے میں سے ہوکر گزرنا محال ہوگیا ہے۔ اس آبنائے سے اجنبی جہازوں کی آمد رفت کے متعلق کئی ایک معاہدے مختلف اوقات میں دول یورپ کے ساتھ کئے گئے اور اب بجز اسکے کہ تجارتی جہازات اسمیں سے گزر سکیں کسی سلطنت کا جنگی جہاز نہیں جاسکتا۔ البتہ خاص خاص حالتوں میں بعض جنگی جہازات دول یورپ کے اوہر سے گزرے ہیں جنکی تفصیل طوالت طلب ہے۔ اور اسی لئے نظر انداز کیجاتی ہے۔ اور معاہدات

بحر آز کی پیلیگو (مجمع الجزائر یونان) میں ٹرکی بندرگاہیں

اس سمندر میں دولت علیہ کی مشہور بندرگاہوں میں خلیج لشیکا بہت مشہور ہے۔ یہ مقام ایشیائی ساحل پر ڈارڈنلز کے قریب ہے۔ اور قسطنطنیہ سے (۴۸) گھنٹوں کی بحری مسافت پر واقع ہے۔ ۱۸۵۳ء اور ۱۸۷۸ء میں انگلش بیڑہ جہازات نے اسپر قبضہ کرلیا تھا +

تندوس۔ یہ بندرگاہ جزیرہ تندوس میں واقع ہے جسکو "بوغچہ آطہ سنی" کہتے ہیں۔ ڈارڈنلز سے جنوب مغربی سمت میں (۲۴) کیلو میٹر کے بُعد پر واقع ہے اور شہر تندوس شمالی کنارہ پر ایک چھوٹے سے بندرگاہ کے متصل ہے۔ بندرگاہ لشیکہ کے مقابلہ میں ایک قلعہ اسکی حفاظت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس جزیرہ کا ذکر جنگ تروادہ کے خیالات میں بہت کثرت سے آیا ہے۔ اور ترکوں نے اسکے فتح کرنے کیلئے بندقیہ والوں سے کئی ایک مشہور بحری لڑائیاں لڑی ہیں۔ کیونکہ اسکا بحری موقع بہت بے نظیر تھا +

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی شرح وبسط مفصل تاریخی کتابوں میں موجود ہے۔ اس لئے انکا بھی بقدر گنجائش باختصار ذکر کیا جاتا ہے +

۱۷۸۳ء میں روسی حکومت سے معاہدہ ہوا کہ روسی تجارتی جہاز اس آبنائے سے گذر سکینگے پھر ۱۸۲۳ء میں جنگ کے بعد روس نے اس امر کی شکایت کی کہ باب عالی نے معاہدہ کی پابندی نہیں کی اور روسی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرکے انکا تمام سامان ضبط کرلیا نیز انکے مالکوں کو کوئی معاوضہ تک نہیں دیا۔ چنانچہ اس شکایت پر ۱۸۲۹ء میں ایڈریانوپل کا نیا معاہدہ ہوا اور روسی جہازات جو بغرض تجارت آتے تھے اسمیں ہوکر گزرنے لگے اور اُسکے ساتھ دوسری حکومتوں کے تجارتی جہاز بھی جایا کرتے تھے، پھر ۱۸۳۳ء میں ایک اور معاہدہ ہوا جسکا نام معاہدہ ہنکیار اسکلہ سی ہے اور یہ معاہدہ بھی روس اور ٹرکی کے مابین ہوا تھا جسکی بنا حملہ آوری اور مدافعت کے اصول پر تھی۔ اور اس معاہدہ کے رو سے بجز حکومت کی تجارتی کشتیوں کے تمام دول کے تجارتی جہازات آبنائے میں گذرنے سے روک دئیے گئے تھے۔ چنانچہ اس معاہدہ پر انگلستان نے اعتراض کیا۔ اس بعد ۱۸۴۱ء میں ایک اور معاہدہ حکومت

سلانیک - یا - سالونیکا - ایک ولایت کا صدر مقام اور قسطنطنیہ سے (۵۲۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے خلیج سالونیکا کے اندرونی جانب یہ سب سے بڑی تجارتی جگہ ہے - قدیم زمانہ میں اس خلیج کا نام شرمائیکوس رہا - سرمایس سینیوس تھا اور یہ بحیرہ ایجی کی ایک شاخ ہے جو ساحل تھسلی اور جزیرہ نمائے خلقدونیا اور کاسندر کے مابین واقع ہے - اسکا طول (۷۰) میل اور عرض (۳۰) میل ہے - اور دریائے سالمریا - اینجہ، قرہ صو، اور، قادور، اس میں آکر گرتے ہیں - سلانیک اپنی خوشنمائی اور دلفریبی کے لئے مشہور شہر ہے اور اسمیں بہت سے آثار قدیمہ بھی پائے جاتے ہیں؟ یہاں کی تجارت نہائت وسیع ہے - اس شہر سے آستانہ علیہ تک ریلوے بھی جاری ہے جو اسکوب کے راستہ سے ہو کر آتی ہے - سلانیک کا بندر گاہ نہائت وسیع ہے - جسمیں (۳۰۰) سے زائد جہازات سما سکتے ہیں - ترکوں نے اس مقام کو ۱۴۳۱ء میں بعہد غازی سلطان مراد خان دوم اہل بندقیہ کے قبضہ سے چھین کر مملکت عثمانیہ میں شامل کر لیا تھا اور اسی وقت سے یہ مقام آبادی اور تجارت میں ترقیاں کرتا گیا - حتیٰ کہ اب قسطنطنیہ کے بعد عثمانی قلمرو

(**بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ**) انگلستان اور باب عالی کے مابین ہؤا - اسمیں آسٹریا، روس اور پرشیا کی حکومتیں بھی شریک تھیں - اور یہ معاہدہ مسئلہ مشرق کی گتھی سلجھانے اور باب عالی کو نمکحرام محمد علی پاشا خدیو مصر کے حملہ سے بچانے کے لئے ہوا تھا جو اُن دنوں قسطنطنیہ پر بڑھ رہا تھا - اس معاہدہ میں اسبات کی تصریح کردی گئی تھی کہ چناق قلعہ کی سرحد سے کوئی جنگی جہاز دول غیر کا نہیں گزر سکتا - لیکن جبکہ کوئی ایسی صورت پیش آئے جسمیں سے دول یورپ کو حفاظت قسطنطنیہ کی ضرورت آپڑے - تو اُنکے جنگی جہاز ڈارڈنلز میں داخل ہو سکینگے - ۱۸۵۶ء میں یعنی جنگ کریمیا کے بعد دولت علیہ نے تمام یورپ کی حکومتوں کو اسبات کی اجازت دی کہ آبنائے مذکور میں اُنکے سفیروں کی حفاظت کیلئے انکا ایک ایک چھوٹا جنگی جہاز رہا کرے اور اسی معاہدہ کی رُو سے یہ بات بھی قرار پائی کہ بحر اسود جو ترکی اور روس کا مشترک سمندر ہے علیحدگی کے اصول پر کاربند رہے - یعنی اُس میں کسی غیر سلطنت کے جنگی جہاز نہ جانے پائیں - ۱۸۷۰ء میں جنگ فرانس و پرشیا کے بعد جب پرنس گارچیکوف نے دول خمسہ کو ایک یادداشت پیش کی کہ بحر اسود میں اُسکی جنگی قوت کم کرنے کی شرطیں منسوخ کی جائیں - تو ۱۳ مارچ ۱۸۷۱ء کو ایک نیا معاہدہ تحریر ہوا - اور

میں یہ سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے۔ سلونیکا کی مردم شماری اسّی ہزار آدمیوں کی ہوگی۔ اس شہر میں ایک قدیم قلعہ سات برجوں کا قسطنطنیہ کے قدیم قلعہ کا ہمشکل موجود ہے۔ اور آثار قدیم میں قسطنطین اعظم کی کمانِ فتح بھی یہیں تعمیر ہوئی تھی۔ جو ابتک قائم ہے۔ باشندوں میں یہودی زیادہ ہیں جو ممالک اسپین سے شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازآبیلا کے عہد میں نکلکر یہاں آباد ہوئے تھے۔ ریشمی کپڑوں، قالینوں، اور چرم سازی کے کارخانے یہاں بکثرت ہیں۔ سرخ رنگ کا تاگا یہاں عمدہ رنگا جاتا ہے، اور مال برآمد میں ریشم، اون، کھال، اور موم کی نکاسی بہت ہوتی ہے +

قولہ - ولائت سلانیک کا ایک مختصر گھاٹ ہے آبادی (۴۰۰۰) ہوگی۔ یہاں سے تنباکو کی تجارت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور محمد علی پاشا خدیو مصر کا اصلی وطن یہی تھا +

خلیج سلانیک کے مشرقی پہلو میں کسندرہ نامی جو کھاڑی واقع ہے اُسکے کناروں پر بہت سے مقام اس قابل ہیں جہاں جہاز ٹھیر سکیں۔ مثلاً ایک مقام کوتو ہے وہاں بہت سے جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں تاہم چونکہ ان جگھوں میں طوفانی ہوا کا زور رہتا ہے اسلئے خراب موسم میں یہاں جہاز نہیں رہ سکتے۔ کسندرہ کے مشرقی جانب انیورور اور سیکیاؤ دو گھاٹ اور بھی لائق ذکر ہیں۔ انکے ماسوا خلیج اورفانو میں چند چھوٹے گھاٹ ہیں جنکے ذکر کی چنداں حاجت نہیں، البتہ انیوس کا گھاٹ ذرا بڑا ہے اور اُسمیں جہازوں کی آمد و رفت رہتی ہے +

قرہ آغاج - اسکو - لاغوس بھی کہتے ہیں یہ بندرگاہ ولائت ایڈریانوپل میں واقع ہے اور جزیرۂ طاشیوز کے پاس ہے۔ اسکے اندرونی گھاٹ میں پتھر کی چٹانیں بکثرت ہیں۔ جنسے جہازوں کو سخت خوف رہتا ہے +

(**بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ**) اُنمیں روسی حکومت کو بحر اسود میں اپنی جنگی قوت رکھنے کا حق دیا گیا۔ لیکن اسبات کی اجازت نہوئی کہ وہ آبنائے ڈارڈنلز میں اپنے جہازوں کی آمد و رفت رکھ سکے۔ پھر ۱۸۹۵ء میں فسادات مقدونیا کی کشمکش سے دول عظام نے اپنے سفیروں کی حفاظت کیواسطے اپنے جنگی بیڑوں کو آبنائے میں داخل کرنیکی اجازت لی۔ اور اسکے بعد سے وہاں ہر ایک یورپین حکومت کے دو جنگی جہاز رہنے لگے ہیں +

وودوہ اغاج۔ اِس ساحل پر یہ سب سے بڑا تجارتی بندر ہے۔ دریائے مرتبج کے دہانہ سے مغربی طرف اُسکے قریب ہی واقع ہے۔ اور یہاں ایک ریلوے لین بھی ہو کر گذرتی ہے۔ جو اسکو دارالخلافت سے ملاتی ہے ٭

سنیٹ انٹونیو۔ جزیرہ ملنوس کا بڑا بندرگاہ اور وسط جزیرہ میں ہے۔ موسم گرما میں اسکے اندر بہت بڑا جہازی بیڑہ آرام سے رہسکتا ہے۔ اور جاڑوں میں اگر اندرونی رُخ والے حصّہ میں جہازات کھڑے کئے جائیں تو وہ ضررِ طوفان سے محفوظ رہسکتے ہیں ٭

پالیوپولیس۔ خلیج بورنہ میں واقع ہے۔ اسکا ایک گھاٹ نہائت خوبصورت اَور بھی ہے جو جزیرہ ملنوس کے شمالی سمت میں واقع ہے۔ اِس مقام کو پہلے سلطان محمد فاتح نے بنفیوہ والوں سے چھینا تھا پھر بندقیہ والوں نے اسے ترکوں سے واپس لیا۔ اور ۸۸۳ھ میں ترکوں نے اسپر دوبارہ قبضہ کیا جو آجتک مسلسل چلا آتا ہے ٭

بارغہ۔ یوروپین ٹرکی کا ایک تجارتی اور مستحکم بندرگاہ بحرالجزائر یونان میں ہے۔ ولائت یانیہ میں بندرگاہ کورفو کے سامنے ہے۔ یانیہ سے (۹۰) کیلومیٹر جانب جنوب مغرب واقع ہؤا ہے۔ آبادی (۴۰۰۰) ہوگی۔ تجارت برآمد، تیل، شراب، تنباکو، اور پھل پھلہری کی زیادہ ہے ٭

جزیرۂ کریٹ: عربی کتابوں میں اسکا نام اقریطش پایا جائیگا، اسکا طول (۱۷۲) عرض (۲۵) اور محیط (۵۰۰) میل ہے۔ رقبہ اراضی (۴۵۰۰) میل مربع ہے اسمیں میووں اور لکڑی کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ زراعتی پیداوار میں بھی اسکی زمین نہائت اعلےٰ درجہ کی ہے خاصکر زیتون کے درخت یہاں اچھے بار آور ہوتے ہیں۔ وسط جزیرہ میں سفید بلا کے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلتا اور ہر طرف اپنے ہاتھ پانوں بڑھاتا چلا گیا ہے۔ اِس جزیرہ میں سب سے پہلے فینیقیا والے سکونت رکھتے تھے پھر جمہوریات یونان کے لوگوں نے اسپر تسلط کیا۔ اور اُن سے ۶۷ قبل مسیح میں رومیوں نے چھین لیا۔

رومیوں سے مسلمان اہل عرب نے چھینا اور دسویں صدی عیسوی تک وہ اسپر قابض رہے پھر جنیوا کے لوگوں نے اسپر قبضہ کر کے اسے مارکوئس بونیفاس اور ڈیوک مونٹ فیراٹ کو بخشدیا جو ایطالیا کے اُمرا تھے، اُنہوں نے اُسے ۱۲۰۴ء میں اہل بندقیہ کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اور اُسوقت سے ۱۰۸۰ ہجری تک بندقیہ والے اسپر قابض رہے۔ جبکہ سنہ مذکور میں چوبیس سال کی متواتر چڑھائیوں کے بعد ترکوں نے اسکو فتح کر لیا کریٹ کے مشہور بندرگاہ حسب ذیل ہیں:۔

سودہ:۔ یہ بہت محفوظ اور وسیع ہے۔ جزیرہ سودہ سے جو آبنائے کے دہانہ پر واقع ہے۔ طوزلہ تک اسکا طول (۴) میل ہے جسمیں پانچ سو سے زائد جنگی جہاز سما سکتے ہیں۔ اکثر جہاز طوزلہ کے نزدیک خلیج کے اندرونی حصہ میں لنگر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس بندرگاہ میں پانی کی گہرائی پانچ سے لیکر پندرہ بام تک مختلف ہے۔ حکومت عثمانیہ نے اس بندرگاہ کو بحر سفید کے بیڑہ کا اسٹیشن قرار دیا۔ اسی وجہ سے ۱۲۸۴ھ میں یہاں ایک کارخانہ مرمت جہازات کا کھولدیا گیا۔ جسکے ساتھ ہی بہت سے گدام بحری آلات کے، فوجی چھاؤنیاں اور بارکیں وغیرہ بھی تعمیر کر کے اسکو نہایت ضروری اور قابل قدر جگہ بنا دیا گیا۔ اور یہ سب خوبیاں جو اسمیں پیدا ہوئیں فریق حسین پاشا امیر البحر کی طبیعت داریوں کا نتیجہ تھیں۔

خانیہ: یا۔ کینیا۔ جزیرہ کریٹ کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے۔ اور اُسکے شمالی ساحل پر دہمو سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں سے شہر کینڈیا تک مغربی جانب (۶۰) میل کا فاصلہ ہے۔ آبادی (۱۰۰۰۰) ہے۔ شہر مضبوط شہر پناہ کے احاطہ میں گھرا ہے اور عمیق خندقیں اُس کی پائداری میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ اصلاح طلب ہیں۔ اسکا بیرونی گھاٹ شمالی ہواؤں کے زد میں رہنے کے باعث غیر محفوظ رہتا ہے اور اندرونی گھاٹ اسقدر تنگ ہے جسمیں چھوٹی بادبانی کشتیوں کے علاوہ اور کسی طرح کے جہازات رہ نہیں سکتے۔ اگلے زمانہ میں اسکا بندرگاہ جزیرہ کریٹ میں بے مثل اور سب سے بڑا مانا جاتا تھا۔ حکومت عثمانیہ نے شہر خانیہ میں ایک زراعتی بنک کاشتکاروں کی اعانت کے لئے قائم کیا ہے جو

بہت مفید ثابت ہوا - اسمیں کئی ایک گرجے بھی ہیں - پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے - آٹا، غلّے، کپڑے، صابون، زیتون کا تیل، اور ریشم، کی نکاسی یہاں سے خوب ہوتی ہے - بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ قدیم زمانہ میں اسی شہر خانیہ کا نام سیڈونیا تھا جسپر ۱۰۵۳ھ میں ترکوں نے غلبہ حاصل کیا +

رسمو - یا - ریتمو - کینڈیا سے جنوب غربی سمت (۷۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے - آبادی (۸۰۰۰) ہوگی شہر مضبوط فصیلوں کے حلقہ میں ہے اور شہر کے اندر ایک عظیم الشان قلعہ بھی موجود ہے اسکا گھاٹ بہت چھوٹا مگر اسکے ساتھ ہی نہایت محفوظ مقام ہے - اُسمیں صرف ایسی مختصر کشتیاں جاسکتی ہیں جنکے بار کا تخمینہ فی کشتی (۱۵۰) ٹن سے زائد نہو - اسکی آبنائے مشرق کی جانب کھلی ہوئی ہے جسکے اندر جانا اور اُس سے نکلنا دونوں باتیں بہت مشکل ہوتی ہیں - اسپر بھی پہلے بندقیہ والوں کا قبضہ تھا جنسے ۱۰۵۶ھ میں عثمانی ترکوں نے چھین لیا - جو بڑے جہازات اس شہر میں آتے ہیں وہ اُس سے نصف میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب گہرے پانی میں لنگر انداز ہوا کرتے ہیں +

کینڈیا :- اسکو میگالو کاسٹر بھی کہتے ہیں اسکو اندلس کے عربوں نے تعمیر کیا تھا اور نہایت مستحکم و قلعبند شہر بنایا تھا - فصیل اور قلعے کی پائداری میں یہ شہر بہت اعلےٰ درجہ کا مانا گیا ہے - اور خندق بھی اسکی نہایت گہری اور چوڑی ہے - یہاں کا گھاٹ بہت ہی چھوٹا ہے جسمیں صرف ۱۵ جہاز آ سکتے ہیں - وہ بھی مختصر کشتیاں ، قدیم زمانہ میں اسپر اہل بندقیہ کا قبضہ تھا اور بعد میں ترکوں نے اسے فتح کیا - ترکی قبضہ میں آنے کے بعد یہاں کی تجارت خوب ترقی کر چلی - مدتوں یہ مقام حکومت کا صدر مقام رہا - آبادی (۱۵۰۰۰) آدمیوں سے زائد نہوگی - بڑے جہازات جو یہاں آتے ہیں اکثر اوقات شہر سے نصف میل دور شمالی جانب ٹھیرتے ہیں - جہاں (۱۸) بام پانی ہے - اور موسم سرما میں جبکہ طوفانی ہوائیں چلتی ہیں تو جہازات کا لنگرگاہ جزیرہ طوشان - یا اسٹینڈیا میں رہتا ہے - جو کینڈیا کے شمالی جانب واقع ہے - اور (۶) میل کے

فاصلہ پر - بندقیہ والوں کے عہد میں بھی بڑے جہازات کا قیام اسی جزیرہ کے قریب ہوا کرتا تھا - اور کینڈیا سے جہازوں تک مال کی آمد و رفت بڑی چھوٹی بادبانی کشتیوں کے ذریعہ سے ہوا کرتی تھی +

علاوہ بریں جزیرۂ کریٹ کے اور بھی کئی ایک مختصر گھاٹ ہیں - جو قابل ذکر نہیں اُنکے نام حسب ذیل ہیں، سپی لونگہ، یا، اسپرلونگہ، لوچنیا، سنیٹ نیکوس، اسفاکیا، یلٹروس، سیلینو، اور، ایارولمی، شہر کینڈیا میں اب بھی بہت سی عربی قدیم یادگاریں موجود ہیں - اور جزیرۂ کریٹ کی مجموعی مردم شماری (۲۱۵۰۰۰) ہے جنمیں مسلمان اور دیگر مذاہب و اجناس کے لوگ سب شامل ہیں +

بحر متوسط پر ٹرکی حکومت کے بندرگاہ

بحر ابیض متوسط کے سواحل پر ترکی بنادر نہائت کثرت کے ساتھ واقع ہیں مگر انمیں سے چند ضروری مقامات حسب ذیل ہیں :-

ازمیر - (سمرنا) ولائت اناطولیا واقع ایشیائے کوچک کا ایک عظیم الشان شہر خلیج ازمیر کی مشرقی راس پر واقع ہے - اور یہ شہر کوہ باغوس کے دامن میں آباد ہوتا ہوا کسیقدر پہاڑ کے اوپر تک چلا گیا ہے، خلیج ازمیر کا طول (۵۰) کیلومیٹر اور عرض (۲۰) کیلومیٹر سے کم نہیں - جسکے جنوبی سمت سے کوہستان میماس اور مشرقی جانب سے کوہستان باغوس محیط ہیں - اسی وجہ سے اس خلیج کا پانی ساکن اور ٹھیرا ہوا رہتا ہے - اسکا لنگر گاہ بہت محفوظ ہے جسمیں جہازوں کو کسی طرح کا خطرہ نہیں رہتا اور چونکہ اسمیں چٹانیں بالکل نہیں اسواسطے چھوٹی کشتیاں بے خوف و خطر ہر وقت چاروں طرف چلتی پھرتی رہتی ہیں - دریا کی تہ بالکل مسطح اور ہموار ہے اور پانی یکساں ہر جگہ گہرا ہے - شہر سمرنا قسطنطنیہ سے جنوب مغربی جانب (۴۴۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے - شہر کی مردم شماری ایک لاکھ ساٹھ (۱۶۰۰۰۰) ہزار آدمیوں کی ہے منجملہ انکے اسی ہزار مسلمان اور مابقی دوسری جنس کے لوگ ہیں - عمارتیں پتھروں کی بھی ہیں اور

لکڑی کی بھی، حکومت کے دفاتر، فوجی بارکیں اور دوسری مقامی پبلک عمارتیں بہت شاندار ہیں۔ شہر کا طبیعی منظر بیحد دلکش ہے۔ ہر وقت اُس کے لنگر گاہ میں صدہا جہازات کھڑے رہتے ہیں اور آمدرفت جہازات کا تانتا لگا رہتا ہے جنمیں جنگی اور تجارتی ہر قسم کے جہاز ہوتے ہیں: متعدد نہریں اور ندیاں اس شہر اور اسکے مضافات کی زمینوں کو سیراب بناتی ہیں جنکی وجہ سے خوبصورت باغوں اور انگور کی ٹٹیوں کا انبوہ شہر کو گھیرے ہوئے ہے۔ آثار قدیمہ کی قسم سے یہاں کوہ باغوس کی چوٹی پر اہل جنیوہ کا ایک شکستہ قلعہ موجود ہے۔ یہاں کی تجارت خوب زوروں پر ہے، مال برآمد، ریشم، اون، بھیڑ کے بال، کارپٹ، قالین، انجیر، منقیٰ، دوائیں یعنی جڑی بوٹیاں، اور بعض جواہرات ہیں۔ مورخین اس شہر کے بانی کا نام شاہ طنطال بتاتے ہیں جو سپیل کا بادشاہ تھا اور اس شہر کے شمالی ٹیلوں پر جو مقبرے ہیں وہ اسی بادشاہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ ہیروڈوٹس مشہور یونانی مورخ جسکو ابوالتاریخ مانا گیا ہے اسکی بابت بیان کرتا ہے کہ اس شہر کو ایوکیبا والوں نے ایکہزار پندرہ سال قبل مسیح تعمیر کیا تھا پھر اور کئی قوموں نے اسپر قبضہ کیا۔ آخر میں اسکندر اعظم نے اِسے اسکندریہ ثانی بنانا چاہا اور شہر کو کنارۂ دریا پر آباد کیا پھر اسے رومیوں نے فتح کیا بعد ازاں جنیوہ والے اسپر متسلط ہوئے اور اُن سے روڈس کے نائٹوں نے چھینا، زاں بعد سلجوقی خاندان کے مسلمان حکمران اسپر قابض ہوگئے اور ۱۴۲۴ء میں اسکو عثمانی ترکوں نے یونانی حکومت سے چھینا جو پہلے اِسے سلجوقی حکومت کے قبضہ سے نکال چکی تھی غرضکہ اس مرتبہ ترکوں نے سلطان مراد خاں دوم غازی کے عہد میں اسپر ایسا قابو کیا کہ پھر اسے اپنے چنگل سے نہ چھوڑا اور اب تک قابض ہیں۔ یونان کا نامور شاعر ہومر اسی شہر کی خاک سے اٹھا تھا۔ یہیں اسکا ایک مندر بھی تھا۔ جسکے قریب علم طب کے دیوتا اسکولاپیوس کا بھی مندر واقع تھا۔ بیون اور کینتوس دو نامی یونانی شاعر بھی یہیں پیدا ہوئے۔ آجکل یہ شہر ایشیائے کوچک کا تجارتی مرکز ہے اور یہاں سے ریلوے لین نکلتی ہوئی کئی ایک مشہور شہروں تک چلی گئی ہے:-

میڈللی:- یا - مٹیلین - مشرقی ساحل پر اسی نام کے ایک جزیرہ کا صدر مقام ہے - یہاں قدیم الایام میں بہت سی مشہور عمارتیں تھیں - یہ اُن دنوں ایتھنز کی حکومت کے ماتحت تھا مگر ۴۲۸ سنہ قبل مسیح میں جبکہ پیلوپونیز کی مشہور لڑائی چھڑی تھی اسنے بغاوت اختیار کی اور گورنمنٹ ایتھنز نے اسکو ۴۲۵ سنہ ق - م - میں دوبارہ زیر کیا - اسکے بعد بھی اسنے کئی پلٹے کھائے - رومی، فارسی، اور یونانی لوگوں نے اسے یکے بعد دیگری اپنی چھینا جھپٹی میں رکھا - یہانتک کہ سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے اسکو مع جزیرہ کے فتح کر کے ترکی قلمرو میں شامل کیا - سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک معمولی مطالبہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے فرانس نے اسی جزیرہ کی چونگی پر اپنے جنگی بیڑہ سے قبضہ کر لیا تھا *

جزیرہ میڈللی جسکا قدیم نام لیسبوس ہے بحر ایجی کا سب سے بڑا جزیرہ ہے اور ایشیائے کوچک کے سواحل سے ملا ہوا واقع ہے اسکی آب و ہوا کی خوبی قدیم زمانہ سے مسلم چلی آتی ہے اور یہاں پیداوار گندم بہت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے - شراب بھی یہاں عمدہ بنتی تھی، یہاں کے کوہستان میں بہت سے وسیع جنگل اور سنگ مرمر کی کانیں تھیں مگر بحالت موجودہ اُسکا مغربی ساحل خشک و چٹیل میدان پڑا ہے اور جو کچھ سرسبزی یا رونق ہے وہ محض ایشیائی ساحل پر ہے کیونکہ اس حصہ میں بکثرت جنگلوں، سرسبز باغوں، انگور کی ٹٹیوں، اور زیتوں کے درخت کی قطاروں کا نظارہ بہت دلکش ہے - اسمیں بہت سے آثار قدیمہ بھی پائے گئے ہیں اور اسکے کناروں پر متعدد تجارتی گھاٹ مثل کولونیا، یکی سیمان، اور زیتون کے واقع ہیں - اس جزیرہ کا محیط اکیسو میل، متوسط عرض (۲۵) میل اور لنبائی (۲۶) میل ہے - آبادی (۰۰۰ ۴۰) آدمیوں کی ہے اور باشندوں کی عادات میں یہ عجیب عادت ہے کہ عورتیں مردوں پر پورا اختیار رکھتی ہیں جس کل چاہیں اُنکو بٹھائیں *

اورمید: قدیم نام اورنتیوم تھا خلیج اورمید کے مشرقی ساحل کا ایک گھاٹ ہے ازمیر سے شمالی سمت (۱۱۵) کیلومیٹر فاصلہ پر جزیرہ میڈللی کے مقابل میں واقع ہے - اسکی بنیاد ایتھنز کے نو آبادکاروں نے رکھی تھی - اسکا موقع نہایت عمدہ ہے - کئی ایک دریا اسکو سیراب کرتے ہیں - اب تو اس شہر کے اور سمندر کے مابین مسافت جو نسبت گزشتہ

کے بڑھ گئی ہے کیونکہ دریاؤں کے دہانوں پر ریت کا اجتماع ہوتے ہوتے ساحل پر بہت دور تک خشکی نکل آئی اس بندرگاہ کے اطراف میں ایک پہاڑ قازطاغ نامی بہت بڑا اور سرسبز واقع ہے جسپر درخت صنوبر کے جنگل موجود ہیں اور یہاں سے قطران (تارکول) اور زفت رومی، نکلتی ہے، اس بندرگاہ کی تجارت میں، اون، بھیڑی کے بال، زیتون، اور، مازو، اہم چیزیں ہیں +

ساقز - یا جزیرہ مصطگی - یہ ایک پہاڑی جزیرہ اور نہائت سرسبز جگہ ایشائے کوچک کے مغربی ساحل سے متصل واقع ہے - غربی ازمیر سے اسکا فاصلہ (۸۰) کیلومیٹر ہوگا، ساحل اناطولیا سے اسکو ایک آبنائے جدا کرتی ہے جسے آبنائے ساقز کہا جاتا ہے - اس جزیرہ کی مساحت (۵۰۰) میل مربع ہوگی - زیادہ سے زیادہ اسکی چوڑائی (۱۸) میل ہے - آبادی (۶۲۰۰۰) آدمیوں کی ہے - اسکا صدر مقام شہر ساقز جزیرہ کے مشرقی سمت میں مذکورہ بالا آبنائے کے ٹھیک نصف مسافت کے برابر یعنی وسط میں واقع ہے - شہر میں ایک مستحکم قلعہ موجود ہے - شہر کی آبادی پندرہ ہزار آدمیوں کی ہے - اور وہ بڑا سرسبز مقام ہے - گھنے گھنے جنگل - خوشنما اور تروتازہ باغات، چاروں طرف سے شہر کو احاطہ میں لئے ہیں جنمیں لیموں اور مصطگی کے درخت بکثرت ہیں - اسکا گھاٹ بہت چھوٹا اور مختصر جہازات کے سوا بڑے جہازوں کی گنجائش نہیں رکھتا - بڑے جہاز قلعہ کے روبرو وسط آبنائے میں دو فرلانگ کے فاصلہ پر گہرے پانی میں کھڑے ہوتے ہیں - یہاں کی تجارت برآمد بہت زیادہ ہے اور ریشم، روئی، اون، میوہ جات، زیتون کا تیل، شراب، اور مصطگی، یہ چیزیں یہاں سے زیادہ نکلتی ہیں +

اس جزیرہ میں بیلاج والوں اور لکدیونیا کے لوگوں کی سکونت قدیم الایام سے چلی آتی تھی پھر یونانیوں کی ایک جماعت یہاں آکر آباد ہوئی، ہومر یونانی شاعر نے یہیں نشو ونما پائی اور اس کے سوا یہاں کی خاک سے بھی کئی نامور لوگ اٹھے - یہاں کے باشندے بحری سفر اور جہازرانی میں بہر بر آوردہ تھے - اسپر اہل فارس نے حملہ کیا تھا - پھر یہ یونانی متحدہ جمہوری حکومت میں شامل ہوگیا - بعد ازاں دوبارہ خود مختار بنا - زاں بعد اسکندر اعظم نے اسے

فتح کیا، اور اُس کے بعد رومیوں نے اسکو اپنے قبضہ میں لیا جس سے منتقل ہو کر مشرقی رومی حکومت کے ہاتھ لگا۔ آخر میں ترکوں کا تسلط ہوا جو ابتک قابض ہیں۔ ۱۲۹۱ھ میں یہاں ایک سخت زلزلہ بھی آیا تھا جس سے لوگوں کو نہائت شدید نقصانات پہنچے +

چشمہ : قدیمی نام سیتوس ہے اور یہ ولائت آئدین میں ایشیائی ٹرکی کا ایک مستحکم شہر ہے۔ اسکا بندرگاہ بڑا اور خوبصورت ہے جو بحر الجزائر یونان کی خلیج کے انتہائی سرے پر واقع ہے یہ شہر جزیرہ ساقز کے سامنے اور آزمیر سے تقریباً (۶۵) کیلو میٹر کے فاصلہ پر جنوب مغربی سمت میں ہے اسکی آبادی (۶۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اسکے قریب ہی شمال مشرقی جانب میں گندہک کے چشمے ہیں جنکا نام ایلیجہ ہے۔ یہاں کچھ لوگ بغرض غسل آیا کرتے ہیں۔ رومی لوگوں نے ۱۹۳ سنہ قبل مسیح میں انطوخیوس اعظم کے جہازی جنگی بیڑے اسی شہر کے سامنے تباہ کئے تھے۔ اور ۱۱۸۴ھ مطابق ۱۷۷۰ء میں متحدہ انگریزی اور روسی بیڑہ ہائے جہازات نے زیر افسری امیر البحر الفنسٹی اور امیر البحر الکسیس اور لوف کے وہ زبردست عثمانی جنگی بیڑہ جلا ڈالا تھا جسکی کمان امیر البحر حسام الدین پاشا کے ہاتھ میں تھی۔ اس شہر اور جزیرہ ساقز کے مابین بادبانی کشتیوں کے ذریعہ سے خوب تجارت ہوتی ہے +

قوش اطہ سی : قدیم نام پولیس تھا حال میں اسکو اسکلہ نووا کہتے ہیں۔ یہ ولائت آئدین کا سب سے بڑا بندرگاہ اور ایک خلیج پر واقع ہے جو اسی کے نام سے موسوم ہے ازمیر کے جنوبی جانب اُس سے (۶۶) کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہے اسکے باشندوں کی تعداد (۱۸۰۰۰) ہے۔ یہاں سے غلوں، دودھ، اور چاول کی بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔ جسکے ماسوا میوہ جات اور اون کی بھی نکاسی خوب ہے۔ اسکی ترقی کی جانب حرکت روز بروز تیز ہو رہی ہے کیا عجب ہے کہ چند عرصہ بعد یہ قدیم شہر افسوس کا قائم مقام ثابت ہو۔ جو پرانے عہد میں بہت اہم مقام اس علاقہ میں تھا +

سیسام : جسکو ساموس بھی کہتے ہیں بحر الجزائر یونان کا ایک جزیرہ مغربی ایشیائے کوچک میں واقع ہے۔ اور خشکی سے بذریعہ ایک آبنائے میکال نامی کے جدا ہوتا ہے۔ چوڑائی میں تو یہ آبنائے ایک میل سے زائد نہیں مگر طول ۵ میل کا ہے۔ جو

مشرق سے مغرب کو بڑھتا گیا ہے اس جزیرہ کی چوڑائی زیادہ سے زیادہ (۱۲) میل
اور محیط (۷۰) میل ہے۔ اس میں مشرق سے مغرب کی جانب ایک بلند کوہستانی
سلسلہ پھیلتا چلا گیا ہے جسکا نام ایلیوس ہے۔ اس کوہستان کا مغربی کنارہ گرگی نامی
بہت بلند ہے جسکی اونچائی (۱۴۸۰) میٹر تک پہنچتی ہے۔ اسکے قریب تند شمالی ہواؤں کی
جھونکے بہت چلتے ہیں اور تندرستی کو نقصان دینے والے انجرے یہاں بکثرت نکلتے
ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ باشندوں نے جنگل کاٹ کر میدان بنا دئے اور پانی وادیوں اور
جھیلوں میں حرارت آفتاب سے گرم ہو کر اڑا کرتا ہے۔ جزیرہ کی مجموعی آبادی (۴۵) ہزار
آدمیوں کی ہے جنمیں زیادہ تر رومی (یونانی) لوگ ہیں۔ اس جزیرہ کا صدر مقام اور مرکز
واتی۔ یا۔ فاتی کے نام سے مشہور ہے جو شمالی حصہ میں واقع ہے۔ فاتی کا گھاٹ بہت
اچھا ہے اور جنوبی حصہ میں شہر میناآلی خود اصدر مقام ہے۔ یہ دونوں شہر بحالت
موجودہ اس جزیرہ کے سب سے بڑے بندر ہیں مگر آخرالذکر شہر کا گھاٹ طوفانی ہوا
کی زد میں رہنے کے باعث غیر محفوظ مقام سمجھا جاتا ہے۔ سابق میں اس جزیرہ کا مرکزی
اور سب سے بڑا شہر ساموس تھا جو بقول مورخین ایک ہزار سال قبل مسیح میں تعمیر ہوا
تھا۔ سیسام کا گھاٹ محفوظ اور قابل قیام جہازات سکتے ہے اس جزیرہ میں کئی ایک
اور بھی عمدہ عمدہ گھاٹ ہیں سرسبزی اور سیر حاصل ہونے میں اسکی اراضی کی ہمیشہ تعریف
ہوتی رہی۔ زیتون، انگور، غلے، ریشم، بادام، انجیر، منقی، اور اعلےٰ درجہ کی شراب
موسکات نامی، انار، اور لیموں۔ یہاں کی پیداوار میں ہیں۔ اسمیں بہت سی کانیں
سنگ مرمر، لوہے، سیسہ، سونے، اور چاندی کی ہیں مگر اُن سے نکاسی کا اہتمام
نہیں کیا جاتا۔ قدیم زمانہ میں یہ جزیرہ ایک مشہور مقام تھا۔ اور فیثاغورث حکیم کی جائے
ولادت یہی ہے۔ سولہویں صدی قبل مسیح میں یہاں کے باشندے بحری سفر
میں بے مثل مشہور گئے تھے۔ اور اس مقام نے انقلاب عالم کی بہت سی رنگتیں دیکھی
ہیں۔ اہل فارس، اہل روم اور یونانیوں نے باری باری اسپر قبضہ کیا اور یہ انکے چنگل
سے آزاد ہوتا رہا۔ آخرکار جنوبزہ لوگوں نے اسپر تسلط کیا۔ جنسے ترکوں نے چھینا۔ مگر

ترکی حکومت کے مقابلہ پر بھی اسنے بارہا بغاوتیں برپا کیں۔ اور سب سے اخیر میں اسکی قسمت کا فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں پارلیمنٹری حکومت قائم کرکے ترکی نے اسکو اپنا باجگزار بنالیا۔ اب صرف تھوڑی سی ترکی سپاہ بغرض حفاظت حق سیادت یہاں رہتی ہے۔

اسکی مغربی سمت میں دوسرا جزیرہ نیکاریا آب وہوا اور سیر حاصل زمینوں کی وجہ سے بہت مشہور مقام ہے اور وہاں سے عمارتی لکڑی کی نکاسی بہت ہوتی ہے۔ اناطولیا کے ان سواحل پر جو جزیرہ سیسام کے بالمقابل واقع ہیں اور بھی بہت سے گھاٹ اقامت جہازات کے لائق ہیں اور وہاں بکثرت بادبانی جہازات، مقامی پیداوار بھر کر بڑے بندرگاہوں میں لیجانے کے واسطے آیا جایا کرتے ہیں ❖

باتموس :- یا- باتموس- اسکا گھاٹ بہت چھوٹا اور صرف معمولی خورد کشتیوں کے لائق ہے۔ بڑے جہاز شہر کے مقابل فاصلہ پر گہرے پانی میں لنگر ڈالتے ہیں۔ جزیرہ سیسام کے جنوب مغرب میں اس سے (۲۰) میل کے بعد پر واقع ہے۔ یوحنا رسول اسی جزیرہ میں جلاوطن کیا گیا تھا اور یہیں اسنے "کتاب الرویا" تحریر کی۔ اسکی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہے ❖

سیروس : سواحل اناطولیا کے قریب ہی ایک مختصر جزیرہ ہے جسمیں ایک شہر موسوم بہ سیروس شمالی ساحل پر واقع ہے اور اس شہر کا گھاٹ بہت وسیع ہے، یہ جزیرہ تمامتر کوہستانی علاقہ ہے۔ اور یہاں کی پیداوار شہد، اور، عمدہ قسم کی شیریں ہیں۔ مردم شماری ڈھائی ہزار آدمیوں سے زائد نہوگی۔ اور یہ تینوس سے جنوب مشرق میں (۱۶) سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ❖

استانکوی : یہ بھی ایک جزیرہ ہے جسکو- کوس- یا- قوص- بھی کہتے ہیں۔ یہ بحر الجزائر یونان کا مشہور جزیرہ ہے اور خلیج سیرامیک کے دہانہ سے متصل واقع ہے اسکا بندرگاہ مشرقی طرف سے جزیرہ کے سرے پر واقع اور استانکوی کے نام سے موسوم ہے۔ اسکا امتداد مشرق سے جنوب مغرب رویہ ہوتا ہے۔ طول میں (۲۳) میل اور رقبہ میں (۲۵۰) کیلو میٹر ہے۔ یہ راس کریود کے مقابلہ میں واقع ہے جو پیسارا،

اور کالمنو، نامی دو جزیروں کے مابین ہے اور خلیج استانکوئی کے سرے پر ایشیائے کوچک کے ساحل سے قریب پایا جاتا ہے، اسکا محیط (۶۵) میل اور اسکی آبادی (۱۵۰۰۰) آدمیوں کی ہے۔ یہ ایک تجارتی بندرگاہ شمار ہوتا ہے اور یہاں کے اشیائے برآمد میں غلے، روئی، اور شراب کی نکاسی خوب ہے، یہاں سے ملک مصر کو میوہ جات کا چالان ہوا کرتا ہے خاصکر انگور، اور شراب، زیادہ جاتی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ اور اراضی زرخیز ہے۔ زمانۂ سابق میں یہاں ہیکل زہرہ، اور ہیکل اسکوب، اور ایک مشہور طبی مدرسہ تھا، اور یہ بقراط حکیم کا وطن ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد یہ متحدہ جمہوری کا جزو بنا، اور بعد ازاں کئی پلٹے کھا کر آخرکار ترکوں کے قبضہ میں آگیا۔

بودروم: استانکوئی کے سامنے ہی ساحل اناطولیا پر ایک تجارتی گھاٹ ہے جہاں سے بادبانی کشتیوں پر استانکوئی کو ملکی پیداوار کی چیزیں بار ہو کر جایا کرتی ہیں۔

مرمرکیس: ساحل اناطولیا کا ایک مختصر شہر کشادہ گھاٹ والا ہے۔ اسکے گھاٹ کا اندرونی رُخ (۱۰) میل سے کم محیط کا نہیں اور وہ بڑا پُر امن گھاٹ ہے۔ اسمیں بڑے بڑے بادبانی جہازات طوفانی ہواؤں سے بچنے کے لئے پناہ لیتے ہیں اور یہ جزیرہ روڈس کے سامنے واقع ہے۔ اس شہر سے تجارت برآمد کچھ بھی نہیں ہوتی۔ مرمرکیس کے نزدیک جنوب کی سمت خلیج مکری کے اندرونی حصہ میں بہت سے گھاٹ قیام جہازات کے لئے مناسب ہیں۔

روڈس: اسی نام کے ایک جزیرہ کا سب سے بڑا شہر ہے اور جزیرہ کے شمال مشرقی کنارہ پر نصف دائرہ کی شکل میں تعمیر ہوا ہے۔ اسکا موقع اس لحاظ سے نہایت عجیب ہے کہ زمین کے ڈھلوان پانی میں بڑھتے چلے جانے سے اسکے نیچے ایک خوشنما اور مختصر کھاڑی پیدا ہو گئی ہے۔ شہر کو قدیم فصیلیں اور برج اپنے حلقہ میں لئے ہیں جو میری یوحنا کے نائٹ والوں کی تعمیر ہیں۔ سلطان سلیمان خان نے اُن سے اس جزیرہ کو چھین لیا تھا اس شہر کے دو گھاٹ ہیں جو ایک دوسرے سے ایک تنگ اور سخت قطعۂ زمین کے ذریعہ سے جدا ہوتے ہیں۔ شمال غربی خفتہ گھاٹ کے کنارہ پر گرینڈ ناٹ کا تہانہ

محل واقع ہے اور وہی نائٹوں کے رہنے کی جگہیں اور ایک مستحکم قلعہ یہاں کی قدیم یادگاریں تصور کیجاتی ہیں۔ اب یہ شہر ترکی حاکم بحر ابیض کا مرکزی مقام اور جائے قیام ہے اسکے چھوٹے بندرگاہ کے دہانہ پر ایک برج بنا ہوا ہے جسپر ابولون کا مشہور بت نصب تھا اور جو قدیم الایام کی مستند یادگار مانا جاتا تھا اور دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا تھا اور اسکو روڈس کا بلند والا بت کہتے تھے۔ یہ بت اُن جنگی آلات سے تیار کیا گیا تھا جو دیمتریوس پولو کریٹ سکندر اعظم کے ایک جانشین نے یادگار چھوڑے تھے۔ سٹرابون مورخ کا بیان ہے کہ شہر روڈس اپنے موقع کی خوشنمائی سے تمام دنیا کے شہروں پر فوقیت رکھتا ہے مگر اسمیں صفائی اور پاکیزگی کا اہتمام بہت کم ہے۔ اب اسکے گھاٹ میں اکثر تجارتی بادبانی جہاز اور دخانی جہازات بھی آیا جایا کرتے ہیں جنمیں کچھ ترکی ہوتے ہیں اور بہت سے غیر ممالک کے۔ روڈس کا جزیرہ ایک ضروری مقام ہے۔ اسکی شکل بیضاوی ہے۔ طول (۷۰) کیلومیٹر کے قریب اور اسکے عرض کا متوسط حصہ (۲۳) کیلومیٹر ہے۔ رقبۂ اراضی (۱۴۶۰) کیلومیٹر ہوگا۔ آبادی (۳۵۰۰۰) آدمیوں کی ہے منجملہ اُن کے (۲۶۵۰۰) یونانی ہیں یہ جزیرہ براعظم ایشیا سے ایک آبنائے کے ذریعہ سے جدا ہوتا ہے جسکی چوڑائی ۱۲ کیلومیٹر کے لگ بھگ ہے۔ اسمیں شمال سے جنوب کی سمت کو ایک کوہستانی سلسلہ چلا گیا ہے جنمیں سب سے اونچا پہاڑ ارتامیرا ہے۔ اسکی سرزمین کو کئی ایک ندیاں اور ندیاں سیراب کرتی ہیں اور انہیں سے دریائے فیسیکا زیادہ مشہور ہے اس جزیرہ کی آب و ہوا اور زرخیزی اور کثرت پیداوار قدیم الایام سے مشہور چلی آتی ہے عمدہ عمدہ میوے اور اعلےٰ درجہ کی شرابیں یہاں پیدا ہوتی اور بنتی ہیں۔ ان دنوں باشندگان روڈس نے درخت زیتون کے نصب کرنیکا قاعدہ معلوم کرلیا ہے اور وہ اسکے ترقی دینے پر متوجہ ہیں، اسکے ساحلوں پر اسفنج پایا جاتا ہے، اور یہاں کی سرزمین آتش فشاں مادوں سے بھری ہوئی ہے۔ اسی واسطے اسمیں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں ۱۸۶۳ء کا زلزلہ بہت سخت آیا تھا جسنے (۲۰۰۰) گھر برباد کر ڈالے، بعض سالوں میں یہاں ٹڈی دل بھی آتا ہے جو تمام زراعت کا ستیاناس کر جاتا ہے۔ اسکا قدیم نام اکاریا ہے۔

اتابیریا تھا۔ اور بعد میں روڈوس مشہور ہوا۔ یہ ایک یونانی لفظ ہے جسکے معنے ہیں گلاب کا پھول۔ اسکی سرسبزی اور کثرت روئیدگی کے لحاظ سے یہ نام موزون ہوا۔ اسمیں سب سے پہلے میلیشیا والوں نے جو غالباً اہل فینیقیا تھے سکونت اختیار کی اور وہ دستکاریوں اور جہازرانی میں بہت ممتاز لوگ گنے جاتے تھے۔ پھر اسی قوم کا ایک دوسرا فرقہ ہلبادی "بیورج جنسی" اسپر قابض ہوگیا اور بعد ازاں اسکی حالت پلٹے کھاتی رہی کبھی مفتوح ہوجاتا اور گاہے آزاد بنجاتا۔ اسکندر اعظم نے بھی اسپر تسلط حاصل کیا تھا مصریوں نے بھی اسپر فتح پائی اور آخر میں جب یہ قسطنطنیہ کی رومی حکومت کنیسہ کا مطیع تھا تو ۶۵۶ء و ۱۳ء و ۷۰۸ء میں اسپر اہل عرب نے حملے کرکے آخر بالکل فتح کرلیا اور یہاں عرب فاتحین کے وسیلہ سے علم و تمدن کے انوار جگمگانے لگے۔ پھر چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں اسکی تقسیم عثمانی ترکوں اور یونانی امیروں کے مابین ہوگئی۔ اسی اثنا میں اسپر سینٹ یوحنا کے نائٹوں نے تسلط کرلیا اور ۱۳۰۹ء میں جب وہ یوروشلیم کو خالی کرنے پر مجبور ہوئے تو یہاں آکر جم گئے اور عثمانی ترکوں کے حملے رد کرتے رہے۔ کیونکہ ۱۴۴۰ء اور ۱۴۸۰ء میں ترکوں نے اسپر نہایت تیز و تند چڑھائیاں کی تھیں۔ مگر جب سلطان سلیمان قانونی کا عہد آیا تو اُسنے ان نائٹوں کے افسر فلاپنی کو بہت تنگ کیا۔ کیونکہ وہ تجارتی اور حاجیوں کے جہازات پر دست درازی کیا کرتا تھا۔ اور آخر کار سلطان مذکور نے یہ جزیرہ پوری طرح فتح کرلیا چنانچہ ۱۵۲۲ء سے ابتک اسپر عثمانی پھریرا لہرا رہا ہے۔

ترسٹومیہ: جزیرۂ کریہ کا روڈس سے نزدیک ہی ایک مختصر گھاٹ شمالی طرف پر مغربی سمت کو واقع ہے۔ اس گھاٹ میں (۴۲) باع سے زائد گہرا پانی نہیں رہتا۔

سینٹ انڈریا: بندرگاہ جزیرہ اسٹروپالیا کے مغربی سمت اور اُسکی خلیج کے دہانہ سے شمالی جانب میں واقع ہے اور نہایت محفوظ اور وسیع گھاٹ ہے۔ جزیرۂ اسٹروپالیا استانکوئی کے مغرب میں واقع ہے اور اُس سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر ہے۔

غرضکہ عثمانی مقبوضات ولائت بحر سفید کے اکثر جزیرے جنکو ہم نے بوجہ غیر ضروری ہونیکے

ذکر نہیں کیا ایسے گھاٹ رکھتے ہیں جہاں چھوٹی کشتیاں رہ سکیں اور بعضوں کے گھاٹ بڑے بڑے دخانی جہازوں کی لنگر اندازی کے بھی لائق ہیں +

ایضالیا: یا۔ انتالیا۔ جنوبی ایشیائے کوچک میں ولائت قونیہ کی ایک خلیج انتالیا نامی کے سرے پر واقع ہے اور بہت اچھا بندرگاہ ہے عمارت شہر نہائت مستحکم ہے اور آبادی (۱۲۰۰۰) آدمیوں کی ہے۔ فصیل اور برجیں اب منہدم ہو چلی ہیں یہاں کی تجارت برآمد۔ اون، زیتون، روئی، لکڑی، نمک، موم، قطران، غلے، اور چوپایوں میں منحصر ہے۔ اسکا بانی اتالس فیلاڈلف برغامس کا حکمران بیان کیا جاتا ہے جسکے نام پر پہلے اس کا نام اتالہ رکھا گیا تھا اور بعد میں اُس کی صورت بگڑ کر ایضالیا ہو گئی +

الانیہ: خلیج اضالیا کے مشرقی ساحل کا ایک تجارتی بندرگاہ ہے اور ایک اس پر واقع ہے جو دور تک دریا میں بڑھتی چلی گئی ہے اسکا گھاٹ محفوظ ہے اسی لئے اس میں بکثرت بادبانی تجارتی جہازات آیا کرتے اور یہاں کا مال برآمد یعنی لکڑیاں، اور میوے، دوسرے مقاموں کو لیجاتے ہیں۔ خلیج اضالیا کے شمالی ساحل پر اکثر مقامات جہازوں کی لنگر اندازی کے قابل ہیں مگر وہ مغربی ہوا اور طوفانی ہواؤں کے زد میں رہنے کے باعث خطرناک سمجھے جاتے ہیں +

سلامین:۔ جزیرہ قبرص کے مغربی کنارہ پر ایک تجارتی بندرگاہ ہے۔ اس شہر کو جزیرہ سلامین (جو خلیج سلانیک میں واقع ہے) کے ایک شہزادے نے بنوایا تھا۔ اسکی تاریخی حیثیت نہائت اہم ہے اور انقلاب حکومت کے زد میں بارہا آ چکا ہے فارسی، یونانی، مصری، اور رومی حکومتوں نے یکے بعد دیگرے اس پر ہاتھ صاف کئے۔ قیصر قسطنطین کے عہد میں زلزلہ نے اس شہر کو بالکل برباد کر دیا تھا لیکن اُس نے دوبارہ بنوا کر اسکا نام قسطنطیا رکھا۔ زاں بعد ہرقل شہنشاہ روم کے زمانہ میں عرب فاتحین اس پر متسلط ہوئے۔ مورخین یونان نے لکھا ہے کہ اس شہر کا بندرگاہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا +

لارناکا:- یہ بھی جزیرہ قبرص کا ایک بحری شہر ہے جو اُسکے شمالی ساحل پر نیقوسیا سے شمال مشرقی سمت (۴۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کے باشندوں کی تعداد (۵۰۰۰) ہے۔ تجارت برآمد غلہ، روئی، ریشم اور شرابوں کی اقسام میں منحصر ہے یہاں کئی ایک بڑی جہاز راں کمپنیاں ہیں اور دول غیر کے کانسل جنرل اور یورپ کے تاجر بھی یہیں رہتے ہیں +

لیماسول: جزیرہ قبرص کے جنوب مشرقی ساحل کا ایک بحری شہر جنوبی نیقوسیا سے (۷۰) کیلومیٹر کے بُعد پر واقع ہے اسکا لنگرگاہ بہت چھوٹا ہے۔ یہاں کی شرابیں مشہور ہیں اور اسمیں کچھ قدیم یادگاریں بھی پائی جاتی ہیں اسی وجہ سے یہاں جہازوں کی آمدرفت زائد رہتی ہے +

فماغوسیا:- قدیم نام ارسنوی تھا قبرص کے مشرقی ساحل کا بحری مقام نیقوسیا (۳۷) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریت نے اسکا گھاٹ بالکل پاٹ دیا اس شہر کی بنیاد بطلیموس فیلاڈلف شاہ مصر کی بہن ارسنوئی نے ڈالی تھی۔ سنہ ۱۱۹۱ء میں غووی دو لوزنیان شاہ قبرص کی تاج پوشی اسی شہر میں کیگئی تھی پھر اسپر سنہ ۱۳۷۲ء میں جنیوہ والے قابض ہوگئے۔ سلطان سلیم دوم نے اسکو بزور شمشیر بندقیہ والوں کے قبضہ سے چھینا تھا اور سنہ ۱۵۷۱ء میں اسپر تسلط کیا اُندنوں اس شہر کی مردم شماری ستر ہزار آدمیوں کی تھی۔ سنہ ۱۷۳۵ء میں زلزلہ نے اسکو برباد کرڈالا اسلئے بحالت موجودہ یہاں کی آبادی بہت گھٹ گئی ہے اور اکثر حصہ شہر کا کھنڈر پڑا ہوا ہے۔ ہاں انگریزوں نے یہاں دخل پانے کے بعد اب اسکا بندرگاہ صاف اور درست کرنے پر توجہ کی ہے جسکی وجہ سے تھوڑے نہیت تجارتی جہاز یہاں آنے لگے اور آبادی کو رونق حاصل ہونے لگی ہے +

جزیرہ قبرص جسکا اوپر ذکر ہوا بحر متوسط ابیض کا سب سے بڑا جزیرہ ہے سنہ ۱۸۷۸ء میں انگریزوں نے چند شرائط پر دولت علیہ عثمانیہ سے یہاں کا انتظام بطور ٹھیکہ کے حاصل کیا ہے اور اب یہاں کی انتظامی کل اُنہی کے ہاتھوں میں ہے۔ جزیرہ قبرص اور ساحل اناطولیا

کے مابین (۹۶) کیلومیٹر کا بحری فاصلہ ہے اور یہ جزیرہ لاذقیہ سے (۱۰۴) اور کریٹ
سے بجانب مشرق (۵۳۰) کیلومیٹر کے قریب فاصلہ پر واقع ہے اسکا طول (۲۱۰) کیلومیٹر
ہے اور بڑے سے بڑا عرض (۸۰) کیلومیٹر۔ اسکا بڑا شہر یا مرکزی مقام شہر لفقوشہ ہے
(ترکی نام) اور یورپ والے اُسے نیقوسیا کہتے ہیں۔ جزیرہ کی مجموعی مردم شماری (۳۱۰۰۰۰)
آدمیوں کی ہے جنمیں (۵۵۰۰۰) مسلمان ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فتوحات عثمانیہ سے
قبل اس جزیرہ کی آبادی چار لاکھ آدمیوں کی تھی۔ اسکے سواحل پر موڑ توڑ بکثرت ہیں اور
جابجا خشکی کی راسیں نکلی ہوئی ہیں اندرون جزیرہ میں کوہستانی سلسلہ نہائت عظیم الشان
ہے اور تمام پہاڑ سرسبز اور گھنے جنگلوں سے چھپے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں میں سب سے
اونچا پہاڑ سنیٹ کروا ہے اسپر بہت سے یونانی کنیسے خوبصورت اور خوشنما بنے ہوئے
ہیں اس جزیرہ کو متعدد پہاڑی نالے سیراب کیا کرتے ہین جو گرمیوں کے موسم میں
خشک ہو جاتے ہیں۔ اسکے شمالی حصہ کی آب وہوا بہت عمدہ اور معتدل ہے۔ کوہستانی
علاقہ میں سردی کا موسم سخت ہوتا ہے۔ اور جنوبی حصہ میں گرمی نہائت زور کی پڑتی رہی
زمانہ قدیم میں یہاں سونے، اور چاندی کی عموماً اور تانبے کی کانیں خصوصیت کے ساتھ
پائی جاتی تھیں اور اُن دنوں یہ نہائت سرسبز مقام گنا جاتا تھا لیکن آجکل بہت تھوڑا
رقبہ زیر کاشت رہگیا ہے۔ پیداوار میں گیہوں اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے، تیل، روئی، توت،
تنباکو، کنکی، اور میوے وغیرہ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ترکوں کے عہد حکومت میں اسکی
تقسیم تین ضلعوں پر تھی اور ترکوں نے اسکو اہل بندقیہ سے چھینا تھا پھر ۱۲۴۸ھ میں
محمد علی پاشا حاکم مصر نے اسپر قبضہ کر لیا جو کچھ ہی دنوں بعد وہاں سے ہٹ جانے
پر مجبور ہوا۔ پھر برلن کانفرنس کے بعد انگلستان نے اسے ترکی حکومت سے چند شرطوں
کے ساتھ لے لیا ہے جسمیں ایک وعدہ یہ بھی تھا کہ وہ اناطولیا کے سواحل کو روسیوں کے
حملوں سے محفوظ رکھینگے۔ آثار قدیمہ کے متلاشیوں نے اس جزیرہ سے بہت کچھ
قدیم یادگاریں برآمد کی ہیں جنمیں بعض سکّے ایسے ملے ہیں جو بتاتے ہیں کہ اس جزیرہ کے
قدیم باشندے بہت ہی دور دراز قدیم زمانہ میں اپنے خاص اور سب سے الگ تھلگ

حروف ہجی رکھتے تھے۔ یہاں کی نکلی ہوئی قدیم زمانہ کی نشانیاں آستانہ علیہ، پیرس اور نیویارک وغیرہ کے عجائب خانوں میں رکھی ہوئی ہیں۔

طرطوس: قدیمی نام طارس تھا۔ یہ ولائت اطنہ کے ایک ضلع کا مرکز ہے اور دریائے اُترہ صو کے کنارہ پر جہاں وہ سمندر میں گرتا ہے واقع ہے۔ دریائے مذکور کو عہد قدیم میں سیڈنو کہا جاتا تھا۔ یہاں کے باشندوں کی تعداد تیس ہزار ہے اور شہر چاروں جانب سے کشادہ اور سرسبز باغوں کے حلقہ میں گھرا ہوا ہے۔ جدید شہر پرانے شہر کے ایک چوتھائی حصہ کے برابر ہوگا۔ یہاں کے مال برآمد میں روئی، مازو، اون، اور تانبا، وغیرہ چیزیں بہت نکلتی ہیں۔ یہ مقام ایشیا میں سب سے بڑی تجارتی منڈی تھا۔ اینٹونی نے یہیں ایک مجلس پنچائت قائم کی تھی تاکہ وہ مجلس کلیوپٹرا اور اس کے بھائی کے مابین برپا ہونے والے جھگڑے کا فیصلہ کر سکے۔ رومی حکومت کے دور میں یہ شہر اپنے مدارس کی وجہ سے اسکندریہ اور ایتھنز پر بھی فوقیت لیگیا تھا۔ چودہویں صدی قبل مسیح میں یہ شہر ملک کلیکیا کا دار السلطنت بھی رہا۔ پولس رسول کی ولادت یہیں ہوئی تھی، یہاں سے بہت کچھ نفیس آثار قدیمہ نکلے ہیں۔ جو آستانہ علیہ کے عجائب خانہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ آب و ہوا کی خرابی میں اسکا اور اسکندرونہ کا ایک حال ہے۔ علامہ ابو الفداء اور ابن حوقل نے بھی اس شہر کا ذکر کیا ہے۔

اسکندرونہ: انطاکیہ سے شمالی جانب (۲۳) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ شہر بھی ساحل دریا پر خلیج اسکندرونہ کے مشرقی سمت واقع ہے اور ولائت حلب کا تابع۔ حلب سے اسکا فاصلہ مغربی جانب میں، (۶۲) میل ہے۔ اسکی آبادی (۲۵۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ پچھلے سالوں میں اسنے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اسکا گھاٹ بہت وسیع ہے اور اسمیں (۱۰) بام گہرا پانی رہتا ہے۔ چونکہ یہ شہر مقامات حلب، اور انطاکیہ بلکہ اُن تمام شہروں کا تجارتی بندرگاہ ہے جو ممالک مابین النہرین، الجزیرہ، اور عراق میں واقع ہیں۔ اسلئے یہ ایک مشہور عثمانی تجارتی بندرگاہ ہے۔ اور یہاں کے مال برآمد میں غلے، روغن تل سیاہ، صابون، مازو، ریشم، اون، ملی، اور خصوصاً کوکی برآمد خوب ہوتی

تھی۔ اس شہر میں ایک قدیم قلعہ کے آثار پائے جاتے ہیں اور یہ شہر اسکندر اعظم کا تعمیر کردہ تھا جو ۳۳۳ ق۔م میں تیار کیا گیا۔ یہ شہر اسوس نامی ایک میدان کے شمالی سمت میں ہے۔ خلیج اسکندرونہ کا قدیمی نام سنیوس اسیکوس تھا۔ یہ بحر متوسط ابیض کی ایک خلیج ہے۔ جنوبی سمت سے راس خنزیر اور شمال کی جانب سے قرہ طاش۔ بروں اسکے ساتھ متصل ہیں۔ جو جہازات اسکے لنگرگاہ میں ٹھیرتے ہیں وہ بہت حفاظت اور امن کے ساتھ رہتے ہیں۔ اسکے لنگرگاہ میں (۵۰) بام گہرا پانی ہے لیکن جہازات وہاں ٹھیرتے ہیں جہاں (۵) بام سے زائد پانی نہیں ہوتا۔ راس قرہ طاش کے قریب جتنا ساحلی گھاٹ ہے وہ پتھریلا مقام ہے اور پانی کے اندر چٹانوں کی کثرت ہونے سے تقریباً دو میل تک جہازات بڑی احتیاط کے ساتھ چلتے ہیں۔ اس خلیج کا پانی شیریں ہے +

سویدیہ: قدیم شہر سلوقیہ کے جنوب میں دو میل کے فاصلہ پر دہانۂ دریائے عاصی کے قریب واقع ہے یہاں کی تجارت برآمد، غلہ، اور ریشم میں منحصر ہے اور شہر حلب کے ساتھ اسکا کاروبار زیادہ رہتا ہے۔ آبادی آٹھ ہزار اشخاصوں کی ہوگی +

ینا القبان:۔ جہازوں کی لنگراندازی کے قابل ہے اور اکثر اوقات یہاں کشتیوں کا گزر اسی حالت میں ہوتا ہے جبکہ موسم صیف کی تیز و تند جنوب مغربی ہوائیں چلا کرتی ہیں یہاں سے شہر لاذقیہ کو مال تجارت کی آمد رفت رہتی ہے +

لاذقیہ: شہر ساحل سمندر سے ایک میل کے قریب ہٹکر واقع ہے اسکا گھاٹ خطرناک ہے اسی لئے بادبانی اور دخانی جہازات اُسکے سامنے عمیق پانی میں لنگر ڈالتے ہیں جہاں (۱۰) بام گہرا پانی ہوتا ہے۔ یہ شہر شاہ سلوقیوس نیکاتور کی تعمیر سے ہے۔ اُسنے اسکا نام اپنی ماں کے نام پر رکھا تھا۔ شہر ایک راس پر جو دور تک سمندر میں بڑھتی چلی آئی ہے اُسکے شمالی مغربی حصہ میں بنا ہے اور وہاں سے کنارۂ دریا تک تقریباً نصف گھنٹے کا خشکی کا راستہ ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ ایک مشہور اور لائق دید شہر تھا۔ تنوخی اُمرا جو اس صوبہ کے حکمران تھے یہیں رہا کرتے تھے یہ قدیم الایام سے تجارتی بندرگاہ رہا ہے اور آجکل یہاں کے مال برآمد میں تنباکو، ریشم، روئی، تل، گیہوں، جو، تیل، پشم

گمی، موم، اور لیمن، کی نکاسی خوب ہوتی ہے۔ آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہے۔ ۱۹۰۶ء میں ایک سخت زلزلہ سے شہر کا بہت بڑا حصّہ تباہ ہوگیا تھا لیکن اب اسکی عام حالت رو بہ ترقی ہے۔

ابو حلف: طرطوس کے شمالی جانب ایک ساحلی بستی ہے، اُسکے آثار سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ کبھی اگلے دنوں میں وہ بھی کوئی بڑا بھاری بندرگاہ رہا ہوگا، یہاں کے باشندے بہت سی ڈونگیوں اور چھوٹی کشتیوں کے مالک ہیں مگر کشتیاں اور جہازات سب بادبانی ہیں۔

طرطوس: قدیمی نام انٹراڈوس تھا جسکے معنے یہ ہیں کہ جزیرہ رواد کا سامنے والا مقام، عربی مورخین اور جغرافیہ نویسوں نے اسکا نام انطرسوس لکھا ہے۔ بحالت موجودہ اسکو تباہی کے قریب پایا جاتا ہے۔ باشندوں کی تعداد (۶۰۰) سے زائد نہیں۔ جو ایک وسیع قلعہ کے اندر بنے ہوئے مکانات میں رہا کرتے ہیں۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جو سطح سمندر سے (۶۱) فٹ بلند ہے اور قدیم زمانہ کے فینیقیا والوں کی تعمیر سمجھا جاتا ہے۔ کنارۂ دریا سے قلعہ کا منظر بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے۔

جزیرہ رواد جو شہر طرطوس کے سامنے واقع ہے قدیم الایام میں ارادوس کہلاتا تھا۔ یہ ایک چٹانی جزیرہ ہے۔ سطح سمندر سے (۹) فٹ بلندی رکھتا ہے اور طرطوس کے جنوب مغربی سمت دو میل کے بُعد پر واقع ہے۔ اسکا طول (۸۰۰) گز اور محیط (۱۵۰۰) فٹ ہوگا۔ اسمیں قدیم اہل فینیقیا کی عمارتوں کے بکثرت کھنڈر پائے جاتے ہیں فی الحال ابھی جزیرہ اور ساحل سمندر کے مابین ایک محفوظ گھاٹ بنگیا ہے جسمیں بڑے بڑے تجارتی دخانی جہاز لنگر ڈال سکتے ہیں۔ اس جزیرہ میں بارانی پانی کے سوا کنوئیں وغیرہ نہیں۔ بڑے جہازات جزیرہ کے شمالی پہلو میں ایسی جگہ کھڑے ہوا کرتے ہیں جہاں چھ بام پانی ہوتا ہے موجودہ حالت میں اسکی آبادی بہت تھوڑی ہے۔ اور انکا گزر اوقات بحری کام کرنے سے ہوتا ہے۔ زمانہ سابق میں یہ لوگ دریائی سفر کے لئے مشہور تھے ان لوگوں کی اصل و نسل مقام صیدا سے ملتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں کا قلعہ بحری لوٹیروں کے حملوں سے بچنے کے لئے

بنایا گیا تھا۔

طرابلس: ابوالفدا مؤرخ نے لکھا ہے کہ شہر طرابلس کا موقع دریا کے اندر نکلے ہوئے ایک کنارہ پر ہے۔ مسلمانوں نے اسکو سنہ ۶۹ھ میں فتح کیا تھا۔ پھر اُسے تباہ کر کے اُسکی تعمیر از سر نو دوسری جگہ کی جو اگلے شہر سے ایک میل کے قریب خشکی میں ہٹکر بنوایا گیا۔ بحالت موجودہ طرابلس کے دو حصے ہیں۔ ایک شہر کا حصہ ہے۔ اور دوسرا بندرگاہ کا۔ اور یہ دونوں حصے دریائے ابی علی۔ یا کدیشا کے دونوں کناروں پر اس طرح واقع ہیں کہ دریا کا پانی اُسکے وسط سے ہو کر بہتا ہے۔ آبادی تیرہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ یہاں کے قدیم باشندے روآد، صور اور صیدا کے لوگ تھے اور ابتداءً یہاں آکر تین الگ الگ بستیوں کی بنیاد ڈالکر انمیں رہنے لگے۔ پھر بتدریج وہ بستیاں وسیع ہو کر ایک دوسرے سے ملگئیں۔ اور بطور ایک شہر کے محلوں کے شمار ہونے لگیں اُسوقت سے اسکا نام ٹریپولی رکھا گیا جسکے معنے یونانی زبان میں تین شہر ہیں۔ اور ٹریپولی کا مُعرّب طرابلس بنگیا۔ اس شہر کے بندرگاہ میں جہازات وہاں لنگر انداز رہتے ہیں جس جگہ پانی کی گہرائی سات بام ہے۔ اور جو جہازات رات بسر کرتے ہیں وہ ایسے مقام پر لنگر ڈالتے ہیں جہاں (۲۰) بام پانی ہو تاکہ شب کے وقت طوفانی ہوا کا کوئی خطرہ نہ رہے۔ یہاں کی تجارت وسیع نہیں ہے۔ مال برآمد ریشم، اسفنج، صابون، مازو، اور تنباکو وغیرہ اشیاء ہیں۔ سب سے پہلے اس شہر کا قلعہ ریمونڈ اللولوشی نے ۱۱۰۲ء میں صلیبی جنگوں کے دوران میں بنوایا تھا۔ ریمونڈ نے جسوقت طرابلس کا محاصرہ کیا تھا تو وہاں کا ایک کتبخانہ جو قاضی ابو طالب حسن کا جمع کیا ہوا اور جسمیں (۳۰۰۰۰۰) جلد کتابیں تھیں باوجود اسبات کا علم رکھنے کے کہ یہ علمی ذخیرہ ہے بالکل جلوا دیا۔ ۵۸۲ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی اس شہر کا محاصرہ کرکے ناکامی کے ساتھ واپسی پر مجبور ہوا۔ اور دوسری مرتبہ ۶۸۸ھ میں مصری سپاہ نے اسکو فتح کر لیا۔ بعد ازاں مصر والوں سے شاہ قبرص نے ۱۳۶۶ء میں چھینا اور اُس نے وہ تمام بستیاں بھی ویران کر دیں جو مقام لاذقیہ تک ساحل دریا پر واقع تھیں۔

بندرگاہ کے نزدیک جو خشکی کا سرا دریا میں نکلتا ہے اُسکی راس پر کئی ایک چھوٹے چھوٹے

جزیرے تقریباً دس میل کے حلقہ میں شمال مغربی سمت کو پھیلتے چلے گئے ہیں - اور راس مذکور کی شمالی سمت میں چھ برج بنے ہوئے ہیں جو حملہ دشمن سے محافظت کے لئے تعمیر کئے گئے تھے ×

بیروت: ساحل شام کے شمالی مغربی حصہ کا ایک ساحلی شہر ہے اور ایک لمبی راس پر جو دریا کے اندر بڑھتی چلی گئی ہے واقع ہے - اسکا طبیعی لنگر گاہ غیر محفوظ اور مغربی ہوا کی زد میں رہتا ہے - اسی واسطے جہازوں کا قیام خلیج ماری جرجس میں جو دریائے بیروت کے دہانہ کے پاس رہا کرتا ہے - اگرچہ یہ جگہ بھی شمالی ہواؤں کے چلنے کیوجہ سے خطرناک ہے - شہر کی آبادی اس راس سے نصف گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے یہ شہر قلعوں اور فصیلوں سے گھرا ہوا تھا - مگر سنہ ۱۸۴۰ء میں جب انگریزی جنگی جہازات نے ابراہیم پاشا فرزند محمد علی پاشا والی مصر کو اس شہر سے نکالنے کیواسطے اسپر گولہ باری کی تو وہ فصیل منہدم ہوگئی - ابراہیم پاشا ملک شام پر قابض ہوگیا تھا اور اسکو مصری سلطنت کا جزو بنا لیا تھا - بیروت کے ٹیلوں اور اس کے کھنڈروں کے نیچے میں نہائت قیمتی قدیم یادگاریں دبی پڑی ہیں جو اکثر اوقات کھودنے سے نکل آتی ہیں - اور بعض جگہوں میں تو سالم عمارتیں زمین کے اندر سے برآمد ہوئی ہیں - بیروت کی عمارتیں بہت خوبصورت بنی ہیں - اور پانی وہاں کا شیریں ہے - لیکن آبادی کی کثرت ہے اس لئے کافی پانی میسر نہیں آتا - موسم گرما میں آب و ہوا لطیف اور گرم و تر رہتی ہے - یہ شہر تجارتی منڈی اور دمشق کا بندر گاہ اور ملک شام کا سب سے بڑا شہر تصور کیا جاتا ہے - تجارتی جہازوں کی آمد و رفت یہاں بکثرت رہتی ہے - آبادی (۷۵۰۰۰) آدمیوں سے زائد نہیں - شہر بیروت ولائت (ضلع) بیروت کا مرکزی مقام ہے - رومی سلطنت کے عہد عروج میں بھی اس شہر کی بہت بڑی وقعت ہوتی تھی - آگسٹس قیصر نے اسے اصلی رومی شہروں کے برابر حقوق عطا کرکے اسکا نام اپنی بیٹی جولیا فیلیکس کے نام پر رکھا تھا - دوسری صدی عیسوی میں یہاں کا علم فقہ بہت مشہور تھا اور یہاں مصر و یونان کے طالب علم آتے رہتے تھے - فتح اسلامی کے بعد سنہ ۱۱۱۰ء میں اہل فرنگ پھر

اسپر قابض ہو گئے۔ جنسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے دوبارہ چھینا۔ اور اسوقت سے ابتک اسلامی قبضہ میں چلا آتا ہے۔ اِندنوں بیروت سے دمشق تک ریلوے لین بھی بنگئی ہے۔ اور سمندر کا نیا گھاٹ بنجانے سے تجارتی حیثیت بھی ترقی کر گئی۔ اس شہر میں غیر قوموں اور حکومت کے بھی متعدد مدرسے اور مطابع موجود ہیں +

صیدا: بادیۂ شام کا ایک ساحلی شہر اور بندرگاہ ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی تجارت بہت بڑہی ہوئی تھی۔ یہ بیروت کے جنوبی سمت میں ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یوسف یہودی مؤرخ اسکو صیدون بن بکر بن کنعان بن حام بن نوح کے نام سے موسوم بتاتا ہے۔ اور شہر صور کی نسبت قدیم تر کہتا ہے۔ اسکے گرد فصیل اور مستحکم قلعے تعمیر ہیں۔ صلیبی جنگوں کے دوران میں اسپر کئی مرتبہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے قبضہ کا تبادلہ ہوتا رہا۔ بڑے جہازات اسکے قریب والے جزیرہ کی کھاڑی میں (۵۰) بام پانی کی اندر کھڑے ہوتے ہیں اور طوفانی ہوا چلتی ہے تو تجارتی جہازات بھی جزیرہ ہی میں پناہ لیتے ہیں۔ بہت بڑے جہازوں کا لنگر سات بام گہرے پانی میں ہوا کرتا ہے +

صور: ساحل شام پر ایک قدیم بندرگاہ ہے۔ شہر ایک دریا کے اندر بڑھی ہوئے خشکی کے سرے پر واقع ہے۔ صور مقام صیدا کے جنوب میں ایک دن کی مسافت پر ہے اور یہاں سے عکا تک ڈیڑھ دن کا راستہ ہے۔ یہ شہر بہت پرانا ہے۔ فینیقیا والوں کے عہد میں اسکی دولتمندی بے نظیر تھی۔ یہاں کی تجارت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ اسکے باشندے ہر ایک ملک میں مال تجارت لیکر جایا کرتے اور اطراف عالم کی چیزیں یہاں آیا کرتی تھیں۔ دریائی سفر اور جہازرانی میں صور کے باشندوں کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اور وہ اعلےٰ درجہ کے دستکار تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ صیدا کے کچھ باشندوں نے ہیکل سلیمان کی تعمیر کے قبل ہی اِس شہر کو تعمیر کیا تھا۔ اور یہ تقریباً (۲۸۰۰) سال اُس سے پہلے بنا ہے۔ اُس زمانہ میں یہ خشکی کی زبان جو آج دریا میں بڑھی ہوئی نظر آتی ہے ایک مختصر جزیرہ اور براعظم سے الگ تھا۔ گویا اور قدیم شہر خشکی کے حصہ پر واقع تھا۔ پھر جب باشندوں کی تعداد بڑھی تو انہوں نے جزیرہ میں بھی مکانات بنالئے۔ چنانچہ

۷۲۲ سنہ قبل مسیح میں بعہد سلمناصر بادشاہ اشور اس شہر کا بڑا حصہ جزیرہ کی سرزمین پر آباد تھا، شہر صور کا محاصرہ بابل کے حکمران بخت نصر نے (۱۳) سال تک رکھا۔ پھر اسکندر اعظم نے اسکا محاصرہ کیا۔ اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے دم لیا۔ اسکندر اعظم نے جزیرہ اور بر اعظم کے مابین خشکی کا راستہ کھولنے کی نیت سے ایک عالی شان پُل بنوایا اور اس طریقہ سے اپنی فوجوں سے اسپر حملہ کرانے میں کامیاب ہوا۔ پھر رفتہ رفتہ دریا نے ریت کا تودہ بناتے بناتے اس پل کو زمین کا ایک لمبا ٹکڑا بنا ڈالا اور جزیرہ بالکل خشکی سے ملگیا۔ صلیبی جنگوں کے دوران میں یہ نہائت آباد اور پر رونق مقام تھا۔ یہاں بہت سے آثار قدیمہ موجود ہیں اور وقتاً فوقتاً متلاشیان آثار کے ہاتھ آتے رہتے ہیں۔ صور اور بیروت کے مابین سلسلۂ تجارت بہت بڑھا ہوا ہے اور اہل شہر کے پینے کیواسطے شیریں پانی مقام راس العین سے آیا کرتا ہے۔ جو اس شہر سے دکھن کیطرف ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ قدیم الایام میں پانی نہروں اور نالیوں کے ذریعہ سے یہانتک پہنچتا تھا۔ بحالت موجودہ۔ صور کی تجارت نہائت کم ہے یعنی صرف تمباکو، روئی، اور گیہوں، کی یہاں سے نکاسی ہوتی ہے۔ شہر کی آبادی تین ہزار آدمیوں سے زائد نہیں اور جہازات و کشتیاں جزیرہ کے مشرقی جانب خشکی سے ملے ہوئے حصہ میں جو گھاٹ ہے وہاں لنگر ڈالا کرتی ہیں۔ گھاٹ میں چھ بام گہرا پانی رہتا ہے ۔

عکّا: صور کے جنوبی سمت ڈیڑھ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ قدیم الایام میں اسکا نام طولمائس تھا۔ جو ایک خاندان بطالسہ کے بادشاہ کی جانب منسوب ہونے کیوجہ سے رکھا گیا تھا۔ یہ شہر نہائت مستحکم اور ملکی تجارت کا مرکز ہے۔ شہر کے مضافات کی سرزمین ہموار اور سرسبز و شاداب ہے۔ یہاں پینے کا شیریں پانی چار گھنٹوں کی مسافت سے نالیوں کے ذریعہ آتا ہے۔ آبادی تین ہزار آدمیوں کی ہے۔ اسکا گھاٹ بہت چھوٹا ہے۔ بڑے جنگی جہازات شہر کے قریب نہیں آتے بلکہ دو میل کے فاصلہ پر سمندر میں وہاں کھڑے رہتے ہیں جس جگہ پندرہ بام گہرا پانی ہے۔ عکّا کے قریب دریائے شور کی تہ ریتلی ہے اسواسطے جہازوں کے بالو پر چڑھ جانے کا سخت خوف رہتا ہے۔ صلیبی

جنگوں کے زمانہ میں اس شہر کو خاص طور پر شہرت حاصل ہوئی - کیونکہ ریچرڈ شیر دل شاہ انگلستان اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے مابین قیامت خیز معرکے اسی شہر کے سامنے ہوئے تھے - یہاں آثار قدیمہ بھی بہت نکلتے ہیں - عکا بیت المقدس سے (۱۱۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہاں ملک حوران کی پیداوار بکثرت آیا کرتی ہے +

حیفا - خلیج حیفا کا ایک بندرگاہ اور پہاڑی سرزمین پر واقع ہے - اندنوں اسکی حالت بہت اچھی ہو رہی ہے - موسم گرما میں شہر کے سامنے والے گھاٹ میں جہازات وہاں ٹھیر سکتے ہیں جہاں پانی کی گہرائی سات بام ہو - آبادی پانچ ہزار آدمیوں کی ہے تجارت میں گیہوں اور جو ملکی پیداوار کی خوب نکاسی ہوتی ہے - اسکا گھاٹ بہت محفوظ ہے - قیاس کیا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ کا مقام سیکامینوم یہی ہے جو اب حیفا کہلاتا ہے ۱۸۶۸ء میں جرمنی کے کچھ لوگوں نے یہاں آکر ایک نو آبادی قائم کی - اور ایک جہازرانی کی کمپنی تیار کی جسکے ذریعہ سے حیفا اور عکا کے مابین مال تجارت کی آمد و رفت خوب ہوتی ہے چونکہ دولت علیہ کو ان اطراف کی سرزمین کا سرسبز بنانا منظور تھا اس لئے اس نے بھی جرمن نو آباد تاجروں کے ساتھ تساہل کا برتاؤ کیا +

یافا - یہ بھی بحر متوسط ابیض کا ایک بندرگاہ ہے - اس شہر کی سرزمین آباد و شاداب ہے - باغات کی کثرت زراعت کی افراط اور عمارتوں کی خوشنمائی اور مضبوطی میں اس مقام کی خصوصیت قابل ذکر ہے - اندرون ملک کی پیداوار کی نکاسی یہیں سے ہوا کرتی ہے - اسلئے تجارت میں اسکا نمبر بڑھا ہوا ہے - یافا بیت المقدس کا بندرگاہ ہے اور تقریباً اس سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اور یافا سے یروشلم تک ریلوے لین بھی نکلی ہے - یافا کی آبادی سولہ ہزار آدمیوں کی ہے - اسکے سامنے کا لنگرگاہ جہاں بڑے جہازات قیام کرتے ہیں - خشکی کے کنارہ سے نصف میل کے قریب فاصلہ پر ہے اور وہاں ڈیڑھ بام پانی رہتا ہے - دریا کی تہ ریتلی اور کنارہ چٹانی ہے - اسواسطے جہازوں کا گھاٹ میں آنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا - اکثر اوقات سمندر میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے اور سکون بھی ہو تو اور مقامات کے مقابلہ میں تلاطم ہی کہلاتا ہے

شہر یافا نہایت قدیم مقام ہے اور ملک شام کے بندرگاہوں میں اسکو خصوصیت کے ساتھ شرف حاصل ہے اسکی بنیاد طوفان نوح علیہ السلام سے قبل کی بتائی جاتی ہے۔ اور دنیا کی مشہور قدیم حکومتوں کے عہد میں بھی اسکو بڑا عروج نصیب ہو چکا ہے۔ اسکا قدیم نام جافو بتایا جاتا ہے۔ یہودیوں نے اسے جاپو کے نام سے موسوم کیا۔ جسکے معنے خوشنما کے ہیں انقلاب حکومت کا اثر اسپر بہت مرتبہ پڑ چکا ہے۔ نپولین بونا پارٹ نے بھی اسپر قبضہ حاصل کیا ہے مگر آخر کار ۱۲۵۵ھ میں سلطنت عثمانیہ نے اسکو پھر حاصل کیا اور محمد علی پاشا والی مصر کے چنگل سے باماد انگلستان و فرانس اسے چھین لیا۔

بحر اڈریاٹک میں دولت علیہ کے بحری مقامات:-

اس سمندر کے سواحل پر دولت علیہ کے متعدد بندرگاہ پائے جاتے ہیں جنمیں سے زیادہ مشہور مقامات حسب ذیل ہیں:-

وراج :- یا - ڈوراٹس - یہ خلیج ڈوراٹس کے آخری حصہ پر ایک مستحکم بندرگاہ ہے - یہاں کی آبادی دس ہزار آدمیوں کی ہے، اسکے قلعے بہت مستحکم اور اسکا گھاٹ محفوظ ہے - ٹریسٹہ اور ایطالیا کے راستوں سے اسکی تجارت تمام ممالک کے ساتھ بہت وسیع ہے - تمباکو، تیل، غلے، اور لکڑی یہاں کے مال برآمد ہیں - اسکو سلطان بایزید دوم نے بندقیہ والوں کے ہاتھوں سے چھینکر عثمانی قلمرو میں شامل کیا تھا اور بحالت موجودہ وہ ولائت اشقودرہ کی ایک تحصیل ہے۔

اولونیہ :- یا - فالون - ولائت یانیہ کا ایک عثمانی بندرگاہ ہے، اسکا گھاٹ بہت بڑا بحر اڈریاٹک کی مشہور کھاڑی اولون میں واقع ہے - آبادی چھ ہزار آدمیوں کی ہے اور آب و ہوا اچھی نہیں۔

پرہ وتیرہ:- ولائت یانیہ کا ایک بڑا بندرگاہ خلیج نارده کے اندرونی حصہ میں واقع ہے شہر ناروہ سے جنوب مغربی سمت میں ۲۹ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے - آبادی نو ہزار آدمیوں کی ہے یہاں کے اشیاء برآمد، تیل، پھل، اون، غلے، اور تمباکو ہیں

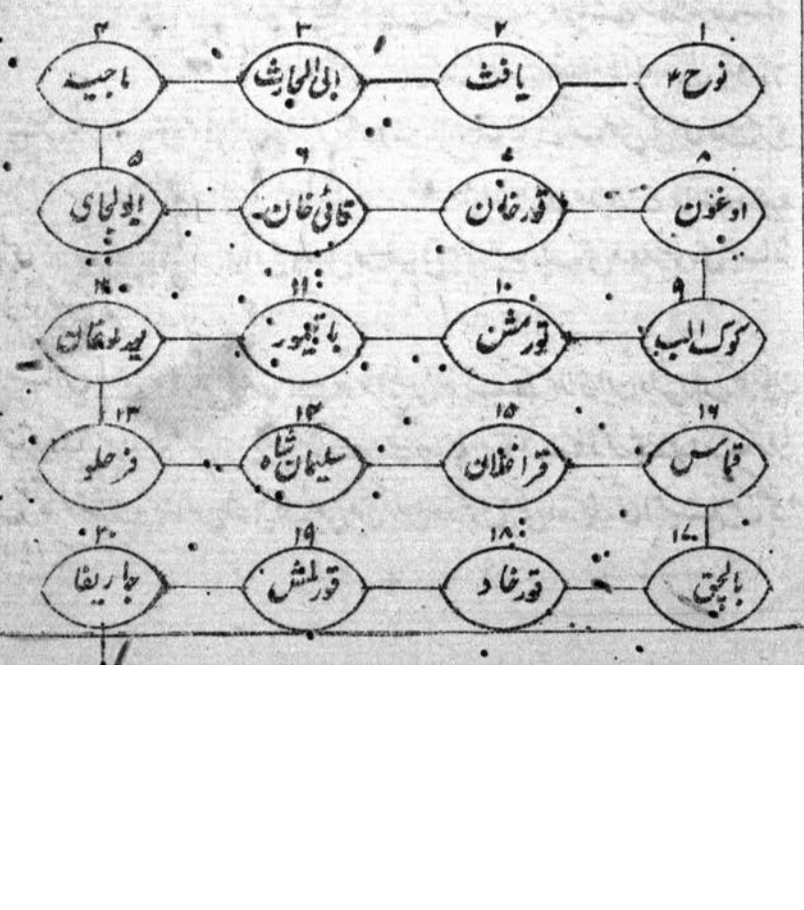
ترکوں نے اسپر سنہ ۹۴۵ھ میں قبضہ کیا تھا پھر سنہ ۱۶۸۴ء میں بندقیہ والے اسپر قابض ہو گئے اور سنہ ۱۷۹۷ء میں فرانس والوں نے اسپر تسلط کر لیا۔ جسکے بعد دوبارہ ترکوں نے اسکو واپس لیا۔ تپہ ولسنلی مشہور علی پاشا والی یانینہ کے زمانہ میں یہاں کئی ایک بحری معرکے ہوئے۔ اور سروست یہ مقام ارناؤط کے سمندروں اور دریاؤں میں حفاظت کرنے والے عثمانی جنگی بیڑہ کا مرکز ہے۔ اسمیں ایک بحری افسر جو بیڑہ مذکور کی کمان کرتا ہو رہا کرتا ہے۔ پریویزہ ہی کے جوار میں خیر الدین پاشا باربروسہ نے سنہ ۹۴۵ھ مطابق سنہ ۱۵۳۸ء میں امیر البحر انڈریا ڈوریا کے زیر کمان بیڑہ جہازات پر جو دول متحدہ یورپ کی طرف سے آیا تھا نمایاں فتح حاصل کی۔ انکے علاوہ صوبہ البانیا میں بھی دولت علیہ کے کئی ایک بحری شہر ایسے ہیں جنکو غیر ضروری سمجھکر ہمنے قابل بیان نہیں تصور کیا۔ اور حجاز و یمن کے بندرگاہوں کا ذکر ملک عرب کی تاریخ میں کیا ہے۔ خلیج فارس کے سواحل پر دولت علیہ کا کوئی بندرگاہ نہیں ہے لیکن اس حیثیت سے کہ شہر بصرہ کے سامنے بہت سے بڑے جہازات ٹھیرا کرتے ہیں اور گو وہ دریائے شور سے فاصلہ پر ہے تاہم بحری مقام گنا جا سکتا ہے۔ اسکو ہم بندرگاہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ یہ شہر سنہ ۱۶ھ میں سیدنا عمر بن الخطاب رض خلیفہ دوم نے بنوایا تھا۔ اور یہ خلیج فارس کے سرے پر دریائے شط العرب کے دہانہ سے (۱۰۰) کیلومیٹر دوری پر واقع ہے۔ یہاں سلطنت عثمانیہ کا ایک جنگی بیڑہ چھ جہازوں کا ہمیشہ رہا کرتا ہے تاکہ ملک نجد اور ممالک عثمانیہ کے سواحل کی حفاظت کرے اور یہیں ایک [illegible] کی جہاز رانی کمپنی بھی ہے جسکے کئی جہازات دریائے فرات وغیرہ میں مال [illegible] اور مسافروں کو لاتی اور لیجاتی رہتی ہے۔ بصرہ کی مردم شماری ساٹھ ہزار ہے +

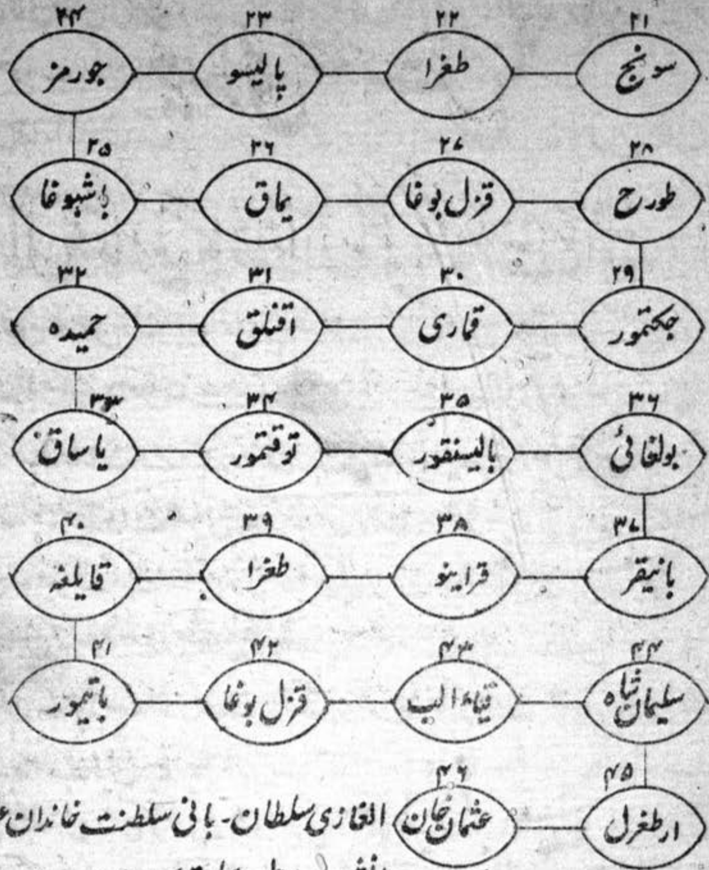
باقی رہے وہ ساحلی مقامات جو طرابلس الغرب کے علاقہ میں واقع ہیں انکا بیان اپنے موقع پر ہو چکا۔ علاوہ ازیں بہت سے ایسے ساحلی مقامات کا ذکر ہمنے عمداً ترک کر دیا ہے جو درحقیقت خاص عثمانی قلمرو میں ہیں لیکن وہ کوئی جنگی اور تجارتی اہمیت نہیں رکھتے +

تیسری فصل (۳)

آل عثمان کا منشا اور اُنکی حکومت کا ظہور

ابن خلدون، اور ابن اثیر وغیرہ اگلے زمانہ کے علماء تاریخ آل عثمان کے اصل ونسب کو بیان کرنے میں سخت اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ مگر ترکی مورخین جو بلاشک وشبہ اپنے حالات کے اچھے واقفکار ہونگے اُنکا بیان اسبارہ میں زیادہ معتبر سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے ہم بھی علامہ خیراللہ، نعیما، راشد، جودت پاشا، منجم پاشا، اور چلپی، وغیرہ کے ایسے فاضل ترکی مورخین کی رائے پر بھروسا کرتے ہیں اور یہی امر قرار دیتے ہیں کہ سلاطین آل عثمان جنکی سلطنت وحکومت کی بنیاد سلطان الغازی عثمان خان کے عہد سے پڑی ہے۔ یافث بن نوح ؑ نبی کی اولاد سے ہیں۔ اور اُنکا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے:-





الغازی سلطان - بانی سلطنت خاندان عثمانیہ
وجانشین سلاطین سلجوقیہ اسلامیہ +

بعض روایتوں میں قائی خان ہی کو عیص بن اسحاق بتایا گیا ہے - اور نشری - اور نشانی دونوں نامور مؤرخ لکھتے ہیں کہ قائی خان بن بوتجائی بن یافث بن نوح ؑ ہے - علی چلپی مؤرخ بھی اسی کی تائید کرتا ہے : بہرحال باوجود اختلاف کے تقریباً اس بارہ میں جملہ مورخین کا اتفاق ہے کہ عثمانی ترکوں کی نسل یافث بن نوح ؑ سے چلتی ہے - اور شجرۂ نسب اس بات کو بھی عیاں کرتا ہے کہ سلاطین عثمان کے آبا و اجداد ہمیشہ سے ملک ترکستان میں بھی امیر، اور خان، اور سلطان کے منصبوں پر فائز رہتے چلے آئے ہیں +

آل عثمان خلد اللہ ملکہم کا ظہور : جبکہ چنگیز خان مغل بادشاہ نے ۶۲۴ھ میں مغربی ایشیا کے ملکوں پر شمال کی سمت سے واپس آتے ہوئے غارتگرانہ حملہ کیا تھا - انہی

دنوں قائی خان کی نسل کا ایک ترک امیر سلیمان شاہ بن قیا آلپ جو شہر مرو کے اطراف یعنی صحرائے ماہان واقع وسط ایشیا، میں ترک وطن کر کے رہا کرتا تھا۔ اپنے قبیلہ کے پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ سرسبز چراگاہوں اور میدانوں کی تلاش میں نکلکر ایشیا کے اُس حصہ میں داخل ہوا۔ اور اُس نے آذر بائیجان کے اطراف میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ سلیمان شاہ کو چھ سال کے قریب یہاں رہتے ہوگئے تھے کہ یکایک سلجوقی حکمرانوں نے خراسان اور خوارزم پر حملہ کر دیا۔ اور ان دونوں ملکوں کو فتح بھی کر ڈالا سلیمان شاہ نے یہ طوفان بے تمیزی برپا دیکھا تو اپنے وطن اصلی کی طرف واپس چلا۔ اور جب یہ گروہ دریائے فرات کے کنارہ جا کر اُسے عبور کرنے لگا تو قضائے الٰہی سے سلیمان شاہ وہیں دریا میں ڈوب کر فوت ہوگیا۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے۔ خیر اُسکے ہم قوموں نے لاش کو دریا سے نکالکر دفن کیا۔ اور قلعۂ جعبر کے پاس اُسکا مزار بنایا جو ابتک (ترک مزاری) کے نام سے موسوم اور موجود ہے۔ سلیمان شاہ متوفی کے چار بیٹے تھے، سنقور زنگی، گون طوغدی، ارطغرل، اور، گوندوز، اُن میں باہم اس بات پر اختلاف ہوگیا کہ اب سفر کریں یا اسی ملک میں ڈیرے ڈالدیں۔ بہت سے لوگوں نے اصلی وطن کو واپس جانا مناسب سمجھا اور کچھ لوگ ارطغرل کے ساتھ یہیں رہگئے۔ کیونکہ اسنے اناطولیا کے صوبہ میں جاگر رہنے کی ٹھان لی تھی۔ ارطغرل اپنی قوم کے چار سو گھر ساتھ لیکر جنمیں (۴۴۰) جنگجو سوار تھے۔ اناطولیا کے مغربی حصہ کو چلا اور سرمہ لو، اور، یامتین کے اطراف میں آکر ڈیرے ڈالدیئے۔ مگر چونکہ یہ خطہ اُنکی رہائش کے قابل نہ تھا۔ اسلیئے ارطغرل نے اپنے فرزند صاروباتی بک کو ۶۳۰ھ میں سلطان علاؤالدین سلجوقی فرمانروائے روم کی خدمت میں بھیجا اور سلطان مذکور سے حمایت طلب کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ تھوڑی سی سرسبز اراضی اُسکی قوم کو آباد ہونے کیلئے عطا کی جائے۔ سلطان موصوف صاروباتی کے ساتھ بڑی مہربانی اور عنایت سے پیش آیا۔ اور مقام انقرہ کے نزدیک قرہ جہ طاغ کی سرزمین جو دامان کوہ میں واقع تھی۔ ارطغرل کو بطور جاگیر سلطانی عطا فرمائی، یہ زمین ترکوں کے لئے بہت موزون تھی،

سردی میں یہاں گرمی ہوتی اور گرمیوں میں خوشگوار خنکی رہتی اسلئے یہ لوگ بڑی راحت کے ساتھ یہاں رہنے لگے۔ ارطغرل کا دستور تھا کہ وہ شکار اور جانوروں کو چرانے کیلئے اپنی قوم کے کچھ سوار لیکر گرد و پیش کے جنگلوں میں نکل جایا کرتا۔ اتفاقاً ایکدن کسی میدان میں اُسنے دیکھا کہ دو فوجیں سرگرم قتال ہونے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ مگر ایک سپاہ کی تعداد کم ہے اور دوسری بہت زیادہ جمعیت رکھتی ہے بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ ارطغرل نے دونوں فوجوں کو آپس میں گتھا پایا۔ بہرحال چونکہ ارطغرل طبیعی طور پر رحمدل اور بہادر تھا اُس سے یہ نہیں دیکھا گیا کہ کمزور جماعت تباہ ہو جائے اور وہ صبر کرتا رہے۔ اُس نے اپنے ہمراہی بہادروں کو جرأت دلا کر کمزور جانب کا ساتھ دیا۔ اور تھکی ہوئی مغلوب سپاہ نے اس غیبی امداد کا سہارا پاتے ہی چیرہ دست حریفوں پر ایسا پُرزور حملہ کیا کہ بہت جلد اُنہیں شکست دیدی۔ غنیم کی ہزیمت کے بعد ارطغرل کو یہ حال معلوم ہُوا کہ جس فریق کی اُسنے شرکت کی ہے یہ سلطان علاؤالدین کیقباد بن کیخسرو سلجوقی کا لشکر ہے۔ اور ہزیمت پانے والی سپاہ ہلاکو خان کی تھی۔ سلجوقی تاجدار نے فتح پاکر اپنے محسن اور مددگار لوگوں کا حال معلوم کرنا چاہا۔ اور ارطغرل کو اپنے دربار میں طلب کر کے اُسکے حالات دریافت کئے۔ اور پھر شکرگذاری کے ساتھ ارطغرل اور اُسکے دوسرے بھائی دونوں کو خلعت دیکر طومانیج، اور اسکی شہر، کے اطراف کی سرزمین انکو بطور جاگیر کے عطا کر دی۔ اور اس طرح سنہ ٦٣٠ھ میں ارطغرل کا عروج ترقی کر گیا +

پھر تو ارطغرل اکثر لڑائیوں میں سلطان علاؤالدین سلجوقی کا دست و بازو رہا اور مغل حملہ آوروں یا حکومت بیزنطائن سے سلطان مذکور کی جتنی معرکہ آرائیاں ہوئیں اُن سبھوں میں ارطغرل نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔ جس سے اُسکی جاگیر اور اعزاز میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ اور کچھ حصہ اپنے اصلی ملک کا مع اُس حصہ ملک کے جو اُس نے سلطنت قسطنطنیہ سے فتح کیا تھا ارطغرل کو بخشدیا۔ جو اندنوں سلطانیہ یا سیواحق کے نام سے مشہور اور ولائیت قونیہ میں داخل ہے۔ چنانچہ یہی سرزمین حکومت

عثمانیہ کا گہوارہ بنی اور یہ مملکت یہیں سے نشو و نما پاکر پھولی پھلی۔ پھر جسوقت سلطان علاؤالدین اور مغل حملہ آوروں میں دوبارہ جنگ چھڑی تو ارطغرل کو سلطان کی طرف سے قلعہ کوتاہیہ کی محافظت کا حکم ملا اور مغل اُسپر قابض ہو چکے تھے۔ ارطغرل نے بڑی جد و جہد کے بعد اُنہیں وہاں سے نکالدیا اور سلطان کی نگاہوں میں خاص طور پر اعزاز حاصل کیا۔ اب ارطغرل سلطان کے دشمنوں کا قلع قمع کرتا رہتا تھا اور فتوحات پر فتوحات حاصل کرتا جاتا یہانتک کہ اُسنے ۶۸۷ھ میں بمقام اسکود وفات پائی۔ جبکہ اُسکی عمر نوّے سال سے زائد تھی۔ سلطان علاؤالدین ارطغرل کی خبر وفات سُنکر سخت مغموم ہوا۔ اور اُسنے ارطغرل کے بڑے بیٹے غازی عثمان کو باپ کا قائم مقام بنا دیا۔ پھر تجربہ سے معلوم ہوا کہ غازی عثمان اپنے باپ کا سچا جانشین اور وفادار سلطنت ہے۔ تو علاؤالدین نے اُسکے لئے خلعت، سفید نشان، نقارہ، اور ایک فرمان ترکی زبان میں بھیجا جسمیں عثمان بک کو خود مختار امیر متعین کیا گیا تھا۔ اور صدور فرمان کے بعد سے جسقدر نئی سرزمین فتح ہوئی وہ سب اُسی کو عطا کی گئی۔ جسوقت سلطانی عطیہ یعنی نقارہ بجایا گیا تو عثمان بک تعظیم کیلئے کھڑا ہوگیا۔ اور یہ رسم قرار پائی کہ سلاطین آل عثمان نقارہ کی آواز سُنکر تعظیمی قیام کیا کریں۔ مگر سلطان محمود اول کے عہد میں یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا سلطان علاؤالدین نے عثمان کو بک اور خان کا لقب بھی عطا کیا اور اسبات کی اجازت دی کہ وہ اپنے نام کا سکّہ رائج کرے اور خطبہ میں سلطان کے ساتھ اُسکا بھی نام لیا جائے +

قسطنطنیہ کی رومی حکومت اندنوں کمزور ہو چلی تھی اور اُسکے ماتحت امراء ممالک اور صوبہ دار خود مختارانہ فرمانروائی کیا کرتے تھے۔ یہ حکام تکفور کے لقب سے ملقب تھے غازی عثمان نے یہ حالت دیکھی تو اُسنے پولیٹکل ریشہ دوانیاں شروع کردیں، پہلے اُن حکام کے آپس میں پھوٹ اور عداوت کا بیج بونا چاہا اور جب اِس چال میں کامیابی ہوئی تو رفتہ رفتہ اُنکی ولائتوں کو ایک کے بعد ایک کرکے دبانا شروع کیا۔ اِس تفرقہ اندازی کی کارروائی میں کوسہ میخائیل۔ خرمن قیا کا حاکم عثمان خان غازی کے ساتھ ملا ہوا تھا اور اُس نے رومی صوبہ داروں کے اُس مکر سے عثمان خان کو مطلع کیا جو اُنہوں نے اِن

غازی کی جان لینے کے واسطے کیا تھا- واقعہ یہ ہوا کہ رومی حکومت کے ماتحت حکام غازی عثمان سے بظاہر دوستی اور الفت کا سررشتہ قائم رکھتے تھے اپنے یہاں کی ایک مجلس شادی میں عثمان بک کو مدعو کیا- مگر چونکہ عثمان کو کوسہ میخائیل- تمام راز سے مطلع کرچکا تھا اسلئے بجائے اسکے کہ اعدا اُسپر کامیابی حاصل کرتے خود عثمان ہی نے انکو لے ڈالا اور محفل عروسی کو بزم ماتم بنا دیا دُلہن کو چھینکر لے آیا اور اپنے بیٹے آرخان کے ساتھ اُسکی شادی رچا دی- نیلوفر خانم جسکے نیک کاموں کے آثار بروصہ کے اطراف میں ابتک موجود ہیں یہی بی بی تھی- سلیمان خان، مراد خان، اور خداوندگار تین بیٹے اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے- میخال اور اُسکی اولاد برابر صداقت کے ساتھ حکومت عثمانیہ کی خدمتگذار اور اپنے ملک میں برقرار رہی- اور ۱۰۰۰ھ تک حدود درولگی پر حکمرانی کرتی رہی- عثمان خان کا ستارہ اوج پر تھا- اتفاقاً ۶۹۹ھ میں غازان خان مغل تاجدار نے شہر قونیہ پر حملہ کیا- اور رکن الدین سوم آخری تاجدار خاندان سلجوقی کو قتل کر کے اس عظیم الشان سلطنت کا خاتمہ کر دیا-[1] پھر تو غازی عثمان خان کے سوا

---

[1] سلجوقی حکمران بھی ایک ترک خاندان کے لوگ تھے انکے جد اعلیٰ کا نام سلجوق بن دقاق تھا اور وہ مسلمان ہوکر کافرترکوں پر جہاد کرتا رہا- سلجوق کے تین فرزند نرینہ تھے- ارسلان، میکائیل، اور، موسےٰ، جب وہ ایکسو سات سال کی عمر پاکر فوت ہوگیا تو ان لڑکوں نے بھی کفار پر جہاد کرنے کا دستور جاری رکھا- انہی لڑائیوں میں میکائیل قتل ہوگیا اور اُسکے چار بیٹے جیقو، طغرلبک، جعفر، اور، بیکتے اوُد، اپنے اہلی ملک سے سفر کرکے بخارا کے قریب آرہے اور شہر بخارا سے دو فرسخ کے فاصلہ پر اُتر پڑے- امیر بخارا نے انکا اپنے پاس رکھنا پسند نہ کیا تو یہ لوگ بغرا خان شاہ ترکستان کے پاس گئے اور وہاں اُس سے بھی ان بن ہونے پر لڑ پڑے- اور لوٹ کے اہلی وطن کو واپس آگئے- اسی اثنا میں مشہور سامانی حکومت کا خاتمہ ہوگیا- اور ان لوگوں نے کچھ کچھ ملک فتح کر لیا- پھر آپس میں لڑنے لگے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے- بعد ازاں بعد طغرلبک کو اس قبیلہ کی امارت ملگئی اور اُس نے سلطان کا لقب اختیار کر کے خراسان وغیرہ کئی ایک صوبے فتح کر لئے- اور دولت بنی بویہ کی جگہ لیکر ۴۴۷ھ میں بغداد میں داخل ہوگیا، یہ زمانہ قائم بامراللہ عباسی کی خلافت کا تھا سلطان طغرلبک نے اپنے تئیں خلیفہ کا نگہبان اور محافظ مشہور کرکے اپنی بھتیجی

سلجوقی حکومت کا کوئی جائز وارث نہیں رہگیا کیونکہ امیر مذکور پہلے ہی سے خود مختار حکمران اور اپنی قلمرو کا مالک کل تھا لیکن ولی نعمت کے پاس ادب سے اُس نے سلاطین سلجوقیہ کے سامنے سر نہیں اُٹھایا اور ہمیشہ اُنکی اطاعت کرتا رہا۔ غازی عثمان خان بڑا صادق الوعد اور شریف مزاج شخص تھا اُس نے یہ پسند نہیں کیا کہ اپنے محسنوں کے ہوتے ہوئے شاہی اور تاجداری کا دم مارے۔ مگر جب سلجوقی حکمرانوں کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ تو ۶۹۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء میں اسنے سلطان کا لقب اختیار کیا اور اُسی وقت سے دولت علیہ عثمانیہ کی بنیاد پڑی +

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ارسلان خاتون خلیفہ کے عقد نکاح میں دیدی۔ اب سلطان طغرلبک امیر الامراء اور ارسلان خاتون کا باپ داؤد بھی نہائت معزز و مکرم ہوگیا۔ طغرلبک درحقیقت خود سر بادشاہ تھا۔ اور خلیفہ کو بھی اپنا ماتحت سمجھتا تھا۔ اُس کے بعد اُسکا بھتیجا الپ ارسلان فرمانروا ہوا جسنے رومانوس چہارم شاہ روم کو سخت ہزیمتیں دیں۔ اور اُسے گرفتار کر کے قید بھی رکھا۔ اُسنے فاطمی خلفاء کو ملک شام سے نکالدیا۔ اور آرمینیا اور گرجستان کے ملک فتح کرلئے انگلستان کا نامور تاریخ نگار گبن لکھتا ہے کہ براعظم ایشیا کا سب سے عمدہ حصّہ الپ آرسلان ہی کے قلمرو میں داخل تھا۔ الپ آرسلان کی فوجی قوت بہت زبردست تھی، اُسنے ۴۶۵ھ میں وفات پائی اسکو یوسف خوارزمی نے قتل کردیا تھا، الپ ارسلان کے بعد اُسکا بیٹا ملکشاہ حکمران ہوا۔ جسکے نام سے تمام سلاطین زمانہ کانپتے تھے یہ دلیر اور فاتح تاجدار بڑی سلطنت کا مالک ہوا اُسکا قلمرو خراسان سے شہر قسطنطنیہ کے نیچے تک پھیلا ہوا تھا۔ شاہان فرنگ نے اُسی کے زمانہ میں مشرق پر چڑھائیاں کیں اور اسلامی شوکت توڑنے کیواسطے صلیبی جنگوں کا سلسلہ آغاز کیا۔ اسی زمانہ میں سلجوقی حکمرانوں کو بیت المقدس اور مملکت اناطولیا پر قبضہ کرنیکا موقع ملا۔ اور انہوں نے مملکت قونیہ کی بنیاد ۴۷۰ھ میں رکھدی۔ جسکے بعد سے ایشیائے کوچک کا نام ایشیائی ٹرکی مشہور ہوا ۴۷۱ھ میں تاج الدولہ بن الپ ارسلان دمشق پر قابض ہوگیا۔ پھر ملکشاہ کی وفات کے بعد ۴۸۵ھ سے اُسکے بیٹوں اور اُسکے بھائی تاج الدولہ کے مابین سلطنت کیلئے جنگ چھڑ گئی اور انجام یہ ہوا کہ سلجوقی قلمرو کے چار حصے ہوگئے ایک گروہ ملک مشرق میں بانروا رہا دوسرا قرمان کی مملکت پر افسر ہوا، تیسرے نے ملک شام کی حکومت پائی، اور چوتھا مدت مدید تک قونیہ کا تاجدار رہا مگر اس کے آخری حکمرانوں میں سلطنت کا وجود عرصہ تک رہا اور اسکے کھنڈروں پر حکومت علیہ عثمانیہ کی بنیاد پڑی +

فصل چہارم (۴)

دولت علیہ کا استقرار اور اُسکی بنیاد قائم ہونیکے حالات تیمور لنگ کے ظہور تک

مِن ابتدای سنہ ۶۹۹ لغایت سنہ ۸۰۵ ہجری

سلطان الغازی عثمان خان

۶۹۹ ——————— ۷۲۶ھ

سلطان عثمان خان غازی نے اپنے بلا منازعت احدے سلطان ہونیکا اعلان کیا تو سلطنت سلجوقیہ کے بہت سے عہدہ دار، شرفا، امرا، اور علما اُسکے دربار میں فراہم ہوگئے اور سلطنت کی شوکت چمک اُٹھی۔ بعدازان چھ سال تک تو سلطان عثمان خان غازی حکومت روم پر حملے کرتا اور ممالک فتح کرتا رہا لیکن اسکے بعد بوجہ کبیر السّن ہو جانے کے وہ سفر اور میدان جنگ میں شریک ہونے کی زحمت گوارا نہ کرسکا۔ لہذا اپنے فرزند ارجمند غازی اورخان کو سپہ سالار افواج بناکر خود انتظام مملکت کی طرف مائل ہوا۔ اُسکی عدالت پسندی اور رحیم المزاجی سے مفتوحہ ممالک کے عیسائی باشندے بہت خوش رہتے تھے۔ اور اسوقت تک غازی عثمان خان کا قلمرو اقلیم بروصہ کے ایک حصہ اور اناطولیا کے اُن شہروں تک محدود تھا جو کوہ اولمپس کے گرد واقع ہیں۔ اسکے علاوہ بہت سے رومی جاگیردار بھی اُسکے زیرسایۂ معدلت آگئے تھے جس سے دولت عثمانیہ کا حلقۂ اثر اور بھی ترقی کرگیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس مملکت کا دائرہ بڑھنے لگا یہانتک کہ سلطان ممدوح کی زندگی ہی میں یہ حکومت اسلام کا قبلہ اور موحدین



سلطان عثمان خان اول از سنه ۱۳۰۰ع/ ۶۹۹ تا ۱۳۲۶ع/ ۷۲۶ هـ

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحه (۶۶)

کی امیدوں کا مرکز بنگئی۔ چونکہ یہ نئی اور اُبھرنے والی حکومت قسطنطنیہ کی رومی سلطنت کے قریب واقع ہوئی تھی اور وہ اُسوقت کمزوری کے مرض میں مبتلا تھی اسلئے دونوں کے مابین ہمیشہ جنگ وجدل کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ضعیف العمر رومی حکومت کم سن عثمانی سلطنت کو اپنے پڑوس میں جوانی کے خم وچم دکھاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور اُسکو کُچل کر تباہ کردینے کے درپے تھی اور ادہر جواں بخت وجوان ہمت سلطنت عثمانیہ پیرانہ سال رومی حکومت کو سٹھیایا ہُوا بڈھا سمجھکر عہدہ حکمرانی سے معزولی کے قابل تصور کرتی تھی۔ سلطان عثمان خان نے حکومت کے استقلال کے بعد فتوحات کا دائرہ بڑھانے پر توجّہ کی اور شہر کبری حصار پر کئی مرتبہ محاصرہ قائم کیا جس سے وہاں کا حاکم اطاعت ماننے پر مجبور ہوگیا۔ اسکے بعد سلطان مذکور نے مقامات اور قلعہ جات از نیق شہر بروصہ، قلعہ بسلیجق، لفکہ، اور چادرلق وغیرہ یکے بعد دیگرے فتح کئے۔ ۷۱۷ھ میں سلطان موصوف نے شہر بروصہ پر محاصرہ ڈالنے کی پیش بندی کے لئے اُسکے قریب کوئی پندرہ منٹ کے راستہ پر دو قلعے بنوائے یہ دونوں قلعے ایک گرم معدنی چشمہ کے نزدیک واقع تھے، ایک قلعہ میں سلطان نے اپنے بھائی کے فرزند رشید آق تیمور کو اور دوسرے قلعہ میں بلبانجق نامی اپنے ایک بہادر غلام کو افسر مقرر کیا۔ اوزغازی اُورخان اپنے ولیعہد اور فرزند کو فتح بروصہ پر مامور کیا جسنے یکی شہر سے نکلنے کے بعد ہی سب سے پہلے اطرہ نوس حاکم بروصہ کو ہزیمت فاش دی اور فتح کی خبر کوسہ میخال کی معرفت سلطان عثمان خان کی خدمت میں روانہ کی۔ اورخان کو اس فتح میں کچھ بھی دقت نہیں اُٹھانی پڑی تھی مگر اورخان کا آگے بڑھنا اسوجہ سے رُک گیا کہ اُسے یکایک اپنے باپ سلطان عثمان کی خبر علالت معلوم ہوئی۔ اور وہ یکی شہر میں واپس آیا۔ چنانچہ جسوقت اوزخان بستر علالت پر پہنچتے ہوئے بزرگ باپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہے۔ تو سلطان عثمان خان الغازی نے اُسے عدل اور رعایا پروری کے متعلق چند بزرگانہ نصیحتیں کرکے ۱۷ رمضان ۷۲۶ھ کو ۷۰ برس کی عمر میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رُخ کیا۔ وفات کے بعد اُسکا مزار قلعہ بروصہ کے باہر بنایا گیا۔ سلطان عثمان خان ۶۵۶ھ میں بمقام یکی شہر پیدا ہُوا تھا۔ اور

بیس (۲۰) سال حکمرانی کی۔ اسکے عہد میں بجز حکومت روم کے جسکا مرکز قسطنطنیہ تھا ترکوں کو کسی اور یورپین سلطنت سے لڑنا نہیں پڑا۔ اُسنے دو فرزند نرینہ اپنے وارث چھوڑے جنمیں سے ایک امیر اورخان ولیعہد، اور دوسرا امیر علاؤالدین تھا۔

(۲) سلطان الغازی اورخان پسر سلطان الغازی عثمان خان

(۷۲۶ھ ——— ۷۶۱ھ)

سلطان الغازی اورخان کے مسند آرائے حکومت ہونیکے وقت جزیرہ نمائے اناطولیا طوائف الملوکی حکومتوں میں تقسیم ہو رہا تھا۔ کیونکہ سلطنت سلجوقیہ کی بربادی کے بعد اس حکومت کے امراء دربار میں سے متعدد لوگوں نے ملک مذکور کے ایک ایک حصہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور منجملہ اُن حکومتوں کے ایک حکومت خود اس سلطان اورخان کی بھی تھی۔ ابتدا میں عثمانی حکومت کی قوت اس قابل نہ تھی کہ وہ باقی ہمچشموں کے مقابل میں سر اُٹھا سکے لیکن شہر بروصہ کی فتح کے بعد جب اس مقام کو حکومت عثمانیہ کا مقر خلافت بنا لیا گیا۔ اور دوسری قابل قدر فتوحات نے دولت مذکورہ کے عروج و اقبال کو مستحکم اور رُو بترقی بنا دیا تو سلطان اورخان کو شوکت نمائی کا اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ اور اُسنے بعد میں بہت سی فتحیں حاصل کرکے اپنے تئیں سلطنت سلجوقی کا جائز وارث بنانے کی سعی شروع کی۔ تخت نشینی کے وقت سلطان اورخان کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ اُسنے تخت سلطنت کو شہر بروصہ میں منتقل کرانے کے بعد ضروری انتظامات کی درستی پر توجہ مائل کی، ملکی انتظام کے قانون بنائے، فوجی ترتیب کا دستور نافذ کیا قاضی جندرہ لو قرہ خلیل اور دوسرے اعیان مملکت کے مشورہ سے ینی چری (سپاہ نو) نامی فوج کی بنیاد ڈالی۔ جسکے لئے کمسن عیسائیوں کے بچے اسلامی اصول پر تربیت دیکر بالغ ہونے کے وقت فوج میں مقرر ہونے لگے۔ یہ دستور [illegible] تک جاری رہا اور ان لوگوں میں بہت سے نامور افراد پیدا ہوئے۔ جنکو وزارت اور سپہ گری کے



سلطان اورخان (سنہ ۱۳۲۶ء سنہ ۱۳۶۰ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۶۸)

جلیل القدر عہدے ملے - سلطان اورخان کے جدید انتظاموں میں سے ایک بات یہ تھی کہ اسنے اپنے بھائی امیر علاؤ الدین کو وزیر مقرر کیا ورنہ اس سے پہلے حکومت عثمانیہ میں وزارت کا منصب نہیں تھا - پھر اندرونی انتظامات درست کر لینے کے بعد ملکی انتظام کی باری آئی اور مفتوحہ ممالک کی اراضی دو قسموں میں تقسیم کیگئی - ایک قسم کا خاص نام تھا اور دوسری کا تیمار، خاص اراضی کی آمدنی شاہی جیب خرچ، ممبران خاندان سلطنت کی کفالت اور ارکان دولت کے مصارف کے لئے مخصوص تھی - اور قسم تیمار کی زمینیں فوجی لوگوں کو جاگیر کے طور پر عطا ہوتی تھیں جنکے معاوضہ میں ہر ایک جاگیردار بقدر استطاعت جنگ آور جوانوں کی جماعتیں تیار کیا کرتا تھا اور بوقت ضرورت یہ تمام فوجی قوت میدان جنگ میں فراہم ہو جاتی تھی - چفالک اُن اراضیوں کا نام تھا جنکے مالک بطور خود اُسکی کاشت وغیرہ کا انتظام کرتے تھے اور پیداوار کا دسواں حصہ شرعی خراج کے طور پر جاگیرداروں یا سلطانی خزانہ کو جسکے وہ ماتحت ہوتے دیا کرتے - جاگیرداروں کی فوج جو تیمار کے سپاہی کہلاتے تھے حکومت کی جان نثار فوج تھی - اور بہت سے نازک موقعوں پر اُسنے خوب کارہائے نمایاں کئے ✤

غرضکہ اس طرح پر ملک کا انتظام اور فوجی ترتیب درست کر کے سلطان اورخان نے فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے پر کمر ہمت باندھی - اور ۷۲۷ھ میں رومیلیا کے ملک پر چڑھائی کردی، ابھی یہ جنگ ہو ہی رہی تھی کہ دوسری طرف اقلیم قوجہ ایلی کے مرکز شہر ازمید کا حاکم فوت ہوگیا اور اُسکی جگہ اُسکی بیٹی حاکم ہوئی - اس عورت کو قسطنطنیہ کی حکومت سے ہر طرح کی مدد پہونچتی رہتی تھی - مگر جب سپہ سالار غازی عبد الرحمن نے اُسکے قلعہ پر محاصرہ ڈالا تو اُسنے خفیہ خط و کتابت کے ذریعہ سے سردار مذکور کو قلعہ میں بلوا کر اُسپر قبضہ دیدیا - اور غازی عبد الرحمن نے اُس شہزادی کو سلطان کی خدمت میں مع تمام اموال غنیمت کے ارسال کردیا - سلطان نے شہزادی مذکورہ کی اس خدمت سے مسرور ہو کر اُسکا نکاح غازی عبد الرحمن ہی کے ساتھ کر دیا - سلطان اورخان کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اُسکے پاس کسی طرح کی شکایت لائیں تو وہ آنکی سے بڑی مہربانی اور نرمی کے ساتھ پیش آتا اور اُن سے

ایسا سلوک کرتا جسکی وجہ سے وہ خوش ہوکر دعائیں دینے لگتی تھیں - یہ امر سلطان مذکور کی ہردلعزیزی کا موجب ہوُا اور خلاصہ یہ ہے کہ روز بروز اُسکی فتوحات کا سلسلہ بڑہتا ہی چلا گیا، ۱۳۲۸ء میں اُس نے بذات خاص ملک ازمید پر فوجکشی کی اور ایسے پُرزور حملے کئے کہ آخر ملکۂ بلد قونیہ حاکمۂ نیکومیڈیا نے مجبور ہوکر شہر ازمید سلطان کے حوالہ کردیا اور خود مع اُن لوگوں کے جو اُسکے ساتھ جانے پر آمادہ ہوئے دریا کے راستہ سے قسطنطنیہ کو چلی گئی - نیکومیڈیا کی اقلیم فتح ہوگئی تو اب عثمانی قلمرو کے حدود خلیج قسطنطنیہ کے نزدیک پہونچگئے - پھر ۱۳۳۱ء میں سلطان مذکور کے فرزند امیر سلیمان نے شہر ازنیق کو فتح کرلیا اور قیصر روم نے اُسکے واپس لینے کے لئے ہرچند زور مارا لیکن اُسکی کچھ بھی پیش نہ گئی - ازنیق کو فتح کرنے کے بعد سلطان نے وہاں کی شکست و ریخت کی مرمت اور درستی کرائی اور وہاں کے گرجوں کو مسجدوں اور مدرسوں کی شکل میں تبدیل کرادیا - پھر اُسی کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا کیونکہ مفتوحہ ممالک میں اُسوقت ازنیق سب سے بڑا شہر تھا - ۱۳۳۲ء میں وزیر علاؤالدین کی وفات ہوجانے پر امیر سلیمان پاشا وزیر مقرر کیا گیا اور اسی سال کے مابین مدرنی اور کلیکت دو نئے ملک فتح ہوئے، اور قیصر روم نے سلطان اورخان کو بہت سے نفیس تحفے بھیجکر اُس سے بیس سال کے لئے ایک معاہدہ صلح قائم کرنے کی درخواست کی، اس معاہدہ کی رو سے اناطولیا کے بہت سے مقام مثلاً مانیاس، ایدنجق، اور بالیکسری وغیرہ عثمانی قلمرو میں شامل ہوگئے اور قیصر روم کے پاس اس ملک کا محض ایک شہر آلاشہر اور ایک قلعہ بگانامی رہگیا - ۱۳۳۶ء میں عثمانی قلمرو میں ولائت قرہ سی کا بھی الحاق ہوگیا جو عجلان بک حاکم مملکت مذکور کی وفات کے بعد اُسکے بیٹوں میں باہم ناچاقی ہوجانے سے کمزور ہوگئی تھی - قیصر روم سے معاہدہ صلح کرکے دولت علیہ کو دم لینے کی مہلت ملی تو اُسنے پھر اپنی اندرونی اصلاحات پر توجہ کی اور ۱۳۴۶ء میں رُومی حکومت کے ساتھ ازسرنو معاہدہ ہوُا اور سلطان نے خود مع حاشیۂ دولت شہر اسکدار میں جاکر قیصر روم سے ملاقات کی اور اس طرح دونوں حکومتوں کے مابین دوستی اور صفائی کا استحکام ہوگیا *

مگر رومی حکومت کے دلمیں عثمانی سلطنت کی جانب سے عداوت بھری تھی اور وہ

ایسے موقع کی تلاش میں رہا کرتی تھی جس سے عثمانیوں کو آفت میں پھنسائے اسلئے معاہدہ کو دس سال ہوگئے تو اُس نے مخالفت شرائط معاہدہ کرنی شروع کی اور بندقیہ والوں سے سازباز کرکے عثمانی حدود پر شرارت کا بازار گرم کیا۔ بندقیہ کے لوگ بحری راستہ سے دولت علیہ کی سرحدوں پر چھاپے مارا کرتے تھے۔ سلطان اورخان نے اس بات کی خبر پائی تو اُسنے فوراً اپنے فرزند امیر الغازی سلیمان پاشا کو ممالک رومیلیا پر فوجکشی کا حکم دیدیا اور ۷۵۸ھ میں ترکی سپاہ آبنائے ڈارڈنلز کے ایشیائی قلعہ (چناق قلعہ) تک پہونچگئی۔ سلیمان پاشا نے چناق قلعہ کے نزدیک اپنے سرداران فوج کو جمع کرکے ایک جنگی مجلس مشورہ منعقد کی اور یہ رائے قرار پائی کہ آبنائے کو کشتیوں کے ذریعہ سے عبور کرکے یورپ کے ملک پر حملہ آور ہونا مناسب ہوگا۔ چنانچہ رات کے وقت مقام ایدنجق سے کئی ایک ترک سپہ سالار مع اپنی ماتحت فوجوں کے آبنائے سے پار اُتر گئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد سلیمان پاشا نے قلعہ چمنک ( ) پر قبضہ کرلیا۔ یہ عبور دولت عثمانیہ کی بحری تاریخ کا پہلا صفحہ تھا۔ آبنائے سے پار ہوکر سلیمان پاشا نے آبنائے گلیپولی کے آس پاس جسقدر شہر واقع تھے اُنکو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کردیا۔ اور دوسری طرف قسطنطنیہ کے شاہی خاندان کے ممبروں میں جھگڑا ہوپڑا۔ انڈرونیقوس سوم قیصر روم کی وفات کے بعد تخت وتاج قیصری کا وارث ایک کمسن بچہ یوحنا پالیولوگس قرار پایا۔ اور اُسکے ناکارہ ہونے کے باعث بادشاہی محلسرا کے نگران افسروں اور دوسرے ارکان سلطنت نے ہوسِ تخت نشینی کے مرض میں مبتلا ہوکر سازشیں کرنی شروع کردیں۔ داروغہ محلات جسکو قانتا قوزینوس کہتے تھے درپردہ سلطان اورخان سے خط وکتابت کرنے لگا۔ اور اُس نے اپنی بیٹی تھیوڈورہ اُسکے عقد میں دینی چاہی۔ سلطان نے اُسکی درخواست مان لی اور ترکی فوجین کمک کے لئے روانہ کیں۔ مگر جسوقت امیر سلیمان پاشا سلطانی حکم کی تعمیل کرکے قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو تمام رومی لوگ ہنگری، سرویا، اور بلغاریا، وغیرہ یورپ کی حکومتوں سے ملکر سلیمان پاشا کے مقابلہ پر آمادہ ہوگئے۔ جو اُن کے خیال میں ممالک یورپ کی فتح اور رومی حکومت کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کیلئے آیا تھا۔ سلیمان پاشا ایسی دھمکیوں کو کب مانتا تھا اُسنے تمام دشمنوں کو اُنکی

سرکشی کا مزہ چکھادیا - اور کوہستان بلقان سے اتر کر عیسائی متفقہ فوجوں پر ٹوٹ پڑا - جب غنیم نے ہزیمت پائی تو امیر سلیمان بڑے جاہ وحشم کے ساتھ بلغاریا کے ملک میں داخل ہوا اور وہاں کی بدامنی فرو کرنے لگا - اسی اثناء میں شاہان سرویا، بلغاریا، اور ہنگری وغیرہ کی آپس میں عداوت اور ناچاقی ہوگئی - اور انکی آپس میں ہی چل پڑی - قیصر روم نے اس آفت میں دوبارہ سلطان اورخان سے امداد مانگی - اور امیر سلیمان پاشا ملکی سپاہ لیکر قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے آپہونچا، اس کی فوج کے آنے سے تمام جھگڑے مٹ گئے - اور شورشیں فرو ہوگئیں - اسکے بعد بہت سے زور شور کے زلزلے آئے جنہیں اس ملک کے اکثر قلعے اور جنگی استحکامات برباد ہوئے - اور ۷۵۶ھ میں امیر سلیمان پاشا نے سات ہزار چیدہ ترکی سپاہ لیکر گلیپولی کے قلعہ پر جو بحر ابیض متوسط کی کنجی سمجھا جاتا ہے حملہ کردیا چند روز کے محاصرہ میں یہ زبردست قلعہ فتح کرلیا - تو اسکے بعد کئی ایک دوسرے مقامات پر مثل پولڈویر، اور، خیرہ پولی، وغیرہ کے باآسانی قبضہ کرلیا - اور تمام دنیا کی حکومتوں پر دولت عثمانیہ کی شوکت وقوت کا سکہ بٹھادیا - ابھی رومی لوگ ترکوں سے یہ درخواست ہی کررہے تھے کہ وہ ان مفتوحہ مقاموں کو نقد تاوان جنگ لیکر چھوڑدیں کہ سلیمان پاشا کی سپاہ نے رومیلیا کے کئی ایک نئے مقامات بھی فتح کرلئے کیونکہ رومیوں میں اندرونی ناچاقیوں کے باعث مقابلہ اور مدافعت کرنے کی سکت نہیں رہگئی تھی - لیکن اسی اثناء میں یہ المناک واقعہ پیش آیا کہ امیر سلیمان پاشا کا گھوڑا حالت شکار میں بھڑکا اور اسے لئے ہوئے درختوں کے جھنڈ سے اس زور کی ٹکرلی کہ یہ دلیر و ناموز فاتح سردار بھری جوانی ہی کے عالم میں فنا ہوگیا - اسکی فوج جو اپنے بہادر سپہ سالار کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی اور اسکے خصائل حمیدہ کی عاشق تھی اس صدمہ جانکاہ سے سخت غمگین ہوئی اور اسے شہر بولائر کی جامع مسجد میں بڑی شان سے دفن کیا گیا +

سلطان اورخان کو پیرانہ سالی میں جوان اور عالی حوصلہ فرزند کی وفات نے کہیں کا نہ رکھا - بار الم نے اسکی کمر توڑدی اور آخر چند روز بعد اسی غم میں گھلکر وہ بھی ملک بقا کا سفر کرگیا - اسکی قبر شہر بروصہ میں ہی - اورخان کے دو فرزند امیر سلیمان مرحوم امیر مراد نامی تھے



سلطان مراد خان اول (سنہ ۱۳۶۰ء سنہ ۱۳۸۹ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۷۳)

مگر سلیمان کی وفات کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اسلئے اورخان کے بعد امیر مراد سریر آرائے سلطنت ہوا۔ سلطان غازی اورخان اپنے باپ سلطان عثمان خان کی طرح علم دوست، حق پسند، رحم دل، اور فیاض واقع ہوا تھا، اُسکا خزانہ اموال غنیمت کی افراط سے مالامال تھا، اُسنے بہت سے مدرسے اور مسجدیں بنائیں۔ اور جس عظیم الشان حکومت کا سنگ بنیاد سلطان عثمان خان نے رکھا تھا اسنے اُسے مستحکم اور سربفلک عمارت کے درجہ تک پہنچا دیا۔

(۳) سلطان مراد اوّل ابن سلطان اورخان

(۷۶۱ھ ——— ۷۹۱ھ)

اس سلطان نے بھی تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے مشرف کرتے ہی فتوحات ممالک پر کمر باندھی اور اپنے مرحوم باپ کی طرح قلمرو کی وسعت، انتظام حکومت اور ترقی فلاح رعیت میں منہمک ہوا۔ قلعۂ سلسلہ کا مشہور قلعہ انقرہ اُسنے ۷۶۲ھ میں فتح کیا۔ اسی اثنا میں بندقیہ والوں نے ترکوں کی جنگ کیلئے ایک جنگی جہازی بیڑہ جسمیں ساٹھ جہاز تھے روانہ کیا جو دو حصوں میں منقسم ہو کر ایک حصہ خلیج باسفرس میں اور دوسرا آبنائے گلیپولی میں در آیا اور اُنہوں نے دس ہزار جنگجو جوان خشکی پر اُتار دئے پھر بہت سے خاص ملک والے بھی اُنسے ملگئے اور اُتنی زبردست قوت تھوڑے سے ترکی لشکر کو محو کر دینے کیلئے بڑھی جو ولائت رومیلیا میں رہا کرتا تھا۔ ترکی فوج نے غنیم کی جم غفیر کا کوئی خوف نہیں کھایا اور وہ بڑی بیجگری کے ساتھ روباہ خصال دشمنوں پر ٹوٹ پڑی جس سے اُنکے چھکے چھوٹ گئے اور عیسائی حملہ آور بڑی ابتری کے ساتھ ہزاروں مقتول و مجروح اور بے شمار اموال غنیمت میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ سلطان مراد اوّل نے اس تجربہ سے ایک نیا فائدہ یہ اُٹھایا کہ اُس نے بعد میں بحری سپاہ کی تعداد بڑھا دی۔ اور عثمانیہ حکومت کی بحری قوت بھی جو پہلے بالکل نہ تھی قائم کرنے پر متوجہ ہوا اس سے قبل ترکی حکومت کے پاس کوئی جنگی جہاز نہ تھا۔ صرف معدودے چند چھوٹی

کشتیاں بحیرہ مارمورا میں چلتی رہتی تھیں جو فوجوں اور سامان رسد وغیرہ کو لانے لیجانے کا کام دیتی تھیں۔ سلطان مراد نے پہلے اُن کشتیوں کی تعداد بڑھائی اور پھر رفتہ رفتہ بڑے جہازات بھی بنوالئے جس سے یہ بات نہائت آسان ہوگئی کہ رومیلیا کے علاقہ میں فوجوں اور سامان جنگ وغیرہ کی کمک جلد سے جلد بھیجی جا سکے نیز اس بیڑہ جہازات کی تیاری کے بعد اُن سے خود ایک عظیم الشان لشکر ہمراہ رکاب لیکر رومیلیا کا رُخ کیا اور ۷۶۳ھ میں وہاں کے کئی قلعے مثلاً بیطور، چورلی، مسللی، اور، برغور- وغیرہ فتح کر ڈالے اور اسی سال میں اُسنے ایڈریانوپل کا عظیم الشان شہر بھی فتح کیا۔ اور لالا شاہین پاشا کو وہاں کا محافظ مقرر فرمایا۔ پھر کئی ایک سرداروں کو جنمیں شاہین پاشا مذکور بھی شامل تھا مختلف آس پاس کے مقامات کی فتح پر مامور کیا اور ۷۶۵ھ میں قلبہ، زعرہ، مناستر، بہشتننہ، کوتلجہ، اور موشتہ، وغیرہ مقامات فتح ہو کر قلمرو عثمانی میں شامل ہو گئے۔ سلطان مراد نے ۷۸۰ھ میں نئے مفتوحہ مقاموں کا ایک جداگانہ صوبہ سلطان سنجقیہ کے نام سے موسوم کر کے قرار دیا اور اسپر اورنوس بک، اور، یابرتی امیر الامراء کو حاکم مقرر فرمایا۔ اس سے پہلے ترکوں نے شہر صوفیا کو ۷۸۱ھ میں تین سال کی محنت محاصرہ اُٹھا کر فتح کر لیا تھا۔ اور اسکے بعد صدر اعظم خیر الدین پاشا نے مشہور شہر سلانیک کو فتح کیا (۷۸۹ھ) اور سلطان مراد نے مقدونیا اور البانیا کے صوبوں کو بھی ممالک مفتوحہ کے زمرہ میں شامل کیا۔ جبکہ یہ فتوحات ہوچکیں تو وزیر خیر الدین پاشا وفات پاگیا۔ اور سلطان نے بجائے اُسکے علی پاشا قاضی عسکر کو جو خیر الدین مرحوم کا فرزند تھا قلمدان وزارت تفویض کیا*

۷۶۳ھ تک دولت عثمانیہ کے یہاں اموال غنیمت کا شرعی پانچواں حصہ بیت المال سلطانی کے لئے نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور چونکہ اس شرعی حق کا ضائع کرنا گناہ تھا اسلئے سلطان مذکور کے عہد کے ایک مشہور عالم قرہ رستم نے خلیل آفندی قاضی عسکر کو اس بات کی طرف توجہ دلائی۔ اور اُس نے سلطان سے تحریک کر کے اجرائے خمس کا حکم لیلیا۔ اور سلطان کی منظوری سے شیخ قرہ رستم ہی غنیمت کا پانچواں حصہ خزانہ عامرہ

کے لئے علیحدہ کرنے پر نگران مقرر رہا ✤

اسی زمانہ میں ایک دوسرا اہم مسئلہ یہ پیش آیا کہ یورپ کی سرزمین میں ترکی فتوحات کی وسعت اور سلطنت کی عظمت و شوکت کی ترقی نے شہر بروصہ سابق دارالسلطنت کی بجائے کسی ایسے عظیم الشان شہر کو پایۂ تخت بنانے کی طرف خیال رجوع کیا جو ارضِ یورپ میں واقع ہو اور اسکے واسطے ایڈریانوپل کا شہر انتخاب ہوا۔ جو فتح قسطنطنیہ کے زمانہ تک ترکی حکومت کا مقر سلطنت رہا۔ دارالسلطنت کی تبدیلی ہو چکی تو سلطان مراد کو علاؤالدین شاہ والی کرمان کی عثمانی حکومت پر فوجکشی کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اور اُسے کرمان کی طرف جانا پڑا، علاؤالدین بہت جلد اپنی سزا کو پہنچگیا اور اُسکا ملک فتح ہو کر عثمانی قلمرو کا جزو بنا لیا گیا۔ سلطان مراد نے علاؤالدین کی سلطنت چھین لینے کے بعد اُس کے ماتحت خود سر صوبوں کو بدستور بحال رکھا۔ اور وہاں کے ایک صاحب شوکت امیر کی بیٹی اپنے فرزند بایزید کے عقد میں لاکر اِس طرح اُس سے رشتۂ اتحاد کو مستحکم بنایا ✤

جنگ قوصوہ:۔ سلطان مراد کو ابھی مذکورہ بالا اندرونی اور بیرونی جھگڑوں سے فراغت نہیں نصیب ہوئی تھی کہ یکایک ۷۹۰ھ مطابق ۱۳۸۸ء میں سرویا کے حکمران شاہ لازار نے افلاق کے بادشاہوں، ڈلماسیا کے امیروں، اور بلغاریا اور ہنگری کے تاجداروں کو اپنے ساتھ گانٹھکر عثمانی سلطان سے معرکہ آرا ہونے پر کمر باندھی اور پوپ اور بانوس پنجم سے درخواست کی کہ وہ باقی ماندہ یورپ کے عیسائیوں کو بھی اُنکی امداد پر آمادہ بنائے۔ غرضکہ اِس طرح ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ عیسائی حکومتوں کی ٹڈی دل فوجیں ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۹ء میں میدان قوصوہ (Cossova) میں عثمانی سپاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فراہم ہو گئیں اور یہاں دونوں فریقوں میں وہ عظیم الشان تاریخی جنگ ہوئی جسکا نام دنیا کے بڑے معرکوں کی فہرست میں داخل ہوا۔ اسمیں یورپ کی متحدہ سپاہ نے شکست فاش کھائی، لازار اور بہت سے یورپ کے نامی سردار اور امرا معرکہ کارزار میں قتل ہوئے۔ اور بیشمار مال غنیمت اور جنگی قیدی ترکوں کے ہاتھ لگے۔ نیز انہی شکست

کے ساتھ

سرویا[1] کی خود مختاری کا بھی اسی طرح خاتمہ ہوگیا جس طرح اس سے پہلے بلغاریا[2]۔ رومیلیا اور ایشیاے کوچک کی آزاد حکومتوں کا وجود مٹ چکا تھا۔ اس عظیم الشان فتح کے بعد سلطان مرادؔ مع اپنے ارکان سلطنت کے میدان جنگ میں کشتوں کا حال دیکھتا پھر رہا تھا کہ یکایک مقتولین اور مجروحین کے زمرہ سے ایک بلغاری شخص نے اٹھکر عاجزی کے ساتھ سلطان کے ہاتھ چومنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر نزدیک آتے ہی اُس نے چشم زدن میں اپنے خنجر کو سلطان کے پہلو میں بھونک دیا۔ جسکے صدمہ سے یہ عالی حوصلہ سلطان فوراً شہید ہوگیا۔ قاتل ملعون اپنا کام کر چکا تھا گو وہ سلطان کے ساتھی سرداروں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا +

سلطان مراد اوّل ہی کے عہد میں دولت علیہ نے سُرخ رنگ کا نشان حکومت اختیار کیا۔ جسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ لالا شاہین متوفی کی جگہ پر تیمور طاش پاشا کا تقرر ہوا تو اُس نے ترکی سواروں کی ایک باقاعدہ اور اعلیٰ درجہ کی فوج مرتب کر کے

[1] سرویا ایک یورپ کی سلطنت ہے جو نہایت سرسبز و سیر حاصل زمین رکھتی ہے۔ اسکا رقبہ (۴۵۵۸۲) کیلو میٹر اور آبادی ۱۹۰۸ء تک (۲۹۱۱۹۰۲) آدمیوں کی تھی جسمیں صقالیہ، یہودی، مسلمان، اور یونانی وغیرہ ہر مذہب و جنس کے لوگ ہیں۔ یہاں کی تجارت و زراعت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ سلطان مراد اوّل نے اسے فتح کر کے عثمانی قلمرو میں شامل کر لیا تھا مگر اُسکے بعد سے ہنگری اور عثمانی حکومتوں کی آپس میں اسکی بابت چشمک ہوتی رہی۔ اور اب آخری جنگ روم و روس کے بعد سے یہ سلطنت ترکی ماتحتی سے آزاد کر دیگئی ہے +

[2] بلغاریا۔ حکومت عثمانیہ کی ماتحت حکومت تھی۔ مگر اب ظاہراً یہ بھی آزاد ہوگئی ہے (گو ابتک خراج ادا کرتی ہے) اور اُسکے منہ چڑھنے پر آمادہ رہتی ہے۔ اسکا رقبہ (۳۹۰۰۰) میل مربع اور آبادی (۲۵۰۰۰۰۰) آدمیوں کی ہے جو بلغاری، ترک، یہودی، ارمنی، تاتار، چرکس، ارناؤط، بشناق، افلاق، اور تھوڑے سے یورپین لوگوں سے مخلوط ہے۔ اس ملک میں کئی ایک بڑے دریا بہتے ہیں جو اُسکی سرسبزی بڑھاتے ہیں۔ کوہستان بلقان نے اس ملک میں متعدد سرسبز وادیاں بنا دی ہیں جنمیں انگور کی پیداوار خوب ہوتی ہے ۱۳۸۹ء میں جنگ قوصوہ کے بعد سلطان مراد اوّل نے یہ ملک فتح کیا تھا اور اُسوقت سے باوجود کئی مرتبہ سرتابیاں کرنے کے اُسپر ترکی تسلط قائم رہا۔ دول یورپ نے یہاں ایک شہزادہ حکمران مقرر کر دیا ہے۔ اور بلغاری روز بروز ترقی کر رہے ہیں +

اُنکا نام سپاہی رکھا اور اُنکے لئے سُرخ رنگ کا نشان فوج تجویز کیا نیز اسی سلطان نے اپنے باپ سلطان اورخان کا مقرر کیا ہوا قانون جاگیرات درست اور ترمیم کیا اسنے جاگیرداروں کو صرف وصول لگان کا اختیار دیا اور نہ اراضی کی کاشت اور ملکیت اُنہی لوگوں کے لئے مخصوص رہی جو اُسپے کاشت کرتے تھے خواہ وہ مسلمان تھے یا عیسائی بس یہ لوگ جاگیرداروں کو زمین کا لگان ادا کیا کرتے تھے اور جو فوجین جاگیرداروں کے ماتحت رہتی تھیں اُنکو بوقت جنگ میدان میں حاضر ہونا لازم تھا۔ بیس ہزار قرش سالانہ سے کم آمدنی کی جاگیر تیمار کے نام سے موسوم کیگئی اور اس سے زائد زعامت کہلائی۔ جاگیر کی وراثت اولاد نرینہ تک قایم رہتی تھی ورنہ حکومت اُنکو واپس لے لیتی اور کسی ایسے دوسرے سپہ سالار کو عطا کر دیتی جو اُس جاگیر کے لینے کی شرطیں پوری کر سکے۔ اور چونکہ عثمانی قلمرو کی وسعت کے ساتھ ہی ساتھ تیمار کی قسم کی جاگیریں بھی بڑھتی جاتی تھیں۔ اسی لئے فوج سپاہی کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور آخر کار اِس سے ایک نئی اور بھاری فوج مرتب ہوگئی*

اِس سلطان کے عہد میں جو حوادث ہوئے تھے منجملہ اُنکے ایک اہم واقعہ اُس کے فرزند صاؔدوجی بک کی بغاوت کا تھا جسکی علت یہ ہوئی کہ جن دنوں سلطان مراد ممالکت رومیلیا کے اطراف میں فتوحات حاصل کر رہا تھا تو اُسنے ممالک محروسہ کا انتظام اپنے تین بیٹوں کے مابین اس طرح تقسیم کر دیا تھا، بڑے بیٹے بایزید کو ولایات کرمان شاہ پر اور منجھلے فرزند یعقوب چلپی کو قرہ سی کے اطراف پر گورنر بنا دیا تھا اور سب سے چھوٹے بیٹے صاؔدوجی بک کو اپنا نائب بناکر شہر بروصہ میں چھوڑا تھا جو اندرونیقوس بن یوحنا پالیولوگس، قیصر روم کے بیٹے سے ملکر آمادۂ بغاوت ہوگیا۔ اندرونیقوس اپنے باپ سے یوں بگڑا تھا کہ پالیولوگس مذکور نے اپنی اولاد اکبر ہوتے ہوئے اُسے ولیعہد نہیں بنایا اور چھوٹے فرزند کو منصب ولیعہدی دیدیا تھا، قاعدہ کی بات ہے کہ شہزادوں کی بغاوت میں بعض نمکحرام اور انقلاب پسند ارکان دولت بھی ساتھ دیتے ہیں اسلئے قیصر کو سخت وقت پیش آیا۔ مگر سلطان نے انتظامی کل کو درست رکھنے کا خیال محبت پدری پر غالب

رکھا اور اپنے بیٹے کو شکست دیکر اُسے گرفتار کرلیا جسکے ساتھ ہی رومی شہزادہ اور اُسکے بہت سے امیر بھی اسیر ہوئے تھے پھر سب کو معقول سزائیں دیں اور رومی شہزادہ کو قیصر کے پاس بھیجکر تحریک کی کہ اُسے نہائت سخت سزا دیجائے۔ چنانچہ قیصر نے اپنے باغی بیٹے کو اندھا کرا دیا۔

سلطان مراد اوّل بڑا عالی حوصلہ اور شجاع تاجدار تھا، اُسنے اپنی کوششوں سے عثمانی قلمرو کی سرحدیں یورپ میں دریائے الطوانہ اور حدود بوسنیا تک بڑھالی تھیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اُسنے ۷۸۳ھ میں بلاد حمید کے فرمانرواسے بلواج، یکی شہر، آق شہر قرہ آغاج، اور، سیدی شہر، نامی پانچ قلعے نقد قیمت پر خرید لئے تھے موجودہ عثمانی نشان بیاہ اسی سلطان کی اختراع سے ہے۔ اور اسی سلطان نے دارالسلطنت کے قاضی کو میدان جنگ میں فوجوں کے ساتھ لیجاتے ہوئے وہاں دوسرا قاضی مقرر کرنیکا دستور نکالا تھا تاکہ مقدمات کے فیصلہ میں وقت نہ واقع ہو۔ اور اسکے عہد میں علوم و فنون کی خوب ترقی ہوئی۔ خاصکر فوجی صیغہ میں اسنے نئی جان ڈالدی تھی اور چونکہ ازنیق اور بروصہ کے محاصروں میں ترکوں نے نہائت جدوجہد کی تھی اسلئے وہ کئی قسم کے ضروری استحکامات قلعہ بندی بھی ایجاد کرنے میں کامیاب ہوئے اور قوصوہ کے میدان میں ترکوں نے توپوں کا بھی استعمال کیا تھا۔

(۴) سلطان یلدیرم بایزید اوّل ابن سلطان مراد اوّل

(۷۹۱ھ ——————— ۸۰۵ھ)

سلطان بایزید میدان جنگ قوصوہ میں باپ کے شہید ہونے کے بعد تیس سال کی عمر میں تخت نشین کیا گیا۔ چونکہ یہ بہت ہی دلیر اور بہادر تھا اسواسطے اسکا لقب یلدیرم یعنی "بجلی" قرار پایا، میدان مذکور سے باپ کی لاش شہر بروصہ میں لاکر دفن کردی کو فوراً اپنے سپہ سالار تیمور طاش پاشا کو مملکت سرویا کی سرحدوں پر فوجکشی کا حکم دیا جسنے



سلطان بايزيد خان اول (سنه ١٣٨٩ – سنه ١٤٠٣)
متعلق مقالات بنى عثمان مقابل صفحه (٧٨)

تھوڑے ہی عرصہ میں قرہ قلعہ اور اُس کے قرب و جوار کے مقامات پر قبضہ کرکے اِستیفان شاہ سرویا کو دولت عثمانیہ کا مطیع و باجگزار بنالیا، اور استیفان کے حسب درخواست اُسکی بہن شہزادی ملیحہ سے سلطان نے نکاح بھی کرلیا، تیمور طاش پاشا نے اسی حملہ کے سلسلہ میں بوسنیا کا صوبہ بھی فتح کرکے عثمانی قلمرو سے ملادیا - سپہ سالار فیروز بک نے افلاق کے ملک پر چھاپے مار کے وہاں سے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا ؂

۷۹۲ھ میں سلطان بایزید نے بنفس نفیس ایشیا کا وہ مضبوط اور واحد مقام فیلاڈلفیا فتح کیا جو رومی سلطنت کا آخری ایشیائی مقبوضہ تھا، اسکے بعد آیدین کی ولایت پر بذریعۂ صلح قبضہ کیا اور اُسکا انتظام امیر ارطغرل کے سپرد کیا گیا - سنجق صاروخان کو فتح کرکے امیر سلیمان کی جاگیر قرہ سی کے ساتھ ملحق بنایا، آمد شہر، اور آق سرائے، کے علاقوں کو زیر تسلط لانے کے بعد اُنکو عثمانی قلمرو کا جزو بنالیا، اور جسوقت اناطولیا کے علاقوں میں سے تمام خود مختار صوبوں کو ایک ایک کرکے فتح کرچکا تو پھر ایک عظیم الشان سپاہ جلو میں لیکر رومیلیا کے رہے سہے آزاد علاقوں پر فوجکشی کردی اور شہر سلانیک کو جو عثمانی قبضہ سے نکل گیا تھا دوبارہ فتح کیا - اسی اثنا میں - بندقیہ، فرانس، اور جنیوا، کے عیسائی حکمرانوں نے متفقہ قوت سے عثمانی مملکت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرلی تھیں اور اسپین کی حکومت بھی اُنکی شریک تھی - عثمانی فوجوں نے مقام سلانیک کے میدان میں اِس اہل یورپ کی متحدہ سپاہ کو ۷۹۶ھ میں شکست فاش دی - اور اسی کے ساتھ قلعۂ یکی شہر پر قبضہ کرلیا - سلطان یلدیرم ابھی بروصہ میں واپس آکر آرام بھی نہیں لینے پایا تھا کہ اُسے شہنشاہ روم کی فرانس، ہنگری، اور سرویا کے حکمرانوں کے ساتھ سازش اور عثمانیوں پر فوجکشی کا عزم معلوم ہُوا چنانچہ یلدیرم نے فوراً اِس حملہ کو رد کرنے کا سامان مہیا کرلیا اور بحیرۂ مارمورا کو عبور کرکے ایڈریا نوپل میں آپہنچا - زاں بعد وہاں سے کوچ کرکے شہر قسطنطنیہ کو محاصرہ میں لیلیا، دوران محاصرہ میں معلوم ہُوا کہ شاہ ہنگری نے صوفیا، ودین، اور نیکو پولی پر فوجکشی کردی ہے اسلئے سلطان کو قسطنطنیہ کا محاصرہ توڑ کر اُسکی سرکوبی کے لئے جانا ضروری ہوگیا ؂ اور اُس متحدہ فوج کو بُری طرح شکست فاش دی، ہنگری کے بادشا

نے دریائے الطونہ میں ایک کشتی پر سوار ہوکر جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کیا ترکوں نے بہت سا مال غنیمت اور بکثرت جنگی قیدی گرفتار کئے اور متحدہ عیسائی سپاہ اسی ہزار کشتے میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہوگئی +

۷۹۱ھ میں سلطان بایزید یلدرم نے ایک اپنے سپہ سالار تحسین بک کو قسطنطنیہ کے اطراف پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اور پاشائے مذکور قلعہ شبلہ پر قابض ہوکر سنجق کوجہ ایلی کے اندرونی علاقہ میں بڑھتا ہوا آبنائے بحر اسود تک پہنچگیا جہاں اُسنے مشہور قلعہ اناضول حصار تعمیر کیا۔ شاہنشاہ روم نے دیکھا کہ ترکی سپاہ اس کے دروازہ پر آگئی ہے لیکن وہ کسی طرح اُس سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ خود اُسمیں اتنی قوت نہیں کہ تنہا لڑ سکے اور یورپ کا کوئی دوسرا حکمران اُسکی اعانت کے لئے نہیں آتا۔ لہذا اُس نے مجبوراً سلطان بایزید کے دربار میں بہت سے نادر تحائف ارسال کرکے خراج دینا منظور کرلیا۔ بلکہ ایک سال کا پیشگی خراج نذر بھی کردیا۔ سلطان نے اُسکی درخواست اس شرط پر منظور کرلی کہ قسطنطنیہ کے شہر میں مسلمانوں کو سکونت کی اجازت دیجائے اور وہ وہاں اپنی مسجد بنا سکیں اپنا قاضی مقرر کرسکیں اور اُنکے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں مطلقاً کسی طرح کی روک ٹوک نہ کیجائے۔ اور یہ عہدنامہ علی پاشا صدر اعظم کے ہاتھوں سے مکمل ہوا تھا +

۷۹۳ھ میں امیر بخارا نے عثمانی ترکوں کے عروج و فتوحات کا حال سُنکر اظہار مسرت کیلئے سلطان بایزید کے پاس مبارکباد بھیجی اور ایک مرصع تلوار بطور ہدیۂ دوستانہ ارسال کی۔ اُندنوں ایک قاعدہ یہ بھی جاری تھا کہ جب سلطان کوئی فتح حاصل کرتا تو وہ دوسرے مسلمان حکمرانوں کو اُس کی خوشخبری ارسال کیا کرتا، اور عباسی خلیفہ متوکل بن معتضد نے سلطان بایزید یلدرم کو سلطان اقالیم روم کا لقب بھی عطا کیا تھا۔ سلطان بایزید یلدرم نے بلغاریا، مقدونیا، جزیرہ نمائے مورہ، اور شہر ایتھنز، وغیرہ کے اطراف پر حملے کرکے یہاں بھی متعدد نمایاں فتحیں حاصل کرلیں پھر وہ دوبارہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ تیمور لنگ مشہور مغل فاتح حکومت

عثمانیہ پر حملہ آور ہوا اور سلطان بایزید یلدیرم اس سے مقابلہ کرنے کو بڑھا۔ شہر انقرہ کے نزدیک دونوں لشکر صف آرا ہوئے اور جنگ چھڑ گئی تو آئدین، منتشا، اور صاروخاں کی فوجیں بوجہ اسکے کہ اُنکے اصلی امرا تیمور کے ساتھ تھے عثمانیوں کیطرف سے ٹوٹ کر تیموری لشکر میں جاملیں اور اس غیر متوقع تنزلزل سے بقیہ عثمانی سپاہ کا دل چھوٹ گیا۔ صرف ینی چری سپاہ سلطان کے ساتھ جمی رہی۔ لیکن تیمور کا پلہ بھاری ہوچکا تھا۔ آخر عثمانی سلطان کو بہت سخت شکست اُٹھانی پڑی اور سلطان بایزید مع اپنے فرزند کے گرفتار ہوگیا۔ مورخین کا اسبارہ میں اختلاف ہے کہ تیمور نے سلطان کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ مگر معتمد روائت اور قرینہ اسبات کو بتلاتا ہے کہ وہ سلطان سے بعزت تمام پیش آیا تھا۔ لیکن سلطان بایزید اپنی ناکامی کے صدمہ سے کوفت میں مبتلا ہوکر ۸۰۵ھ میں دنیا سے چل بسا۔ تیمور نے امیر موسیٰ چلپی، بایزید کے فرزند کو اجازت دی کہ وہ اپنے باپ کی لاش شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ سلاطین عثمانیہ کے مقبرہ میں دفن کرے۔ اور اسی امر سے استدلال ہوسکتا ہے کہ تیمور نے اس سلطان کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی۔ بایزید یلدیرم کے ساتھ بیٹے حسب ذیل تھے۔ ارطغرل، موسیٰ چلپی، سلیمان، عیسےٰ، محمد، مصطفےٰ، اور قاسم، یہ سلطان دنیا کے چیدہ تاجداروں میں شمار ہوتا تھا، دلیری، ہمت، بلندی حوصلہ، اور عدل وداد میں فرد تھا، اُسکے عہد میں ہر طرف امن و امان رہا اور مسافر بے خوف و خطر ملک کے ہر گوشہ میں سونا چاندی اُچھالتے سفر کرتے رہتے تھے۔ اُسنے اپنے زمانہ میں بہت سے نئے مقامات بھی فتح کئے۔ اور فتوحات کا بیحد دلدادہ تھا+

پانچویں فصل

تیمور لنگ کی حملہ آوری کے وقت سے فتح قسطنطنیہ تک کے حالات

(۸۰۵ ——— ۸۵۷ھ)

سلطنت کا فاصلہ

(۸۰۵ ——— ۸۱۶ھ)

جنگ انقرہ کے بعد حکومت عثمانیہ کے واقعات

(۸۰۵ ——— ۸۱۶ھ)

تیمور لنگ نے سلطنت عثمانیہ پر قبضہ کرنے کے بعد کچھ ایسی تدبیریں کیں جن سے اس سلطنت کا عروج بالکل مٹ جائے اور پھر اسکو سر اُٹھانے کا موقع نہ ملے۔ تیمور نے اسی غرض سے اناطولیا کے سابق امیروں کو جو عثمانی حکومت کے ماتحت تھے استقلال اور آزادی کا خیال دلایا۔ اسکے سوا سلطان بایزید کے بیٹوں میں تخت نشینی کی بابت باہم چلگئی۔ ہر ایک شہزادہ سلطنت کا خواہاں تھا اور اُنکے آپسمیں ایک دوسرے سے لڑنے پر تیاریاں ہو رہی تھیں، ارکان سلطنت اور امرائے ملک میں سے تھوڑے تھوڑے لوگ سب شہزادوں کے ساتھ ملگئے تھے۔ شہزادہ سلیمان نے بروصہ پہنچکر خزانہ پر قابو کر لیا اور وہاں سے ایڈریانوپل آکر تخت پر جلوس فرمایا۔ لیکن سلطنت کی حالت بیحد ابتر ہو [illegible]۔ فوج اُس کے ساتھ تھی مگر ایک طرف بہائیوں کی سرکشی اور دوسری طرف

صوبہ اناطولیہ میں بدامنی کی اشاعت - اِن باتوں نے اُسے پریشان کر رکھا تھا - شہزادہ موسیٰ مغل تاجدار کے یہاں قید تھا - شہزادہ عیسےٰ بروسہ میں روپوش تھا مگر کچھ دنوں بعد وزیر تیمور طاش کی امداد سے سلطنت کا مدعی بنا - شہزادہ محمد اماسیا کی طرف نکل گیا - اور وہاں موقع پاکر قوت حاصل کر لی، اُسنے مغل سپاہ کو کئی مرتبہ زک بھی دی اور اپنے آبائی ممالک کے بعض حصے اُن سے واپس لے لئے ؛

شہزادہ سلیمان کو مجبوراً قیصر روم سے مدد مانگنی پڑی اور اُس نے قسطنطنیہ کے بہت سے مفتوحہ مقامات واپس کر دینے کا وعدہ کیا - رومی شہنشاہ نے اُسے فوج و خزانہ سے مدد دی اور اپنی ایک رشتہ دار قریبی کی بیٹی اُس سے بیاہ دی - شہزادہ موسیٰ چلپی نے اپنے بھائی سلطان محمد کی کامیابیوں کی خبر پائی اور اُسے معلوم ہؤا کہ وہ اناطولیا میں تاتاریوں کے ساتھ جنگ کر رہا ہے تو موسیٰ نے یہ موقع غنیمت جانا اور بروصہ میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا - خرابی یہ تھی کہ سلطان بایزید مرحوم کے بیٹے تیمور لنگ سے مدد چاہتے تھے - اور وہ اُنکو آپسمیں کٹ مرنے کی ترغیب دیا کرتا تھا - تاکہ یہ گھرانا بالکل برباد ہو جاوے - چنانچہ انہی کشمکشوں میں بہت سے ایشیاے کوچک کے امیر عثمانیہ سلطنت سے جدا ہو کر تیمور کی ماتحتی میں آ گئے - اور ایشیاے کوچک پر بالکل تیمور لنگ کا ہی تسلط جم گیا - تیمور کو ملک گیری کے ہوس نے ابھی قدر فتوحات پر قناعت نہ کرنے دی اور وہ زرخیز مملکت چین پر حملہ آور ہونے کیلئے چلا - جبکہ راستہ ہی میں صوبہ خوقند کے کسی شہر میں بوجہ کبیر السن ہونے کے فوت ہو گیا - تیمور کی وفات ۸۰۷ھ میں بعارضہ بخار واقع ہوئی تھی ؛

تیمور لنگ ممالک اناطولیا کو چھوڑ گیا تو اُسکے بعد بھی سلطان بایزید کی اولاد آپسمیں کٹتی مرتی رہی - شہزادہ محمد نے اپنے بھائی شہزادہ عیسیٰ کو کئی لڑائیوں کے بعد گرفتار کر کے قتل کر دیا - اور بلا شرکت غیرے تمام ایشیائی مملکت پر قابض ہو گیا - تو اُس نے اپنے دوسرے بھائی شہزادہ موسیٰ کو کرمیان کے حاکم سے واپس لینا چاہا کیونکہ تیمور لنگ اس شہزادہ کو حاکم کرمیان کے سپرد کر گیا تھا) اور اُسے وہاں سے رہائی دلا کر ایک بھاری

فوج کے ساتھ ممالک یورپ میں شہزادہ سلیمان کے مقابلہ پر روانہ کیا جو یوروپین ٹرکی کا مستقل سلطان بن بیٹھا تھا۔ موسیٰ کو سلیمان کے مقابلہ میں ناکامی رہی اور وہ شکست کھا کر ایشیا میں پلٹ آیا۔ جہاں سے دوبارہ کمکی اور تازہ فوجیں لیکر پھر حملہ آور ہوا۔ سلیمان اور موسےٰ دونوں سے اس مرتبہ شہر ایڈریانوپل کے میدان میں مقابلہ ہوا اور ۸۱۳ھ میں سلیمان لڑتا ہوا مارا گیا، اسکے بعد موسےٰ نے مملکت سرویا پر حملہ کردیا کیونکہ وہاں کے بادشاہ نے اُسے کچھ دق کیا تھا مگر اس فتحیابی نے شہزادہ موسےٰ کے دماغ میں ہوس سلطنت بھردی، وہ اپنے بھائی محمد سے بھی برگشتہ ہوکر یوروپین ٹرکی میں جمگیا اور بطور خود شہر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا۔ رومی شہنشاہ نے امیر موسےٰ کی درازدستیاں دیکھکر سلطان محمد سے امداد مانگی اور وہ بہت جلد قسطنطنیہ کے نزدیک آگیا۔ سلطان محمد نے شہزادہ موسیٰ کو لڑائی کے بعد شکست دی اور پھر یورپ کے کئی ایک بادشاہوں سے ساز کرکے موسےٰ کے پھنسانے کے لئے ایسے ایسے جال بچھائے کہ آخر اُسے پھانسکر ۸۱۶ھ میں قتل کردیا۔ اور اب سلطان محمد بلا منازعت احدے سلطنت عثمانیہ کا سلطان بنگیا٭

(۵) سلطان محمد اوّل ملقب بہ چلبی ابن بایزید اوّل

(۸۱۶ ــــــــــ ۸۲۴ھ)

بھائیوں کے جھگڑوں سے چھوٹ کر جس وقت سلطان محمد اوّل تخت سلطنت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوا تو تمام شاہان یورپ و ایشیا کے ایلچی مبارکباد عرض کرنے کیلئے اُسکے دربار میں آئے، اور سلطان مذکور نے سلطنت کے بگڑے ہوئے پرزوں کی درستی، انتظامات ضروری کی اصلاح، اور قیام امن کی تدابیر پر کمر باندھی۔ اور چونکہ ان کاموں کے لئے خارجی دقتوں سے محفوظ ہونا ضروری تھا اسلئے اُس نے اپنے قرب وجوار کی یوروپین حکومتوں سے اس طرح معاہدہ صلح قائم کیا کہ امیر موسےٰ کے فتح کئے ہوئے مقامات اُنکو واپس دیدئے۔ سلطان موصوف کی خوش قسمتی سے یہ



سلطان محمد خان اول (سنہ ۱۴۱۳ع سنہ ۱۴۲۱ع)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۸۴)

تدبیر ایسی کارگر ہوئی کہ اب سلطنت عثمانیہ کو اپنی تنہائی کا خطرہ باقی نہ رہا اور اسپر لطف یہ تھا کہ سلطان محمد اول اعلےٰ درجہ کا عدل پسند، رحم دل، رعایا کا بہی خواہ، اور امن و امان کا شائق تھا خلوص نیت کا ہر کام میں عمدہ اثر ہوتا ہے اسلیئے وہ بھی کامیاب ہوا اور سب سے پہلے سلطان مذکور نے بحری فوج کی ترتیب پر خیال رجوع کیا، ازمیر گلیپولی، اور بعض دوسرے ساحلی مقامات میں جہاز سازی کے کارخانے کھولدیئے، ایڈریانوپل کو دوبارہ دار السلطنت بنانے کا شرف بخشا اور سلطنت کی مٹی ہوئی رونق بہت جلد بحال کرلی ٭

سنہ ۸۱۹ھ تک سلطان محمد اول جنگ وجدل سے بالکل کنارہ کشی کیئے رہا لیکن اس سال افلاق کے حاکم نے اُسے فوجکشی پر مجبور بنادیا اور وہ جرار ترکی سپاہ کو لیئے ہوئے دریاے الطوانہ سے پار اُترا، حاکم افلاق اپنی کرتوت سے پشیمان ہوکر معذرت خواہ ہوا۔ اور سلطان نے اُسے معافی دیکر اُسکے ملک میں بحال رکھا۔ پھر دریاے مذکور کے اُس کنارہ پر جو مملکت افلاق میں واقع تھا۔ ایرکولی، ایساقچی، اور یکی سالہ نامی تین مستحکم قلعے تعمیر کراکے فوج ظفر موج کو ملک ہنگری پر بڑھادیا۔ کیونکہ سجسمونڈ شاہ ہنگری مملکت افلاق کے اندرونی معاملات میں ناجائز دخل دیا کرتا تھا۔ سلطان محمد اول نے ابھی ایک ہی قلعہ سورین نامی فتح کیا تھا کہ شاہ ہنگری کو اپنی کمزوری معلوم ہوگئی اور اُسنے بیش بہا تحائف تین معزز سفیروں کے معرفت ارسال کرکے سلطان سے صلح کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور سلطان تحریر معاہدہ کے بعد مظفر و منصور دار السلطنت میں واپس آگیا۔ واپسی کے بعد اُسے چند اندرونی بغاوتیں فرو کرنی پڑیں۔ کیونکہ بدر الدین نامی ایک مشہور عالم نے جو امیر موسیٰ کے وقت میں قاضی کے عہدہ پر مامور تھا سوشل ازم کے اصول پر بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار بناکر اچھی خاصی قوت حاصل کرلی تھی اور چونکہ بیکار اور مفت خوروں کی عظیم الشان جماعت اُسکے ساتھ ہوتی جاتی تھی اس لیئے سلطان کو اُس سے خطرہ پیدا ہوگیا اور وزیر بایزید پاشا کی ماتحتی میں اُسپر فوجکشی کی گئی۔ متعدد معرکوں کے بعد بایزید پاشا

نے بدرالدین کی جمعیت توڑ دی اور اُسے مقدونیا کی سرزمین سے گرفتار کر کے سلطان کے دربار میں بھیجدیا جہاں وہ سنہ ۸۲۳ھ میں علماء کے فتوی سے قتل کیا گیا، سلطان محمد اول کو اس آفت سے چھوٹکر دم لینے کا موقع نہیں ملا تھا کہ اُسکا بھائی شہزادہ مصطفیٰ جو انقرہ کے میدان میں شکست پانے کے بعد سے روپوش تھا دوبارہ نکل پڑا اور دعویدار تخت بنکر قرہ جنید امیر ازمیر کی سازش سے فوجی امداد بھی پا گیا۔ اور بہت سے نمکحرام فوجی افسر اور اُمراے ملک جو اپنے قدح کی خیر مناتے اور انقلاب سلطنت کے متمنی رہتے ہیں۔ اُسکے ساتھ ملگئے۔ غرضکہ مصطفیٰ نے ممالک مقدونیا، وتھسلی، وغیرہ پر لوٹ مار کے سلسلے جاری کر دئیے۔ مگر سلطانی فوجوں نے بہت جلد اُسکے مقابلہ پر آ کر اُسے شکست دی، مصطفیٰ شہر سلانیک میں جا کر پناہ گزین ہُوا۔ جو رومی قیصر کی سلطنت کا جزو تھا اور سلطان محمد نے قیصر روم سے اُسکو طلب کیا تو وہ انکار کر گیا۔ لیکن اسکا ذمہ اُٹھایا کہ وہ مصطفیٰ کو نظر بند رکھیگا۔ اور سلطان محمد کی زندگی تک اُسے کسی فساد کے برپا کرنیکا موقع نہ دیگا۔ سلطان محمد نے بھی یہ بات مان لی اور اپنے بھائی کے لئے معقول پنشن مقرر کر کے اُسے سلانیک ہی میں رہنے دیا۔ تیمور لنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ میں جسقدر اندرونی ہنگامے ہوئے یہ اُن سبھوں میں آخری شورش تھی۔ اس سے فراغت پا کر سلطان کو پھر ملک کی اصلاح و ترقی پر متوجہ ہونیکا موقع ملا۔ اور اُس نے فوجی قوت کے استحکام کی بہت سی کارآمد تجویزیں نافذ کیں۔ ہنوز وہ پوری طرح ملک کی نظم ونسق نہیں کر چکا تھا کہ سنہ ۸۲۴ھ میں بمقام شہر ایڈریانوپل اُسنے وفات پائی۔ سلطان محمد نے اپنے بیٹے مراد خان کو ولیعہد سلطنت بنا دیا تھا جو اُسکے بعد تخت نشین ہُوا۔ سلطان محمد اول بڑا بلند حوصلہ، صاحب علم، پاکدامن، خدا ترس، اور رعیت پر مہربان اور منصف مزاج تھا، علوم و فنون کی اُس نے خوب سرپرستی فرمائی۔ اور یہ پہلا عثمانی سلطان تھا جسنے حرمین شریفین کے مصارف کیلئے سالانہ رقم "صرہ" کے نام سے ارسال کرنی جاری فرمائی۔ اگرچہ مورخین نے اس اولیت کو سلطان سلیم خان اول سے بھی منسوب کیا ہے۔ مگر صحیح قول وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ سلطان



سلطان مراد خان ثانی (سنه ۱۴۲۱ع تا سنه ۱۴۵۱ع)

متعلق حالات بیما عثمان مقابل صفحه (۸۷)

محمد کے پانچ فرزند حسب ذیل تھے:۔ مراد، مصطفےٰ، احمد، یوسف، اور محمود ÷

(۶) سلطان مراد خان دوم ابن السلطان محمد اول

(۸۲۴ھ ——————— ۸۵۵ھ)

جسوقت سلطان مراد خان دوم نے اورنگ عثمانیہ پر جلوس فرمایا ہے اُسوقت اُسکی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ امیر بخاری نے اسکو بھی ایک مرصع تلوار ہدیۃً ارسال کی تھی جسے اسنے شہر بروصہ میں جا کر زیب کمر کیا۔ اس سلطان کو ملکی اصلاح پر بیحد توجہ تھی اور اُسکے ساتھ فتوحات کا بھی شوق تھا۔ لیکن اندرونی خرابیوں کی درستی اُسے نئی لشکر کشیوں کا موقع نہیں دیتی تھی، اُسنے کوشش کرکے فرمانروائے کرمان اور شاہ ہنگری سے پانچ سال کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ کرلیا اور پھر بڑی سرگرمی کے ساتھ ملک کی اندرونی کمزوریاں دور کرنے پر متوجہ ہوگیا ÷

سلطان مراد خان دوم اپنی مصالحانہ روش سے فائدہ اُٹھانے میں مصروف ہی تھا کہ قسطنطنیہ کے رومی شہنشاہ نے اُسے ایک بالکل انوکھا پیام بھیجا۔ پیام یہ تھا کہ عثمانی سلطان اُس سے کبھی جنگ نہ کرے اور اس شرط کی پابندی کے لئے اپنے دو بھائی بطور یرغمال کے دربار قسطنطنیہ میں بھیجدے۔ ورنہ قیصر اُسکے چچا شہزادہ مصطفےٰ بن بایزید کو ستانیک کی نظربندی سے رہا کردیگا ÷ سلطان مراد دوم نے عمانویل قیصر روم کی یہ شرط نامنظور کردی اور قیصر نے شہزادہ مصطفےٰ کو نظربندی سے رہا کرکے اُسے حسب ضرورت فوج و مالی امداد دیکر عثمانی قلمرو پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کیا۔ قیصر نے اُسکو کئی ایک جنگی جہاز بھی دئے تھے جنکی کمان ایک رومی امیر البحر دمینوس لاسکاریس کرتا تھا اور وہ شہزادہ مصطفےٰ کی فوجوں کو سامان رسد پہنچاتا تھا، اس جنگی بیڑہ نے شہر گلیپولی کا محاصرہ کرکے اُسے فتح کرلیا۔ لیکن قلعہ ہنوز فتح نہیں ہوا تھا کہ شہزادہ مصطفےٰ تھوڑی سی فوج اُسکے محاصرہ پر چھوڑ کر باقی سپاہ کے ساتھ شہر ایڈریانوپل پایۂ تخت کی طرف بڑھا۔ راستہ میں وزیر بایزید پاشا نے مصطفےٰ کی فوج کو روک دیا

اور اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ ہؤا۔ شہزادہ مصطفےٰ نے یہاں ایک عجیب چال چلی وہ یہ کہ اُسنے سلطانی فوجوں کو مخاطب بنا کر بلند آواز سے کہا "میں سلطنت کا حقیقی حقدار ہوں اور تم میں سے جو میری مدد کریگا اُسے انعام و اکرام سے نہال کر دونگا"

مصطفےٰ کی برجستہ تقریر نے سلطانی سپاہ کے دل اُسکی طرف مائل کر دیئے اور وہ لوگ وزیر بایزید پاشا کو قتل کر کے کچھ شہزادہ مصطفےٰ کے ساتھ آملے اور تھوڑی بہت واپس چلے گئے +

مصطفےٰ اپنی کامیابی پر نازاں اپنے بھتیجے سلطان مراد سے مڈبھیڑ کرنے کیلئے بڑھا، وہ سمجھتا تھا کہ قسمت میری یاور ہے لیکن اسدفعہ ترکی سپاہ نے اُسکی چیخ و فریاد پر ذرا بھی توجہ نہیں کی اور ایک ہی صف شکن حملہ میں مصطفےٰ کی فوج نے بُری طرح ہزیمت اُٹھائی۔ مصطفےٰ جان بچا کر بھاگا اور شہر گلیپولی میں پناہ گزین ہؤا۔ لیکن وہاں سے گرفتار ہو کر سلطان مراد کے پاس لایا گیا جسنے اُسے پھانسی دلوادی۔ اسکے بعد مراد دوم نے قیصر روم کو ان تمام آفتوں کا بانی مبانی قرار دیکر قسطنطنیہ پر فوجکشی کردی اور دو لاکھ فوج سے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ یہ چوتھا محاصرہ تھا جو سلاطین عثمانیہ نے قسطنطنیہ پر قائم کیا تھا۔ اور اسکی بنا ۸۲۵ھ میں پڑی، لیکن شہر کی مستحکم فصیلیں اُسکے آڑے آئیں۔ اور ترکی فوج کے حملے ناکام رہے۔ سلطان مراد دوم کو زیادہ دیر تک محاصرہ قائم رکھنے کا موقع یوں نہیں ملا کہ اُسکے بھائی مصطفےٰ چلپی نے اندرون ملک میں بغاوت برپا کر رکھی تھی۔ اسلئے وہ اُسے مغلوب کر کے قتل کرنے کیواسطے واپس گیا اور کامیاب ہؤا، مصطفےٰ کو اس بغاوت میں ایشیائے کوچک کے بعض اُن امیروں نے مدد دی تھی جو سلطان تیمور کیوقت میں سلطنت عثمانیہ سے الگ کر دیئے گئے تھے اور اب اُنکی نامناسب حرکت سے سلطان مراد کو اُن پر دباؤ ڈالنے کا حق حاصل ہو گیا اسلئے اُسنے دوبارہ اُن سبھوں کو مغلوب کر کے سلطنت عثمانیہ کا ماتحت بنایا۔ اور حسب موقع بعض لوگوں کو قتل بھی کر دیا۔ اِدھر سے فراغت ہو گئی تو سلطان مراد کی

دیرینہ آرزو توسیع قلمرو اور غیر ممالک پر فوجکشی کرنے کی پھر ابھری اور سب سے پہلے اُسنے اپنے سخت ترین دشمن شاہ ہنگری پر فوجکشی کی۔ جسکو شکست دیکر اس بات پر مجبور بنایا کہ وہ جدید معاہدۂ صلح میں دریائے ڈنیوب کو ترکی اور ہنگری قلمرو کی طبیعی حد فاصل قرار دے، اسی طرح شاہ سرویا کو باجگذار بنایا اور سالانہ (۵۰۰۰۰) پونڈ خراج اُسپر مقرر کیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی شرط کی کہ بوقت جنگ ترکی سپاہ کو فوجی امداد بھی دیگا اور شاہ ہنگری سے کوئی دوستانہ تعلق نہ رکھیگا۔ اور شہر آلاجہ حصار (کروشیفتس) کو جو ممالک سرویا کے وسط میں واقع تھا۔ ترکی محافظ فوج کی چھاؤنی بنانے کیلئے لیلیا، ازاں بعد شہر سلانیک کو فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اور جب شاہنشاہ عمانویل فرمانروائے قسطنطنیہ فوت ہوگیا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا یوحنا پالیولوگس قیصر روم ہوا تو سلطان مراد نے اُس سے یہ شرط پیش کی کہ بجز شہر قسطنطنیہ کے باقی تمام ملک سلطنت عثمانیہ کے حوالہ کردے اور ایک مقررہ رقم سالانہ خراج کی بھی دیتا رہے۔ چنانچہ اس طرح پر جملہ رومی مقامات جو بحر اسود اور رومیلیا کے سواحل پر واقع تھے عثمانی قلمرو میں شامل ہوگئے +

سلانیک کی واپسی :۔ (۸۳۲ھ) سلطان مراد نے اب تمام وہ مقامات واپس لے لئے تھے۔ جو سلطان بایزید کے وقت میں عثمانی مقبوضات ہوکر بعد ازاں پھر ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ بلکہ اُنپر کچھ اور بھی اضافہ کرچکا۔ تو شہر سلانیک کو لینے کا قصد کیا۔ کیونکہ یہ بھی زمانہ سابق میں ترکی مقبوضات کا حصہ تھا۔ غرضکہ جب اُسنے اس شہر پر محاصرہ ڈالنے کیواسطے فوجکشی کی تو یہ شہر متوفی قیصر روم کے ایک بیٹے انڈرونیکس سوم کے زیر حکومت تھا، سلانیک کے باشندوں نے اپنے آپمیں ترکوں کی مدافعت کا حوصلہ نہ پایا تو انھوں نے مجبور ہوکر ۱۴۲۵ء میں یہ شہر بندقیہ والوں کے سپرد کردیا۔ کیونکہ وہ لوگ بڑے جنگجو اور فنون حرب وضرب کے واقفکار تھے۔ سلطان مراد کو یہ بات اور بھی ناگوار گذری۔ کہ اُسکے دشمن بندقیہ والے اس شہر پر قابض رہیں۔ اسلئے وہ اور زیادہ اسکی فتح کا دلدادہ بنگیا۔ ادھر اہل بندقیہ نے پہلے تو شہر والوں کے ساتھ بہت

مناسب برتاؤ کیا۔ انکی حکومت میں کوئی دست اندازی نہیں کی اور انکے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرتے رہے۔ لیکن بعد میں جو ستانا شروع کیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے اہل شہر گھر بار چھوڑ کر مجمع الجزائر یونان کو بھاگ گئے، کاش سلطان مراد فوجکشی کرنے سے کچھ دن اور رک جاتا تو بندقیہ والے اس شہر میں ایک یونانی شخص کو بھی باقی نہ رکھتے۔ اور صرف اپنی ہی برادری کے لوگ یہاں آباد کردیتے۔ بہرحال سلطان مراد ادہر کو بڑھا تو اہل بندقیہ نے اسکی روک تھام میں ہر طرح کوششیں کیں۔ وہ شاہنشاہ یوحنا قیصر روم سے فریادی ہوئے۔ قیصر مذکور نے سلطان سے کہلا بھیجا کہ شہر سلانیک میرا ملک ہے آپ خلاف معاہدہ اسپر کیوں حملہ کرتے ہیں۔ سلطان نے اسکو جواب دیا کہ اگر اسکی حکومت تمہارے بھائی انڈرونیک کے ہاتھوں میں رہتی تو میں ہرگز اس طرف رخ نہ کرتا۔ لیکن اہل بندقیہ اسپر قابض رہیں یہ مجھ سے نہیں دیکھا جائیگا۔ قیصر کی چال نہیں چلی تو بندقیہ والوں نے شہر کی قلعبندی کرکے لڑنے مرنے پر کمر باندہ لی۔ اور اپنا جہازی بیڑہ آبنائے گلیپولی میں ٹھیرے ہوئے عثمانی بیڑہ کو جلا دینے کے لئے روانہ کیا۔ مگر وہاں مقابلہ ہونے پر بندقیہ والوں کا بیڑہ ترکی بیڑہ کی آتشباری سے مغلوب ہوکر نوک دم بھاگ نکلا۔ اس بیڑہ کا کمانیر امیر البحر انڈراوس موکینگو بندقیہ کا نامور بحری افسر تھا۔ اسپر فتح پانے سے ترکی بیڑہ کا بہت کچھ رعب داب بڑھگیا۔ یہ پہلی بحری جنگ تھی جو ترکی بیڑہ کو پیش آئی اور اسکا نیک انجام آئندہ کیلئے اچھا شگون ہوگیا۔ بندقیہ والے ایسے دبے کہ شہر کی حفاظت نہ کرسکے اور آخر ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۲۹ء میں ترکوں نے اسپر بزور شمشیر قبضہ کرلیا۔ سلانیک کا عثمانی ترکوں کے قبضہ میں آنا تھا کہ رومی سلطنت کی بنیادیں لرز گئیں اور قسطنطنیہ والے اسی روز سے دن کا اضطراب کے ساتھ انتظار کرنے لگے جبکہ انہیں سلانیک کی طرح اپنا شہر بھی عثمانی علم کے زیر سایہ آتے نظر آئیگا۔ اور ترکوں نے شہر فتح کرنے کے بعد اسکے اطراف میں اپنی سلطنت بڑھانی شروع کردی۔ انہوں نے اغائنہ، ایپرہ، اور البانیہ وغیرہ مقامات بہت جلد فتح کرلئے جنکے دوران فتح میں کبھی رومیوں کو ہزیمت

ہوتی تھی اور گاہے ترک پسپا ہونے پر مجبور ہوتے تھے۔ لیکن ترکوں کیلئے مملکت البانیا کا فتح کرنا لوہے کے چنے بنگیا۔ ویلا البانی انکو اپنے ملک میں قدم نہیں بڑھانے دیتے تھے۔ آخرکار ترک لوگ ادھر سے مایوس ہوکر خاموش بیٹھ گئے اور موقع کا انتظار کرنے لگے۔

اِن فتوحات کے بعد سلطان مراد خود اندرونی انتظامات کی درستیوں میں مصروف ہوگیا۔ اور اسکے سپہ سالار علی بک، عیسٰے بک، اسحٰق بک، اور عثمان چلپی وغیرہ ممالک مقدونیا، تھسلی، کے اطراف میں نئی فتحیں حاصل کرتے رہے۔ اور رومیلیا کے بگلر بک سنان پاشا نے خاکنائے کورنتہ کے اطراف میں جسقدر مقامات تھے انپر تسلط کرنے کے بعد "موریہ" کی اراضی پر حملہ کیا۔ اور وہاں سے ہنگری کے ملک پر فوجکشی کردی۔ ہنگری میں سنان پاشا نے خوب فتوحات حاصل کیں۔ اور بے شمار مال غنیمت وہاں سے حاصل کیا۔ اس چڑھائی کیوجہ یہ ہوئی تھی کہ شاہ ہنگری[1] نے قرمان سرا کے بیٹے ابراہیم بک سے سازش کر کے عثمانی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا اور اسکے قلمرو کے بعض مقامات پر چھاپا مار کر ۸۳۹ھ میں ملک کا امن وامان کھو دیا تھا۔ چنانچہ اسی سنہ میں سلطان مراد دوم نے شہر قونیہ پر حملہ کر کے اُسے ابراہیم بک کے ہاتھوں سے چھین لیا مگر جب اُس نے معافی طلب کی اور اپنے کئے پر پچھتایا تو سلطان موصوف نے اُس سے اطاعت کا اقرار لیکر پھر اسی عہدہ پر بحال بھی فرمادیا۔

جنگ سرویا اور ہنگری[1] اور وارنہ کی مشہور جنگ

سلطان مراد دوم نے ابراہیم بک کی سرکوبی سے فراغت پائی تو اُنسے

[1] آجکل ہنگری کا ملک آسٹریا کے ماتحت ہے۔ انکے شمال میں کوہستان کرپاٹ مشرق میں ٹرانسلوانیا جنوب میں دریائے الطونہ اور مغرب میں مملکت آسٹریا۔ انکی حدود فاصل ہیں۔ رقبہ (۹۲۶۵۲۲) کیلو میٹر مربع اور مردم شماری (۱۲۰۰۰۰۰۰) آدمیوں کی ہے جنمیں تقریباً نصف

ضرورت محسوس ہوئی کہ اس فتنہ کے بانی مبانی شاہ ہنگری اور جارج برانکووٹش امیر سرویا کی بھی گوشمالی کیجائے جنہوں نے عثمانی ترکوں کو ضرر پہنچانے کے لئے اس قدر زبردست سازش کی تھی۔ عثمانی فوج نے دریائے الطوانہ سے عبور کرکے ہنگری اور سرویا کے ممالک پر حملہ کیا اور ہنگری کے دو صوبے طمشوار، اور ہرمانشتاد، نامی فتح کرلئے۔ اسی طرح سرویا کے دار السلطنت شہر سمندرہ پر قابض ہوکر شہر بلگریڈ کا محاصرہ شروع کردیا۔ لیکن یہ شہر استحکام کی وجہ سے فتح نہ ہوسکا تھا کہ اسی اثناء میں شاہ سرویا نے سلطان سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنی بیٹی اس کے عقد نکاح میں دینے پر تیار ہوگیا۔ سلطان مراد نے صلح منظور کرلی۔ لیکن شاہ سرویا کی فتنہ جو طبیعت اسے چین سے کب بیٹھنے دیتی تھی آخرکار وہ پھر شرارت پر آمادہ ہوگیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خاص ہنگری کے رہنے والے ہیں اور باقی مختلف جنسوں کے لوگ ہیں۔ ہنگری کا ملک دریائے ڈینوب اور اسمیں بہ کر گرنے والی ندیاں سیراب کرتی ہیں۔ وسط ملک میں عظیم الشان ہموار زمین کا تختہ قابل زراعت پایا جاتا ہے اور جنگلوں اور پہاڑوں کی سرسبزی بہت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ یہاں کی پیداوار غلہ، اور انگور، اعلےٰ درجہ کا تنباکو اور سبزیاں ترکاریاں ہیں۔ اس ملک میں گھوڑے بہت اچھے ہوتے ہیں اور معدنیات کی پیدائش بکثرت ہے۔ قیمتی پتھروں، سونے، چاندی، اور دیگر دھاتوں کی پیداوار بافراط معدنی چشموں کی بھی کثرت ہے جنکا پانی مریضوں کے غسل اور استعمال میں کام آتا ہے اور ملک کے اکثر شہر مختلف چیزوں کی ساخت کے کارخانوں سے معمور ہیں، اگرچہ یہ ملک آسٹریا کا ماتحت ہے لیکن اسکے ضوابط حکمرانی اور قوانین اس سے بالکل الگ ہیں۔ سنہ ۱۵۲۶ء کے بعد سے ترکوں نے اس ملک کو متعدد لڑائیوں کے ذریعہ کمزور بناکر آخر اسے اپنا ماتحت بنالیا تھا لیکن ملک کے استقلال اور وضع حکومت میں کوئی تفاوت نہیں آیا۔ یہانتک سنہ ۱۶۸۷ء میں شاہ میکسملین فرمانروائے آسٹریا نے اسکو اپنا مقبوضہ ملک بنالیا اور اجتک یہ ملک آسٹریا کی ماتحتی میں چلا آتا ہے۔ ہنگری کے باشندے مگیار یا مجار کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی اصل ترکوں کی طرح وسط ایشیا کے ایک ایسے خانہ بدوش قبیلہ سے بتلاتے ہیں جیسے کہ ترک تھے اور باب بخلاف بلقان کے دیگر اقوام کے ترکوں سے محبت رکھتے ہیں۔ (مولف و مترجم) *

اور شاہ ہنگری کے یہاں بھاگ گیا، سلطان نے یہ حالت دیکھکر دوبارہ ہنگری پر فوجکشی کردی اور حدود ملک میں لوٹ مار کرتا ہوا شہر ہرمانشتاد تک پہنچگیا، ابھی سلطان مراد اس شہر کو محاصرہ میں لئے ہوئے جنگ کر ہی رہا تھا کہ ہنگری کے نامور جنرل جان ہونیاد حاکم اردال نے سر اُٹھایا اور پوپ اوجیلینیوس نے یورپین حکومتوں کو ترکی سے معرکہ آرا ہونے پر اکسایا کر اُنکی متحد فوجیں جان ہونیاد کی زیر کمان ہرمانشتاد کے قریب لاکر جمع کردیں اس حملہ میں فرانس، جرمنی، اٹلی، سرویا، بلغاریا، ہنگری، اور پولینڈ کی فوجیں شریک تھیں۔ ہونیاد نے ترکی سپاہ کو سخت زک دی اور بہت سے مجاہدین شہید ہوئے، سلطان کو اس ہزیمت کی اطلاع ملی تو اُسنے ایک دوسری فوج شاہین پاشا کے زیر کمان ہونیاد کی سرکوبی کیلئے ارسال کی اور یہ سپاہ بھی اپنے اگلوں کی طرح بُری طرح زک پاکر پسپا ہوئی۔ شاہین پاشا غنیم کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگیا، سلطان مراد اُن دنوں ابراہیم بک حکمران قرمان کی سرکوبی پر تُلا ہوا تھا اسواسطے خود جان ہونیاد کے مقابلہ پر نہ آسکا لیکن جب پیاپے دو فوجیں منہزم ہوئیں اور اُدہر ابراہیم بک پر بھی قابو حاصل ہوگیا تو سلطان مراد سرویا اور ہنگری والوں کی متحدہ فوج کے مقابلہ پر آپہنچا۔ شہر بلگریڈ کے میدان میں دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور عثمانی سپاہ کے حملہ نے اہل ہنگری اور اہل سرویا کو پسپا کردیا۔ لیکن یہہ ہزیمت واقعی شکست نہ تھی بلکہ ایک دہوکا تھا جو اعداء نے عثمانی سپاہ کو بے ترتیب بنانے کیواسطے اختیار کیا تھا چنانچہ جسوقت یورپ کی فوجیں بھاگ رہی تھیں اور ترک اُنکے تعاقب میں مصروف تھے تو یکایک ایک تنگ گھاٹی کے مابین فراری یوروپین پلٹ پڑے اور غیر مرتب عثمانی سپاہ کو چاروں طرف سے حلقہ میں لیکر دبانا شروع کردیا۔ دلیران ترک اسوقت بہت بُرے پھنسے تھے مگر فطری جرأت کیوجہ سے وہ خوب دل کھولکر لڑے۔ اس موقع پر ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ یوروپین سپاہیوں کے دانت کھٹے ہوگئے، اگرچہ ترکوں کی شکست یقینی تھی اور ہوا بھی ایسا ہی لیکن اُنکی پامردی کا یہ عمدہ نتیجہ نکلا کہ سلطان مراد مع تھوڑی سی جان نثار

فوج کے غنیم کے حلقہ سے صحیح وسالم نکل آیا۔ اس واقعہ میں بے شمار ترکی فوج
کٹ گئی اور نامی نامی افسر اور امراء میدان جنگ میں کام آئے، بہت سے لوگ
اسیر ہوئے، اور سلطان مراد پسپا ہوکر ایڈریانوپل میں پہنچگیا۔ اب شاہ سرویا نے
اس خیال سے کہ سلطان مراد دوبارہ دم لیکر اُٹھیگا تو آفت ڈھائیگا بیچ میں پڑکر صلح
کی تحریک شروع کردی۔ اور سرویا اور بوسینیا، کی خراج گزاری اور افلاق کی
بالکل آزادی کی شرائط پر دس سال کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ لکھدیا گیا۔
سمندرہ کا قلعہ سرویا کو واپس ملگیا۔ اور اس معاہدہ کے بعد سلطان کو بھی دم لینے
کی مہلت ملگئی۔ اسی اثناء میں امیر علاؤ الدین سلطان مراد کے فرزند دلبند کا انتقال
ہوگیا۔ اور سلطان کو اس بیٹے سے چونکہ بہت کچھ الفت تھی اسلئے وہ دل شکستہ ہوکر
سلطنت سے کنارہ کش ہوگیا اور اپنے دوسرے جگر گوشہ محمد ثانی فاتح کو تخت
سلطنت پر بٹھاکر خود شہر میگنیشیا میں عبادت الٰہی اور گوشہ نشینی کے ارادہ سے جارہا
سلطان مراد کی گوشہ نشینی کی خبر شاہ ہنگری کو ملی تو اُسنے خیال کیا کہ اب میدان
صاف ہے۔ اپنا مدعا حاصل کرنا چاہئے۔ بس وہ بہت جلد اپنی فوجیں جمع کرکے
عثمانی مقبوضات پر حملہ آور ہوا۔ اور سلطان مراد کو مجبوراً بار دگر کاروبار حکومت
سنبھالنے کی نوبت آئی۔ کیونکہ دیر کرنے میں سخت نقصانات کا اندیشہ تھا۔ بہرحال
سلطان مراد نے بہت جلد جنگی تیاریاں مکمل کرکے آبنائے گلیپولی سے عبور کرنا
چاہا۔ مگر وہاں دشمنوں کے جہازات سد راہ تھے۔ لہذا آبنائے بحر اسود سے عبور کرکے
خلیل پاشا وزیر اعظم اور شہاب الدین پاشا کو ہمراہ لئے ہوئے ایڈریانوپل آگیا
جہاں سلطانی فوجیں پیش قدمی کیواسطے تیار تھیں۔ سلطان مراد نہائیت سُرعت کی
ساتھ مخالف فوجوں کا راستہ روکنے کیلئے بڑھا اور شہر وارنہ کے سامنے سمندر
میں طرفین کی فوجیں مقابل ہوئیں، معرکہ کارزار کی گرمی میں پولینڈ اور ہنگری کا
تاجدار لاد سلاس اپنی فوج کا ایک چیدہ دستہ جلو میں لیکر سلطان مراد پر
حملہ کرنے کیواسطے بڑھا جو اُسوقت ایک اونچے ٹیلہ پر کھڑا ہوا ترکی سپاہ کو جنگ کی

چڑھائی کر رہا تھا مگر عثمانی فوج اُسپر ٹوٹ پڑی اور چشم زدن میں اُسے مع اُس کے ہمراہیوں کے کاٹ کر ڈھیر کر دیا، لاد سلاس کا مرنا تھا کہ ہنگری اور اُس کے ساتھی حکمرانوں کی متحدہ سپاہ کے قدم اُکھڑ گئے، ہونیاد جو ہنگری کا سپہ سالار تھا۔ فوج کو روکنے کے لئے ہزار سر پٹکتا رہا لیکن اُنپر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ وہ ہرگز نہ رُک سکے اور دس ہزار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ترکوں نے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا اور عروس فتح و فیروزی سے ہم کنار ہو کر ایڈریانوپل کو پلٹ آئے۔ غنیم کے مقتولین میں پوپ روم کا قاصد کونٹ سیزارینی بھی شامل تھا سلطان مراد نے دشمنوں کی سرکوبی کر کے انتظام سلطنت درست کر دیا تو پھر گوشہ گزینی اختیار کی اور سلطان محمد ثانی کو تخت پر متمکن کر دیا۔ لیکن ینی چری سپاہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اور اُنمیں سرکشی کے آثار عیاں ہونے لگے۔ اسلئے مجبور ہو کر سلطان مراد کو تیسری بار واپس آنا پڑا۔ اُس نے دیکھا کہ شورہ پشت ینی چری سپاہی بیکاری سے گھبراتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ اُنکو جنگ میں مصروف رکھا جائے تاکہ یہ دوبارہ بغاوت نہ کر دیں چنانچہ وہ یونان پر حملہ کرنے کیلئے بڑھا، اتفاق و بخت سے ایک صورت سلطان مذکور کی کامیابی کی نکل آئی کہ اُسنے لڑائی جاری کرنے کیلئے کوئی حیلہ بھی نہ ڈھونڈھنا پڑے۔ وہ یہ کہ عمانویل شاہ قسطنطنیہ نے اپنی زندگی ہی میں سلطنت کو تقسیم کر دیا تھا قسطنطنیہ اور اُسکے متعلق شہروں کی حکومت اپنے فرزند جنا کو اور بلاد موریہ اور کچھ حصہ صوبہ تھسلی، کا دوسرے فرزند قسطنطین کو دیدیا تھا اور قسطنطین آخری رومی تاجدار تھا۔ اُسکو سلطان مراد کا قصد اُسکے ملک پر فوجکشی کے متعلق معلوم ہوا تو اُسنے خاکنائے کورنتھ میں بہت سے قلعے اور مستحکم مورچے بغرض مدافعت بنوا لئے جو ناقابل فتح تھے۔ مگر بہادر ترکی سپاہ اور اُنکی قلعہ شکن توپوں نے یہ تمام رکاوٹیں چشم زدن میں الگ کر دیں، اور شہر کورنتھ کو بزور شمشیر فتح کر لیا، سلطان مراد کا قصد تھا کہ یہ تمام ملک فتح کر کے ادھر سے واپس ہوگا۔ لیکن صوبہ البانیا میں مشہور باغی اسکندر بیگ نے سر اٹھا کر اُسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اسلئے

سلطان ادہر کے مفتوحہ مقامات پر صرف جزیہ مقرر کرکے اس ارادہ سے البانیا کی طرف چلا گیا کہ اسکندر بک کو مغلوب بنانے کے بعد پھر اس طرف رُخ کریگا +

اسکندر بک کی حقیقت یہ ہے کہ ملک البانیا کا ایک امیر جان کاسٹر نامی موروثی طور پر اس ملک کے کسی مختصر سے قطعہ کا فرمانروا تھا، جب اُس نے دیکھا کہ سلطان مرادؔ اُس سے لڑنے آرہا ہے اور وہ تاب مقاومت نہیں رکھتا تو اُسنے صلح کے ساتھ جزیہ دینا منظور کرلیا اور اپنے چار بیٹے اظہار اطاعت کے طور پر سلطان کے دربار میں ارسال کردئے۔ سلطان نے اسکو بدستور اپنے املاک میں بحال رکھا اور اُسکے بیٹوں کو دربار سلطنت میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ لڑکے مسلمان ارکان دربار سے مِل جُل کر رہنے لگے اور اُنمیں سے ایک لڑکا ترقی کرکے بڑے عہدہ پر فائز ہوا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اسکندر بک کے نام سے موسوم ہوا، اسکا اگلا نام جارج کاسٹر یوتا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد وہ سلطان کے میر منشی سے حاصل کی ہوئی ایک جعلی تحریر کے ذریعہ سے وہاں کا حکمران بن بیٹھا، اور جب یہ ہنگری کے سپاہ سالار ہونیاڈ سے جنگ کرنے کیواسطے بھیجا گیا تھا تو عمداً اُس کے مقابلہ سے شکست کھائی۔ تاکہ عثمانی قوت کمزور ہوجائے۔ بہرحال یہ میدان جنگ سے بھاگ کر البانیا میں جا پہنچا اور وہاں بلا مزاحمت احدے عنان حکومت پر قابض ہوکر تمام عثمانی قلعوں کو فتح کرلیا، ترک سپاہیوں پر اُسنے یہ حکم لگا دیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کریں ورنہ قتل کردئے جائیں۔ چونکہ اس طرح پر اُسنے تمام ترک سپاہیوں کو قتل کرادیا۔ اور اسطرح سلطنت سے بغاوت اختیار کرکے اُسکی کئی فوجوں کو شکست بھی دی۔ اور خوب شہرت حاصل کرکے (۲۵) سال تک البانیا میں حکومت کرتا رہا۔ کیونکہ اس ملک کے رستوں کی دشوار گذاری سلطنت عثمانیہ کی سپاہ کو کامیابی نہیں حاصل کرنے دیتی تھی +

قوصوہ کی دوسری جنگ

۱۴۵۱ھ میں سلطان مراد اسکندر بک مذکور سے اُلجھ ہی رہا تھا کہ دوسری

طرف جان ہونیاد شاہ ہنگری کے جنرل نے کئی ایک یورپین امیروں کو اپنا شریک بناکر صوبہ رومیلیا پر حملہ کردیا، سلطان اس امر کی اطلاع پاتے ہی صوفیا میں واپس آگیا اور فوجیں فراہم کرکے ولوی قوصوہ[۱] میں ہونیاد کی فوجوں کے مقابل جا پہنچا۔ یہ مقابلہ آغاز ۸۵۲ھ میں ہوا تھا جسمیں سلطان مراد نے نمایاں فتح حاصل کی اور تین دن تک معرکہ کارزار گرم رہا جسمیں جانبین کے ساٹھ ہزار آدمی کام آئے۔ ہونیاد بڑا سخت نقصان اٹھاکر میدان سے بھاگ گیا۔ اور سلطان ایڈریانوپل میں واپس چلا آیا۔ جہاں اُسنے اپنی مشہور جامع مسجد تعمیر کرائی۔ ۸۵۳ھ میں سلطان نے اپنے فرزند سلطان محمد ثانی کی شادی اسکندر بک کی لڑکی سے کی اور اسکے دو سال بعد وہ مرض موت میں گرفتار ہوا اور بارہ دن بیماری کی زحمت جھیلکر ۸۵۵ھ میں دنیائے فانی سے دار بقا کی جانب رحلت کرگیا۔ امراے دربار نے سلطان کی وفات کی خبر بارہ دن مخفی رکھی۔ یہانتک کہ اُسکا بیٹا سلطان محمد ثانی ایڈریانوپل میں آگیا اور تخت نشین ہونے کے بعد باپ کی لاش شہر بروسہ میں لیگیا جہاں اُسے اجداد کرام کے پہلو میں سپرد خاک کیا+

سلطان مراد دوم بڑا جلیل القدر حکمران، نیک دل، علم دوست، محب العلماء، عالی حوصلہ اور صاحب شجاعت و کرم تھا، اُسکے انعام و اکرام کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھتا تھا۔ حرمین شریفین کے مصارف کے لئے سالانہ (۳۵۰۰) دینار ارسال کرتا تھا اُسکو اور اُس کے بیٹے محمد ثانی کو اگرچہ اسلاف کی طرح عظیم الشان فتوحات نہیں نصیب ہوئیں، لیکن تیمور لنگ کے بعد جسقدر خلل اور کمزوری سلطنت عثمانیہ میں آگئی تھی۔ اُسکے دور کرنے میں ان دونوں کو بانی دوم کا لقب عطا کرنا بالکل صحیح ہوگا۔ اُس نے اپنے عہد میں فتحمندی کا سلسلہ موریہ اور اشقودرہ کے حدود تک بڑھا دیا تھا اور تمام اندرونی کمزوریوں کو مٹاکر بحری قوت میں بھی یورپ کی بحری سلطنتوں کا پہلو دبا دیا+

---

[۱] ملک سرویا میں اسکوبیا و دھ کو یانگ کے مابین ایک وسیع ہموار میدان ہے اور اس میدان میں دریاے ڈرین بہتا ہے+

چھٹی فصل

فتح قسطنطنیہ سے آل عثمان میں عہدۂ خلافت اسلامیہ کے منتقل ہو آنے تک کے حالات

(۸۵۷ ـــــــــــــــ ۹۲۲ھ)

(۷) سلطان محمد خان دوم فاتح قسطنطنیہ

(۸۵۵ ـــــــــــــــ ۸۸۶ھ)

یہ مشہور سلطان اور یکتائے زمانہ بہادر خاندان عثمانیہ کا ساتواں تاجدار تھا۔ باپ کی وفات کے بعد بائیس سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اسکی تخت نشینی کے بعد ہی اناطولیا کے بہت سے اُن امیروں نے جنکے ممالک سلاطین عثمانیہ نے فتح کر لئے تھے آزادی حاصل کرنے کی طمع سے بغاوت اختیار کی اور آخرکار بہت کچھ دقتوں اور خونریزیوں کے بعد وہ دوبارہ حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گئے۔ جس وقت سلطان محمد دوم نے عنان حکومت ہاتھ میں لی ہے اُس وقت ایشیا میں ابن کرمان کے ملک اور شہر سنیوب اور حکومت طرابزون کے باقی تمام ممالک عثمانیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے، اور یورپ کے خطہ میں حکومت قسطنطنیہ خود مختار مملکت تھی، اور بلاد پیلو پونیز (موره) متعدد یونانی اور لاطینی امیروں کے مابین منقسم تھے۔ بانیا پر اسکندر بک کی حکومت جمی تھی، بوسینا آزاد اور خود سر ملک تھا، سرویا باجگزار ریاست تھی، اور انکے سوا باقی ملکوں پر عثمانیوں کا قبضہ تھا۔

فتح قسطنطنیہ:۔ سلطنت عثمانیہ کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت کا نظارہ تاجداران قسطنطنیہ کی آنکھوں میں خار بنکر کھٹکتا رہتا تھا، انکو اس خطرہ سے نجات نہیں ملتی تھی کہ اگر



سلطان محمد خان ثانی (سنه ۱۴۵۱ — سنه ۱۴۸۱ ع)

متعلق حالات بنجھمتان مقابل صفحه (۹۸)

یہ حکومت اندرونی شورشوں سے چین پائیگی تو ضرور ہے کہ ہمارے رہے سہے یونانی مقبوضات کا باقی رہنا دشوار ہوجائیگا - قیصر قسطنطین اپنے تخت نشینی کے دن سے ہمیشہ انہی فکروں میں مستغرق رہا کہ کسی طرح عثمانیہ مقبوضات میں امن وامان نہ قائم ہونے دے اور اُس کے بیٹوں اور جانشینوں نے بھی اسی امر کو اپنا نصب العین بنائے رکھا کہ ملکات عثمانیہ کے اندرونی مقبوضات میں بغاوت کی آگ بھڑکاتے رہیں +

سلطان محمد دوم نے ایشیائی امرا کی سرکشی مٹانے کے بعد دیکھا کہ اُن دنوں اُسے اندرونی جھگڑوں سے نجات ہے اور یہ موقع حکومت قسطنطنیہ کا خاتمہ کر دینے کی لئے غنیمت ہے کیونکہ اُسکی اندرونی حالت کی ابتری، دینی جھگڑوں کی کشمکش، اور باہر سے مدد نہ ملنے کی مجبوری، یہ سب باتیں میرے ارادہ میں معین ہونگی تو بس اُس نے اندرونی انتظامات ٹھیک کر کے فوجی تیاریاں شروع کر دیں، اور دو لاکھ جرار فوج معہ چیدہ چیدہ سپہ سالاروں کے ہمراہ رکاب لیکر ایڈریانوپل سے نکل پڑا - تین سو جنگی جہازوں اور کشتیوں کا بیڑہ جسکے ساتھ بکثرت باربرداری کے جہازات اور سبک رو کشتیاں بھی تھیں، یہ بیڑہ شہر گلیپولی میں تیار ہوکر لیس ہوگیا تو زیر افسری بلطہ اوغلی سلیمان بک کے جو اُن دنوں کا نہائت نامور امیر البحر مانا گیا تھا اور عثمانی بیڑہ جہازات کا اوّل کپتان تھا غنیم کی جانب رواں ہوا، اس بیڑہ پر بکثرت آلات حرب و ضرب اور سامان حصار موجود تھا، غرضکہ ایسی عظیم الشان تیاری کے ساتھ خشکی اور دریا دونوں سمت سے شہر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا - واکر مورخ لکھتا ہے کہ اُن دنوں باشندگان قسطنطنیہ دو مخالف گروہوں میں بٹ گئے تھے، ایک گروہ شہنشاہ کا جنبہ دار تھا، اور دوسرا مذہبی پیشواؤں اور عوام کا - پہلا گروہ چاہتا تھا کہ یونانی گرجا کو لاطینی کنیسہ کے ساتھ ملا دیا جائے کیونکہ اس طرح یونانیوں کی کمزوری یورپ کی امداد و اتفاق سے مبدل بہ قوت ہوجائیگی اور دوسرا جتھا اسکے خلاف تھا اور دونوں فرقوں میں ایسی کھلی ہوئی عداوت تھی کہ ہر ایک دوسرے کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا اور اسی حالت میں کہ اہل قسطنطنیہ باہم لڑائی جھگڑے میں مصروف تھے ترکی فوج

اُنکے دروازہ پر آگئی +

سلطان محمد ثانی نے فتح قسطنطنیہ کی تیاریاں آغاز کرکے بحر اسود کے سواحل پر قلعہ جات بنوانے شروع کیئے تو قیصر روم قسطنطین پالیولوگس نے اُس سے عاجزی کے ساتھ کہلا بھیجا کہ آپ اپنی کارروائی سے باز آجائیں، اور وہ اس درگزر کے معاوضہ میں زمانہ سابق کی طرح باجگذاری قبول کریگا۔ لیکن سلطان نے ان باتوں کو منظور نہیں کیا۔ بعض مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ قیصر نے سلطان کو حسب ذیل پیام بھیجا تھا "ان قلعوں کی تعمیر سے آپکی مراد بجز اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ آپ جنگ و خونریزی کے لئے آمادہ ہیں، اگر اگلی صلح و آشتی کی باتیں آپ پر اثر نہیں کرتی ہیں تو میں بھی خدا پر بھروسا کرکے اپنے شہر کی حفاظت کے لئے آخری دم تک جنگ کرونگا"

سلطان محمد دوم نے فتح قسطنطنیہ کے بارہ میں جو اہم اور حیرت خیز کارنامے عیاں کیئے اُنکے لحاظ سے وہ آئندہ زمانہ میں بہت بڑا فاتح شمار ہوا ہے جیسی تدبیریں شہر کے محاصرہ اور فتح کرنے کی اُسکو سوجھی ہیں وہ حد سے بڑھکر حیرت خیز ہیں، مثلاً اُس نے ایک توپ اتنی بڑی بنوائی جسمیں بارہ من وزنی پتھر کا گولہ رکھکر ایک میل کے فاصلہ تک مارا جاسکتا تھا، سات سو آدمی اس توپ کی دیکھ بھال اور فیر کرنے پر مامور تھے، ایڈریانوپل سے دکہ جہاں یہ توپ ڈھالی گئی تھی) مقام محاصرہ تک اسکو لیجانے کیواسطے پانچسو جوڑیاں مضبوط اور توانا بیلوں کی خاص کردی گئی تھیں اور تین ہزار سپاہی مخصوص اسکی حفاظت پر مامور تھے، اس سے بھی بڑھکر متحیر بنا دینے والی کارروائی یہ تھی کہ اُس نے زمین پر جہازات چلائے اور ایک فرسخ (۳ میل) تک یعنی موجودہ مقام طولمہ باغچہ سے قاسم پاشا تک اسی سریع الحرکت کشتیاں اور ستر جنگی جہاز خشکی میں چلاکر سمندر میں اُتار دئے اور یہ سب کارروائی ایک ہی رات میں انجام پائی، اسکی صورت یہ ہوئی تھی کہ اُس نے انجنیروں کی صلاح سے وہ تمام راستہ درخت صنوبر کے موٹے تختوں سے بنواکر اُن پر چربی اور تیل ملوا دیا جس سے اُن تختوں پر جو چیز رکھی جاتی وہ پھسلتی چلی جاتی اور پھر سپاہیوں کو حکم دیا کہ جہازوں اور کشتیوں کو اُسی چوبی سڑک پر ٹھیلتے ہوئے لاکر آبنائے باسفرس میں

گرادیں۔ ورنہ بندگاہ پر یونانیوں نے بہت مضبوطی کے ساتھ مدافعت کا سامان کر رکھا تھا۔ چنانچہ جس وقت صبح کو محصورین نے ترکی بیڑہ دیوار شہر پناہ کے نیچے کھڑا دیکھا تو انکے ہوش اڑ گئے پھر انکے دیکھتے ہی دیکھتے ترکوں نے ان جہازات سے ایک پل تیار کر لیا اور اسپر ان چودہ ہویں باٹری توپخانہ کی نصب کر دی۔ قیصر روم نے یونانی سپاہ کی کمزوری اور غنیم کی عظیم الشان طاقت کا حال دیکھکر عیسائی یورپ کے سامنے بہت کچھ فریاد وزاری کی لیکن کوئی اسکا معین دیا ور نہیں نکلا۔ ہاں پوپ رومیہ اس کی ڈھارس بندھاتا رہا اور یورپ کو جہاد کے لئے ابھارنے کا وعدہ کر کے لڑنے کی تاکید کرتا گیا۔ زبردست اور بہادر ترکی سپاہ کا مقابلہ یورپ کے حکمرانوں میں کوئی نہیں کر سکتا تھا اور اگر اسکی جرأت تھی بھی تو صرف دو امیروں میں اول ہونیاد حکمران ٹرینسلونیا اور دوم اسکندر بک فرمانروائے البانیا مگر یہ دونوں اپنی جان بچانے کی فکر میں مصروف تھے، البتہ جنیوا والوں نے جنکے تجارتی تعلقات قسطنطنیہ کے ساتھ بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور وہاں کے بہت سے نامی تاجروں کے گدام اس شہر میں واقع تھے ایک جنگی بیڑہ پانچ جہازوں کا قیصر قیصر روم کی مدد کیلئے بھیجا اور اس بیڑہ کا دلیر کمانیر (جوستنیانی) ترکوں کے پیش نظر سات ہزار فوج خشکی پر اتارنے میں کامیاب بھی ہو گیا۔ اُس نے ترکی بیڑہ میں آگ لگا دینے کی کوشش کی مگر ترک سپاہیوں کی چوکسی نے اُسے کامیاب نہونے دیا۔ جنہوں نے اُسکے جہاز پر آتشباری کر کے اُسے ڈبو دیا۔ جوستنیانی بہزار مشکل غرق ہونے سے بچگیا لیکن اُس کے ساتھ کے دو سو آدمی دریا بُرد ہو گئے اور ایک بھی نہ بچ سکا جوستنیانی اس آفت سے سالم بچکر شہر میں گیا تو مدافعت کا انتظام اُسکے سپرد ہوا۔ مورخ والٹر لکھتا ہے کہ شہر قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ غیروں کے ہاتھوں میں حفاظت کا کام سپرد کیا گیا۔ کیونکہ ہر ایک کام اُسی وقت خراب ہوتا ہے جب اُس میں دوسرے کا ہاتھ لگے۔ قدیم یونانیوں کو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے اپنے معاملات میں کسی فارسی افسر کی ماتحتی کی ہو۔ اور نہ کبھی رومی افواج کی سپہ سالاری کسی ملک گال کے رہنے والے کو تفویض ہوئی تھی ÷

جب ترکوں کو اپنی کامیابی کا یقین ہوگیا تو عام ہلّہ کرنے سے ایک دن قبل سلطان محمد دوم نے قیصر روم کو یہ پیام بھیجا "اگر تم شہر کو صلح کے ساتھ سپرد کر دوگے تو سلطان تمام رعایا کو مطلق آزادی عطا کریگا اور اُنکے کسی معاملہ میں دخل نہ دیگا اور تمکو بلاد موریہ کی حکومت بجائے اِس شہر کے مرحمت ہوگی" مگر قیصر نے قاصد کو بُرا بھلا کہکر واپس کر دیا اور یہ بات منظور نہیں کی، اور بعض مورخین کا قول ہے کہ قیصر نے کہا تھا "آپ سے پہلے بہت سے عثمانی سلاطین فتح قسطنطنیہ کی ہوس دل میں لیگئے اور تم بھی یونہیں ناکام ہوکر واپس جاؤ گے اِس لئے بہتر یہ ہے کہ جزیہ لینا منظور کر کے یہاں سے سرخرو پھر جاؤ" قیصر نے اِس سلطانی پیام پر غور کرنے کیواسطے خاص مجلس مشورہ مرتب کی اور اُن سے صلاح چاہی تو سب ممبر سر جھکا کر خاموش ہوگئے۔ گویا اُنکو سلطانی شرط منظور تھی مگر پوپ کے سفیر اور اسپین کے قائم مقام نے اوسکی ہمت بندھائی اور کہا کہ تسلیم سے کوئی نفع نہیں مدافعت کرو عنقریب یورپ سے معقول کمک آجائیگی پھر ترکوں کو بجز واپسی کچھ نہ بن پڑیگا *

بہرحال مستند مورخین کے اقوال کی بنا پر جب سلطان کو صلح سے کام چلنے کی توقع نہ رہی تو اُس نے عام ہلّہ کی تیاریاں کردیں، فوج کو مختلف حصّوں پر تقسیم کر کے ایک ایک امیر کے زیر نشان متعین کیا، اور کیمپ میں منادی کرادی کہ جو شخص سب سے پہلے شہر پناہ پر چڑھجائیگا اُسے ممالک عثمانیہ کے سب سے زرخیز صوبہ کا حاکم بنایا جائیگا۔ اور بہت کچھ انعام واکرام ملیگا، خود سلطان میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار فوج کی صفوں میں گشت لگاتا پھرتا اور شجاعان اسلام کی ہمت بڑھاتا جاتا تھا۔ مجاہدین کا گروہ سب سے پہلے آگے بڑھایا گیا انہیں سے ہر ایک اپنے ہاتھوں میں پتھر اور ریت سے بھرے ہوئے تھیلے سنبھالے تھا اور خندق پاٹنے کا ارادہ رکھتا تھا، پرجوش مجاہدین کی بھیڑ طوفان بحر کی طرح شہر پناہ کی طرف چلی اور شہر سے آگ برسنے لگی بہت سے غرب پہلے ہی ہلّہ میں شہید ہوکر ڈھیر ہوگئے ہزاروں زخمی بلبلانے لگے اور آتشباری کے دھوئیں سے روئے ہوا تاریک ہوگیا۔ باقاعدہ فوج سے

ہنوز جنبش بھی نہیں کی تھی دو گھنٹے تک یونانی فوج کو تھکا دینے کے بعد منتظم سپاہ آگے بڑھی اور ایک ایک فرقہ ہر سمت سے شہر پناہ پر چلا۔ آگے آگے لکڑی کے بنے ہوئے متحرک برج تھے جنپر سامنے سے بارہ کھالیں منڈہ دی گئی تھیں۔ اور اُن کو پانی سے تر کیا جاتا تھا تاکہ آگ اُنکو جلا نہ سکے۔ سپاہی ان برجوں کو دھکیلتے ہوئے لیچلے۔ ان برجوں کے اندر مسلح جنگ آور بیٹھے تھے اور آلات نقب اُنکے پاس تھے۔ بڑی بڑی سیڑھیاں اور کمندیں۔ غرضکہ جملہ سامان فصیل پر چڑھنے کے موجود تھے۔ غنیم کی آتش باری پھر تیز ہو گئی تھی اور ترکی قلعہ شکن توپیں آتش فشانی کر رہی تھیں۔ بڑے بڑے گولے دیواروں کے دھوئیں اُڑائے دیتے تھے۔ قیصر پالیولوگس خود بنفس نفیس مدافعین کی ہمت بندھاتا پھرتا تھا۔ توپوں کی گولہ باری نے دیواروں میں رخنے ڈالدئے۔ اور برج منہدم کر دئے۔ جن کے ملبوں سے خندق پٹ گئی۔ اور مقتولین کی لاشوں نے بھی خندق کا تختہ ہموار بنا دیا۔ پھر تو عثمانی سپاہ جان پر کھیلکر شہر میں گھس پڑی۔ اور (۲۹) مرتبہ محاصرہ کی مار اُٹھانے والا مستحکم شہر قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ قیصر روم اسی معرکہ میں مارا گیا۔ اور شہر پر عثمانی عَلَم لہرانے لگا۔ آہ! وہ شہر جس نے انتیس مرتبہ محاصرہ کی آفت جھیلی تھی اور ہر بار سرخروئی کے ساتھ بچ رہا تھا آج تین لاکھ آبادی رکھنے کے باوجود اپنی مدافعت میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور سلطان محمد ثانی فاتح خدا کے سجدہ شکر میں پشت زین پر سر رکھے ہوئے اُس میں داخل ہوا۔ سلطان ممدوح نے بجز ایا صوفیا کے عظیم الشان کنیسہ کے اور باقی تمام گرجے عیسائیوں کے پاس رہنے دئے۔ ایا صوفیا کو خدائے واحد کی پرستش کا مقام بنا دیا گیا۔ اور تثلیث کی ناپاکی سے نجات ملی۔ فاتحین کے ہاتھ اس قدر دولت لگی تھی جسکا شمار نہیں ہو سکتا۔ قصر قیصری یورپ و ایشیا کی نفیس مصنوعات اور آثار قدیم سے بھرا پڑا تھا۔ وہ سب سامان آل عثمان کے قبضہ میں آیا۔ اور ایک صدی سے زائد عرصہ کی بلکہ یوں کہئے کہ سات صدیوں کی آرزو یعنی فتح قسطنطنیہ ماہ جمادی الاخریٰ کی دسویں تاریخ یوم سہ شنبہ ۸۵۷ھ میں پوری ہوئی۔ پورے ترپن ٥٣

دنوں تک محاصرہ رہا۔ بعض لوگوں نے اسکی تاریخ فتح کا مادہ یہ "بلدۃٌ طیبۃٌ" کے فقرہ میں نکالا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد سلطان نے قیصر روم کی لاش ڈھونڈہنے کا حکم دیا۔ اور جب وہ ملگئی تو شاہانہ اعزاز کے ساتھ اُسکے اجداد کے مقبرہ میں دفن کرادیا۔ پھر سلطان نے اُن بہت سے یونانی امیروں کو مہربانی کرکے رہا کردیا جو فوج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئے تھے۔ اہل شہر سے نہائت اچھا برتاؤ کیا گیا۔ سلطان محمد ثانی کی خوش اخلاقی اور انسانیت پر اِس امر سے استدلال ہوسکتا ہے کہ اُس نے عیسائیوں کے لئے ایک پورا محلہ علاوہ اُنکے گرجوں اور خانقاہوں کے بدستور باقی رہنے دیا +

سلطان ممدوح نے یہ محلہ ایک عیسائی انجنیر کو عطا کردیا تھا جسکا نام کرسٹیول تھا اور اُس نے محاصرہ قسطنطنیہ کے دوران میں بحکم سلطانی چند اچھی جنگی عمارتیں بنائی تھیں مورخ دالٹر نے یہ قصہ بیان کرنے کے بعد یوں لکہا ہے کہ "گو یہ حادثہ کوئی قابل ذکر حادثہ نہ تھا لیکن مجھے اُس کے بیان سے یہ بات دکھانا مقصود تھی کہ ترکوں نے نصاریٰ کے ساتھ ہرگز اُس سنگدلی اور بیرحمی کا برتاؤ نہیں کیا جسکو ہم اپنے ذہن میں سوچے بیٹھے ہیں حالانکہ اسی امر کے مقابلہ میں عیسائی ممالک کا حال دیکھا جائے تو وہاں مسلمانوں کی کسی عبادت گاہ کا ہونا ایک ناممکن بات ہے ترک لوگوں نے محکوم یونانیوں کو اُنکے کنیسوں میں نہایت آزادی کے ساتھ عبادت کرنے دی اور مجمع الجزائر یونان میں اُنکی دینی حکومت بالکل بحال رکھی"

قسطنطنیہ کی فتح نے تمام یورپ کو حیران و ششدر بنا دیا اور وہاں کے تاجداران میں سخت تہلکہ مچگیا تھا۔ سلطان محمد دوم نے رعایا کے ساتھ ہر طرح کی عنائت و مرحمت ظاہر کی اور تارک الوطن لوگوں کو واپس آکر اپنے ملک میں آباد ہونے کی اجازت دی اسی کے ساتھ اُس نے عیسائی رعایا کی مذہبی آزادی بحال کرکے غیر مذہب حکومت سے جو بے چینی اور ناراضی پیدا ہوتی وہ بالکل مٹا دی +

بعض مورخین نے لکہا ہے کہ قسطنطنیہ کے فتح ہوتے ہی باشندگان ممالک

یونان میں ایسی ابتری پھیلی جیسی بیت المقدس کے فتح ہونیکے بعد بنی اسرائیل میں پھیلی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یونانیوں پر کوئی سخت ترین آفت نازل ہوگئی ہے۔ مورہ اور اُس کے آس پاس والے جزیروں کے رہنے والے بدحواس ہوکر اپنے گھربار چھوڑکر نکل بھاگے اور ایسے حواس باختہ تھے کہ یہ بھی نہیں سوچتے تھے کہ ہم جاتے کہاں ہیں۔ تمام سمندر یونانی خاندانوں کے تارک الوطن مسافروں کی کشتیوں سے پٹا پڑا تھا اور مال و اسباب اُٹھانے والے جہازات کی بیحد مانگ ہو رہی تھی یونانی کنبے جھونپڑوں اور کوہستانی خانقاہوں میں جا کر پناہ لے رہے تھے یا اُن جزیروں میں چلے جاتے تھے جہاں بندقیہ اور جنیوا والوں کی حکومت و سکونت تھی سلطان محمد دوم نے یہ ابتری ملاحظہ کی تو اُس نے حکم دیا کہ بہت جلد حسب دستور ایک یونانی بطریق (مذہبی حکمران) منتخب کیا جائے اور "جارج جینا دیوس" اِس عہدہ کے لئے چنا گیا جسکو سلطان نے اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا اور بطریق کا عصا اُسکے ہاتھ میں دیکر فرمایا "تم اپنی قوم کے بطریک رہو اور خدا تمہاری مدد و حفاظت فرمائے، تمہیں ہر حالت میں میری محبت اور خلوص نیت کی طرف سے مطمئن رہنا چاہئیے اور جو خصوصیتیں تمہارے اسلاف کی مدتوں سے چلی آتی ہیں وہ سب آئندہ بھی تمکو حاصل رہینگی"

یونانیوں کو جان و مال کی طرف سے اطمینان اور مذہبی آزادی حاصل ہوچکی۔ تو سلطان ممدوح نے ایک فرمان صادر کیا جسکے رو سے اہل یونان کو اپنی پارلیمنٹری حکومت بنانیکا حق دیا گیا تھا چنانچہ اُن لوگوں نے فاتح قوم سے بالکل جداگانہ اپنے محکمے قائم کئے اور اونکا بطریق جو وزیر کا ہم مرتبہ مانا جاتا تھا اُسکو ینی چری فوج کے افسروں کا آنریری عہدہ دیا گیا تھا، بطریق کی کونسل میں تمام دیوانی اور فوجداری کے جملہ معاملات طے پایا کرتے تھے اور یہ مجلس یونانی گروہ کے معزز لوگوں سے مرتب تھی اور ہر طرح کے احکام یہانتک کہ قتل کے حکم بھی صادر کرتی تھی، اور یہ خصوصیتیں محض قسطنطنیہ کے بطریک تک محدود نہ تھیں بلکہ اُسکے وہ تمام ماتحت عہدہ دار بھی ایسے ہی حقوق رکھتے تھے جو ملک کے ہر ایک حصہ میں مامور تھے۔

یورپ کے اکثر مورخ اس وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ سلطان محمد ثانی فاتح ایک تند مزاج اور وحشی خصال فرمانروا تھا جیسا کہ اَور مسلمان حکمرانوں کی نسبت اُنکا خیال ہے، اور خاصکر مورخین یونان جنکی حکومت اُس کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھی اُسکی بابت ایسے امور تحریر کرتے ہیں جنکو مطالعہ کرکے خود اُن مورخین کی جہالت و حماقت پر افسوس آتا ہے کہ تعصب اور ہٹ دھرمی نے اُنکے قلم سے کس قدر شرمناک اور خلاف واقعہ باتیں ظاہر کر دی ہیں - والٹر مورخ لکھتا ہے "سلطان محمد فاتح کی دانشمندی اور متحمل مزاج ہونے کا صریحی ثبوت اِس بات سے ملتا ہے کہ اُس نے مغلوب عیسائیوں کو اپنا بطریرک انتخاب کرنیکا حق دیا اور پھر جب بطریرک کا انتخاب ہوچکا تو اُسے اپنے ہاتھوں اِس معزز عہدہ کا خلعت پہناکر عصا اور خاتم کے عطیہ سے سرفراز کیا، چنانچہ جب سلطان نے یونانی بطریرک کو عصائے بطریرکی دیکر اُس کے ہاتھ میں انگشتری پہنائی ہے تو وہ کہنے لگا تھا "میں حضور کی اِس عزت افزائی کا نہایت ممنون ہوں اور شرمندگی کے ساتھ اسکے شکریہ ادا کرنے میں قاصر رہنے کی معافی چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پیشرو بزرگوں نے خود عیسائی حکمرانوں کے وقت میں ایسے اعزاز و اکرام کا نمونہ نہیں دیکھا" +

مسلمانوں کے ہاتھوں شہر قسطنطنیہ کا فتح ہونا ایک اہم تاریخی واقعہ بنگیا کیونکہ مورخین نے اُسے وسطی صدیوں کی تاریخ اور موجودہ زمانہ کی تاریخ کے مابین حد فاصل قرار دیا - اور دنیا کے بادشاہوں نے اِس خبر کو سُنکر سلطان محمد فاتح کے پاس مبارکباد کے خطوط بھیجے کیونکہ قسطنطنیہ کا فتح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا - بہت سے امرا، سلاطین اور خلفاء اُسپر فوجکشی اور سخت آزمائی کرکے ناکام رہ چکے تھے اور ہزاروں قیمتی جانوں کے ساتھ بے شمار مال و زر برباد کر گئے تھے +

کسی نے فتح قسطنطنیہ کی کیا اچھی تاریخ لکھی ہے :-

دام امن الفتح قوم ادلون

حاذہ بالنصر قوم اخرون

۸۵۷ھ

سلطان محمد فاتح نے شہر قسطنطنیہ کی شکست وریخت کی درستی اور انتظامات اندرونی سے فراغت حاصل کرلی تو ۸۵۸ھ میں بے شمار لشکر جرار ہمراہ رکاب لیکر نئی فتوحات حاصل کرنے کی لئے اُٹھا اور صوبہ بوسنیا پر حملہ آور ہو کر اُس کے بہت سے شہر فتح کر لئے، پھر موریہ کی مملکت پر رجوع ہوا لیکن اس ملک کے دونوں حاکموں دیمتریوس اور توماس نے (۱۲۰۰۰) اشرفیاں سالانہ باج دینا منظور کرکے اپنا ملک بچا لیا۔ فوجکشی سے پہلے سلطان نے کپتان خاص یونس کی زیر کمان ایک جنگی بیڑہ جہازوں کا بحری فتوحات کے لئے روانہ کیا تھا جسنے قلعۂ اینوز اور سماندریک وطاشیوز دو جزیرے فتح کرکے اہل بندقیہ کو جو ان مقامات کے مالک تھے وہاں سے نکال دیا۔ پھر سلطان محمد دوم اِن کامیابیوں کے بعد ایڈریانوپل میں داخل ہوا تو اپنے وزیر قرہ خلیل پاشا کو قیصر قسطنطنیہ سے رشوت ستانی کے جرم میں قتل کردیا کیونکہ اس وزیر نے دوران محاصرہ میں قیصر سے رشوت لیلی تھی اور سلطان کو شہر کے فتح کرنے سے بلطائف الحیل باز رکھنے کی سخت کوشش کیا کرتا تھا، اس کے علاوہ دو اور وزیروں یعقوب پاشا اور محمد پاشا کو بھی بدگمانی کی وجہ سے معزول کرکے دور دراز ملکوں کیطرف جلا وطن کرادیا۔ خلیل پاشا کے قتل کے بعد مسند وزارت دو سال تک خالی رہی یہانتک کہ آخرکار مشہور وزیر اعظم محمود پاشا کا اس عہدہ پر تقرر ہوا۔

قسطنطنیہ کی فتح نے اہل یورپ کو ترکوں کی آتش حسد میں جلا دیا۔ خاصکر پوپ وسیم کالکستوس سوم جسکو یہ توقع تھی کہ وہ مشرقی اور مغربی رومی کنیسیوں کو باہم ملا کر ایک کر دیگا اس خبر کی اطلاع پاتے ہی اس قدر برافروختہ ہوا کہ جامہ سے باہر ہوگیا اُس نے فوراً ایک صلیبی جنگ کی تیاری شروع کردی جسمیں وہ کامیاب بھی ہوا اور ۸۶۰ھ مطابق ۱۴۵۶ء میں یورپ کی متحدہ سپاہ یورپین حدود ترکی پر حملہ آور ہوئی۔ سلطان محمد فاتح بھی تیار ہو کر مقابلہ کے لئے اُٹھا اور ڈیڑھ لاکھ جان نثار فوج مع (۲۰۰) جنگی جہازوں کے بیڑہ کے اہل یورپ کے مقابلہ پر جا پہونچا، سلطان نے شہر بلگریڈ دار السلطنت سرویا کو جو ہنگری کی سرحد پر تھی دونوں سمتوں سے محاصرہ میں لے لیا اور قریب تھا کہ اُسے فتح بھی کر لیتا لیکن اسی اثنا میں

جان ہونیاد ہنگری کا نامور سپہ سالار اہل بلگریڈ کی امداد کے لئے آپہنچا اور اس نے عثمانی بیڑہ کا ایک حصہ تباہ کرنے کے بعد شہر میں داخل ہونیکا راستہ نکال لیا، ہونیاد نے شہر میں پہنچکر اس جرأت و ہمت سے اسکی محافظت کا کام شروع کیا کہ سلطان بلگریڈ کا محاصرہ توڑنے پر مجبور ہوگیا کیونکہ ہونیاد کے ہاتھوں بہت سی ترکی فوج غارت ہوگئی تھی، مگر ہونیاد بھی ان لڑائیوں میں کاری زخم کھانے سے نہ بچ سکا اور ایسا زخمی ہوا کہ محاصرہ ٹوٹنے کے بیس دنوں کے بعد اسی صدمہ سے مرگیا۔ سلطان کو ہونیاد کی خبر مرگ پہنچی تو اس نے محمود پاشا صدر اعظم کو دوبارہ ملک سرویا پر حملہ آور ہونے کیواسطے ارسال کیا اور یہ سارا ملک عثمانی مقبوضات میں شامل ہوگیا، فتح سرویا کے بعد سلطان نے سیروز اور یکی شہر، کے راستہ سے مورہ کا رُخ کیا اور شہر کورنتائن پر مع اُسکے متعلقہ شہروں کے قبضہ کرلیا، کورنتائن اور اس کے متعلقات کی فتح کے بعد تو ماس قسطنطین کے پاس کوئی ملک نہیں رہگیا اور اس نے مملکت مورہ میں پناہ لی، سلطان کا قصد تو یہی تھا کہ وہ اس مرتبہ ملک مورہ کو کامل طور سے فتح کرلے لیکن دیمتریوس کی عاجزی اور باجگزاری پر رضامندی آڑے آگئی لیکن چندہی روز بعد اس نے پھر سر اُٹھایا تو سلطان اس کے ملک میں داخل ہوگیا جس سے توماس قسطنطین نے اٹلی کیا میں بھاگ کر پناہ لی اور دیمتریوس مجمع الجزائر یونان کے کسی جزیرہ میں پہنچکر مرگیا +

۸۶۳ھ میں سرویا کا ملک بجز شہر بلگریڈ کے بالکل فتح ہوگیا اور اس کی آزادی چھین لی گئی۔ ورنہ جنگ قوصوہ کے بعد سے یہ ملک سلطنت عثمانیہ کا باجگزار رہتا آیا تھا۔ بلگریڈ کا شہر حکمران ہنگری کے ہاتھوں میں رہنے کے باعث بچگیا +

ناصرہ، سینوب، اور طرابزون کی فتح

سلطان مراد مرحوم سرویا اور یونان کے ملکوں پر فتحیاب ہو کر ان باقیماندہ ملکوں کی فتح پر متوجہ ہوا تھا جو سواحل بحر اسود پر واقع اور اسوقت تک خود مختار و آزاد تھے، یہ تین شہر ناصرہ، سینوب اور طرابزون، نامی تھے جنمیں سے پہلا اہل جنیوا کا ماتحت تھا،

دوسرے شہر یعنی طرابزون پر قسطنطنیہ کے قیصری گھرانے کے ایک امیر کا قبضہ تھا جسنے سنہ ۶۰۰ھ میں صلیبی جنگوں کے دوران میں قسطنطنیہ پر تسلط کر لیا تھا۔ سنہ ۸۶۳ھ میں شہر اماصرہ پر سلطان کا قابو چلگیا اور اسی سال میں اُسنے طرابزون کی حکومت بھی درہم برہم کر ڈالی۔ سنہ ۸۶۵ھ میں امیر اوزون حسن ایک ایشیائی امیر نے بہت زور بھی لگایا۔ کہ کسی طرح یہ ملک عثمانیوں کے قابو میں نہ آئے لیکن سلطان اُسپر دوبارہ قابو پاگیا اور وہاں کے بادشاہ کو مع اُسکے خاندان کے قسطنطنیہ میں لاکر نظر بند کر لیا، +

شہر سنیوب پر اس سلطان نے یوں قبضہ کیا تھا کہ زمانہ سابق سے جو اسلامی حکمرانوں کا خاندان سنیوب اور قسطمونی پر حاکم چلا آتا اور خاندان اسفندیار کے نام سے موسوم تھا اُسکا آخری امیر اسماعیل بیک پاشا کے ہاتھوں مقہور ہوا، یہ خاندان اگرچہ دولت عثمانیہ کا باجگزار تھا لیکن تیمور لنگ کی نسل سے ہونے کے باعث دل میں اُسکا سخت بدخواہ رہتا اور اکثر اوقات بیجا فتنہ انگیزی کرتا رہتا تھا۔ سلطان نے دیکھا کہ یہ بغلی گھونسا ہر موقعہ پر مضرت پہنچاتا ہے تو اُس نے ارادہ کر لیا کہ اب اسکا پوری طرح خاتمہ ہی کر دے۔ اسلئے برّی اور بحری فوج لیکر سنہ ۸۶۴ھ میں اُسپر حملہ کیا اور آخرکار ایک سال کی مدّت میں یہ سب ملک فتح ہی کر کے واپس آیا +

ترکوں نے شہر طرابزون کا حصار کرنے کی حالت میں وہاں کے بندرگاہ میں ایک بڑا جہاز پایا تھا جسکی باربرداری کا وزن (۱۱۲) ٹن تھا، اس نمونہ کو دیکھکر اُنہیں بڑے بڑے جہازات بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اور اُسکو کارخانہ جہاز سازی میں لاکر ویسا ہی ایک جہاز تیار کیا لیکن یہ جہاز وزن میں نمونہ کے جہاز سے بہت بڑھگیا تھا۔ اسی واسطے جب اُسے پانی میں تیرایا گیا تو وہ دریا کی تہ میں بیٹھ گیا اور اسکا نتیجہ انہوں نے یہ نکالا کہ کارخانہ کا موقع اچھا نہیں ہے اس لئے وہ کارخانہ کو اُسکے موجودہ مقام پر منتقل کرلائے۔ سنہ [illegible]ھ میں افلاق[1] والوں نے سلطان کے پاس اپنے ظالم حکمران کے

---

[1] مملکت رومانیا کا ایک حصّہ اور اُس کے مغربی سمت میں واقع ہے۔ تاریخ ٹرکی میں اسکا ذکر بار بار آئیگا +

ہاتھوں سے تنگ آکر فریاد کی تو سلطان نے ایک ترک افسر کی معرفت اُسے سمجھانے کا عزم کیا اور حمزہ پاشا والی ویدین کو حکم دیا کہ تم اس نامعقول کو جاکر سمجھاؤ کہ رعایا کو ستانا اچھا نہیں ہوتا۔ وہ امیر جسکا نام ولاڈ (کالاشیطان) تھا بجائے اسکے کہ سلطان کی نصیحت مانتا اُسنے الٹے بغاوت پر کمر باندھی اور حمزہ پاشا عثمانی سفیر کو مع اُسکے ساتھیوں کے گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ سلطان اس واقعہ کی خبر پاتے ہی اُسپر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔ مگر شریر اور شامت زدہ ولاڈ سلطان کی آمد سے پہلے ہی ترکی مملکت کی حدود پر لوٹ مار مچانے لگا، سلطان نے اپنے وزیر اعظم محمود پاشا کو اُسکی سرکوبی پر مامور کیا جو خشکی کیجانب سے سپاہ جرار لیکر چلا اور سلطان نے جنگی بیڑہ کے ساتھ براہ دریا کوچ کیا، ترکی فوج نے ولاڈ کی سپاہ کو پہلے ہی معرکہ میں بالکل پامال کر دیا اور ولاڈ بھاگ کر ملک ہنگری کو چلا گیا۔ سلطان نے مفرور بادشاہ کے بھائی اڈولہ نامی کو ملک افلاق کا حکمران بناکر فتح و ظفر کے ساتھ دارالملک کی جانب رجعت فرمائی ۔

ڈیللی کی فتح

سلطان فاتح مذکورہ بالا لڑائیوں سے فارغ ہو چکا تو اُس نے اپنی کُل توجہ بحری قوت بڑھانے میں صرف کرنی آغاز کی اور عثمانی جنگی جہازات بندقیہ والوں کے جہازوں کی شکل پر بنوائے، ہر سال ترکی جنگی جہازوں کا بیڑہ بحر مجمع الجزائر یونان میں نکلکر حملے کیا کرتا اور بحری جنگ کی مہارت دکھایا کرتا تھا۔ مگر جزیرہ مڈللی چونکہ آبنائے ڈارڈنلز کے عین برابر واقع تھا اور امیر بندقیہ والوں کا قبضہ تھا سلطان کا مصمم ارادہ ہو گیا کہ اُسے ترکی املاک میں شامل کیا جائے چنانچہ ۸۶۶ھ میں محمود پاشا وزیر اعظم ترکی سپاہ کے ساتھ اور خود سلطان آستانہ اور گلیپولی کے بیڑوں کو لیکر اُسپر حملہ آور ہوا، ترکی سپاہ نے ساحل اناطولیا پر اُتر کر شہر کا محاصرہ شروع کیا اور بہت جلد وہاں کے حاکم نے اطاعت مان لی جسکے بعد وہاں ترکوں کا تسلط مستحکم ہو گیا اور سلطان نے شہر قسطنطنیہ کے اُس بحری راستہ پر جو ڈارڈنلز میں ہو کر آتا ہے جنگی استحکامات بنانے شروع کر دئیے ۔

ملک بوسنیا کی فتح

بوسنیا کا حکمران مملکت سرویا کے معاملات میں اپنی مداخلت کی ناکامی دیکھکر ادہر سے مایوس ہوگیا تو اُس نے اپنا سالانہ خراج روکدیا - اور خاص کر اِس لئے اُسے اور بھی تمرد کی جرأت پیدا ہوئی - کہ اُسنے سلطان فاتح اور بندقیہ والوں کے آپس میں جنگ چھڑنے کا سامان ہوتے دیکھا، سلطان کو اِس حالت کا علم ہوا تو اُس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کرکے پہلے بوسنیا ہی پر حملہ آور ہونے کی تجویز ٹھیرادی - اور ۸۶۷ھ میں اس ملک پر وزیر اعظم محمود پاشا کو روانہ کیا گیا، شاہ بوسنیا ترکی سپاہ کے ہاتھوں سے مارا مارا پھرتا ہوا شہر کلوچی میں قلعبند ہوگیا - اور آخر کار اپنے آپ میں تاب مقاومت نہ پاکر عاجزی کے ساتھ طلبگار عفو ہوا - ترکوں نے اُسے گرفتار کرلیا اور باقی ماندہ شہروں کو بھی زیر کرکے یہ ملک مکمل طور سے فتح کرلیا - جب سلطان ادہر سے واپس آگیا تو ہونیاد کے بیٹے متیاس کورفین نے بوسنیا پر حملہ کردیا اور سلطان کو دوبارہ اسکی سرکوبی کے لئے فوجکشی کرنی پڑی اور ہنگری والوں کو بے شمار قتل و خونریزی کے بعد اس ملک سے نکالدیا گیا، اسوقت سے بوسنیا کا صوبہ عثمانی ممالک میں شامل کرلیا گیا - اور وہاں بقدر کفایت محافظ ترکی سپاہ رکھی جانے لگی - ازاں بعد اس ملک کے اکثر اشراف دلی رغبت سے مشرف باسلام بھی ہوگئے *

بندقیہ والے ہمیشہ اس کوشش میں سرگرم رہتے تھے کہ کسی طرح ترکوں کو ملک موریہ سے نکال دیں بلکہ وہ اِن مقاموں میں بغاوت برپا کراتے رہتے اور اُنہوں نے بیشمار عثمانی ترکوں کو قتل کردیا تھا، اور اپنے ساتھ جہازوں کا بیڑہ لاکر مقام انیوز پر قبضہ بھی کرلیا تھا - چنانچہ اِنہی وجوہ سے ترکوں کو اُن سے بحری جنگیں شروع کردینے کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال تک جانبین میں سخت بحری معرکے ہوتے رہے جسکا انجام یہ ہوا کہ آخرکار ترکوں نے جزیرہ اغریبوز پر قبضہ کرلیا جو بحر روم کے جزائر میں اہل بندقیہ کی نوآبادیات کا مرکزی مقام تھا - یہ واقعہ ۸۷۳ھ کا ہے - محمود پاشا وزیر اعظم نے اس

جزیرہ کو فتح کیا جو ایک سو جنگی جہازوں کے بیڑہ سے اس پر حملہ آور ہوا تھا۔ جنگ مذکور کے دوران میں امیر البحر نیکوآس کو ماتل کی ماتحتی میں ایک بندقیہ کا جنگی بیڑہ جس میں اسی جہاز تھے جزیرہ والوں کی مدد کے لئے بھی آیا لیکن وہ یہاں کے قلعہ پر ترکی نشان اُڑتا دیکھکر پلاس پانداریس کی طرف بھاگ گیا۔ بندقیہ والوں کا قلع قمع کر کے سلطان فاتح نے ایشیائی مقبوضات کی اصلاح پر توجہ مائل کی جہاں کی چھوٹی چھوٹی طوائف الملوکی حکومتیں رات دن ہنگامہ پردازی میں سرگرم رہتی تھیں اور عثمانی حکومت کے راہ میں کانٹے بوتے سے باز نہیں آتی تھیں چنانچہ اس نے قرمان کی حکومت کا یہ فیصلہ کیا کہ اس کی آزادی پامال کر کے اُسے قلمرو عثمانیہ کا جزو بنا لیا اور وہاں کے امیر اسحٰق بک کو گرفتار کر لیا، اسی طرح دولت علیہ کے سخت ترین دشمن اوزون حسن کی قوت کا بھی خاتمہ کر دیا جو تیمور لنگ کا خلیفہ دریائے جیحون و فرات کے مشرقی و مغربی ممالک پر قابض تھا اور پھر وہ دولت علیہ کے مقابلہ میں کبھی سر نہ اُٹھا سکا ✦

فتح کریمیا

مشرقی روس، جزیرہ نمائے کریمیا، اور تمام وہ مقامات جو بحر اسود کے شمال میں واقع ہیں اُن پر چنگیز خان بن ہلاکو کے زمانہ سے تاتاری امیروں کی حکومت چلی آتی تھی اور یہ گروہ تیمور لنگ کے عہد میں قبول اسلام سے بھی مشرف ہو گئے، تیمور نے ممالک قازان، انودرہان، کریمیا، اور قبچاق کے تاتاریوں کو متحد بنا کر اُن سے قبچاق کی حکومت ترتیب دی اور یہ حکومتیں ایک عرصہ تک قوی اور فاتح رہکر حکمرانی کرتی رہیں مگر ایک مدت گزر جانے کے بعد انمیں کمزوریاں اور بدانتظامیاں پیدا و نمایاں ہو چلیں اور اہل جنیوا نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر آزاق، کفہ، اور منکوب، وغیرہ بندرگاہوں کو فتح کر کے یہاں اپنے تجارتی گدام کھولدئیے، اور ان ملکوں میں اندرونی ہنگاموں کے برپا ہونے سے خوب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ خصوصاً بحیرہ

سلطان محمد فاتح نے اپنے وزیر اعظم کریک احمد پاشا کو جو محمود پاشا کی معزولی کے بعد عہدۂ وزارت پر فائز ہوا تھا۔ مذکورہ بالا مقامات کو اہل جنیوا سے واپس لینے کے لئے ارسال کیا اور وزیر مذکور (۳۰۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر اُن بندرگاہوں پر جا پہنچا جنہیں متعدد لڑائیوں کے بعد اہل جنیوا سے چھین لیا اور اُنکو وہاں سے نکال باہر کر دیا۔

اسی اثناء میں اتفاق سے قبچاق کے آخری تاجدار حاجی گرآے کا انتقال ہوگیا اور اُسکے بارہ بیٹوں میں تخت سلطنت کی بابت جنگ چھڑ گئی مدت تک وہ لوگ آپس میں لڑتے رہے جس سے یہ سلطنت بیحد کمزور ہوگئی اور ملک میں ہر طرف بدامنی پھیل گئی۔ عظیم الشان حکومت قبچاق کے متعدد حصے بخرے ہو جانے سے اُس کے رعب و داب میں بھی فرق آگیا تھا اسلئے کریمیا کے عالموں اور معزز لوگوں نے ایک محضر تیار کر کے سلطان عثمان کے پاس ارسال کیا جس میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ قبچاق کے شہزادوں میں باہم صلح کرادے اور ملک میں امن و امان قائم کرنے کی زحمت گوارا کرے، اتفاق وقت سے ترکی بیڑہ جہازات نے جنیوا کے بیڑہ پر فتح پاکر وہاں کے جو لوگ گرفتار کئے تھے اُنمیں ایک حاجی گرآے کا بیٹا مسمی بہ منگلی گرآے بھی تھا اور سلطان کو اُس کے حالات کا علم ہوا تو اُس نے اُسکی بہت کچھ قدر و منزلت کی نیز وہ محضر اُسے بھی دکھایا۔ پھر اُسے خان کریمیا مقرر کر کے خلعت و شاہی مراتب دیکر اُسکے ملک کو بھیجدیا۔ چنانچہ اُسی وقت سے کریمیا کا ملک ترکی حکومت کا ایک جزو لاینفک صوبہ بنگیا۔ اور وہاں کی تجارتی فوائد عثمانی لوگوں کے قابو میں آگئے۔ پھر بھی ترکی بیڑہ جسنے کفہ کو فتح کیا تھا بندرگاہ آق کرمان پر بھی حملہ آور ہوا اور اُسے فتح کر کے دریاے ڈنیوب میں گھس پڑا۔ تاکہ ملک بغدان پر حملہ آور ہو جہاں سلطان فاتح ایک بھاری لشکر لیکر خشکی کی طرف سے حملہ آور ہو چکا تھا لیکن ترکوں کو اس ملک کے میدانوں اور جنگلوں سے واقفیت نہ تھی اسی واسطے وہ ناکام رہے اور پسپا ہونے پر مجبور ہوئے۔ ترکوں کی اس واپسی نے اسٹیفن چہارم حکمران بغدان کو ایسی شہرت عطا کی کہ پوپ رومیہ نے اُسکو حامی دین عیسوی کا معزز لقب عطا کیا اور سلطان فاتح نے بغدان سے ناکام جانیکا بدلہ چند روز بعد

دوسری طرف یوں حاصل کرلیا کہ وہ ۸۸۲ھ میں بندقیہ والیوں کی بہت بڑی املاک پر قابض بنگیا اور کرواسیا اور ڈلماشیا کی دونوں اقلیموں سے فتوحات حاصل کرتا ہوا آگے بڑھگیا تو بندقیہ والوں کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں تُرک ہمارے اصلی شہر پر بھی نہ قابض ہوجائیں۔ اسلئے انہوں نے ایک لاکھ اشرفیاں سالانہ خراج دینے کی شرط پر سلطان سے مصالحت کرلی۔ اور شہر کرویا یعنی آقچہ حصار جو اسکندر بک البانی کا پائے تخت تھا وہ بھی ترکوں کو واپس دیدیا کیونکہ جسوقت ترکوں نے اسکندر بک کو البانیا سے شکست دیکر نکال دیا تھا تو وہ بندقیہ والوں کے پاس آکر پناہ گزین ہوا اور اپنی وفات کے وقت اُنکو اپنا وارث بناگیا تھا۔ بعد ازیں سلطان فاتح نے نبادقہ سے کئی مقامات اور بھی فتح کئے اور شہر اشقودرہ پر جو اُنکا بیحد ضروری مقام تھا تسلط کرلیا البتہ بندقیہ والوں کو چند تجارتی رعایتیں ان مقاموں میں عطا کردی گئیں۔ اور ۸۸۴ھ میں اس معاہدہ پر جانبین نے دستخط کئے +

فاضل مورخ فرید بک لکھتا ہے کہ "عثمانیہ حکومت نے معاملات یورپ میں دخل دینے کے لئے سب سے پہلا قدم یہی بڑھایا تھا کیونکہ اُن دنوں بندقیہ کی جمہوری حکومت یورپ کی سب سے بڑی تجارتی اور بحری حکومت تھی اور اگر دنیا میں کوئی دوسری حکومت اُس کی ہمسر تھی تو وہ ایک جنیوا کی جمہوری حکومت تھی"

۸۸۳ھ میں ترکوں نے صوبہ البانیا پر قبضہ کرلیا تو اسکندر بک کے دادا کسٹریو کا گھرانا جو وہاں حکومت پر تھا البانیا سے نکلکر اٹلی کے صوبہ نابولی میں چلاگیا اور نابولی کے حاکم نے اُنکو کچھ جاگیر اور زمین بغرض سکونت عطا کی پھر اہل البانیا کا ایک اور فرقہ بھی وہاں چلاگیا اور شاہ نابولی نے اُنہیں کلابریا کے خطہ میں سکونت کی اجازت دی، تُرک لوگ بوسینیا اور البانیا کے ملکوں پر قابض ہوچکے تو اُنکو اہل بندقیہ اور اہل ایطالیا کے ملکوں پر چھاپے مارنے کا بہت عمدہ موقع ہاتھ آگیا۔ اور وزیر کدیک احمد پاشا کو ایطالیا کے شہر اوٹرانٹ اور اُس کے مضافات پر قابض ہوجانیکا موقع ملگیا۔ یہ شہر عرصہ تک ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ مگر سلطان فاتح کی وفات اور وزیر کدیک احمد پاشا کی حکومت ولائت متعدیا کے

معزولی کے بعد اہل فرنگ نے پھر یہ شہر ترکوں سے چھین لیا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ پوپ رومیہ سکنوٹس چہارم کو جب عثمانی جنگی بیڑہ کی قوت اور شہر ٹرنٹا کے فتح کرنے میں اُس کی نمایاں کامیابی کا علم ہُوا۔ نیز اُسے یہ پتا لگا کہ اب ترکوں کا ارادہ تمام ملک اٹلی فتح کرلینے کا ہے تو اُس نے کوہستان آلپس میں بھاگ جانیکی تیاریاں شروع کردیں مگر قضا و قدر اور موجودہ حالات نے دولت عثمانیہ کو اس عظیم الشان کام کے انجام تک پہنچانے کی مہلت نہیں دی۔ لہٰذا یہ ملک فتح نہ ہو سکا +

سنہ ۸۸۳ھ میں سلطان ممدوح نے ایک بیڑہ تیس جنگی جہازوں کا بک سنجق قوچہ ایلی کی ماتحتی میں قلعہ تونہ کی فتح کیلئے ارسال کیا جو ابتک جنیوا والوں کے قابو میں تھا اور سمندر میں اناق کے نزدیک واقع تھا۔ کدیک احمد پاشا کو اسکے فتح کا موقع نہیں ملا ورنہ وہ کریمیا پر قابض ہونے کے ساتھ ہی اسکے بھی لتے لے ڈالتا اسکے علاوہ سلطان مذکور نے بوزچہ لطہ اور لمنادس کے جزیروں میں بھی قلعے تعمیر کرنے اور شہر بسانے کا حکم دیا کیونکہ یہ دونوں مقام بحر روم کے دریائی ڈاکوؤں کے جائے پناہ بن گئے تھے چنانچہ یہاں ترکی قلعوں کی تیاری سے بحری راستہ بہت مامون ہوگیا۔ نیز اسی سال میں سلطان فاتح اور سلطان خوشقدم حکمران مصر کے مابین ناچاقی ہوگئی جسکی وجہ یہ تھی کہ والی مصر نے امیر ارسلان حاکم مرعش کو حالت نماز میں قتل کرکے اُس کی جگہ اُسکے بھائی بداق بک کو مرعش کا حاکم بنا دیا۔ اور یہ مقام سلطان کے زیر اثر تھا۔ چنانچہ اُس نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی ارسلان کے تیسرے بھائی شہسوار بک کو جو دربار سلطانی میں حاضر تھا کافی فوج دیکر مرعش پر قابض ہونے کے لئے ارسال کردیا اور بداق بک بھاگ کر دوبارہ حاکم مصر کے پاس پناہ گزین ہُوا، سلطنت عثمانیہ اور مملکت مصر کے مابین اَن بَن ہو جانے کی یہی بنیاد تھی اور اسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیشہ چھیڑ چھاڑ چلتی رہی حتیٰ کہ سلطان سلیم خان نے مصر پر تسلط کرکے چراکسہ کی حکومت برباد کر ڈالی +

جزیرہ روڈس پر پہلا حملہ:۔ سنہ ۸۸۴ھ میں سلطان فاتح کو اطلاع ملی کہ جزیرہ

روڈس کے امیر کے جنگی جہازات عثمانی جہازوں پر سمندر میں حملہ آور ہوتے رہتے ہیں اور عام لوٹ مار مچایا کرتے ہیں تو سلطان نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اس کانٹے کو بھی راستہ سے دور کرنا چاہئے۔ روڈس کا امیر اُن صلیبی مجاہدین کے کسی امیر کی نسل سے تھا جو ملک شام سے خارج کئے جانے کے بعد اس جزیرہ پر قابض ہو کر یہاں توطن اختیار کرچکے تھے اور اُنہوں نے اسمیں بہت سے مستحکم قلعے تعمیر کرلئے تھے۔ سلطان نے (۱۶۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ بہ ماتحتی مسیح[1] پاشا کے اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا، ان جہازوں پر ایک لاکھ کے قریب ترکی سپاہ تھی۔ اس لشکر نے جزیرہ روڈس میں پہنچکر شہر کا محاصرہ کرلیا اور چند دنوں کے بعد بعض مختصر قلعے فتح بھی کرلئے لیکن مسیح پاشا نے چونکہ فوج کو مال غنیمت پر ہاتھ ڈالنے سے روک دیا اس لئے وہ کچھ بددل ہوگئے اور ہجوم میں سستی کرنے لگے، آخر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد یہ سپہ سالار وہاں سے واپس چلا آیا۔ اور جزیرہ روڈس کی فتح پچاس سال کے لئے موخر ہوگئی، سلطان فاتح کو اس ناکامی سے بددلی نہیں ہوئی بلکہ اُسکا جوش فتوحات اور بڑھتا گیا ۸۸۶ھ میں اُس نے پھر دو عظیم الشان لشکر تیار کئے جنمیں سے ایک فوج کو جزیرہ قبرس کی فتح پر مامور کیا اور دوسرا لشکر اپنے جلو میں لیکر مملکت ایران کے فتح کرنے کو چلا، مگر ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ اُسکو پیام اجل آپہنچا۔

سلطان فاتح کے زمانہ میں ترکی بحری قوت نے بیحد ترقی حاصل کی بلکہ مورخین نے اُسے سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت کا بانی مبانی مانا ہے، نیز اُس کے عہد میں ترکوں نے بے شمار قیمتی فتوحات حاصل کیں جن سے بہ نسبت سابق حکومت کی شان اور بڑھ گئی اور وہ تقریباً بحر اسود کے تمام اطراف، پورے بحیرہ مارمورا، اور مجمع الجزائر یونان کے بیشتر حصہ پر قابض و متصرف ہوگئی، اور ان سب باتوں کو نظر انداز کرکے اگر صرف فتح قسطنطنیہ ہی اُسے حاصل ہوتی تو یہی اُسکے فخر و مباہات

[1] اصلی نام مایسٹس تھا۔ یہ قیصر روم کے عزیزوں میں سے تھا فتح قسطنطنیہ کے بعد مسلمان ہوگیا اور اسلام کی بہت کچھ خدمت کی۔

کے لئے کافی تھی۔ سلطان فاتح نے دو فرزند نرینہ چھوڑے اوّل امیر بایزید اور دوم امیر جم

وہ بڑا جلیل القدر بادشاہ تھا اُسکے فضائل اور محاسن شمار میں نہیں آ سکتے۔ علم اور علماء کی بیحد قدر کرتا تھا، صاحب کرم تھا، دانشمندی میں اپنے زمانہ کا فرد مانا گیا ہے۔ کثرت فتوحات کے باعث اُسے دنیا کے نامور فاتحین کی صف میں جگہ ملی ہے، شہر ایتھنز کی فتح اور بندقیہ والوں کے جنگی بیڑہ کی شکست اسی کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوئی۔ آخر اُس نے بندقیہ والوں سے خراج وصول کر کے دم لیا اٹلی کے کئی ایک نامی شہر فتح کر لئے اور سارا ملک فتح کرنے پر آمادہ تھا، سلطنت طرابزون کے دھوئیں اڑا دئیے کاش اگر موت اُسکو مہلت دیتی تو وہ اپنے باندھے ہوئے منصوبے بالکل مکمل کر جاتا اور آج یورپ کا بہت بڑا رقبہ ٹرکی کے قبضہ میں نظر آتا۔ اُس نے (۳۲) سال فاتحانہ اور با اقبال ہونے کی حیثیت سے حکومت کر کے ۸۸۶ھ میں بمقام لکیوترہ داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی جامع مسجد میں جو اُس نے قسطنطنیہ میں بنائی تھی دفن کیا گیا، وہ اپنی وفات سے قبل دو فوجیں خاص اس غرض سے تیار کر رہا تھا کہ ایک کو جزیرہ رودس پر حملہ آور ہونے کے لئے ارسال کریگا اور دوسری سپاہ ہمراہ رکاب لیکر پوپ کے مقر حکومت شہر روم پر حملہ آور ہوگا ✣

اس عظیم المرتبت سلطان کے عہد کا زرین کارنامہ شہر قسطنطنیہ کی فتح ہے کہ جس نے دولت عثمانیہ کی ترقی کا سنگ بنیاد رکھدیا۔ اور اُسکے تمام بکھرے ہوئے اجزا باہم متصل و پیوست کر دئیے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کی حکومت اندرونی مفسدہ پردازیوں سے ہمیشہ سلطنت عثمانیہ کی جڑیں کھوکھلی کرتی رہتی تھی۔ اور چاروں طرف عثمانی مقبوضات کے وسط میں ایک مستقل حکومت کا باقی رہنا سخت مُضر تھا۔ چنانچہ اس تاریخی شہر کی فتح کے بعد پایۂ تخت دولت عثمانیہ اُسی کو قرار دیا گیا۔ جہاں سے جنوب و شمال، مشرق و مغرب ہر چہار اطراف سلطنت کی بخوبی نگرانی کیجا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ ٹرکی املاک کے عین وسط میں واقع ہے ✣

سلطان فاتح تہذیب اور علم کے لحاظ سے بھی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا بادشاہ

تھا۔ عربی، فارسی، ترکی، یونانی، اور لاطینی وغیرہ متعدد زبانیں بہت عمدگی سے بولتا اور لکھ پڑھ سکتا تھا، فن تصویر سے اُسے بیحد دلچسپی تھی، اور اُس زمانہ میں علوم جغرافیہ، تاریخ، اور ریاضی کے متعلق جس قدر معلومات بہم پہنچ سکتی تھی اُتنی اُسے حاصل تھی۔ بندقیہ اور جنیوا کے شعرا جو لاطینی زبان کے قصائد اُسکی مدح میں لکھتے تھے اُنکو بخوبی پڑھ لیتا تھا۔ حکیم بلوطارخس کی تصانیف اُس کے زیر مطالعہ رہتی تھیں اور اسکندر اعظم، جولیس سیزر وغیرہ دنیا کے نامور فاتحوں کے کارنامے پیش نظر رکھکر اُنکا ہمسر بننے کی سعی کیا کرتا تھا، یورپ کے مخالف مورخین بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ سلطان محمد ثانی علم کا بہت بڑا سرپرست اور اپنے عہد کا بے نظیر صاحب معلومات تھا، اُس نے بندقیہ کے مصور جنٹیلی بلینیو کی شہرت کمال سنکر اُسے اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور بہت کچھ خاطر و مدارات سے ملا پھر بے شمار انعام اور جواہرات کا کنٹھا اور سونے کا تاج عطا کر کے بعزت اُسکے وطن بھجوا دیا، وہ خود اُن عالموں اور فقیہوں کے امتحانات میں شامل ہوا کرتا تھا جو علم کے اعلےٰ درجوں کی ڈگریاں حاصل کرنے کے امیدوار ہوتے تھے، غرضکہ اُس نے علم کی شان بڑھانے اور اُسے امداد دینے میں بہت کوشش کی *

(۸) سلطان الغازی بایزید خان دوم

۸۸۶ — ۹۱۸ھ

سلطان محمد فاتح کی وفات کے وقت اُسکا بیٹا سلطان بایزید دوم صوبہ آماسیا میں تھا جہاں کا وہ والی اور حاکم تھا باپ کی خبر وفات پاکر قسطنطنیہ آیا۔ تو وہاں ینی چری فوج میں آفت برپا دیکھی، اُن لوگوں نے بغاوت کرکے بہت سے متمول لوگوں کے گھر لوٹ لئے تھے۔ اور صدر اعظم قرامانی محمد پاشا کو قتل کر ڈالا تھا۔ کیونکہ اُسنے سلطان کی خبر وفات اس خیال سے مخفی رکھی تھی کہ ولیعہد سلطنت آجائے تو اُسے ظاہر



سلطان بایزید خان ثانی (سنہ ۱۴۸۲ء تا سنہ ۱۵۱۲ء)

(متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ ۱۸۶)

کرے گا مگر تدبیر رازداری بن نہ پڑی، ایک قول یہ ہے کہ وزیر مذکور دل سے امیر جم کی حکومت کو پسند کرتا تھا اور اُسے خفیہ پیام بھیجکر بلوایا بھی تھا لیکن ینی چریوں کو اِس امر کی اطلاع مل گئی اور وہ اپنی کرنی کر گذرے۔ وہ تو خوش قسمتی سے اسحٰق پاشا محافظ استنبول ایک ایسی چال چلنے میں کامیاب ہوگیا جس سے لوگوں میں اطمینان پیدا ہُوا یعنی اُس نے سلطان کے ایک بیٹے امیر قورقود کی وقتی بیعت کر لی تاکہ اصل وارث تخت کے آنے تک انتظام ملک ابتر نہونے پائے، آٹھویں دن سلطان بایزید قسطنطنیہ میں پہنچا تو اُس نے یہ گڑبڑ دیکھکر امن و امان پھیلانے کی کوشش کی اور ینی چری سپاہ کو انعامات دینے کا وعدہ کرکے اُنکی شورش مٹائی لیکن اِس طرز عمل سے یہ بُری رسم نکل آئی کہ ہر نئے سلطان کی تخت نشینی پر ینی چری فوج شورہ پشتی دکھا کر انعامات وصول کرتی تھی اور خزانہ کو خالی بنا دیتی۔ اِس رسم سے حکومت کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا رہا مگر مجبوری تھی بغیر اس کے کام بھی نہیں چل سکتا تھا ✣

امیر جم کے حالات

یہ شہزادہ قونیہ کا گورنر تھا مگر اس کے دل میں تخت و تاج کی ہوس جاگزین ہوگئی تھی وہ چاہتا تھا کہ یا بلا منازعت احدے حکمرانی کرے اور بھائی کے ساتھ شریک حکومت ہو، بہت سے انقلاب پسند امرائے ملک اور ارکان سلطنت بھی بباطن اُس سے ساز باز رکھتے تھے چنانچہ جب اُسے اپنی امید سرسبز ہوتی نظر آئی تو اُس نے بھائی کے مقابلہ پر بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت جلد کافی طاقت جمع کرکے لُوٹ مار کرنے لگا۔

سلطان بایزید دوم کو بھائی کے ارادوں کی اطلاع ہوئی تو وہ اس شورش کے انجام بد سے ڈر گیا اور آخر مجبور ہو کر ایاس پاشا کے زیر کمان ایک بھاری فوج امیر جم کے مقابلہ پر ارسال کی مگر امیر جم نے اس سلطانی سپاہ کو شکست دیکر اُس کے بہت سے افسر مع سپہ سالار مذکور کے گرفتار کر لئے۔ پھر وہ آگے بڑھا اور شہر بروصہ کو فتح کرنے پر تُل گیا، اہالیان شہر نے بڑی فراخدلی کے ساتھ شہر اُس کے حوالہ

کردیا - اور امیر جم اس شہر کا ضروری انتظام کر کے اُسکے متعلق جملہ مقامات پر قابض ہوگیا، اب اُسکی مملکت اِس قدر وسیع ہوگئی تھی کہ وہ اپنا سکہ چلانے اور خطبہ پڑھانے لگا، وزیر، سپہ سالار، اور جملہ ارکان سلطنت مقرر کر لئے۔ سلطان بایزید دوم یہ خبر معلوم کر کے اَور بھی متوحش ہوا اور اُس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا کہ جم کا کیا علاج کرنا چاہئے۔ صلاح یہ قرار پائی کہ کسی حیلہ سے امیر جم کے منتظم امورات سلطنت لالا یعقوب کو توڑ لیا جائے، چنانچہ وہ اِس چال میں کامیاب ہوئے اور امیر جم کی فوجی قوت کمزور ہوگئی پھر سلطان بایزید کی سپاہ نے امیر جم کی فوج کو شکست دی اور امیر جم زخمی ہو کر قونیہ کو بھاگ گیا جہاں اُس نے قرمان کی اولاد کے پاس پناہ لی مگر سلطانی افواج تعاقب میں ہونے سے وہاں بھی قدم نہ ٹھیرے اور شاہ مصر کے پاس چلا گیا جسکا نام قایتبائے تھا - سلطان بایزید نے ممالک قرمان پر اِس غصہ میں حملہ کردیا کہ اُس کے حاکم نے امیر جم کا ساتھ دیا تھا اور یہ ملک فتح کر کے اپنے بیٹے شہزادہ عبداللہ کو وہاں کا حکمران بنا دیا پھر آستانہ میں واپس آکر وزیر اسحٰق پاشا کو معزول بنا کر سلانیک کی طرف جلا وطن کردیا اور بجائے اُسکے داؤد پاشا کو صدراعظم کے عہدہ پر مامور کیا، پھر اُس نے انتظام سلطنت درست کرنے پر کمر باندھی، باب عالی کو منتظم کیا اور حکومت کے چار وزیر مقرر کئے، اسی اثناء میں قرمان کے سابق امیر قاسم بک نے شہزادہ عبداللہ پر حملہ کردیا - اور سلطان نے ہرنک زادہ احمد پاشا کو کافی فوج کے ساتھ امیر عبداللہ کی کمک پر ارسال کیا اور احمد پاشا نے قاسم بک کو شکست دیکر اُسکا لشکر تتر بتر کردیا - قاسم بک اپنا جتھا پراگندہ ہو جانے کے بعد طرسوس کو بھاگ گیا ؂

امیر جم قایتبائی کے پاس پناہ لینے کے بعد حج کو گیا اور جب حج سے واپس آگیا تو قایتبائی نے اُس میں اور سلطان بایزید میں باہم مصالحت کرا دینی چاہی مگر اُسے کامیابی نہ ہوئی تو امیر جم نے ہوس تاج و تخت کے جوش میں قاسم بک کے ساتھ خط و کتابت شروع کردی اور اُسے اپنا شریک بنا کر سلطان بایزید سے دوبارہ

مقابلہ کی ٹھان لی گئی ایک اَور امیر بھی انکے ساتھ ہو گئے لیکن سلطان بایزید کی سپاہ نے بمقام تختی کدیک علی پاشا امیر جم کی فوج کو کوہستان طوروس کے دامن میں شکست دی اور امیر جم زمین کا گز بنکر ہر طرف مارا مارا پھرتا ہوا جزیرہ رودس کو چلا گیا جہاں کے نائٹوں نے اُسے بڑی خاطر و مدارات کے ساتھ اپنے یہاں جگہ دی، امیر جم نے اب سے پہلے بارہا اس بات کی کوشش کی تھی کہ بھائی کے ساتھ صلح کرلے اور کچھ صوبجات کی حکومت حاصل کر کے بآرام زندگی بسر کرے لیکن سلطان بایزید اُس کی شرارت سے ڈر گیا تھا لہذا اُسنے یہ بات منظور نہیں کی اور جب سلطان کو خبر ملی کہ امیر جم رودس کے نائٹوں کے یہاں پہنچگیا ہے۔ تو اُس نے اُن نائٹوں کو امیر جم کے نظر بند رکھنے کا پیام بھیجا جسکے معاوضہ میں اُنکو سالانہ (۴۵۰۰۰) اشرفیاں دینے کے علاوہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اُنکی حکومت پر کبھی حملہ نہ کریگا۔ نائٹوں نے اس بات کو منظور کرلیا اور مدت تک اپنے وعدہ کو بخوبی نباہتے بھی رہے، گو ہنگری اور جرمنی کے بادشاہوں نے اُن سے امیر جم کو طلب بھی کیا لیکن وہ راضی نہیں ہوئے اور سات سال تک اپنے یہاں زیر حراست رکھنے کے بعد آخر پوپ انیوسنٹ ہشتم کے سپرد کر دیا جس نے سلطان بایزید سے خط و کتابت کر کے امیر جم کو اپنے پاس نظر بند رکھنے کی اجازت لیلی تھی۔ اور جو رقم سلطان کی طرف سے نائٹوں کو دی جاتی تھی وہ اپنے نام جاری کرالی۔ پوپ مذکور کی وفات تک شہزادہ جم وہیں نظر بند رہا مگر جب انیوسان کی جگہ پر پوپ الگزینڈر بورگا مقرر ہوا تو اُسنے تین لاکھ اشرفیاں سلطان سے طلب کیں کہ جنکے معاوضہ میں وہ امیر جم کو قتل کر دیگا لیکن اسی اثناء میں شارل ہشتم شاہ فرانس نے ملک اٹالیا پر حملہ کر دیا جسکا اصل مدعا شہر قسطنطنیہ کا فتح کرنا تھا اور وہ بندقیہ، اور، البانیا، کے رستہ سے شہر مذکور پر حملہ آور ہونیکا عازم تھا اسی واسطے اُس نے مقدونیا، اور یونان میں مفسدہ انگیز خیالات پھیلانے والوں کی جماعتیں پہلے سے بھیجدی تھیں تاکہ ترکوں کو اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کے مخمصوں میں پھنسا کر پریشان خاطر کر دیں اٹالیا کے ایک ملک نابولی بادشاہ اور بندقیہ کی جمہوری حکومت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر فرانس والونکی

یہ آرزو بر آئی تو ہماری خیر نہیں اسلئے اُنھوں نے سلطان بایزید خاں کو شاہ فرانس کے منصوبوں سے مطلع کر دیا اور کہا کہ آپ اپنی ایک زبردست سپاہ اٹلی کی جانب بھیجدیں اور اندرونی فسادات کی بھی روک تھام کا انتظام کریں۔ شاہ فرانس نے شہر رومیہ کا محاصرہ کر کے پوپ سے درخواست کی کہ وہ عثمانی شہزادہ جمؔ کو اُس کے حوالہ کردے تاکہ اُسے اپنی کار برآری کا وسیلہ بناسکوں۔ پوپ نے مجبوری کے عالم میں اُسکی یہ درخواست منظور کر لی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ پوپ نے امیر جم کو شاہ فرانس کے حوالہ کرنے سے پہلے زہر دیدیا تھا۔ بہر حال امیر جم کچھ دنوں فرانسیسی فوج کے ساتھ رہکر ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۹۰۰ھ کو بمقام شہر نابولی فوت ہوگیا۔ اور اٹلی کے شہر جابیٹ نامی میں دفن کیا گیا پھر اُسکی لاش بروصہ کو منتقل کر دی گئی جہاں وہ اپنے اجداد کے پہلو میں دفن ہوا۔ وفات کے وقت اس شہزادہ کی عمر (۳۶) سال کی تھی جسمیں سے (۱۳) برس اُس نے تقریباً قید کی حالت میں بسر کئے وہ بڑا جوانمرد، عاقل، اور شاعر تھا، اور ایک قول یہ ہے کہ آخری وقت میں وہ دیوانہ ہوگیا تھا +

مصر و شام کے حکمران یعنی چرکس خاندان کے بادشاہوں نے اپنے طرز عمل سے مرحوم سلطان محمد فاتح کو ناراض تو کر ہی دیا تھا اور وہ داعی اجل کو لبیک نہ کہہ جاتا تو غالباً اُن سے اس سرکشی کا معاوضہ لیکر رہتا لیکن بایزید کے زمانہ میں بھی قایتبائی شاہ مصر نے متعدد حرکتیں ایسی کیں جنکے باعث سلطنت عثمانی اور اُس کے مابین ایک طرح کی عداوت قائم ہوگئی۔ شہزادہ جم کی پناہ دہی اور قاسم بک باغی امیر قرمان کی طرفداری کے علاوہ قایتبای نے یہ ستم بھی ڈھایا کہ سلطنت عثمانیہ کے دشمنوں کو اُبھار بڑھاوے دیکر ایذا دہی کے لئے آمادہ کیا۔ ہندوستان کے تاجداروں نے سلطان بایزید کو بہت سے قیمتی تحائف ارسال کئے تھے اُنمیں سے اکثر تحفے سلطان محمد بہمنی نے راہ میں چھین لئے۔ غرضکہ انہی وجوہ سے سلطان بایزید خاں کو مصر پر فوجکشی کرنے کا خیال پیدا ہوگیا اور چند چھوٹی چھوٹی لڑائیاں دونوں ملکوں کی سرحدوں پر ہوتی رہیں مگر عثمانی سپاہ ہر ایک لڑائی میں مغلوب ہوتی گئی پھر قایتبائی نے امیر علاؤ الدولہ حاکم بلاد ذی القدرہ کو بھی بغاوت پر ابھار دیا۔ جو

سلطنت عثمانیہ کا ماتحت تھا اور اب یہ خرابی پیدا ہوئی کہ حکومت عثمانیہ کو دو طرف مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا پڑا۔ اوّل مصر، اور دوم عرب، مگر خدا نے اپنی کچھ ایسی شان دکھائی کہ ٹیونس کا حاکم مولیٰ عثمان حفصی [illegible] میں ثالث بالخیر بنکر جانبین میں صلح و صفائی کرا سکا اور اس زمانہ کے مفتی اسلام شیخ زین الدین ابن العربی رح کی نصائح دلپذیر کا بہت کچھ اثر جانبین پر پڑا جس سے سنہ [illegible] میں طرفین معاہدہ صلح کر کے اپنے اپنے ملک میں خوش رہنے لگے +

اس زمانہ کی بحری لڑائیاں

مذکورہ بالا اندرونی فسادات کے دوران میں بندقیہ والوں کو اس بات کا خوب موقع ملگیا تھا کہ وہ عثمانی سواحل پر قبضہ کرنے کی تدبیر کریں چنانچہ انہوں نے اپنے جنگی بیڑے اس غرض کی تکمیل کے لئے روانہ کر دیئے۔ اور سلطان بایزید بھی انکی نیت کی خبر پا کر مقاومت کے لئے تیار ہو گیا کیونکہ وہ اب ان جھگڑوں سے نجات پا چکا تھا، سلطان نے حکم دیا کہ ترکی جنگی بیڑہ آراستہ ہو اور دو نئے جہازات بنوائے جنمیں سے ہر ایک کا طول (۱۵۰) فٹ تھا، ان دونوں جہازوں پر دو ہزار سپاہی بڑی فوج کے سوار کئے گئے اور تیاری مکمل ہو جانے کے بعد عثمانی بیڑہ سنہ ۹۰۴ھ میں بہ ماتحتی کپتان داؤد پاشا روانہ ہوا اس بیڑہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جنمیں سے ایک حصہ کا افسر کمال رئیس تھا اور دوسرے حصہ پر براق رئیس کا تسلط تھا۔ سلطان نے کپتان داؤد پاشا کو قطعی حکم دیدیا تھا کہ جزیرہ نمائے موریا میں جسقدر قلعے بندقیہ والوں کے باقی ہیں ان سبھوں کو چھین لینا، اور بیڑہ کی روانگی کے بعد کمال رئیس کے ماتحت بیڑہ کو تازہ کمک بھی بھیجی گئی جسکی وجہ سے انکے ماتحت تین سو کشتیاں مختلف وضع اور قد و قامت کی جمع ہو گئیں بندقیہ کا بیڑہ امیر البحر انطونی گریمانی کے زیر کمان اور حسب ذیل قسم کے جہازوں سے مرکب تھا۔ قسم غالی کے (۴۶) جہاز، وضع غلیون کے (۵۰) جہاز۔ بار برداری کے (۳۰) جہاز۔ مجملہ ۱۲۶ جہازات۔ چنانچہ وہ اس وضع پر بہ نسبت ترکی بیڑہ کے قوت میں

بہت بڑا ہوا تھا خاصکر جبکہ اُسکے ساتھ دوسری یورپ کی بحری طاقتیں ملگئی تھیں تو وہ
اَور زبردست ہوگیا۔ اور اس بیڑہ کا لنگرگاہ قلعۂ موڈن " Modon " کے
سامنے جزیرہ ساپیانچہ کے شمالی حصہ میں تھا جو جزیرہ نمائے موریا کے جنوب مغربی سمت
میں واقع ہے۔ بندقیہ والوں کا بیڑہ مقام مذکور میں ٹھیرا ہوا عثمانی بیڑہ کی آمد کا منتظر
تھا جو تین ماہ راستہ طے کرنے میں صرف کرکے (۲۰۰۰۰) جنگ آور سپاہیوں کو
لئے ہوئے آپہنچا، ترک بحری سپاہی مدت سے بیکار اور بغیر جنگ وجدل پڑے
ہونے کے باعث سخت بے چین ہورہے تھے وہ اسی انتظار میں تھے کہ کب غنیم سے
سامنا ہو اور کب ہمکو اپنے جوہر جرأت دکھانیکا موقع ملے۔ اب غنیم کے مقابل آجانے
پر بھی بیش دن انکو جنگ میں صبر کرنا پڑا کہ اس اثناء میں ترکی افسروں نے جہازوں پر
پینے کا پانی اور سامان رسد بقدر ضرورت بارکر لینے کا سامان کیا تھا جس سے فارغ ہوکر
رئیس کمال نے اپنے ماتحت امیروں کی ایک جنگی کونسل بنائی اور مشورہ کیا کہ دشمن پر
حملہ کرنے کیلئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے، باتفاق رائے طے پایا کہ خلیج انیسہ بجنتی
" [illegible] " میں داخل ہونے سے قبل ہی اعدا کے بیڑہ پر حملہ
کردینا چاہئے پھر تو عثمانی جنگی بیڑہ نے آگے بڑھکر بندقیہ کے بیڑہ پر گولہ باری شروع کردی
بندقیہ والوں نے بھی زور شور کی آتشبازی سے مقاومت کی لیکن بہادر ترک ملاح
بہت جلد اپنی کشتیوں کو بڑھاکر بندقیہ والوں کے جہازات سے گتھ گئے اور شیر دل ترک
سپاہی اپنے جہازوں میں سے کود کود کر غنیم کے جہازات میں گھس پڑے اور اس زور
شور کی شمشیر زنی کی کہ بندقیہ والوں کے چھکے چھوٹ گئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چشم زدن میں جنگ
کا رُخ پلٹ گیا۔ بندقیہ کے بیڑہ نے شکست فاش کھائی اور رئیس کمال نے اُسکے کئی ایک
جہازات غرق اور گرفتار کرلئے۔ امیر البحر انطونی فریمانی بمشکل باقیماندہ بیڑہ کو بچاکر خلیج انیسہ
بجنتی میں گھس گیا مگر ابھی وہ مطمئن بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ دوبارہ عثمانی بیڑہ کو قضائے مبرم
کی طرح سر پر سوار پایا، اگرچہ اُس نے مقابلہ کی تیاری کی لیکن یہ مقابلہ ایک حرکت مذبوحی سے زائد
نہ تھا شیر دل رئیس کمال کی بڑھی ابھرتی سی جہازوں کو خلیج کے اندر بڑھا لیگیا اور بندقیہ کا رہا سہا بیڑہ دارالسلطنت

بندقیہ کیطرف بھاگ نکلا جب امیرالبحر الفونی نے اپنی دارالسلطنت میں پہنچکر حکومت کے سامنے شکست کی رپورٹ پیش کی تو کورٹ مارشل ہوکر اسکا عہدہ چھین لیا گیا اور بجائے اسکے ایک دوسرا امیرالبحر ٹرادیسانو دوبارہ تیار شدہ بیڑہ کی کمان ہاتھ میں لیکر ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا +

اسی عرصہ میں سلطان بایزید بری فوجوں کی کمان کرتا ہوا قلعہ انبہ بختی پر حملہ آور ہوگیا تھا، خشکی میں سلطانی سپاہ اور سمندر کی سمت سے عثمانی بیڑہ نے اس قلعہ پر ایسا سنگین محاصرہ کیا کہ وہ بہت جلد فتح ہوگیا، قلعہ فتح ہوجانے کے بعد سلطانی فوجیں اور بیڑہ کے جہازات موسم سرما بسر کرنے کیواسطے آستانہ علیہ کو واپس ہوئے اور بنادقہ نے یہ موقعہ غنیمت پاکر جزیرہ کفالونیا پر قبضہ کرلیا، بندرگاہ پروزیہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کے گھاٹ میں جوکچھ ترکی جہازات موجود تھے انکو جلاکر خاک کر گئے چنانچہ سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اس نے سنہ ۹۰۶ھ میں دوبارہ ترکی بیڑہ قلعہ موڈن کا محاصرہ کرنے اور بنادقہ سے انتقام لینے کیواسطے ارسال کیا اور خود بنفس نفیس ایڈریانوپل کے راستہ سے عظیم الشان بڑی فوج ہمراہ رکاب لیکر اس طرف چلا۔ ترکی بیڑہ قلعہ مذکور کے قریب پہنچا تو امیرالبحر ٹرادیسانو بنادقہ کا بیڑہ لیکر اس سے معرکہ آرا ہوا اور نہایت شدید بحری جنگ ہونے لگی جانبین سے خوب خوب زور دکھائے گئے اور آخر میں ترکی بیڑہ چیرہ دست رہا۔ امیرالبحر ٹرادیسانو سخت نقصان اٹھاکر پسپا ہوگیا اس کے بہت سے جہازات غرق ہوئے اور دو بڑے جہاز ترکوں نے سالم گرفتار کرکے اپنے بیڑہ میں شامل کرلئے، اسکے بعد ترکوں نے موڈن اور کورون [illegible] کے دونوں قلعے بھی چھین لئے سلطان جزیرہ نمائے موریا میں داخل ہوا تو امیرالبحر ٹرادیسانو بندرگاہ ناوارین پر حملہ آور ہوکر اسپر قابض بنگیا لیکن دلیر ترک امیرالبحر رئیس کمال جو تیس جہازوں سے اس کے تعاقب میں آرہا تھا اسنے بندرگاہ مذکور میں گھسکر ٹرادیسانو کے بیڑہ پر حملہ کردیا اور نہایت تیزدستی سے بنادقہ کے آٹھ جنگی جہاز سالم گرفتار کرلئے اور قلعہ ناوارین پر بھی دوبارہ تسلط جمالیا، امیرالبحر ٹرادیسانو کو اس ہزیمت سے اتنا سخت دلی صدمہ پہنچا کہ وہ بیمار ہوکر چند

رود بعد ہی مر گیا تھا مگر اس لئے اُسے اَور زیادہ کوفت ہوئی کہ اُس سے اگلے امیر البحر کا ہزیمت پانیکی وجہ سے کیا حشر ہوا تھا اور اسکو بڑی اہمیت کے ساتھ بیڑہ کی کمان سپرد ہوئی تو اسکا بھی نتیجہ "سمھوں آتش درکاسہ" نکلا۔

اتفاق سے ۹۰۶ھ میں اہل اسپین نے تیس جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ زیر کمان امیر البحر گانسیلو "کڈ" جو کہ نابولی کی جنگوں میں بہت سی مرتبہ نمایاں فتوحات حاصل کر چکا تھا۔ بنادقہ کی کمک پر ارسال کیا اور شکست خوردہ بنادقہ کا بیڑہ راستہ میں اس سے مل گیا تو اب وہ دوبارہ مضبوط ہو کر خفت مٹانے اور ترکوں سے انتقام لینے کیواسطے ترکی مقبوضات کی طرف چلا۔

موسم سرما آگیا تھا اور ترکی سپاہ اور بیڑہ ان اطراف سے دار السلطنت کو جا چکا تھا۔ لہذا بنادقہ اور اسپین کے بیڑوں نے میدان خالی پاکر کفالونیا اور دساج پر حملہ کر دیا اور انپر قبضہ بھی پا گئے، اسکے بعد وہ آبنائے ڈارڈنلز کی طرف بڑھکر جزیرہ مڈلکی میں اپنی سپاہ اُتار لائے اور اسپر بھی قابو کر لیا۔ یہ خبر قسطنطنیہ میں پہنچی تو فوراً حکومت علیہ نے اپنا بیڑہ زیر ماتحتی رئیس کمال موصوف کے روانہ کیا اور ہرسک اوغلی احمد پاشا اور سنان پاشا والی اناطولیا کے زیر کمان بحرار بری سپاہ کی تعداد عظیم بھی روانہ فرمائی جنہوں نے پہلے ہی حملہ میں مڈلکی کا قلعہ بنادقہ سے چھین لیا اور غنیم اپنے جہازوں کو لیکر بندقیہ کی طرف بھاگ نکلا، اس واقعہ کے بعد بنادقہ کی گورنمنٹ کو مجبوراً صلح کی سلسلہ جنبانی کرنی پڑی اور شرائط طے ہو جانے کے بعد ۹۰۸ھ میں معاہدہ صلح تحریر ہو گیا جسمیں قرار دیا گیا تھا کہ جزیرہ کفالونیا ترکی کو واپس دیا جائیگا بلعد جزیرہ سینٹ ماورا آزاد رہیگا، بندقیہ والے سواحل بحر اسود میں تجارت کے لئے آتے رہیں گے اور انکے کانسل جنرل آستانہ علیہ میں رہنے پائیں گے۔ خلاصہ ان تمام باتوں کا یہ ہے کہ سلطان بایزید دوم کے عہد میں سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت نے بحر ابیض متوسط کی یورپین بحری حکومتوں کو سخت خوفزدہ بنا دیا تھا اور انکی طاقت سبھوں نے تسلیم کر لی تھی۔

سلطان مذکور کے عہد میں حکومت عثمانیہ صلح پسند اور امن دوست رہی، تاہم فتوحات

کا دروازہ اس نیک دل سلطان نے بالکل بند کر دیا تھا اور قرب و جوار کی یورپین سلطنتوں سے دوستانہ برتاؤ قائم کر رکھا تھا لیکن قلمرو عثمانی جسقدر مختلف الجنس اور متغائر المذہب متفاوت الخیال رعایا پر شامل تھا اُنکی وجہ سے وہ کبھی اندرونی جھگڑوں سے خالی نہیں رہ سکتا تھا اس لئے اُسکا عہد داخلی مفسدوں کا دنگل بنا رہا خصوصاً اُس کی امن پسندی کو دیکھکر ترکی سپاہ اور ینی چری فوج اُسے بزدل بادشاہ تصور کرنی لگی اور اُسکے بیٹوں نے بغاوت پر کمربستہ ہو کر اُسکے آخری حصہ عمر میں اُسے سخت دق کیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب سلطان کو اپنے بیٹوں کی طرف سے سرکشی کا خوف پیدا ہوا تو اُس نے سب لڑکوں کو مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور کر کے ایک دوسرے سے دور پھینکدیا شہزادہ قرقود کو ایک دور کے صوبہ کا حاکم بنایا، شہزادہ احمد کو اماسیا کی صوبہ داری سپرد کی۔ شہزادہ سلیمان جو سب سے عمر میں چھوٹا تھا۔ طرابزون کا والی مقرر کیا گیا، اور شہزادہ سلیم کے فرزند شہزادہ سلیمان کو جو بایزید کا پوتا تھا ملک کریمیا کے شہر کفہ کی حکومت پر ماموری کا حکم دیا مگر اُس نے یہ عہدہ اسلئے قبول نہیں کیا کہ اُسے دارالسلطنت سے اسقدر دور دراز فاصلہ پر جانا پسند نہ آیا اور وہ اسے کسی نزدیک کے ملک کا طلبگار ہوا، غرضکہ بہت کچھ رد و کد کے بعد اُسی سمندرہ اور ودین کی حکومت ملگئی۔ سنہ ۹۱۴ھ میں سلطان بایزید دوم نے یہ انتظام کیا تھا۔ مگر اسکے بعد جب دوسرے شہزادوں کو معلوم ہوا کہ اُنکو کس لئے دور دراز ولایتوں میں مامور کر دیا گیا ہے اور شہزادہ سلیم کو دربار ہی میں رکھا ہے تو اُنہوں نے بغاوت برپا کر دی سلطان نے فوجیں بھیجکر اگرچہ اُنکی سرکوبی کر دی لیکن ادہر سلطان سلیم نے بغاوت برپا کر دی اور ینی چری فوج کو اپنا طرفدار پاکر سلطنت کیلئے ہاتھ پیر نکالے سلطان نے اُسکو ایڈریانوپل سے شکست دیکر نکالدیا جہاں وہ بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ اور سلیم مجبور ہو کر کریمیا کو بھاگ گیا، پھر ینی چری سپاہ کے کہنے سننے سے سلطان نے سلیم کی خطا معاف کر کے اُسے دوبارہ میں طلب کیا اور سمندرہ کی حکومت بدستور عطا کی سلیم کریمیا سے واپس آرہا تھا کہ ینی چری سپاہی اُس سے جا ملے اور اُسے سلطان بنا کر

قسطنطنیہ میں لے آئے ۔ سلطان بایزید دوم بیٹے کا مقابلہ نہ کرسکا اور چار ناچار تخت
وتاج سلیم کو حوالہ کرکے خود بخیال عبادت گزینی ولیتوڈ کو چلا گیا۔ سلطان سلیم نے
بزرگ باپ کو تخت وتاج لے لینے کے بعد بڑی تعظیم وتکریم سے رخصت کیا۔ دور تک
پاپیادہ جلو میں چلتا رہا، مگر ضعیف العمر سلطان اپنے منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے
ہی راستے میں دنیا سے رحلت کرگیا، ایک قول یہ ہے کہ اُسے زہر دیا گیا تھا۔ واللہ
اعلم۔ بہرحال ۹۱۸ھ میں سلطان بایزید خاں دوم نے دار فانی سے کوچ بولدیا۔
اور اُس کی لاش قسطنطنیہ میں لاکر ایک خاص مقبرہ میں دفن کیگئی۔ سلطان مذکور نے
اپنی ولیعہدی کے منصب پر شہزادہ احمد کو منتخب ونامزد کیا تھا لیکن ینی چری سپاہ
جو غارتگری کی بے حد شائق تھی۔ شیر دل سلطان سلیم کی فرمانروائی کی خواہاں ہوئی اور
اُسی کی بات ماننی پڑی۔ سلطان بایزید دوم کے زمانہ میں توسیع فتوحات کا سلسلہ
بالکل بند رہا صرف اندرونی شورشوں کی آفت میں اُسکا وقت کٹا ورنہ وہ جنگ وجدل
سے بالکل کنارہ کش رہنا پسند کرتا تھا، اُس کے عہد میں یورپ کی حکومتوں نے دولت
عثمانیہ سے سفارتی تعلقات پیدا کئے۔ ایوان سوم زار روس نے ۱۴۹۲ء میں اپنا
سفیر دربار ٹرکی میں بہت سے تحائف کے ساتھ ارسال کرکے روسی تاجروں کے لئے
بعض حقوق حاصل کئے، پولینڈ کی حکومت سے دوستانہ تعلقات قائم ہوئے اور
۱۴۹۰ء میں معاہدہ اتحاد لکھا گیا جسکی تجدید دوبارہ ۱۴۹۴ء میں ہوئی مگر یہ اتحاد اسلئے
قائم نہ رہ سکا کہ مملکت بغدان کے لئے دونوں میں رقابت رہتی تھی اور اسکا انجام یہ
ہوا کہ آخرکار ترکوں نے صوبہ بغدان پر قطعی قبضہ کرپایا۔ پھر تو حکومت عثمانیہ کی بحری اور
بری قوت کی امداد حاصل کرنے کیلئے پوپ اسکندر ششم بورجی، شاہ ناپولی ڈیوک
میلانو، اور جمہوریہ فلورانس نے اُس سے عقد اتحاد کا ڈھنگ ڈال لیا، اور
ترکوں کو بنادقہ کے بہت سے قلعے فتح کرلینے کا موقع ملگیا۔ اگر سلطان بایزید بیٹوں کی
شورہ پشتی کی بلا میں نہ پھنس جاتا تو غالباً وہ بندقیہ کی جمہوری حکومت کو سرتاسر فتح کرکے
دم لیتا لیکن یہ مجبوری اُسے صلح پر رضامند بنا گئی۔ اور بندقیہ کا ملک اُس کے



سلطان سليم خان اول (سنه ١٥١٢ – سنه ١٥٢٠)

مشاهير حالات بنى عثمان مقابل صحيفه (١٢٩)

ہاتھوں سے سلامت بچگیا۔

ساتویں فصل

آل عثمان میں خلافت اسلامی کے منتقل ہونیکے وقت سے صقوللی محمّد پاشا کی وفات تک کے حالات

۹۲۲ ——— ۹۸۶ھ

سلطان سلیم اوّل ملقّب بہ یاور

۹۱۸ ——— ۹۲۶ھ

اس نے ۴۶ سال کی عمر میں عنان حکومت اُسوقت ہاتھ میں لی جبکہ ملک کی اندرونی حالت بہت ابتر ہو رہی تھی کیونکہ سلطان احمد اولاد اکبر ہونے کیوجہ سے مدعی تخت و تاج تھا اور باپ کے وقت میں بھی ولیعہد منتخب ہوچکا تھا اسلئے اُس نے اپنے بیٹے امیر علاؤالدین کی زیر کمان ایک بھاری فوج سے سلطان سلیم پر چڑھائی کردی اسی اثنا میں سلطان مرحوم کے جو بیٹے شہر برو صہ میں سکونت رکھتے تھے اُنہوں نے قسطنطنیہ آکر سلطان سلیم سے بیعت کی۔ اور اپنے برو صہ میں رہنے کی اجازت طلب کی جسکو سلطان سلیم نے بخوشی منظور کرلیا، مگر چونکہ اُسکے بھائی سلطان احمد کے

دعوے حد سے بڑھ رہے تھے اس لئے وہ ڈرا کہ مبادا یہ شہزادے بھی احمد سے ملجائیں اور اناطولیا کے معزز لوگ سلطان احمد کی طرف مائل بھی ہو چکے تھے، غرضکہ ایک عظیم الشان اندرونی بغاوت کا مواد تیار ہو رہا تھا اور سلطان سلیم کو سخت خوف دامنگیر تھا کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلیگا، بہرحال اُسنے اس بغاوت کو دور کرنے کیلئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے تمام بھائی بندوں کو جو بروصہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے بالکل قتل کرادیا جب اتنے زیادہ تعداد کے افراد خاندان سلطنت قتل کر دیے گئے تو سلیم کے بھائی شہزادہ قورقود نے خوف جان سے سلطان کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے تمام حقوق اور دعووں سے دست برداری داخل کر دی۔ مگر اسپر بھی بعض خود غرضوں نے اُسکو قتل کرا کے دم لیا۔ سلطان احمد کو بھائیوں کے اس طرح قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ بھی خوف سے سہم گیا اور چپکا دارالسلطنت کی طرف چلا آیا تاکہ تاجدار بھائی سے رحم اور معافی کا خواہاں ہو۔ مگر سلطان نے آئندہ مفسدہ پردازی کے خوف سے اُسپر ذرا بھی رحم نہ کیا اور قتل کرادیا، شہزادہ احمد مذکور کے دو بیٹے اپنے باپ کی قتل ہو جانے کے بعد قلمرو عثمانیہ سے نکل بھاگے اور ایک شہزادہ مراد نامی شاہ ایران اسماعیل صفوی کے پاس اور دوسرا شہزادہ علاؤالدین نامی ملک اشرف قانصوہ غوری حاکم مصر کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا اور جب سلطان سلیم نے اُن مفرور شہزادوں کو ان دونوں بادشاہوں سے طلب کیا تو یہ انکار کر گئے اور اسی وجہ سے سلطان سلیم نے ان دونوں بادشاہوں پر فوجکشی کر دی ؁

جنگ ایران (۹۲۰؁ھ)

شاہ اسمٰعیل صفوی بانی خاندان صفویہ شاہ ایران اور نہایت اولوالعزم حکمران تھا، وہ ممالک عثمانیہ کے اُن مقامات میں جو سرحد ایران سے متصل تھے ہمیشہ فسادات کی ریشہ دوانیاں کرتا رہتا اسی وجہ سے سلطان سلیم خان اوّل کو اُسکی سرکوبی ضروری معلوم ہوئی اور اسی اثنا میں اُسے یہ بھی خبر ملی کہ شاہ اسمٰعیل کے مقرر کیے ہوئے قزلباش

درویشوں کی تحریک سے بہت سی عثمانی رعایا مذہب شیعہ اثنا عشری کی پابند ہوگئی ہے تو اس نے حکم دیا کہ ایسے تبدیل مذہب کرنیوالوں کی خفیہ مردم شماری کیجائے چنانچہ معلوم ہوا کہ چالیس ہزار یا اسکے قریب لوگوں نے تبدیل مذہب کرلیا ہے اسلئے سلطان سلیم کو اُنکی نگرانی کئے جانے کا خیال ہوگیا تھا کہ مبادا حکومت عثمانیہ کے کسی غیر سلطنت سے جنگ آزما ہونیکی حالت میں وہ لوگ سرکشی اور بغاوت پر تیار ہوجائیں۔

اِن انتظامات سے فارغ ہوکر سلطان نے شہر ایڈریانوپل میں ایک مجلس منعقد فرمائی اور تمام وزیر و امیر اس میں جمع ہوئے، اس مجلس نے بہت کچھ غور و بحث کے بعد شاہ اسمٰعیل پر اعلان جنگ کرنے کی تجویز پاس کی اور سلطان ایڈریانوپل سے سے نکلکر قسطنطنیہ کو چلا اور وہاں چند روز قیام کرکے اپنے فرزند شہزادہ سلطان سلیمان کو اپنا نائب متعین کیا اور خود شہر اسکدار میں آکر جنگی تیاریوں میں مصروف ہوا، اجتماع فوج کے بعد سلطان سلیم نے ۹۲۰ھ میں ایران کا رُخ کیا اور عظیم الشان عثمانی لشکر اُس کے جلو میں تھا، راستہ میں ترکی سپاہیوں نے ایک ایرانی جاسوس کو گرفتار کرکے خدمت سلطانی میں پیش کیا اور سلطان نے اُسکو آزادی دلاکر اُسی کے ہاتھوں شاہ اسمٰعیل کو اعلان جنگ کا خط ارسال کیا، پھر عثمانی سپاہ شہر بشہر کوچ و مقام کرتی ہوئی سیواس میں جا پہنچی تو سلطان نے لشکر کا جائزہ لیا اور معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہی ہیں جنمیں سے چالیس ہزار سپاہی سیواس اور قیصریہ کے مابین حصہ ملک کی حفاظت پر متعین کردیئے گئے اور ایک لاکھ کی جمعیت سے سلطان نے حدود ایران میں قدم رکھا، محمد خاں "دیار بکر" کے حاکم نے کردستان کے علاقہ پر تاخت و تاراج کرنے کے بعد ملک ایران کے اندرونی حصہ میں روپوشی اختیار کرلی اور شاہ اسمٰعیل بھی ترکوں کے منہ چڑھنے سے جان بچانے لگا۔ نہ اُسنے سلطان کے دو پے در پے جانیوالے خطوط کا کوئی جواب دیا۔ ترکی لشکر بڑھتے بڑھتے ملک فارس کے ریگستانوں میں جا پہنچا۔ تو عثمانی سپاہیوں کو سخت وحشت دامنگیر ہوئی وہ باہم اس جنگ کے لاحاصل ہونے اور مفت مشقت سفر برداشت کرنے

رہنے پر چہ میگوئیاں کرتے رہے، سلطان کو فوج کی سرگوشیوں پر اطلاع ہوئی تو وہ انکی سرکشی سے ڈرا اور چند زبان دراز لوگوں کو انمیں سے گرفتار کرا کے قتل کر دیا تاکہ دوسروں پر رعب چھا جائے اور پھر حکم دیا کہ شہر تبریز کی طرف پیش قدمی کی جائے، کوچ ہوا اور شہر طراجان کے نزدیک کیمپ ڈالا گیا تو ینی فوج نے یکایک اپنے خیمے اکھاڑ لئے اور سلطانی خرگاہ پر بندوقیں فیر کرنے لگے، سلطان نے یہ رنگ دیکھا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر مع تمام وزیروں اور امیروں کے فوج کے سامنے جا کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا "جسکو آرام و راحت کی تمنا ہے مَیں اُسے حکم دیتا ہوں کہ وہ ابھی واپس چلا جائے اور جو مرد میدان ہے وہ میرے ساتھ آئے، ورنہ اگر تم سب کا ارادہ واپسی وطن کا ہے تو بسم اللہ جاؤ۔ مَیں اکیلا دشمن کے مقابلہ پر جاتا ہوں" سلطان کی اس تقریر نے بہت اچھا اثر دکھایا اور تمام باغی افواج نے اکبارگی سرِ تسلیم خم کر کے اطاعت کا اشارہ کیا +

چند روز میں شاہ اسمٰعیل کا جواب بھی آگیا جو سلطان کے تین خطوں کا جواب تھا اور اُس کے ساتھ ایک پیالہ بھی آیا جسمیں کسی قسم کی معجون دوا تھی، سلطان نے اس خط کے جواب الجواب میں شاہ اسمٰعیل کے پاس زنانہ لباس کا ایک جوڑا بھجوایا کہ اُسے پہنکر گھر میں بیٹھ رہو۔ گویا مقابلہ پر آنے کیلئے اکسایا آخرالامر شاہ اسمٰعیل میدان میں آیا اور ترکی سپاہ کے ہراول سے جسکی کمان پر شہسوار زادہ علی بک اور علی بک بن میخال وغیرہ افسر مامور تھے۔ ایرانی فوج کی مڈبھیڑ ہوئی پھر دونوں فوجیں صحرائے چالدیران میں ایک دوسرے کے مقابل آئیں۔ ترکوں نے اپنی طرز پر فوج کی صفیں قائم کیں۔ توپخانہ بالکل پیچھے اور باربرداری کے جانوروں کی آڑ میں رکھا تاکہ دشمن کی نظر اُسپر نہ پڑ سکے، یونتو دونوں جانب سپاہ برابر تھی لیکن ترکوں کا مقابلہ تازہ دم ایرانیوں سے تصور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ دو ماہ سے زائد تکلیف سفر نے انکو کس قدر خستہ و ماندہ بنا دیا ہوگا، سلطان سلیم مع وزیروں کے پشت سپاہ پر ایک بلند ٹیلہ کے اوپر کھڑا ہوا فوجی احکام نافذ کر رہا تھا اور سارا میدان جنگ اسکے

پیش نظر تھا، ایرانی فوج میں سواروں کے سوا بالکل نہ تھی اور اکثر لوگ زرہ پوش تھے اور شاہ کے ساتھ بکثرت اُمرا اور مشائخ بھی شریک جنگ ہوئے تھے مگر ایرانیوں کے پاس آتشبار اسلحہ کا پتا تک نہ تھا شاہ اسمٰعیل نے اپنی فوج دو حصّوں پر بانٹ دی ایک حصّہ کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے لی تھی اور دوسرے حصّہ پر اپنے نامور سپہ سالاروں کو افسر متعین کیا تھا۔ پھر وہ اپنی جمعیت کے ساتھ عثمانی سپاہ کے بائیں بازو پر حملہ آور ہوا جدھر رومیلیا کی سپاہ تھی اور اُنہیں ہار کر پیچھے ہٹا دیا۔ بہت سے تُرک سپاہی ایرانیوں کی تلواروں کے شکار ہوئے۔ اور حسن پاشا اِس بازو کا افسر بھی مقتول ہوگیا، ایرانی سپاہ کا دوسرا گروہ عثمانی سپاہ کے داہنے بازو پر حملہ آور ہوا مگر یہ فوج خوب جگر غنیم کے مقابل ڈٹی رہی اور دشمن کو بیحد نقصان پہنچا کر پسپا ہی نہیں کیا بلکہ اُس کے قلب پر بھی حملہ کردیا اور بے شمار ایرانیوں کو تہ تیغ کر ڈالا، ایرانی اِس حملہ کی تاب نہ لاسکے اور پیٹھ دیگئے۔ عثمانی ظفریاب سپاہ نے شاہ اسمٰعیل کے کیمپ پر قبضہ کرلیا، مال و خزانہ خیمہ و خرگاہ، اور جملہ سامان رسد، اور شاہ صفوی کی بیگمات سب ترکوں کے قبضہ میں آگئیں، اِس میدان میں چودہ ایرانی امیر مقتول ہوئے اور عثمانیوں کی طرف بھی اسی قدر سردار کام آئے، عام فوج کی کوئی گنتی نہ تھی کہ طرفین سے کس قدر لوگ مقتول و مجروح ہوئے، فتح یابی کے دوسرے دن عثمانی سپاہ نے شہر تبریز میں قدم رکھا اور اُس پر قابض ہو گئے، سلطان کا ارادہ تھا کہ جاڑے کا موسم شہر آذربائیجان میں بسر کریگا اور دوسرے سال پھر شاہ اسمٰعیل کے تعاقب میں مصروف ہونے کے لئے آئیگا۔ تاکہ صفوی حکومت کی بنیاد منہدم کر کے دم لے اس لئے وہ آٹھ دن سے زیادہ تبریز میں نہیں رہا۔ اسی اثناء میں اُسنے اِس شہر کے مشہور مقامات کی سیر بھی کرلی، یہاں کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور اپنا خطبہ سُنکر یہاں سے رجعت کی ٹھیرادی، امشتا قرہ باغ میں آکر افسران فوج کا محاکمہ کیا اور جو لوگ قابل سزا ٹھیرے اُنکو سزا اور باقیوں کو جزا دیکر دار السلطنت کا ارادہ کیا اِس میدان میں شاہ اسمٰعیل صفوی کا ستارہ اقبال ایسا ڈوبا کہ پھر کبھی

طلوع نہ کرسکا *

سلطان سلیم ملک فارس سے واپس جاتے ہوئے یہاں کے بہت سے ہوشیار کاریگر اور دستکار اپنے ساتھ لیتا گیا اور نفیس تحائف اور سامان آرائش کی بے شمار مقدار مال غنیمت میں حاصل کرلی جسکی قیمت کا تخمینہ مشکل ہے منجملہ اُس کے صرف ایک تخت شاہی تھا جسپر حکمرانان فارس ایام جشن و دربار کے موقعوں پر نشست کیا کرتے تھے اور یہ تخت سرتا سر جواہرات سے مرصع تھا بیان کیا جاتا ہے کہ آجتک وہ تخت اسکی سرائے کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ اب نہ کوئی اُس کی قیمت کا اندازہ نہیں کرسکتا *

ایران کی طرف سے جو خلش تھی وہ مٹگئی تو بلاد ذی القدریہ کے امیر علاؤالدین بک کی خبر لینے کا ارادہ ہوا کیونکہ وہ بھی جا وبیجا بہت شورشیں برپا کرتا رہتا تھا، سنان پاشا وزیر اعظم کو کافی تعداد فوج دیکر اس ملک کی جانب ارسال کیا گیا۔ اور علی بک شہسوار آل ذی القدریہ کے ایک امیر کو بھی اس سپاہ کے ساتھ کردیا گیا۔ کوہستان طورنہ کے دامن میں عثمانی اور ذی القدری فوجوں کا مقابلہ ہوا اور آخر الذکر نے شکست اُٹھائی۔ علاؤالدین بک، اور اُس کی اولاد سب قتل کردی گئی اور اُن کا ملک جو صوبہ مرعش کہلاتا ہے ۹۲۱ھ میں عثمانی قلمرو کے ساتھ شامل کرلیا گیا *

ممالک کردستان کی فتح

کردستان کا علاقہ سرحد ایران پر واقع ہونے سے وہاں کے تمام امیر شاہ ایران کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور اُسی کا دم بھرتے رہتے۔ سلطان نے محاربہ ایران کے زمانہ میں جب وہ آناطولیا کے صوبہ میں تھا اسکا ایک قلعہ کماخ نامی فتح کرلیا تھا اور اب ذی القدریہ کے ملک کو فتح کرنے کے بعد دوبارہ اس علاقہ پر توجہ کی مگر یہ پہاڑی ملک دشوار گذار اسقدر تھا کہ چند روز میں باسانی اسکا فتح ہونا غیر ممکن تھا اس لئے بیقلی محمد پاشا کی ماتحتی میں ایک فوج اسکی فتح پر مامور کیا اور پھر

اِس خیال سے کہ تنہا پاشائے مذکور یہاں کچھہ نہ بنا سکیگا - مولےٰ ادریس بتلیسی کو جو خاص کُردی نسل کا شخص تھا اُس کی امداد پر متعین فرمایا - مولیٰ ادریس نے اپنے ذمہ کی خدمت بہت اخلاص کے ساتھ ادا کی اور دہونس دہڑکے دے دلاکر کئی ایک امیروں کو سلطانی متابعت پر رضی کرلیا لیکن شاہ اسماعیل کو یہ خبر ملی - تو اُسکی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا اور اُس نے بہی اندرونی چالبازیوں سے کُردستان کے علاقہ میں شورش برپا کرادی اور اپنی طرف سے مدد دیکر محمد پاشا کو ناکام رکھا، سلطان نے جب دیکھا کہ پاشاے مذکور کمی فوج سے مجبور رہے تو اُسے تازہ کمک بھیجدی اور آخرالامر شاہ اسمٰعیل کے مقرر کردہ امیر کُردستان استاجلو محمد خاں کے بھائی کی فوج میں عثمانی سپاہ سے شہر قوچ حصار کے نزدیک مقابل ہوئیں اور سخت خونریزی کے بعد شاہ اسماعیل کی فوج برباد ہوکر فرار ہوئی - اور قرہ خاں جو فوج ایران کا افسر تھا مقتول ہوگیا امراے کردستان نے دیکھا کہ ہم سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوامی مقابلہ نہیں مول لے سکتے اور ہمارا مددگار خود اُس کے ہاتھوں کُچل گیا ہے تو اُنہوں نے دولت علیہ کا غاشیہ اطاعت دوش جان پر اُٹھالیا اور محمد پاشا کی فوجی جنگی قابلیت اور مولیٰ ادریس کی تدبیر ملکداری نے مل ملاکر اِس عظیم الشان اور ناقابل فتح علاقہ کو سلطانی مقبوضات کا جزو بنادیا - کردستان پر فتح حاصل ہوگئی تو سلطان نے چند دوسری افسروں کو تہوڑی تہوڑی فوج دیکر ملک ایران کے بعض علاقوں کی فتح پر مامور کردیا اور خود آستانہ کیطرف واپس چلا - اِدہر چند ہی دنوں میں بیقلی محمد پاشا نے دیار بکر وغیرہ کے صوبہ پر اور خسرو پاشا نے خرتوط کے علاقہ پر تسلط کرلیا ❖

سلطان سلیم نے واپسی دارالسلطنت کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ فوجی حالت کی تحقیقات تھی اور نظام سپاہ کی تبدیلی - کیونکہ جنگ ایران کے اثناء میں سپاہیوں کی مغرورہ پشتی دیکھکر آئندہ اُسکا مناسب انتظام کرنا لازمی ہوگیا تھا - اُسنے ینی چری سپاہ کے بہت سے افسروں کو بدلدیا اور سلطانی

محل کے خادموں میں سے جن لوگوں کی عقیدتمندی پر پورا بھروسا تھا اُنکو ینی چری سپاہ کا افسر مقرر فرمایا، پھر ان فوجوں کی ایک اعلیٰ جنگی مجلس قرار دی جسکا نام دیوان آغا رکھا اور ہر ایک رسالہ کے چند جنگی ممبر منتخب کئے گئے جو فوجی امور میں مہارت رکھنے کیلئے مشہور تھے۔ سلطان سلیم نے صرف برّی فوجوں ہی کی درستی پر بس نہیں کیا بلکہ بحری قوت کو بھی مستعدی کے ساتھ اسقدر بڑھا لیا کہ اُسوقت کی دو یورپین بحری قوتوں بندقیہ اور اسپین کی مجموعی طاقت سے اکیلی ٹرکی بحری طاقت مقابلہ کر سکتی تھی، کپتان جعفر بک جو ایک تجربہ کار بحری افسر تھا اُس کارخانے جہاز سازی کی توسیع پر مامور ہوا جو قاسم پاشا کے گھاٹ پر واقع ہے اور بہت سے بڑے بڑے جنگی اور باربرداری کے جہازات نئے تیار کئے گئے ÷

سلطان کے دارالخلافت میں واپس آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد بنادقہ ہنگری ایطالیا، اور، اسپین وغیرہ یورپین ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے سفیر دربار عثمانیہ میں قیمتی تحائف اور دوستانہ خطوط کے ساتھ ارسال کرکے سلطان سے صلح و امن قائم رکھنے کی درخواست کی اور چونکہ سلطان کو شاہ اسمٰعیل اور قانصوہ غوری، کی سرکوبی کے لئے کسی قدر فرصت مطلوب تھی اس لئے اُس نے اِن حکمرانوں کی درخواست بخوشی مان لی اور سفرائے دول مذکورہ کو نہائت اعزاز و تکریم کے ساتھ واپس کیا ÷

مصر پر عثمانیوں کا قبضہ

۹۲۲ —— ۹۲۳ھ

چرکسی خاندان کے بادشاہ جو مصر پر حکمران تھے اُنکے اور دولت علیہ کے مابین ناچاقی پیدا ہونے کے اسباب اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حکمران ٹیونس اور علماء کرام کی کوششوں سے اِنکے باہم صلح و صفائی نہ ہو جاتی

توغالباً سخت خونریزی ظہور میں آتی، مگر جبکہ سلطان سلیم نے حکومت ذی القدریہ کا خاتمہ کردیا جو مصر اور ٹرکی کے مابین حد فاصل آزاد علاقہ اور شر و فساد کا مخزن تھا تو ملک اشرف فرمانروائے مصر کو اس امر سے نہایت تردد پیدا ہوا اور اُس نے سلطان سلیم سے کہلا بھیجا کہ اس سرحدی علاقہ کا بدستور آزاد رکھنا ضروری ہے ورنہ نتیجہ ٹھیک نہ ہوگا، سلطان ایسی گیدڑ بھبکیوں میں کب آنے والا تھا اُسنے ملک اشرف کو نہائت سخت جواب دیا اور علاؤ الدولہ کا کٹا ہوا سر بھی اُسکے پاس بھجوا دیا۔ جسکو دیکھکر غوری نے حد سے زیادہ پیچ و تاب کھایا اور فوجی تیاریوں میں مصروف ہوگیا اُسنے اسمٰعیل شاہ صفوی اور حسن اوزون کو بھی جو دولت علیہ کے ہاتھوں چوٹ کھا چکے تھے اُبھار کر اپنے ساتھ ملالیا اور اس طرح ہر طرف سے سلطنت عثمانیہ کو مشکلات میں ڈالنے کا سامان کرلیا۔

سلطان سلیم کا قصد تو پہلے ہی سے یہ تھا کہ مصر کو جس طرح بنے فتح کرنا چاہیئے اور اب ان خبروں کے موصول ہونے کے بعد وہ بالکل تیار ہوکر فوجی تیاریاں مکمل کرنے لگا لیکن دور اندیشی کی راہ سے بظاہر ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ بتایا کرتا حالانکہ دل میں مصر کی خبر لینے کا مصمم قصد جاگزین تھا، سلطان نے وزیر اعظم سنان پاشا کو چالیس ہزار چیدہ فوج دیکر بطور ہراول قیصریہ کی سمت کو روانہ کیا اور اُس کے بعد خود بنفس نفیس ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کی جمعیت سے مع کئی ایک توپخانوں اور بہت کچھ سامان حرب و ضرب کے دار الخلافت سے کوچ کیا۔ سلطان نے پہلے مولیٰ رکن الدین قاضی عسکر رومیلیا اور قرہ جا پاشا دو معتمد درباریوں کو بطور سفیر ملک اشرف کی طرف روانہ کردیا تاکہ وہ اُسکی حالت اور فوجی طاقت کا بخوبی اندازہ کرآئیں، اور اپنے بعد ایڈریانوپل کی حکومت اپنے فرزند امیر سلیمان کو اور آستانہ علیہ کی نیابت وزیر پیری پاشا کو سپرد کرکے اُنہیں محافظت امن کی تاکید کردی، علاوہ مذکور تعداد کی بڑی سپاہ کے سلطان نے کپتان جعفر بک کی سرکردگی میں ایک زبردست بیڑہ جنگی جہازوں کا شہر اسکندریہ کیطرف بھی روانہ کردیا۔

سلطان اشرف غوری سلطان سلیم کی فوجی تیاریوں کی خبر پاکر سہم گیا تھا کہ ضرور

یہ مجھی پر حملہ آوری کی تیاریاں ہیں اور جب عثمانی بیڑہ جہازات اسکندریہ کے سامنے
آگیا تو اُسکو اور بھی یقین ہوگیا کہ بس مجھی سے جنگ ٹھنیگی۔ اسلیئے اس نے بہت جلد اپنی
فوج کو تیار کر کے عظیم الشان جمعیت کے ساتھ شہر حلب کا رُخ کیا اور ہر طرف ترکی سپاہ
کی خبر لانے کیلئے جاسوس اور دیدبان چھوڑ دیے گئے، شاہ اسمٰعیل صفوی اور امیر
اوزون حسن کو بھی لکھا کہ اب وقت امداد ہے تم اپنی اپنی سمتوں سے دولت عثمانیہ پر
دباؤ ڈالو۔ جب غوری حلب میں پہنچگیا تو سلطان سلیم کے دونوں سفیر اُسکے دربار میں
حاضر ہوئے لیکن اُس نے انکو قید کرلیا اور چند روز زندان کی ہوا کھلا کر پھر آزادی دیدی
اور انکو رضی بنا کر واپس کیا، ان سفیروں کو واپسی میں سلطانی لشکر بوجاق درہ کی
قریب ملا اور سلطان نے اُن سے تمام حالات معلوم کر کے اپنی سپاہ کو جنوب کی سمت
رُخ کرلینے کا حکم دیا کیونکہ وہ پہلے شاہ اسمٰعیل کی خبر لینا چاہتا تھا اور اُسکے بعد مصر پر حملہ
کرنیکا عازم تھا مگر اب پہلے مصر پر حملہ کرنے کی پختہ رائے قائم کرلی اور عثمانی افواج قاہرہ
یلغار کرتی ہوئی مصر کی طرف بڑھیں، جسوقت سلطانی لشکر شہر عینتاب پر پہنچا تو وہاں کے
مصری حاکم یونس بک نے طالب امان ہو کر متابعت قبول کرلی اور سلطان نے اُسے
رہبر بنا کر قطع مسافت کرتے ہوئے شہر حلب کا رُخ کیا۔ یہاں تک کہ ۲۶ رجب ۹۲۲ھ
ہجری مطابق ۲۴ اگست ۱۵۱۶ء کو عثمانی فوجیں مرج وابق کے میدان میں پہنچگئیں
جو شہر حلب سے قریب ہے اور وہیں غوری کی افواج سے مقابلہ ہوا، نہایت شدید
اور خونی معرکہ کے بعد ترکوں نے فتح پائی اور مصری سپاہ نے فاش ہزیمت اُٹھائی۔
ملک اشرف غوری اسی میدان میں مقتول ہوا اور بہت سے اُسکے اُمرا بھی اسی میدان
میں کام آئے۔ سلطان سلیم نے غوری کا تمام مال و خزانہ اور اسباب حرب و ضرب
غنیمت میں حاصل کیا اور پھر شہر حلب میں داخل ہو کر وہاں کے خزائن و اموال پر بھی
دست تصرف رکھا، یہی ایک میدان کی فتحیابی اُس کے لئے کافی ہوگئی اور پھر معمولی
طور سے چند دنوں میں حماۃ اور حمص کے شہر بھی لیلئے، اور دمشق شام پر بھی نہایت
آسانی سے قابو ملگیا جسکے ساتھ ہی عرب اور دروز کے جسقدر شیوخ قبائل تھے وہ سب

سلطان کی متابعت میں داخل ہو گئے ٭

سلطان سلیم نے چار مہینے کے قریب ملک شام میں قیام رکھا اور وہاں کی انتظامات سے فارغ ہوا تو پھر جنوبی سمت ملک مصر پر پیشقدمی شروع کردی۔ راستہ میں بیت المقدس اور غزّہ کو فتح کرتا ہوا اور یہاں کے والی جانبردی غزالی کو ساتھ لیتا ہوا حدود مصر کی طرف جا رہا تھا کہ اُسے جنگی کونسل کرکے اُن سے مشورہ لینے کا خیال آیا۔ مجلس مرتب ہوئی اور تمام وزیروں اور سپہ سالاروں نے ایک زبان ہو کر فتح مصر کی ضرورت پر زور دیا، چنانچہ افواج قاہرہ کو آگے بڑھایا گیا اور العریش کے صحرا میں پہنچکر یہ خبر ملی کہ قانصوہ غوری کے بعد مصر کے تخت پر طومان بائے نے جلوس کیا ہے اور وہ ترکی سپاہ سے دوچار ہونے کیلئے افواج تیار کر رہا ہے تاکہ عثمانیوں کو مصر کے علاقہ میں داخل ہونے سے روکے۔ سلطان نے اُس سے کہلا بھیجا کہ کیوں سرکشی کرتا ہے اگر ترکی اطاعت مان لے تو بدستور حاکم مصر قائم رہیگا اور صرف سلطانی سکہ وخطبہ اپنے ملک میں رائج کرنے پر حکومت وعزت کے ساتھ زندگی بسر کریگا۔ طومان بائے نے سلطانی پیام کو منظور نہیں کیا۔ اور ۲۹ ذی الحجہ ۹۲۲ھ کو مع اپنی افواج کے ایدانیہ نامی ایک مقام میں عثمانی لشکر کے مقابل آیا، جنگ چھڑ گئی اور طومان بائے کی سپاہ نے بہت کچھ جوہر جرأت دکھائے لیکن فتح وظفر نے ترکوں کا ساتھ دیا اور اقبال عثمانی طومان بائے کی ہزیمت کا موجب ہوا۔ طومان بائے کی ذاتی شجاعت اور اُسکے سپاہ کی بسالت میں کوئی کلام نہیں کیا جا سکتا لیکن آتشبار اسلحہ کی کمی نے اُسکو ناکام رکھا اس جنگ میں مصری سپاہی سنان پاشا ترکی وزیر اعظم کو گرفتار کر لیگئے تھے جسکو طومان بائے نے برکۃ الحج کے مقام میں قتل کرا دیا اور بھی کئی ترکی افسر مقتول ہوئے، سلطان سلیم نے مرحوم سنان پاشا کی جگہ یونس پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر مامور کیا اور عثمانی سپاہ ہزیمت یافتہ طومان بائے کی تلاش میں سرگرم ہوئی جسے آخر کار گرفتار کر لیا گیا کیونکہ وہ دوبارہ اپنی ہزیمت خوردہ سپاہ کو جمع کرکے عثمانی فوج پر حملہ آور ہوا تھا اس حملہ میں طومان کی شجاعت دیکھکر لوگوں کی عقل دنگ ہو گئی تھی اور آخرش جب وہ اسکندریہ کی طرف

بھاگا جا رہا تھا تو چند عربوں نے راہ میں اُسے پکڑ لیا اور سلطان کے دربار میں حاضر کر دیا سلطان نے پہلے تو اُسکو زندان میں بھجوا دیا اور پھر قید سے رہا کر کے دربار میں بُلایا اور اُس سے مملکت مصر کے متعلق بہت سے مفید سوالات کئے، سلطان کا ارادہ تھا۔ کہ طومان کو آزادی عطا کر دی جائے مگر دربار عثمانیہ کے امرا اور وزراء نے اس امر کے آئندہ خطرناک نتائج سوچھا کر طومان کو سولی دلوا دی، طومان کو شہر قاہرہ کے باب زویلہ پر سولی دیگئی اور علی بک ابن شاہسوار اُسکے سولی دینے کی نگرانی پر مامور ہوا ہوا تھا کیونکہ طومان نے اُس کے باپ کو چند روز قبل اسی مقام پر بر سرِ دار کھینچا تھا۔ طومان کے مرنے کے ساتھ ہی چرکس لوگوں یا برجی ممالیک کے خاندان حکومت کا خاتمہ ہو گیا جو (۱۳۹) سال تک مصر پر فرمانروا رہے تھے اور سلطان سلیم نے خیری بک کو جو شہر حلب پر منجانب غوری حاکم مقرر تھا مصر کا والی مامور فرمایا اور اُسے پاشا کا معزز لقب عطا کیا، کیونکہ خیری بک مملکت مصر کے حالات اور وہاں کی رعایا کے مزاج سے بخوبی آشنا تھا۔

طومان بائے کو قتل کرا دینے کے بعد سلطان سلیم قاہرہ میں داخل ہوا جو ملک مصر کا دار السلطنت تھا مدتہ اس سے پہلے وہ مع اپنی افواج کے جزیرہ روضہ میں فروکش رہا تھا۔ اور وہاں سے چند روز کیلئے شہر اسکندریہ کو جا کر جعفر بک کو اسکندریہ کا حاکم بنا آیا اور ایک معقول تعداد کے جہازات کا جنگی بیڑہ سواحل مصر کی حفاظت کیلئے جعفر بک کے پاس باقی رکھکر دوبارہ قاہرہ کو واپس آیا اور حکومت مصر کا نظام و قانون مرتب کرنے میں مصروف ہوا۔

سلطان سلیم کو مملکت مصر کے بارہ میں کئی طرح کے اندیشے تھے، اوّل خارجی دشمنوں کے حملہ کا خیال۔ دوم اندرونی بغاوت پھوٹ پڑنے کا خطرہ، اور سوم خود عثمانی اُمراء اور والیانِ مصر کی سرکشی اور خود غرضی کا تردد، اس لئے اُس نے اس ملک پر حکمرانی کرنیکا ایک ایسا خاص نظام و قانون مرتب کیا جو بظاہر تینوں مذکورہ بالا اندیشوں کے وقوع میں آنے سے محفوظ رکھ سکے اور کافی تعداد کی عثمانی سپاہ بھی وہاں متعین فرمائی

تشریح اس نظام کی یہ ہے کہ سلطان سلیم نے مذکورہ بالا خیری بک کو پاشا کا لقب عطا فرما کر مصر کا گورنر جنرل بنا دیا اور اُس کے بعد ملک مصر میں تین علیحدہ علیحدہ محکمے یوں قائم کئے - پہلی قوت پاشا کی تھی جو سلطانی احکام حکام و رعایا تک پہنچانے کا ذریعہ تھا اور اُن کے اجرا کا نگران، دوم طاقتِ فوجی - کیونکہ اُس نے قاہرہ اور تمام بڑے شہروں میں چھ ہزار سوار اور اسی قدر پیدل فوج بندوقوں سے مسلح مامور کر کے اُنپر اپنے ایک نامی سپہ سالار خیر الدین پاشا کو افسر مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ کبھی قلعہ سے باہر نہ نکلے خواہ کیسا ہی واقعہ کیوں نہ پیش آئے، ان فوجی دستوں کا فرض منصبی یہ رکھا گیا تھا کہ ملک میں امن و امان اور حفاظت نظام قائم رکھنے کیلئے کوشش کریں، کسی خارجی دشمن کے حملہ سے اُسے بچائیں اور خراج وصول کرنے میں مدد دیں، یہ فوجی فرقے حسب ذیل تھے، متفرقہ، چاوشیہ، شتر سوار، تفنگچی، ینی چری، اور، عرب، ہر ایک رسالہ اور پلٹن پر ایک ایک افسر آغا کے لقب سے ملقب مامور تھا اور اُس کے ماتحت افسر کنخیا، باش، اختیار، دفتر دار، خازندار، اور، روزنامی، ہوا کرتے تھے - ان مختلف افسروں کی جمعیت سے پاشا کی مجلس شوریٰ مرتب کیجاتی تھی جسکا نام دیوان تھا اور پاشا بغیر اس مجلس کی منظوری کے کوئی حکم نافذ نہیں کر سکتا تھا، اس مجلس کے ممبروں کو اختیار تھا کہ جب وہ پاشا کو خلاف اصول چلتے دیکھیں تو اُنسے کام سے معطل کر دیں یا اُسکی معزولی کی خواہش کریں، اور تیسری قوت ممالیک کی قائم کی جو اگلی دو مصری حکومتوں کے باقیماندہ افراد تھے اور چونکہ درحقیقت وہ پاشا اور سپہ سالار کے دونوں گروہوں سے مخالفت رکھتے تھے اس لئے گویا وہ دونوں فریقوں کی قوت کا پلہ برابر رکھنے میں کارآمد تھے اور ان تینوں متضاد قوتوں کی چشمک نے سب کے متحد ہو کر سلطان سے تمرد کرنیکا خطرہ بالکل دور کر دیا تھا، اور سلطان نے ملک مصر کو سات حصوں پر تقسیم کیا - ہر حصہ کا نام صنجقیہ اور اُس کے حاکم کا لقب صنجق مقرر فرمایا جسکو بک بھی کہا جاتا تھا - اور وہ دیوان مصر کے حکم سے متعین

ہوتا تھا اور امراے ممالیک کے زمرہ سے انتخاب کیا جاتا تھا غرضکہ اس تدبیر سے حکومت عثمانیہ نے مصر میں فساد و شورش برپا ہونے کا انسداد کرکے اُسے اپنے دائمی قبضہ میں رکھنے کا سامان کرلیا +

سلطان ابھی یہ انتظامات کر ہی رہا تھا کہ اُس کے پاس دار الخلافت سے بعجلت تمام طلبی کا پیام آیا اور وہ ۹۲۳ھ میں قانصوہ غوری کے بیٹے اور خلیفہ محمد متوکل علی اللہ عباسی اٹھارویں خلیفہ کو مع چند امانات نبویہ کے (جو اب تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں) لیکر مصر سے روانہ ہوگیا۔ اسکے ماسوا مصر کے خزانوں سے بہت کچھ نفیس سامان اور مال و دولت بھی اُس کے ہاتھ لگا تھا۔ جب سلطان سلیم شہر حلب کے نزدیک پہنچا تو صدر اعظم پیری پاشا اُس سے ملا اور خبر کی۔ کہ صفوی خاندان کے حکمرانان ایران حدود عثمانیہ پر فوجیں فراہم کر رہے ہیں سلطان نے یہ خبر سنکر سرعت کے ساتھ صدر اعظم کو مع افواج ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کردیا مگر صدر اعظم کو ایرانی سرحدوں سے عبور کرنے کے بعد پتا ملا کہ شاہ اسمٰعیل خراسان کی طرف پسپا ہوگیا ہے اور اُس نے تعاقب کو ناپسند کرکے چند روز ایرانی علاقہ میں رہنے کے بعد عثمانی ممالک میں رجعت کی +

اسلامی خلافت کا سلاطین آل عثمان کے پاس منتقل ہونا۔

۹۲۲ھ۔ قدیم الایام سے زرخیزی اور سیر حاصل ہونے میں مشہور ملک مصر کا دولت عثمانیہ علیہ کے ہاتھ آنا بہت سے فوائد کا موجب ہوا اور اس سے قومی اور ملکی عظیم الشان منافع حاصل ہوئے۔ سلطان سلیم کی خوش قسمتی سے جب وہ مصر میں تھا تو ابی البرکات شریف مکہ کا بیٹا وہاں آیا اور نہایت مسرت کے ساتھ اُس نے حرمین شریفین کی کنجیاں سلطان کو تفویض کرکے اپنے باپ شریف مکہ

کی طرف سے اُسے فتح مصر کی مبارکباد دی، اسکے بعد سے جسقدر مسجدوں میں سلطان کے نام کے خطبے پڑہے جاتے تھے انمیں حامی دین خادم الحرمین الشریفین کے لقب کا اور بھی اضافہ ہوگیا اور جب وہ قسطنطنیہ کو واپس آتے ہوئے مصر سے متوکل علی اللہ آخری عباسی خلیفہ کو ہمراہ لایا تو اُس نے عہدہ خلافت بھی سلطان سلیم کو دیدیا اور اسی وقت سے اسلامی خلافت کا شاندار رتبہ سلاطین آل عثمان کے قابو میں منتقل ہو گیا، اور مصر ہی کے زمانہ قیام میں امیر خیر الدین باربروسا مشہور مسلمان بحری فاتح نے سلطنت عثمانیہ کی اطاعت مانکر ملک بربر کو بھی عثمانی ملکت کا جزو بنادیا۔

اس عظیم المرتبت سلطان پر جراکسہ کی حکومت برباد کردینے کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ اس لئے قابل وقعت نہیں کہ دولت علیہ نے اپنے بچاؤ اور حفاظت خود اختیاری کے واسطے مجبوراً ممالکت مصر پر حملہ کیا تھا یونہی خواہ مخواہ فاتح بننے کیلئے نہیں چڑھ دوڑا تھا چنانچہ اُس نے مصر کے خزائن سے کوئی بہت بڑی دولت نہیں نکالی۔ اور نہ جراکسہ کو بالکل معدوم کر گیا بلکہ اُنکو ملک کے عہدہ ہائے حکومت پر مامور رکھا۔ اور صرف چھ ہزار ترکی سپاہ اس ملک میں متعین کی تاکہ امن وامان بحال رکھا جائے، ہاں یہ ضرور ہے کہ فاتح ہونے کی حیثیت سے اُسنے بعض نادر تحائف اور امانات متبرکہ نبویہ پر قابو کرلیا اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہوسکتا، علاوہ بریں یہ کتنا بڑا فیاضانہ کام اُس کے ہاتھوں سے ہوا کہ اُس نے باوجود علماء کے فتوے دینے کے قدیم اوقاف پر ہاتھ نہیں ڈالا بلکہ اُور اُس میں اضافہ ہی کر گیا، غرضکہ مفصل تواریخ کے مطالعہ سے ہمکو اُسپر اعتراض کرنے کی ذرا بھی گنجائش نہیں ملتی مگر یہ کہ ہٹ دھرمی سے کام لیا جائے تو یہ اور بات ہوگی۔

اس عظیم الشان سلطان کے آخری عہد میں توقات کی سرزمین میں ایک شخص شیخ جلال نامی مدعی مہدویت ہوا اور سلطانی فوجوں نے اُس کی قوت توڑ کر منتشر کردی جو بیس ہزار جمعیت سے زائد ہوگئی تھی۔ پھر بھی ممالکت اناطولیا میں اُس کے پیروؤں کی ایک جماعت باقی رہگئی جسے جلالیہ کہتے ہیں، اور ایک دوسرے شخص نے

شہزادہ مراد ابن سلطان احمد ہونے کا دعوے کیا۔ وہ بھی ترکی سپاہ کے ہاتھوں پامال ہوگیا +

بیت المقدس کا متبرک مقام امرائے ممالیک فرمانروایان مصر کے قابو سے نکلکر عثمانی قبضہ میں چلا گیا تو دول فرنگ نے عیسائی زائرین کے وہاں جانے کیواسطے سلطان سلیم سے بھی اجازت لینے کا سامان کیا اور اسپین کا سفیر قیمتی تحائف لیکر دربار عثمانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے قدیم شرائط پر جو مصر سے طے پائے تھے یہ درخواست منظور کرلی اور وہ شرط یہ تھی کہ سالانہ کوئی مقدار ٹکس کی دول فرنگ سے وصول کرلیجاتی تھی +

سلطان سلیم خاں کی یہ بڑی آرزو تھی کہ سلطنت صفویہ کا نشان مٹادے۔ تاکہ اُس کے شرارت و مفسدہ پردازی سے بالکل نجات ملجاوے۔ مگر وزیروں نے اسکو ادہر سے الگ رکھکر جزیرہ روڈس کی فتح کو بہتر بتایا۔ سلطان اُن سے کہتا تھا۔ کہ لوٹیرے چوروں کا ایک جزیرہ چھین لینے کے بجائے مجھکو وسیع اور زرخیز ممالک کی فتح کا خیال اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اب میرا وقت داربقا کی طرف جانے کا قریب آگیا۔ ۹۲۶ھ میں وہ ایک جرار لشکر جلو میں لیکر شہر ایڈریانوپل کو جانے کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور راستہ ہی میں وفات پائی، خدا مغفرت کرے یہ سلطان بڑا عالی حوصلہ، بلند ہمت، عقلمند، دوراندیش، قوی دل، صاحب علم، صاحب قدرت، اور ارادہ کا پکا تھا، دل میں جو کچھ ٹھان لیتا اُسے انجام دیکر رہتا۔ اُس نے اپنے اوضاع واطوار سے ثابت کردیا تھا کہ قرون اولیٰ کے مجاہد سپہ سالاران موسیٰ بن نصیر اور عبدالرحمٰن الغافقی جو آرزو دل ہی میں لئے ہوئے چلے گئے ہیں اُسے پوری کرلونگا یعنی بحرابیض متوسط کو اسلامی مقبوضات میں داخل کرکے تمام متفرق مسلمان حکمرانوں کو اتحاد وارتباط باہمی کی مضبوط رسیوں سے جکڑ دونگا اور اگر خداوند کریم اُس کی اس مبارک آرزو کو بر آنیکا موقع دیتا تو غالبًا اُس نے ایسا کرکے دکھا دیا ہوتا۔ سلطان سلیم شاعر بھی تھا اور ترکی، فارسی، اور عربی ازبانوں میں عمدہ نظم



سلطان سلیمان خان اول (۱۵۲۰ سنهٔ ۱۵۶۶ سنهٔ)

متعلق حالات ذهنی سلطان مقابل صفحه (۱۳۵)

لکھ سکتا تھا۔ اُسکا یہ بھی خیال تھا کہ بحر ابیض متوسط کو ایک نہر کے ذریعہ سے جزنائے سوئیس میں ہوکر نکالی جائیگی ملادے یعنی نہر سوئیز جو اب تیار ہوئی ہے اسکے کھدوانے کا شائق تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ترکی جنگی جہازات کے بیڑے ہندوستان کے مغلیہ خاندان کے حکمرانوں پر حملہ آور ہونے کیلئے بھیجنے کا خواہاں تھا تاکہ تیمور لنگ نے ترکوں سے جو سلوک کیا ہے اُسکا بدلہ اُسکی ذریت سے لے سکے۔

---

(۱۰) السلطان الغازی سلیمان خان قانونی

۹۲۶ ——— ۹۷۴ھ

اِس عظیم الشان سلطان اور جلیل القدر حکمران کی ولادت ۹۰۰ھ میں ہوئی تھی، اور اسکے عہد میں دولت عثمانیہ عروج وکمال کے بلند ترین زینوں پر پہنچ گئی تھی۔ جسوقت سلطان سلیم نے دنیا سے رحلت کی۔ یہ شہزادہ ولایت صاروخان میں برسر حکومت تھا۔ وزراء اور ارکان سلطنت نے سلطان کی وفات مخفی رکھکر اسکو خفیہ اطلاع دی اور یہ دار السلطنت میں آگیا تو ارکان مملکت اور سپہ سالاران فوج نے پرشوکت استقبال کرکے مبارکباد تخت وتاج عرض کی اور ینی چری فوج معمولی انعام کی خواہاں ہوئی، تخت نشینی اور نذریں لینے کا دربار ہوچکا تو ماتم پرسی کا دربار منعقد ہوا اور اپنے بزرگوار باپ کی لاش منگواکر بڑے شان وشوکت کے ساتھ دفن کی پھر اُسکے مزار پر ایک عظیم الشان جامع مسجد اُسی کے نام سے بنوائی جو اب تک قسطنطنیہ کی سب سے بڑی مسجد شمار ہوتی ہے۔

سلطان سلیمان خان نے تخت سلطنت عثمانیہ پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے ایسے قوانین تیار کرنے پر توجہ کی جو حکومت کی بیخ وبنیاد کو مستحکم بنائیں، اور اسی کے ساتھ بحری سپاہ کی ترتیب اور بحر اسود اور بحر روم کے جنگی بیڑوں کی تقویت کا بھی پوری طرح خیال رکھا۔

ملک شام کے گورنر جانبرد غزالی کو سلطان سلیم خان کی خبر وفات معلوم ہوئی۔ تو اُس نے اپنی مفسدانہ آرزوؤں کے برلانیکا اچھا موقع سمجھکر فساد برپا کردیا اور دمشق کے قلعہ پر قابض ہوکر اور بھی متعدد مقامات پر تسلط کردیا، پھر اُس نے خیر بک پاشا کو جو مصر پر حاکم تھا خطوط بھیجکر اپنا شریک بنانا چاہا اور لکھا کہ نئے سلطان کے جلوس سے سلطنت کا نظم ونسق خلل پذیر ہو رہا ہے ایسے وقت میں جوکچھ کرنا ہے کرلو۔ خیر بک نے اُسکو تو کچھ فریب آمیز جواب لکھدیا اور اُس کے خطوط مع اپنے عرائض کے بارگاہ سلطانی میں ارسال کردئے۔ سلطان سلیمانخان بکمرام غزالی کی شرارت معلوم کرکے سخت غضبناک ہوا اور فوراً وزیر فرہاد پاشا کو معقول تعداد جرار فوج کی دیکر اُسکی سرکوبی پر مامور کیا جو بالآخر ۹۲۷ھ میں مقتول ہوا اور اسکا سر دارالخلافت میں لایا گیا۔ سلطان نے غزالی کی جگہ ایاس پاشا کو ملک شام کا گورنر مقرر کیا۔ اور فرہاد پاشا کو حکم ملا کہ اب شاہ اسمٰعیل کی خبر لینے کیلئے مشرقی حدود مملکت کا رُخ کرے کیونکہ شاہ مذکور آئے دنوں مملکت عثمانیہ کے حدود پر چھاپے مارکر عثمانی رعایا کو تنگ وبرباد کررہا تھا۔

اسی اثناء میں سلطان ممدوح نے ایک معتمد ایلچی شاہ ہنگری کے پاس بعض معاملات پر گفتگو کرکے اُنکا مناسب تصفیہ کرنے کے لئے ارسال کیا تھا مگر شامت زدہ شاہ ہنگری نے سلطانی سفیر کو قتل کردیا اور سلطان اُسکی گوشمالی کیلئے آمادہ ہوگیا۔ رومیلیا کی سپاہ کو تیار رہنے کا حکم ملا اور ایک بھاری فوج وزیر احمد پاشا کے زیر ماتحتی بطور ہراول روانہ کرکے خود بنفس نفیس باقی سپاہ کو جلو میں لئے ہوئے ایڈریانوپل سے نکلکر ہنگری کے جانب چلا۔ سپہ سالار پیالی بک کو ملک کرواسیا پر حملہ کرنے اور خسرو بک محافظ سمندرہ کو بلگریڈ کا محاصرہ کرنے کے احکام دئے گئے۔ اور محمد بک ابن میخال کو ٹرینسلونیا کے صوبہ پر تاخت لانے کا اشارہ ہوا۔ اسکے بعد احمد پاشا نے قلعہ بکورڈنس اور پیری پاشا صدر اعظم نے قلعۂ زیمنی کو فتح کرکے سرم کا خطہ بزور شمشیر مملکت عثمانیہ میں شامل کرلیا اور خود سلطان بذات خاص بلگریڈ کے محاصرہ میں شریک ہوا۔ دو مہینہ کے حصار کے بعد سُرنگوں کے ذریعہ سے اس مستحکم قلعہ کی دیواریں ڈھاکر ۹۲۷ھ میں سلطانی سپاہ شہر میں داخل ہوگئی

اور سلطان نے اُس کے ایک بڑے گرجا میں نماز جمعہ پڑھی جو بعد کو مسجد بنالیا گیا۔ نہر بلگرید ہنگری والوں کا سب سے مستحکم مقام تھا جو عثمانی فوجوں کو دریاے ڈینیوب سے اُس طرف بڑھنے سے مانع آتا تھا، سلطان نے اِس شہر کو فتح کرلیا تو شاہان یورپ کو اسکی خبر ارسال کی اور اُسے سمندرہ کی صنجقیہ سے ملا دیا جو پھر بعد میں ولائت بوسنیا کا تابع ہوگیا۔ اور اسی عرصہ میں عثمانی فوجوں نے ہنگری کے قلعہ جات، اسلانقمش، قونک، ایق، اور، ابرشوہ، پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور ان امور سے فراغت پاکر سلطان سلیمان خان مظفر و منصور دار الخلافت عثمانیہ میں واپس آیا۔ جب سلطان استنبول میں واپس آگیا ہے تو بنادقہ، اور، راگوزا، کی جمہوری حکومتوں نے اپنے سفیر ارسال کرکے سلطان کو مبارکباد دی، اور وسیلی زار روس نے مبارکباد کے ساتھ یہ درخواست بھی کی کہ دونوں سلطنتوں کے مابین ایک معاہدۂ امداد باہمی تحریر ہونا چاہئے تاکہ بوقت ضرورت ایک کو دوسری سے مدد ملے مگر سلطان نے اِس درخواست کو مسترد کردیا۔

۹۲۸ھ میں سلطنت عثمانیہ اور بنادقہ کی جمہوری حکومت کے مابین ایک تجارتی معاہدہ تحریر ہوا جسمیں اگلے عہدناموں کی تائید کے علاوہ اسقدر مزید امور بھی تھے کہ جمہوریۂ مذکور کے سفیر مقیم آستانہ کو ہر تیسرے سال تبدیل کردیا جائیگا، اور وہ سفیر اپنی رعایا کے حق ترکہ کی سماعت کرسکیگا، اور جب اُس کی رعایا کے خلاف ترکی محکموں میں کوئی معاملہ پیش ہوگا تو وہ اپنا ایک ترجمان سماعت روداد کے لئے ارسال کیا کریگا، اور جو رقم سالانہ اِس جمہوری حکومت کی طرف سے دولت علیہ کو دیجاتی ہے اُسمیں سے دس ہزار ڈوکٹ جزیرہ قبرص کا خراج اور پانچسو ڈوکٹ جزیرہ زنٹہ کے خراج میں محسوب و متصور ہونگے۔ اِس معاہدہ کو یوں بہت بڑی اہمیت حاصل ہوئی کہ دولت علیہ کے قلمرو میں غیر ملکی لوگوں کو خصوصیتیں عطا ہونے کی بنیاد اسی وقت سے قائم ہوئی +

۹۲۸ھ میں سلطان کو اطلاع ملی کہ جزیرہ روڈس کے بحری رہزنوں نے عثمانی تجارتی جہازات پر حملہ کرکے بہت سخت نقصانات پہنچائے ہیں اور کئی ایک جہازات گرفتار بھی کرلئے تو اُسکو سخت رنج ہوا اور اسکے علاوہ مصر کے فتح ہوجانے کے بعد اِس جزیرہ

اس کی اہمیت یوں اور بھی بڑھ گئی تھی کہ ترکی علاقہ جات بحری کے قریب ہی مخالف اور دشمن ملکوں کے جنگی بیڑوں کی ایسی خطرناک جائے پناہ کا باقی رکھنا خلاف اصول تھا۔ اسلئے سلطان نے یورپ کی سلطنتوں کو اپنے اندرونی جھگڑوں میں پھنسا ہوا دیکھکر موقع کو غنیمت سمجھا اور ترکی جنگی بیڑہ کو اسپر حملہ آوری کا حکم دیدیا۔ کیونکہ اُن دنوں فرانس کے حکمران آپس میں کٹ مر رہے تھے، پوپ رومیہ لوتھر سے آویزش میں مصروف تھا جو جرمنی باشندہ اور مذہب پروٹسٹنٹ کا بانی تھا اور ہنگری میں اندرونی شورش کا زور تھا +

فتح جزیرہ روڈس ۹۲۹ھ

سلطان کی جنگی تیاریوں کی خبر پھیلی تو جزیرہ روڈس کے نائٹوں کا افسر ویلی ڈولیل آدم انجام بد سے خائف ہوا اور اُس نے سلطان کو پیام بھیجا کہ وہ حسب معمول ادائے خراج کے لئے تیار ہے مگر دل میں یہ کھوٹ تھی کہ سلطان کچھ دن اس طرح صبر کرے تو یورپ کی مدد منگا کر پھر سرکشی دکھائیگا۔ سلطان نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اپنا سب مال و اسباب اور جو لوگ تمہارے ساتھ رہنا چاہیں اُنکو لیکر جزیرہ سے نکل جاؤ تو کیا مضائقہ ہے اور جب یہ بات اُسنے منظور نہ کی تو ترکی بیڑہ ۹۲۸ھ میں خلیج گلیپولی سے روانہ ہوا جسمیں (۳۰۰) جنگی اور (۴۰۰) بار برداری کے چھوٹے بڑے جہازات تھے محاصرہ کی قلعہ شکن توپیں اور دیگر سامان حرب و ضرب خوب کثرت سے فراہم کرلیا تھا اور دس ہزار جنگجو بری فوج زیر کمان وزیر دوم داماد مصطفےٰ پاشا کے اسپر ارسال ہوئی تھی، بیڑہ کی کمان کپتان پیلاک مصطفےٰ پاشا کے ہاتھوں میں تھی۔ اس بیڑہ کی روانگی کے بعد خود سلطان بنفس نفیس بھاری فوجی جمعیت لیکر خشکی کے راستہ سے بندرگاہ مرمریس کیطرف چلا جو جزیرہ روڈس کے مقابل واقع ہے تاکہ وہاں سے حملہ آور فوج کو مدد دے سکے۔ ترکی بیڑہ جزیرہ کے ساحل پر پہنچگیا اور اُسکے سامنے گشت لگانے پر روانہ ہوا، جسوقت ترکی جہازات مقام جم بانچہ کے پاس سے بسرعت گزر رہے تھے

محافظان جزیرہ نے اُنپر گولہ باری بھی کی لیکن کوئی ضرر نہیں پہنچا کیونکہ وہ ساحل سے بہت قریب تھے اور جزیرہ والوں کو اس طرف متوجہ پاکر باقی جہازوں نے بندرگاہ اوکوز بورنو پر فوجیں اور سامان محاصرہ وغیرہ اُتار دیا اور ترکی سپہ سالار نے شہر روڈس کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو ترتیب دینا شروع کردیا۔ مصطفےٰ پاشا محاصرہ کی تیاریاں کرہی رہا تھا کہ بندرگاہ مرمریس کے ساحل پر سلطانی سپاہ کا نشان ہوا میں لہراتا ہوا نظر آیا اور کپتان بیلاان نے خالی شدہ جہازوں کو بھیجکر سلطان کے مع سپاہ جزیرہ تک تشریف لانیکا سامان کیا۔ سلطان نے جزیرہ میں آکر نائٹوں کے قلعہ کی مضبوطی اور آراستگی کا معائنہ کیا تو بذاتِ خاص محاصرہ کی تجویزیں کیں اور خشکی و تری دونوں سمت سے اس قدر سخت گھیر ڈالا کہ اہل قلعہ گھبرا اُٹھے۔ پھر بھی اُنہوں نے بے حد جرأت کے ساتھ مدافعت کی۔ اور باوجود اس کے کہ سلطان نئی نئی تدبیروں سے محاصرہ کو سخت کرتا جاتا تھا سات مہینے تک نائٹوں نے اپنی مدافعت کا پہلو کمزور نہونے دیا۔ قلعہ شکن توپوں نے بارہا اُن کے برج دیوارے ڈھا دئیے اور اُنہوں نے رات کی مہلت میں دوبارہ درست کر لئے لیکن آخر یہ خیال کر کے کہ سلطان بغیر فتح حاصل کئے واپس نہوگا اور یورپ سے مدد نہ آج آتی ہے اور نہ کل۔ تو اُنہوں نے سلطان سے امن طلب کیا اور قلعہ سپرد کردینے پر راضی ہوگئے، ترکوں کے جہازات اور افواج نے حملہ کرنا بند کردیا اُوا زغرجی پاشا ینی چری سپاہ کا افسر اُن سے شرائط تسلیم طے کرنے کو گیا، پھر اسی اثناء میں قلعہ والوں نے دیکھا کہ چند یورپ کے جہازات اُنکی امداد کو آگئے ہیں تو وہ قوی دل ہوکر پلٹ پڑے اور بچاؤ کرنے کی صلاح پر کاربند ہوگئے۔ ترکوں نے یہ حالت دیکھی تو پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ محاصرہ اور ہجوم شروع کردیا اور قلعہ والوں کو اپنے منصوبے خاک میں ملجانے کا یقین ہوچلا جس سے وہ بیحد نقصان اُٹھانے کے بعد طالب امان ہوئے اور خود اُنکا افسر لابری آدم سلطانی خیمہ میں شرائط طے کرنیکو حاضر ہوا۔ منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ تھی کہ تمام نائٹ امیر صرف اپنا خاص اسباب اور اپنے متعلقین کو لیکر جزیرہ چھوڑ دینگے

معاہدہ صلح تحریر ہونے کے بعد سلطان نے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا، اور ہفتم صفر ۹۲۹ھ کو سلطانی فوجیں اُنمیں داخل ہوئیں، نائٹوں نے جزیرہ مالٹا کا رُخ کیا۔ اور سلطان نے اہل جزیرہ کو ادائے فرائض مذہبی کی پوری آزادی عطا کر کے وہاں امن و امان قائم فرمایا ✦

فتح روڈس کا تکملہ ہو جانے کے بعد سلطان نے ترکی بیڑوں کے چھوٹے چھوٹے حصے قریب کے جزائر پر ارسال کئے اور چند دنوں کے عرصہ میں کپتان قرہ محمود نے ہلکہ اور انجیرمی دو جزیرے فتح کر لئے جو روڈس کے ساتھ بالکل متصل تھے اور اسکے بعد استانکوئی اور تخناتو نامی دو جزیرے بلاجنگ و جدال عثمانی متابعت کیلئے راضی ہو گئے۔ پھر سلطان سلیمان خان بڑے تزک و احتشام کیساتھ فتح و ظفر کا پرچم اُڑاتا ہوا دار الخلافت قسطنطنیہ کو واپس گیا ✦

سلطان نے اپنے روڈس کی طرف روانہ ہونے سے قبل فرہاد پاشا کو صوبہ اناطولیا کی عثمانی سرحدات ملحقہ ایران پر اسلئے مامور کیا تھا کہ شاہ اسمٰعیل کے اچانک حملوں کی مدافعت کیجا سکے، پاشائے مذکور نے اپنی خدمت نہائت لیاقت و خوبی سے انجام دینے کے علاوہ علی بک بلاد ذی القدریہ کے امیر کو بھی مغلوب بنا لیا، اور اُسے مع اُس کے گھر کے والوں اور بچوں کے دار فنا کا رہسپر بنا کر سلطنت عثمانیہ کو اُس کے شر و فساد سے مامون بنا دیا، سلطان سلیمان خان کو پاشائے موصوف کی حسن خدمت گزاری بیحد پسند آئی اور اُس نے وزیر فرہاد پاشا کے مراتب بہت بڑھا دئیے جسپر اَور درباری امیروں کو رشک آ گیا اور اُنہوں نے بعد میں سلطان کے کان بھر کر اُسے فرہاد پاشا کی طرف سے اسقدر بدظن بنایا کہ آخر سلطان نے اُس کے قتل کا حکم دیدیا اور یہ نمک حلال و خیراندیش وزیر اس طرح اپنے خدمات کے جائز صلوں سے محروم رہا۔ پھر سلطان سلیمان نے حاکم مصر کو تاکیدی حکم بھیجا کہ اسکندریہ کے کارخانہ جہاز سازی میں کافی تعداد کے جنگی جہاز بنوا کر اتنا زبردست بیڑہ تیار کرے جو بحر احمر کے سواحل کی بخوبی حفاظت کر سکے ✦

فتح روڈس کے زمانہ میں سلطان کو اُدھر مصروف دیکھکر لوئس دوم شاہ ہنگری نے یہ موقع غنیمت شمار کیا اور رومیلیا کے ترکی حدود پر غارتگری آغاز کردی گرنگیبولی اور سمندرہ کی ترکی افواج نے اُسکی بروقت روک تھام کی۔ لیکن سلطان نے روڈس سے واپسی کے بعد شاہ ہنگری کو اس شرارت کا مزہ چکھانا چاہا اور ۹۲۲ھ میں زیرکمان صدر اعظم ابراہیم پاشا کے تین لاکھ جرار عثمانی سپاہ براہ خشکی روانہ کی جسکے علاوہ ۸۰۰ جہازات پر سامان جنگ اور رسد کے ذخائر دریائے ڈنیوب کی طرف سے ارسال کئے اور ان انتظامات کے بعد خود بنفس نفیس بھی ہنگری کی طرف چلا، اور نہر صاوہ کو ایک پل کے ذریعہ سے عبور کر کے صوبہ سرم میں پہنچگیا۔ وزیر اعظم ابراہیم مع سپاہ کے مملکت ہنگری کی حدود میں پہلے ہی داخل ہوچکا تھا اور راجہ، ارادین، ابلوق، ارک، گراگوریجہ، چردیک، برقاص، اوراردا، وغیرہ بہت سے مقامات یکے بعد دیگرے فتح کرتا ہوا صحرائے مہاج Mohacz میں ہنگری کی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ مقابل ہوا جسکی کمان خود لوئس دوم شاہ ہنگری کر رہا تھا، جانبین کی سپاہ نے مقابل میں آتے ہی ایک دوسرے پر حملہ کردیا اور جنگ چھڑگئی۔ عین گرمی کارزار کے اثنا میں سلطان سلیمان خان بھی عثمانی فوج کے ساتھ جا کر ملگیا اور ترکوں کی فطری شجاعت میں سلطان کی آمد سے ایک تازہ جان پڑگئی خاصکر اُسکی حوصلہ افزا تقریر نے چشم زدن میں لڑائی کا رنگ پلٹ دیا۔ کہاں تو ترک سپاہی معمولی طور پر لڑ رہے تھے اور اب اُس کی جگہ اُنکی جانستان تلواروں نے اعدائے دین کے سر و تن کا بے محابا فیصلہ شروع کردیا اور چند گھنٹوں ہی کے بعد ہنگری کی فوج مع اپنے حمائیتیوں کی جماعت کے میدان جنگ سے بھاگ نکلی، لوئس دوم حالت فرار میں گھوڑے کا پاؤں گڑھے میں جا پڑنے سے اس زور کے ساتھ گرا کہ فوراً مر گیا اور بیس ہزار سے زیادہ اُس کی فوج کے سپاہی لڑائی میں کام آئے چنانچہ چند روز ہی کے عرصہ میں سلطان نے قلعہ اور شہر بوڈاپسٹ پایہ تخت ہنگری پر بلا جنگ قبضہ کرلیا اور پھر اس ملک کے جنوبی علاقوں کی رہی سہی جنگی مضبوطیوں اور قلعوں کو

فتح و منہدم کرنے کے بعد بہت کچھ آثار قدیمہ اور مال و خزانہ لئے ہوئے آستانہ علیہ کی طرف واپس گیا ‡

سلطان سلیمان خاں نے ادئس دوم کے فوت ہونے کے بعد ہنگری کے تخت حکومت پر جان زاپولی نامی ایک وہیں کے ممبر خاندان شاہی کو حکمران بنادیا تھا مگر سلطان کی واپسی کے بعد فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا جو ملک ہنگری کو اپنا موروثی حق تصور کرتا تھا اس ملک کو اپنے قابو میں لانے کیواسطے آمادہ ہوا، اور ہنگری کی بہت سے باشندے بھی اُس کی جانب مائل ہو گئے۔ اسکے علاوہ فرڈی نینڈ کو اپنے بھائی شرلکان شاہ جرمنی کی قوت پر بہت بڑا اعتماد تھا جو اُن دنوں یورپ میں حد درجہ کا مؤقر اور صاحب اثر حکمران تھا بہر حال اُس نے ہنگری کے دارالسلطنت شہر "بوڈین" پر فوجکشی کردی اور اُس پر قابض ہو گیا، جان زاپولی جان بچاکر بھاگا اور سلطان کیخدمت میں اپنے بھائی کا حال کہلاکر اُس سے امداد کی درخواست کی۔ سلطان بھی اپنی اہانت کے خیال سے سخت غضبناک ہوا کیونکہ جان کو ہنگری کا تاج اُسی نے عطا کیا تھا۔ لہذا وہ آسٹریا کے دارالسلطنت شہر "وائنا" پر فوجکشی کیلئے تیار ہو گیا کیونکہ اُسے شہر "بودین" کا آسٹریا کے تصرف میں جانا کسی طرح گوارا نہ تھا اور یہ امر اصول سیاست کے بھی خلاف تھا۔ چنانچہ سنہ ۹۳۵ھ میں عثمانی فوج ظفر موج مملکت آسٹریا پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوئی اور جان زاپولی بھی مع دیگر امرائے ملک ہنگری کے زیر سایۂ علم عثمانی شامل ہو گیا، سلطان سلیمان نے پہلے شہر "بوڈین" کا محاصرہ کیا اور وہاں کی آسٹرین محافظ سپاہ نے اپنے آپ میں طاقت مدافعت نہ پاکر اطاعت مان لی اور یہ شرط کی کہ اُنکی جان بخشی کیجائے تو وہ شہر حوالہ کردینگی۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کرلی اور سنہ ۹۳۶ھ میں آسٹرین سپاہ کو قلعہ "بوڈین" سے نکالکر ترکی سپاہ نے اُس میں داخلہ کیا، آسٹریا کے سپاہی جنکی جان بخشی کرکے اپنے ملک کو جانے کی آزادی دیدی گئی تھی قلعہ سے نکلتے وقت ترک سپاہیوں کی ہتک حرمت کے مرتکب ہوئے اور ترکوں نے اس امر کو عہد شکنی میں داخل سمجھ کر سب کو تہ تیغ کردیا، پھر

سلطان نے جان زاپولی کو تخت ہنگری پر بٹھا کر اُس سے سالانہ خراج ادا کرتے رہنے کا اقرار لیا اور اِس طرح مملکت ہنگری سلطنت عثمانیہ کے قلمرو میں ضم کر لیگئی اور تین ہزار عثمانی سپاہ زیر کمان قاسم پاشا کے شہر مذکور کی محافظت پر مامور ہوئے

محاصرہ وائنا

سلطان سلیمان خان کو محض شہر "بوڈین" کی واپسی سے تسکین نہوئی بلکہ اُس نے فرڈی نینڈ اور شرلکان دونوں کو عثمانی قوت کا نمونہ دکھانے کے عزم سے محاصرہ "وائنا" کا مصمم ارادہ کر لیا اور فرڈی نینڈ سلطان کے ارادوں سے واقف ہو کر اپنی فوجی قوت فراہم کرنے لگا اُس نے اپنے بھائی شرلکان سے بھی امداد طلب کی تھی۔ جب عثمانی سپاہ شہر استراغون[1] کے نزدیک پہنچ گئی اور فرڈی نینڈ نے دیکھا کہ اُس کے پاس کافی قوت نہیں ہے تو وہ "ویانہ" کو چھوڑ کر اندرون ملک پیچھے ہٹ گیا۔ اور سلطان نے "وائنا" پر (۲۰) محرم ۹۳۶ھ کی تاریخ میں محاصرہ ڈالدیا جہاں صرف بیس ہزار آسٹرین فوج تھی اور وہ کسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار ترکی سپاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جو چار سو توپوں کے ساتھ اُس پر حملہ آور ہوئی کیونکہ آسٹروی فوجیں کل ایک سو توپیں تھیں۔ پھر بھی ترک حملہ آور تھے اور آسٹریا والوں کو اپنا بچاؤ کرنا تھا اس لئے وہ کسی قدر مقابلہ کرتے رہے اور دس معرکے جانبین کے مابین ہوئے جنمیں فتح و ظفر ہمیشہ ترکوں کی ساتھی رہی۔ سلطان سلیمان خان نے دیکھا کہ دشمن لڑائی سے جان بچاتا ہے اور موسم سرما کا قرب زیادہ دیر تک جنگ کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتا تو وہ واپسی آستانہ کی تدبیر سوچنے لگا اور ابھی اُس نے اپنے ارادہ کا اعلان نہیں کیا تھا کہ آسٹریا والوں کے قاصد صلح کی گفتگو کرنے آگئے اور

[1] مملکت ہنگری کا ایک شہر گران اور ڈنیوب دونوں دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے اس پر ترکوں نے ایک مدت دراز تک اپنا قبضہ رکھا مگر آخری زمانہ میں "یوحنا سوبیکی" شاہ پولینڈ اور "نعشاسل" حکمران لورین نے اس کو ترکوں سے واپس لیلیا۔ یہاں بہت سے معدنی چشمے ہیں، اہل یورپ کے نزدیک اس شہر کا نام Gran ہے اور قدیمی نام "Strigonium." تھا۔

شرط یہ قرار پائی کہ آئندہ حکومت آسٹریا کبھی ہنگری کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیگی اس کے بعد دونوں طرف سے اسیران جنگ کا تبادلہ عمل میں آیا اور سلطان سلیمان فتح وپیروزی کے ساتھ اپنے مقر خلافت کو واپس چلا لیکن یہ سفر فوج کے لئے سخت آفت خیز تھا کیونکہ جاڑے کا موسم راستہ ہی میں شروع ہو گیا تھا ؛

سنہ ۹۳۸ھ میں ہنگری اور روس کے سفیر مع تحائف دربار سلطانی میں حاضر ہوئے، اور آسٹریا کے ایلچی بھی ایک معاہدہ اتحاد کرنے کی غرض سے حاضر دربار ہوئے مگر سلطان نے انکی درخواست نامنظور کر دی تو فرڈی نینڈ نے برہم ہو کر ہنگری کے دارالملک "بوڈین" پر دوبارہ حملہ کیا اور سلطان کو بار دیگر اس شریر تاجدار کی گوشمالی ضروری ہوئی، چنانچہ سنہ ۹۳۹ھ میں صدر اعظم کی زیر کمان دو لاکھ فوج جرار اور اسی جنگی کشتیوں کا بیڑا زیر کمان کپتان پاشا کماں کش احمد بیک کے بحر روم میں ارسال کیا گیا پھر سلطان خود بذات خاص روانہ ہوا اور حدود آسٹریا میں پہنچکر "قبونی" یزرنجہ، سلوار اور بابروگہ، وغیرہ قلعے فتح کر لئے آسٹریا کی فوجیں ترکوں سے ہر موقع پر زک اٹھاتے اٹھاتے تنگ آگئیں تو فرڈی نینڈ نے مجبور ہو کر پیام صلح دیا اور سلطان اس بے شمار مال غنیمت اور اسیران جنگ کو ساتھ لئے ہوئے جنکو شہر اشتار جسنے شہرت کی اور استلدونیا سے حاصل کیا تھا مقام گراج کے سامنے ہوتا ہوا براہ دراوہ دارالخلافت میں واپس آگیا ؛

سلطان کے محاربہ آسٹریا میں مصروفیت کے زمانہ میں اسپین کے نامور امیرالبحر انڈریا ڈیے نے جزیرہ نما موریا کے چند قلعہ جات مثلاً قورون وغیرہ پر حملہ کیا تھا لیکن اہل ملک نے بڑی عمدگی کے ساتھ اسکا حملہ رد کیا اور سلطان کی واپسی کے بعد کماں کش احمد پاشا کا بیڑہ بھی مظفر و منصور واپس آیا۔ قدرت الٰہی نے اس عظیم الشان تاجدار اور مشہور زمانہ مقنن کے رفعت وعظمت شان کا ایک معقول سامان یہ کر دیا کہ الجزائر، ٹیونس، اور طرابلس الغرب، کے سواحل میں مشہور بحری افسر باربروسا کا خاندان اسی کے عہد میں گزرا اور اسکے وسیلہ سے عثمانی بحری قوت کا سکہ تمام دنیا کی بحری طاقتوں کے دلوں پر جم گیا اور اس نے ایسی بے مثل ترقی کی کہ نہ ابتک کسی کو ویسی ترقی نصیب ہوئی اور نہ پہلے

ہوئی تھی، اسی واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم باربروسی خاندان کے بہادروں کا مختصر حال بھی اسی سلطان کے حالات کے ضمن میں درج کردیں کیونکہ اُن مردان کارنے اپنے فتوحات کے ذریعہ سے اسلام کی شان وشوکت بڑھائی اور اپنا نام تاریخ کے صفحات پر نمایاں حرفوں سے لکھا گئے ؎

آل خیرالدین، اُنکا اصل ونسب، اور اُنکے واقعات

اِس گھرانے کا اصلی وطن صوبہ اناطولیا کے صحرائے آیجہ میں تھا، آل خیرالدین کا والد عساکر سلطانی (جسکا بیان پہلے آچکا ہے) میں بھرتی تھا جو جزیرہ مڈللی فتح ہونیکے بعد وہاں کی محافظ سپاہ کے ذیل میں رہا اور پھر وہیں سکونت اختیار کرلی ہ اُس کے چار بیٹے ہوئے جنکے نام۔ اسحاق، اوروج، خضر، اور، الیاس، تھے۔ جب یہ چاروں لڑکے سن رُشد کو پہنچے تو اُنمیں سے ایک لڑکا جسکا نام اسحاق تھا تجارت میں مصروف ہوگیا اور باقی تین بھائی بحری جنگوں میں شرکت کرنے لگے، خضر، کا سفر سلطان بایزید کے عہد سے سواحل مقدونیا اور سلانیک کی طرف ہوا کرتا تھا اور اوروج، اور، الیاس یہ دونوں بھائی ملک مصر و بادیہ شام کی طرف نکل جایا کرتے، ان دونوں کو راستہ میں ایکبار جزیرہ روڈس کے بحری رہزنوں سے مقابلہ کرنا پڑا اور سخت خونی لڑائیاں واقع ہوئیں جنمیں الیاس تو مقتول ہوگیا اور اوروج کو نائٹوں نے گرفتار کرلیا، سلطان بایزید کے فرزند شہزادہ قورقود کو جو صوبہ قرمان پر حاکم تھا اِس واقعہ کی اطلاع ملی تو اُس نے معاملہ میں متوسط بنکر اوروج کو رہائی دلوادی اور بہادر اوروج اعدا سے انتقام لینے پر تیار ہوگیا، اُس نے شہزادہ قورقود سے اپنا خیال ظاہر کرکے اُس سے (۳۶) توپوں کا ایک جہاز حاصل کیا اور روانگی کا عازم ہوا اُندنوں روڈس کے لٹیروں نے بحر ابیض متوسط میں جہازوں کی آمدرفت مشکل کردی تھی اور تجارتی جہازات بھی بغیر آلات جنگ لیئے ہوئے نہیں چلا کرتے تھے، اوروج قرمان سے روانہ ہوکر جزیرہ جربہ کے نزدیک اپنے بھائی خضر سے ملا اور

دونوں ملکر امیر محمد حفصی سلطان ٹیونس کے پاس گئے اور اُس سے درخواست کی کہ وہ اُنکو حلق الوادی کا قلعہ دیدے جسے یہ اپنا مرکزی مقام بنائینگے، اور اس عنائت کے معاوضہ میں اُسے بیرونی دشمنوں کے حملہ سے محفوظ بنائیں گے اور جو کچھ مال غنیمت لائینگے اُسمیں سے بھی اُسے حصہ دینگے۔ غرضکہ جب انتظام ہوچکا تو اورُوج اور خضر نے سواحل یورپ پر تاخت و تاراج شروع کردی اور چند روز بعد انکا تیسرا بھائی اسحاق بھی تجارت چھوڑکر اُن سے آملا۔ تو اب انکے جہازوں کی تعداد وافر ہوگئی اور دریائی غارت گری میں انہوں نے وہ شہرت حاصل کی کہ بڑے بڑے بحری جنگ کے کارآزما ان سے دبنے لگے۔ پھر ان لوگوں نے شمالی افریقہ کے شہر جیجلی، الجزائر، شرشیل، تلمسان، اور بجایہ پر قابو کرکے اپنی حکومت قائم کرلی۔ اسی اثنا میں اہل اسپین نے تلمسان والوں سے سازش کرکے ان لوگوں سے ایک سخت لڑائی لڑی جسمیں چھ ماہ تک یہ سب بھائی تلمسان میں محصور رہے۔ اور اس جنگ میں اورُوج اور اسحاق دونوں بھائی شہید ہوگئے۔ جنکے بعد اکیلا خضر اُن شہروں کا مالک اور مستقل حکمران بنگیا اور اس نے سواحل یورپ پر اتنی ناموری حاصل کی کہ یورپ والے اُس کے نام سے تھرّانے لگے، یہی خضر اپنے برادر زادہ امیر محی الدین کے ساتھ سلطان سلیم کی خدمت میں بمقام قسطنطنیہ حاضر ہوکر اُسکی تبعیت میں شامل ہونیکا خواہاں ہوا تھا۔ اور سلطان مذکور نے اُسکی بہت کچھ خاطر و مدارات کرکے اُسے دو مکمل جنگی جہازات، خلعت ہفت پارچہ، تلوار مرصع، اور بکلربیک الجزائر کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا جسکے بعد وہ فخر و مباہات کے ساتھ شادان و فرحان اپنے ملک میں واپس گیا اور اسپین والوں سے لڑکر انہیں شہر الجزائر سے نکال باہر کردیا اور تمام قلعے واپس لیلئے جو اہل اسپین نے چودہ سال سے زائد قیام کے عرصہ میں وہاں تعمیر کئے تھے، اسکے بعد اس نے اسپین کے اُس جنگی بیڑہ کو بھی شکست دی جو الجزائر کو دوبارہ فتح کرنے کیلئے آیا تھا اور اس بیڑہ کے بہت سے جہازات چھین لئے جسکی بابت یورپین مورخوں نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ اسپین کو اس جنگ میں اتنے بے شمار نقصانات پہنچے جنکا حصر و اندازہ ناممکن ہے



امیر خیرالدین باربروسا ثانی

متعلق [illegible] بنی عثمان مقابل صفحہ (۱۵۶)

اوراب باربروس کو اس قدر قوّت ہوگئی تھی کہ وہ ستّر ہزار مسلمانوں کو اہل اسپین کی مظالم سے نجات دلانے میں کامیاب ہُوا +

باربروس نے جسوقت اپنی بحری لڑائیوں کے واقعات سلطان سلیمان کے حضور میں عرض کئے ہیں تو سلطان کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جھوم جھوم جاتا تھا اور آخر میں اُس نے باربروس پر نوازش خسروانہ فرماکر اُسے حکم دیا کہ فرانس کے بیڑوں سے کوئی تعرض نہ کرے کیونکہ وہ دولت عثمانیہ کے دوست ہیں مگر امیرالبحر اندریا ڈوریا جو جنیوا کی جمہوری حکومت کا بیڑہ لیکر دوست علیہ کے بحری مقبوضات پر باشارہ شارل پنجم شاہ جرمنی حملے کر رہا ہے پوری طرح سزا دے۔ باربروس نے ان احکام کی نہائت خوبی کے ساتھ تعمیل کی؛ اُس نے اندریا ڈ کے بیڑہ ہی کو شکست نہیں دی بلکہ شہر جنیوا پر آتشباری کر کے اُسے بہت ضرر پہنچایا اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ سنہ ۹۴۰ھ میں باربروس حسب الطلب سلطان کے پھر استنبول آیا اور امیرالبحر اندریا ڈ کے بارہ میں مشورہ کرنے کا خیال کیا، سلطان اُسی وقت ایران سے فتح یاب ہوکر آیا تھا اور بغداد پر قابو پاکر وہاں سے بے شمار اموال غنیمت ساتھ لایا تھا، سلطان نے اس مرتبہ باربروس کو عثمانی بیڑہ جہازات کا اعلےٰ افسر مقرر فرمایا اور اُسے خیرالدین کے معزز لقب سے ممتاز بناکر بہت عظیم الشان جنگی بیڑہ عطا کیا اور حکم دیا کہ اسپین اور اٹلی کے سواحل پر حملہ آور ہو۔ خیرالدین باربروس نے اس مرتبہ جزائر بلاریک، ریگیو، اشرارو، وغیرہ تمام ساحل کے نزدیک واقع ہونے والے جزیروں پر چھاپے مار کر فتوحات نمایاں حاصل کیں۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا +

اسی سال ٹیونس کے باشندوں نے سلطان سلیمان خان قانونی سے استدعا کی کہ وہ اُنہیں شاہان بنی حفص کے ظلم وستم سے نجات دلائے جو اُن دنوں ٹیونس کے فرمانروا تھے اور سلطان ممدوح نے خیرالدین پاشا باربروس کو ترکی بیڑہ کے ساتھ وہاں جانے کا حکم عطا کیا۔ ٹیونس کی حالت اُن دنوں یہ تھی کہ حکومت اسپین نے سلطان سلیمان خان کو جنگ ایران میں اُلجھا ہُوا دیکھکر بیس ہزار فوج اور ایک جنگی بیڑہ

ٹیونس کی طرف روانہ کردیا تاکہ مولی حسن کو جو اسپین والوں سے پناہ کا طالب ہوا تھا مدد دی جائے اور اُسے دوبارہ ٹیونس کی حکومت دلادی جائے چنانچہ مولی حسن اس ملکی فوج کی اعانت سے اپنی آرزو میں کامیاب بھی ہوگیا اور اُس نے حلق الوادی کے قلعہ پر قابو کرلیا اگرچہ اسکے لئے اُسے متعدد سخت لڑائیاں لڑنی پڑی تھیں لیکن چونکہ شاہ شارل پنجم اس حملہ کی کمان خود کرتا تھا اس لئے کامیابی اُسی کو حاصل ہوئی۔ شارل تھوڑی سی فوج حفاظت شہر پر مامور کرکے واپس گیا تو خیر الدین کے نائب جعفر ہندی نے پھر ٹیونس شہر پر قبضہ کرلیا اور اسپین کی قلیل سپاہ کو قتل کرڈالا اور خیر الدین پاشا وہاں کے حالات کا علم حاصل کرنے کے بعد اپنا بیڑہ سواحل الجزائر کیطرف لیگیا اور وہاں سے ۹۴۲ھ میں آستانہ علیہ کو واپس گیا۔ اس مرتبہ اُس کے ساتھ باقی ماندہ بحری فوج کے سوا شہر ٹیونس کے پناہ گیروں کی بھی ایک قوی جماعت تھی جنکو اُس نے شہر بجایہ میں چھوڑا۔ اور شارل پنجم نے بار دیگر خیر الدین پاشا کو غیر حاضر پاکر شہر ٹیونس پر حملہ کیا جسکو فتح کرکے مولی حسن کو تخت امارت پر متمکن بنادیا اور اسپین کی فوج نے شہر میں قتل عام مچا کر رہے سہے خیر الدین کے چھوڑے ہوئے مسلمانوں کو فنا کرڈالا اور شارل (۱۰۰۰) محافظ سپاہ چھوڑنے کے بعد ٹیونس سے واپس گیا خیر الدین پاشا شہر بجایہ میں اپنے ایک ماتحت افسر کے زیر کمان پندرہ جہازوں کا مختصر بیڑہ چھوڑ گیا تھا۔ جب اُس افسر کو شارل پنجم کی آمد معلوم ہوئی تو اُس نے حسب ہدایت خیر الدین پاشا اپنے ماتحت جہازوں کو دہانہ دریائے ادوس میں جو بجایہ کے نزدیک واقع تھا غرق کردیا اور خود مورچہ بندیاں کرکے مدافعت پر آمادہ ہو بیٹھا خیر الدین پاشا واپس آیا تو اُس نے اُن غرق شدہ جہازوں کو نکالکر شہر الجزائر کے جہازوں میں شامل کردیا اور بہت سے بحری ڈاکوؤں کے جہازات بھی اپنے ساتھ لیکر (۳۴) جنگی جہازوں کے سمیت کوچ کردیا۔ جب وہ بندرگاہ مینورقہ کے نزدیک پہنچا ہے۔ تو اُس کے گھاٹ میں پانچ جہازات جنگ ٹیونس سے واپس آتے ہوئے لنگر زن ملے اور خیر الدین نے اُنکو بھی چھین کر اپنے بیڑہ میں شامل کرلیا۔ پھر اپنی فوج جزیرہ میں اُتار دی

اور بہت کچھ مال غنیمت کیساتھ اسیران جنگ لیکر آستانہ کو واپس گیا۔ سلطان نے اسکی واپسی پر بہت مسرت ظاہر کی اور اُس کے واسطے (۲۸۰) جہازوں کا ایک جنگی بیڑہ مع بحری افواج کے جنکا افسر سردار لطفی پاشا تھا ۹۴۴ھ میں البانیا کی بندرگاہوں کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ بندرگاہ آلونیا پر ٹھیرینگے۔ بعد ازاں خود سلطان خشکی کے رستہ سے فوج ظفر موج کو ہمرکاب لئے ہوئے الونیہ میں پہنچگیا جہاں مذکورہ بالا بیڑہ پہلے ہی پہنچ چکا تھا، اور سلطان نے ایک حصہ بیڑہ مذکورہ کا زیر کمان لطفی پاشا کے ایطالیا کے سواحل پر لوٹ مار کرنیکو روانہ کیا اور خیر الدین پاشا کو اسبات پر مامور کیا کہ وہ مصر سے آئی ہوئی باربرداری کی کشتیوں پر عثمانی افواج کا سامان رسد شہر آلونیہ تک پہنچاتا رہے۔

اسی سال بندقیہ والوں نے اُن عہود کو توڑ ڈالا جو سلطان بایزید کے عہد سے اُنکے اور دولت عثمانیہ کے مابین چلے آتے تھے اور وہ اسپین اور اٹلی کی حکومتوں سے ملگئے، پھر ان تینوں حکومتوں نے ایک متحدہ جنگی بیڑہ زیر کمان امیر البحر انڈریا ڈ کو جزیرہ کورفو کی طرف روانہ کیا، اور یہ بیڑہ اُس عثمانی بیڑہ سے رستہ میں ملا جو علی چلپی کی ماتحتی میں شہر آلونیہ کو جارہا تھا، دول متحدہ کے بیڑہ نے ترکی بیڑہ پر جو تعداد کے لحاظ سے اُنکے ایک چوتھائی کے برابر بھی نہ رہا ہوگا حملہ کردیا اور جنگ ہونے لگی ترکوں نے اس معرکہ میں اپنی قلت اور کمزوری کا بالکل خیال نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے نام اور شجاعت کو قائم رکھنے پر تُل گئے۔ اگرچہ اُنکے بیڑہ کے بہت سے جہازات اس جنگ میں تلف ہوئے اور ہزاروں دلیر و جری سپاہیوں نے شربت شہادت نوش کیا۔ تاہم اُنہوں نے دول متحدہ کے بیڑہ کو ہزیمت دی اور اُسکو بڑا سخت نقصان پہنچایا۔ انڈریا ڈ زخمی ہوا اور اُس نے کورفو میں پناہ لی۔ سلطان کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اُس نے فوراً دول مذکورہ پر اعلان جنگ کردیا اور استعداد مکمل ہو جانے کے بعد خیر الدین پاشا کا بیڑہ بحر الجزائر یونان کی طرف چلا تاکہ بندقیہ والوں سے جنہوں نے عثمانی بیڑہ پر دست درازی کی ہے انتقام لیا جائے۔ اس بیڑہ میں چالیس جہازات تھے۔ اور خیر الدین پاشا نے جزائر جوقہ۔ مرتد، پارہ، نقشہ، انا پولی، اور، کستل لذرہ، پر

قبضہ کرلیا اور وہاں کا انتظام حکومت درست کرکے وہیں کے باشندوں کی حکومت قائم رکھی پھر اُنپر ایک سالانہ خراج کی رقم متعین کردی اور اِس امر سے فارغ ہوکر مظفر و منصور موسم سرما بسر کرنے کے لئے آستانہ علیہ میں واپس آگیا۔

بہار کا موسم آتے ہی خیر آلدین پاشا کی طبیعت میں اُمنگ پیدا ہوئی اور وہ اپنے ساتھ کے جہازات لیکر فتوحات کے عزم سے چلنے پر آمادہ ہوگیا، سلطان نے دیکھا کہ خیر آلدین کا بیڑہ زیادہ قوی نہیں ہے تو اُس نے حکم دیا کہ چالیس ترکی جہازات اَور بھی اُسکو عطا ہوں اور اُسی کے ساتھ کئی ایک کار آزما بحری افسر مع تین ہزار ینی چری سپاہیوں کے بھی خیر الدین کے ساتھ کئے گئے اور ۹ محرم ۹۴۵ھ کو یہ اسلامی بیڑہ بحر سفید کی جانب روانہ ہوگیا۔ جب یہ بیڑہ جزائر اشکتوز میں پہنچا تو بحری لوٹیرو نکی کشتیوں سے اسکی مڈبھیڑ ہوئی اور خیر آلدین پاشا نے اُنکو ہزیمت دیکر (۳۸۰۰) آدمی گرفتار کرلئے جو عثمانی جہازرانوں کے ساتھ کردئیے گئے، اسی اُثناء میں ایک دوسرا ترکی بیڑہ نو سو جہازوں کا استنبول سے آدھر آگیا۔ اور صالح بک عثمانی امیر البحر کا ماتحت بیڑہ بھی خیر آلدین کے بیڑہ سے آملا جسکے بیس جہازات تھے۔ اس طرح پر خیر آلدین پاشا کا ماتحت سلطانی بیڑہ بہت طاقتور بنگیا اور خیر الدین پاشا نے اُسکا جائزہ لیکر (۱۲) نکمی کشتیوں کو خارج کرکے آستانہ علیہ کیطرف واپس کردیا۔

اسکے بعد خیر آلدین پاشا نے جزیرہ اشکتوز سے نکلکر جزائر آرکی پیلیگو (مجمع الجزائر یونان) کی طرف رُخ کیا اور وہاں کا انتظام درست کرکے صالح بک کو اُن کی حفاظت پر مامور کیا اور بعد ازاں اپنا بیڑہ بنادقہ کے مقبوضہ جزائر کی طرف بڑھایا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں اندیرہ، اسٹنڈیل، اور شیرہ، وغیرہ متعدد جزائر فتح کرکے اُنکو عثمانی حلقہ اطاعت میں شامل کردیا اور ازاں بعد جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کی تیاری کی لیکن چونکہ یہاں کے شہر نہائت مستحکم اور اُنکی فتح دیر طلب تھی اسلئے محض معمولی حملوں کے بعد جو کچھ مال غنیمت ملا وہ آستانہ علیہ کی طرف روانہ کردیا اور خود جزائر کربہ، کاشوت، اور استانپالیا، کی طرف جاکر کچھ دنوں چکر کاٹتے رہنے کے بعد آخر کار

استانکوئی میں قرار لیا - اور وہاں اپنے ساتھ کے جہازوں کا جائزہ لیکر اُنمیں ضروری مرمت اور صفائی کا تکملہ کیا، اور سپاہیوں اور سامان رسد سے تمام جہازات بھر لئے کیونکہ آناطولیا سے تازہ کمک اور ذخائر آ گئے تھے ◆

کوزفر کا مشہور بحری واقعہ

سلطانی بیڑہ استانکوئی سے روانہ ہو کر اغریبوز سے صالح بک کے بیڑہ کو ساتھ لیتا ہوا ضروری سامان خوراک وغیرہ بار کرنے اور بھاری باربرداری کے جہازات پیچھے چھوڑ دینے کے بعد جزائر سبعہ کی طرف چلا اور متون میں پہنچکر وہاں لنگر انداز ہوا۔ متون ہی میں خیر الدین پاشا کو اس بات کی خبر لگی کہ دول متحدہ کا بیڑہ پرویز پر محاصرہ ڈالے ہے اور اهل قلعہ کو سخت تنگ کر رکھا ہے چنانچہ خیر الدین پاشا نے صالح بک کو اُن کے مختصر بیڑہ کے ساتھ غنیم کی خبر لانے پر مامور کیا، صالح بک کے جہازات جزیرہ زانطہ کے قریب پہنچے تو اُس نے دشمنوں کے چند جہازوں کو ساحل جزیرہ کی طرف بڑھتے دیکھا، پھر جب اُسکا گزر جزیرہ باکسو کے قریب ہوا تو دشمن عثمانی نشان کو ہوا میں فراٹے بھرتے دیکھکر پرہ ویزہ کا محاصرہ چھوڑ بھاگے اور اُنہوں نے کورفو میں جاکر قیام کیا۔ خیر الدین پاشا نے ان امور پر آگاہی حاصل کرلی تو شہر خلومیح سے ضرورت کے موافق میٹھا پانی جہازوں پر بار کرلیا اور کفالونیا کو آگیا جہاں سے کچھ فوجیں خشکی پر اُتار دیں اور خود غنیم پر عثمانی سطوت کا اظہار کرتا ہوا بندرگاہ پرہ ویزہ کی سمت بڑھا پرہ ویزہ میں صالح بک کے بیڑہ سے ملکر وہاں کے قلعہ کو مستحکم کیا اور اسمیں جنگی ذخائر اور محافظ سپاہ بقدر کفائت تعینات کرکے دشمنوں کے بیڑہ کی حالت دریافت کرنے میں مصروف ہوا جو خلیج کورفو میں مجتمع تھا، جب خیر الدین پاشا کو غنیم کی قوت کا صحیح اندازہ ہوچکا تو اُس نے جملہ خبریں سلطان کی خدمت میں عرض کرا بھیجیں اور یکم جمادی الثانی ۹۴۵ھ کو غنیم کا متحدہ بیڑہ زیر کمان امیر البحر انڈریا ڈوریا کے پرہ ویزہ کی طرف بڑھا اس نے جزیرہ سینٹ مور میں جو ترکی بیڑہ کے جائے قیام سے چار میل کے فاصلہ پر

تھا لنگر ڈالے۔ غنیم کا متحدہ بیڑہ حسب ذیل جہازات سے مرکب تھا۔ شہنشاہ شارلکان کے (۵۲) جہازات اور اہل بندقیہ کے (۷۰) جہازات جو زیر کمان امیرالبحر کاپلو کے تھے۔ پوپ رومیہ کے (۳۰) جہازات۔ بحری قزاقان مالٹا کے (۱۰) جہازات۔ اسپین کے (۸۰) جہازات، اور انکے علاوہ دوسری بحری حکومتوں کے بھی چند جہازات شامل تھے۔ اور انکے مقابلہ پر عثمانی بیڑہ میں صرف (۱۴۰) چھوٹی بڑی کشتیاں اور جہازات تھے جو خیرالدین پاشا کے زیر کمان اتنے عظیم الشان بیڑہ کا مقابلہ کرنے پر تیار تھا۔ خیرالدین پاشا نے اپنے ماتحت افسروں کو جمع کر کے اُنسے جنگ کے متعلق صلاح دریافت کی، اُن افسروں میں زیادہ سر برآوردہ اشخاص۔ مراد رئیس، طورغود، کوزلجہ، اور صالح رئیس، تھے۔ جنگی رائے یہ قرار پائی کہ بلا تامل دشمن سے مقابلہ کرنا چاہئیے۔ رات کے وقت دشمن نے اپنی کچھ فوج جزیرہ پرہ ویزہ کی خشکی پر اُتارنی چاہی اور اس کارروائی کو مکمل کرنے کی غرض سے عثمانی بیڑہ کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کیلئے اُسپر آتشباری کی دھمکی دی لیکن بہادر ترک اسقدر ہوشیاری سے تیار تھے کہ غنیم کو اپنی آرزو میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر اسکے دو دن بعد دشمن نے اپنی چند جنگی کشتیاں گالی وضع کی بھیجیں جنہوں نے آبنائے پرہ ویزہ کے سامنے پیش قدمی کرتے ہوئے عثمانی بیڑہ پر گولہ باری شروع کر دی، لڑکوں کو ایسی شوخیاں دیکھکر جوش آگیا اور انکی آنکھوں میں خون اتر آیا، خیرالدین پاشا نے فوج کو بے تاب اور مشتاق جنگ دیکھکر نقارۂ جنگ بجائے جانیکا حکم دیا اور ترکی بیڑہ "نصر من اللہ و فتح قریب" پڑھکر ہلالی نشان ہواؤں میں اُڑاتا ہوا بندرگاہ سے کھلے سمندر میں نکل آیا اور آٹھ میل کے فاصلہ پر صف بندی کر کے استادہ ہوگیا، ازاں بعد خیرالدین پاشا نے اُن ہلکی اور تیز حرکت کرنیوالی کشتیوں کو جو غنیم کی توپوں کی زد میں آگئی تھیں غنیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ اپنے سامنے کی جانب لگی ہوئی تین تین توپوں سے گولہ باری کرتی ہوئی بڑھیں، اگرچہ دشمن نہائت زور کی آگ برسا رہا تھا لیکن اُن چالیس کشتیوں میں سے جنکو حملہ کا حکم ملا تھا ایک حصہ غنیم کے بیڑہ کے وسط میں داخل ہوگیا۔ اور

اپنی تیز دم توپوں کی امداد سے اُسکے جہازات منتشر کر دینے میں کامیاب ہوگیا۔ دشمنوں کے پراگندہ جہازات چند منٹ کے وقفہ میں بحالت تباہ پسپا ہوئے اور رات کی تاریکی نے اُنکے عیب کو اپنے دامن میں چھپالیا جس سے وہ بھاگنے کا بھی موقع پا گئے مگر ساتھ ہی عثمانی جہازات تعاقب میں لگے رہے چنانچہ دوسرے دن علی الصباح ترکی بیڑہ نے جزیرہ ایا ماورد کے پیچھے سے چکر کاٹکر دوبارہ دشمن کے جہازوں سے بندرگاہ اینجیر میں مقابلہ کیا۔ غنیم کو ہوا کے سکون نے بھاگنے کا موقع نہ دیا تو وہ مجبوراً مقابلہ پر آیا اور اپنے جہازوں کی اس طرح صف بندی کی کہ بڑے بڑے غالوں اور کارک وضع کے جہازات آگے کی صف میں رکھے۔ اور سریع الحرکت چھوٹی کشتیاں پچھلی صف میں تاکہ وہ عندالموقع چکر کھا کر ترکی بیڑہ کی پشت پر حملہ کرسکیں امیر البحر انڈریا ڈور نے یہ صف آرائی اُندنوں کی بحری جنگ کے اصول پر بہت عمدہ کی تھی اور اسی سبب سے وہ دیر تک ترکی بیڑہ کا بہت کامیاب مقابلہ کرتا رہا مگر چونکہ غالوں اور کارک کشتیوں کی حالت بہت دھیمی تھی اس لئے اُنکی بھاری توپوں کی مار دور تک نہیں کام دیتی تھی اور ترکی بیڑہ کے تیز رفتار غراب دشمن کی توپوں سے کہیں زیادہ فاصلہ تک بیخطا نشانہ بازی کر رہے تھے، امیر البحر انڈریا ڈور سخت حیرت زدہ رہگیا کہ اب کیا کرے اور اُس نے اہل بندقیہ کے امیر البحر سے مشورہ کرکے یہ جنگی چال چلی کہ غالی وضع کی کشتیاں آگے بڑھا دیں تاکہ کارک کشتیوں کو جو بڑی تھیں صدمہ نہ پہنچے *

خیر الدین پاشا کی نکتہ رس طبیعت اس موقع پر کہاں چوک سکتی تھی اس نے فوراً اپنے بیڑہ کا ایک حصّہ بڑھا کر غنیم کی آگے بڑھی ہوئی کشتیوں پر حملہ کر دیا اور انڈریا ڈور اور اُسکا ساتھی دونوں اس حملہ کے خطرناک انجام سے خائف ہوکر اپنے غالی اور غراب نما جہازوں کے پیچھے جا چھپے لیکن اُنہوں نے اب یہ قصد کیا کہ ترکی بیڑہ کو کارک اور گالی کشتیوں کے وسط میں گھیر لیں تاکہ دونوں سمت سے اُنپر دباؤ ڈالکر تباہ کر ڈالیں۔ خیر الدین نے بلا کی تیزی سے انڈریا ڈور کا یہ منصوبہ پورا نہ ہونے دیا

اور اپنے بیڑہ کے دونوں بازوؤں کو بڑہا کر غنیم پر دو طرف سے حملہ کردیا پھر خود بذات خاص جس بیڑہ کی کمان پر تھا اُسے آگے کی سمت سے بڑہا لیگیا، تین سمت کا زبردست حملہ دشمن کو پراگندہ کردینے کے لئے کافی تھا چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں غنیم پسپا ہو چلا اور خیرالدین نے اُس کے بڑے جہازوں اور چھوٹی محفوظ کشتیوں کے بیچ میں اپنا بیڑہ داخل کرکے اُسکی گالون اور کارک کشتیوں کو اپنے پیچھے ڈالدیا۔ امیرالبحر انڈریا ڈ کے خیال میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ خیرالدین اُسکو اسقدر مجبور بنادیگا چنانچہ وہ اب فتح سے مایوس ہوگیا اور بہت جلد اپنے تیزرفتار رغرابوں کو بچاکر تمام بڑے جہازات ترکوں کے لئے چھوڑتا ہوا میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ترکوں نے دشمنوں کے بڑے جہازوں کو تھوڑی ہی دیر میں ہتھیا لیا۔ بہت سے پکڑ لئے اور کچھ ڈبو دیئے اور جو انمیں بچے تھے وہ خیرالدین پاشا نے جلوا دیئے +

اس بحری جنگ میں امیرالبحر خیرالدین پاشا نے جو اصول حملہ آوری اور مدافعت کا اختیار کیا تھا۔ درحقیقت متحدہ بیڑہ پر فتحیابی کا موجب وہی ہوا ورنہ اس قدر کم تعداد کے اور مختصر عثمانی جہازات عظیم الشان متحدہ دول یورپ کے بیڑہ پر ہرگز غالب نہیں آسکتے تھے، اسی لئے مورخین نے خیرالدین پاشا کی مہارت اور کارگزاری کی بیحد تعریف کی ہے اور اس فتحیابی کو اُس کی بے شمار بحری فتوحات کے ضمن میں شامل کیا ہے جنکی وجہ سے وہ مستحق تعریف ہوا۔ ترکوں نے اس جنگ کا نام کورفزو اور اہل یورپ نے جنگ پرویزہ رکھا ہے +

خیرالدین پاشا کی صف آرائی جو اُس نے اس معرکہ میں کی آئندہ قوموں کے لئے ایک مفید سبق بنگئی۔ اور انگریز امیرالبحروں نے اپنی بحری لڑائیوں میں اسی نظام پر عمل کرکے کامیابی اور سرخروئی حاصل کی۔ ایڈمرل روڈنی، اور نلسن وغیرہ کی متعدد بحری فتوحات کا راز اسی طریقہ جنگ کی پیروی میں مخفی تھا

سلطان سلیمان خان نے ان فتوحات کے بعد خیرالدین پاشا کو غازی کے ممتاز لقب سے بھی سرفراز فرمایا +

دوَل متحدہ کے بیڑہ کو شکست ہوئی تو اُس کے افسروں نے روسیاہی مٹانے کے لئے اپنے ملکوں کو واپس جانے سے پہلے کوئی جزوی فتح حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور صوبہ ہرزیگونیا کے ایک مختصر قلعہ نوہ نامی پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا یہاں کا حاکم تاب مقاومت نہ لایا اور اُسنے قلعہ غنیم کو سپرد کردیا چنانچہ اہل یورپ نے جلے دل کے پھپھولے یوں پھوڑے کہ اطاعت مان لینے والی مسلمان فوج کو ایک سرے سے قتل کردیا اور سلطان نے یہ خبر پاکر فوراً خسرو پاشا حاکم ڈیملیا کو دشمنوں کی سرکوبی کا حکم دیا جسنے ۹۴۶ھ کے موسم بہار میں "نسوہ" پر فوجکشی کرکر دشمنوں کو وہاں سے نکالدیا اور اُسی کے ساتھ بنادقہ کا ایک نیا قلعہ نیرہ نامی بھی فتح کرلیا جسکی واپسی کے لئے قلعۂ زآرہ کے بندقیہ والے جنرل نے بہت سر مارا مگر ناکام رہا +

۹۴۸ھ میں اسپین اور ایطالیا کی حکومتوں نے متفق ہوکر ایک جنگی بیڑہ ایک سو جنگی اور اسی قدر باربرداری کے جہازوں کا مع عظیم الشان بڑی سپاہ کے شمالی افریقہ کی مملکت الجزائر کو فتح کرنے کے ارادہ سے ارسال کیا اور الجزائر کے حکمران بائی خادم حسن آغا نے اس سپاہ کا بہت کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور غنیم کا بیڑہ طوفانی ہواؤں کی جھپیٹ میں آکر برباد ہوگیا اُس کی (۱۵۰) سے زائد کشتیاں غرق ہوگئیں اور کچھ ریت پر چڑھ گئیں چند باقیماندہ جہازات اور بڑی فوج جو باقی رہگئی تھی ترکی بیڑہ کی آمد آمد سنکر اس بدحواسی کے عالم میں بھاگی کہ بہت کچھ جنگی ذخائر اور سامان رسد چھوڑ گئی جو سب خیرالدین پاشا کے ہاتھ لگا۔ ترکی بحری فتوحات نے بندقیہ والوں کا اس قدر نقصان کیا تھا کہ اُنکی تمام تجارت خاک میں ملگئی تھی اور وہ اب جان سے تنگ آگئے تھے آخر انہوں نے دارالسلطنت قسطنطنیہ میں اپنے سفیروں کو بھیجکر درخواست صلح کی اور شرائط ذیل پر مصالحت ہوگئی کہ جس قدر جزائر ترکوں نے فتح کرلئے ہیں وہ سب مع اُن اہل بندقیہ کی املاکوں کے جو جزیرہ نمائے موریا میں واقع ہیں اور مقامات "نیکشہ" اور "نا پولی" بھی دولت عثمانیہ کے

قبضہ میں رہینگے اور تین لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ اس سے علاوہ ادا کیا جائیگا +

سنہ ۹۴۸ھ سے سنہ ۹۵۰ھ تک سلطان سلیمان خان کو مملکت ہنگری پر دوبارہ فوجکشی کرنے کا اتفاق ہؤا اور فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا اور اُسکے بھائی فرلکان شہنشاہ جرمنی کی سرکوبی کرنی پڑی ہنگری پر فوجکشی کرکے اُس کے اندرونی مقامات میں بغاوت کے شعلے بھڑکا دیئے تھے اور آخرش سلطان سلیمان نے ہنگری کا ملک سلطنت عثمانیہ میں منضم کرلیا، اور وہاں ایک مشہور مدبر خلیل آفندی کو حاکم بنایا۔ جس نے اپنی خوبی انتظام سے اُسکا نظم ونسق درست کرکے آئندہ دشمنوں کی دال اُس میں نہ گلنے دی +

پھر سنہ ۹۵۰ھ میں شارلکان حکمران جرمنی نے فرانس پر حملہ کیا تو شاہ فرانس نے حکومت عثمانیہ سے امداد مانگی اور خیرالدین پاشا باربروس ایک سو جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر فرانسیسی بیڑہ کی اعانت کے لئے گیا۔ فرانسیسی بیڑہ کا امیر البحر ڈیوک انغیان صرف چالیس جنگی جہازوں سے وینس اور اسپین کے سواحل پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا چنانچہ خیرالدین پاشا نے اسکو امداد دیکر بہت سے ساحلی مقامات فتح کردئے اور پھر موسم سرما بسر کرنے کیواسطے دونوں بیڑے بندرگاہ طولون میں واپس آئے جہاں خیرالدین پاشا فرانسیسی افسران جہازات کو بات بات پر ملامت کیا کرتا تھا اور اُنکو جہازوں کی عدم خبرگیری پر بُرا بھلا کہتا جس سے وہ دل میں بُرا مانتے تھے لیکن ڈیوک انغیان اُن باتوں کو ایک شفیق استاد کی ہدایت تصور کرکے اُسپر کاربند ہوجاتا چنانچہ اسی انداز سے اُس نے بہت سی باتیں سیکھ لیں اور بعد میں فرانسیسی بیڑہ کے اندر معقول اصلاحات نافذ کرسکا۔ مگر فرانس والے اپنی حکومت پر اس لئے ناراض ہوچلے کہ اُس نے مسلمانوں سے کیوں مدد لی ہے تو شاہ فرانس نے خیرالدین پاشا کو ۸۰۰۰۰ کراؤن سفر خرچ دیکر شکرگزاری کے ساتھ واپس کردیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ خیرالدین پاشا لنگرگاہ طولون میں باوجود اسکے کہ وہاں ہر طرح حالت امن تھی اپنے جہازوں کو

شب و روز تیار اور ہر طرح درست رکھتا تھا، یہ امر حکومت فرانس کی بدگمانی کا موجب ہوا۔ اس لئے اُس نے بہت جلد ترکی بیڑہ کو واپس کر دیا +

خیر الدین پاشا کی یہ آخری بحری جنگ تھی اور اس کے بعد وہ مرض الموت میں گرفتار رہا اور باوجود بہت کچھ علاج و تیمار داری ہونے کے آخر ۹۵۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا، آج اُس کی قبر بشکتاش کے نزدیک زیارت گاہ عام ہے، اس نامور جہاز ران کا نام تاریخ کے صفحات پر آب زر سے لکھا گیا جسنے ٹرکی بحری تواریخ کی رفعت و عظمت کا پھریرا فضائے عالم اڑا کر بہت سے نامی امیر البحر اپنے شاگردوں میں سے بنائے۔ خیر الدین پاشا کی رحلت کے بعد ترکی بیڑوں کی عام افسری کپتان محمد پاشا الطویل کو ملی اور اُس کے بعد سنان پاشا ۹۵۵ھ میں عثمانی اوّل امیر البحر متعین ہوا جو رستم پاشا صدر اعظم کا بھائی تھا، اس نے طرابلس الغرب کو اسپین والوں کے قبضہ سے چھین کر ترکی مقبوضات میں شامل کیا۔ سنان پاشا نے ۹۶۱ھ میں وفات پائی اور وہ شہر اسکدار میں دفن کیا گیا۔ سنان پاشا کے بعد عثمانی بیڑہ جہازات کی کمان پیالہ پاشا کو ملی جو خیر الدین پاشا کا ایک شاگرد تھا۔ خیر الدین پاشا نے علاوہ اسکے کہ وہ ایک بے نظیر بحری افسر تھا بہت سے کار آمد شاگرد بھی بنا دئے تھے جو اس کے بعد ترکی بحری قوت کو کامیابی کے ساتھ سنبھالے رہتے اور یہ اُس کی سب سے بڑی تعریف کے قابل کارروائی تصور کیجاتی ہے اُن شاگردوں میں سب سے مشہور اشخاص طورغود جہ، صالح رئیس، پیالہ پاشا، سید علی رئیس اور اولوچ علی، وغیرہ وہ شیر دل اور صاحب تدبیر لوگ تھے جنہوں نے ترکی بیڑہ کی ناموری عرصہ دراز تک بخوبی قائم رکھی اور اُنکی کارگزاریاں اپنے موقع پر بیان کیجائینگی +

بحر ہند میں ترکوں کی لڑائیاں

جن دنوں دولت عثمانیہ بحر ابیض متوسط میں دول متفقہ کے ساتھ سرگرم کارزار تھی اُنہی دنوں پرتگالی جہاز ران جنوبی افریقہ میں راس امید کا پتا

لگانے کے بعد ہندوستان کے سواحل کی تلاش کر رہے تھے اور اُنہوں نے بہت سے مقامات کا پتا لگا کر وہاں اپنی رسائی پیدا کر لی تھی جہاں سے وہ تجارتی پیداوار اپنے ملک اور دیگر ممالک یورپ میں لے آیا کرتے تھے۔ اس سے پہلے چین اور ہندوستان کا مال تجارت بحر احمر کے راستہ سے آبنائے سویز تک آتا تھا اور وہاں سے سکندریہ تک خشکی میں مال کے قافلے چلکر اسکندریہ سے بحر ابیض متوسط یا بحر روم میں چلنے والے ترکی جہازوں پر سوار ہو جاتے۔ پرتگالیوں نے اس سلسلہ کو منقطع کر ڈالا اور اس طرح ترکی فوائد تجارت کو سخت نقصان پہنچا جسکو دیکھکر سلطان سلیمان نے مشہور مدبر اور دلیر وزیر خادم سلیمان پاشا حاکم مصر کو قطعی احکام بھیجے کہ بحر احمر کے ترکی بیڑوں کو تیار کر کے سواحل ہندوستان کی طرف روانہ کرے اور پرتگال والوں سے سمجھ لے تاکہ ترکی تجارت کا راستہ بے خطر اور صاف ہو جائے۔ نیز سلطان نے قسطنطنیہ کا ایک ماہر بحری افسر سلیمان رئیس نامی والی مصر کی امداد کے لئے بھیجدیا اور ان دونوں ہمنام افسروں نے باہمی صلاح سے بندرگاہ سویز کے بیڑہ کو خوب آراستہ اور کارآمد بنا کر تیار کر لیا۔

اسی اثنا میں ہندوستان کے بادشاہ ہمایوں نے وہاں کی طوائف الملوکی برطرف کرنے کے لئے کمر باندھی اور بہادر شاہ والی گجرات پر حملہ آور ہوا۔ بہادر شاہ نے سلطان سلیمان سے امداد مانگی اور یہ امر سلطان کو اپنی مراد حاصل کرنیکا دوسرا اور کارآمد وسیلہ معلوم ہوا چنانچہ اُس نے سلیمان پاشا کو بندرگاہ سوئز سے بعجلت روانہ ہونیکا حکم دیا۔ سلیمان پاشا اسی جہازوں کا بیڑہ اور بیس ہزار سپاہ لیکر ۹۴۵ھ میں عدن پہنچا۔ اور وہاں کے امیر عامر بن داؤد کو امان عطا کر کے اپنے جہاز پہ طلب کیا لیکن پھر اُس سے دغا کر گیا اور اُسے جہاز کے مستول پر سُولی دیدی۔ اسکے بعد عدن پر بلا جنگ و جدل قابض ہو کر بہرام بگ نامی ایک ترک فوجی افسر کو مع کسی قدر سپاہیوں کے وہاں بغرض حفاظت چھوڑتا ہوا خود سواحل گجرات کی طرف گیا، چند روز بعد منزل مقصود پر پہنچ گیا تو اُسے معلوم ہوا کہ بہادر شاہ سے شاہنشاہ ہمایوں سے صلح کر لی ہے

اور اب وہ طالب امداد نہیں، پرتگال والوں کے بیڑہ نے گجرات کے کئی ایک ساحلی شہروں پر تسلط کر رکھا تھا، "مکوتہ" اور "کچھ" کے دو قلعے سلیمان پاشا نے ملک محمود جانشین بہادر شاہ کی شرکت میں فتح کر لئے اور تیسرے قلعہ "دیو" کا تری اور خشکی دونوں سمت سے محاصرہ کر لیا۔ پرتگالی افسر انطوان جو اس قلعہ کا محافظ تھا بڑی دلیری سے مقابل ہوا اور سلیمان پاشا سمجھ گیا کہ یہاں جلد دال نہیں گل سکتی، چونکہ اس کے پاس سامان رسد وغیرہ کم ہو گیا تھا اس نے ملک محمود سے سامان رسد طلب کیا اور محمود والی وطن کی سرگزشت کا تصور کر کے سلیمان پاشا سے علیحدہ ہو کر پرتگال والوں سے مل گیا۔ اب سلیمان پاشا کو بجز اس کے کوئی چارہ نہ ملا کہ وہ حصار توڑ کر فوراً واپس جائے چنانچہ جب وہ پلٹتے ہوئے عدن کے قریب پہونچا تو ریاست شحر کے حاکم نے خود بخود آ کے ترکی متابعت قبول کر لی، پھر وہ سواحل یمن کو فتح کرتا ہوا مصطفےٰ ابن بیقلی محمد پاشا کو وہاں کا حاکم بنا کر خلیج سوئز میں واپس آ گیا ۔

۹۵۰ھ میں سلطان کو خبر ملی کہ فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا ممالک عثمانیہ پر حملہ آور ہوا ہے تو اس نے صقوللی محمد پاشا حاکم رومیلیا کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا اور پاشائے مذکور نے اسی ہزار سپاہ کے ساتھ دریائے ڈینیوب سے پار اتر کر ہنگری کے متعدد قلعے جو آسٹریا کے ماتحت تھے فتح کر ڈالے، فرڈی نینڈ نے تنہا اپنے تئیں ترکی مقاومت کے قابل نہ پایا تو اس نے پولینڈ کے حکمران کو بھی اپنا ساتھی بنا لیا اور سلطان سلیمان نے یہ خبر پا کر دوسرے وزیر قرہ احمد پاشا کو بھی مع فوج قاہرہ کے اس طرف روانہ کر دیا جس نے صقوللی محمد پاشا سے مل کر متحدہ غنیم کی فوجیں منتشر کر دیں اور مقامات ویسپرم Weszprem اور صولنق Szolnock کو فتح کر کے بہت سا مال غنیمت اور اسیران جنگ لیکر قسطنطنیہ کی سمت معاودت کی ۔

بحر ہند پر دوسرا حملہ

پہلے بیانات سے معلوم ہو چکا ہو گا کہ خادم سلیمان پاشا نے عدن پر نہایت نا موزون

طریقہ سے قبضہ کیا تھا اور جب وہ ملک مصر کو واپس چلاگیا تو امرحوم امیر عامر داؤد کے رشتہ داروں نے پرتگال والوں سے ملکر ترکی سپاہ اور افسر کو قتل کر کے عدن پر دوبارہ تسلط کرلیا۔ سلطان نے یہ خبر پائی تو کچھ عدن پر دوبارہ قبضہ کرنے اور کچھ اگلے مدعا میں پوری کامیابی حاصل کرنے کے خیال سے ۹۵۹ھ میں بار دگر بحر احمر سے ایک دوسرا جنگی بیڑہ زیر کمان پیری رئیس کے روانہ کیا جسمیں (۳۰) جہازات تھے۔ اس کپتان نے ملک عدن کو واپس لیکر شہر مسقط اور ہرمز اور درآخت، نامی دو جزیروں کو بھی فتح کرلیا جو خلیج فارس کے دہانہ پر واقع ہیں اور بوقت ضرورت پناہ لینے کیلئے مفید تھے پھر وہ بصرہ کی طرف روانہ ہوا جہاں اُسے اطلاع ملی کہ پرتگال والوں کا بیڑہ اُس سے جنگ کرنیکو آرہا ہے چونکہ پیری پاشا کے جہازوں پر مکمل سامان جنگ نہ تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ کے جہازات بصرہ میں چھوڑکر صرف دو جہازوں سمیت مصر کو واپس چلاگیا، اور سلطان نے مراد بک کو مصری بیڑہ جہازات کا کپتان مقرر کردیا جس نے بصرہ کی طرف جاکر وہاں معقول تعداد جنگی کشتیوں کی بغرض حفاظت متعین کردی اور خود (۱۷) جہازوں کو لیکر آبنائے ہرمز کیطرف گیا جہاں اُس سے اور پرتگال والوں سے جنگ ہوئی مگر فتح پرتگالیوں کو حاصل ہوئی اور مراد بک بہت سخت نقصان اٹھاکر شہر بصرہ میں واپس چلاگیا۔ سلطان نے یہ اطلاع پائی تو اُس نے اس مرتبہ مشہور جہازران اور ہیئت داں عالم سید علی رئیس کو مصری بیڑوں کا چیف کمانیر مقرر فرمایا۔ یہ کپتان بحر ہند اور اُس کے خواص سے خوب واقف تھا اور اس نے بحر ہند کے بیان میں ایک خاص کتاب محیط نامی لکھی ہے جو بہت اعلیٰ درجہ کی تالیف ہے اس نے خیر الدین پاشا مرحوم کی صحبت میں رہکر بحری جنگ کے تجربے حاصل کئے تھے، غرضکہ جب وہ بصرہ میں پہنچا تو اُس نے وہاں کے بیڑوں کو مرتب اور لیس کرنے کے بعد جزیرہ ہرمز کو گیا اور پرتگال والوں سے معرکہ آرائی کی، اگرچہ سید علی پاشا کے جہازوں سے غنیم کے جہاز تعداد میں تین حصہ زائد اور قوی تھے لیکن اُس نے دشمن کو بُری طرح شکست دی اور اُن کے بیشمار جہازوں کو غرق کردیا۔ سید علی پاشا عروس فتح و ظفر سے ہمکنار ہو کر واپسی کا عازم ہوا تھا کہ یکایک

طوفان کی بلا میں پھنس گیا اور اُس کی بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں کچھ متفرق ہو گئیں اور بعض سواحل ہند پر جا پڑیں، باقی ماندہ جہازوں کے افسر بحر ہند کے طوفان خیزی سے خائف ہو کر گجرات کے ساحل پر خشکی میں اُتر پڑے اور سید علی پاشا نے اپنے جہازات ملک احمد والی گجرات کو دیکر خود خشکی کے راستہ مع اپنے تیس ہمراہیوں کے ملک ہند اور ایران کی بادیہ پیمائی کرتا ہوا مملکت عثمانیہ میں چلا آیا۔ اس سفر میں جیسی تکالیف کا سامنا ہوا اُن کے حالات سید علی پاشا نے اپنے سفرنامہ مراۃ الممالک میں تحریر کئے ہیں جو اُس نے واپسی کے بعد لکھا تھا۔ پھر اس کے بعد ترکی بیڑے پے درپے بحر ہند میں جا کر پرتگال والوں سے معرکہ آرا ہوتے رہے یہاں تک کہ اُنکی شوکت توڑ دی ورنہ اُسوقت میں پرتگال کی جہازرانی تمام دنیا میں فرد تھی۔

جنگ ایران

۹۵۵ھ میں القاص میرزا شاہ طہماسپ صفوی فرمانروائے ایران کا بھائی سلطان کی خدمت میں پناہ لینے کیواسطے حاضر ہوا اور اپنے بھائی کے مظالم سے فریادی بنا جسنے اُس کے شرعی حقوق سے اُس کو محروم کر دیا تھا۔ سلطان سلیمان تو ایران پر چڑھائی کرنے کیواسطے بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا اُسے اس سے اچھا موقع اور کیا چاہئے تھا بس وہ فوراً تیاری کر کے ایران پر چڑھ دوڑا اور برابر فتحیاب ہوتا ہوا شہر تبریز تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپسی میں شہر وان کو واپس لیا۔ جسپر ایرانیوں نے عرصہ ہوا قبضہ کر لیا تھا۔ اور چونکہ گرجستان کے باشندے دفعتاً فوقتاً دولت عثمانیہ سے چھیڑ کرتے رہتے تھے اس لئے اگلے ہی سال اُنھوں نے اپنے وزیر دوم قرہ احمد پاشا کی ماتحتی میں کافی فوج دیکر اس ملک کو بھی کامل طور سے فتح کر لیا اور سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ملا لیا، جب عثمانی سپاہ مملکت ایران کی سرحد سے باہر نکل آئی تو شاہ طہماسپ صفوی جو پہلے مرتبہ مقابلہ پر آنے سے دم چُرا گیا تھا اب پیش قدمی شروع کر کے عثمانی صوبجات موش، عادلجواز اور اخلاط وغیرہ پر چھاپے مارنے لگا۔ سلطان نے اِس امر کی اطلاع پاکر فوراً عثمانی افواج قاہرہ

زیر کمان وزیر اعظم رستم پاشا کے ایران کی طرف ارسال کردیں مگر یہ وزیر سلطان کا
داماد تھا اور چاہتا تھا کہ اسکا سالا شہزادہ بایزید تخت سلطنت پر متمکن ہو اور شہزادہ مصطفےٰ
جو ایک لائق اور دلیر حکمران تھا تاج سے محروم کردیا جائے چنانچہ یہ موقع اُس نے غنیمت
سمجھا اور سلطان کو لکھا کہ آپکا فرزند مصطفےٰ فوج کو اپنے ساتھ ملا کر تخت سلطنت پر
قابض ہونے کی تیاری کر رہا ہے، اِدہر بایزید کی ماں نے بھی سلطان کے کان بھر دیئے
اور اُسے ایسا بھڑکایا کہ وہ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ ظاہر کرکے دار الخلافت
سے چل پڑا اور جب قرمان کے صوبہ میں پہنچا جہاں شہزادہ مصطفےٰ حاکم تھا تو وہ باپ کی
قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اور سلطان نے اُسے فوراً گرفتار کراکے قتل کردیا۔ چنانچہ سلطان
سلیمان پر اس واقعہ کے باعث مورخین نے بہت کچھ لعن طعن کیا ہے لیکن ہم اُسے معذور
تصور کرتے ہیں کیونکہ انسانی کمزوریاں عقلمند سے عقلمند آدمی کو کبھی باولا بنا ڈالتی ہیں۔ بہر
حال شہزادہ مصطفےٰ کی موت پر مدبران ملک کو سخت افسوس آیا اور اُس کے خصائل حمیدہ
کی یاد نے تمام درباری امیروں کو غمگین کردیا۔ ینی چری فوج بگڑ بیٹھی اور اُس نے
نمک حرام وزیر رستم پاشا کو قتل کردینے کا مطالبہ کیا، چنانچہ سلطان کو اُسے معزول کردینے
کے سوا کوئی چارہ نہ نظر آیا اور بجائے اُس کے قرہ احمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا۔ پھر
۹۶۱ھ میں سلطان نے ایران پر پیش قدمی کرکے بہت سے شہر اور قلعے فتح کرڈالے
اور تمام ملک خراب و برباد کرتا قتل عام مچاتا تبریز تک پہنچ گیا، اس شہر کا بھی وہی حشر ہوا
جو اور مقامات کا ہوا تھا اور اس کے بعد شہر مراغا پر حملہ کیا گیا جہاں سے ایرانی سپاہ کو
شکست فاش دیکر بہت کچھ مال غنیمت اور تاجداران ایران کے مرصع تاج حاصل کئے
اور اُن کے نشان و طبل وغیرہ کو بھی لوٹ لیا، اسی اثناء میں شاہ طہماسپ کا معذرت
نامہ طلب صلح میں آگیا اور سلطان نے اُس کی خطا سے درگذر کرکے ایرانی حاجیوں اور
زائروں کو بہت سی رعایتیں عطا فرمانے کے بعد ۹۶۲ھ میں معاہدہ صلح لکھدیا اور
موسم سرما بسر کرنے کیلئے شہر آماسیا میں پلٹ آیا پھر جاڑے گذر گئے تو دار الخلافت قسطنطنیہ
میں آگیا۔ جو معاہدہ اس مرتبہ سلطان نے کیا یہ پہلا معاہدہ تھا جو حکومت عثمانیہ اور دولت

ایران کے مابین ہوگیا +

سلطان کا شاہِ فرانس کو مدد دینا

فرنسیس اوّل شاہ فرانس کی شاہ اسپین اور شاہنشاہ جرمنی سے عداوت ہوگئی تو اُس سے سلطان سلیمان سے بار دگر امداد مانگی اور سلطان نے جنگ ایران ہی کے اثناء میں کپتان طورغود کو جسے اہل یورپ [illegible] کہتے ہیں ایک طاقتور بیڑہ دیکر فرانس کی امداد پر روانہ کیا اور ٩٦٠ھ میں وہ آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر کپتان پولان فرانسیسی بیڑہ کے کمانیر سے جا ملا پھر اُس نے اسپین پر حملہ کرکے اُس کے کئی ایک ساحلی شہر فتح کرلئے اور فرانس والوں کو سپرد کر دیئے - اسی جنگ وجدل کے مابین طورغود نے قلعہ بسٹیا [illegible] سے جو قورسقہ کے صوبہ میں واقع اور اسپین کا مقبوضہ تھا سات ہزار کے قریب مسلمانوں کو قید سے رہائی دلائی طورغود اور بھی کارہائے نمایاں کرتا لیکن اُس سے اور فرانسیسی بیڑہ کے افسر سے کچھ اَن بن ہوگئی اس لئے وہ آستانہ علیہ کو پلٹ آیا - جہاں سلطان نے اُسے بطور بکلربک الجزائر کا معزز عہدہ عطا کیا +

طورغود کے واپس آجانے کے بعد فرانس والے پھر بے یار و مددگار رہ گئے اور قریب تھا کہ اُن کے تمام مفتوحہ مقامات دوبارہ دشمنوں کے قبضہ میں چلے جائیں تو پھر شاہ فرانس نے سلطان سے امداد کی درخواست کی، اُن دنوں سنان پاشا اوّل امیرالبحر بیڑہ جہازات عثمانیہ کا انتقال ہوچکا تھا اور بجائے اُس کے پیالہ پاشا کا تقرر ہوا تھا - سلطان نے پیالہ پاشا کو ٩٦١ھ میں ساٹھ غراب اور قلیون وشمع کے جہازات ساتھ لیکر فرانس والوں کی مدد پر جانے کا حکم دیا اور طورغود کو بھی بغرض مشورہ ہمراہ لینے کا ایما کیا چنانچہ یہ دونوں افسر فرانس کی طرف چلے راستہ میں اسپین کے امیرالبحر اندریا ڈوریا کے بیٹے نے ترکی بیڑہ کو آتے دیکھا اور جان بچا کر بھاگ نکلا کیونکہ اُسے خیال آیا کہ کہیں پرہ ویزہ کی جنگ کی طرح پھر ترکوں کے ہاتھ سے پٹ نہ جائے سواحل

ایطالیا پر ترکی بیڑہ نے متعدد چھاپے مار کر بہت کچھ اموال غنیمت حاصل کرنے کے بعد فرانسیسی بیڑہ سے ملنے کے لئے سفر کیا اور پھر دونوں بیڑوں نے ملکر اسپین کے اکثر ساحلی مقامات فتح کئے جو فرانس کے قبضہ میں دیدئے گئے آخرکار ایطالیا کے ایک قلعہ قاآلیا نامی کے محاصرہ میں ترکی اور فرانسیسی فوج میں کچھ ناچاقی ہوگئی جسکی وجہ سے پیالہ پاشا کو محاصرہ چھوڑکر اپنا بیڑہ دارالخلافت قسطنطنیہ کی طرف واپس لیجانا ضروری معلوم ہوا پھر اس نے ۹۶۴ھ میں جزائر بالیار پر چڑھائی کرکے وہاں کے قلعے منہدم کر ڈالے اور بیشمار مال غنیمت حاصل کرکے مظفر و منصور آستانہ علیہ کو واپس آیا +

جربہ کی مشہور جنگ

۹۶۶ھ میں پیالہ پاشا (۸۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر دارالخلافت سے روانہ ہوا اور دریائے بیبانجہ میں ایکما ایطالین کشتی کو گرفتار کرکے اس کے مسافروں سے دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ سواحل ممالکت الجزائر میں ترکی بیڑہ جہازات کی قوت کا اضافہ ہوتے دیکھکر جزیرہ مالٹا کے رہنے والوں کو خوف پیدا ہوا اور انہوں نے دول یورپ سے امداد مانگی تھی چنانچہ بہت کچھ صلاح و مشورہ کے بعد دول یورپ نے انکو مدد دینا منظور کرلیا ہے اور انکا ارادہ ہے کہ ترکوں پر بحری حملہ کرکے انکی قوت برباد کردیجائے پیالہ پاشا نے یہ خبر فوراً پیشگاہ سلطانی میں ارسال کی اور سلطان نے "علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد" پر عمل کرکے پہلے بارہ جہازات پیالہ پاشا کے بیڑہ سے شریک ہونیکے واسطے بھیجدئے اور پھر جدید جہازوں کی تیاری اور قدیم جہازات کی مرمت کا حکم دیکر پیالہ پاشا کو ہدائت کی کہ سواحل ارکو میں دشمنوں کی حس و حرکت کا پتہ لگانے میں سرگرم رہے اور اس طرف کے عثمانی قلعوں کو نہائت مستحکم کر رکھے - پیالہ پاشا نے احکام سلطانی کی بہت عمدگی کے ساتھ تعمیل کی اور جب وہ موسم سرما میں آستانہ علیہ کو واپس آیا تو چندہی روز بعد طرابلس الغرب کے حاکم طورغود پاشا نے یہ اطلاع بھیجی کہ عثمانی بیڑہ جہازات کی واپسی کے بعد سے دول متحدہ کے بیڑے جزیرہ جربہ میں آکر

جمع ہو رہے ہیں اور وہاں سے طرابلس الغرب پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں ہوتی نظر آتی ہیں چنانچہ غالباً موسم بہار شروع ہوتے ہی غنیم حملہ کردیگا۔ سلطانی احکام پیالہ پاشا کو بحری تیاری کے متعلق ملگئے تو اُس نے شب و روز استنبول، اور گلیپولی، کے کارخانہ ہائے جہاز سازی میں تیاری جہازات کی نگرانی شروع کردی اور چند ہی دنوں کے عرصہ میں (۱۲۰) جہازات مرتب کرلئے، پھر آٹھویں رجب ۹۶۷ھ کو وہ اس بیڑہ کو لیکر بطریق عجلت سفر کرتا ہوا طرابلس الغرب کی سمت چلا، جب یہ بیڑا جزائر قیوآن کے نزدیک پہنچا تو اُسے طورغود کی مرسلہ ایک کشتی ملی جو ضروری ڈاک لائی تھی اور پیالہ پاشا آن اخبار سے مطلع ہوکر اور تیزی کے ساتھ سرگرم سفر ہوا، اثنائے سفر میں جزیرہ متون کے نزدیک ترکی بیڑہ کے ہراول جہازوں نے جنکا افسر اُلوچ علی تھا ایک غنیم جنگی جہاز گرفتار کیا اور اُسکے قیدیوں سے طورغود کی مرسلہ خبریں بالکل صحیح ثابت ہوئیں، پھر پیالہ پاشا کو دو مختصر بیڑے مصطفےٰ بک حاکم ڈیلی اور قورداد غلی احمد بک حاکم رودس کے بھی اسی سمندر میں ملگئے انکو ساتھ لئے ہوئے وہ آگے بڑھا، چار دن بعد طرابلس کے نزدیک ایک جزیرہ غوزہ نامی میں انکا قیام ہوا۔ اور اسیروں سے بار دگر حالات دریافت کرنے سے پتا چلا کہ دول متحدہ کا بیڑا جربہ کے سمندر میں لنگر زن ہے اور اُس میں (۳۶) گالون کی وضع کی اور اسی قدر کارک کی وضع کی اور (۵۴) گالی وضع کی کشتیاں ہیں اور سب چھوٹی بڑی کشتیاں اور جہازات ملاکر دو سو کے قریب جہازات غنیم کے بیڑہ میں ہیں۔ پیالہ پاشا نے یہاں سے اپنا راستہ بدلدیا اور پہلے خلیج سفاقس کی جانب چلا جہاں کرکنہ کے مختصر جزیروں کے سامنے لنگر زن ہوا اور دوسرے دن صبح کو وہاں سے کوچ کرکے ایک دن بعد یوم ثانی کی شام کو جربہ کے مقابل جا پہنچا۔ وہ جزیرہ مذکور سے بارہ میل کے فاصلہ پر جنگی ہیئت بناکر آگے بڑھ رہا تھا کہ غنیم کا بیڑا کھلے سمندر میں صف بستہ نظر آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امیر البحر اندریاڈ ترکی بیڑہ کی خبر پاکر آٹھ میل آگے بڑھ کے صف بستہ ہوگیا تھا، مورخین یوروپ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں اندریاڈ کے زیر کمان دو سو جہازات تھے اور وہ جنیوا، فلورنس، سسلی، مالٹا، اور اسپین کی حکومتوں کے جہازات سے ملکر مرتب ہوا تھا جسکے علاوہ

جنرل ڈیون الوار کی ماتحتی میں نو ہزار پیدل فوج بھی تھی اور ان دونوں نے دول مذکورہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس فوج تمام شمالی افریقہ کے سواحل کو مملکت مصر تک فتح کرینگے اور جزیرہ جربہ میں پورے پانچ مہینے ان لوگوں نے مضبوطی کے ساتھ مورچہ بندی میں صرف کر کے اُسے بیحد مضبوط بنا لیا تھا - ۱۸ شعبان ۹۶۷ھ کو بوقت فجر ترکی بیڑہ جہاز حملہ کرنے کیلئے بڑھا اور جیسے ہی دونوں بیڑے ایک دوسرے کو نظر آنے لگے جانبین سے صف بندی ہونے لگی، عثمانی جہازوں نے اپنی تیز دم توپوں پر بتی رکھدی اور غنیم کے بہت سے جہازوں کو تباہ کر ڈالا پھر جب غنیم کے بڑے غالون جہاز بیکار ہو کر آتشباری سے رک گئے تو ترکوں نے موقع غنیمت جانکر اپنی تیز رفتار کشتیوں کا ایک حصہ آگے بڑھا کے دشمن کے جہازوں کو دو حصوں میں منتشر کر ڈالا اور اس طرح غنیم کے چودہ جہاز جربہ کے لنگر گاہ میں جا گھسے اور انڈریا ڈوریا کا ماتحت بڑا حصہ کھلے سمندر کی طرف روبفرار ہوا - پیالہ پاشا غنیم کو کہاں دم لینے دیتا تھا اُسنے معاً ایک حصہ اپنے بیڑہ کا جربہ کے سامنے چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بیڑہ کا تعاقب کیا - اور (۲۸) غلیون اور (۲۰) ثمانیہ قسم کے جہازات گرفتار کر لئے مگر ان جہازوں میں سے بڑا حصہ بوجہ گولہ باری سے بیکار ہو جانے کے غرق ہو گئے، امیرالبحر انڈریا ڈوریا بے شمار قیدیوں کو ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا، اسیران جنگ میں بہت سے یورپ کے امیرزادے اور شہزادے تھے جنکو انڈریا ڈوریا بہت کچھ سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ لایا تھا. غنیم کا بیڑہ اس طرح برباد کر کے پیالہ پاشا نے جربہ پر حملہ کیا اور خشکی کی جنگ چھیڑ دی جنرل ڈیون لوار آٹھ دن سے زیادہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا اور بُری طرح شکست اُٹھا کر بھاگا لیکن راہ فرار بھی بند تھی چنانچہ وہ مع تمام امرائے یورپ کے ترکوں کی قید میں آگیا، عثمانی افواج نے اس فتح عظیم کا مژدہ سلطان کی خدمت میں ارسال کیا اور خود بہت جلد جزائر جربہ اور طرابلس اور سفاقس، کی جنگی قلعہ بندی کر کے آستانہ علیہ کی طرف واپسی کی ٹھیرادی ح
اس جنگ میں طورغود پاشا نے خشکی کے اندر وہ نمایاں کارگذاری دکھائی تھی کہ دوست و دشمن ہر شخص اُسکی جرأت و بسالت کی داد دئے بغیر نہ رہ سکا اور پیالہ پاشا نے اُس کی

قابل قدر مدح و عزت کرکے اُسے طرابلس وغیرہ کی حفاظت کے متعلق ضروری ہدایتیں کیں پھر وہ دارالخلافت کی طرف چلا گیا +

۲ محرم ۹۶۸ھ کو یہ ظفر یاب بیڑہ شہر اسلامبول کے سامنے پہنچا اور سلطان اُسوقت دریا کے کنارہ ایک محل میں بیٹھا ہوا جہازوں کی آمد کا نظارہ دیکھ رہا تھا تمام اراکین سلطنت اور عمائد مملکت اُس کے پاس موجود تھے۔ اور سفراے ممالک یورپ بھی حاضر تھے ترکی بیڑے فتح وظفر کے جھنڈے اڑاتے ہوئے سہانی چال سے آبناے شاخ زریں میں خراماں آرہے تھے جنکے پیچھے دشمنوں سے چھینے ہوئے جہازات مال غنیمت سے بھرے ہوئے بندھے تھے، پیالہ پاشا نے اسپین کا نشان فوج اوندھا کرکے وسط جہاز میں لٹکا رکھا تھا جس سے علامت حزن و ملال ظاہر ہو رہی تھی اور اسیران جنگ کو جہاز کے پچھلے حصہ میں ایک نمایاں مقام پر کھڑا کیا گیا تھا، جسوقت عثمانی بیڑہ اس طرح آرہا تھا تو شاہ جرمنی کے سفیر نے اُٹھکر سلطان سلیمان کو فتح کی مبارکباد دی اور سلطان نے اُس کو خفیف کرنے کیواسطے فرمایا " اگر انسان یہ سوچ لے کہ اس عظیم الشان توفیق کو وہ محض عنایت ایزدی سے حاصل کرسکا ہے تو پھر اُسے فخر و غرور کی کوئی حاجت نہیں رہتی " +

فتحمند ترکی سپاہ کے بشاش چہرے شاخ زریں کے آئینہ نما پانی میں اپنا عکس ڈال رہے تھے اور تمام مخلوق اُنکو دیکھکر مسرت سے باغ باغ ہوئی جاتی تھی جلوس گزرچکا تو امراے جہازات سلطانی دربار میں حاضر ہوئے اور سلطان نے سب کو علی قدر مراتب انعامات سے سرفراز کیا۔ اور پیالہ پاشا کو خاندان شاہی کی ایک شہزادی سے بیاہ دیا گیا جو بے نظیر عزت تھی +

جزیرہ مالٹا کا محاصرہ

دولت علیہ نے دیکھا کہ جزیرہ مالٹا کے نائٹ اور سینٹ یوحنا کے گروہ والے برابر ترکی جہازات پر ہوستاتے رہتے ہیں اور اُس کی رعایا کو دق کرنے سے باز نہیں

آتے تو ۹۷۱ھ کے موسم سرما میں زیر کمان پیالہ پاشا فتح آب عثمانی بیڑا مع کثیر تعداد کے بحری اور بری سپاہیوں کے اس جزیرہ کی فتح کے لئے ارسال کیا، بری فوج کی کمان پر جو تھا وزیر مصطفےٰ پاشا متعین کیا گیا تھا اور طورغود بک کو بھی اس حملہ میں شرکت کا فرمان ارسال کیا گیا، چنانچہ ۹۷۲ھ کے آخر ماہ شعبان میں ترکی بیڑے جزیرہ مالٹا میں پہنچ گئے پہلے عثمانی سپاہ جزیرہ شرنگو میں اتری اور دریا کے قریب ایک جگہ میں جسکا نام بستان یک ہے اپنی کمپ قائم کرکے جزیرہ مالٹا پر بڑھنا شروع کیا، پہلے نائٹوں نے کوئی مقاومت نہیں کی لیکن جب عثمانی سپاہ اُنکے مورچوں کے نزدیک پہنچگئی تو نائٹوں کی کیولری رسالہ اُنپر حملہ آور ہوئی اور کسی قدر مقابلہ کے بعد شکست اُٹھا کر بھاگی، نائٹوں کے نو سو سواروں نے اس طرح ہزیمت اُٹھائی اور اپنے بہت سے مقتول و مجروح میدان جنگ میں چھوڑ گئے تو اُنکو پتہ لگا کہ کھلے میدان میں بہادر ترکوں سے جنگ کرنا مناسب نہیں اس لئے وہ قلعہ بند ہوگئے۔ ترکوں نے اس کے بعد شہر پر حصار ڈالدیا اور نائٹوں کے دو قلعوں پر جو نہائت مستحکم تھے اپنے حملوں کا تمام زور رکھا، یہ دونوں قلعے سینٹ مثیل اور سینٹ انجلو، نامی بہت پائدار اور عسیر الفتح تھے اور انپر تیز دم توپیں چڑھی تھیں لہذا ترکی سپاہ کے تمام حملے ناکام رہے۔ طورغود پاشا کی رائے تھی کہ پہلے شہر فتح کرلیا جائے پھر قلعوں سے بھی سمجھ لینگے۔ مگر سردار علی بری فوج کے کمانڈر نے اس رائے کو نہیں مانا اور باہمی اختلاف رائے کیوجہ سے حملہ اور ہجوم میں کسی قدر افراط تفریط ہونے لگی، طورغود پاشا ایک ہجوم میں سخت زخمی ہوگیا تھا اور آخر اسی زخم کے صدمہ سے فوت بھی ہوگیا جسکے بعد ترکی افواج اور بیڑوں نے فتح مالٹا کو دوسرے وقت کے لئے ملتوی کردیا اور ناکام وہاں سے واپس چلے گئے جب یہ لوگ استنبول پہنچگئے تو اُس کے چندہی روز بعد وزیر اعظم علی پاشا نے دنیا سے رحلت کی اور بجائے اس کے مسند وزارت وزیر دوم صوقللی محمد پاشا کو تفویض ہوئی۔ جو نہائت مشہور مدبر تھا*

جزیرہ قو ایک زمانہ سے دولت عثمانیہ کے زیر سایہ آزادی کی زندگی بسر کررہا

تھا اور اہل جنویزہ وہاں کی حکومت کا انتظام ترکوں سے متفق الرائے ہوکر کیا کرتے تھے لیکن انہی دنوں سلطان کو اطلاع ملی کہ جنویزی لوگ جزیرہ میں اندرونی بغاوت پھیلا کر خود مختار حکومت کا مطالبہ کرانے کی تیاری کر رہے ہیں لہذا اُس نے مناسب سمجھا کہ یہ جزیرہ بالکل دولت علیہ کا ماتحت بنا لیا جائے اور ۹۷۳ھ میں پیالہ پاشا کو ایک مختصر بیڑہ کے ساتھ وہاں بھیجا گیا اور اُس نے بلا جنگ وجدل بہت جلد تمام انتظامات درست کر دیئے۔ پھر مظفر ومنصور واپس آیا۔ اسی سال دولت علیہ اور ہنگری کے مابین پھر کچھ کشمکش پیدا ہوگئی۔ اور سلطان نے وزیر اعظم کی ماتحتی میں اسّی ہزار جرار سپاہ روانہ کرکے بعد میں خود بھی اُدھر کا رُخ کیا اور بلغراد کے پاس وزیر کی سابقہ سپاہ سے جا ملا جہاں مشورہ سے پہلے قلعہ اگری پر ہجوم کرنے کی صلاح قرار پائی مگر پھر اس خیال سے کہ جنرل زرینی "Zrinyi" عثمانی سپاہ کے ایک کام کو آگے بڑھنے سے روکے رہیگا سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ اوّل قلعہ سکدوار "Seged" پر تسلط کر لیا جائے جہاں یہ جنرل رہا کرتا ہے تو پھر دوسری طرف حملہ کرنے کی تدبیر ہو لہذا ۹۷۴ھ میں قلعۂ سکدوار کا محاصرہ کر لیا گیا جو نہایت مستحکم مقام تھا۔ زمانہ حصار ہی میں سلطان کو ضعف پیری کیوجہ سے کمزوری اور لاغری لاحق ہوگئی اور مرض نقرس نے اُسے آگھیرا، چنانچہ وہ اسی مرض میں بعمر ۷۶، سال اپنے فرزند سلیم کے لئے تخت وتاج کی وصیت کرکے دنیا سے چل بسا، وزیر محمد پاشا نے اس خیال سے کہ سلطان کی وفات کا اظہار فوج کو بے دل کر دیگا یہ خبر مخفی رکھی اور فوراً شہزادہ سلیم کو پیام طلب بھیجدیا۔ اُدھر رئیس الاطباء کو ہدائت کی کہ وہ سلطان کی لاش کو ممی کر ڈالے تاکہ وہ بگڑنے نہ پائے، شہزادہ سلیم اُن دنوں کوتاہیہ کا حاکم تھا۔ وفات پدر کی اطلاع ملتے ہی چپکے سے دار الخلافت میں جا پہونچا۔ اور وہاں تخت پر بیٹھکر بیعت وغیرہ سے اطمینان کر لیا تو پھر سکدوار میں آیا جہاں عثمانی سپاہ برسرجنگ تھی اور وہاں سے باپ کی لاش آستانہ علیہ لیجاکر سپرد خاک کی +

سلطان سلیمان خان مرحوم نہائت بیدار مغز، عالی حوصلہ، جری، خوشخو، مدبّر،

اور صاحب عزم حکمران تھا، اُس نے دولت عثمانیہ کے نظم ونسق کے لئے ایسے شائستہ قوانین تیار کئے جو نہ اُس سے پہلے تھے اور نہ بعد میں ہوئے، اُس نے قلمرو عثمانیہ کو کئی صوبوں پر تقسیم فرماکر ہر صوبہ میں فوجی چھاؤنیاں اور حکومت کے علیحدہ علیحدہ دفتر قائم کئے، مالی آمد و خرچ کا حساب مرتب کرایا اور نظام سلطنت کو وہ شایان شان ترقی دی جو تاابھی بے نظیر مانی گئی اسی لئے اُسے مورخین نے قانونی کا معزز لقب عطا کیا ہے۔ اس سلطان کی طبیعت بھی آبادی ملک، اشاعت علوم، اور مفید خلائق کاموں سے خاص اُنس رکھتی تھی۔ اُس نے ۹۳۸ھ میں روضۂ نبی صلعم کو ازسرنو بنوایا، اور ۹۶۵ھ میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کا منبر خانہ کعبہ میں ارسال کیا جو ابتک موجود ہے۔ بہرحال اُس کے اوصاف بے حد و بے شمار ہیں جنکی گنجائش اس مختصر کتاب میں نہیں ہوسکتی اور بالاختصار یہ کہدینا کافی ہے کہ وہ شاہان آل عثمان میں سب سے مشہور اور زبردست بادشاہ گزرا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ✦

---

(۱۱) سلطان سلیم خان دوم ✦

۹۷۴ ـــــــــــــــــــ ۹۸۲ھ

سلطان سلیمان خان قانونی نے قلعہ اسکدار کے سامنے وفات پائی اور وزیر اعظم صقوللی محمد پاشا نے یہ خبر اپنے ایک معتمد حسن چاویش کی معرفت شہزادہ سلیم خان حاکم کوتاہیہ کے پاس ارسال کی تو وہ فوراً آستانہ علیہ میں جا پہونچا اور ۹ ربیع الاول ۹۷۴ھ کو اپنے اجداد کے تخت پر جلوس فرما ہوگیا۔ سب سے پہلے شیخ الاسلام ابوالسعود آفندی اور اسکندر پاشا نائب سلطان نے اُس کے ہاتھوں پر بیعت کی اور بعدازاں جملہ وزرا امرا اور ارکان سلطنت سے بیعت لیگئی، پھر سلطان سلیم خان دوم نے اپنے اجداد کی ضریحوں پر حاضری دی اور ان امور سے فراغت کرکے بلگریڈ کی طرف چلا جہاں تُرکی فوج موسم سرما بسر کرنے کیلئے پڑی تھی اور وہاں وزیر اعظم، فوج، اور باقی امراء نے



سلطان سلیم خان ثانی (سنہ ۹۷۴ھ تا ۹۸۲ھ)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۱۸۰)

اُس سے بیعت کی +

ینی چری سپاہ حسبِ عادت انعام جلوس کی خواہاں ہوئی تو سلطان سلیم دوم نے انکار کر دیا، اسپر وہ لوگ بگڑ بیٹھے اور نہائت نامناسب حرکتیں کرنے لگے، وزیر اعظم اور دیگر وزراء نے سمجھایا بھی کہ صبر کرو، دار الخلافت میں پہنچکر تمہیں حسب معمول عطیات سلطانی دلوا دیئے جائینگے مگر کمبخت اور شوخ چشم ینی چری کب مانتے تھے اُنہوں نے وزرا کی سخت توہین ہی نہیں کی بلکہ وزیر دوم پر تو پاشا کو قتل بھی کر ڈالا، آخر وزیر اعظم نے سلطان سے عرض کی کہ یہ فتنہ کسی طرح مٹائیے چنانچہ سلطان سلیم خان دوم نے اُن سے خود وعدہ کیا کہ آستانہ علیہ پہنچکر انعامات ملیں گے تب وہ خاموش ہوئے۔ غرضکہ واپسی دار الخلافت کے بعد اشرار کو سزائیں دی گئیں۔ اور جب کپتان پیالہ پاشا سواحل ایطالیا سے مظفر و منصور واپس آگیا تو خزانہ سلطنت معمور ہونے پر ینی چری سپاہ کو انعام تقسیم ہوا ورنہ اس سے پہلے خزانہ خالی تھا اور اسی لئے انعام کے عطا کرنے میں تامل کیا گیا تھا +

سلطان سلیم خان دوم دار الخلافت میں آگیا تو شاہ آسٹریا نے اُس کے پاس ایک خاص سفارت بھیجکر مبارکباد جلوس کہلا بھیجی اور معاہدہ دوستی کی تحریک کی چنانچہ اوائل رمضان ۹۷۵ھ میں اس مضمون کا عہد نامہ تحریر ہوا کہ شاہ آسٹریا ۰۰۰ ۳۰ ڈیوک سالانہ حسب دستور سابق خراج ادا کرتا رہیگا اور سابقہ روابط برقرار رہینگے، جسکے ساتھ ہی حکومت آسٹریا حکام ٹرینسلونیا اور افلاق کو دولت علیہ کا ماتحت تصور کریگی اُس کے ماسوا شاہ پولینڈ سے بھی معاہدہ صلح کی تجدید ہوئی جسمیں باب عالی نے پولینڈ کو بغدان کا حلیف مان لیا تھا۔ یہ تمام کارروائیاں صقوللی محمد پاشا وزیر اعظم کی مخلصانہ تدبیر سے انجام پائیں جو سلطنت کی اندرونی خرابی کو درست کرنے کے لئے مہلت کا خواہاں تھا ورنہ اگر خدانخواستہ کسی سے جنگ پیش آجاتی تو تمام بھرم بگڑ جاتا۔ ان معاہدات سے فراغت حاصل کرکے آستانہ علیہ میں سلطانی حکم سے فتح کا جشن منایا گیا، اور تمام سلاطین ایشیا اور شاہان یورپ کے سفیر مبارکباد جلوس عرض کرنیکو

واسطے دربار عثمانی میں حاضر ہوئے جنمیں طہماسپ شاہ صفوی تاجدار ایران کا سفیر بھی شامل تھا۔ سلطان سلیم دوم کے تخت نشین ہوتے ہی بصرہ کے عرب نے اُس سے بغاوت کردی اور اپنے ایک شیخ ابن علیان کی ماتحتی میں شورش پر کمر باندھی چنانچہ اسکندر بک بگلر بک دیاربکر کی ماتحتی میں کافی تعداد کی فوج اس بغاوت کو فرو کرنے کیلئے ارسال ہوئی اور جانبولاد بک شہر حلب اور اَدَنَہ کی فوجیں لیکر بحری راستہ سے دریاے فرات میں ہوکر اُنکی سرکوبی کیلئے روانہ ہُوا۔ جانبولاد بک کے ساتھ پانچ سو پانچ جہازات اور کشتیاں تھیں غرضکہ کئی ایک خونریز معرکوں کے بعد ترکوں نے اہل عرب کو زیر بنالیا اور ابن علیان نے خزانہ بصرہ میں (۱۵۰۰۰) دینار سالانہ داخل کرتے رہنے کی قرارداد پر ۹۷۵ھ میں امان حاصل کرلی، پھر دوسرے سال عثمانی افواج سنان پاشا حاکم مصر کی ماتحتی میں ملک یمن کی فتح کا تکملہ، وہاں کی بغاوت کا خاتمہ، اور پرتگالی قبضہ کرلینے والوں کو وہاں سے بدر کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔ جنہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور شہر صنعا کو فتح کرلیا، یمن کا سلطان شریف مطہر بن یحییٰ حکومت عثمانیہ کا ماتحت بنگیا اور سنان پاشا نے اپنے ایک ماتحت افسر عثمان پاشا نامی کو وہاں کا گورنر مقرر کرنے کے بعد مصر کی جانب معاودت کی۔

اِن واقعات کے بعد سلطان سلیم دوم نے دو جنگی بیڑے یانیہ اور طرابلس کی شورشیں مٹانے کیلئے روانہ فرمائے جو اپنی خدمات بخوبی ادا کرنے کے بعد واپس آگئے اور ان بعد پیالہ پاشا کو بحری کمان سے معزول کرکے بجاے اُس کے مؤذن زادہ علی پاشا کو متعین کیا گیا جو شہید کے نام سے مشہور ہے، اسی زمانہ میں حکومت فرانس دولت علیہ کے ساتھ پینگین بڑھانے اور اُس کے قلمرو میں رسوخ پیدا کرنے کے درپے ہورہی تھی اور آخرکار ۹۷۶ھ میں اُس نے سلطان سلیم خاں دوم سے اُن تمام معاہدوں کی تصدیق حاصل کرلی جو سلطان سلیمان مرحوم کے عہد سے چلے آتے تھے۔ بلکہ اُنپر بعض مفید مطلب اضافے بھی کرالئے مثلاً دربار عثمانی میں فرانسیسی با اختیار سفیر رکھنے کے علاوہ ان باتوں کا اضافہ ہوا کہ ہر ایک فرانسیسی رعایا کا آدمی شخصی ٹکس ادا کرنیسے

معاف کر دیا گیا، فرانس کو یہ حق ملا کہ اُس کی رعایا کا کوئی شخص سلطنت عثمانیہ کی علاقہ
میں بحالت غلامی نہ رہنے پائیگا۔ اور ہو تو آزاد کر دیا جائیگا۔ فرانس کے جہازات دولت
علیہ کے ماتحت مقامات کے بحری قزاقوں کی دست برد سے محفوظ رہینگے اور اگر
کہیں ایسا واقعہ ہو کہ فرانسیسی جہاز اُن کے قابو میں آجائے تو اُسے رہائی دلوانے کے
سوا اُن لوٹیروں کو سزا بھی دی جائیگی، اور اگر دولت علیہ کے ساحلی مقاموں میں
فرانسیسی جہازوں پر کوئی آفت نازل ہو تو عثمانی جہازات پر اُن کی امداد کرنا فرض ہوگا
اور جتنے حقوق بندقیہ والوں کو حاصل ہوئے ہیں اُن سبھوں میں فرانس والے مساوی
رہینگے، اس سررشتۂ اتحاد میں مزید استحکام پیدا کرنے کیلئے یہ تجویز ہوئی۔ کہ
ہنری ودکالو شاہ فرانس کا بھائی پولینڈ کا حکمران بنا دیا گیا اور آسٹریا اور روس کے
مقابلہ میں ٹرکی و فرانس کا مددگار رہونا اُسپر لازم کیا گیا، اس معاہدہ کی تکمیل سے پولینڈ
کا ملک سلطنت عثمانیہ کے زیر حمایت آگیا اور فرانس نے بحر ابیض متوسط میں اپنی تجارت
کو فروغ دینے کے علاوہ ٹرکی قلمرو کے اُن علاقوں میں جہاں عیسائی آبادی زائد تھی۔
مذہبی مشن بھیجکر اپنا اقتدار اور اثر محیط کرنا شروع کر دیا خاصکر ملک شام میں فرانسیسی
اثر بہت ترقی کر گیا۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ ان امتیازات ہی نے حکومت عثمانیہ کی قوّت و
شوکت توڑ دی کیونکہ ان باتوں نے ترکی عیسائی رعایا کے تعلقات اپنے ہم مذہب اور
قوی شوکت دول یورپ کے ساتھ بڑھا دئے اور دول یورپ نے آئے دن اپنی
کانسلوں اور سفیروں کی معرفت حکومت کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا ڈہنگ
ڈال دیا جسکے لئے وہ انصاف خواہی، رفع مظالم، عدل گستری اور وحشت و تعصب
مٹانے کے فرضی ناموں اور بے معنی لفظوں میں درپردہ مشرقی سلطنتوں کو عموماً اور
حکومت عثمانیہ کو خصوصاً جی بھر کے ستانا شروع کر دیا اور ابتک کسی پہلو چین نہیں لینے
دیتی ہیں یہی حقوق ہیں جنکی بنا پر دولت علیہ کے مشرقی مقبوضات کی عیسائی رعایا کا
ہر ایک فرقہ کسی نہ کسی یوروپین حکومت کے دامن دولت سے وابستہ ہو کر سرکشی
دکھاتا اور آزادی طلب کرنے کیلئے ہاتھ پیر مار رہا ہے اور دول یورپ اُن عیسائیوں کو

اپنی کامبرآری کا ذریعہ بنا رہی ہیں بالخصوص مذہبی دشمنوں نے اور بھی ستم ڈہا رکھا ہے کیونکہ جیسا زہریلا مواد ان میکروبوں کے ذریعہ سے قلمرو ترکی کے جسم میں پھیلایا جاتا ہے وہ سخت مضرت رسان اور مہلک ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حکومت کی غفلت نے اس خرابی کو اور بھی بڑہا رکھا ہے جو خفیہ فتنہ انگریزوں کی معقول سرکوبی نہیں کرتی اور اسکا مفصل بیان اپنے موقع پر کیا جائیگا +

جزیرہ قبرص کی فتح

یہ جزیرہ بنادقہ کے زیر اثر تھا اور یہاں کے رہنے والے اکثر اوقات خلاف معاہدہ سلطنت عثمانیہ کے جنگی اور تجارتی جہازوں پر حملے کر بیٹھتے تھے علاوہ ازیں شہزادگی اور حکومت کو تاہیہ کے زمانہ میں سلطان سلیم دوم کو ان لوگوں سے اسقدر تکلیفیں پہنچی تھیں کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے ان لوگوں کی خبر لینے والا تھا مگر دوسری الجھنیں مانع آئیں اور اسی اثناء میں اہل قبرص چند اور دست درازیاں بھی کر بیٹھے جو بقول کسی "سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا" سلطان سلیم کے بہت جلد انکی سرکوبی پر آمادہ ہو جانیکا باعث ہوگئیں اور اس نے (۱۵) ذیحجہ ۹۷۷ھ کو شیخ الاسلام ابو السعود آفندی سے فوجکشی کا فتوے لیکر (۳۶۰) جہازوں کا عثمانی بیڑہ کپتان اعظم موذن زادہ علی پاشا کے زیر کمان روانہ کر دیا جسپر اناطولیا فوج کا بیشتر حصہ، اکثر حکام ولایات کی فوجیں، اور ینی چری سپاہ کے پانچ ہزار جوان سوار تھے۔ ینی چری فوج کی کمان سردار وزیر لالا مصطفے پاشا کے ہاتھوں میں تھی، اور وزیر سوم پیالہ پاشا جنگی جہازوں کے ساتھ جزیرہ کا محاصرہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا تاکہ یورپ سے کسی قسم کی امداد اہل جزیرہ کو نہ ملنے دے، یہ فوجیں اور جہازات قبرص کے بندرگاہ طوزلہ میں پہنچ گئیں تو عثمانی سپاہ نے خشکی پہ قدم رکھا اور افسروں کی رائے قرار پائی کہ سب سے پہلے نیکوسیا کا قلعہ محاصرہ میں لیا جائے [illegible] کیونکہ یہ جزیرہ کا صدر مقام تھا چنانچہ چند روز محاصرہ کے بعد اسے بزور شمشیر فتح کر لیا اور یہاں کے

اکثر باشندوں کو قتل کر دیا گیا تو دوسرے قلعہ کرنیہ Gherina کے لوگوں
نے خوف زدہ ہوکر خود بخود بلا جنگ اطاعت مان لی جسکے بعد قلعہ ماغوسہ کا محاصرہ
کیا گیا اور یہ قلعہ جزیرہ میں سب سے بڑھکر مستحکم تھا Famagouste
مگر ترکوں نے اس قدر سخت حصار کیا کہ قلعہ والے گھبرا گئے، یورپ سے باوجود فریاد
وزاری کوئی مدد نہیں آئی، اور آخر ایک زمانہ انتظار دیکھکر انہوں نے جان بچا کر
اطاعت مان لی، ترکی افواج نے ماغوسہ میں داخل ہوکر بہت کچھ مال غنیمت حاصل
کیا اور بہت سے اہل جزیرہ ترکی فتح کے بعد وہاں سے اور ملکوں کو چلے گئے، اسکے
بعد پیالہ پاشا نے ایک مختصر بیڑہ بندرگاہ طوزلہ میں لنگر انداز ہونے والے بھاری
جہازوں کی نگرانی پر مامور کر دیا اور خود اپنے بیڑہ پر ملک شام کے علاوہ حلب کی
فوجیں جو کمک کے لیے آئی تھیں اُن کے ملک میں واپس کرنے چلا گیا، پھر سواحل
شام سے واپس ہوکر جزیرہ قبرص کا مال غنیمت اور زائد سپاہ لئے ہوئے موسم سرما
بسر کرنے کو قسطنطنیہ چلا گیا۔ کپتان علی پاشا بھی چالیس جہازوں کا ایک بیڑہ عرب
احمد بک حاکم رودس کی کمان میں حفاظت جزیرہ پر مامور کر کے دارالخلافت کو واپس
گیا۔ سردار مصطفیٰ پاشا کو مع بری فوجوں کے جزیرہ کے باقی قلعہ جات کی فتح پر
مامور کر گیا، جب علی پاشا روانہ ہوچکا اور ترکی فوج نے رہے سہے شہروں کے
محاصرے اور فتوحات پر کمر باندھی تو بندقیہ کا رہنے والا حاکم قبرص براگادینو
اپنے ارغوانی رنگ کے لباس میں اپنے قلعہ سے نکلکر سردار مصطفیٰ پاشا سے
ترکی کیمپ میں ملنے آیا اور بجائے اس کے کہ گفتگوئے صلح میں نرمی اور عاجزی
کرتا سخت زبانی سے کام لینے لگا سردار کو سخت اور نامناسب الفاظ کہے تو
اُسے غصہ آگیا اور جس طرح براگادینو نے پہلے مسلمان اسیران جنگ کو بیرحمی
کے ساتھ قتل کرا دیا تھا ویسے ہی اُس نے بھی عیسائی جنگی قیدیوں کو جہازوں
سے منگوا کر براگادینو کے پیش نظر ذبح کرا ڈالا اور اُسکے بعد براگادینو کی
بھی گردن مار دی، غرضکہ اس طرح جزیرہ قبرص کی فتح مکمل ہوگئی +

جنگ انیہ بختی معروف بہ جنگ لاپلانٹو:-

سنہ ۹۷۹ھ کے موسم بہار میں (۱۵۷۱ء) ترکی جہازوں کا جنگی بیڑہ خلیج قسطنطنیہ سے نکلا، اس بیڑہ کا افسر اعلےٰ کپتان علی پاشا تھا اور دوم افسر سردار پرتو پاشا اور اسپر افواج قبرص کے لئے سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد بار تھا، چنانچہ اس بیڑہ نے وہ جملہ سامان قبرص میں پہنچا یا تو وہاں سے بندرگاہ مودون میں واپس آیا - جو جزیرہ روڈس کے سامنے واقع ہے کیونکہ یہ خبر مشہور تھی کہ دشمن ان اطراف میں قبرص والوں کی اعانت کے لئے آگیا ہے یا آنیوالا ہے، پھر جزیرہ قبرص کی فتح کا ہر طرح تکملہ ہولیا تو یہ بیڑہ جزیرہ کریٹ کی طرف گیا اور اس کے رستہ میں الجزائر کے حاکم اولوچ علی پاشا کا بیڑہ بیس جہازوں کا بھی اس سے آملا اور یہ مجموعی جنگی طاقت سواحل البانیا کی طرف جاکر کورفو اور کفالونیا "Cephalonie" پر حملہ آور ہوئی جو اہل بندقیہ کی املاک میں داخل تھے - عثمانی بیڑہ نے ان دونوں جزیروں کو تباہ کرنے کے بعد اولکون "Dulcigno" اور بار "Antivari" دونوں شہروں پر بھی قبضہ کرلیا اور کچھ دنوں امن وامان قائم کرنے کیلئے ان اطراف میں ٹھیر کر جب کہیں دشمنوں کے جہازات کا پتا نہ پایا تو خلیج انیہ بختی میں آکر قیام کیا؛ اب جاڑوں کا موسم آگیا تھا اور جنگ کا خطرہ نہ تھا اس لئے بعض بحری سپاہی اور بری بحری فوج جہازوں سے اتر کر خشکی میں اپنے وطنوں کو چلی گئی جسکی وجہ سے بیڑہ کی فوجی قوت اور بعض جہازات بھی کم اور ناقص ہوگئے ؛

بنادقہ کی امداد پر دول متحدہ کا جنگی بیڑہ انہی دنوں میسینی کے بندرگاہ میں آکر لنگرزن ہوچکا تھا اور اس میں حسب ذیل جہازات تھے :- اسپین کا بیڑہ (۸۰) جہازات کا بماتحتی امیرالبحر ڈیون جان کے - پوپ کا بیڑہ (۱۲) جہاز ول (؟) سکا زیر کمان امیرالبحر مارک انٹوان کے - سسلی کا بیڑہ (۸) جہازوں کا زیر

کمان امیر البحر جان ڈوکوڈ کے - خاص اہل بندقیہ کا بیڑہ (۱۰۸) جہازوں کا
باتحتی امیر البحر وینیز اکے - نابولی کا بیڑہ (۳۲) جہازوں کا، مالٹا کا بیڑہ (۶)
جہازوں کا - فرانسیسی بیڑہ تین جہازوں کا - جنکی مجموعی تعداد (۲۳۰) جہازات
تھی اور اس بیڑہ کا اعلےٰ کمان افسر ایڈمرل ڈیون جان اسپین کا امیر البحر تھا
بندقیہ والوں کے جہازوں میں چھ جہاز غالی وضع کے تھے جنپر بہت بڑے قطر
کی بھاری توپیں چڑھی تھیں، اور اسپین کے جہاز اگرچہ زبردست اور مستحکم تھے پھر
بھی اُن کے پاس بندقیہ والوں کے ایسے معاونات نہیں تھے *

۷ جمادی الاولیٰ ۹۷۹ھ کو جب غنیم کا یہ بیڑہ خلیج انیہ بختی کے روبرو نمایاں
ہوا تو عثمانی اعلیٰ کمان افسر موذن زادہ علی پاشا نے اپنے ماتحت پرتو پاشا سردار،
اولوچ علی پاشا حاکم الجزائر، جعفر پاشا حاکم ٹریپولی، اور خیر الدین پاشا زادہ
حسن پاشا بحری افسروں اور تقریباً پندرہ حکام ولایات ساحلی کی ایک مجلس منعقد
کی اور بہت کچھ بحث و مباحثہ کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ اونکو خلیج کے اندر ہی
رہکر جنگ کرنی چاہئے تاکہ قلعوں کی گولہ باری جہازوں کے آلات اور افواج
کی کمی پوری کر سکے، مگر کپتان موذن زادہ نے یہ رائے نہیں مانی اور باوجود
اس کے کہ پہلے وہ کسی مشہور بحری جنگ میں افسر کی حیثیت سے نہیں شریک
ہوا تھا اپنی دلیری ظاہر کرنے کیلئے کار آزمودہ افسروں کی رائے سے کلیتہ
غیر متفق ہو گیا - ماتحت افسروں نے اُس کے کمانڈر انچیف ہونے کے لحاظ سے
چار و ناچار اُسکا حکم مان لیا اور سلامتی کا پہلو ترک کر کے خطرہ میں پڑنا گوارا کیا
جب بیڑہ مقابلہ کے لئے نکلنے لگا تو اولوچ علی پاشا نے موذن زادہ پاشا سے
سے پھر کہا کہ خیر اگر آپکو میدان ہی میں چلکر لڑنا ہے تو بہتر ہوگا کہ خشکی سے دور
کھلے سمندر میں چلکر صف بندی کیجیے - یہ صلاح بھی بہت مفید تھی کیونکہ بادبانی
جہازوں کو پھرنے چلنے کیلئے وسیع میدان میں آسانی ہوتی ہے مگر کپتان موذن
زادہ اس بات کو ماننے سے بھی انکار کر گیا - بہرحال ماہ مذکور کی دسویں تاریخ

کپتان اعظم نے بیڑہ کو خلیج سے باہر نکلنے کا حکم دیا اور زوال سے پہلے ہی پہلے تمام بیڑہ باہر آگیا، دول متحدہ کے بیڑے اسوقت خلیج پاٹراس کے اندرونی رخ میں کھڑے تھے جو مملکت موریا کے شمالی حصہ میں جزیرہ کازولاری کے پاس واقع ہے عثمانیوں نے رائج الوقت طریقہ پر اپنے جہازوں کو صف بستہ کرلیا تو دول متحدہ کے بیڑے بھی تیار ہوکر مقابل میں آگئے اور جانبین کے افسر دلیرانہ اپنے سپاہیوں کے دل بڑھانے شروع کردیئے اور دونوں طرف سے جہازوں کو بتدریج آگے بڑھایا جانے لگا یہانتک کہ ایک دوسرے کی زد میں آجانے کی بعد متحدہ بیڑہ کے وسط سے جس جانب ایڈمرل جان کے جہازات تھے دو جہاز باہر آگئے جن پر ایڈمرل ڈیپیز اور ایڈمرل کوکونہ سوار تھے یہ دونوں ایک بیڑہ کے افسر تھے اور انہوں نے عثمانی بحری افسروں سے مقابلہ طلب کیا۔ چنانچہ عثمانی بیڑہ نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا اور پرتو پاشا اور کپتان علی پاشا اپنے جہازات وسط سے نکالکر آگے مقابلہ میں لیچلے تاکہ دشمن کو اپنی شوکت دکھائیں مگر یہ ایک نامناسب حرکت تھی اس لئے ڈیون جان نے دوسری چال چلی تاکہ ترکی کمانیر کی جسارت کا خراب اثر رک جائے اور وہ چال یہ تھی کہ اُس نے اپنے ساتھ کی چھ ماعون کشتیاں قلب عمارت سے نکالکر دوسرے جہازوں کے آگے کردیں، یہ کشتیاں قلعہ کی شکل پہ بنی ہوئی تھیں اور تمام دوسرے جہازات انکی آڑ میں رہکر بخوبی حملہ کرسکتے تھے، عثمانی کمان افسر اس جنگی کارروائی سے بالکل غافل رہا لیکن الوچ علی پاشا بات کو تاڑ گیا اور اُس نے موذن زادہ سے کہلا بھیجا کہ ماعون جہازوں کو چھوڑ غنیم کے دونوں بازوؤں کی کشتیوں پر حملہ کا حکم دیجیے۔ موذن زادہ کے سر پر حماقت کا بھوت ایسا سوار تھا کہ وہ اس تجربہ کار ماتحت کی کوئی صلاح بھی ماننے پر تیار نہ ہوا۔ اور اُس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ " [illegible] میں اس ذلت کو کیونکر گوارا کرسکتا ہوں کہ لوگ عثمانی بیڑہ کو دشمن کے سامنے سے بھاگنے والا بتائیں " بہرحال موذن زادہ کی یہ غلطی سخت مضرت کا باعث ہوئی وہ ماعون

کشتیاں غنیم کے لئے مورچوں کا کام دیتی رہیں اور عثمانی جہازوں کی گولہ باری سے دشمن کو بہت کم نقصان پہنچا، تاہم دشمن کی شدید آتشباری کو جھیلکر عثمانی جہازات آگے بڑھ گئے اور دشمن پر دونوں بازوؤں کی سمت سے دباؤ ڈالا، کپتان علی پاشا جہازات غنیم کی صف جنگ توڑکر اُس کے قلب میں گھس گیا اور امیرالبحر جان کے جہاز پر حملہ آور ہوا، پیر جان کے ماتحت ایسروں کی دو کشتیاں اپنے امیرالبحر کو بچانے کیواسطے بڑہیں تو کپتان علی پاشا کے بھی دو جہاز آگے بڑھ آئے۔ اور اسوقت اُن جہازوں میں ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ دیکھنے والوں کا زہرہ آب ہوا جاتا تھا۔ دو گھنٹے کامل ایسی ہی لڑائی ہوتی رہی جسکے اثنا میں کپتان علی پاشا مقتول ہوگیا اور مارکوئس زانٹہ اپنا احتیاطی کالم لیکر اُس کے جہاز پر قابض ہوگیا تو اُسے ترکی کمانیر کی لاش ملی اور اُسنے کپتان کا سر کاٹکر مستول پر لٹکا دیا۔

عثمانی جنگ آور سپاہ اپنے افسر کا کٹا ہوا سر دیکھکر بدحواس ہوگئی اور اُسکا داہنا بازو بالکل ہزیمت پا گیا۔ عثمانی بیڑہ کا بایاں بازو جسکی کمان اولوچ علی پاشا کر رہا تھا وہ دشمنوں پر آفت ڈھا رہا تھا اُس نے جان انڈریا ڈ کے جہازوں کو پراگندہ کر کے مالٹا اور بندقیہ والوں کے پندرہ جہاز گرفتار بھی کر لئے تھے، اور ایڈمرل جان ڈو کورڈو امیرالبحر سیسنی کا سر اپنے ہاتھوں کاٹا اور اُس کے ہمراہی کالم کو بالکل برباد کر ڈالا تھا۔ رہا اہل بندقیہ کا وہ فرقہ جو ترکی داہنے بازو کا مقابلہ کر رہا تھا وہ بھی بہت کچھ نقصان اُٹھا چکا تھا اور اُسکا افسر امیرالبحر بار بار یگو مقتول ہوگیا تھا۔ ترکی بیڑہ میں سب سے زیادہ نقصان اُن جہازوں کو پہنچا جو داہنے بازو کے قلب میں تھے *

اولوچ علی پاشا نے داہنے بازو کی بربادی اور کمان افسر موذن زادہ کی شہادت سے ترکی بیڑہ کی بربادی کا معائنہ کیا تو اُس نے فوراً اپنے ساتھ کے چالیس جہازوں کا جُھرمٹ بنا کر دشمن سے چھینی ہوئی کشتیاں وسط میں کر لیں اور غنیم کی جنگی صف کو توڑتا ہوا صاف معرکہ سے نکلتا چلا گیا، اور وہ باقی جہازات جو داہنے بازو سے بچے رہے تھے اُن کے افسروں نے اُنہیں جزیرہ کے کنارہ لیجا کر ریت میں

وضنسا دیا تاکہ غنیم انکو گرفتار نہ کرسکے - اس جنگ میں ترکوں کے دو سو جنگی جہاز تلف ہوئے جنمیں سے (۹۲) غرق ہو گئے اور باقی غنیم کے ہاتھ لگے جنکو دول متحدہ کے بیڑوں نے باہم تقسیم کرلیا، (۲۰۰۰۰) عثمانی سپاہ ضائع ہوئی جنمیں سپاہی اور افسر سب شامل تھے - یورپ کے مورخین نے اس عظیم الشان بحری معرکہ کی مفصل کیفیت درج کی ہے اور اُن کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے متحدہ بیڑہ نے (۱۵) خالی جہازوں اور آٹھ ہزار سپاہیوں اور افسروں کا نقصان برداشت کیا جنمیں بیشتر یورپ کے امیر اور شہزادے تھے - اور اسپین کے مورخ ڈیوِن کو یگوون نے بھی جو خود اس جنگ میں شریک تھا قریب قریب یہی حالات لکھے ہیں جو ہم نے بیان کئے - بہرحال خاتمہ جنگ کے بعد جب دول متحدہ کے بیڑے اپنے ممالک کو واپس گئے تو انہوں نے مشہور کردیا کہ اب ترکی بحری قوت کا سر اٹھانا غیر ممکن ہے اور آئندہ سمندر میں ہمارا ہی راج رہیگا

اِدہر ترکوں کی سرگذشت سنئیے کہ اولوچ علی میدان رزم سے نکلکر ترکی بیڑہ کی پراگندہ کشتیوں کو جمع کرتا اور الجزائر کی محافظ کشتیوں کو ساتھ لیتا اسّی کشتیوں کے بیڑہ سے آستانہ علیہ کی طرف روانہ ہوا غنیم کے پندرہ جہاز بھی مع اسیران جنگ کے اُس کے ساتھ تھے جب وہ دارالخلافت میں پہنچا تو سلطان سلیم نے اُس کی شجاعت کی قدر افزائی کی اور اُسے کپتان پاشا کے معزز عہدہ پر ممتاز کرکے قلیچ علی پاشا کا لقب عنایت کیا، اُن دنوں پیالہ پاشا بھی بقید حیات تھا چنانچہ سلطان نے ان دونوں آزمودہ کار افسروں کو حکم دیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو ترکی بیڑہ کی سابقہ عظمت و قوت قائم کرنیکا سامان کریں، اور ان دونوں نے کمال مستعدی کے ساتھ چند ماہ کے عرصہ میں دو سو جنگی کشتیاں اور آٹھ جہاز خالی وضع کے تیار کرالئے پھر جہازوں پر بھاری اور بڑے قطر کی توپیں چڑھا کر انکو سابقہ جہازوں بلکہ دول متحدہ کے جہازوں سے بھی کئی درجہ زائد طاقتور کردیا *

مورخین نے اِن تیاریوں کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہے - کریسی [illegible] مورخ جنگ لاپانٹو کے حالات میں لکھتا ہے کہ یورپ کی دول متحدہ نے اس جنگ کے

بعد خیال کر لیا کہ اب ترکی بحری قوت کا سنبھلنا محال ہے اسی واسطے اُنہوں نے
اپنی فتح کے شکریہ میں گرجے اور کنیسے بنانے شروع کئے اور سارا موسم سرما اسی طرح کی کاموں
یا عیش و عشرت منانے میں بسر کر دیا لیکن ترکوں نے ایام سرما کی چند روزہ مہلت سے
اسقدر قیمتی فوائد حاصل کئے کہ آئندہ بہار میں انکا قوی شوکت بیڑہ سابق سے بھی کئی درجہ
زبردست بنگیا کیونکہ عثمانی بیڑے نے ابتک کسی جنگ میں ایسا شدید نقصان نہیں
برداشت کیا تھا جسقدر لاپانٹو کے معرکہ میں اُسے پہنچا لہذا ترکوں کو اپنی قوت کی
تلافی کا بیحد خیال تھا اور جب اُنہوں نے دیکھا کہ موجودہ کارخانجات کی عمارت زیادہ
اور بڑے جہازوں کی تیاری کیلئے کافی نہیں ہو سکتی تو مقام خاص باغچہ کی وسیع
اراضی قیمتاً خرید کر کارخانہ کو وسیع کیا اور صدہا جہازات اور کشتیاں ایک ساتھ تعمیر
اور مرمت کرنے لگے، اسکے علاوہ کئی ایک گدام بھی تیار کر لئے جنہیں سامان جنگ بحری
کا فراوان ذخیرہ ہر وقت بھرا رہے، آخرکار ان کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا۔ کہ
۹۸۰ھ کے موسم بہار میں قلیج علی پاشا کے زیر کمان (۲۵۰) ترکی جہازوں کا عثمانی
بیڑہ دول یورپ کو اپنی شوکت و شان دکھاتا ہوا بحر ابیض متوسط میں نکل پڑا اور انکو
دنگ بنا دیا جب یہ نیا بیڑہ جزیرہ موریا کے قریب ناوارین کی کھاڑی میں پہنچا۔ تو
بنادقہ کے جہازات اس کی شکل دیکھتے ہی بھاگ نکلے، قلیج علی پاشا نے بھاگتے ہوئے
غنیم کا تعاقب نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکی بحری فوج ہنوز غیر قواعد دان ہے اور
اسکا لڑانا مفت میں شکست مول لینا ہے۔ وہ خلیج مذکور میں فوجی مشق کرانے لگا۔ اور
بندقیہ والوں کا بیڑہ اسپین کے بیڑہ سے ملکر لڑنے آیا بھی تو ترکی امیر البحر نے خلیج
کے اندر محصور ہو کر جنگ کرنا بہتر خیال کیا جہاں خشکی کے قلعوں سے بھی کافی امداد مل سکتی
تھی اور غنیم یہ حالت دیکھکر واپس چلا گیا. قلیج علی پاشا نے تمام موسم سرما فوج کو قواعد جنگ
بحری کی تعلیم اور مشق میں مصروف رکھا اور دوسرے موسم بہار تک اُسکو ہر طرح قابل
جنگ بنا لیا، علاوہ اسکے اتنے وقفہ میں اسلامبول کے کارخانہ ہائے جہاز سازی نے
اور بھی بہت سے عظیم الشان جنگی جہازات اور بہت سی کشتیاں بنا ڈالیں جنکے اضافہ

نے ترکی بیڑہ کی طاقت دوچند کردی ۔

۹۸۱ھ کے موسم بہار میں عثمانی بیڑہ جہازات نے (۲۵۰) جنگی کشتیوں اور جہازوں اور (۱۲) ماعون جہازوں کے ساتھ قلیج علی پاشا اور پیالہ پاشا کی زیر نگرانی وافری بحر سفید میں پہنچکر سواحل البانیا پر نہایت پر زور حملے شروع کردیے، یہہ خبریں اطراف عالم میں گونجتی ہوئی ان دول یورپ کے بھی گوش زد ہوئیں جن کے جنگی بیڑے محاربہ لاپانٹو میں شریک تھے لیکن انہوں نے ذرا بھی حس و حرکت نہیں کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب ترکوں کے مقابلہ پر جانا زخمی شیر کا سامنا کرنے سے کم نہیں۔ عثمانی امیر البحر نے دیکھا کہ اعدا کو سانپ سونگھ گیا اور وہ سانس تک نہیں لیتے تو اس نے بنادقہ کے ساحلی قلعوں پر تاخت آغاز کردی اور ایک دو تین کیا بیسیوں مقامات منہدم اور مسمار کر ڈالے، آخر بنادقہ کی جمہوری حکومت ہاری مانکر صلح کی طالب ہوئی اور طرفین میں حسب ذیل معاہدہ تحریر ہو گیا۔

(۱) بنادقہ کی جمہوری حکومت تین لاکھ پونڈ تاوان جنگ تین سال کی میعاد میں ادا کریگی ۔

(۲) ساپوٹو کا قلعہ مع تمام توپوں کے جمہوریہ بنادقہ کو واپس کیا جائیگا ۔

(۳) جمہوریہ مذکورہ جزیرہ زانٹہ پر قبضہ رکھنے کا جو محصول پانچسو ڈوک سالانہ عثمانی حکومت کو دیتی ہے وہ اب پندرہ سو ڈوک تک بڑھا دیا جائیگا ۔

(۴) یہ جمہوری حکومت آئندہ بھی سلطان سلیمان کے عہد کی ان تمام شرائط پر عملدرآمد کریگی جو اسنے قبول کرلی تھیں ۔

(۵) جمہوریہ مذکورہ قبرص کے متعلق جو سالانہ خراج ادا کیا کرتی تھی اب اس سے معاف کیجائیگی ۔

(۶) البانیا اور ڈلماسیا کے جہات میں جو آزاد ممالک ہیں وہ جانبین کی طرف سے اپنی قدیم حالت پر باقی رکھے جائینگے ۔

(۷) زمانہ جنگ میں دونوں حکومتوں نے ایکدوسرے ممالک کے جن تجارتی

جہازوں اور اموال کو ضبط کرلیا ہے اُنکی واپسی اور تاوان ادا کرنا چاہئے جو جہازوں کے مالکوں کا حق ہے (ہامر)

اس معاہدہ کے تحریر ہوجانے پر بندقیہ کی جمہوری حکومت نے فوراً تین لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ کے ترکی بیڑہ کو نذر کئے اور سالانہ خراج گزاری منظور کرلی تو یہ فتحمند بیڑہ آستانہ علیہ کو واپس آیا۔ اور یہ آخری جنگ تھی جو مشہور ترک امیرالبحر پیالہ پاشا کی حیات میں واقع ہوئی پھر وہ اس کے چند روز بعد ۹۸۵ھ میں دار فانی سے رحلت کرگیا اور اپنے ہی بنوائے ہوئے مقبرہ میں جو مسجد پیالہ پاشا واقع محلہ قاسم پاشا میں ہے دفن کیا گیا +

یوروپین مورخ کریسی اس آخری جنگ بنادقہ کی نسبت نہائت جل بھنکر یوں لکھتا ہے "متحدہ دول یورپ نے بنادقہ کی پیٹھ گرم کرکے صرف ایک معرکہ لاپلانٹو کا ترکوں سے جیتا تھا وہ آخر میں یہ رنگ لایا کہ ترکوں نے تمام بحر متوسط ابیض پر قبضہ کرلیا اور بنادقہ کی حکومت محو کرڈالی حالانکہ لاپلانٹو میں ترکوں نے صرف شکست کھائی تھی اور اُن کی املاک کا کوئی حصہ نہیں چھینا گیا تھا" دول یورپ نے معاہدہ مذکورہ کی خبر سُنی تو انہوں نے کہا کہ ترکوں نے لاپلانٹو کا معاوضہ لیلیا، پھر اسپین نے ذاتی طور پر کچھ کر دکھانے کا خیال کیا اور اُسکا امیرالبحر ڈیون جان اپنے بیڑہ کو سنبھال کر ٹیونس پر حملہ آور ہوا اور کئی ایک شہر اور قلعے وہاں کے فتح کرلئے دولت علیہ کو اس امر کی اطلاع ملی تو سلطان نے فوراً تیاری کا حکم دیا اور اُسکو واپس لینے کا سامان کیا جانے لگا ۹۸۳ھ کا موسم سرما ختم ہونے سے پہلے ترکی بیڑہ ہر طرح تیار ہوگیا۔ نیز اسی اثناء میں بغدان کے حاکم نے سرکشی ظاہر کی اور خراج کا بھیجنا بند کردیا چنانچہ بری افواج نے سخت جنگ وجدل کے بعد اُسکا خاتمہ کردیا اور سلطان نے اُس کے گرفتار ہوکر حاضر دربار کئے جانے پر گردن مارنے کا حکم دیا تاکہ دوسرے سرکشوں کو عبرت حاصل ہو +

ٹیونس کا عثمانی صوبہ بنالیا جانا:۔ خیرالدین پاشا باربروس اور سلطان حسن حفصی

کے ابین جولڑائیاں واقع ہوئیں اُنکا ذکر پچھلے ابواب میں آچکا ہے اور بیان ہوچکا ہے کہ شارلکان شاہ اسپین نے سلطان حسن کو امداد دیکر اسکے آبائی ملک پر قابض بنادیا تھا اور اس امداد کے معاوضہ میں اسپین نے کچھ اراضی ٹیونس کی خود بھی لیلی تھی، چنانچہ حلق الوادی کے رہگزر پر اسپین والوں نے ایک مستحکم قلعہ بنالیا تھا اور وہاں اپنی چار ہزار محافظ سپاہ رکھا کرتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد سلطان حسن فوت ہوگیا اور اُسکا فرزند سلطان حمید تخت نشین ہوا۔ جو ظلم و ستم میں اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا، ٹیونس کی رعایا اس کے ہاتھوں تنگ آچلی تو اس نے اندرونی طور پر قلیج علی پاشا سے جو آندنوں الجزائر پر حکمران تھا امداد طلب کی اور اس نے سلطنت عثمانیہ سے اجازت اور کمک حاصل کرکے ٹیونس کو فتح کرنے کے بعد جعفر پاشا کو وہاں کا حاکم بنادیا جس کے پاس کافی تعداد کی محافظ سپاہ چھوڑی گئی مگر خلق الوادی کا قلعہ اسپین ہی کے قابو میں رہا اور ضروری تھا کہ یہ کانٹا کسیوقت خلش کرتا چنانچہ ۹۸۱ھ میں امیر البحر ڈیون جوآن کے آتے ہی جو (۱۵۰) جہازوں کے بیڑہ سے آکر ٹیونس پر محاصر ہوا تھا جعفر پاشا کو کمی قوت کے باعث شہر قیروآن کی طرف ہٹ جانا پڑا اور سلطان حمید نے دوبارہ تخت حکومت ٹیونس پر بیٹھکر وہاں کے باشندوں سے انتقام کشی شروع کردی، اسپین والوں نے دیکھا کہ سلطان حمید اُن کے شرائط بھی توڑنے پر آمادہ ہے تو انہوں نے اس کے بھائی سلطان محمد کو جو سسلی کے ایک مقام میسینی نامی میں مقید تھا طلب کرلیا اور بجائے سلطان حمید کے اُسے تخت پر بٹھا دیا۔ سلطان محمد نے بھائی کو قید کرنے کے بعد اس کے مددگاروں کا جتھا توڑدیا اور اسپین سے ایک معاہدہ کرلیا جسمیں اپنی ماتحتی کا اقرار لکھدیا تھا اور اسبات کو مان لیا تھا کہ آٹھ ہزار اسپین کی سپاہ اُن کے ملک میں بغرض حمایت رہیگی، سلطان سلیم کو اس کے کارناموں کی خبر ملی تو اُس نے ٹیونس کا صوبہ فتح کرکے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ منضم کرلینے کا مصمم ارادہ کرلیا اور وزیر سنان پاشا کو بری فوج کا افسر متعین کرکے ۲۳ محرم ۹۸۲ھ کو ترکی بیڑہ استنبول سے روانہ کیا۔ یہ بیڑہ (۲۶۰) جنگی کشتیوں (۱۵) ماعون جہازوں اور (۱۵) غلیون

جہازوں سے مرکب تھا اور قلیچ علی پاشا اسکا کمانیر بنایا گیا تھا۔ عثمانی بیڑہ نے ٹیونس کے سمندروں میں جانے سے پہلے راستہ میں متعدد قلعے اٹلی اور سسلی کے بھی مسمار کردئے کیونکہ ان دونوں حکومتوں نے ٹرکی کے دشمنوں کا ساتھ دیا تھا۔ عثمانی بیڑے کی اس جارحانہ کارروائی سے تمام دول یورپ کے کان کھڑے ہوگئے اور وہ اپنی اپنی جگہ مدافعت کا سامان کرنے میں مصروف ہوگئیں۔ سنان پاشا داہنے بائیں غیر حکومتوں کے علاقوں پر حملے کرتا بے دھڑک ٹیونس تک چلا گیا اور عثمانی فوجیں خشکی میں اتار دیں۔ سب سے پہلے قلعہ حلق الوادی کا محاصرہ کیا جو (۳۲) دن کے سخت محاصرہ کے بعد قابو میں آسکا۔ ترکی سپاہ نے قلعہ کی محافظ فوج کے چھ ہزار سپاہی قتل اور دو ہزار سپاہی گرفتار کرلئے۔ پانچسو توپیں مع بے شمار سامان جنگ کے مال غنیمت میں ہاتھ آئیں، مگر ترکی کمانڈر نے خیال کیا کہ اس قلعہ کا باقی رکھنا ہی بڑی غلطی ہے لہذا اُس نے کئی ایک سرنگیں لگا کر اُسے بالکل اُڑا دیا اور پھر دوسرے مورچوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرتا شہر ٹیونس میں داخل ہوگیا، فتح اور داخلہ شہر کے بعد اُس نے امن عام کی منادی پھروادی۔ تاکہ رعایا مطمئن ہوکر اپنے کاروبار میں مصروف ہوجائے، اور سلطانی سکہ وخطبہ جاری کردیا۔ پھر ایک ترک افسر کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ کافی تعداد کی فوج رکھی۔ ملک کے نظم ونسق اور حکومت کے مناسب قوانین تیار کرنے سے فراغت پائی تو سنان پاشا ٹیونس کو طرابلس الغرب وغیرہ کی طرح ایک ترکی صوبہ بنا کر مال غنیمت اور اسیران جنگ ساتھ لئے ہوئے آستانہ علیہ کو چلا اور وہاں پہنچ کر انعامات سلطانی سے سرفراز ہوا۔

سلطان سلیم خاں دوم نے ۹۸۲ھ میں بعمر (۵۲) سال دنیا سے رحلت کی، موت کا باعث یہ ہوا کہ اُس نے ایک نہایت خوبصورت اور اعلیٰ درجہ کا نفیس حمام بنوایا تھا ایک دن اُس میں ٹہل رہا تھا کہ قدم پھسل گیا اور اس زور سے سنگین فرش پر گرا کہ تمام بدن چور چور ہوگیا، اسی ضرب کے صدمہ سے اُس نے وفات پائی۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون - سلطان سلیم دوم نے اپنے فرزند اکبر سلطان مراد خاں سوم کے لئے تاج وتخت کی وصیت کی تھی۔ سلطان سلیم دوم بڑا الوالعزم وشجاع، تیز فہم اور صلاح دوست تھا، اُس نے حرمین شریفین کی امدادی رقموں میں اضافہ فرمایا، تعمیرات کا شوق اُسکو بہت تھا، قصبہ چکمچہ میں ایک عظیم الشان پل بنوایا، جامع مسجد ایا صوفیا کی مرمت کرائی اور اُس میں متعدد مکانات نئے بنوائے - ورنہ جب سے یہہ عمارت بنی تھی کبھی اس کی مرمت کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی حالت گڑبڑ تھی لیکن وزیر اعظم صقوللی محمد پاشا کی مدبرانہ اور جنگی لیاقتوں نے بہت جلد تمام خرابیوں کو مٹا دیا اور حکومت کی قوت وشوکت اس قدر بڑھا دی کہ اُس کے تمام دشمن ہیبت سے تھرآنے لگے - اسی سلطان کے عہد میں قازان کے باشندوں نے اپنے سفیر کی معرفت سلطان سے عرض کی تھی کہ دریاے ڈن جو بحر اسود میں گرتا ہے ایک نہر کے ذریعہ سے دریاے والگا میں ملا دیا جائے تو اس بحری راستہ سے ترکی فوجیں بلاد قازان میں بہت جلد اور باسانی آجاینگی نیز اس سے تجارت کا بہت بڑا فائدہ ہوگا ورنہ خوف ہے کہ کسی دن روسی حکومت اس ملک کو اپنے قابو میں نہ لیلے، سلطان نے بھی یہ صلاح مان لی تھی اور قاسم بک چرکسی حاکم صوبہ کفہ کو مع کافی تعداد کی فوجوں اور جہازی بیڑہ کے اس کام کی انجام دہی پر مامور کیا تھا مگر جب ایک تہائی مسافت کے قریب نہر تیار ہوگئی تو خان کریمیا کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس نہر کی تیاری سے اُس کے ملک کو کوئی ضرر پہنچے اور اُس نے فتنہ انگیزی شروع کردی، ترکی سپاہ کو اُس ملک کی سخت سردی کا خوف دلاکر اس بات پر آمادہ کر دیا کہ وہ سرکشی کرکے کام چھوڑ بیٹھی، اور دولت علیہ نے اپنی کثیر رقم سے جو اسوقت تک صرف ہوئی تھی ہاتھ دھو کر فوجیں واپس بلالیں اور اس طرح ایک عظیم الشان مفید کام ہونے سے رہگیا۔



سلطان مراد خان ثالث (سنہ ۱۵۷۴ء تا سنہ ۱۵۹۵ء)

متعلقہ حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۱۹۷)

آٹھویں فصل

صقوللی محمد پاشا کی وفات سے سلطان احمد اول کی وفات تک کے حالات

۹۸۶ ــــــــــــ ۱۰۲۶ھ

(۱۲) سلطان الغازی مراد خان سوم ابن سلطان سلیم خان دوم

۹۸۲ ــــــــــــ ۱۰۰۳ھ

سلطان سلیم خان دوم کی وفات کے وقت سلطان مراد شہر مغنیسیا میں حاکم تھا، وزیر اعظم نے گیارہ دن تک سلطان کی خبر مرگ مخفی رکھی اور جب سلطان مراد خان سوم آستانہ علیہ میں آکر تخت نشین ہو گیا تو اسوقت یہ خبر پھوٹنے پائی، سلطان مراد سوم کی عمر اسوقت بیس سال کی تھی، اس نے تخت نشینی اور بیعت لینے کے مراسم سے فراغت پائی تو اپنے مرحوم باپ کی لاش نہایت تزک و احتشام کے ساتھ دفن کی اور اس سے فارغ ہو کر ینی چری سپاہ کو انعام تقسیم کرا دیا جسکی مقدار ایک لاکھ دس ہزار پونڈ ہوتی تھی اور اس طرح اس نے اُن بے چینیوں کا انسداد کر دیا جو ایسے موقع پر تاخیر تقسیم انعام سے پیش آیا کرتی تھیں +

جنگ وادی السبیل

سنہ ۹۸۳ھ میں یعنی سلطان مرادِ سوم کے جلوس سے دو سال بعد جان سپسٹیان
شاہ پرتگال نے مملکت فاس (مراکش) پر ایک زبردست حملہ کی تیاری کی۔ اور
سلطان فاس شریف عبدالملک کا چچا شریف محمد متوکل شاہ پرتگال کا مددگار تھا جسنے
اپنے متعدد جہازوں کو اُس کی فوج کے لانے کیلئے متعین کر دیا تھا۔ شریف عبدالملک
نے یہ حالت دیکھکر سلطنت عثمانیہ سے کمک طلب کی اور سلطان مرادِ سوم نے الجزائر
کے حاکم رمضان پاشا کو شریف عبدالملک کی امداد کا حکم بھیجا اور لکھا کہ پہلے تو جنگ
ٹالنے اور صلح کرا دینے کی کوشش کرے اور اس طرح کام نہ چلے تو پھر شریف
عبدالملک کو معقول امداد دے چنانچہ رمضان بک نے پہلے صلح کرا دینے پر زور دیا
اور جب یہ تدبیر نہ چلی تو شریف عبدالملک کی سپاہ سے شریک ہو کر شاہ پرتگال اور
اُس کے جنبہ دار شریف محمد متوکل کی متحدہ فوج پر حملہ کر دیا۔ سخت جنگ و جدل کے بعد
اُسکو ہزیمت دی شاہ پرتگال اسی واقعہ میں مارا گیا اور پرتگال کی تمام طاقت اسی
ایک لڑائی نے برباد کر دی۔ فتح کے بعد شریف عبدالملک نے سلطان کو شکر گزاری
کا خط لکھا اور دو لاکھ پونڈ قیمت کا ہدیہ ارسال کر کے اپنی ارادتمندی کا اظہار کیا اور
سنہ ۹۸۳ھ میں پولینڈ کا حکمران ہنری دی والو جو شاہ فرانس کا بھائی اور بلاد آنجو کا
ڈیوک تھا۔ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور حکومت پولینڈ کیلئے کسی نئے حاکم کا انتخاب
ضروری ہوا تو سلطنت عثمانیہ نے اہل ملک کو حکم دیا کہ ٹرینسلونیا کے حاکم ایٹن باٹوری
کو اپنا حاکم منتخب کرو۔ اور انہوں نے اُس کی تعمیل کی جس سے پولینڈ کا ملک سلطنت
عثمانیہ کے زیر حمایت آ گیا اور اس کے بعد شاہ جرمنی نے سلطان سے آٹھ سال کے
کیلئے التوائے جنگ کا معاہدہ کیا اور اُس عہدنامہ میں پولینڈ کو ترکی کے زیر اثر
تسلیم کر لیا۔ وزیر اعظم صقوللی محمد پاشا دول یورپ اور سلطنت عثمانیہ کے مابین صلح
رکھنے کا خواہاں رہتا تھا اس لئے اُس نے سلطنت فرانس اور بندقیہ کے قونسلی
امتیازات میں از سرِنو اضافے کر دئیے اور ازابیلا ملکہ انگلستان (الزبتھ) کے ملکی
تاجروں کو یہ خاص اعزاز دیا گیا کہ اُن کے جہازات سواحل دولت علیہ میں برٹش

نشان اُڑا سکیں گے ورنہ پہلے بندقیہ والوں کے جہازات کے علاوہ اور ہر ایک ملک کے جہازات صرف، فرانسیسی جھنڈا اُڑاتے ہوئے مملکت ٹرکی میں آسکتے تھے +

ملک ایران پر حملہ

شاہ طہماسب صفوی کی وفات کے بعد ایران کے شاہی خاندان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور خسرو پاشا صوبہ دار ارض روم نے سلطان کو ان حالات سے مطلع کر کے لکھا کہ یہ موقع ایران پر حملہ کرنے کیلئے بہت موزون ہے چنانچہ سلطان نے لالا مصطفےٰ پاشا فاتح قبرص اور سپہ سالار افواج شرق (ایشیا) کی ماتحتی میں ایران پر ایک زبردست فوج روانہ کر دی جو ارض روم پہنچکر ایرانی حدود پر بڑھا اور قلعہ چلدیر کے نزدیک ایرانی سپاہ سے دست و گریبان ہوگیا۔ لالا مصطفےٰ پاشا نے ایرانی سپہ سالار طوقمان خان کو بُری طرح شکست دیکر گرجستان کا علاقہ فتح کر لیا اور تفلس میں داخل ہو کر جعفر پاشا کو وہاں کے قلعہ کا محافظ متعین کیا۔ پھر ۹۸۷ھ میں اہل ایران نے چار جدید آرمی کو تیار کر کے ترکوں سے مفتوحہ ممالک واپس لینے چاہے اور عثمان پاشا اور تیمور ترکی سپہ سالار نے انکو ہزیمت دیکر ناکام واپس کیا۔ اسی سال لالا مصطفےٰ پاشا کا تقرر صدر اعظم کے عہدہ پر ہوا کیونکہ صقوللی محمد پاشا جسنے پندرہ سال مسند وزارت کو اپنے وجود سے مشرف رکھکر سلطنت اور قوم کی مخلصانہ خدمتیں کی تھیں اور اپنا نیک نام شہر دوام کی فہرست میں درج کرا دیا تھا اسی سال مقتول ہوگیا اور اُس کے قتل ہونیکا حال ہم آئندہ تحریر کرینگے مگر نئے وزیر اعظم کو زیادہ دنوں تک اس عہدہ سے تمتع اُٹھانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ جنگ ایران کی بعض سخت غلطیوں کے جرم میں اُسے معزول کر دیا گیا اور بجائے اُس کے سیاوش پاشا وزیر اعظم مقرر کیا گیا، پھر سلطان نے فرہاد پاشا کو نئی فوج دیکر جنگ ایران کیلئے روانہ کیا لیکن چونکہ اب تخت ایران پر شاہ عباس صفوی جلوس کر چکا تھا اور یہ بیدار مغز حاکم ملک کے تمام نقائص دور کرنے کی فکر میں مصروف

تھا لہذا اُس نے دولت علیہ سے صلح کرلی اور شرائط صلح یہ طے پائیں کہ آذربائیجان، شروان، لورستان، اور تبریز، کے علاقے حکومت عثمانیہ کو دیدئیے جائیں گے۔ اور شاہ عباس کا بھتیجا حیدر مرزا بطور یرغمال عثمانی دربار میں حاضر رہیگا۔ چنانچہ ۹۹۸ھ میں یہ معاہدہ مکمل ہوکر لکھدیا گیا اور فرہاد پاشا شہزادہ حیدر مرزا کو ساتھ لئے ہوئے مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آگیا ۔

مذکورہ بالا مدت میں بحری قوت کے حالات

پچھلے چودہ سال کے عرصہ میں بندقیہ کی حکومت متعدد لڑائیاں لڑتے لڑتے بیحد کمزور ہوگئی تھی اور اُس کی بے شمار نوآبادیاں ترکی قبضہ میں نکل گئی تھیں اس لئے عصمت بی بی از بیچادری، والی شل اُس کے حسب حال تھی اور وہ دولت علیہ کے ساتھ معاہدات کی پابندی رکھنے پر مسلوک رہی، اسپین فرانس اور انگلستان سے مصروف جنگ تھا اور ۱۵۸۸ء میں اُس نے اپنا مشہور جنگی بیڑہ ارمادہ نامی جس میں (۱۵۰) زبردست جنگی جہازات تھے مذکورہ بالا دونوں حکومتوں کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا لیکن انگریزی بیڑہ نے اُس بیڑہ کی دھجیاں اُڑا ڈالیں اور اُسے ایسا برباد کیا کہ ایک جہاز بھی سالم بچکر نہ آیا۔ اسپین نے اس جنگ میں تیس ہزار سے زائد بحری جنگ آزما فوج اور اپنی ساری بحری قوت تلف کردی تھی اس لئے اُس میں اتنا دم داعیہ نہ تھا کہ بحر ابیض متوسط میں ٹرکی کے منہ چڑھنے کی ہمت کرسکتا۔ اٹلی کی حکومت اور پوپ رومیہ اپنی اندرونی لڑائیوں میں ایسے اُلجھے تھے کہ اُنکے بیڑے بے حس و حرکت پڑے رہنے، ان اسباب سے ترکی بیڑہ بحر ابیض متوسط میں بلا مزاحمت احدے ہر طرف گشت لگانے میں مصروف رہا اور اُسے کوئی جنگ نہیں پیش آئی، اُس کی طاقت ہر طرح مکمل اور روز افزوں ترقی کرتی گئی۔ انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے جنگ ارمادہ سے پہلے ترکی بیڑہ سے امداد بھی مانگی تھی۔ تاکہ اسپین سے بحری جنگ کرسکے اور جرمنی مورخ ہیمر نے وہ چاروں لاطینی زبان

کے خط اپنی تاریخ میں بجنسہ شائع کئے ہیں جو ملکہ ممدوحہ نے سلطان آل عثمان کو ارسال کئے تھے اور اُن میں امداد کی درخواست تھی۔ پہلا خط وزیر اعظم صقوللی پاشا کے نام ۱۵ نومبر ۱۵۸۲ء کا لکھا ہوا ہے، دوسرا خط ۷ نومبر ۱۵۸۷ء کا لکھا ہوا خاص سفیر کے ہاتھوں سلطان کی خدمت میں آیا تھا، تیسرا مکتوب ۳ جون ۱۵۸۷ء کا لکھا ہے جس میں انگریزی رعایا کے قیدیوں کو رہا کرنے کی استدعا ہے۔ اور چوتھا خط مورخہ ۷ اپریل ۱۵۸۸ء انگریزی بیڑوں کی خبر فتحیابی پر مشتمل ہے جو جنگ ارماڈہ میں اہل اسپین پر حاصل ہوئی تھی۔ دولت عثمانیہ نے انگلش سفیر سے امداد کا پختہ وعدہ کرلیا تھا مگر جنگ ایران کی اُلجھن میں اُس سے یہ وعدہ وفا نہ ہوسکا، تاہم انگریزوں نے اُس مشہور جنگ کی بابت جو نظمیں اور مرثیے لکھے ہیں اُنمیں ایک ترکی بیڑہ کا انگریزی بیڑوں کی امداد کیلئے آنا بیان کیا ہے چنانچہ اُن کے لحاظ سے ہم بھی بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کا ماتحت ایک بحری افسر سنان رئیس نامی چند ترکی جہازوں کے بیڑہ کیساتھ انگلش چینل میں امیر البحر ڈریک، اور امیر البحر ریلی کا شریک رہا تھا اور اُس نے اپنے پندرہ جہازوں کے بیڑہ سے مملکت فاس پر حملہ آور ہونے والے پرتگالیوں کو پسپا کیا تھا، اُس زمانہ کے مورخین نے لکھا ہے کہ پرتگالی حکومت نے فاس کے سمندر میں اپنے کئی جہاز ضائع کئے تھے اور اُنہوں نے ترکوں کی بحری جنگ میں قابلیت اور دلیری مسلم مانی ہے۔ ممالک بربر کے سواحل میں متعدد جہازی بیڑے رہا کرتے تھے جنمیں سے ایک رئیس سنان کا بیڑہ بھی تھا اور ابھی تھوڑی دنوں پہلے تک انکا نام سنا گیا ہے مگر اب اُنکو الجزائر کے بحری لوٹیروں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جنکے حالات ناظرین تواریخ سے مخفی نہنونگے۔ پروفیسر رانک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ انگریزوں کی بحری ترقی کا زمانہ ملکہ الزبتھ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اسی وقعہ سے وہ ترکوں پر برتری حاصل کر چلے [illegible] سے قبل تمام دنیا میں ترکی بحری قوت بے مثل تھی، واقعی یہ ہے کہ اس مورخ نے نہائت سچی بات کہی کیونکہ ترکوں کی بحری شہرت اور جسارت اور انکی دریائی جنگ میں ترقی اور

لیاقت پہلے مدتوں بڑھتی رہتی یہانتک کہ ملکہ الزبتھ کا زمانہ آیا اور وجوہ مذکورہ بالا سے ترکی بحری قوت عرصۂ دراز تک بے توجہی کے عالم میں پڑی رہی کیونکہ اب بحرابیض متوسط میں اُسکا کوئی رقیب نہیں رہگیا تھا اور "بیکاری سستی کی ماں ہے" یہ مثل اپنا اثر دکھا گئی۔ جہازوں کی آراستگی اور بحری فوجکی مستعدی میں رفتہ رفتہ فرق آتا گیا یہانتک کہ ایک وہ زمانہ آگیا جبکہ ترکی جہازات شاذونادر ہی اپنے دارالصناعت سے باہر نکلتے ہونگے بخلاف اِسکے دول یورپ روزافزوں ترقی کررہی تھیں اور اُن کی جہازات افریقہ اور امریکہ اور سواحل ہند کی تلاش میں خطرناک دریائی سفر طے کرتے اور نوآبادیاں بناتے رہتے تھے، نوآبادیوں کی کثرت اور تارک الوطن اہل یورپ کا اُن میں جاکر آباد ہونا وسائل آمدورفت میں ترقی کرنیکا محرک ہوا اور یورپ میں جہاز سازی اور جہازرانی کا فن ایک وسیع علم بنگیا جسکے مفید نتائج آج ہمارے پیش نظر ہیں ۔

صقوللی محمدؔ پاشا صدر اعظم کا قتل ہونا:۔

جنگ ایران سے تقریباً ایک سال بعد یعنی ۹۸۶ھ میں ایک پاگل اور مجذوب شخص نے صدر اعظم صقوللی محمدؔ پاشا کو خنجر کے زخم سے شہید کرڈالا۔ یہ وزیر نہائت مدبر اور صاحب عزم تھا اُسکی رائے صائب اور خلوص نیت نے حکومت عثمانیہ کو اسقدر قوی الجانب بنادیا تھا کہ تمام دشمنوں کے دل اُس کے خیال سے لرز جاتے تھے جزیرۂ قبرص کی فتح، جنگ لاپانٹو کے بعد ترکی جنگی بیڑہ کا سنبھال لینا، اور سلطان سلیمانخان کے بعد سے ابتک نظام حکومت کا درست رکھنا، یہ تمام باتیں اُس کی علمی سیاسی اور فوجی دجنگی، لیاقت کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ اپنے ملک اور قوم کا سچا خیرخواہ، مصلحت اندیش اور بڑا بااثر شخص تھا اور یہی وجہ ہے کہ بعض مورخین اُس کے قتل کو چند خودغرض ارکان سلطنت کی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، اور اگر درحقیقت ایسا تھا تو یہ نہائت بدبختی کی بات تھی کیونکہ صقوللی محمدؔ پاشا نے جس سلطنت کو مالی، ملکی، فوجی، اور ہرقسم کی بیرونی اور اندرونی قوتوں اور خوبیوں کی ترقی سے مالامال چھوڑا تھا

وہ اُس کی وفات کے چند ہی روز بعد خرابیوں اور فسادات کا دنگل بنگئی۔ ترک مورخین بجا لکھتے ہیں کہ صقوللی محمدؔ پاشا کی موت نے سلطنت عثمانیہ کا ایک عظیم الشان رکن منہدم کر ڈالا کیونکہ اُس کے بعد جسقدر وزیر اعظم مقرر ہوئے وہ سب باہمی جھگڑوں اور ناچاقیوں کیوجہ سے سلطنت کو نقصان پہنچاتے رہے چونکہ ترک مورخوں نے اس صدر اعظم کی موت کو عثمانی تاریخ کا سب سے بڑا مصیبت خیز واقع قرار دیا ہے اسلئے ہمکو بھی اُنکی پیروی کرنی مناسب معلوم ہوئی۔

جنگ ایران میں طوالت پیدا ہونے اور وزرائے سلطنت کی باہمی چشمکوں نے ملکی انتظامات میں خلل و فساد پیدا کرنا شروع کردیا اور ملک میں بےچینی کے آثار عیاں ہو چلے فوج کی زیادتی نے مالی حالت نازک بنادی اور سپاہ کی تنخواہ اور مصارف رسد میں کمی پڑنے لگی جسکی وجہ سے وزیروں کی ناقص رائے پر عملن سازسکہ میں کھوٹ ڈالنے پر مائل ہوئی اور اس طرح بازار والوں اور محکمہ رسد رسانی کے افسروں میں جھگڑا ہو پڑا فوج کے بعض حصے سرکشی پر آمادہ ہوگئے اور حکومت اُنکی گوشمالی نہ کرسکی تو اور بھی خرابی بڑھی +

ایک نہائت اہم بات یہ بھی پیش آئی کہ صقوللی محمدؔ پاشا کی موت کے بعد وزراء سلطنت کا عزل و نصب اسقدر کثرت اور سُرعت سے ہوا جسکی نظیر کسی ملک کی تاریخ میں نہیں ملسکتی چنانچہ وزیر مذکور کے بعد ۹۸۷ھ میں احمد پاشا، پھر ۹۸۸ھ میں سنان پاشا، ازاں بعد ۹۹۰ھ میں سیاوش پاشا، بعدہٗ ۹۹۲ھ میں عثمان پاشا، ازاں بعد ۹۹۳ھ میں حازم مسیح پاشا، ۹۹۴ھ میں دوبارہ سیاوش پاشا، ۹۹۷ھ میں دوبارہ سنان پاشا، ۹۹۹ھ میں فرہاد پاشا، ۱۰۰۰ھ میں سہ بارہ سیاوش پاشا، اور ۱۰۰۱ھ میں سہ بارہ سنان پاشا، کا صدر اعظم کے عہدہ پر تقرر ہوا +

اسی زمانہ میں ۹۹۵ھ میں قلیج علی پاشا دلیر و آزمودہ کار بحری افسر نے رحلت کی اور استنبول میں اپنی مسجد کے اندر مدفون ہوا، اُس کی جگہ کپتان ابراہیم پاشا کو دیگئی؛ اسی سنہ میں ینی چری سپاہ نے سرکشی کرکے محمدؔ پاشا مہتمم ٹکسال اور محمود آفندی

دفتردار کو قتل کردیا اور محلسرائے سلطانی پر حملہ کرکے سخت شرارتیں اور گستاخیاں کیں، اس سرکشی کیوجہ تنخواہوں میں کھوٹے سکوں کا ملنا تھا مگر باوجود اس کی باقی فوج نے جو زیر اطاعت تھی ینی چری سپاہ کو پسپا کیا اور قریب دو ہزار سپاہیوں کے انہیں سے سزادہی کیلئے گرفتار کرلئے گئے جو سرغنہ تھے، شاہ پولینڈ کو سلطنت عثمانیہ کی ان اندرونی خرابیوں کی اطلاع ملی تو وہ اطراف مملکت پر چھاپے مارنے لگا اور سلطان نے خان کریمیا کو اُسکی سرکوبی کا حکم دیا اسی سال سرزمین مغرب سے اولوج حسن پاشا مشہور بحری افسر آستانہ میں آیا جسکو عثمانی بیڑہ کی کمان سپرد کیگئی اور وہ بیڑہ کو تیار کرکے سواحل بربر کی طرف لیگیا پھر وہاں سے واپسی کے بعد سنہ ۹۹۸ھ میں اُس نے دار فانی سے رحلت کی اور قلنج علی پاشا کے مقبرہ میں مدفون ہوا، اولوج حسن پاشا کے بعد ترکی بیڑہ کی کمان شغالہ زادہ سنان پاشا کو ملی اور وہ بیڑہ کو لیکر حسب معمول خلیج انیہ بختی کی طرف گیا تاکہ یورپ کی بحری حکومتوں کی جہازات کی حرکت پر نظر کرتا رہے - پھر جب ہنگری والوں نے دولت علیہ کے حدود پر شور و شر مچایا تو سلطان نے صدر اعظم سنان پاشا کو افواج قاہرہ کے ساتھ اُدھر روانہ کیا اور اُس نے سنہ ۱۰۰۲ھ میں اہل ہنگری کو شہر بودین کے اطراف سے پسپا کردیا اور متعدد لڑائیوں کے بعد جنکا تفصیلی ذکر باعث طوالت ہے اُنپر کامل فتح حاصل کی اور اُن کیلئے کئی ایک قلعے چھین لئے - پھر سنہ ۱۰۰۳ھ میں منجائیل افلاق کے حاکم نے سرکشی پر آمادہ ہوکر ترکی فوجوں کو دریائے ڈنیوب کے اس پار تک ہٹا دیا اور دوبارہ حملہ کرکے جورجوفو کے نزدیک بار دیگر شکست دی اور نیکوپولی کا شہر ترکوں سے چھین گیا *

جنگ آسٹریا

ینی چری سپاہ کی سرکشی کا برا انجام مملکت کے نظام میں ابتری پڑنا تھا اسلئے وزرائے دولت نے یہ خیال کیا کہ اس وحشی فوج کو جنگ میں مصروف کردیں تاکہ انتظام سلطنت کے سے وسیع اور خالی میدان ہاتھ آئے - چنانچہ حسن پاشا حاکم بلاد

بوشناق کو ملک آسٹریا پر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا جسکے حکمران نے اہل ہنگری کو امداد دی تھی، لیکن حسن پاشا جب مملکت کروآسیا میں داخل ہوا تو آسٹریا والوں کی کمینگاہ میں پھنس گیا اور وہ مع اپنی اکثر فوج کے مقتول ہوگیا، بقیۃ السیف ترکی سپاہ نے واپس آکر یہ خبر پہنچائی تو وزیروں میں اب یہ کھچڑی پکنے لگی کہ کیا کرنا چاہیئے؟ آیا انتقام کی تیاری کیجائے یا جنگ میں پھنسنے کی خرابیوں سے الگ رہنا بہتر ہے۔ کثرت رائے کا پلہ مخالفت جنگ کی طرف جھکا ہوا تھا اور شیخ سعد الدین آفندی ترکی سلطان کے اُستاد نے یہ کہکر امتناع جنگ کو قوت دینی چاہی کہ مَیں ایک تاریخ حکومت عثمانیہ کی مرتب کررہا ہوں اور ابتک اُس میں یہ واقع درج کرچکا ہوں کہ اس زمانہ میں سلطان کے ایک خادم نے شاہ ایران کے بھتیجے کو پکڑ کر دربار سلطانی میں حاضر کیا ہے اور شاہ آسٹریا نے دو سال کا پیشگی خراج دربار سلطانی میں بھیجدیا ہے " مگر سنان پاشا وزیر اعظم کو یہ خیال تھا کہ فرہاد پاشا فتح ایران کی بازی لیکر اُس سے زائد عزت و مرتبت حاصل کرچکا ہے۔ اور مَیں اگر آسٹریا کی فتح سے ناموری نہ حاصل کروں تو اُس سے جھینپنا پڑیگا اس لئے وہ بول پڑا کہ اگر جناب آپ اِس قدر واقعات کے بعد یہ بھی تو لکھ سکتے ہیں کہ۔ اور سلطان کے دوسرے خادم نے شاہ آسٹریا کو دستگیر کرکے حاضر دربار کیا،، غرضکہ اُس نے اپنی بات ور رکھی اور جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ گو موسم خلاف تھا اور سردی خوب زور دکھا رہی تھی تاہم اُس نے فوجوں کو روانہ کردیا اور شہر بلگریڈ پر جاکر دم لیا۔ اور آسٹریا سے جو لڑائی اِس مرتبہ چھڑی اُس نے بہت طول کھینچا اور ایران کی جنگ نے اس کی مدت کہیں زیادہ بڑھ گئی۔ یہانتک کہ اِس جنگ کا خاتمہ سلطان احمد اوّل کے عہد ۱۰۱۵ھ میں ہوا جبکہ زیدوہ تروک یہ " Sitvatorok " کا معاہدہ تحریر کیا گیا۔

ہم نے یہ تمہیدی حالات اِس لئے بیان کردئے تاکہ معلوم ہوسکے کہ سلطان مراد سوم کے عہد میں اِس جنگ نے کیا نتائج پیدا کئے۔

۱۰۰۳ھ میں سلطان مراد سوم نے بعمر (۵۰) سال دنیا سے رحلت کی، اور چونکہ

وہ بڑا عشرت دوست واقع ہوا تھا اور عورتوں پر بیحد دلدادہ تھا اس لئے اُس نے ایک سو پندہ بیٹے اپنی یادگار چھوڑے تھے وہ بعض علوم اور شعرگوئی میں بھی مشغول رہتا تھا۔ عربی، فارسی، اور ترکی میں اُسکی بلیغ نظمیں بہت عمدہ ہیں، تصوّف کی طرف زیادہ رغبت تھی اور علما و مشائخ کی صحبت کا شوق رکھتا تھا، اور اسکا عہد حکومت عثمانیہ کے قوانین اور نظم ونسق میں خلل آنیکا دیباچہ کہا جا سکتا ہے +

(۱۳) سلطان محمد خان سوم ابن سلطان مراد خاں سوم

۱۰۰۳ ـــــــ ۱۰۱۲ھ

سلطان مراد خاں سوم نے وفات پائی تو اوس کا فرزند سلطان محمد خاں سوم مغنیسیا کا حاکم اور وہیں موجود تھا، خبر مرگ پدر سنکر آستانہ علیہ میں آیا۔ اور بلا منازعت احدے تخت نشین ہوگیا، اسوقت اُسکی عمر ۲۹ سال کی تھی، بیعت اور جلوس کے دربار سے فارغ ہوتے ہی سب سے پہلے اُس نے اپنے بھائیوں کو جنکی تعداد اُنیس[۱۹] تھی قتل کرا دیا اور اپنے باپ کی دس حاملہ بیویوں کو دریا برد کرا دیا اس کے بعد محل سرائے سلطانی کے ملازموں اور عہدہ داروں پر ہاتھ صاف کیا اور اُنکو برباد و متفرق کر ڈالا، ان امور سے اُسکا مقصد فتنہ وفساد کی بیخکنی تھا اور اُسکی عقل یا اُس کے مقرب لوگوں کی دانشمندی کی پرواز اِسی امر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ سلطان محمد سوم نے وزیروں کو بھی تبدیل کر دیا۔ فرہاد پاشا صدر اعظم بنایا گیا، اور سنان پاشا امیرالبحر کو معزول کر کے بجائے اُس کے خلیل پاشا کا تعین ہوا +

آسٹریا کی لڑائیاں +

جن وجوہ سے دولت علیہ اور حکومت آسٹریا کے مابین سلسلۂ جنگ آغاز ہوا اُنکا



سلطان محمد خان ثالث (سنہ ۱۵۹۵ء سنہ ۱۶۰۳ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۲۰۲)

بیان پہلے ہو چکا ہے، اور جب حکومت عثمانیہ نے منجائیل بک حاکم افلاق، اور سجسمونڈ حاکم ٹرینسلونیا کی سرکشی حد سے بڑھتی دیکھی تو زیر کمان سنان پاشا وزیر اعظم کے ایک جرار فوج مامور فرمائی اور سنان پاشا کے فرزند محمد پاشا کو ہنگری کی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا تاکہ وہ آسٹریا والوں کی پیش قدمی روکتا رہے۔ لیکن ان تمام تیاریوں سے کوئی نفع نہیں حاصل ہوا اور میخائیل فتح پر فتح حاصل کرتا آگے بڑھتا چلا آیا، اُس نے بکرش مے "Bucharest" اور ترگوشتہ "Targoviste" کے دونوں قلعے وہاں کی محافظ سپاہ کو تہ تیغ کرنے کے بعد چھین لئے۔ اگرچہ ترکوں نے ان قلعوں کی آراستگی اور استحکام میں حد سے زیادہ اہتمام کیا تھا لیکن وہ کسی طرح اُنکو بچا نہ سکے، پھر جب ترکی فوج ان قلعوں سے واپس آرہی تھی تو راستہ میں افلاق کی ایک فوج نے کمین گاہ قائم کر کے اُسے اچانک گھیر لیا اور بالکل تباہ کر ڈالا، دوسری طرف جو فوج آسٹریا والوں کے مقابلہ اور اُنکو روکنے کیلئے گئی تھی اپنے افسروں کی ناقابلیت کے باعث وہ بھی مغلوب ہو گئی اور آسٹریا والوں نے قلعہ آسٹراگون پر قبضہ کر لیا۔ عثمانی افواج کو اس قدر سخت ہزیمتیں لاحق ہوئیں تو ارکان سلطنت کے کان کھڑے ہو گئے اور اُنہوں نے خیال کیا کہ ایک صدی سے زائد عرصہ تک دول یورپ کو ہزیمتوں پر ہزیمتیں دینے والی بہادر قوم آج اُن سے اس قدر ذکیں اُٹھا چکی ہے۔ اور آئندہ بھی یہ صورت قائم رہی تو دشمنوں کے دل بڑھ جائینگے اور سارا رعب وداب خاک میں ملجائیگا۔ پس سنان پاشا صدر اعظم نے مع شیخ الاسلام سعد الدین آفندی کے سلطان سے باصرار کہا کہ اب حضور میدان جنگ میں تشریف لیچلیں ورنہ روباہ صفت اعدا کے حوصلے بلند ہو جائینگے اور دولت علیہ کی شیر دل سپاہ پست و برباد ہو جائیگی، سلطان نے اُنکی درخواست مان لی اور تیاریاں ہونے لگیں لیکن آغاز سفر سے پہلے ہی سنان پاشا فوت ہو گیا اور اُس کی جگہ ابراہیم پاشا صدر اعظم مقرر ہوا جو فرہاد پاشا کے قتل کی سازش میں بدنام ہو چکا تھا اور لوگ اُسے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے

تھے، بہرحال سلطان مع فوج کے آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر بلگریڈ میں پہنچگیا۔ تو سب سے پہلے قلعہ اگری پر "سطلمرحچ" پر محاصرہ کیا گیا اور بیس دن کے عرصہ میں اُسے فتح بھی کرلیا۔ شاہ آسٹریا اور حاکم ٹرینسلونیا نے سنا کہ خود عثمانی سلطان میدان جنگ میں آگیا ہے اور فوج کی کمان کر رہا ہے تو وہ بھی اپنی فوجیں جمع کرکے خود میدان میں نکل پڑے اور عثمانی افواج کی پیش قدمی روکنے کیلئے بڑھے۔ دونوں جانب فوجیں بمقام خلیج اُوہ "مرسکاصسمے کس" سنہ ۱۵۹۶ء میں مقابل ہوئیں اور تمام دن سخت زور سے جنگ ہوتی رہی متفقہ یورپ کی فوج مورچوں کے اندر سے اُسوقت تک نہیں نکلی جبتک اُس نے ترکی سپاہ کو غافل نہیں پایا اور موقع ملتے ہی یکایک اس طرح ترکوں پر ٹوٹ پڑی کہ اونکے بڑھے ہوئے داہنے بازو کو دباتی قلب سپاہ کو چیرتی اور متفرق کرتی سلطانی خیمہ کی طرف آگئی اور غنیم کا سواروں کا دستہ قریب تھا کہ اُسپر حملہ آور بھی ہو جائے لیکن شاہی باڈی گارڈ نے بڑھکر اُنکو روکا اور امراے دربار اِس بلا کو ٹالنے کی فکر کرنے لگے تاکہ سلطان کو خطرہ سے نجات دلا سکیں، شیخ الاسلام سعدالدین آفندی نے سلطان اور امراء کو صبر و استقلال کی تاکید کرنی شروع کی اور ایسی مؤثر تقریر فرمائی جس سے سب کے دل جوش جرأت سے لبریز ہوگئے اور وہ دشمنوں پر ایکساتھ ٹوٹ پڑے، ایک وجہ یہ بھی تھی کہ غنیم فتح کے غرور میں اپنی ترتیب توڑکر بھاگتے ہوؤں کا تعاقب کرنے لگا تھا اور چغالہ زادہ سنان پاشا ہراول سپاہ کا افسر کمینگاہ میں بیٹھا ہوا موقع کا منتظر تھا چنانچہ جب غنیم کی سپاہ سلطانی جمعیت اور کمین میں بیٹھی ہوئی فوج کے وسط میں آگئی تو جانبین سے ایکبارگی اُسپر مار پڑنے لگی اور دم کے دم میں فتح کا پانسہ ترکوں کی طرف پلٹ گیا مظفر و منصور غنیم کی فوج کا بڑا حصہ میدان میں کھیت رہا اور باقی ماندہ جدہر رستہ ملا بھاگ کر نکل گیا، شاہ آسٹریا اور اُس کے ساتھی حاکم ٹرینسلونیا کا پتا بھی نہ لگا کہ کہاں گئے اور عثمانی سپاہ نے بیشمار مال و دولت اور سامان حرب و ضرب لوٹ لیا ایک لاکھ لاشیں افواج

غنیم کی میدان میں کھیت رہیں اور سلطان نے فتح و فیروزی کے بعد دلیر و شیر دل امرا کو انعام واکرام دیا اور بھاگنے والوں کو فوجی خدمت سے معزول کیا، خلاصہ یہ ہے کہ اس ایک ہی فتح نے سلطنت کی اُکھڑی ہوا پھر باندہ دی اور وہی شوکت وصولت جو سلطان سلیمان خان قانونی کے عہد میں اُسے حاصل ہوئی تھی بار دگر عود کر آئی اگر سلطان اِس فتح کے بعد ہی دار الخلافت کو واپس نہ چلا جاتا اور موسم سرما حدود مملکت میں بسر کرکے اوائل بہار میں پھر آسٹریا پر فوجکشی کر دیتا تو غالباً وہ شہر ویانا پر تسلط کر سکتا لیکن اس بے وقت کی واپسی نے آسٹریا کو دوبارہ سنبھالا لینے کی مہلت دیدی اور وہ مذکورہ بالا ہزیمت کے نقصانات کی تلافی کر سکی +

سلطان محمد خاں سوم دار الخلافت میں واپس آگیا تو اُسکی والدہ کی وساطت سے ابراہیم پاشا نے دوبارہ صدر اعظم کا عہدہ حاصل کرنے میں کامیابی پائی مگر وہ تھا بڑا کینہ منش اور خودغرض اسلئے اُسنے صوقللی کے فرزند حسن پاشا کو افواج ہنگری کی سپہ سالاری سے معزول کرکے الگ کر دیا۔ اور ساطورجی محمد پاشا کو سپہ سالار اعظم کا خطیر عہدہ دیدیا جس میں ذرا بھی جنگی لیاقت نہ تھی چنانچہ جب اُس نے غنیم کے ایک مستحکم قلعہ پانوق کا محاصرہ کیا اور اُس سے کوئی تدبیر حصول فتح کی نہ بن پڑی تو صوبہ ٹرینسلوینیا کی طرف چلا گیا اور شہر وارات “ [illegible] ” کو محاصرہ میں لیلیا تاکہ اس طرح غنیم پر اپنا رعب قائم کر سکے، مگر ابھی وہ آسٹریا کی حدود سے تمام فوجیں ہٹا کر اس شہر کے محاصرہ کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ اہل آسٹریا پیشقدمی کرتے ہوئے شہر بودین پر حملہ آور ہوگئے اور یہاں کی ترکی محافظ سپاہ کو سخت تنگ کرنے لگے، گو ترکوں نے بڑی جانبازی کرکے غنیم کو پسپا کرنے میں کامیابی حاصل کی لیکن اُنکی بہت سی فوج اور کئی ایک سردار جنگ میں کام آئے اور ابھی دربار سلطانی اِن خرابیوں کی تدارک کی تدابیر ہی سوچ رہا تھا کہ یکایک اُسے دوسری المناک خبر یہ ملی کہ میخائیل نے حافظ احمد پاشا اور اُسکی ہمراہی فوج کو جو شہر نیکوپولی پر متعین تھی قتل کر ڈالا، اور سلطان نے ساطورجی محمد پاشا کی ناقابلیت کیوجہ سے اُسے قتل کرا دیا کیونکہ یہ سب خرابیاں اُسی کی غفلت

سے پیدا ہوئی تھیں ؛

قنیزہ کی مشہور جنگ

سابق الذکر معاملات کے پیش آنے پر صدر اعظم ابراہیم پاشا مجبور ہوا کہ وہ فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے اور دشمنوں کی سرکوبی کرے، اس میں شک نہیں کہ یہ وزیر بڑا کینہ مزاج اور خودغرض تھا لیکن اسی کے ساتھ اسمیں دلیری، لیاقت، اور اقتدار کا بھی اتنا مادہ تھا کہ اس کے مخالفین اس سے دبے رہتے تھے۔ بہرحال ۱۰۰۹ھ میں وہ افواج قاہرہ کے ساتھ آسٹریا پر حملہ آور ہوا اور قنیزہ "Kanizcha" کا قلعہ فتح کرلیا جو سب سے مستحکم مقام تھا، اس کے علاوہ کور بچہ محمود پاشا سرعسکر دریائے ڈنیوب نے آگے بڑھکر میخائیل بک کو ایسی ہزیمت فاش دی جس نے پانچ سال سے دولت علیہ کی فوجوں کو تنگ کر رکھا تھا ؛

چونکہ قنیزہ کی فتح سے آسٹریا کو سخت نقصان لاحق ہوا تھا اسواسطے آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ پچاس ہزار سپاہ کی جمعیت سے اس مقام کو واپس لینے کیلئے اٹھا اور تریاکی حسن پاشا نے جو اس قلعہ کا محافظ قرار دیا گیا تھا بڑی خوبی سے اُسے دشمن کے حملے سے محفوظ رکھا، اسی اثناء میں صدر اعظم ابراہیم پاشا فوت ہوگیا اور اُسکی جگہ یمشیجی حسن پاشا کو ملی جسے جنگی معاملات سے کوئی واقفیت نہ تھی اور کبھی اُس نے میدان جنگ میں قدم تک نہ رکھا تھا اسلئے ابھی وہ دشمنوں کی خبریں منگانے میں مصروف تھا کہ غنیم نے اسطول بلگریڈ میں ترکوں کو پسپا کرلیا لیکن جب وہ دوبارہ قلعۂ کنیزہ کا محاصرہ کرنے کو بڑھے تو تریاکی حسن پاشا جو ترکی تاریخ کا ایک ذی عزت اور نامور ہیرو ہے صرف اپنی چار ہزار سپاہ کے ساتھ آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ کی پچاس ہزار زبردست فوج کے دھوئیں اڑا ڈالے اور اُس کے جنگی ذخائر، خیمہ و خرگاہ، اور توپیں وغیرہ سب چھین لیں یہ فتح ترکی ممالک میں اسقدر مشہور ہوئی کہ جا بجا اسپر اظہار مسرت کے جلسے کئے گئے۔ اور سلطان نے تریاکی حسن پاشا کو انعام واکرام دیکر عہدۂ وزارت پر ممتاز کیا، یمشیجی حسن پاشا

وزارت سے علیحدہ ہونے کے بعد اپنی کمی پوری کرنے پر مائل ہوا اور وہ بھی اسطوفی بلگریڈ کو دشمنوں سے واپس لیکر سربلندی حاصل کرسکا جسکی وجہ سے سلطان نے اُس کو صوبۂ بوسینیا کا حاکم متعین کردیا لیکن چونکہ اُس کے اور دوسرے ترکی افسروں کے مابین کسی قدر اختلاف پڑگیا تھا لہذا غنیم نے یہ موقع اپنی قوت از سرنو درست کرلینے اور بعض ازدست رفتہ مقاموں کے واپس لینے کیلئے غنیمت سمجھکر کچھ کامیابی حاصل کرلی +

سنہ ۱۰۱۲ھ میں شاہ عباس صفوی فرمانروائے ایران نے دولت عثمانیہ کو آسٹریا کے ساتھ جنگ میں اُلجھا ہوا دیکھکر اُس معاہدہ کی کوئی پرواہ نہیں کی جو اُس نے فرہاد پاشا سے کیا تھا اور اعلان جنگ کرکے تبریز کو زنجیز قرآن علی پاشا سے چھین لیا۔ اور پھر صوبۂ روان پر حملہ آور ہوا۔ ابھی یہ آفت برپا ہی تھی کہ سلطان محمد خان سوم دنیا سے رحلت کرگیا جسکی عمر ہنوز (۳۷) سال سے زائد نہ تھی۔ یہ سلطان بڑا صاحب عزم عالی حوصلہ، با اقبال، عدل پسند، علماء اور نیک لوگوں کا دوست دار تھا، علوم و دستکاریوں کو ترقی دینے پر اس کی توجہ بہت مائل رہی، اگر جنگ آسٹریا کی طوالت اُسے پریشان نہ کرتی تو وہ ملکی صلاح و فلاح کے لئے بہت کچھ کوشش کرسکتا تھا۔ خاصکر صوبہ اناطولیا کی اندرونی شورش جو قرہ یازیجی اور حسن پاشا نامی دو مفسدہ پرداز حقیقی بھائیوں کی ذات سے برپا ہوئی تھی سخت دقت میں ڈالنے والی رہی یہ دونوں بغداد کے حاکم تھے اور فرقۂ جلالیہ سے تعلق رکھتے تھے شاہ عباس نے اُنکو بھڑکا کر آمادۂ فساد کردیا اور دولت علیہ ایک عرصہ تک اُنکی سرکوبی میں مصروف رہی، پھر ینی چری سپاہ کی سرکشی، خزانہ کی تباہ حالت، یا ایسی ہی اور باتیں تردد کی موجب رہیں اس سلطان کے زمانہ میں ترکی بحری قوت کی حالت اچھی رہی اور اُس کے بیڑے نے دیرکمان کپتان قپانزادہ مصطفیٰ پاشا کے سنہ ۱۰۱۲ھ تک بحر ابیض متوسط پر اپنا تسلط بخوبی قائم کئے رہے۔ اس سلطان نے مملکت فرانس کے جہازوں کو ترکی سمندر میں آزادانہ آمدرفت رکھنے کی اجازت دی تھی جس پر

انگلستان کی رقابت جوش میں آئی اور اُن سے بھی کوشش کر کے فرانس کے برابر جہازرانی کے حقوق حاصل کر لئے +

(۱۴) سلطان احمد خان اول ابن سلطان محمد سوم

۱۰۱۲ ـــــــ ۱۰۲۶ھ

چودہ سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا سلاطین آل عثمان میں اس قدر کم عمری میں کسی نے بھی عنان حکومت ہاتھ میں نہیں لی اس کی تخت نشینی کے وقت حکومت کی حالت سخت خطرناک تھی ایک طرف آسٹریا سے اور دوسری طرف ایران کی زبردست حکومت سے جنگ چھڑی ہوئی تھی اور تیسری سمت اندرونی فسادوں کی بم الگ پھوٹ رہی تھی اور اُس نے سب سے پہلے وزراء کے مشورہ سے جنگی تیاریوں کو مکمل کیا جو اُس کے والد نے ناتمام چھوڑی تھیں +

بقیۂ حالات جنگ آسٹریا:-

جب فوجی تیاریاں مکمل ہو چکیں تو لالا محمد پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر سرفراز بنا کر اُسے افواج آسٹریا کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا، یہ سپہ سالار آغاز جنگ آسٹریا سے اُسی علاقہ کی فوجوں میں شریک رہکر وہاں کے تمام حالات کا پورا واقف کار بنگیا تھا اور جنگی مہارت اور دلیری میں مسلم الثبوت اور بے نظیر شخص پایا گیا تھا، وہ افواج قاہرہ کو لیکر حدود آسٹریا پر گیا تو سب سے پہلے سرحدی قلعہ جات کی محافظ سپاہ میں اضافہ کیا اور پھر پیش قدمی کر کے قلعہ استراگون پر قبضہ کر لیا جب عرصہ ہوا



سلطان احمد خان اول (سنہ ۱۶۰۳ء سنہ ۱۶۱۷ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۲۱۲)

غنیم نے اُسی سے چھینا تھا اس لئے لالا محمد پاشا اس کامیابی سے بیحد مسرور ہُوا - پھر وہ اور آگے بڑھنے کا عزم رکھتا ہی تھا کہ افلاق، بغدان، اور ٹرینسلونیا کی تینوں ریاستوں نے اُس کے پاس تحریکِ صلح کے پیام کئے اور وہ بھی پرنس بوسکی (جو میخائیل بک کی ہزیمت یابی کے بعد ٹرینسلونیا کا حاکم منتخب ہُوا تھا) کی درخواست مانکر ٹرینسلونیا کی طرف بڑھا تا کہ آسٹریا کی فوجوں کو وہاں کے قلعہ جات سے نکالدے چنانچہ اُس نے ہنگری کا مشہور قلعہ ایواز " [illegible] " جو بہت بڑا قلعہ تھا فتح کرلیا - اس درخواست صلح کی اصلی علت یہ تھی کہ مذکورہ بالا تینوں یورپین ریاستیں ایک عرصہ سے حکومت عثمانیہ کے ساتھ محض آسٹریا کی خیرخواہی کے لئے لڑ رہی تھیں اور بار بار ہزیمتیں اُٹھانیسے بالکل بربادی کے قریب آگئی تھیں علاوہ بریں مملکت کریمیا کی سمت سے تاتاری فوجیں انکو پامال کر رہی تھیں اور یہ دونوں طرف کی زد برداشت کرنے سے عاجز تھے +

یہ تینوں ریاستیں جو آسٹریا کی زبردست قوت بازو رہی تھیں اُس سے علیحدہ ہو کر دولت عثمانیہ سے صلح کر چکیں تو آسٹریا کو بھی لالا محمد پاشا سے صلح کا پیام دینا ضروری معلوم ہُوا ورنہ اب اُس کی خیر نہیں تھی، لیکن پاشائے موصوف کا اسی اثناء میں انتقال ہوگیا اور بجائے اُس کے قبوجی مراد پاشا سرعسکر کے منصب پر متعین ہُوا یہ سپہ سالار بھی دس سال سے اسی طرف مصروف جنگ رہتا آیا تھا اور حالات گزشتہ اور موجودہ سے پوری طرح واقف تھا اُسے صلح کا مان لینا مناسب معلوم ہُوا تا کہ کسی طرح یہ خونریز جنگ ختم ہو جائے اور دولت علیہ کو دوسری اصلاحات میں منہمک ہونیکا موقع ملے - اُس نے علی پاشا محافظ قلعہ بودین، اور وہاں کے قاضی ہابیل آفندی کو سفیر صلح بنا کر روانہ کر دیا جو آسٹروی کمشنران مصالحت کے ساتھ مقام اسٹوا ٹروک " Zsitvatorok " میں ملاقی ہوئے جو دریائے ڈنیوب کے کنارے اور شہر اسٹراگوں اور کامروں کے مابین واقع ہے - اور یہیں ۱۰۱۵ھ میں معاہدہ صلح کی شرطیں طے ہو کر عہدنامہ تحریر ہوگیا +

اس جنگ میں دولت عثمانیہ کو پندرہ سال تک مبتلا رہنا پڑا اور شہر ہائے یانق، اسٹراگون، اسطونی بلگریڈ، اور لبشتہ، کو واپس لینے کے علاوہ اُس نے تین نئے ضلعے اگری، قنیزہ، اور ایوار بھی فتح کرلئے +

اس جنگ میں جو خاص سرزمین آسٹریا پر ہوتی رہی جنگ آور فریقوں کے وسائل نوجکشی میں بڑا فرق تھا ترکوں کو دور دراز فاصلہ طے کرکے یہاں آنا پڑا تھا۔ اور سامان جنگ، ذخائر رسد، اور تازہ کمکوں کے لئے اُنکو آستانہ علیہ سے آنیکا انتظار رہتا تھا۔ بخلاف اس کے غنیم اپنے ملک ہی میں تھا اور ہر وقت اُس کی ضروریات بآسانی مل جاتی تھیں۔ دولت علیہ کو اس میں جو کچھ کامیابی ہوئی بظاہر اُسے حسن اتفاق کے سوا کچھ اور نہیں کہہ سکتے مگر حقیقت یہ ہے کہ جو شان و شوکت اور رعب داب اس سلطنت کو سلطان سلیمان خان مرحوم کے ۴۶ سالہ عہد حکومت میں نصیب ہوا اب اُسکا کوئی وجود نہیں رہگیا تھا اور پندرہ سال تک آسٹریا سے لڑتے رہنے میں اُنکو بہت کچھ مادی اور اندرونی نقصانات بھی لاحق ہوئے منجملہ اُن کے چند باتیں یہ ہیں کہ آسٹریا سے جو تیس ہزار پونڈ خراج ملتا تھا وہ ایک غیر معین رقم نذرانہ کیصورت میں تبدیل ہوگیا، پھر اس طویل جنگ کے دوران میں اناطولیا کے اندرونی بغاوتیں فرقہ جلالیہ کی سرکشیاں اور ینگچری سپاہ کی شورشیں سخت ضرر رسان بنیں جنکا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ ایران سے جنگ چھڑ گئی، طرفین کے فوجی اور مالی نقصانات بھی بیشمار تھے اور ترکوں کو تاوان جنگ میں صرف دو لاکھ پونڈ یکمشت وصول ہوئے، اور سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کہ از روے معاہدہ ترکوں کیلئے شاہنشاہ آسٹریا کو قرال یا شاہ کے لقب سے یاد کرنا غیر جائز قرار پایا بلکہ وہ اُسے قیصر روما لکھنے کی پابند بنائے گئے۔ اس جنگ کے بعد ہنگری کا ملک کچھ تو عملی طور سے دولت عثمانیہ کا مقبوضہ بنگیا اور کسی قدر اُس کے زیر حمایت رہا +

جنگ ایران

سابقہ بیانات سے منکشف ہوچکا ہے کہ شاہ ایران نے دولت علیہ کو آسٹریا کی

ساتھ سرگرم پیکار دیکھکر عہد شکنی کردی تھی اور پیشقدمی کر کے تبریز پر تسلط کرلیا تھا - جو از روئے معاہدہ ترکی حکومت کو ملچکا تھا - سلطان احمد اوّل نے تخت نشینی کے بعد شغالہ زادہ سنان پاشا کو عہدۂ امیر البحری سے الگ کر کے ایشیائے ترکی کا عام سپہ سالار مقرر فرمایا اور تازہ فوجیں اُس کے ہمرکاب کر کے ایرانیوں کی پیش قدمی روکنے کا حکم دیا، مگر یہ سپہ سالار قلعہ والوں کو غنیم کے محاصرہ سے واگزار نہ کرسکا پھر وہ مجبور ہوکر کردستان کے علاقہ میں واپس آگیا جبکہ اُس کی حالت نہائت ردی تھی کیونکہ اُس کے ماتحت فوجی افسروں نے اُس کے احکام ماننے سے انکار کردیا تھا حالانکہ وہ بیحد صائب رائے رکھتا تھا کہ علاقہ قرہ باغ میں جو میدان جنگ سے نزدیک ہے موسم سرما بسر کر کے بہار آتے ہی فوراً غنیم پر حملہ کردیا جائے، پھر دوسرے سال وہ تبریز کو فتح کرنیکے لئے روانہ ہُوا تو اوسکی فوج کا ہراول جس پر صفر پاشا حاکم ارض روم افسر تھا شہر سلماس کے نزدیک شاہ عباس کی فوج سے بھڑ گیا اور دونوں میں جنگ چھڑ گئی، ابھی عثمانی سپاہ بہت پیچھے تھی اس لئے ہراول کی مختصر جماعت کمک نہ ملنے کے باعث ہزیمت اُٹھانے پر مجبور ہوئی اور اُسکا افسر مارا گیا، اس شکست نے باقی ترکی فوج کے بھی اوسان خطا کردئیے اور خاصکر کردستان کے امیر اُس سے الگ ہوگئے، سنان پاشا تھوڑی بہت باقیماندہ سپاہ کو غنیم سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ پاکر شہروان کی طرف پسپا ہوگیا پھر وہاں سے دیار بکر کو چلا گیا جہاں اپنی ناکامی کی کوفت میں بیمار ہوکر فوت ہوگیا، اسطرح مشرقی حدود عثمانیہ پر کوئی محافظ سپاہ باقی نہ رہی اور ایرانیوں کے حوصلے بڑھ گئے - اُنہوں نے شروان اور شماخی وغیرہ علاقوں پر قبضہ کرلیا - مشرقی عثمانی قلمرو میں اُسکی فوجوں کا اس طرح شکست اُٹھانا دولت علیہ کیلئے نہائت ناگوار امر تھا اور اسی سے اُس کی مادّی اور انسانی کمزوری پر استدلال کیا جاسکتا ہے، فوجی سرداروں کا سپہ سالار اعظم کے احکام نہ ماننا اس بات پر دلالت کرتا ہے - کہ سلطنت عثمانیہ کی باقاعدہ فوج جو عساکر سپاہیہ کہلاتی اور برسوں سے جاگیروں کی آمدنی کھاتی رہی تھی ان دنوں نہائت بداخلاق ہوگئی تھی اور اسی وجہ سے تمام فوج کے

اخلاق وقدرت پر بُرا اثر پڑا تہا، دولت علیہ نے اس مجبوری کا علاج یہ کیا کہ نئی بے قاعدہ فوج بھرتی کی اور یہ دوسری آفت ثابت ہوئی کیونکہ یہ نئے سپاہی صوبہ اناطولیا میں جلالیہ مذہب کے سرچشمہ تھے کیونکہ جب وہ فوج سے نکال دئے جاتے تو جاسیہ فرقہ سے جاملتے اور لوٹ مار مچاکر اندرون ملک کے امن وامان کو غارت کردیتے تھے ۔

ایک زمانہ تک حکومت کی توجہ جنگ آسٹریا کی طرف رہی اور مملکت کے انتظام کا خیال نہ آیا اُدہر سے معاہدہ صلح کے بعد پیچھا چھوٹا تھا کہ صدر اعظم قیوجی مراد پاشا بذات خاص افواج قاہرہ لیکر فرقۂ جلالیہ کی خبر لینے نکلا - اور ابن جانبولاد، ابن قلاندر، قرہ سعید اور، اوزدن حسن، وغیرہ جو اس فرقہ کے شیوخ تھے سب کو اُنکی شرارتوں کے مزے چکھاکر مظفر ومنصور دار الخلافت میں واپس آگیا - جسدن وہ پلٹ کر آستانہ علیہ میں آیا ہے اُسکا وہاں بڑا دہوم دہامی استقبال ہوا اور سلطان نے اُسے بڑے اعزاز واکرام سے شرف باریابی عطا فرمایا، اس دانا وزیر نے تمام مملکت اناطولیا شریروں کے وجود سے پاک بنا دی تھی اور ہزاروں مفسد قتل کر کے اُنکے بکثرت قیدی اور اموال غنیمت ساتھ لایا تھا، پھر ۱۰۱۹ھ میں پاشاے مذکور ایران سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہوا اور اہل ایران کو اُنکی سرکشی کا مزہ چکھانے میں کامیاب رہا، مگر عمر کی زیادتی اور ضعف پیری نے ایسی شدید زحمتیں برداشت کرنے سے اُسے بیمار ڈالدیا اور اُس کے حاسدوں میں سے نصوح پاشا حاکم دیار بکر نے اس موقع سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ اپنے معتمد لوگوں کو آستانہ علیہ میں بھیجکر جا وبیجا اپنی حسن کارگذاری کی تعریفوں کی راگ گانے کا حکم اُنکو دیا تا کہ ان چالبازیوں سے سلطان کی نظر میں وقعت حاصل ہو اور آخر کار وہ اپنی مراد پاگیا یعنی مراد پاشا مذکور کی وفات کے بعد ۱۰۲۰ھ میں مسند وزارت اُسی کو ملی ۔

نصوح پاشا دل سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دولت علیہ اور شاہ عباس کے مابین صلح ہو جائے اور اُنکی یہ خواہش بہی برآئی اور فرہاد پاشا کے مقرر کردہ شروط پر دوبارہ صلح ہوگئی کہ شاہ ایران تبریز، روان، اور شروان، کے علاقے سلطنت عثمانیہ کو

واپس کردے اور اسکے ماسوا سالانہ دو سو بوجہ ریشمی کپڑوں اور دوسری ایرانی پیداوارون کے بطور خراج پیش کرتا رہے یہ صلح مکمل ہو گئی تو وہ ایک سال کا خراج لیکر آستانہ کو چلا آیا لیکن شاہ عباس کب وعدہ پر قائم رہنے والا تھا اُس نے نہ تو وقت مقررہ پر خراج بھیجا اور نہ سلطانی سفیر مقیم دربار ایران کا دو سال تک کچھ حال معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا، اُس نے نہ اپنی خبر بھیجی اور نہ ایرانی تاجدار کے منصوبوں سے کوئی اطلاع دی چنانچہ سلطان کو از سر نو ایران پر اعلان جنگ کرنا ضروری ہوا اور ۱۰۲۶ھ میں اوکوز محمد پاشا مع افواج کے روانہ کیا گیا جسکے بعد پھر خلیل پاشا نامی دوسرے افسر کو بھیجا گیا +

اس زمانہ میں بحری قوّت کیحالت

سلطان احمد اوّل کے زمانہ میں حافظ پاشا اعلی امیر البحر مقرر ہوا اور اُس نے ایک طرح پر سلطانی توجّہ کو ترکی جنگی بیڑہ کی اصلاح کیطرف مائل کر لیا جو پستی کے حالت میں گر رہی تھی۔ جب بیڑہ کی درستی مکمل ہو چکی تو امیر البحر مذکور بلاد مصر کے بندرگاہ اسکندریہ کی جانب روانہ ہوا تا کہ حسب معمول وہاں کا سالانہ خراج وصول کر لائے اور مصر کو جاتے ہوئے جزیرہ روڈس میں چند جہازات چھوڑتا گیا۔ اُدھر وہ مصر کو چلا گیا تو یہاں روڈس کی کشتیاں بحری لوٹیروں نے گرفتار کر لیں اور مع تمام سامانوں کے اُنہیں چھین لے گئے۔ حافظ پاشا استنبول میں واپس آیا تو اُسپر مذکورہ بالا غلطی کے باعث سلطان کا عتاب نازل ہونا یقینی امر تھا چنانچہ اُسے معزول کر کے خلیل پاشا قیصری ۱۰۲۱ھ میں اس عہدہ پر مامور ہوا۔ نئے کپتان نے بحری قوّت میں کوئی نئی اصلاح نہیں کی کیونکہ سلطان کی توجہ اب اسطرف بالکل نہ تھی لیکن اس زمانہ میں بحری لٹیرے سواحل بلاد عثمانیہ پر سخت آفتیں ڈھا رہے تھے اس لئے تمام ولایتوں کے حکام بارگاہ سلطانی میں فریادی ہوئے اور ترکی بیڑہ بحر اسود میں جا کر لٹیروں کی ایک جماعت کو برباد کرنے میں کامیاب بھی ہوا جو کاسکوں کی قوم سے تھے اور سخت آفت برپا کرتے تھے اور اسکے بعد وہ پھر استنبول میں واپس آ گیا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس سفر

میں ترکی بیڑہ کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوا اُس کے جہازات بھاری اور سست رفتار
تھے اور لٹیروں کی کشتیاں ہلکی اور سریع السیر۔ اسی وجہ سے وہ تمام عثمانی ساحلی بستیوں
پر چھاپے مارا کرتے اور آبنائے باسفورس تک بے دھڑک چلے آتے تھے۔ انہی دنوں
یورپ کی حکومتوں نے فن جہاز سازی میں خوب ترقی کر لی تھی اور اُنہوں نے اپنے جہازوں
کی شکل اور وضع بدلکر اُن پہ گراں ڈیل توپیں چڑھائی تھیں خاصکر اسپین اور انگلستان کی
بحری قوت میں بڑا اضافہ ہوگیا تھا، اسپین نے سنہ ۱۵۹۰ء میں ایک عظیم الشان جہاز فلپ
نامی بنوایا جسکے تین درجے تھے اور اُسپر (۶۷) توپیں چڑھی تھیں۔ اور انگلستان نے برٹش
نامی ایک بڑا جنگی جہاز سنہ ۱۶۱۰ء میں بنوایا جسکا طول (۱۴۱) فٹ اور عرض (۴۴) فٹ
تھا اور اسپر (۶۸) توپیں چڑھی تھیں، پھر اسکے کچھ عرصہ بعد دوسری سلطنتہائے یورپ
نے بھی اپنی بحری قوت درست کرنے میں مذکورہ بالا دونوں سلطنتوں کی پیروی کی اور
اب جنگی جہازوں کے نام بھی بدلگئے تھے۔ کیونکہ پہلے غالی، غلیون، غراب، اور، شانیہ،
ناموں کی جگہ اب اُنکو قرویت، قرقاطہ، اور، قباق، کہا جاتا تھا +

سلطان احمد خاں اوّل نے سنہ ۱۰۲۶ھ میں وفات پائی، وہ چودہواں عثمانی حکمران تھا
چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوکر چودہ سال حکومت کی، اسکے مزاج میں نیکی کا احساس
غالب تھا، علماء، فضلاء اور سادات کے ساتھ ہمیشہ ارادت رکھتا اور بسلوک تمام پیش آتا
شوق خدمت حرمین اسیقدر بڑھا ہوا تھا کہ بیت اللہ تمام پر سونا چڑھا دینے کا ارادہ کیا
مگر مفتی محمد بن سعد الدین نے اس امر سے باز رکھا تو اُس نے خانہ کعبہ کیلئے تین کمرپٹیاں
چاندی کی سونے سے گنگا جمنی کی ہوئی بنوائیں تاکہ بیت اللہ کی عمارت منہدم ہونے سے
محفوظ رہے اور بیت اللہ شریف اور حجرۂ نبوی صلعم دونوں پر زرکار پردے اور
غلاف چڑھوا دیئے، منٰے کے نزدیک مسجد بیعت بنوائی اور شہر مکہ میں بہت سی
عمارتوں کا اضافہ کیا، مصر کے دیہات خدام حرمین الشریفین کیلئے بکثرت وقف کئے
اور سنہ ۱۰۲۴ھ میں دو ہیرے جنکی قیمت اسی ہزار پونڈ تھی حجرۂ نبوی صلعم کیلئے بطور
نذرانہ ارسال کئے نیز حجرہ مطہرہ کی جالیوں کو بدلکر چاندی کی جالیاں لگوائیں جنپر سونا چڑھا

تھا اور قدیم جالیاں بطور تبرک منگوالیں تاکہ وہ اُس کی قبر پر رکھی جائیں۔ ۱۰۲۶ھ میں وفات سے پیشتر احمد پاشا حاکم مصر کو یہ حکم دیا کہ مصری آمدنی کا کچھ حصہ حرم نبوی کی تعمیر و مرمت کیلئے ارسال کردے، ممالک عثمانیہ میں تنباکو کی کاشت اسی سلطان کے عہد سے شروع ہوئی جسے اہل ہالینڈ لائے تھے اور ۱۶۰۵ء میں انہوں نے اسکی کاشت آغاز کی تھی، اسکی باقیماندہ یادگاریں توپ خانہ کی عمارت اور خود اسکی ایک چھ مناروں والی مسجد ہے جو قسطنطنیہ کی تمام مسجدوں سے زیادہ حسین ہے، اسی کے عہد میں ہنری چہارم شاہ فرانس نے بائی مصطفےٰ پاشا حاکم ٹیونس، اور بائی سلیمان پاشا حاکم الجزائر کی یہ شکائیت کی تھی کہ یہ دونوں حاکم بحری قزاقی کے حامی ہیں اور انگریزی جہازوں کے ساتھ ملکر فرانیسی اور بنادقہ کے جہازوں پر حملے کیا کرتے ہیں، اور سلطان ممدوح نے دوستانہ تعلقات کی بنیاد پر اس غلط اور بے اصل شکائیت کو قبول کرکے اُن دونوں حاکموں کو معزول کردیا اور اُنکی جگہ دوسرے حکام کا تقرر کردیا حالانکہ اگر سلطان تحقیقات سے کام لیتا تو اُسے معلوم ہوسکتا تھا کہ فرانس کے تاجدار نے محض ان دونوں ملکوں کی بحری قوت مٹانے کیلئے جو انہیں دونوں دلیر حکام کے دم سے قائم تھی یہ بے اصل شکائیت پہنچائی اور آخر اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگیا۔ اس سلطان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اُس نے وراثت سلطنت کا اصول اور قانون مرتب کیا جسکے لئے پہلے کوئی مناسب طریقہ نہ تھا ٭

نویں (۹) فصل

سلطان احمد اوّل کی وفات سے کوپریلی محمد پاشا کی وزارت تک کے حالات

۱۰۲۶ھ ——— ۱۰۶۶ھ

(۱۵) سُلطان مصطفےٰ اوّل ابن سُلطان محمد خان

۱۰۲۶ ——— ۱۰۲۷ھ

سلطان احمد اوّل کی وفات کے بعد وزیروں نے حسب وصیت سلطان مصطفےٰ سے بیعت سلطنت کی جسکی عمر بیش سال سے زائد نہ تھی مگر چونکہ اُس نے اتنا زمانہ حرم میں نظر بند رہنے کی حالت میں گزارا تھا۔ اسواسطے اُسکو ملکی اور مالی معاملات حکومت کی ذرا بھی خبر نہ تھی، اور وہ ذرا بھی حکمرانی کی قابلیت سے بہرہ ور نہ تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی بیہودہ بچپن کی حرکتیں آغاز کردیں اور خزانہ کو اُڑانا شروع کیا، وزیروں اور ارکان سلطنت نے یہ حال دیکھکر اس خوف سے کہ مبادا اندرونی خلل پیدا ہو چلے اسکی معزولی کا خیال ظاہر کیا اور تین ماہ دس یوم کے بعد مصطفےٰ آغا کوتوال شہر نے اُسکو قید کرکے حرم سرا کے اندر ایک علیحدہ مکان میں نظر بند کردیا، اُسی دن شیخ الاسلام نے سلطان مصطفیٰ کی معزولی کا فتوےٰ صادر کردیا تھا جسکے بعد سلطان احمد متوفی کے بڑے بیٹے سے بیعت خلافت کیگئی ؀



سلطان مصطفیٰ خان اول (سنہ ۱۶۲۲ء سنہ ۱۶۲۳ء)

متعلق حالات بنی عثمان صفحہ (۲۲۱)



سلطان عثمانخان ثانی (سنہ ۱۶۱۷ء سنہ ۱۶۲۲ء)

متعلق حالات بنی عثمان، صفحہ (۲۲۱)

(۱۶) سلطان عثمان خان دوم ابن سلطان احمد خان اوّل

۱۰۲۷ ——— ۱۰۳۲ھ

تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اپنے سابق تاجدار سے بھی کم یعنی تیرہ سال سے زائد نہ تھی، مگر شجاعت اور عالی حوصلگی کی علامتیں اسی وقت سے اسکے بشرہ میں نمایاں ہو رہی تھیں، اسکی تخت نشینی کے بعد ہی حکومت عثمانیہ نے تمام ممالک یورپ میں سفیروں کو بھیجکر فرانس اور دیگر دول یورپ سے صلح کے معاہدے کئے اور بوھیمیا کا شہنشاہ جرمنی سے جو جھگڑا پڑا ہوا تھا اُسے مصالحت کرا کے طے کر دیا اس سلطان کی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں کپتان چلپی علی پاشا ترکوں کے بیڑوں کو بحر ابیض میں گشت لگا کر واپس لایا اور چھ کشتیاں بحری قزاقوں کی مع دو سو مختلف الجنس قیدیوں اور بہت کچھ سامان واموال غنیمت کے بھی ساتھ لایا چنانچہ وہ سلطانی عنایت کا مستحق بنا اور خلعت وانعام سے سرفراز کیا گیا +

۱۰۲۷ھ میں ایرانیوں کی چھیڑ چھاڑ اور سرکشیوں سے دق آکر دولت علیہ نے خلیل پاشا صدر اعظم کی ماتحتی میں ایک جرّار فوج روانہ کی اور اس مرتبہ ترکی سپاہ نے شاہ عباس صفوی کو سخت ہزیمت دیکر وہ تمام مقامات چھین لئے جو پچھلی بدنظمی کے حرصہ میں ہاتھ سے نکل گئے تھے اور شاہ عباس نے نصوح پاشا کے معاہدہ کی بنیاد پر دوبارہ صلح کی درخواست کی۔ سلطان عثمان دوم کا خیال تھا کہ سلطنت و عزت کا قیام تلوار کے سایہ میں رہتا ہے اس لئے وہ کمال مستعدی کے ساتھ بحری اور برّی فوجی قوتوں کے اصلاح و تنظیم میں مصروف ہو گیا اور اسکو خوب ترقی دی کہ برابر جنگ اور فتوحات کا سلسلہ قائم رکھے +

اتفاقات زمانہ نے اُس کی اس بارہ میں خوب مدد کی کیونکہ ٹرینسلونیا کا حکمران

اس امر کا خواہش مند تھا کہ آسٹریا کے علاقوں کو اپنے ملک میں بذریعہ فتح شامل کرے سلطان عثمان دوم کو اُسکا یہ ارادہ معلوم ہوا تو اس نے اور بھی اشتعال دیا نہ صرف زبانی طور سے بلکہ فوجی مدد دیکر اُسکی پشت گرم کی، پھر سلطان نے صوبہ پولینڈ کی فتح کا ارادہ کیا اور اس کے لئے فوجی تیاریاں مکمل کرلیں تو استنبول سے نکلنے کی قبل اپنے بھائی شہزادہ محمد خاں کو قتل کرادیا تاکہ بعد میں وہ سرکشی نہ کرے۔ مفتی کی اختیارات گھٹا دئے، پہلے مفتی کو عہدہ داران مملکت کے عزل ونصب کے اختیارات حاصل تھے اب اُس کے پاس صرف فتوے دینے کا کام رہگیا، سلطان کی یہ کارروائی اس خوف پر مبنی تھی کہ مبادا جس طرح مفتی نے اُس سے اگلے حکمران کو فتوےٰ دیکر تاج وتخت سے الگ کردیا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک نہ کرے مگر بقول کسے کہ "تدبیر کنند بندہ تقدیر زند خندہ" جس امر کی اس نے پیش بندی کی تھی آخر کار وہی اس کے سامنے آیا چنانچہ آگے چلکر اسکا ذکر آئیگا۔ ان انتظامات سے فارغ ہوکر وہ تین لاکھ جرار فوج ہمرکاب لیکر پولینڈ کی طرف چلا، خان کریمیا "جانبک گرائی" اور "بتلن گابر" حکمران ٹرینسلونیا یہ دونوں بھی رکاب سلطانی میں آکر شریک ہوئے اور یہ فوج باقاعدہ مارچ کرتی ہوئی شہر شوکزم۔ یا۔ خوتین "Choczim" کے قریب پہنچگئی تو پولینڈ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی، پولینڈ کی سپاہ وہاں سے نامور جنرل ولنا کے زیر کمان تھی اور قلعہ بند ہوکر لڑتی رہی تھی اسلئے ترکوں کے حملے بالکل بے سود ہوتے رہے جس میں زیادہ تر ناکامی کیوجہ ینی چری فوج کی سرکشی تھی کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے سے باز آنے کی خواہش رکھتے تھے، سلطان نے یہ حالت دیکھکر خود ہی جنگ بند کردینے کا قصد کیا تھا کہ اتفاقاً دوسری جانب سے بھی سپہ سالار کی موت نے پیام صلح کی تحریک کرادی اور گو اس فوج کشی سے عثمانیوں کو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوا تاہم وہ عزت کے ساتھ گھر کو لوٹ آئے۔ بہ سنہ ١٠٢٩ھ میں سلطان عثمان دوم دار الخلافت میں واپس آگیا، اور اسی سال وہاں اسقدر سخت سردی پڑی کہ آبنائے باسفرس برف کیطرح منجمد ہوگئی اور لوگ اُسی برف پر پیادہ پاقسطنطنیہ سے اسکی دوسر

تک آمد رفت کیا کرتے تھے ٭

سلطان نے پولینڈ سے واپسی کے بعد دفتر دار مصطفےٰ پاشا کو جنگی بیڑہ کا امیر البحر مقرر کیا اور ملک شام و مصر کی طرف جانیکا ارادہ کیا لیکن خبر یہ اڑگئی کہ وہ حج کا عازم ہے جسپر ینی چری فوج نے سخت غل و شور مچایا اور مفتی کو دق کر کے اُس سے یہ فتوےٰ لکھوالیا کہ سلاطین کو حج سے معافی دیگئی ہے۔ پھر وہ فتویٰ بعض معتبر آدمیوں کے ذریعہ سے سلطان کے پاس بھجوادیا اور سلطان اُسے دیکھ کر شدت غیظ سے کانپنے لگا، اُس نے کہا کہ مَیں ہرگز اِس بات کو نہ مانونگا اور بد معاش ینی چری فوجوں کو اُنکے کردار کا مزہ چکھاؤنگا، جب ینی چری سپاہ نے یہ خبر سُنی تو وہ اَور بھی برہم ہوئے اور ایک افسر نے سلطان عثمان کو معزول کر کے بجاے اُسکے اگلے سلطان مصطفےٰ کا تخت پر بٹھانا تجویز کیا باقی سپاہ اُس کی ہمخیال ہوئی اور سب نے سلطانی محل پر حملہ کر دیا اور سلطان مصطفےٰ کو قید سے رہا کر کے اُس سے بیعت کرلی۔ علماء نے مصطفےٰ کو مسلوب العقل ہونے کی وجہ سے نا قابل حکومت قرار دیا تو ینی چریوں نے اُنپر بھی ہاتھ صاف کیا اور آخر اُس نے بھی بیعت کرالی، سلطان عثمان دوم نے یہ حالت دیکھکر ندامت کے ساتھ ینی چری سپاہ کو راضی بنانا چاہا مگر وہ شیطان کب مانتے تھے اُنہوں نے اِس سلطان کو گرفتار کر کے نہائت اہانت کے ساتھ پاپیادہ اپنے آگے آگے فوجی بارک تک بھگایا اور آخر اُسے وہاں قید کر دیا۔ یہ سنہ ۱۰۳۱ھ کا واقعہ ہے پھر اُسکو قلعۂ یدی قلہ میں لیگئے اور وہاں داؤد پاشا کے حکم سے جو اُندنوں صدر اعظم مقرر ہوا تھا اُسے قتل کر دیا۔ ینی چریوں کی ہڑبونگ خوب زور شور پر تھی اور اس زمانہ میں تمام بدمعاشوں اور لوٹیروں کی خوب بن آئی تھی، مخلوق خدا قتل و غارت کیجاتی اور شاہی خزانوں کو سخت بے دردی سے لوٹ لیا جاتا تھا، اسکے بعد ایک اَور جماعت نے سلطان عثمان دوم کے خون کا بدلہ لینے پر کمر باندھی اور اُنہوں نے داؤد پاشا کو مع اُن تمام لوگوں کے جو اُس بے گناہ تاجدار کے قاتل تھے نابود کر ڈالا ٭

شاہ عباس کا بغداد پر قبضہ کرلینا:-

مذکورہ بالا گڑبڑ کے دوران میں شاہ عباس کو ترکی قلمرو پر حملہ کرکے اکثر شہروں اور علاقوں کا فتح کرلینا آسان ہوگیا اور انہی دنوں بغداد کی حکومت وزیر یوسف پاشا کو تفویض ہوئی تھی اتفاق سے اُسکی اور ایک بڑے فوجی افسر بکر آغا صوباشی کی باہم ناچاقی ہوگئی جسکے باعث دونوں میں جنگ ہوپڑی اور بکر آغا نے یوسف پاشا کو محاصرہ میں لیکر اُسکا قلعہ فتح کرلیا اور اُسے قتل کردیا پھر وہ بے خطر بغداد پر قابض ہوگیا اور سلطنت کی زار حالت نے اُسے مزید سرکشی کا موقع دیا آخر سلطان نے حافظ احمد پاشا حاکم دیار بکر کی ماتحتی میں ایک فوج اسکی سرکوبی پر مامور کی اور بکر آغا کو یہ اطلاع ملی تو اُس نے اپنی قوت کمزور پاکر شاہ عباس کو لکھا کہ آئیے اور بغداد پر قبضہ کرلے شاہ عباس نے اپنے ایک سپہ سالار کے ساتھ تین سو سپاہیوں کی جماعت قلعہ پر تسلط کرنے کے لئے ارسال کردی اور بکر آغا کو فرقہ قزلباش کا ایک عمامہ بطور تحفہ بھی ارسال کیا۔ مگر ایرانی وفد کی آمد سے پہلے ہی حافظ احمد پاشا بغداد پہنچگیا اور شہر کو محاصرہ میں لیلیا، بکر آغا نے انجام بد کے خوف سے حافظ احمد پاشا کو ایک خط لکھا جس میں خواہش کی تھی کہ اگر اُسے شہر کلس کا حاکم بنادیا جائے تو وہ شہر ابھی خالی کردیگا اور اس بات کا بھی ذمہ دار رہیگا کہ ایرانیوں کو ان حدود پر حملہ نہ کرنے دے، حافظ احمد پاشا نے اس خیال سے کہ شائد یہ دغا بازی کرے اُس کی بات نہیں مانی اور جنگ قائم رکھی، شہر بیحد مستحکم اور محفوظ تھا، جسکے علاوہ ایرانی کمک برابر چلی آتی تھی اسلئے حافظ احمد پاشا کو دیر تک مقابلہ کرنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ سلطنت کا حال ابتر تھا، اسی اثنا میں ایرانی سفیر نے حافظ پاشا سے کہلا بھیجا کہ بکر آغا شاہ ایران کی اطاعت میں داخل ہوچکا ہے اس لئے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دونوں سلطنتوں میں دوستی قائم رہے تو یہاں سے ہٹ جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ حافظ پاشا کو اس پیام سے سخت غصہ آیا اور اُس نے سفیر ایران کو بُرا بھلا کہکر واپس کردیا، مگر اسی کے ساتھ موجودہ مشکلات پر بھی نظر کرنا

ضروری تھا لہذا اُس نے درپردہ بکر آغا کو دغا دینی چاہی تاکہ اسوقت بات ٹالکر آئندہ سمجھ لینے کا موقع رہے چنانچہ اُس نے بکر آغا کو لکھ بھیجا کہ تم بغداد کے حاکم تقرر کئے جاتے ہو اور غوو حضار اُٹھا کر وہاں سے واپس چلا گیا۔ بکر آغا صوباشی نے دیکھا کہ جس لئے مَیں نے شاہ عباس سے امداد چاہی تھی وہ تو یونہی حاصل ہو گئی اسلئے اُس نے ایرانی وفد کے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اُنکے سر شہر پناہ کے کنگروں پر لٹکوا دیئے اور وہ عمامہ جو شاہ عباس نے اُسے ارسال کیا تھا پَیروں تلے مل دلکر پھاڑ دیا۔ شاہ عباس نے یہ حالات سُنے تو وہ مع افواج بغداد پر چڑھ آیا اور مدت تک لڑائیاں کرنے کے بعد بزور شمشیر فتح پانے سے مایوس ہو گیا تو وہ ہوکا کرنے پر آمادہ ہوا اُسنے محمد بن بکر صوباشی کو جو بکر صوباشی کا سوتیلا بھائی تھا سبز باغ دکھا کر اُس سے قلعہ کے دروازے رات کے وقت کھلوا لئے اور شہر میں گھسکر قتل عام مچا دیا پھر بکر صوباشی کو گرفتار کر کے ایک لوہے کے پنجرے میں بند کرایا اور وہ پنجرہ ایک گندہک اور نفط سے بھرے ہوئے صندوق میں ڈالکر جلوا دیا، اس کے تین ماہ بعد نمکحرام محمد بن بکر صوباشی کو بھی قتل کرا دیا۔ اِس طرح بغداد ایرانیوں کے قابو میں آگیا +

اباظہ پاشا کی سرکشی

سلطان عثمان دوم کے مقتول ہونے کی خبر قلمرو عثمانیہ میں شائع ہوئی تو ارض روم کے حاکم اباظہ پاشا نے اُسکی انتقام کشی کے لئے کمر باندھی اور تقریباً تیس ہزار سپاہ جمع کر کے قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ راستہ میں جسقدر عثمانی فوجیں اُس کے منہ چڑھتی تھیں سب کو مارتا کاٹتا سیواس میں آگیا اور اِس علاقہ کے کئی ایک امیر اُنکو اپنا ہم خیال بنا کر لوٹ مار مچاتا استنبول میں بزور شمشیر گھُس جانیکی صدا لگاتا چلا آتا تھا اُس نے مشہور کر رکھا تھا کہ جتنی فوجیں مقتول سلطان کے قتل میں شریک تھیں جبتک اُنکی قرار واقعی گوشمالی نہ کر لونگا مجھپر آرام و راحت حرام ہے۔ سلطنت عثمانیہ کو اباظہ کی بغاوت سے سخت خوف پیدا ہو گیا اور اُسے یہ فکر ہوئی کہ اسکا عروج بڑھنا ٹھیک

نہیں۔ وزیروں اور ارکان مملکت نے بہت کچھ زور مارے کہ اباظہ کی پیشقدمی روکیں لیکن وہ ناکام رہے اور سلطان نے تین ماہ کے عرصہ میں چار وزیروں کو نالائقی کے الزام میں مسند وزارت سے الگ کر دیا۔ شاہ روس نے دولت عثمانیہ کے دربار میں ایک سفیر ارسال کر کے اُس سے مدد مانگی تھی تاکہ مشترکہ قوت سے پولینڈ کو مغلوب کیا جائے مگر ملک کی اندرونی خرابی نے اِس بات کی منظوری کا موقع نہیں دیا، آخرکار ارکان مملکت اور سپہ سالاران افواج نے اِس قابل افسوس حالت کو دیکھکر اپنے فعل پر ندامت اُٹھائی کہ اُنہوں نے شیر دل سلطان عثمان خاں کو کیوں قتل کیا، اور وہ دوبارہ سلطان مصطفٰے کو معزول بنانے پر آمادہ ہوئے۔ سلطان مصطفٰے اُن کے اِس عزم سے آگاہ ہوا تو اُس نے خود ہی تخت سے کنارہ کشی گوارا کی اور ایک سال دو ماہ بار دیگر حکومت کرنے کے بعد اپنے بھتیجے سلطان مراد چہارم سے بیعت کر لی۔ سلطان مصطفٰے نظر بند رہنے کی حالت میں بعمر (۳۶) سال فوت ہو گیا +

---

(۱۷) سلطان مراد خان چہارم پسر سلطان احمد خان اوّل

۱۰۳۲ــــــــــ ۱۰۴۹ھ

جنگ ایران اور اباظہ پاشا کی بغاوت

یہ سلطان چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور جب اُسے معلوم ہوا کہ صدر اعظم کمنکش پاشا نے اُسے فتح بغداد کی خبر سے آگاہ نہیں کیا ہے تو اُسے بددیانت سمجھکر عہدۂ وزارت سے معزول بنا دیا اور بجائے اُس کے چرکس محمد پاشا مسند وزارت پر متمکن کیا گیا، اِس وزیر نے سب سے پہلے اباظہ پاشا کی بغاوت مٹانے

پر توجہ کی اور ایک جرّار سپاہ لیکر بڑھا۔ متعدد میدان داریوں کے بعد اس وزیر نے اباظہ پاشا کی جمعیت توڑنے میں کامیابی حاصل کی اور اُس کے بہت سے ہمراہی افسروں کو امن دیکر اپنے ساتھ ملا لیا۔ آخر میں اباظہ پاشا نے بھی عفو سلطانی کی درخواست کی اور وہ معافی پاکر بدستور ارض روم کا صوبہ دار بکلر بک مقرر ہوا۔ پھر وزیر چرکس محمد پاشا نے قسطنطنیہ واپس آکر بغداد کے واپس لینے کیلئے فوجی تیاریاں کرنی آغاز کی تھیں کہ یکایک وہ فوت ہوگیا اور اسکے بعد صدر اعظم کا عہدہ حافظ احمد پاشا صوبہ دار دیار بکر کو عطا ہوا جسنے تیاری مکمل کر کے بیس ہزار سپاہ کے ساتھ بغداد پر محاصرہ قائم کیا مگر محاصرہ کا زمانہ زیادہ ہوا تو فوج گھبرا اُٹھی اور حافظ پاشا پر آوازے کسنے شروع کئے جو یہ دعویٰ کر کے چلا تھا کہ بغداد کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں جاتے ہی اُسے فتح کرلونگا۔ پھر سپاہ کے ماتحت افسروں نے متفق ہوکر اُسے بغداد سے باہر ایک قلعہ میں قید کر دیا اور بجائے اُس کے مُراد بک کو سپہ سالار بنایا اس شخص سے بھی کوئی صورت فتح کی نہ بن پڑی تو دوبارہ حافظ پاشا کو افسری پر واپس لائے اور تیسری دفعہ پھر اُس کے قتل پر آمادہ ہوئے لیکن یہ آفت اس طرح ٹلی کہ حافظ پاشا نے اُنکو کسی طرح واپسی پر رضامند بنالیا اور اپنے ساتھ کی توپیں وغیرہ وہیں زیر زمین دفن کر کے واپس چلا تھا کہ اسی اثنا میں شاہ عباس نے ایک کمکی فوج بغداد پر روانہ کی اور وہ فوج حافظ پاشا کے تعاقب میں چلی۔ راہ میں حافظ پاشا نے پلٹ کر تعاقب کرنے والی ایرانی سپاہ کو برباد کر ڈالا۔ اور پھر مراد بک کو جو سپاہی فوج کے تمرد کا بانی تھا قتل کر دیا، اور ان امور کے بعد موصل میں آکر مقیم ہو رہا جہاں اُسے یہ سلطانی حکم ملا کہ حلب کو جائے اور وہاں اُسے کمک ارسال ہوگی۔ اور اس حکم کے کچھ ہی عرصہ بعد اُس کی معزولی کا فرمان آگیا چنانچہ اب خلیل پاشا صدر اعظم بنایا گیا۔

حافظ پاشا کے پسپا ہونے کے بعد ایرانیوں نے پیش قدمی کر کے قلعہ آخسخہ پر قبضہ اور شہر قارص کا محاصرہ کرلیا تھا۔ خلیل پاشا مقام توقات میں جو فوجی کیمپ تھا آگیا۔ تو اُس نے اباظہ پاشا والی ارض روم کو قلعہ اخسخہ کے واپس لینے پر مامور کیا اور ابھی

اباظہ پاشا روانگی کی تیاریاں کر رہا تھا کہ وزیر اعظم کا دوسرا حکم دوسرے افسر کے
تعین کی بابت آگیا جس سے اباظہ کو سخت بدظنی پیدا ہوگئی اور اُس نے حسین پاشا
دوسرے افسر کو مع اُسکے ماتحتوں کے دھوکہ سے قتل کرنے کے بعد سرکشی کی راہ سے
اپنے تئیں ارض روم میں قلعہ بند کرلیا، صدر اعظم خلیل پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن
اُس کے پاس سامان رسد کی کمی ہوچکی تھی اس لئے وہ بے نیل مرام واپس گیا خلیل پاشا
اس واقعہ کے چندہی روز بعد فوت ہوگیا اور بجائے اُس کے خسرو پاشا صدر اعظم کی عہدہ
پر متعین ہوا جو یتی چری سپاہ کا مشہور سپہ سالار اور بڑا مدبر اور صاحب عب وداب شخص تھا
اسنے فوجی ترتیب میں عمدگی پیدا کرلی اور سرکشوں کو سزائے کامل دی، پھر شریف مکہ
اور والی یمن اور حاکم مصر کی باہمی عداوت مٹاکر ڈیڑھ لاکھ سپاہ کے ساتھ بغداد کا محاصرہ
کرنے کو بڑھا۔ قبل اسکے کہ وہ بغداد پہنچے راستہ ہی سے اسنے ایک کالم فوج جعفر پاشا
بکلر بک ترکی ماتحتی میں دیکر اُس ایرانی سپاہ کو زک دینے کیلئے ارسال کی جو اباظہ پاشا
کی کمک پر جارہی تھی اور جعفر پاشا نے اس فوج کو ہزیمت دینے کے علاوہ اباظہ پاشا
کو بھی شہید بنالیا۔ ۱۰۳۵ھ کے آغاز میں خسرو پاشا نے بغداد کا محاصرہ کرلیا مگر جب اُسے
فتح نہ حاصل ہوسکی تو موصل میں واپس آکر وہاں بعض فوجی فرقوں کی دعوت کی۔ دعوت
کیا تھی عداوت تھی کیونکہ جب وہ سپاہی کھانا کھا رہے تھے تو ایک دوسرا فوجی کالم کمینگاہ
سے نکلکر اُنپر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کرڈالا کیونکہ انہی سپاہیوں نے ڈھیل اور سرکشی کرکے
بغداد کے محاصرہ میں ناکامی سے دوچار بنایا تھا۔ اسکے بعد خسرو پاشا نے سلطان سے
نئی کمک منگواکر بغداد کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور متعدد لڑائیاں لڑتا رہا، آخر اسی اثنا
میں شاہ عباس صفوی (۴۲) سال حکمرانی کرکے فوت ہوگیا اور اُس کے پوتے شاہ صفی
نے جو بجائے شاہ عباس تخت نشین ہوا تھا چالیس ہزار ایرانی سپاہ کی جمعیت زینل خان
نامی سپہ سالار کی کمان میں دیکر حدود ایران کی محافظت پر مامور کی، خسرو پاشا نے
اس فوج کو قلعہ مہربان کے روبرو سخت زک دیکر اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی سپاہ
کو قتل کیا اور زینل خان مع اپنے چند ساتھیوں کے امان مانگ کر بچ گیا لیکن بعد میں خسرو پاشا

نے اُسے بھی قتل کرڈالا۔ شاہ صفین عثمانی افواج کی سطوت سے پراگندہ ہوکر بھاگ نکلا اور خسرو پاشا نہاوند، ہمدان، اور، ورگزین، پر ۱۰۴۰ھ میں حملہ آور ہوتا ہوا شہر اصفہان پر حملہ کرنے کو بڑھ ہی رہا تھا کہ اُسے سلطانی فرمان بغداد کے محاصرہ کرنیکا ملا، چنانچہ وہ دارالملک ایران سے قطع نظر کرکے اُدہر روانہ ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہؤا اور ابھی کوچ نہیں کرنے پایا تھا کہ اُسکی معزولی اور حافظ احمد پاشا سابق صدر اعظم کی بحالی کا حکم ۱۰۴۱ھ میں آگیا *

اس زمانہ کی بحری قوّت کی حالات

محاربہ ایران کے اثناء میں ترکی کارخانہ جہاز سازی اُسی قدیم وضع کی کشتیان اور جہازات بناتا رہا جو اَب تغیّر زمانہ کی وجہ سے غیر مفید ہوگئے تھے کیونکہ یورپ کی بحری حکومتوں نے جہاز سازی اور ملاّحی کے فن میں بہت کچھ ترقی کرلی تھی اور مزید بریں عثمانی جہازوں کے ملاح ایک عرصہ سے آبنائے باسفرس میں پڑے رہنے کے باعث اپنی مشق قائم نہ رکھ سکے اسپر بھی طُرّہ یہ ہؤا کہ جو مختصر بیڑے ٹیونس، الجزائر اور طرابلس الغرب کی حکومتوں میں رہا کرتے تھے اور بوقت ضرورت اُنکی شرکت سے عثمانی بیڑوں کو قوت حاصل ہوتی تھی، اُنکو فرانس، انگلستان، اور، بندقیہ کی حکومتوں نے بار بار بحری لُوٹ مار کے ارتکاب اور اعانت کا الزام دیکر بیکار کرادیا تھا اور اُنکے کارکن لوگ بھی بحری جنگ سے کنارہ کشی کرکے تجارت وغیرہ میں مصروف ہوگئے تھے، ان اسباب نے عثمانی حکومت کی بحری قوّت اسقدر کمزور بنادی کہ بس اُس کا نام ہی نام رہگیا تھا، دول یورپ عثمانی بیڑوں کے اپنے وجود معطل کو بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھیں اور گو اُنکے جہازوں پر خود اُنہی کے بھائی بند بحری قزاق لُوٹ مار کرتے لیکن بار الزام سب مسلمانوں کے ذمہ ڈالا جاتا تاکہ کسی طرح رہے سہے جہازات بھی ترکوں کے پاس نہ رہیں۔ مگر عہد مذکورہ بالا میں دولت علیہ کی کسی قدر آنکھیں کُھلیں اور اُسے معلوم ہؤا کہ اُسکی بحری قوت مخالفوں کے مقابلہ میں بالکل ناچیز ہوگئی

ہے تو اُس نے بھی اپنے بحری افسروں کو جدید شاہ راہ پر چلنے، جہازوں کی درستی، افواج بحری کی اصلاح اور کارروانی کی تعلیم پر مائل کیا - بہرحال عثمانی بیڑہ بھی یورپین وضع پر آراستہ ہو چلا، اُس میں خاص خاص کپتانوں اور ملاحوں کا تقرر کیا گیا اور ہر جہاز کے اندر ایک مطبخ اُسکے تمام ملازموں کا مشترک کردیا گیا ورنہ پہلے جداگانہ فرقوں کے الگ الگ باورچی خانے ہوتے تھے اور ہر شخص خود ہی اپنا کھانا پکاتا یا چند آدمی ملکر ایک جا انتظام کرلیا کرتے تھے، اب ترکی بحری قوت کی ایک نئی صورت بنگئی تھی، حکومت نے کئی مدرسے فن جہاز رانی اور جنگ دریائی کی تعلیم کے لئے قائم کردئیے، اور اسکا الگ ایک محکمہ کھلگیا جسکے سررشتے اور دفاتر سب دیگر صیغوں سے جداگانہ تھے اور موجودہ زمانہ کے لحاظ سے اُس میں ہر طرح کی اصلاح اور ترقی ہوگئی تھی چنانچہ جب سنہ۱۰۳۴ھ میں عثمانی بیڑہ بحر اسود میں کاسک بحری لٹیروں کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا تو اُن قزاقوں نے دوسو پچاس شیکہ وضع کی کشتیوں سے اُسپر حملہ کیا، ترکی بیڑہ میں صرف پچاس کشتیاں زیر کمان کپتان رجب پاشا کے تھیں اور وہ بھی ہوا کے سکون کے باعث پوری طرح جنگی حرکات پر قادر نہ تھیں یہی سبب تھا کہ قزاق لٹیرے ترکی جہازوں پر چڑھ آئے تھے اور قریب تھا کہ چند جہاز چھین لیں مگر اسی اثناء میں باد مراد چلنے لگی اور ترکی جہازوں نے جنگی داؤں پیچ سے کام لیکر لٹیروں کی تمام کشتیاں تباہ کرڈالیں صرف پندرہ کشتیاں بچکر نکل بھاگیں ورنہ اکثر غرق اور چند اسیر کرلیگئیں - پھر جب سنہ۱۰۴۱ھ میں رجب پاشا مذکور ینی چری سپاہ کے فتنہ میں مقتول ہوگیا تو چتالجہ حسن چلپی پاشا ترکی بیڑہ کا امیر البحر مقرر ہوا اور جسوقت یہ بیڑہ کو بحر ابیض کی گشت سے واپس لایا تو اُسے معزول کرکے اُس کی جگہ جان بولاد زادہ مصطفےٰ پاشا متعین کیا گیا اور وہ سنہ۱۰۴۲ھ میں اسپین کے جنگی بیڑہ سے لڑکر اُسپر فتحیاب ہوا اور ایک جہاز اہل اسپین کا گرفتار کرلایا، اُس کے بعد امیر البحر کا عہدہ قرہ مصطفےٰ پاشا کمان کش کو ملا جو سنہ۱۰۴۵ھ میں وزیر اعظم ہوکر جنگ ایران میں سلطان کے ہمرکاب رہا تھا اور اُسکا حال آگے چلکر بیان ہوگا، پھر اسکے بعد سنہ۱۰۴۵ھ میں ولی حسین

پاشا امیر البحر متعین ہوا اور اُس نے قوزاق لٹیروں کی شرارت کا مزہ اُنکو چکھا دیا اور اُنہیں بالکل برباد کر کے مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا ٭

بڑی بڑی بغاوتوں کا حال

خسرو پاشا کی عہدہ وزارت سے معزولی کا حال فوجمیں مشہور ہوا تو تمام سپاہ نے بغاوت کردی اور چلانا شروع کیا کہ ہم خسرو پاشا کے سوا کسی کی ماتحتی نہ کرینگے۔ سپاہیون نے سلطانی قاصد پر حملہ کر کے اُسے مار ڈالنا چاہا تھا مگر خسرو پاشا خود ہی فساد بڑھنے کے خیال سے بیچ میں آپڑا اور یہ کہکر سب کو ٹھنڈا کیا کہ بھائی! احکام سلطانی کے سامنے ہمکو سر تسلیم خم کرنا چاہئے وہ آقا ہیں اور ہم سب اُن کے خادم، پھر وہ توقات ہی میں مقیم ہو رہا اور سلطان نے فوجکو دار الخلافت میں طلب کرلیا۔ جب سپاہ وہاں پہنچگئی تو تمام شہر میں ایکساتھ ہنگامہ برپا کر دیا، اس آتش فساد کی چنگاریاں آستانہ علیہ سے اُڑ کر تمام براناضول۔ قرمان اور سیواس میں پھیل گئیں اور ہر سمت سے شورشوں کا زور ہوا جس سے سلطان اور ارکان مملکت کی جان آفت میں پڑ گئی۔ رجب پاشا جو جو امیر البحر کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا تھا اندرونی طور پر شورش کو بڑھانے میں ساعی تھا۔ سپاہی فرقہ کی فوج نے سلطانی محل پر حملہ کر کے اُسے برباد کر دینے کا ارادہ کیا، سلطان بذات خاص دریچہ میں کھڑا ہو کر اُنکو وہونس دہڑ کے دیتا رہا مگر وہاں کون سُنتا تھا باغیوں نے زور باندہ رکھا تھا اور وہ کہتے تھے کہ صدر اعظم حافظ پاشا شیخ الاسلام یحییٰ آفندی، دفتر دار مصطفیٰ پاشا، اور دیگر چودہ ارکان دربار کو اُنکے سپرد کیا جائے تو وہ واپس جائینگے۔ حافظ احمد پاشا وزیر نے یہ حالت ملاحظہ کی تو اُس نے سلطان سے عرض کیا جانم فداے تو۔ میں اپنے تئیں انکے حوالہ کرتا ہوں یہ کہکر فوجکو سامنے گیا اور اُن سے دریافت کیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ مگر شریر باغیوں نے وزیر کو زبان تیغ سے جواب دیا اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور رجب پاشا کو صدر اعظم منتخب کرلیا یحییٰ آفندی تو روپوش ہوگیا اور بجائے اُس کے حسین آفندی شیخ الاسلام

مقرر ہوا، سلطان مراد اس آفت سے بیحد ناراض ہوا اور اُس نے استقلال کیساتھ اپنی سختی قائم رکھی، رجب پاشا کو قتل کرا کے بندگانِ خدا کو اُس کے فساد سے نجات دلائی مگر آتش فساد ہنوز مشتعل تھی جسکی تحریک کا بانی خسرو پاشا کہا جاتا تھا اور وہ توقات میں بیٹھا تھا۔ مصطفےٰ پاشا دفتردار اور ینی چری سپاہ کا آغا حسین اور سلطانی مصاحبوں میں سے موسیٰ اور چلپی وغیرہ کئی ایک سر آمد شخص اس شور و شر میں مقتول ہوئے، سلطان نے دیکھا کہ اب ذاتی قوت سے کام کرنا بہتر ہوگا اس لئے اُس نے محمد پاشا ارناؤدی کو وزیر اعظم کے منصب پر مامور کیا جس نے مفسد سرغناؤں کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور ینی چری سپاہ اُس کے رعب میں آکر بظاہر سکون کی طرف مائل ہوگئی۔ پھر ۱۰۴۲ھ میں اس وزیر نے صوبہ اناضول، تھارودخاں، قرمان، اور مرعش، وغیرہ مقامات کو بھی فتنہ و فساد سے پاک کیا، اور جب اِن آفتوں سے نجات ملگئی تو دولت علیہ نے اشراف مکہ کی باہمی نزاع کو دور کر کے وہاں کی رعایا کو آفت سے چھڑایا +

۱۰۴۳ھ میں وزیر اعظم محمد پاشا نے مملکت مشرق کا عزم کیا اور خلیل پاشا نے قلعہ وآن کو ایرانیوں سے واگذار کر لیا، پھر جب صدر اعظم شہر حلب میں پہنچا تو اُس نے علی بک ابن المعنی امیر کوہستان لبنان سے۔ جو تیس برس سے برابر بغاوت کرتا آتا تھا اور دولت علیہ دوسری آفتوں میں مبتلا ہونے کے باعث اُس کی طرف توجہ نہیں کرتی تھی۔ معرکہ آرا ہوا کئی ایک سخت لڑائیوں کے بعد آخر سلطانی سپاہ نے میدان صفد میں امیر مذکور کی فوجوں کو شکست فاش دی اور اُسے گرفتار کر کے دربار سلطانی میں ارسال کر دیا گیا لیکن سلطان نے اُسے معافی دیکر پھر اُس کے وطن کی طرف واپس کر دیا۔ وزیر مذکور نے فخر الدین امیر قبیلۂ دروز سے بھی جنگ کر کے اُسے اُسکی بغاوت کا مزہ چکھایا اور مع اُس کے دو بیٹوں کے قید کر کے دربار خلافت میں ارسال کیا سلطان نے اُس کے ساتھ بھی عنایت فرمائی اور اُسے عزت سے اپنے یہاں رکھا، اسی اثناء میں اُس کے کسی عزیز نے فخر الدین ہی کی تحریک سے

شرارت اور بغاوت برپا کی تو سلطان نے اُسکو قتل کر دیا اور سنہ ۱۰۴۵ھ میں یہ حکم نافذ کیا کہ کوہ لبنان اور کوہ دروز کو متعدد حصوں میں تقسیم کر کے وہاں ایک عثمانی حاکم مقرر کیا جائے جو براہ راست آستانہ علیہ کا تابع رہے تاکہ شائد اس طرح آئندہ فسادات کی جڑ کٹ جائے ابھی ایشیا میں اِن مہموں کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ یورپ کی طرف سے لیڈ سلاس ہفتم شاہ پولینڈ حدود مملکت عثمانیہ پر حملہ آور ہو گیا اور اُس نے کئی ایک قلعے فتح کر لئے، سلطان یہ خبر پاکر روانگی کی تیاریاں کرنے لگا تھا کہ شاہ پولینڈ کی خوب گوشمالی کر دے اور وہ ہنوز ایڈریانوپل ہی میں تھا کہ اباظہ پاشا نے پہلے ہی سے اپنی قوت فراہم کر کے تاتاریوں کی ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ اُسپر حملہ کر دیا اور تمام پولینڈی قوت منتشر کر ڈالی - ہزاروں سپاہی غنیم کے گرفتار کر لئے جس سے شاہ پولینڈ نے مجبور ہو کر درخواست صلح کی اور ایک گراں رقم تاوان جنگ کی دیکر اپنی جان بچائی - اس فتح سے فارغ ہو کر سلطان مراد چہارم آستانہ علیہ میں آگیا اور مدت کی پریشانیوں کے بعد چند روز انتظام مملکت میں صرف کرنے پر آمادہ ہو گیا ٭

سلطانی سفر آذربائیجان کیطرف اور شہروان کی فتح

دولت علیہ اور ایران کے مابین سلسلۂ جنگ ایک عرصہ سے جاری چلا آتا تھا - اور گو شاہ عباس کی موت یا دوسری عارضی اسباب نے اُسے چند عرصہ کے لئے کبھی کبھی ملتوی بنا دیا تھا تاہم وہ بالکل منقطع نہیں ہوا اس لئے سنہ ۱۰۲۳ھ میں سلطان مراد چہارم نے یہ ارادہ کیا کہ بنفس نفیس فوج کی کمان کرتا ہوا بغداد کو ایرانیوں سے واپس لے اور اُنکو پسپا کر کے تمام ترکی مقبوضات اُنکے چنگل سے واگذار کر لے چنانچہ وہ بیرام پاشا کو محافظ دار الخلافت مقرر کر کے مع افواج قاہرہ سرحد ایران کی طرف روانہ ہو گیا - راستہ میں بہت سے جلالی امراء (جنکی نسبت دوران جنگ میں بے اعتدالی کرنیکا ثبوت ملا تھا) کی سرکوبی کرتا شہر رواں کو فتح کرنے کے لئے چلا اور بغداد کی فتح ملتوی رہنے دی ٭

سلطان کا ارادہ تھا کہ موسم سرما حدود ایران ہی میں بسر کریگا لیکن مرض نقرس نے اُسے آستانہ علیہ واپس آنے پہ مجبور کردیا اور وہ مرتضیٰ پاشا کو شہر روان کی محافظت پر چھوڑ کر اور وہاں کے حاکم امیرگونہ کو جو دولت علیہ کا غاشیہ بردار بنگیا تھا ساتھ لیکر ۱۰۴۵ھ میں دار الخلافت میں واپس آگیا، اُدہر موسم سرما آتے ہی شاہ ایران نے اپنی فوجیں جمع کرکے شہر روان کا محاصرہ کرلیا اور بعد اسکے کہ مرتضیٰ پاشا سخت زخمی ہؤا شاہ ایران اِس قلعہ پر قابض ہوگیا، مرتضیٰ پاشا اُسی زخم کاری کے صدمہ سے فوت ہوگیا، اور چونکہ اُسوقت صدر اعظم محمد پاشا مع افواج قاہرہ کے ارض روم میں موجود تھا لیکن اُس نے قصداً مرتضیٰ پاشا کو کمک نہیں پہنچائی جیسا کہ بعد میں تحقیقات سے ثابت ہؤا اسلئے صدر اعظم مذکور کی معزولی اور بیرام پاشا کی اس عہدہ پر ماموری عمل میں آئی۔ اور ۱۰۴۶ھ میں بیرام پاشا مسند صدارت پر متمکن ہؤا۔

بغداد کی واپسی

چونکہ بغداد ایک ضروری مقام تھا اور اسکا دولت علیہ کے ہاتھ ہی میں رہنا لازم تھا اِس لئے سلطان نے عزم کرلیا تھا کہ اُسے ضرور واپس لینا ہے صرف شہر روان کی فتح نے پہلی مرتبہ اسمیں التواء ڈالدیا تھا اب ۱۰۴۸ھ میں پھر اُسپر حملہ کرنے کی تیاریاں کیگئیں اور سلطان نے ایک لاکھ جرار سپاہ ہمرکاب لیکر مع شیخ الاسلام یحییٰ آفندی اور کپتان قرہ مصطفےٰ پاشا کے سرزمین عراق کی طرف رُخ کیا۔ راستہ میں شیخ کامل نامی ایک شخص کو جو مہدی موعود ہونے کا مُدعی تھا اُس کی بدکرداری کی سزا دیگئی یعنی علماء کے فتوے لیکر اُسے قتل کرادیا گیا تاکہ بندگان خدا گمراہ نہوں۔ جسوقت سلطان شہر موصل میں پہنچا ہے تو شاہجہان بادشاہ ہندوستان کے قاصد اُس سے ملے اور سلطان کو اطلاع دی کہ اُنکا تاجدار عنقریب قندہار کی طرف سے مملکت ایران پر حملہ کرنے والا ہے، اِنہی دنوں وزیر اعظم بیرام پاشا فوت ہوگیا۔ اور اُس کی جگہ طیار محمد پاشا صدر اعظم مقرر ہؤا۔

سلطان ایرانی سرحدوں کے قریب پہنچلیا تو مملکت اناطولیا کی فوجیں بھی اُس کے ساتھ آملیں اور اب سلطانی سپاہ کی تعداد تین لاکھ ہوگئی۔ اِس عظیم تعداد کے جنگ آوروں نے شہر بغداد کا محاصرہ کرلیا اور چاروں طرف سے نہائت سنگین محاصرہ ڈالا کہ شہر والے گھبرا اُٹھے، شاہ ایران کو سلطان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ بھی اپنی فوجیں سمیٹ کر تبریز سے چل پڑا اور دریائے دجلہ کے کنارہ پر جانبین کی سپاہ مقابل ہوئی جسمیں سخت خونریزی ہونے کے بعد آخرش ایرانیوں کو شکست فاش اُٹھانی پڑی اور دوبارہ شہر بغداد کا محاصرہ کیا گیا عثمانی سپاہ کی قلعہ شکن توپوں نے تمام بُرج منہدم کرڈالے جنکی تعداد دوسو کے قریب تھی، اور ماہر انجنیروں نے ایک آہنی سُرنگ تیار کرکے پھر اُس میں بارود بھر کر اُسے اُڑایا تو شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ ایک دم میں منہدم ہوگیا۔ اہل بغداد اِس آفت سے گھبرا اُٹھے اور شاہ ایران سے کمک کے فریادی ہوئے ورنہ اُنہوں نے غنیم کی اطاعت مان لینے کا دھڑکا دیا۔ شاہ ایران میں خود ہی تاب مقاومت نہ تھی وہ مجبوراً صلح کا خواہاں ہؤا جسے سلطان نے نامنظور کردیا اور محاصرہ کو پہلے سے زیادہ سخت کرکے رات دن متواتر حملوں کا حکم دیا، انہی حملوں میں ترکی صدر اعظم بھی کام آگیا، اور چالیس دن کی سخت کوشش کے بعد بکتاش خان حاکم شہر نے امن مانگ کر شہر بغداد سلطان کے حوالہ کردیا، چنانچہ (۸) شعبان ۱۰۴۸ھ یوم جمعہ کو موکب سلطانی شہر بغداد میں داخل ہؤا۔ اور ترکوں نے قتل عام جاری کر کے بیس ہزار ایرانیوں کو تہ تیغ کرڈالا اور اُن کے بہت سے سرداروں کو گرفتار کرلیا۔ سلطان مراد چہارم نقرس کی بیماری سے بہت پریشان ہوگیا تھا اِس لئے وہ قرہ مصطفےٰ پاشا جدید وزیر اعظم کو جنگ وصلح کے اختیارات عطا فرما کر اموال غنیمت اور جنگی قیدیوں کو لئے ہوئے دارالخلافت کی طرف واپس آیا۔ سلطان کی واپسی کا شہر قسطنطنیہ میں نہائت دھوم دھام سے جشن منایا اور بڑی شوکت کے ساتھ سلطانی موکب داخل شہر ہؤا، پچاس سرداران ایران اپنے پوری لباس کے

ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے سلطانی جلو میں چل رہے تھے اور سلطان اپنے ہاتھوں میں آلات جنگ کا ایک گٹھہ جسپر چیتے کی کھال چڑھی تھی اُسی طرح لئے تھا جس طرح اسکندر اعظم فتح بابل کے وقت اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ سلطان کے شہر بغداد سے واپس آجانے کے بعد شاہ ایران نے وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ پاشا سے صلح کی تحریک کی اور کہلا بھیجا کہ شہر بغداد حکومت عثمانیہ کے پاس رکھا جائے اور شہر رواں حکومت ایران کو واپس دیکر معاہدہ صلح تحریر کرلیا جائے۔ چنانچہ وزیر مذکور نے ان شرائط پر سلطان کا استمزاج کرکے سنہ ۱۰۴۹ھ میں معاہدہ صلح کی تکمیل کردی۔ معاہدہ مذکورہ کے بعد سلطان کا مرض بڑھگیا اور اسی عارضہ میں اُس نے بتاریخ ۱۶ شوال سنہ ۱۰۴۹ھ دنیائے فانی سے دار باقی کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون ۞

یہ سلطان بڑا زیرک، دانشمند، شجاع، قوی ہمت، صاحب عزم، اور بڑا طاقتور تھا، قوی سے قوی پہلوانوں کی مجال کیا تھی کہ اُس کے سامنے دم مار سکیں اسی واسطے مورخین نے اُسے اسکندر ثانی کا لقب دیا ہے۔ رعب داب کا یہ عالم تھا کہ چودہ سال کی عمر میں عنان حکومت ہاتھ میں لی تھی اور اُس وقت سلطنت کی انتظامی مشین کا کوئی پرزہ ٹھیک نہ تھا لیکن اس نے تمام معاملات کو سدھار لیا۔ مفسدوں اور باغیوں کا قلع قمع کرڈالا، ینی چری سپاہ کے سرکشوں کو برباد کیا جنہوں نے اُسکے بھائی سلطان عثمان دوم کو قتل کیا تھا، اِس سلطان کو دولت عثمانیہ کا دوسرا بانی بھی کہا گیا ہے کیونکہ اِسنے سلطنت کو تباہی کے غار کے کنارہ سے کھینچکر اُسے دوبارہ قوی اور مستحکم بنایا اور بہت سی نئی فتحیں حاصل کیں، حکومت کی مالی حالت اتنی سنبھال دی کہ خزانے معمور رہنے لگے، اور بہت سے عادلانہ اور مناسب حال قوانین نافذ کیئے ۞



سلطان ابراہیم خاں (سنہ ۱۶۴۰ء سنہ ۱۶۴۸ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۲۳۷)

(۱۸) سُلطان ابراہیم خان ابن سُلطان احمد خان اوّل

۱۰۴۹ ــــ ۱۰۵۸ھ

سلطان مراد چہارم کی رحلت کے بعد تخت سلطنت کا بجز سلطان ابراہیم خان کے اور کوئی ایسا وارث نہیں رہگیا تھا جو آل عثمان سے ہو، اس لئے وہی تخت نشین ہوا، جلوس کیوقت اس کی عمر (۲۵) سال کی تھی دربار جلوس اور بیعت سے فراغت کر کے اسنے حسب معمول فوجوں کو انعام تقسیم کئے اور جب یہ ابتدائی کارروائیاں ہو چکیں تو سلطان نے ترقی نسل کے خیال سے عورتوں کی صحبت میں زیادہ وقت گزارنا شروع کیا کیونکہ آل عثمان کا اب صرف وہی اکیلا یادگار رہگیا تھا مگر بعد میں ترقی نسل کا مصلحت آمیز خیال رفو چکر ہوگیا اور عیاشی کا زنگ جمگیا یہانتک کہ وہ حرم سرا سے باہر بھی نہیں آتا تھا، کثرت عیاشی کا اُس کی صحت پر بھی اثر پڑا سخت لاغری اور دل کی کمزوری نے اُسے استقدر مغلوب بنالیا کہ محل کی عورتیں اُس سے جو چاہتی تھیں منوالیتی تھیں، بیگمات حرم کی رائے امور سلطنت میں دخل پانے لگی اور اُنہی کی سفارش سے حسین آفندی خواجہ جنجی نامی ایک شخص فوج کا قاضی مقرر ہوگیا اور وہ کاربار مملکت میں ناواجب دخل دینے لگا، مگر صدر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا بڑا قابل اور مدبر شخص تھا وہ ایسے ناکارہ لوگوں کو کب جمنے دیتا تھا اُسنے کوشش کر کے یہ سب خرابیاں بہت جلد دور کر دیں، اور ۱۰۵۳ھ میں سکوں کا مسئلہ بھی اُسی نے سلجھایا ورنہ انتظام سلطنت خلل پذیر ہو چلا تھا، سلطان ابراہیم کی والدہ ماہ پیکر سلطانہ ایک عالی دماغ اور لائق عورت تھی اُس نے وزیر قرہ مصطفیٰ پاشا کو نظم مملکت میں قابل قدر مدد دی اور دول یورپ سے معاہدات کی تجدید کی گئی، آسٹریا اور ہنگری کی حدود کا جھگڑا بخوبی سلجھا کر الگ کیا گیا جس میں طرفین رضامند رہے، ٹرینسلونیا، اور راگوزہ کی مملکتوں سے خراج کی رقم وصول کیگئی، ایران و روس کے سفیر تحائف لیکر حاضر دربار ہوئے۔ اس زمانہ تک حکومت عثمانیہ میں تنباکو کا استعمال ممنوع تھا اور علمائے نے فتوے دیکر اسے حرام قرار دیا تھا کیونکہ اسکے نقصانات ظاہر ہو چلے تھے، وزیر مذکور نے

بڑی سختی کے ساتھ اس کی روک تھام فرمائی اور تنباکو پینے والوں کے لئے قانونی سزائیں مقرر کیں اسی واسطے قسطنطنیہ کے محلہ غلطہ میں افیون اور ناس کی فروخت میں ترقی ہوگئی کیونکہ اسکی ممانعت نہ تھی اور لوگ کسی نہ کسی نشہ یا مخدر چیز کا استعمال کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ سنہ ۱۰۵۱ھ میں اس نے اُن بدمعاشوں کو سزا دی جنہوں نے بروسہ کا گرجا گھر جلا دیا تھا اور ولایت بغداد کے رہزن عرب قبیلوں کی سرکوبی پر ایک فوج مامور کی جس سے اُن اطراف میں امن و امان قائم ہوگیا +

اس زمانہ میں بحری قوت کے حالات

سنہ ۱۰۵۱ھ میں سیاوش پاشا کپتان کے عہدہ پر مامور ہوا تو وہ بیڑہ کے ساتھ قلعہ ازاق کو واپس لینے کیلئے چلا یہ قلعہ بحیرہ ازوف کے شمال میں واقع تھا اور اسپر سلطان مراد چہارم کے عہد میں قوزاق بحری لٹیروں نے قبضہ کرلیا تھا، مگر یہ کپتان اپنی مہم سے ناکام واپس آنے کے باعث معزول کردیا گیا اور اسی کوفت میں وہ مر بھی گیا، اس کے بعد اوزون پیالہ پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور اس نے قلعہ اوزاق کو واپس لینے میں کامیابی حاصل کرنے کے علاوہ قوزاق فرقہ کو اُن اطراف سے قلع قمع کرکے بالکل نکالدیا، پھر مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا۔ سنہ ۱۰۵۳ھ کے موسم بہار میں اس نے دوبارہ بحرابیض میں گشت لگایا اور اس مرتبہ ایک فرنگی بحری قزاق کا جہاز گرفتار کیا مگر اس مرتبہ وہ آستانہ علیہ میں واپس آیا تو کسی تہمت میں مبتلا ہو کر قتل کردیا گیا اور بعد ازاں امیر البحر کے منصب پر ابوبکر پاشا حاکم روڈس کا تقرر ہوا اور وہ سنہ ۱۰۵۴ھ کے موسم بہار میں بحر ابیض متوسط کا گشت لگانے کیلئے نکلا تو واپسی کے وقت بقضائے الٰہی فوت ہوگیا، ابوبکر پاشا کے بعد یہ عہدہ یوسف پاشا فاتح خانیہ کو ملا (خانیہ جزیرہ کریٹ کا ایک شہر ہے)

وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ پاشا سنہ ۱۰۵۳ھ میں اس قصور پر معزول بنا دیا گیا کہ خزانہ کی حالت خراب ہوگئی تھی اور جسکی حقیقی وجہ حرم سرا میں بیشمار لونڈیاں بھر جانے سے مصارف کی زیادتی تھی۔ مصطفےٰ پاشا کے بعد سلطان زادہ محمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا جو یوسف پاشا

امیر البحر کے ساتھ اختلاف آپڑنے کے باعث معزول کردیا گیا، پھر صالح پاشا وزیر اعظم ہوا لیکن وہ چند ہی دنوں کے بعد معزول ہوگیا، اور اب ہزارہ احمد پاشا کو مسند وزارت ملی، یہ وزیر سنہ ۱۰۵۷ھ میں مقرر ہوا تھا اور چونکہ نہائت کمینہ خصلت اور رشوت خوار تھا اس لئے فوج نے بغاوت کرکے اُسے قتل کر ڈالا +

آغاز جنگ جزیرۂ کریٹ .

سنہ ۱۰۵۵ھ میں دولت عثمانیہ نے یہ دیکھکر کہ بحر ابیض متوسط کے سواحل کا بہت بڑا حصہ اور خاصکر سواحل افریقہ کا بیشتر حصہ اُس کے قابو میں آگیا اور اس املاک کی حفاظت وحمائت کیلئے جزیرہ کریٹ پر قبضہ کرنا بیحد ضروری ہے اس لئے وہ اس کی فکر میں اور موقع کی منتظر رہتی تھی۔ جزیرہ کریٹ کا جغرافیائی موقع دولت علیہ کے ساحلی مقامات کی حفاظت کیلئے حد سے زائد ضروری اور کارآمد تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۰۵۴ھ میں جبکہ جرمنی اور دیگر ممالک یورپ مذہب پروٹسٹنٹ کے شائع ہونے سے باہم مصروف جنگ وجدل تھے اتفاقاً جزیرہ مالٹا کے لٹیروں کی چند کشتیوں نے ایک عثمانی تجارتی جہاز کو گرفتار کرلیا جسپر حاجی لوگ سوار تھے اور سنبل آغا دار السعادت کا آغا (حاکم شہر) بھی اُسی جہاز میں تھا، اُن لٹیروں نے جزیرۂ کریٹ میں جاکر مال غنیمت کو باہم تقسیم کیا اور حاکم کریٹ کو بھی لوٹ میں سے حصہ دیا تاکہ وہ مُنکی امداد کرسکے چنانچہ کچھ دنوں اُن لٹیروں نے جزیرہ کریٹ میں قیام کرکے پھر اپنے ملک یعنی جزیرہ مالٹا جانے کا ارادہ کیا اور ترکی جہاز کو بھی اپنے ساتھ لیگئے۔ سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو اُسے سخت غصہ آیا اور اُس نے فوراً تمام کارخانجات جہاز سازی کو حکم دیا کہ بہت جلد نئے جہازوں کی تعمیر اور پُرانے جہازوں کی مرمت کرکے عثمانی بیڑہ کو مکمل اور طاقتور بنائیں، اور صوبجات میں فوجی تیاریاں ہونے کا حکم دیا، کپتان یوسف پاشا کو اس بیڑہ کا کمان افسر اور بری سپاہ کا بھی سپہ سالار متعین کرکے سنہ ۱۰۵۵ھ میں (۱۵۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ جزیرہ کریٹ کی فتح کیلئے روانہ کیا جسپر ایک لاکھ پچاس ہزار من بارود، پچاس ہزار گولے، اور پچاس بڑی محاصرہ کی توپیں اور بہت سے

جنگ اور محاصرہ کے دیگر آلات بار تھے +

یہ بیڑہ ڈارڈنلز سے باہر نکلکر دو حصّوں میں تقسیم ہوگیا - نوےّ جہاز بندرگاہ سلانیک کو چلے تاکہ وہاں کی جمع شدہ فوجوں کو سوار کرلائیں اور ساٹھ جہاز بندرگاہ چشمہ کی طرف روانہ ہوئے کہ وہاں سے فوجوں کو لائیں، اسکے علاوہ پچاس تجارتی جہاز کرایہ پر لئے گئے جنپر سامان رسد اور آلات حرب بار کئے گئے تھے، چنانچہ اس شان وشوکت کے ساتھ یہ بیڑہ ناوارین کے سمندر میں پہنچا اور وہاں سے میٹھا پانی اور طرابلس الغرب کے آٹھ جہازوں کا بیڑہ بماتحتی عبدالرحمٰن پاشا حاکم مملکت مذکورہ ساتھ لیکر پہلے مالٹا کی طرف رُخ کیا اور پھر کمان افسر نے سب ماتحت افسروں کو وہ فرمان سلطانی سناکر جسمیں کریٹ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اُن سب کو منزل مقصود کی طرف چلنے کی ہدایت کی - اور بیڑہ نے جزیرہ مذکور میں پہنچکر ایک مقام میں جسکا نام گرابیوسہ ہے فوجوں کو خشکی پر اُتار دیا اسکے بعد یہ بیڑہ شہر خانیہ کے نزدیک پہنچا اور اُس سے چار میل کے فاصلہ پر جزیرہ ایاتو دوری دو [illegible] ہے اور کریٹ کے ساحل کے مابین لنگرزن ہوگیا، بیڑہ سے سے پہلے کوچک حسن پاشا رومیلیا کا بلکلر بک اپنی فوجیں لیکر نکلا اور اُسی کے ساتھ مراد آغا کتخدائے ینی چریاں بھی اپنی ماتحت فوج کو لئے ہوئے اُترا جنہوں نے خشکی میں آکر اپنا کمپ قائم کیا اور دریائے بلطانیہ کے ساحل پر جم گئے، بیڑہ نے جزیرہ تھیوڈورس کے دونوں قلعوں پر تسلط کرلیا، اور فوجوں نے شہر خانیہ کا ہر چہار جانب سے محاصرہ کرکے پچاس دن کے بعد اُسے فتح کرلیا، یہ شہر (۲۹) جمادی الآخری ۱۰۵۵ھ کو فتح ہُوا تھا اسکی فتح سے چودہ دن بعد بندقیہ والوں کا بیڑہ یہ خبر پاکر ادھر آیا کہ ترکوں نے جزیرۂ کریٹ پر حملہ کردیا ہے اور قلعہ خانیہ کے سامنے سے گزرتا ہُوا بندرگاہ سودہ میں چلا گیا جو اسی جزیرہ کا ایک مقام ہے - یہ بیڑہ بندقیہ کے اعلیٰ امیرالبحر یا تو نیمو موروزونی [illegible] کی ماتحتی میں تھا اور وہ جزیرہ کریٹ کے سمندروں میں رہنے والے جہازوں کو اکٹھا کرتا ہُوا ترکی بیڑہ کے مقابلہ میں آیا تھا - اگرچہ بنادقہ نے اس موقع پر دول یورپ سے امداد بھی طلب کی لیکن وہاں ایسی خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں کہ کچھ سماعت نہوئی البتہ فرانس نے

در پردہ کچھ مالی مدد کی تاکہ ترکوں سے معاہدات کی خلاف ورزی کے جرم میں معتوب نہ بن سکیں۔ دوسرے دن صبح کو ترکی امیر البحر نے بندقیہ کے بیڑہ پر حملہ کرنیکا قصد کیا لیکن ایک سخت طوفانی ہوا مانع آئی اور اس طوفان نے بنادقہ کے بیڑہ کو سخت ضرر پہنچا کر اُسے ایسا بیکار بنا دیا کہ وہ بلا جنگ وجدل خود بخود بھاگ نکلا۔ راستہ میں غنیم کے بیڑے کو تین عثمانی جہازات ملگئے اور زور شور کی لڑائی کے بعد بنادقہ ایک جہاز پکڑ لے گئے اور دو جہاز بھاگ کر بیڑہ سے آملے، کپتان پاشا کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ بسرعت تمام بنادقہ کے تعاقب میں چلا مگر غنیم نکل گیا تھا اور اُس کے ہاتھ نہ آسکا، پھر اُسنے خانیہ میں واپس آکر وہاں کے قلعہ کی مرمت اور درستی سے فراغت حاصل کی اور وہاں سامان جنگ اور کافی ذخیرہ رسد رکھکر ایک افسر کو مع کسی قدر فوجکے حفاظت قلعہ پر مامور بنایا اور خود مع باقی افواج اور بیڑہ کے آستانہ علیہ کو واپس گیا جہاں سلطانی حکم ملا کہ حسین پاشا سابق کپتان کو مع تازہ ملکی سپاہ کے جزیرہ کریٹ لیجائے تاکہ وہاں محافظت کے کام پر متعین رہے لاجرم حکم کی تعمیل کر کے بیڑہ جہازات دوبارہ ایام عید الفطر کے قریب آستانہ علیہ میں آیا تو سلطان نے حکم دیا کہ کپتان یوسف پاشا فوراً قلعہ کینڈیا پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہو مگر چونکہ کچھ جہازات مرمت طلب تھے اور جاڑوں کا موسم بھی نزدیک آگیا تھا اسلئے امیر البحر مذکور نے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ موسم بہار میں حملہ کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ سلطان اسی بات پر اس کپتان سے ناراض ہوگیا اور اُس کے بدخواہوں نے مزید لگائی بجھائی کر کے غضب سلطانی اسقدر بڑھا دیا کہ آخر اس جوان ہمت کپتان کے قتل کا حکم صادر ہوگیا اور وہ مع کئی ایک دوسرے لوگوں کے مارڈالا گیا۔ یوسف پاشا کی جگہ وزیر موسیٰ پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور موسم بہار آنے پر وہ جزیرہ کریٹ کیطرف چلا، جزیرۂ اغریبوز "Negroponte" کے قریب بحری قزاقوں کی کشتیوں سے اُسکا مقابلہ ہوا اور اُس نے چاہا کہ لٹیروں کے جہاز ضبط کر لے اس لئے جنگ چھڑ گئی اور پاشاے مذکور اسی لڑائی میں مقتول ہوگیا اور بجائے اُس کے دفتردار موسیٰ پاشا ترکی بیڑہ کا کمانڈر نچیف مقرر ہو کر سلطانی حکم کے مطابق روتیلیا اور ناتولیا کی فوجیں

بحر ابیض کے راستہ سے جزیرہ کریٹ تک پہنچانے پر مامور کیا گیا۔ اس کو اس سفر میں دشمنوں اور بحری لٹیروں کے جہازات نے سخت دق کیا اور جب وہ انکو ہزیمت دینے میں ناکام رہا تو سلطان نے اُسے معزول فرما کر فضلی پاشا داماد کو عہدہ امیرالبحری عطا کیا جسنے کریٹ کو کمکی فوجیں اور سامان رسد پہنچانا شروع کیا، مگر ایک مرتبہ راستہ میں بنادقہ کے بیڑہ سے اسے جنگ کرنی پڑی جو کوئی قابل ذکر نہ تھی چنانچہ واپسی آستانہ کے بعد یہ بھی معزول کیا گیا اور بجائے اسکے محمد پاشا عماد زادہ سنہ ۱۰۵۹ھ میں عثمانی بیڑوں کا کمان افسر مقرر ہوا +

جزیرہ کریٹ کی جنگی اور تجارتی اہمیت بنادقہ کو اس بات پر آمادہ کر رہی تھی کہ وہ اس کی فتح میں سلطنت عثمانیہ سے معارضہ کرتے رہیں، اسی واسطے وہ ترکوں کی کوششیں ناکام بنانے میں ہر طرح جد و جہد سے کام لیتے رہے اور ترکی بیڑوں کو ستانے میں سرگرم رہے یہانتک کہ سنہ ۱۰۵۷ھ میں اُنہوں نے اپنے امیرالبحر طوماس موزورونی کو چوبیس جہازوں کے ایک جنگی بیڑہ کے ساتھ جو قلیون وضع کے تھے آبنائے ڈارڈنلز کی طرف ارسال کیا تاکہ وہ ترکی حکومت کی اُن کمکی کارروائیوں کا انسداد کرے جو دولت عثمانیہ کریٹ کی فوجوں کے لئے استعمال میں لاتی ہے، چنانچہ مذکورہ بالا جنرل نے جزیرہ بوغچہ اطہ کے قلعہ "[illegible]" پر قبضہ کر لیا جو آبنائے ڈارڈنلز کے بالکل دہانہ پر واقع ہے، اور محمد پاشا ترکی بیڑہ کو لیکر آبنائے سے نہ نکل سکا کیونکہ اُسپر بزدلی کا غلبہ ہو گیا تھا۔ سلطان کو یہ خبر ملی تو اُس نے پاشائے مذکور کے قتل کا حکم دیا اور بجائے اُس کے دنیق احمد پاشا کو امیرالبحر کا عہدہ عطا کیا اسی اثناء میں دولت علیہ نے ایک جنگی بیڑہ پانچ جہازوں کا بماتحتی حسین پاشا مع بری افواج کے اور بھی روانہ کر دیا تھا جسنے تھوڑے ہی عرصہ میں جنرل طوماس مذکور کے جہازوں کو مار بھگایا اور جزیرہ قلعہ بھی چھین لیا۔ بندقیہ والوں کا بیڑہ بری طرح شکست اُٹھا کر بھاگا اور دوسری خلیج کی طرف چلا گیا جہاں دنیق احمد پاشا کے بیڑہ نے اُسے سخت جنگ کے بعد بالکل نابود کر ڈالا اور پھر بلا خوف و خطر شہر خانیہ کی محاصرہ کرنیوالی

سپاہ کو فوجی کمک اور سامان رسد پہنچانے میں کامیابی حاصل کی اور کمک پہنچتے ہی یہ شہر فتح ہوگیا۔ ۱۶۴۵ء میں جزیرہ کریٹ کے دوتین شہر ترکوں نے فتح کرلئے تو بندقیہ والوں نے اپنی رشک میں جلکر جزیرہ نمائے موریا کے بندرگاہوں، تسون تیراس، اور، قورون، میں آگ لگادی اور اس طرح اپنے دل کی بھڑاس نکال لی، بعض مورخین کا بیان ہے کہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے جوش میں آکر حکم دینا چاہا کہ ترکی قلمرو کی تمام عیسائی رعایا قتل کردیجائے مگر اسعد زادہ علی سعید آفندی شیخ الاسلام نے اُسے زبردستی ایسے لغو ارادہ سے باز رکھا۔ واللہ اعلم

بنادقہ کے بیڑہ میں سے جو ایک آدہ جہاز باقی بچگیا تھا وہ بہزار خرابی جزیرہ کریٹ کے بندرگاہ "سودہ" میں پہنچکر وہاں کے جہازوں سے ملگیا اور پھر اُن لوگوں نے قلعہ "سودہ" کو سامان رسد اور کمکی فوجیں پہنچانا شروع کیا اسی واسطے ترکوں سے یہ قلعہ فتح کرنے میں دیر واقع ہوئی، اسی اثناء میں سردار محمد پاشا فوت ہوگیا۔ اور اس کے جانشین ولی حسین پاشا نے جسکا تقرر ۱۶۴۷ء میں ہوا تھا مصلحتاً قلعہ سودہ کا محاصرہ توڑکر دوسرے قلعہ "رسمو" نامی کا محاصرہ کرلیا۔ لیکن اندنوں ترکی فوجی محکمہ کی حالت خاص دار السلطنت اور اس کے اطراف میں شور و شر برپا ہونے کے باعث سخت ابتر ہورہی تھی اس لئے حسین پاشا کو کمک اور ذخائر جنگ و رسد کیطرف سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی +

• دار الخلافت میں جو فتنے برپا تھے اُنہیں کسی طرح کمی ہی نہیں ہوتی تھی، صدر اعظم صالح پاشا اُنہی آفتوں کے مابین پھنسکر مقتول ہوگیا اور آتش فساد کے شرر صوبۂ رومیلیا تک برابر پھیل گئے کیونکہ وہاں کا حاکم ابراہیم پاشا نہایت سست اور کاہل شخص تھا۔ سلطان ابراہیم ہر روز کسی نہ کسی وزیر یا رکن سلطنت کو قتل کردینے کے احکام صادر کیا کرتا تھا تاکہ شائد اس طرح فساد کو فرو کرسکے مگر یہ بات اور بھی اشتعال نائرہ فساد کی موجب ہوتی تھی، وزیر احمد پاشا جو صالح پاشا کے بعد صدر اعظم بنایا گیا تھا وہ بھی قتل کردیا گیا، سلطان کی والدہ بھی ہر طرح کوشش کرتھکی مگر کچھ نفع نہ ہوا

قسطنطنیہ میں بدامنی کی زیادتی ہی ہوتی گئی - اور فی الحقیقت اسکے سرچشمہ ینی چری سپاہ کے افسر تھے اسواسطے سلطان نے اپنی ایک بیٹی صدر اعظم کے ساتھ منسوب کی تو اُس کی برات کی رات میں اُن افسروں کو ہلاک کرنیکا منصوبہ باندھا کیونکہ وہ لوگ سلطان کے کاموں پر نکتہ چینی کرتے رہتے تھے اور ہمیشہ کار بار حکومت میں جا و بیجا مداخلت سے باز نہیں آتے تھے ینی چری فوج کے افسروں کو کسی طرح اسبات کی خبر ملگئی اور پھر کیا تھا " دیوانہ را ہوئے بس است " انہوں نے متفق ہوکر سلطان ابراہیم کو معزول کر دینے کی تجویز کرلی ، بعض علما بھی اُن کے ساتھ ملگئے اور ینی چری اور سپاہی فوجوں کو آمادۂ بغاوت بناکر اپنا مدعا حاصل کرلیا یعنی سلطان ابراہیم کو معزول کر کے اُس کے فرزند اکبر محمد خان چہارم کو تخت نشین کردیا اور سلطان ابراہیم قید کر دیا گیا - ابھی نئے سلطان کی تخت نشینی کو دو ہی چار دن گزرے تھے کہ سپاہی فوج کے لوگ اُس کی کم عمری کیوجہ سے اُسے ناپسند کرنے لگے اور دوبارہ سلطان ابراہیم کو تخت پر لانے کا مشورہ کرنے لگے ، یہ حالت دیکھکر معزول بنانے والی جماعت کے سرغناؤں کو فکر لاحق ہوئی کہ سلطان ابراہیم تخت پر بیٹھا - تو ہماری خیر نہیں اس لئے انہوں نے قرہ علی جلاد کو اپنے ساتھ قید خانہ میں لیجا کر سلطان ابراہیم کا گلا گھونٹ دیا - اور اس طرح ۱۰۵۸ھ میں اُس کا خاتمہ ہوگیا - یہ سلطان جنگ سے رغبت نہیں رکھتا تھا لیکن اسی کے ساتھ حکومت کی عزت و مرتبت کا اسے بہت کچھ خیال رہتا تھا +



سلطان محمد خاں رابع (سنہ ۱۶۴۸ء سنہ ۱۶۸۷ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۲۴۵)

دسویں فصل

کوپریلی محمد پاشا کی وزارت سے معاہدہ قرلوفچہ تک کے حالات

۱۰۶۶ ــــــــ ۱۱۱۰ھ

(۱۹) سلطان محمد خان چہارم ابن سلطان ابراہیم خان.

۱۰۵۸ ــــــــ ۱۰۹۹ھ

یہ سلطان سات برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور یہی اپنے سب بھائیوں میں بڑا تھا، رسوم تخت نشینی سے فراغت پاکر اور انعامات تقسیم کرنے کے بعد وزیروں کے مشورہ سے اس نے عنان حکومت قبضہ میں لی، سب سے پہلے فتنہ انگیز سرغناؤں یعنی جنجی خواجہ اور اس کے ساتھیوں کے قتل کرنیکا حکم صادر کیا اور ان کے املاک کی ضبطی کا فرمان دیا اور اس کی دولت دو ملین پونڈ نکلی۔ تاہم باوجود ان امور کے فوجی سپاہیوں کی سرکشی اور انکا افسروں کے احکام نہ ماننا سخت بدامنی کا موجب ہو رہا تھا۔ وزیر اعظم صوفی محمد پاشا نے باغی سپاہیوں میں سے تین سو کے قریب سرغناؤں کو گرفتار کرکے قتل کرادیا مگر کچھ نفع نہ ہوا آخر سلطان نے اسے معزول کرکر قرہ مراد آغا ینی چری فوج کے سپہ سالار اعظم کو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا اور اس نے ینی چری فوج کے افسروں کی ایک نئی کونسل بنا کر انتظام سلطنت پر کمر باندھی

لیکن اُس کو بھی اپنی کمزوری محسوس ہوگئی اور وہ استعفےٰ دیکر بوتدین کی حکومت پر چلا گیا، اور صدر اعظم کا عہدہ سنہ ۱۰۶۱ھ میں ملک احمد پاشا کو تفویض ہوا۔ وزیروں کی متواتر تبدیلیاں بھی قیام امن و نظام میں سودمند نہو سکیں اور فساد بدستور قائم رہا آج ینی چری شورش کرتے تھے تو کل سپاہی لوگوں کی باری آتی تھی اور پرسوں رعایا آفت برپا کرتی تھی یہ حالت دیکھکر ملکہ ماہ پیکر سلطانہ سلطان محمد چہارم کی دادی جو بڑی لائق اور مدبّر عورت اور چار بادشاہوں کا عہد حکومت دیکھ چکی ہونے کے باعث بیحد تجربہ کار ہوگئی تھی امور مملکت میں دخل دینے پر تیار ہوئی۔ اُس نے سلطنت کی ابتر حالت بہت کچھ سنبھال لی تھی لیکن بدنیت اور انقلاب پسند خود غرض اراکین نے اُسے قتل کرادیا اور اسی کے ساتھ بکثرت ینی چری سپاہ کے افسروں کو بھی قتل کردیا، پھر بعض امرائے مملکت بھی قتل کئے گئے اور شیخ الاسلام کا عہدہ سابق شیخ الاسلام ابی سعید آفندی کو ملا، بعد ازاں صدر اعظم کی معزولی اور کورچی محمد پاشا کی اس عہدہ پر بحالی ہوئی اور چند روز بعد یہ بھی مسند وزارت سے الگ کردیا گیا جسکے بعد سنہ ۱۰۶۲ھ میں طرخونجی احمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا +

مذکورہ بالا ایّام میں بحری قوّت کی کیفیت:۔

ترکی حکومت کے اختلال اور بدنظمی نے بنادقہ کو خوب اچھا موقع دیدیا۔ اور انہوں نے فوراً ایک زبردست بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کو دہمکی دینے کیلئے ارسال کردیا۔ اس بیڑہ سے ترکی بیڑہ نے متعدد لڑائیاں کیں جنکا مفصّل حال آگے چلکر لکھا جائیگا مگر ابتدا میں حکومت عثمانیہ نے یہ دیکھا کہ غنیم کے جہازات زبردست اور بڑے ہیں جنکے مقابلہ میں بیشتر عثمانی جنگی جہازوں کی حیثیت ایک کشتی سے زیادہ نہیں ہوسکتی اس لئے اُس نے حکم دیا کہ کارخانجات جہازسازی میں بہت جلد غلیون کی وضع کے بڑے جنگی جہازات تیار کئے جائیں تاکہ عثمانی بیڑہ بھی کافی طور پر قوی ہوجائے، یہ زمانہ صوفی محمد پاشا کی وزارت کا تھا، کام بڑی سرگرمی سے آغاز ہوگیا اور حکومت عثمانیہ

نے ولایات مغرب یعنی طرابلس الغرب، ٹیونس، اور الجزائر کے صوبوں کو بھی مالی امداد بھیجکر حکم دیا کہ وہ اپنے بیڑوں کو درست اور تیار رکھیں تاکہ آئندہ موسم بہار آتے ہی کریٹ کو فتح کرنے کی تیاریاں ہوسکیں۔ آخر ۱۰۶۶ھ میں عثمانی بیڑہ زیر کمان دنیق احمد پاشا کے کریٹ کی سمت چلنے کو تیار ہوا۔ بنادقہ نے یہ خبر پائی تو اُنکا بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کی نکاس پر کفز نامی ایک مقام میں آڈٹا۔ اور ترکی بیڑہ نے آبنائے سے نکلتے وقت اُسکا مقابلہ کیا، اس موقع پر سخت جنگ پیش آئی مگر ترکی بیڑہ دشمنوں کا محاصرہ توڑ کر کھلے سمندر میں صاف نکل گیا جہاں دونوں بیڑوں میں بار دیگر جنگ ہوئی اور جب دونوں فریق ایک دوسرے کے قریب پہنچگئے تو یونہیں بے اصول طور پر جانبین سے توپوں کے فیر ہونے لگے جسکے بعد بنادقہ کا بیڑہ ایمروز "سمہہماسہا" کی طرف چلا گیا اور ترکی بیڑہ قلعہ توچہ "Zaggia - Bonea" کے نیچے لنگرزن رہا۔

دوسرے دن صبحکو بنادقہ کے بیڑے نے سہ بارہ حملہ کیا اور یہ حملہ ناگہانی طور پر کیا گیا تھا اس لئے سب ترکی جہاز تیار نہ تھے اور صرف کپتان ہی اپنے چند جہازوں کے ساتھ دشمن کا حملہ روکنے کیلئے بڑھا عین معرکہ کارزار میں غنیم کا ایک جہاز کپتان کی جہاز پر سیدہ باندھکر چلا۔ اور اُس سے بھڑ گیا۔ ترکی سپاہیوں نے غنیم کو روک لیا اور اُس کے جہاز میں گھس پڑے جہاں قتل عام مچا دیا ابھی بہادر ترکی سپاہیوں نے غنیم کی سپاہ کا پوری طرح خاتمہ نہیں کر پایا تھا کہ بنادقہ کے کسی ملاح نے اپنے جہاز کے بارود کا میگزین اُڑا دیا اور وہ جہاز پارہ پارہ ہوکر بکھر گیا جسکے صدمہ سے کپتان پاشا کے ساتھ کی ایک کشتی ڈوب گئی۔ کپتان پاشا تو اِدھر مصروف جنگ رہا اور اُدھر غنیم نے پانچ عثمانی جہاز پکڑ لئے جنکو دیکھکر وہ بھاگ نکلا اور ترکی فوج بوجہ ناتجربہ کاری اپنے جہازوں کو بچا نہ سکی، خلاصہ یہ ہے کہ بنادقہ نے اس جنگ میں اپنے دو بڑے غلیون جہاز ضائع کئے تھے جسکی جگہ پانچ ترکی جہاز چار اذقسم غلیون اور ایک غراب گرفتار کر لئے اور دو ترکی غراب دریا برد ہوگئے۔ یہ لڑائی ختم ہوگئی تو کپتان پاشا باقی ماندہ جہازوں کے ساتھ جزیرہ کریٹ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور

راستہ میں تمام عثمانی جزائر کو دیکھتا بھالتا جارہا تھا کہ جزیرہ رَوڈس میں اُسے ٹیونس کا جنگی بیڑہ ملا جسمیں دس غلیون اور اُسی قدر غُراب تھے اورزاں بعد (۸۰) کشتیاں سامان رسد لیکر اسکندریہ سے آگئیں وہ سب ایکساتھ ملکر کریٹ کو روانہ ہوئے اور وہاں کے سپہ سالار کو تازہ کمک اور سامان جنگ آلات حرب پہنچانے میں کامیاب ہوئے جسوقت ترکی بیڑہ کریٹ ہی میں تھا کہ ونیق احمد پاشا بقضائے الٰہی دریا میں گرکر ڈوب گیا اور سنہ ۱۰۵۹ھ میں بیقلی محمد پاشا اُس کی جگہ مامور ہوکر ترکی بیڑہ کو استنبول سے کریٹ لیچلا۔ مگر یہ بھی راستہ ہی میں فوت ہوگیا۔ اوراُس کی جگہ حیدر آغازادہ محمد پاشا کو بحری افسری ملی جو بیڑہ کو استنبول واپس لایا اور خانیہ تک جانے میں کامیاب نہوسکا، اُس نے واپسی کے وقت بیڑہ کو "رتمو" کے قریب لنگرزن کرکے سامان رسد اور آلات جنگ خشکی پر اُتارنا شروع کیا تھا کہ یکایک کینڈیا کی سمت سے بنادقہ کا بیڑہ آتے دیکھکر بزدلی کے ساتھ بھاگ نکلا اور جزیرہ مڈللی میں پناہ لینے کا عازم ہوا، اسی واسطے سلطان نے اُسے معزول کرکے سنہ ۱۰۶۰ھ میں حسام بک زادہ علی پاشا کو امیرالبحر کا عہدہ دیا۔ اور انہی دنوں بحرآرکی پیلیگو میں ترکی بیڑہ نے مالٹا والوں کا ایک جہاز گرفتار کیا جو آستانہ علیہ میں آکر جہازسازی کے کارخانہ والوں کی نظر سے گزرا تو وہ اُسکی ساخت اور مضبوطی کو دیکھکر متحیر رہگئے کیونکہ اُتنا بڑا ترکی بیڑہ میں کوئی جہاز نہ تھا اسکے علاوہ اُسپر ستّر توپیں چڑھی تھیں، چنانچہ اب اُسی جہاز کو نمونہ قرار دیکر ویسے جہاز بنانے کا خیال ہوا کیونکہ دشمنوں کے تمام جہازات اسی طرح کے ہوا کرتے تھے، اُس زمانہ میں دولت عثمانیہ کی توجہ بحری قوّت کیطرف نہیں رہگئی تھی وہ اندرونی فسادوں کا شکار ہورہی تھی اور یورپ کی بحری حکومتوں نے جہازسازی کے فن میں بہت ترقی کرلی تھی۔ یہی باعث تھا کہ سنہ ۱۰۶۱ھ میں جب ترکی بیڑہ کو حکم ملا کہ وہ کریٹ والوں کے پاس کمک اور سامان رسد لیجائے تو آبنائے ڈارڈنلز سے باہر آتے ہی بحری بیڑہ دشمنوں (بنادقہ) کے بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بگڑ بیٹھی اور اُس نے کہا کہ دشمنوں کے جہازات عثمانی جہازوں سے کہیں زیادہ زبردست اور مستحکم ہیں ایسی حالت میں ہم اُن سے

کیا خاک مقابلہ کرینگے۔ مفت جان دینے کا حاصل کیا ہے "، اس کے بعد جب غنیم کا بیڑہ آبنائے سے چلا گیا تب کہیں ترکی جہازوں کو کریٹ والوں کی کمک کرسکنے کا موقع ملا۔ یعنی بحری فوج کا غنیم پر حملہ کرنے سے باز آجانا اور سابق الذکر غلیون جہاز کی گرفتاری ان دونوں معاملات نے دولت علیہ کو بحری قوت کی درستی پر مائل کر دیا اور نئی وضع کے قوی اور مستحکم جہازات بنانے کا حکم دارالصناعت کے افسروں کو ملا جنہوں نے بڑی محنت سے جاڑوں کے موسم میں کئی ایک جدید عظیم الشان جہاز بنا کر پانی میں اُتار دیئے چنانچہ ۱۰۶۱ھ میں تیس بڑے غلیون، تیس غراب، اور چھ ماعون جہازوں کا بیڑہ پوری طرح تیار ہو کر احمد پاشا بگلربگ اناطولیا کے زیر کمان روانگی کے لئے مہیا کیا گیا۔ اور اس بیڑہ کی آراستگی دیکھکر آستانہ علیہ میں محل بشکطاش کے سامنے خوب دہوم دہام کا جلسہ کیا گیا +

نقشہ کی بحری جنگ

مذکورہ بالا بیڑہ مسلح ہو کر آبنائے ڈارڈنلز سے نکلکر جزیرہ ساقز "Samothrace" کی آبنائے میں پہنچا تو دوسرے علاقوں کے حاکموں کے بیڑے بھی اُس میں شامل ہوگئے اور اب وہ جزیرہ کریٹ کی طرف چلا۔ راستہ میں جزیرہ نقشہ "Naxos" کے نزدیک غنیم کا بیڑہ ملا جو جزیرہ ہائے میلو "Milo" اور پولیکنڈرو "Policandro" کے مابین رہگذر میں کھڑا تھا، یہ بیڑہ ساٹھ غلیون جہازوں سے مرکب تھا جانبین سے لڑائی کی ٹھن گئی اور صبح سے شام تک صرف دور کی گولہ باری ہوتی رہی جو نہایت سخت تھی اور دونوں طرف اپنا ضرر پہنچانے میں ایکساں رہی۔ شام ہونے پر حسام بگ زادہ علی پاشا جزیرہ نقشہ کے گھاٹ میں واپس چلا آیا اور رات بسر کر کے اپنی ضرر رسیدہ کشتیوں کی مرمت اور شیریں پانی کی فراہمی کا انتظام کرتا رہا صبح کو اُس نے بندرگاہ سے باہر قدم رکھا تو غلطی یہ کی کہ بیڑہ کو باقاعدہ نہیں بڑھایا بلکہ بے ترتیبی کے ساتھ نکلا اور غنیم کے بیڑہ نے گولہ باری

شروع کردی۔ کپتان پاشا نے فوراً اپنے بیڑہ کو دو حصّونمیں تقسیم کرکے ایک کی کمان اپنے
ہاتھ میں رکھی اور دوسرے حصّہ پر ترسانہ عامرہ کے کتخدا کو افسر بنایا پھر دونوں حصّوں سے
غنیم کے دونوں بازوؤں پر حملہ کردیا، لڑائی کی تیزی بڑھ گئی اور جانبین کے جہازات بالکل
نزدیک آچلے، خرابی یہ تھی کہ ترکی ملّاح اب وہ ملاح نہیں رہے تھے جو باربروس پاشا یا
پیالہ پاشا کے ساتھ مدتوں شریک جنگ رہتے آئے تھے بلکہ بجائے اُنکے آوارہ گرد
اور ناتجربہ کار لوگوں کی بھرتی ہوگئی تھی جنکو کبھی معرکہ کارزار میں شامل ہونیکا اتفاق نہیں ہوا
تھا اسی لئے جب کپتان پاشا نے غنیم پر حملہ کیا تو صرف دس جہاز اُس کے رہگئے اور
باقی کشتیاں پسپا ہوکر دور سے جنگ کی سیر دیکھنے میں مصروف ہوگئیں۔ کپتان پاشا
غنیم کے نزدیک اور اُس کی شدید آتشباری میں اپنے تئیں اس طرح تنہا اور بے بس پاکر
ایسا بدحواس ہوا کہ سب کرنا دھرنا بھول گیا لیکن ایک ماتحت افسر جسکا نام بوصلہ جی اوغلو تھا
اُس نے کپتان کی کشتی اپنے جہاز سے باندھ لی اور اُسے غنیم کی آتشباری سے نکال لایا،
بزدل کتخدائے دارالصناعۃ کے جہازوں نے حملہ میں مطلقاً شرکت ہی نہیں کی تھی اور
ینی چریوں کے جہازات جو کپتان پاشا کے ساتھ بھاگ گئے تھے دور کھڑے سیر دیکھ رہے
تھے، کپتان پاشا یہ ذلیل حرکت دیکھکر سخت غضبناک ہوا اور اُس نے فوراً نمک حرام ینی چری
افسروں کو حکم بھیجا کہ اگر تم شریک جنگ نہوگے تو سخت سزا پاؤگے۔ جو قاصد کشتیوں پر سوار
ہوکر یہ حکم نافرمان جہازوں کی طرف لیجارہے تھے اُنکو بدمعاش ینی چریوں نے اپنی بندوقیں
سیدھی کرکے دھمکایا کہ خبردار جو اِدھر آئے، ہم ایسے احمق نہیں کہ جنگ میں پڑکر جان دیں،
جسے لڑنا ہے وہ لڑتا رہے آخر اس مختل حالت کا انجام یہ ہوا کہ دس جہازوں میں سے جو
غنیم کا مقابلہ کررہے تھے زیادہ تر بیکار ہوگئے اور چل پھر سکنے سے بھی مجبور بنے اور غنیم نے حملہ
کرکے اکثر کے جملہ سپاہیوں اور افسروں کو تہ تیغ کرڈالا۔ وزیراعظم کا بنوایا ہوا بڑا غلیون جہاز
بالکل جلکر خاک ہوگیا اور اپنے ساتھ دوسرا قلیون جہاز سپاہیوں سے بھرا ہوا لیکر ڈوب گیا،
ایک لوگوں کی جماعت بھی دشمنوں پر حملہ آور نہیں ہوئی اور ترکی بیڑہ کی اس بزدلی سے غنیم
نے فائدہ اُٹھانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اُس نے بیکار جہازوں کو گھیر کر انکی تمام فوج

قتل کر ڈالی یا اسیر کر لی، رینی چیریوں کے دو جہاز بھاگ کر خشکی پر چڑھ گئے اور اُن کی سپاہی اُتر کر بھاگ نکلی لیکن غنیم نے ان جہازوں کو توڑ دیا اور مفرور سپاہیوں کا تعاقب کر کے اُنکو ایک ایک کر کے قتل کر دیا ✤

کپتان پاشا نے دیکھا کہ ایسی سقیم حالت سے غنیم کے مقابلہ پر ڈٹا رہنا عبث ہے تو وہ بھی باقی جہازوں کا جھرمٹ کر کے جزیرہ روڈس کیطرف بھاگ گیا جہاں اُس نے کورٹ مارشل کر کے نمک حرام اور نا فرمان افسروں کو سخت سزائیں دیں کتخدائے دارالصناعۃ کی بزدلی کا یہ انجام ہوا کہ اُس کے درجے توڑ کر وہ جہاز کی ڈانڈ پھرانے والوں کے ساتھ کام کرنے کیلئے مقرر ہوا اور اُس کی داڑھی مونڈوا دیگئی جو اُن دنوں اعلےٰ درجہ کی اہانت شمار ہوتی تھی اور اس کے بعد اُس نے تمام واقعات کی مفصل رپورٹ دربار سلطانی میں ارسال کر کے بیڑہ کو جزیرہ کریٹ چلنے کا حکم دیا اور اہل کریٹ کو تازہ کمک سامان جنگ اور ذخیرہ رسد وغیرہ پہنچا کر آستانہ علیہ میں واپس آگیا ✤

اوائل ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۶۲ھ میں کپتان علی پاشا نے پھر عثمانی بیڑہ کو کریٹ والوں کے لئے سامان رسد اور آلات جنگ پہنچانے کی غرض سے تیار کیا اور جب وہ چناق قلعہ کے روبرو پہنچا تو بنادقہ کے بیڑہ کو راستہ روکے دیکھکر ٹھیر گیا پھر رات کی تاریکی میں آٹھ جہاز سامان رسد کے بغیر اسکے کہ دشمن کو آگاہی حاصل ہو نکال لیگیا اور خود خشکی کے راستہ جزیرہ مڈلی جا پہنچا وہاں سے جہازات مذکورہ بالا پر سوار ہو کر کریٹ کی جانب چلا لیکن راستہ میں اسے جزیرہ ٹینو "Tenedos" کی فتح کا خیال آیا اور کچھ فوجیں خشکی پر اُتار بھی دیں کہ یکایک طوفانی ہوا نے اُس کے جہازوں کو پراگندہ کر ڈالا اور ابھی اُس نے جہازوں کی فراہمی نہیں کر پائی تھی کہ غنیم کے حملہ نے اُسے سخت نقصان پہنچایا، آخر اُس نے ان تمام مشکلات سے نکلکر جزیرہ کریٹ جانے اور سامان رسد پہنچانے میں کامیابی حاصل کر لی لیکن جب اُس نے آستانہ علیہ میں واپس آکر ان حالات کی مفصل رپورٹ پیش کی تو اُس کو انتظامی قابلیت کے الزام میں برطرف کر دیا گیا اور بجائے اُس کے درویش محمد پاشا امیر البحر مقرر ہوا جس نے سنہ ۱۰۶۳ھ میں بیڑہ کو لیکر

جزیرہ کریٹ کا رُخ کیا اور وہاں کے ایک قلعہ سلنہ نامی کو بزور شمشیر فتح کیا لیکن سردار حسین پاشا سپہ سالار افواج کریٹ نے دربار سلطانی میں شکایت لکھی کہ چرکس درویش محمد پاشا نے جو قلعہ فتح کیا ہے وہ پہلے میری اطاعت مانکر خراج گزار بنگیا تھا اور پاشائے مذکور کے حملہ سے بجز بیکار نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسکے بعد کپتان مذکور جزیرہ روڈس چلا آیا اور وہاں غنیم کے بیڑہ نے اُسے آگھیرا لیکن وہ غنیم کے مقابلہ میں نہ آسکا بلکہ قلعہ بند ہوکر بیٹھ رہا اور ایک عرصہ تک محصور رہا۔ سلطان کو یہ خبریں ملیں تو اُسنے اسکو امیر البحری سے معزول کر دیا اور بجائے اُس کے چاؤش زادہ محمد پاشا امیر البحر متعین ہوا جسنے جزیرہ کریٹ کو رسد وغیرہ پہنچائی اور اس کی واپسی کے بعد امیر البحر کا عہدہ وزیر مرادؔ پاشا بلکر بک بودین کو ملا جسنے بڑی توجہ کے ساتھ بحری قوت درست کی، متعدد بڑے بڑے غلیون جہاز بنوائے، بحری فوج کو خوب قواعد سکھلائی اور بہت سی دوسری وضع کی جنگی کشتیاں بھی تیار کرالیں۔ بحری محکمہ میں جسقدر بدنظمی ہوگئی تھی وہ سب دور کی اور ممالک مغرب کے صوبوں میں جنگی بیڑہ تیار کرنے کے احکام ارسال کئے چنانچہ چندہی ماہ کے عرصہ میں محمدؔ آغا حاکم طرابلس اپنا بیڑہ جسمیں سات غلیون جہاز تھے لیکر آستانہ میں آگیا، یہ شخص بڑا تجربہ کار بحری افسر تھا اور اپنے ساتھ کپتان کوچک محمدؔ نامی ایک دوسرے بحری افسر کو بھی لایا جو بڑا ماہر شخص تھا۔ امیر البحر نے ان دونوں کو اپنی بحری کونسل کا معزز ممبر بناکر انسے تحسینات بحری میں صلاح لینی شروع کی اور سلطان نے طرابلس الغرب کے افسروں اور سپاہیوں کو بہت کچھ انعامات اور خلعتوں سے نوازا امیر البحر نے عثمانی بیڑہ کو کئی حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک حصہ کا ایک خاص اور ذمہ دار افسر مقرر کیا اور تمام موسم سرما قواعد جنگ کی مشق اور چاندماری کی مہارت میں بسر کیا +

خرابی یہ تھی کہ اندنوں اندرونی شورشوں کے باعث سلطنت ٹرکی کی مالی حالت بہت خراب ہوگئی تھی خزانے خالی تھے اور وزیروں کو سخت تردد تھا کہ وہ کیا کریں چنانچہ صدر اعظم طرخونجی احمدؔ پاشا نے جدید ٹکس لگانے اور مصارف میں تخفیف کرنیکا بندوبست

شروع کیا مگر اُنپر عملدر آمد ہوتے ہی عام شکائت پیدا ہونے لگی، ینی چری فوج نے بغاوت ظاہر کی اور ہر طرف ہنگامے مچنے لگے، اسی اثناء میں پشکہ کا مشہور بحری واقعہ پیش آگیا جو حسب ذیل تھا:۔

پشکہ کی بحری جنگ

سنہ ۱۰۶۴ھ کے ماہ جمادی الثانی کی اکیسویں تاریخ سلطانی فرمان کپتان مراد بک کے نام صادر ہوا کہ وہ عثمانی بیڑہ کو ہمرکاب لیکر کریٹ کی ترکی فوجوں کو رسد اور سامان جنگ پہنچائے چنانچہ وہ ساحل آستانہ علیہ سے روانہ ہوا اور جب آبنائے ڈارڈونلز سے عبور کر رہا تھا تو خلیج پشکہ کے ساحل "Beshika" میں اہل بندقیہ کا بیڑہ جسکے (۲۶) قلیون جہاز تھے استادہ پایا۔ کپتان پاشا یہ حالت مشاہدہ کرکے وہیں آبنائے میں ٹھٹک گیا اور جب ٹیونس کے چار غلیون اور دوسرے بک لوگوں کے جہازات بھی اُس سے آملے تو سب جہازوں کا جائزہ لیکر دشمن پر حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ اُس نے حسب ذیل صفوف جنگ مرتب کیں جن جہازوں پر صوبوں کی فوجیں سوار تھیں اُنہیں مع بک لوگوں کے جہازوں کے داہنے بازو پر رکھا۔ طرابلس الغرب اور عثمانی بیڑہ کے غلیون جہازوں کو بائیں بازو میں مقرر کیا، اور ینی چری سپاہ کے ماعون اور غراب نما جہازوں کو قلب میں رکھا، پھر اس ترتیب کے ساتھ بنادقہ کے بیڑہ پر حملہ آور ہوا جو اپنی سابقہ فتوحات کے گھمنڈ میں ابتک بالکل بے حس و حرکت کھڑا تھا اور اُسوقت ہوشیار ہوا جبکہ عثمانی جہازوں نے چاروں جانب سے اُسے گھیر لیا۔ ابتو بنادقہ کے ہوش گم ہو گئے اور ہاتھ پیر سنسنا اُٹھے۔ کپتان پاشا کے امین قاسم پاشا لی کے غلیون نے بنادقہ کے ایک غلیون پر سب سے پہلے حملہ کرکے اُسے گرفتار کر لیا اور طرابلس کے غازیوں نے ایک دوسرا غلیون غنیم کا پکڑ لیا، اسکے بعد ایک عثمانی ماعون جہاز غنیم کے تیسرے غلیون پر حملہ آور ہوا اور اُسے گرفتار کرنے کے قریب تھا کہ بندقیہ کی سپاہ نے اپنے جہاز کا میگزین اُڑا دیا اور جہاز

پھٹکر پارہ پارہ ہوگیا - ترکی ملاحوں نے جہانتک بن پڑا ڈوبتے ہوئے دشمنوں کو نکالکر گرفتار کرلیا - پھر اس کے بعد غنیم کے چھٹے غلیون میں بھی آگ لگ اُٹھی - اسی اثنا میں اسکندریہ کے کپتان محمد بک کی ماتحتی میں جو فرقہ تھا اُس نے بھی غنیم کا پانچواں غلیون گرفتار کرلیا اور جب ترکی سپاہ اُسپر چڑھ گئی تو غنیم کے کسی سپاہی نے جہاز کا میگزین اڑادیا جس سے وہ پھٹ کر ڈوب گیا اور اپنے ساتھ محمد کپتان کا جہاز بھی لے ڈوبا - باقی ترکی جہازوں نے دونوں جانب کے ڈوبنے والوں کو بچایا، پھر ترکوں نے تین جہاز غنیم کے اور گرفتار کرلئے اور یہ حالت دیکھکر بندقیہ کا امیرالبحر بھاگ نکلا جس کا تعاقب عثمانی بیڑہ نے جزیرہ ایلبروز تک کیا - اس جنگ میں بنادقہ کے آٹھ غلیون ضائع ہوئے جنمیں سے تین تو جل گئے اور پانچ ترکوں نے سالم گرفتار کرلئے جنکا تمام سامان جنگ اور سپاہ بھی اُنکے قابو میں آگئی اسیران جنگ میں امیرالبحر جنرل نیقو کا بیٹا اور اُسکا پرائیویٹ سکرٹری بھی شامل تھی جملہ آٹھ سو قیدی ترکوں نے گرفتار کرلئے - اور جنرل نیقو دوران جنگ میں مارا گیا اس کے بعد ترکی بیڑہ نے جزیرہ بوغجہ آطہ میں آکر اپنے مقتولین کو دفن کیا، اور امیرالبحر نے کتخدا قرہ کوز محمد آفندی کو اس جنگ کی رپورٹ لیکر دربار سلطانی میں ارسال کیا جس میں تازہ کمک اور ذخائر کی بھی درخواست کی گئی تھی، جسوقت یہ قاصد دربار سلطانی میں پہنچا ہے سلطان نے اُسے بیش بہا خلعت عطا فرماکر فوراً حکم دیا کہ کپتان پاشا کی مطلوبہ چیزیں بھی ارسال کیجائیں اور جب تمام سامان رسد وغیرہ آگیا تو کپتان پاشا نے جزیرہ ساقز کیطرف کوچ کیا اور وہاں اُسکو گیارہ غلیون طرابلس الغرب کے بیڑہ کے آملے، اور یہاں سے ... غرتیوز کو گیا - اسی زمانہ میں حکومت عثمانیہ کو اطلاع ملی کہ جمہوریہ بندقیہ نے اپنے بیڑہ کی شکست کا حال سُنکر (۱۸) غالی اور (۲۸) غلیون جہاز اور بھی اُسکی تقویت کے لئے ارسال کئے ہیں اور وہ بیڑہ مجمع الجزائر یونان کیطرف آرہا ہے - رہا ترکی بیڑہ وہ جزیرہ ساقز سے جزیرہ اسٹنڈیل کی طرف گیا جسپر بنادقہ کا قبضہ تھا اور تھوڑی سی فوج وہاں خشکی پراتاری گئی جس نے تین دن جزیرہ میں لوٹ مار کرکے معاودت

کی اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کر لائی ؞

کپتان پاشا کو خبر ملی کہ غنیم کا بیڑہ جزیرہ دکرمنلک " [illegible] " میں موجود ہے تو وہ فوراً اُسکی طرف روانہ ہُوا اور دوسرے دن جزیرہ کو چک دکرمنلک " [illegible] - [illegible] " کے نزدیک اُنپر حملہ کردیا، لیکن دشمن کے جہازات خوب چوکنے ہو رہے تھے اسواسطے دورہی سے گولہ باری ہوتی رہی اور ہوا کی مخالفت ترکوں کو دشمن سے قریب ہونے سے روکتی رہی، دن بھر کی گولہ باری کے بعد شام کو عثمانی بیڑہ بے نیل مرام جزیرہ ساقز کو چلا گیا اور کپتان پاشا نے وہاں غلیون اور بڑے بڑے جہازوں کو ودَچہ کے گھاٹ میں چھوڑ کر پچاس غلیون جہازوں کو سواحل روتیلیا کی حفاظت پر مامور کیا اور بعد میں انہی غلیونوں کے ساتھ جزیرہ اغریبوز کی طرف جا کر کچھ عرصہ تک مجمع الجزائر یونان کے اطراف میں غنیم کی جستجو کی اور جب کوئی نہ ملا تو کریٹ گیا اور وہاں کے عثمانی سردار سے ملتا ہُوا جزیرہ روڈس اور ازمیر (سمرنا) کو دیکھتا بھالتا اور ازمیر میں عید کی نماز ادا کرتا ہُوا وہیں سے بک لوگوں کو اُنکے ملک کی طرف واپس کر کے خود آستانہ علیہ میں چلا آیا - اسیران جنگ اور اموال غنیمت کی بڑی تعداد سلطانی دربار میں پیش کی جسکی وجہ سے انعام و خلعت سے سرفراز کیا گیا - پھر اُس نے سلطان سے گزارش کی کہ جنگی بیڑوں کی سپاہ کو اس مرتبہ موسم سرما کی چھٹی نہ دیجائے اور یہ درخواست منظور ہوگئی تو اُس نے فوج کو قواعد کی مشق کرانی شروع کی اور بیڑہ میں نہائت عظیم الشان خوبیاں پیدا کردیں اب ترکی بیڑہ کے ملاح اور اُس کی بحری فوج ایسی کاردان بنگئی کہ اُسنے بعد میں کئی ایک نامی معرکے سر کئے ؞

کوفز کی بحری جنگ

دولت علیہ کو معلوم ہُوا کہ بنادقہ کا بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کے اطراف میں آگیا ہے تو اُس نے کپتان مصطفےٰ پاشا ارنوُدی کو جو مراد پاشا کے بعد امیر البحر مقرر ہُوا

تھا۔ ترکی بیڑہ کو غنیم کے مقابلہ پر لیجانے کا حکم دیا اور وہ ماہ شعبان کے اوائل میں آبنائے سے باہر گیا، کپتان پاشا نے بنادقہ کا بیڑہ جزیرہ کوز کے روبرو لنگرزن دیکھکر اُسکے اگلے غلیون جہازوں پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا لیکن ہوا کی کمی نے اُسے مدد نہ دی اور پانی کی روانی ترکی جہازوں کو دھکیل کر ساحل رومیلیا کی سمت ہٹا لیگئی اس لئے جانبین سے گولہ باری کا تبادلہ ہونے لگا اور وقت زوال آفتاب سے غروب کے وقت تک برابر طرفین گولہ باری کرتے رہے جس سے دونوں جانب یکساں ضرر پہونچا اور تمام سطح سمندر ٹوٹے ہوئے جہازوں کے تختوں سے بھر گئی ترکوں نے اس جنگ میں ایسی بے نظیر پامردی دکھائی کہ غنیم اُسکا لوہا مان گیا اور اُنہوں نے بنادقہ کے دو غلیون جہاز غرق کردئیے جسکے مقابلہ میں بنادقہ نے نو عثمانی کشتیاں تلف کیں اسکے بعد کپتان پاشا اپنا بیڑہ جزیرہ ساقز کو لیگیا اور بنادقہ جزیرہ میلو کو چلے گئے۔ پھر کپتان پاشا کو خبر ملی کہ بنادقہ نے جزیرہ نقشہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ اپنا بیڑہ لئے ہوئے اُنکے سر پر پہنچگیا، مگر غنیم اُس کے دبدبہ سے بلا جنگ و جدل پسپا ہو کر بھاگ نکلا، مورخین نے ترکی کپتان کی اس دلیری کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس واقعہ سے ترکوں کی سابقہ ناکامی کی عمدہ تلافی ہو گئی +

سنہ ۶۶ھ میں حسین پاشا سپہ سالار افواج کریٹ کی رپورٹ دربار سلطانی میں آئی جسمیں وہاں کی فوجوں کی حالت زار کا اظہار اور اُنکی کمی تعداد دکھا کر لکھا تھا کہ شہر کینڈیا کا فتح کرنا اس قلیل فوج سے ناممکن ہے بلکہ احتمال ہے کہ باقی مفتوحہ مقاموں پر سے بھی قبضہ اُٹھ جائے اور اگر دولت علیہ کو اسی سال جزیرہ کا باقی حصہ فتح کرلینے کی سعی منظور نہیں تو مناسب ہوگا کہ مفتوحہ مقام بھی دشمنوں کو واپس دیدئیے جائیں۔ اور یہاں کی فوج واپس بلالیجائے۔ یہ رپورٹ پڑھکر وزیروں نے ایک خاص مجلس مشورہ منعقد کی اور سوچا جانے لگا کہ کیا کرنا چاہئے تاکہ آخری مناسب تدبیر پر عملدرآمد ہو سکے۔ ادہر یہ سوچا جا رہا تھا اور دوسری جانب بنادقہ کو یورپ سے مدد ملگئی جسکے باعث اُنکے جنگی جہازات ستّر کے قریب ہوگئے اور سب اعلےٰ درجہ کے تھے اس لئے اُنہوں نے

آبنائے ڈارڈنلز کا ناکہ روک لیا اور ترکی بیڑہ کا نکلنا غیر ممکن بنا دیا۔ مگر اسی اثنا میں بنادقہ کی بیڑہ کا ایک کپتان مع تیس ۳۰ اور سپاہیوں کے ٹوٹ کر آستانہ علیہ میں چلا آیا اور اس نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ مصطفےٰ پاشا چتال باش آبنائے کے محافظ نے اُس کی کار روائی سے واقف ہو کر سلطان سے سفارش کردی کہ اسکو بحری فوج میں عہدہ دیا جائے چنانچہ وہ قلیون کا کپتان اور دار الصناعۃ کا نگران بنا دیا گیا پھر انہی دنوں کپتان مصطفےٰ پاشا جو بڑا تجربہ کار اور لائق بحری افسر تھا امیر البحری کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا اور یہ ایسی غلطی تھی جسکا خمیازہ بعد میں بہت بڑا اٹھانا پڑا ورنہ اس تجربہ کار شخص نے ترکی بحری حالت کو درست رکھنے میں کمال کر دکھایا تھا اور مصارف بحری کا کوئی حساب یا معاملہ ایسا نہ تھا جو اسکے واقفیت سے خارج ہو، اُس کی جگہ ۱۰۶۶ھ میں حالیجی زادہ مصطفےٰ پاشا کو ذیگئی لیکن وہ ایک صاحب ثروت شخص اور حد درجہ کا آرام پسند تھا ایسی خطرناک خدمت اُس نے منظور نہیں کی تو اُسے مصر کا حاکم مقرر کرکے چرکس کنعان پاشا کو امیر البحر کے خطیر عہدہ پر مامور کیا گیا ✣

چناق قلعہ کا بحری واقعہ

کپتان کنعان پاشا کوئی اعلےٰ درجہ کا بحری افسر اور مشہور دلیر شخص تھا وہ کسی طرح اس منصب کی قابلیت ہی نہیں رکھتا تھا ہاں صرف معزز القاب کی طمع نے اُسی یہ منصب قبول کر لینے کی ترغیب دلائی اور جب وہ امیر البحر ہوگیا تو اُسنے ترکی بیڑہ کی خراب حالت پر کچھ بھی توجہ نہیں کی کیونکہ اُسے خوف تھا کہ اگر زیادہ مصارف کی درخواست کریگا تو نالائق بتا کر نکالدیا جائیگا، بہر حال اُس نے بیڑہ کی حالت جیسی کی تیسی رہنے دی اور جب ۱۰۶۶ھ میں وہ سات قلیون، سات ماعون، اور پینتالیس خراب جہازوں کا ناکمل بیڑہ لیکر جسپر کافی تعداد کی قواعد دان فوج بھی نہ تھی آبنائے ڈارڈنلز میں پہنچا اور اناطولیا کے قلعوں کے سامنے لنگر زن ہوا

تو بنا دقہ کے جہازوں کی منتظم حالت اور اُن کی تیاری دیکھکر ڈر کے مارے سہم گیا، اُس نے آبنائے کے محافظ خانہ میں ایک جنگی مجلس منعقد کی اور ساتھی افسروں سے صلاح پوچھی تو سب کی رائے یہی ہوئی کہ عثمانی بیڑہ کی حالت ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ غنیم سے جنگ کر سکے اور بالفرض ہم لڑے تو بجز اسکے کہ سخت نقصانات اُٹھائیں کوئی صورت مفید نہیں نکل سکتی، پھر ان تمام باتوں کو ایک قرارداد کی صورت میں تحریر کیا گیا اور کپتان نے جملہ افسروں کو حکم دیا کہ وہ اس میموریل پر دستخط کر دیں تا کہ اُسے آگے بڑھایا جائے مگر سب اس امر سے منکر ہو گئے اور کہنے لگے یہ کپتان کا کام ہے کہ وہ رپورٹ کرے یا نہ کرے ہمارا کام مفید صلاح دینا تھا وہ ہم نے کر دیا اس کے بعد کچھ سپاہیوں نے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اور کپتان نے جنگ کے بعد تنخواہ دینے کا وعدہ کیا تو وہ برہم ہوکر نوکری چھوڑ بیٹھے اس سے اور بھی بیڑہ کی حالت ابتر ہو گئی، کپتان نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور باوجود اس کے کہ رہی سہی سپاہ بھی بیدل اور جنگ سے روکتی تھی وہ دشمن پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہو گیا اور چوتھی تاریخ ماہ رمضان سنہ ۶۶ھ کی حملہ کرنے کیلئے مقرر کی، باقی فوج بھی یہ حکم سنکر نافرمانی پر آمادہ ہوئی اور اُس نے کہا کہ اس قدر کمزوری کے باوجود ہم لڑ کر اپنی جان نہیں دے سکتے بہت سے لوگ پھر جہازوں کو چھوڑ کر چلے گئے اور بیڑہ کی حالت حد درجہ ابتر ہو گئی۔ کپتان پاشا اوّل تو ناتجربہ کار تھا دوسرے اُس پر کچھ ایسی شامت سوار تھی کہ وہ خواہ مخواہ دشمن پر حملہ کرنے کے لئے اصرار ہی کرتا گیا اور رہی سہی ناکافی فوج ہی کو لڑانے کیلئے بڑھایا سوء اتفاق دیکھئے کہ جب وہ حملہ کے لئے جہازوں کو حرکت دیچکا تو یکایک جنوب مغرب ہوا نے زور باندھا اور جہازوں کی صفیں درہم و برہم کر دیں اور غنیم کی گولہ باری شروع ہو گئی اور اُس نے زور شور سے عثمانی جہازوں پر حملہ کر دیا جس سے ترکی بیڑہ اس قدر منتشر اور بے ترتیب ہو گیا کہ اُس کے جہازات خود ہی ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے پانی کی موجیں، غنیم کے حملے، اور ہوا کی مخالفت، ان سب باتوں نے مل ملا کر عثمانی سپاہ کو بجز فرار اور کسی امر پر قرار نہ لینے دیا کچھ لوگ ساحل کی طرف

بھاگ گئے تاکہ خشکی میں اُتر کر جان بچائیں اور بعض جہازوں نے حملہ کی کارروائی ترک کردی کپتان نے اُن جہازوں کے افسروں کو جنگ کی ترغیب دینے کیلئے چند پنسوئیاں دو تو وہ بھی غنیم کی آتش بارگی کو جھیلکر منزل مقصود تک نہ جا سکیں اور اب اُس کے ساتھ کے جہازوں میں بھی ابتری پڑگئی ہوا کے تھپیڑوں نے قریب قریب چھوٹی کشتیوں کا تمام حصہ برباد کردیا اور کپتان پاشا مع دوسرے چند جہازوں کے کسی طرح بھاگ کرانا طولیا کی بحری قلعہ کی پناہ میں پہنچگیا - قلعہ کی محافظ سپاہ نے دیکھا کہ دشمن بڑھتا آتا ہے اور کپتان پاشا کے جہازوں نے اُس کی شست کو روک کر دشمن پر گولہ باری کرسکنے کا موقع نہیں رہنے دیا تو وہ کپتان پاشا سے ذرا آگے بڑھ جانے کا خواہشمند ہوا اور بزدل کپتان ڈر کے مارے آگے جانے سے منکر ہوگیا - آخر غنیم کے جہاز بالکل نزدیک چلے آئے اور اُنہو دس ترکی غراب گرفتار کر لئے ، عبدالرحمن پاشا ، اور حجر بک کتخدایان دارالصناعۃ اور بیرام بک اور ہمت بک کے جہاز چھین لئے اور انکے علاوہ سات غلیون جہازوں کو بھی پکڑ لیا - پندرہ غراب ، دو ماعون ، اور بیس غالی وضع کے جہاز دشمنوں نے جلا دئے غرضکہ اس افسوسناک جنگ میں ترکوں کے نقصانات کا اندازہ تقریباً ستر جہازوں کا کیا گیا ہے اور عثمانی بیڑہ میں صرف بک لوگوں کی چند کشتیاں ، اور بارہ غالی وضع کے جنگی جہازات کے سوا کچھ باقی نہیں بچا - بنادقہ کا فتحمند بیڑہ عثمانی بیڑہ کو اس طرح مسمار کر کے جزیرہ بوغچہ آطہ کیطرف چلا گیا اور اُنیس دن کے محاصرہ کے بعد اُسے فتح کرلیا ، پھر اُسنے جزیرہ لیمنوس کو بزور شمشیر لیکر اُس کے ساتھ ہی جزیرہ ایمروز پر بھی قبضہ کر لیا) اس جنگ کے بعد کپتان کنعان پاشا کو اُسکی حماقت کی پاداش میں بحکم سلطانی قتل کر دیا گیا اور اب بجائے اُس کے سید احمد پاشا کپتان مقرر ہوا مگر جب وہ آبنائے چناق قلعہ کی حفاظت پر مامور ہوا تو اُس کی عدم لیاقت ظاہر ہو گئی اس لئے وہ بھی پہلے معزول اور پھر قتل کر دیا گیا اور ۱۰۶۷ھ میں طوپال محمد پاشا کو امیر البحری کا عہدہ ملا +

بنادقہ نے مذکورہ بالا جزائر پر قابو حاصل کر لینے کے باعث ترکی بیڑوں کی ناک میں دم کر دیا تھا اور دارالخلافت کو بھی دہمکی دیا کرتے تھے اسواسطے سلطان اور

وزرائے مملکت سب کو اس بات کی فکر لاحق تھی کہ کسی طرح غنیم کو دروازہ پر سے ہٹایا جائے چنانچہ جب عثمانی باقیماندہ بیڑہ جزیرہ کریٹ کی فوجوں کو کمک اور رسد رسانی کے کام سے فارغ ہو کر پلٹا تو سلطان نے تمام تر توجہ اُس کی درستی پر مائل کی اور موسم سرما کے چار مہینوں میں ساٹھ جنگی جہاز تیار کر لئے گئے۔ آئندہ موسم بہار کا آغاز ہوتے ہی (۳۶) غالی اور غراب، اور چار شاتانیہ جہازوں کا ایک بیڑہ بماتحتی کپتان طوپال پاشا بنادقہ کے بیڑہ جہازات کو شکست دینے کے لئے ارسال کیا گیا اور وہ ساقز اور روڈس کے پاس سے ہوتا ہوا جزیرہ انجیرلی " [illegible] " کے نزدیک وہ اہل مالٹا کے جہازوں سے مزاہم ہوا جو مصر سے آنیوالے جہازات رسد کی تاک میں وہاں ٹھیرے تھے، عثمانی بیڑہ نے مالٹا والوں کا ایک غلیون جہاز غرق کر دیا اور دوسرا بھاگ کر نکل گیا لیکن اُسکے بہت سے سوار ترکی سپاہ نے گرفتار کر لئے۔ پھر اس بیڑہ نے جزیرہ روڈس کے نزدیک ہی چند غنیم کی کشتیاں پکڑ لیں۔ ابھی ترکی بیڑہ ان ہی کارروائیوں میں مصروف تھا کہ دوسری جانب جزیرہ ساقز کے نزدیک بنادقہ کے بیڑہ نے ظاہر ہو کر مصر سے آتے ہوئے (۱۲) رسد رسانی کے جہاز گرفتار کر لئے اور انکا تمام سامان لوٹ لیا۔ پھر اُس نے جزائر مغرب سے آنیوالا آٹھ غلیون جہازوں کا بیڑہ بھی تباہ کر دیا، یہ خبریں دار الخلافت میں پہنچیں تو وہاں عام ناراضی پھیل گئی اور اب ترکوں کی بحری وقعت کے عود سے لوگوں کو مایوسی ہو گئی۔ سلطان اور وزراء کو بھی سخت فکر دامنگیر تھی، کپتان پاشا طوپال محمد کی یہ حالت ہوئی کہ اُسنے بنادقہ کا زبردست بیڑہ دیکھکر بندرگاہ روڈس سے قدم نکالنے کی بھی جرأت نہیں کی، جزیرہ کریٹ سے متواتر ترکی فوج کے فاقوں مرنے اور سامان جنگ سے لاچار ہونے کی خبریں آ رہی تھیں آخر حکومت عثمانیہ نے دار الصناعت کو ایک دوسرا نیا بیڑہ تیار کرنیکا حکم دیا جسمیں انیس [19] غلیون، دس [10] ماعون، اور تیس [30] غالی جہازات ہوں اور جب یہ بیڑہ مکمل ہو کر آلات جنگ وغیرہ سے آراستہ کر دیا گیا تو اسپر جو فوجیں تھیں اُنکی افسری کے لئے ینی چری سپاہ کا ایک افسر قاسم آغا نامی منتخب کیا گیا اور شمسی پاشا دوائس ایڈمرل، وکیل کپتانی پاشا کی کمانت

میں یہ بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہوا +

کوپریلی محمد پاشا کی وزارت

اس زمانہ میں دولت عثمانیہ کی حالت اسقدر ابتر ہو رہی تھی کہ خزانہ خالی ہونیکو تھا، بری فوجیں فرقہ بندی اور تمرد کی بلا میں مبتلا ہو کر بیکار ہو گئی تھیں، بحری قوت بنادقہ کے ہاتھوں برباد ہو چکی تھی، بحر مجمع الجزائر یونان کے دس نہایت ضروری اور قابل قدر جزیرے اُس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اور بنادقہ کا بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کے ناکہ پر کھڑا پایہ تخت کو دھمکی دے رہا تھا۔ اور باوجود ان سب باتوں کے حکومت ابھی کہ غفلت کی گہری نیند میں ڈوب رہی تھی اور ایک خلل مٹاتی تھی تو دس نئے خلل پیدا ہو جاتے ایک انتظام کی جگہ بیس بد انتظامیاں پھوٹ پڑتیں آخر خداوند قادر ذو الجلال کو مخلوق کی حالت زار پر رحم آگیا اور اُس نے اپنا ایک خاص بندہ ان تمام آفتوں کا انسداد کرنے کیلئے مامور فرمایا وہ بندہ خدا فاضل وزیر کوپریلی محمد پاشا تھا جسکی دانشمندی، قوت انتظام، عالی حوصلگی، جرأت، دور اندیشی، اور مزید بریں ہمہ اُس کی سالہا سال کی تجربہ کاری نے دولت عثمانیہ کی ڈوبتی ہوئی کشتی ایک دم میں سنبھال لی، اور مسند وزارت کو اپنی قدوم سے شرف بخشتے ہی حکومت کے ہر صیغہ میں اصلاح و انتظام کی رُوح پھونکدی، یوں تو اُس سے اگلے وزیر بھی تدبیر ملکداری میں کچھ کم نہیں تھے لیکن بات یہ تھی کہ کوپریلی محمد پاشا دل سے اصلاح اور فلاح مخلوق کا خواہاں تھا اس لئے اُس کی ہر ایک بات پُر اثر ہوتی تھی اور جو چال وہ چلتا تھا چل جاتی تھی، اس لائق اور نیک دل وزیر نے چند ہی دنوں میں تنزل حکومت کی ایسی کایا پلٹی کہ بجائے ضعف و اضمحلال کے اُسے قوت و ہمت سے مالامال کر دیا، فوجیں بدستور جرأت و شجاعت دکھانے لگیں، خزانے معمور اور خلق خدا مسرور ہو گئی، یہانتک کہ سلطنت عثمانیہ نے تازہ زندگی اور نئے دور میں قدم رکھا +

"قومبرون" کی بحری جنگ

جبکہ حکومت عثمانیہ کی سیاسی اور انتظامی حالت سخت مخدوش ہو رہی تھی اور بنادقہ کا بیڑہ ڈارڈنلز کا محاصرہ کئے ہوئے ترکی بیڑہ کو اُس سے نکلنے نہیں دیتا تھا، اُسوقت صدر اعظم محمد پاشا کو یہ بات سخت شرمناک معلوم ہوئی کہ ترکی سلطنت اعداء سے یوں دبی رہے اور وہ کچھ نہ کرے۔ لہذا اُس نے فوج کی کمان خود اپنے ہاتھوں میں لیکر آبنائے کی طرف رُخ کیا اور قلعہ سلطانیہ کو جو دہانہ آبنائے پر واقع ہے اپنا مرکز قرار دیکر رومیلیا کے سواحل پر صوغانلی کے مقام میں اور اناطولیا کے ساحل پر مقام کفز میں متعدد استحکامات تیار کرانے کے بعد اُنپر بھاری توپیں چڑھا دیں اور اس طرح ان اطراف میں جسقدر بنادقہ کے جہازات لنگر زن تھے اُنکو یہاں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوا مگر ابھی بنادقہ کا بیڑا دس میل کے فاصلہ پر دریا میں مقام کفز کے سامنے استادہ تھا اور وزیر اعظم کو اُسے بھگانے کا خیال دامنگیر تھا اس لئے وہ بحری جنگ پر آمادہ ہوگیا اور تمام انتظامات مکمل کر کے اُسپر حملہ کر دیا، ایک عرصہ تک دونوں بیڑوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں کبھی ترکی بیڑہ غنیم کو پسپا کر دیتا اور گاہے غنیم کا بیڑہ عثمانی بیڑہ کو پسپا ہونے پر مجبور بنا دیتا۔ دونوں طرف کے بہادروں نے وہ وہ جوہر جرأت دکھائے کہ دوست دشمن سب آفرین کہنے لگے۔ آخر میں عثمانی بیڑہ کا ایک ماعون جہاز غرق ہوگیا جو اپنے ہی ساتھ کے دوسرے ہمشکل جہاز کی ٹکر سے مضروب ہوا تھا اور تیسرا ماعون جہاز بنادقہ نے گرفتار کر لیا، ینی چری فوج اس حالت کو مشاہدہ کر کے میدان سے بھاگ نکلی اور اپنے غراب جہازوں کو رزمگاہ سے نکال لیگئی تیس[۳۰] غراب اور دس ماعون جہازوں کا ایک ساتھ میدان سے نکل جانا معمولی امر نہ تھا، وزیر اعظم نے ہزاروں دھونس دھڑکے دئے مگر نامرد ہزیمت اُٹھانے والوں کے قدم نہیں ٹکے، صدر اعظم نے دیکھا کہ اب جو کچھ ہوگیا اُس کی تلافی مشکل ہے باقی جہازوں کی حفاظت مقدم رکھنی چاہئے اس لئے وہ خشکی کے استحکامات جو اناطولیا کے ساحل پر

تھے زیادہ کرنے میں مصروف ہوگیا تاکہ غنیم کو باقی جہازوں پر دسترس نہ ملے۔ اُدہر بناؔدقہ نے ترکوں کی شکست کا حال دیکھا تو اُنہوں نے گولہ باری تیز کردی اور تین شبانہ روز عثمانی بیڑہ کے لنگر زن جہازوں اور قلعوں پر گولے برساتے رہے، ترکوں نے بہی زور شور کی گولہ باری سے اُنہیں جواب دیا اور برابر مقابلہ میں ڈٹے رہے، مگر جب غنیم کو گولہ باری سے کچھ نہ حاصل ہوا تو امیرالبحر "طوماس موچنیغو،"

Thamaus mocenigo نے آخری تدبیر یہ کی کہ عثمانی بیڑہ کو جو بندرگاہ قومبرؔدن کے گھاٹ میں استادہ تھا گرفتار کرلینے کو بڑہا، وزیراعظم یہ کیفیت دیکھکر سخت پریشان ہوا کیونکہ اُس کے جہازات "نکمے" ہوچکے تھے اور جنگ آور فوج نے نمک حرامی کی تہی، تاہم اُس نے اپنے حواس برجا رکھے اور خشکی کے مورچوں میں جو توپچی تھے اُنکو ہمت بندھانی اور انعامات کی توقع دلانی شروع کی تاکہ وہ غنیم کے جہازوں کو توپوں کی زد پر رکھ لیں، چنانچہ ایک توپچی جسکا نام قرہ محمد تھا آگے بڑہا اور اُس نے اپنی توپ کو بنادقہ کے ایڈمرل کے جہاز کی طرف سیدہ میں لگا کر شست درست کی اور ایسا بے خطا گولہ رسید کیا کہ اُس جہاز کے میگزین میں گرا، العظمۃ للّٰہ میگزین کا اُڑنا تھا کہ ایک قیامت خیز دہماکے کی صدا آئی اور ایڈمرل کا جہاز پارہ پارہ ہوکر ہوا میں اُڑگیا۔ ایڈمرل طامس چینیگو دو اُس کے ساتھ کے ایک ہزار سپاہی سب ہلاک ہوگئے اور جو جہازات اس کے قریب تھے وہ بھی بالکل بیکار ہوکر رہگئے، بس پھر تو بناؔدقہ کا بیڑا سراسیمگی کے عالم میں پیچھے ہٹا اور ترکوں نے گولہ باری کا تار باندہ دیا حتے کہ تھوڑی ہی دیر میں غنیم کے کئی اور جہاز بھی نکمے کرڈالے۔ ایڈمرل طامس چینگو بنادقہ کا نہائت نامور بحری افسر تھا اُس نے ترکوں کو پندرہ سال سے تنگ کررکھا تھا اور اکثر لڑائیاں فتح کرکے عثمانی بحری قوت پامال کرچکا تھا، وہ امیرالبحر فرانسیسکو موروزونی کا نہائت قریبی رشتہ دار تھا جسنے شہر خانیہ پر ترکی قبضہ میں آجانے کے بعد حملہ کیا تھا۔ اور طامس لنگڑا ایڈمرل مشہور تھا، اُس کے قتل ہوتے ہی بنادقہ کے بحری افسروں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بھاگ کر جزیرہ بوغجہ آطہ میں

پناہ گزین ہو گئے۔ بھاگتے ہوئے غنیم اپنے چھ غلیون جہاز بھی چھوڑ گیا جنپر عثمانی بہادر
سپاہیوں نے قبضہ کرلیا وزیر اعظم نے اس غیر متوقع فتح پر خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا
صادق الخدمت لوگوں کو انعامات سے سرفراز کیا اور نکموں کو سخت سزائیں دیں،
اور قرہ محمد توپچی کو نہایت گراں بہا خلعت عطا کیا، پھر اُس نے اپنے جہازوں کی
مرمت اور نئے جہازات کی تیاری کا حکم دیا تاکہ دوسرا بیڑا تیار کرکے غنیم کا استیصال
کرسکے۔ چونکہ عثمانی بیڑہ کا بڑا حصہ طوپال محمد پاشا کے ساتھ آبنائے سے باہر تھا اور
اب وہ بھی مع جزائر مغرب کے بیڑوں کے آگیا۔ نیز ٹیونس، اور الجزائر کے بیڑے
حاضر ہوگئے اور طوپال محمد پاشا نے اپنی مجبوری کا عذر پیش کیا تو وزیر اعظم نے اُسے
معافی دیکر خلعت سے سرفراز کیا اور تازہ دم فوجین عطا کرکے جزیرہ بوغچہ آطہ کی
فتح پر مامور فرمایا جسنے سخت جنگ کے بعد بنادقہ کو وہاں سے نکالدیا اور اُس کے
قلعوں کو درست کرکے غنیم کے جہازات آبنائے کے پاس سے دور تک ہٹادئے،
پھر جزیرہ بوغچہ آطہ میں کافی تعداد کی محافظ سپاہ چھوڑکر سہراب پاشا کو اُنکا افسر بنایا اور
وزیر کی خدمت میں واپس آیا، دوبارہ وزیر اعظم نے اُس کو پانچہزار سپاہ اور ایک نیا
بیڑہ دیکر جزیرہ لیمنی سے غنیم کو نکالنے پر مامور کیا اور دو ماہ کے محاصرہ کے بعد طوپال
محمد پاشا اسکو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ بنادقہ کو آبنائے کے نکاس سے ہٹاکر
اور ترکی بیڑہ کا راستہ صاف بناکے وزیر اعظم کوپرلی محمد پاشا سنہ ١٠٦٧ھ میں آستانہ علیہ
کو واپس آیا اور سلطان کی عنایتوں کا سزاوار بنا۔ اسی سال میں جزیرہ لیمنی فتح ہونے
کے بعد طوپال محمد پاشا عہدہ امیر البحری سے معزول کرکے جزیرہ ساقز کا محافظ مقرر ہوا
مگر چونکہ سلطان اُس کی طرف سے خوش نہ تھا اس لئے آخر وہ بزدلی کے جرم میں قتل
کرادیا گیا۔ طوپال محمد پاشا کے بعد چاوش زادہ محمد پاشا عثمانی بیڑہ کی کمان افسری پر
متعین ہوا تھا لیکن یہ چند ہی روز بعد ولی حسین پاشا کے آستانہ علیہ واپس آنے
پر اس عہدہ سے الگ کردیا گیا اور ولی حسین پاشا کو امیر البحری کا منصب ملگیا جو ایک سال
تک اس منصب پر رہکر بالآخر دشمنوں کی سازش سے قتل کردیا گیا اور پھر بجائے اُسکے

اُس کا باپ کتخدا علی پاشا سنہ ۱۰۶۹ھ میں عثمانی بیڑوں کا کمان افسر بنایا گیا اور کتخدا علی پاشا کے بعد یہ جگہ حسام بن علی زادہ پاشا کو ملی۔

اباظہ حسن پاشا کی بغاوت

سنہ ۱۰۶۸ھ میں جبکہ حکومت عثمانیہ بنادقہ کو آبنائے ڈارڈنلز سے نکالنے کیلئے بحری جنگ میں منہمک تھی اباظہ حسن پاشا نے جو فوج سپاہی کا ایک افسر تھا اناطولیا میں سخت بغاوت برپا کردی اور تقریباً پندرہ معزول شدہ پاشا بھی اُس کے ساتھ ملگئے سپاہی فوج کی ایک زبردست جماعت بھی وزیر کوپریلی محمد پاشا کے مواخذہ سے بھاگ کر اُس کی شریک ہوگئی، اور اباظہ حسن نے حکومت عثمانیہ سے وزیر کوپریلی محمد پاشا کی معزولی اور اُسے سزا دینے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ طیار زادہ احمد پاشا کو وزیر بنایا جائے کیونکہ یہ شخص اُس کے جتھے کا آدمی تھا، باغیوں کا جتھا ہر روز اس قدر بڑہتا گیا کہ سلطان اور وزراے مملکت سب اُس کے رعب میں آچلے اور سلطان نے مرتضیٰ پاشا والی دیار بکر کی سپہ سالاری میں ایک جرار فوج اُن لوگوں کی سرکوبی کے لئے مامور کر کے وزیر اعظم کو مملکت ٹرینسلونیا سے اپنے پاس مقام ایڈریانوپل میں بلایا تاکہ اُس سے باغیوں کے بارہ میں گفتگو فرمائے، اب کنعان پاشا بروصہ کا حاکم بھی باغیوں کی جماعت میں ملگیا تھا اور اُنکی قوت بہت بڑھ گئی تھی مگر سلطانی سپاہ نے بڑی جرأت دکھا کر اُنکو سخت نقصان کے ساتھ قونیہ کی جانب پسپا کیا۔ علاوہ بریں شیخ الاسلام نے متواتر نصیحت آمیز فتوے باغیوں کو اِس ذلیل حرکت سے باز آنے کے لئے ارسال کئے جنکو دیکھکر بکثرت نمکحرام بلغدراستے پر آگئے۔ اور سلطانی فوج کی پناہ میں داخل ہوئے باغیوں کا زور ٹوٹ گیا تو اباظہ حسن سرغنہ نے بھی مرتضیٰ پاشا کے پاس اطاعت کا پیام بھیجا اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بخشی کے وعدہ پر اطاعت ماننے کو تیار ہوگیا۔

مرتضیٰ پاشا نے شہر حلب میں اِس شرط کو منظور کرنے کے بعد اباظہ حسن پاشا کو اپنے قابو میں کرلیا اور پھر اُس نے عہد شکنی کر کے تمام باغیوں کو مع اُس کے قتل کردیا کیونکہ یہہ

کمبخت ہمیشہ بغاوت کیا کرتا تھا۔ جب ۱۰۶۹ھ میں اباظہ حسن پاشا کا قصہ ہمیشہ کے لیے فیصل کر دیا گیا تو سلطان نے اسماعیل پاشا کو جو استنبول میں اُسکا نائب مقرر تھا اناطولیا کے باقی ماندہ سرکشوں کی سزادہی پر مامور کیا اور خود شہر بروصہ میں آرہا۔ اسماعیل پاشا نے بڑی خوبی کے ساتھ چند ہی روز کے عرصہ میں فرقہ جلالیہ کے تمام باغیوں کا خاتمہ کر دیا اور سلطنت کو اُنکے وجود سے پاک بنا ڈالا +

دولت علیہ کی شمالی سرحدوں کی لڑائیاں:-

اسی سال یعنی ۱۰۶۹ھ میں منہائیل شاہ پولینڈ۔ اور شارلس گسٹاف شاہ سویڈن کے مابین سخت لڑائیاں ہو رہی تھیں، شاہ سویڈن نے حکومت عثمانیہ سے درخواست کی کہ وہ جنگ پولینڈ میں اُس کے مددگار رہنے اور اس ملک کو براہ راست اپنے قبضہ میں کر لے مگر سلطان نے اس بات کو منظور نہیں کیا، اور اس کے بعد سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ راکوسی حاکم ٹرینسلونیا اور قسطنطین اوّل امیر افلاق دونوں شاہ سویڈن کے ساتھ ملکر پولینڈ والوں سے جنگ کرنیکو آمادہ ہو گئے ہیں تو سلطان نے ان دونوں امیروں کو معزول کرنیکا حکم دیا اور مختہ بک ۔۔۔ ایک رومی الاصل شخص کو افلاق کا حاکم مقرر فرمایا مگر راکوسی نے حکم سلطانی سے سرتابی کر کے بغاوت کر دی اور ترکی سپاہ کو لیپا ۔۔۔ کے نزدیک ہزیمت بھی دی جس کے بعد کپتان کوسہ علی پاشا ترکی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا اور اُس نے پیش قدمی کر کے راکوسی امیر ٹرینسلو کو اُس کے بیٹے کے ساتھ ملکر مغلوب کر لیا پھر اشانیوس برکسی کو ملکت اردل (ٹرینسلونیا) کا قرال متعین کر کے بعد میں شہر ٹرگیو ولیشٹہ کو جو اُن دنوں افلاق کا دارالصدر تھا برباد کر ڈالا اور تقریباً بیس اور بستیاں نئی بسائیں، اور چونکہ یہ لڑائیاں حکومت ہنگری کی سرحدوں پر ہوئی تھیں اس لئے اُن سے تبعاً سلطنت آسٹریا کو بھی کچھ صدمات پہنچے اور اسکی سرحدی لینوں میں کچھ خلل آگیا۔ آسٹریا نے اپنے سفیر کی معرفت سلطنت عثمانیہ سے اس معاملہ میں مناسب فیصلہ کی درخواست کی تو حکومت سنیہ نے اُسکی درخواست مسترد کر دی اور سرعسکر کوسہ علی پاشا نے مزید پیشقدمی کر کے

قلعہ دارات [illegible] کو بہی آسٹریا والوں سے چھین لیا جو آسٹریا نے سنہ ... ہ سے حکومت عثمانیہ کے ہاتھوں سے واپس لے لیا تھا - ان واقعات کے ایکسال بعد حکومت سنیہ نے صوبہ ٹرنیسلونیا پر ایک نیا حاکم اباقی میخائیل نامی مقرر کیا جو وہیں کا ایک ذی رتبہ امیر تھا اور یہ آخری فرماں روا تھا جسکو دولت علیہ نے اپنی معرفت مملکت ٹرنیسلونیا کا حاکم بنایا، اس شخص نے برابر بیس سال حکومت کی اور محاصرہ ویانا کے بعد اُسکا بیٹا اس ملک کا حاکم ہوا - نیز اسی اثنا میں سلطنت عثمانیہ کو چند ایسے کاغذات ہاتھ لگے جن سے معلوم ہوا کہ جزیرہ کریٹ کو ترکی قبضہ میں داخل ہونے سے بچانے کیواسطے حکومت فرانس نے بنادقہ کو در پردہ آلات جنگ سے مدد دی تہی، یہ کاغذات مسیو دی لاہی فرانسیسی سفیر آستانہ علیہ کے پاس آئے تھے اور وزیر اعظم کوپریلی محمد پاشا کے ہاتھ لگ گئے، چنانچہ اسی بنا پر حکومت علیہ نے سنہ ... ہ میں سفیر فرانس کے بیٹے کو گرفتار کرکے قید کردیا اور ایکسال محبوس رکھا پھر وزیر کوپریلی محمد پاشا (۶۱ر) ربیع الاول سنہ ... ہ میں بمقام ایڈریانوپل بعمر اسی سال فوت ہوگیا - یہ فاضل وزیر بڑا مدبر اور تجربہ کار سیاسی تھا اور سب سے بڑی خوبی جو اس میں پائی گئی وہ صدق نیت اور خلوص کی بے مثل صفت تہی، اس کے زمانہ میں حکومت کی داخلی اور خارجی حالت بہت سدہر گئی اور متعدد لڑائیاں بہی فتح ہوئیں، اسکے بعد سلطان نے اس کے فرزند فاضل احمد پاشا کو وزیر بنایا جس کی عمر بیس سال سے زائد نہ تہی مگر لیاقت اور معاملہ فہمی کے لحاظ سے وہ اپنے باپ کا مثل تہا علاوہ ازیں کوپریلی محمد پاشا نے اُس کو ایک عرصہ تک اپنے ساتھ کام کرنے کے اصول خوب سکھائے تھے اور مرتے وقت اُسے تمام نشیب و فراز کی وصیت کردی تہی جس سے اسکو ایک بنا بنایا راستہ ملگیا اور اُسی پر چلکر اس نے بہی ناموری حاصل کی ؛

جنگہائے آسٹریا - فتح نیوار - اور جنگ سان گوتارڈ -

آسٹریا نے بہت کچھ حد سے باہر قدم نکالے تھے اور مملکت ٹرنیسلونیا کے معاملات میں دخل دینا شروع کردیا تھا جبکہ ترکی حکومت نے اباقی میخائیل کو اس ملک کا حکمران بنادیا

تو آسٹریا نے اس کی مخالفت میں اپنی طرف سے ایک امیر کیمانوس "Komany" نامی منتخب کر کے اس ملک پر حکمرانی کیلئے ارسال کیا۔ یہ حالت دیکھکر سرعسکر کوسہ علی پاشا اُسپر حملہ آور ہؤا اور کومیانوس کو قتل کرنے کے بعد آسٹروی سپاہ کو حکومت ٹرنیسلونیا کے علاقہ سے نکالدیا، پھر اُس نے حکومت علیہ سے درخواست کی کہ وہ مملکت آسٹریا کی سرحد کا وہ قلعہ جو امپراطور لیوپولڈ دوم نے بنوایا ہے اور جسکا نام زہ رینوار ہے منہدم کرنے کی تحریک فرمائے اور حکومت آسٹریا اور بنادقہ کی جمہوری حکومت کے معروضات صلح پر ہرگز توجہ نہ فرمائے دولت علیہ نے حکومت آسٹریا سے قلعہ مذکور کے منہدم کر دینے کا مطالبہ کیا اور اُس نے تعمیل حکم میں تامل کیا تو اِدہر سے اعلان جنگ دیدیا گیا۔ چنانچہ ۱۰۷۳ھ میں آسٹریا پر فوج کشی شروع ہوگئی اور سلطان نے ایڈریانوپل میں آکر وزیر اعظم احمد پاشا کو سپہ سالار اعظم کے منصب پر متعین فرمایا پھر ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ اُس کی ماتحتی میں دیکر اُسے آسٹریا کی سمت روانہ کیا۔ احمد پاشا اوسک بودین، اور، اسٹراگون کے راستہ سے پیش قدمی کرتا ہوا قلعہ ایوار "Nouhensel" پر پہنچگیا اور اُسکا محاصرہ کرلیا۔ ترکوں نے پہلے بھی ۱۰۱۲ھ میں یہ قلعہ ایک مرتبہ فتح کرلیا تھا۔ لیکن بعد میں یہ پھر آسٹریا کو واپس ملگیا۔ ابھی عثمانی سپاہ اس قلعہ کا محاصرہ کئے تھی کہ اُنکے پاس ایک عظیم الشان کمکی فوج زیر ماتحتی خان احمد کرائے حاکم کریمیا کے فرزند کے آگئی جسکی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور اسمیں صرف بیس ہزار کے قریب قزاق فرقہ کے سپاہی تھے چنانچہ ایک ماہ کامل شہر کا سخت محاصرہ کرنے کے بعد یہ شہر مطیع ہوگیا اور ۱۰۷۴ھ میں وزیر اعظم احمد پاشا فاتحانہ حیثیت سے اسمیں داخل ہؤا۔ اسکے بعد وزیر مذکور نے دریائے ڈینوب پر پل بندہوا کر اُسے عبور کیا اور اسٹراگون کی سمت سے دریا کے پار جاکر آسٹروی سپاہ سے مقابل ہوا جو ماتحتی جنرل مونٹیکوکولی "Montecuculli" اُس سے جنگ کرنے کو آئی تھی۔ عثمانی سپاہ نے اس فوج کو نہائت بُری طرح ہزیمت دی۔ اسّی ہزار صرف جنگی قیدی گرفتار کئے اور مال غنیمت تو اِس کثرت سے ہاتھ لگا جسکا شمار مشکل ہے شاہنشاہ آسٹریا یہ دردناک خبر سُنکر سُن ہوگیا اور اب اُس کو دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ عثمانی سپاہ اُس کے دو صوبوں

موڑ دیا اور سیلیزیا میں پھیل گئی تھی اور اس نے نووگراڈ Novigrad اور اس کے تمام اطراف کو فتح کر لیا تھا اس مرتبہ شاہنشاہ آسٹریا کے ایسے اوسان خطا ہوئے کہ اب سے نصف صدی بیشتر سلطان سلیمان قانونی کے عہد میں اس کے بزرگوں کو بھی اتنی پریشانی نہیں لاحق ہوئی تھی حالانکہ سلطان مذکور نے بارہا مملکت آسٹریا کو پامال کر کے اس کے دارالسلطنت پر حملہ کر دیا تھا اس غیر معمولی گھبراہٹ کی وجہ یہ تھی کہ دول یورپ اپنی جگہ پر ترکی حکومت کی اندرونی کمزوریوں کا حال سنکر اسے سخت ضعیف و زار سمجھ بیٹھی تھیں اور خیال کرتی تھیں کہ معاہدہ زیدوہ تورک کے بعد سے اسکا یورپ میں دوبارہ سر اٹھانا تقریباً محال ہے۔ بہرحال شاہنشاہ آسٹریا کو ترکوں کی چیرہ دستی دیکھکر اسقدر خوف آیا کہ وہ پوپ روم سے مستدعی ہوا کہ شاہ فرانس کو اس کی امداد پر آمادہ بنا دیا جائے تاکہ دونوں ملکر عثمانی حکومت کے حملوں کا انسداد کریں۔ پوپ نے یہ درخواست منظور کر لی اور اس کے کہنے سے شاہ فرانس بھی رضامند ہو گیا چنانچہ اس نے بماتحتی کونٹ دی کولینی "Coligny" ایک فوج آسٹریا کی طرف روانہ کی۔ آسٹریا تو اس تیاری میں مصروف تھا۔ اور ترکی وزیر اعظم موسم سرما قریب آجانے کے باعث بلگریڈ کو واپس چلا آیا جہاں سے اس نے حاکم ٹرنسلونیا، اور دیگر سرداران عساکر کو انکے ملک کی طرف واپس کر دیا۔ ابھی موسم سرما ختم نہیں ہوا تھا کہ آسٹروی جنرل زرینی نے جسکو ترکی مورخین خادوق الحدیدی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ قلعہ قنیزہ کا محاصرہ کر لیا اور صدر اعظم یہ خبر پاکر بلگریڈ سے فوراً چل پڑا، ابھی موسم سرما باقی تھا اور سردی کا زور فوجکشی میں مانع لیکن بہادر ترکوں نے اسکی مطلق پرواہ نہیں کی اور یلغار کرتے دشمن کو روکنے کیلئے روانہ ہو گئے۔ جنرل زرینی "Zriny" یہ خبر سنکر کہ ترکی سپاہ آرہی ہے فوراً محاصرہ چھوڑ کے پسپا ہو گیا۔ ترکوں نے غنیم کے بے لاگ نکلجانے پر جھلا کر قلعہ جات زیگوار کو جو متنازع فیہ تھے تاکا اور انپر قبضہ کر کے سبکو ایک سرے سے منہدم کر ڈالا پھر جبکہ عثمانی سپاہ دریائے مور "Mur" کو عبور کر رہی تھی اسکو غنیم سے مقابلہ کرنے کی نوبت آگئی اور اس جنگ میں آسٹریا کا کمانیر جنرل Strozzi سٹروزی ترکوں کی تلوار کا لقمہ بنا۔ جس سے شہنشاہ آسٹریا کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ اپنی کامیابی سے ناامید ہو گیا، اسکے

فوراً ترکی صدر اعظم کو پیام صلح بھیجا اور کہا کہ معاہدہ زیدتوہ قوروک کے شرائط پر صلح کرلیجے اور اس کے علاوہ تیس ہزار پونڈ سالانہ خراج بھی لینا قبول فرمایئے۔ صدر اعظم نے اس پیام کو ایک عرصہ تک کھٹائی میں ڈال رکھنا مناسب تصور کیا اور قلعہ یانیق کی طرف اُسے فتح کرنے کی نیت سے پیشقدمی کردی، ابھی عثمانی سپاہ دریاے راب سے Raab سے عبور کر ہی رہی تھی کہ آسٹروی فوج زیر کمان سپہ سالار اعظم جنرل مونٹیکوکولی کے اس سے مقابل ہوئی اور پورے ایک دن کی سخت خونریز جنگ کے بعد سنہ ۱۰۷۵ھ میں ترکوں نے آسٹروی سپہ سالار کو ہزیمت دی، یہ لڑائی نہائت سخت تھی اور ترکوں کے دس ہزار جوان اسمیں کام آئے، آسٹرین فوج کے ساتھ اس جنگ میں کونٹ کولینی فرانسیسی جنرل بھی مع چھ ہزار فرانسیسی سپاہ کے شریک تھا اور فرانس والوں کی یہ کمک آخوکار اُنکے اور ترکوں کے مابین عداوت پڑنے کی باعث ہوئی جسکا ذکر آگے چلکر آئیگا۔ اس جنگ کا نام سینٹ گوٹار کی جنگ کے ساتھ مشہور ہوا کیونکہ یہ لڑائی اسی نام کے ایک کنیسہ کے نزدیک ہوئی تھی۔ ترکی صدر اعظم نے غنیم کو ہزیمت دینے کے بعد اپنی باقی ماندہ سپاہ قصبہ واسوار [illegible] میں فراہم کی جہاں دونوں حکومتوں کے مابین شرائط صلح طے پائے اور سنہ ۱۰۷۵ھ میں معاہدہ تحریر کیا گیا جسکا ماحصل یہ تھا۔ کہ آئندہ حکومت آسٹریا کبھی ٹرینسلونیا کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیگی اور ایافی مینخائیل کو وہاں کا حکمران تسلیم کریگی، زہ زنیوار کا قلعہ منہدم کردیا جائیگا اور پھر اُسے کبھی تعمیر نہ کیا جائیگا۔ اور دو لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ دیا جائیگا۔ علاوہ اس کے کہ ایوار، اور نوویگراڈ کے دونوں قلعے حکومت عثمانیہ کے قبضہ میں رہینگے۔ مملکت ہنگری کے چار صوبے بھی دولت عثمانیہ کے پاس رہنے دئے جائینگے اور اب سے پیشتر جانبین میں جتنے معاہدے ہوچکے ہیں آئندہ اُن سبھوں کی پابندی لازم سمجھی جائیگی +

فتح کینڈیا اور ایک چھوٹی سی بحری لڑائی

سنہ ۱۰۵۹ھ سے ابتک یعنی سنہ ۱۰۷۵ھ تک بیس سال کامل جزیرہ کریٹ پر قبضہ کرنیکی

کوشش جاری ہوئی گزر گئے تھے اور باوجود اس کے دولت علیہ کو اندرونی کمزوریوں کے باعث اسے پوری طرح فتح کرنیکا آج تک موقع نہیں حاصل ہوا تھا، بحری قوت کی بربادی، اور اناطولیا اور یورپ کے علاقوں میں بغاوتوں کا زور اُسے کریٹ کی طرف کامل توجہ کرنے سے روکتا ہی گیا لیکن جب اس طرف سے ایک طرح اطمینان ہو لیا تو دولت علیہ نے کریٹ کی خبر لی، وہاں کی جنگ اور سپاہ کا افسر بدلا گیا اور ۱۰۷۲ھ میں عنکبوت احمد پاشا کو سپہ سالار افواج کریٹ بنایا گیا جسے پوری کوشش سے کام لینے کا حکم ملا اور تازہ کمک اور سامان رسد کا ذخیرہ اُسے پہنچایا جانے لگا۔ کپتان علی پاشا ابن حسام الدین بک کو حکم ملا کہ جنگی بیڑہ لیکر بحرابیض متوسط میں نکلو مگر جبکہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گیا تو اس کی جگہ کپتان عبدالقادر پاشا کو ملی یہ سردار بھی چند روز سے زائد اپنے عہدہ پر نہیں رہا، اور اب قرہ علی پاشا حاکم دیار بکر بحری افسری کے منصب پر ممتاز کیا گیا، سلطنت عثمانیہ نے حکومت ٹرینسلونیا کا انتظام مکمل کر دیا تو اُس کی نیت کریٹ کی فتح کا تکملہ کرنے پر مائل ہوئی اور فوجوں کی روانگی شروع کر دی گئی، صدر اعظم احمد پاشا کریٹ کی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا اور ۱۰۷۸ھ میں وہ اُس طرف روانہ ہوا، اور عثمانی بیڑے بھی بماتحتی کپتان مصطفےٰ پاشا روانہ کئے گئے، وزیر اعظم نے کریٹ پہنچکر قلعہ کینڈیا کے فتح کی تدبیریں کیں اور اسی اثنا میں مصری بیڑہ جو عثمانی بیڑہ کی شرکت کیلئے آتا تھا راستہ میں بنادقہ کے بیڑہ سے دوچار ہو گیا اور جانبین سے جنگ ہو پڑی مصری بیڑہ ہزیمت پا کر بھاگ نکلا اور بنادقہ نے اُس کے کمان افسر رمضان بک کو گرفتار کر لیا۔ اِدھر صدر اعظم نے کینڈیا کا محاصرہ سخت کیا تو بنادقہ دول یورپ سے فریادی ہوئے اور دول نے انکو امداد دینے کا وعدہ بھی کر لیا دوسری جانب سلطان نے یہ دیکھا کہ ترکوں کو جزیرہ کریٹ میں پوری کامیابی نہیں ہوتی تو وہ بنفس نفیس وہاں جانے کیلئے آمادہ ہو گیا اور یہ خبر افواج کریٹ نے سُنی تو انکو سخت غیرت دامنگیر ہوئی کہ سلطان کو ایک جزوی معاملہ کیلئے اتنی زحمت دیجائے۔ وہ نہایت مستعدی کے ساتھ سرگرم جنگ ہو گئے، وہاں آستانہ علیہ میں بنادقہ، فرانس اور آسٹریا کے سفیر والے نے

عزم سلطانی ملتوی کرانے کیلئے زور لگانا شروع کیا تاکہ اسی اثناء میں وہ کینڈیا والوں کو مدد پہونچا سکیں، چنانچہ سلطان نے افواج کریٹ کے سپہ سالار صدر اعظم کو تاکیدی احکام ارسال کئے کہ جس طرح ممکن ہو کینڈیا کو جلد تر فتح کرلے سنہ ۱۰۶۷ھ میں سلطان کا ارادہ جزیرہ کریٹ جانے کا سنکر بنادقہ نے ایک جنگی بیڑہ مجمع الجزائر یونان کے سمندر میں ارسال کردیا تاکہ وہ ترکی حکومت کو اس طرف الجھالے چنانچہ اس بیڑہ کا ترکی بیڑہ سے تو مقابلہ نہیں ہوا لیکر مصری بیڑہ اسکی زد میں آگیا اسکے علاوہ جبکہ بنادقہ کا بیڑہ ان اطراف میں پہنچا۔ تو طرابلس الغرب کے چھ جنگی جہازوں کا بیڑہ جو کنڈرہ اور سلانیک کے سمندروں میں ان دونوں مقامات کی حفاظت کیلئے گشت کر رہا تھا اس سے دوچار ہوگیا، بنادقہ کے بیڑہ میں تین غلیون اور سترہ قرقاطہ جہازات اور کشتیاں تھیں اور اُس کی کمان جنرل جوروجی کر رہا تھا طرابلس کے بیڑہ سے اور اس سے جنگ شروع ہوئی تو کپتان قیلان مصطفےٰ پاشا جو اُسی وقت بحر ابیض میں ترکی بیڑہ لیکر آیا تھا طرابلس والوں کی کمک پر آپہنچا عثمانی بیڑہ میں پچیس مختلف قدوقامت، اور قسم کے جہازات تھے، بنادقہ عثمانی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بھاگ چلے مگر ترکی کپتان نے اُنکی واپسی کا راستہ مسدود کردیا اور چند گھنٹوں کی جارحانہ کارروائی کے بعد بنادقہ کے دو غلیون جہاز چھین لئے، اور باقی جہازات نکل گئے، گرفتار شدہ غنیم کے جہازوں میں ایکسو چار مسلمان جنگی اسیر بھی تھے جنکو ترکی بیڑہ نے رہائی بخشی ترکی مورخین نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ بنادقہ کا امیر البحر بھی اس جنگ میں مقتول ہوگیا تھا مگر یورپ کے مورخین اس سے منکر ہیں۔ اس جنگ کے بعد ایک اُور بحری جنگ قلعہ کینڈیا کے سامنے بھی بنادقہ اور ترکوں کے بیڑہ میں ہوئی، ترکی بیڑہ میں صرف بارہ کشتیاں تھیں جو بندرگاہ کینڈیا کی نگاہداشت پر مامور تھیں، اس جنگ میں ترکی بیڑہ نے شکست اُٹھائی مگران واقعات نے صدر اعظم کوپریلی احمد پاشا کے حوصلوں کو ذرا بھی پست نہیں ہونے دیا بلکہ وہ بدستور شدت کے ساتھ شہر اور قلعہ پر حملے کرتا رہا، ایک خرابی یہ تھی کہ دریا کی سمت سے شہر کا محاصرہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس لئے محصورین کو ایک یورپین بیڑے نے امداد پہنچادی، یہ چھ ہزار فرانسیسی فوج تھی جسمیں بکثرت وہاں کے معزز لوگ شریک تھے اور یہ لوگ محض تحتی

ڈیوک دی نوائل "Noailles" اہل کینڈیا کی امداد کو ۱۰۸۰ھ میں آئے تھے پھر چند روز بعد پوپ روم، مالٹا، اور "ڈلماسیا" والوں کی طرف سے بھی چند جہاز تازہ کمک اور سامان رسد لیکر پہنچ گئے جس سے محصورین کا بازو قوی ہوگیا، ترکوں کا حوصلہ شہر والوں کو کمک ملتے رہنے سے پست ہونے کی جگہ اور بڑھ گیا تھا، اور اب وہ بڑے زور شور سے حملے کیا کرتے تھے، شہر پناہ اور فصیلیں بڑی بڑی سرنگوں کے ذریعہ سے اڑا ڈالی تھیں اور محصورین کی محافظ سپاہ کو تباہ کردیا تھا، غرضکہ جب شہر کی محافظ سپاہ میں صرف چار ہزار شخص باقی رہ گئے تو وہاں کے بندقی افسر جنرل موروزینی نے قوت مدافعت نہ پاکر اطاعت اختیار کرلی اور یکم جمادی الاولی ۱۰۸۰ھ کو وزیر اعظم کوپریلی احمد پاشا فاتحانہ طمطراق سے شہر کینڈیا میں داخل ہوا۔ اور جنرل موروزینی نے بحیثیت نائب جمہوریہ بندقیہ ہونیکے جزیرہ کریٹ کو ماسوا تین بندرگاہوں، یعنی کرابوسہ، "Carabousa" سوڈا "Suda" اور، اسپنا لونگہ، "Sipna longa" کے ترکوں کو سپرد کردیا۔ اور شرائط تسلیم جانبین میں پہلے ہی طے ہوگئی تھیں۔ وزیر اعظم نے اس فتح کا مژدہ خاص اپنے قلم سے لکھکر دربار سلطانی میں ارسال کیا اور کینڈیا کے قلعوں کی شکست و ریخت درست کرانے کے بعد وہاں کے انتظام حکومت وغیرہ سے فارغ ہوکر استنبول واپس آگیا اور سلطانی انعام و مہربانی سے سرفراز ہوا،

جنگ کریٹ کے اثناء میں فرانس کی حکومت بلاد مغرب یعنی ٹیونس، الجزائر، اور طرابلس الغرب، کے بیڑوں سے جنگ کرنے کیواسطے اپنے جنگی بیڑے بماتحتی ایڈمرل بیوفور، "Beufort"، ایڈمرل ڈیوکسن "Duquesne"، ایڈمرل ڈسٹری "D. Estree" اور ایڈمرل ٹوروِل "Tourville"، وغیرہ کے متواتر بھیجتے رہے اور اسکا دعویٰ یہ تھا کہ ان ملکوں کے بیڑے فرانسیسی جہازوں پر چھاپے مارا کرتے ہیں، پھر آخر میں فرانس کے حکمران لوئی چہاردہم نے ایک فوجی مہم کو الجزائر کے سواحل پر جیجلی نامی ایک مقام کو فرانسیسی قبضہ میں لانیکی نیت سے ارسال کیا تو حکومت عثمانیہ یہ خبر پاکر سخت غضبناک ہوئی یہانتک کہ جسقدر فرانسیسی تاجر سلطنت

عثمانیہ کے بندرگاہوں میں موجود تھے وہ اپنی حکومت کے اس طرزِ عمل سے بیحد خوف زدہ ہوکر اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے اور اظہار ناراضامندی کرنے لگے،

مذکورہ بالا اسباب اور نیز اس سبب سے کہ فرانس نے بنادقہ کو مدد دی تھی دولت علیہ فرانس سے ناراض ہوگئی تو مسیو کولبیر وزیر فرانس اس خفگی کو دور اور پھر سابقہ دوستی قائم کرنے کیلئے کوشاں ہوا اور اُس نے اپنے سفیر مقیم آستانہ کو جسکا نام مسیو دی لاہی تھا تعلقات کی کشمکش دُور کرنے میں کوشاں ہونیکا حکم دیا - مگر جب سفیر مذکور نے وزیر اعظم کوپریلی احمد پاشا سے اس بارہ میں گفتگو چھیڑی تو اُس نے سفیر کو ڈانٹ بتاکر خاموش کردیا - اور جب اس سفیر کے بنائے کوئی بات نہ بنی تو شاہ فرانس نے ایک دوسرا سفیر مارکوئس دی نوانٹل «مارکوئس ڈی نوانٹل» نامی ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۷۰ء میں ارسال کیا جسکے ساتھ چار جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ بھی تھا تاکہ شاہ مذکور اس طرح حکومت عثمانیہ پر اپنا رعب جما سکے، اور اُس نے اپنے نئے سفیر کو یہ بھی حکم دیا کہ اگر سلطان تیری بات کو منظور نہ کریں تو سفارت اور فرانسیسی رعایا میں سے جو لوگ یہاں آنے کو تیار ہوں سب کو انہی جہازوں پر سوار کرکے لے آنا - وزیر اعظم نے اس سفیر کی درخواست پر بھی کوئی توجہ نہیں کی اور قریب تھا کہ دونوں حکومتوں میں جنگ ٹھن جائے لیکن مارکوئس دی نوانٹل نے کولبیر وزیر اعظم حکومت فرانس کی ہدایت کے مطابق ایسی نرمی اور خوشامد سے کام لیا کہ آخر اُس نے سلطان کو رضامند بناکر دونوں گورنمنٹوں کے مابین دوستانہ تعلقات ازسرِنو قائم کرادئیے - اور ۱۰۸۲ھ میں کامیابی کے ساتھ معاہدہ تحریر کرالیا۔

جنگ پولینڈ اور معاہدۂ بوجاش :-

۱۰۸۳ھ میں قوزاق کے دو گروہ جنمیں سے ایک کا نام صاری قامش اور دوسرے کا نام زاپوروگ مشہور تھا آپس میں سرگرم جنگ ہو پڑے، اوّل الذکر فرقہ علاقہ اوقرین میں رہتا تھا، اور دوسرا گروہ اُس علاقہ میں سکونت رکھتا تھا جو شہرادزی Otehacoo اور وہانہ دریائے بوغ کے مابین ہے، ان دونوں گروہوں کے لوگوں نے خان کریمیا

سے امداد طلب کی اور آخرکار صارُی قاشِ فرقہ سلطنت عثمانیہ کی جانب میں داخل ہوگیا
جس سے قلمرو عثمانیہ کی وسعت بڑھگئی اور علاقہ مذکورہ اُس کے زیر اثر آگیا، پولینڈ کے حاکم
میخائیل نے اس بات کو دیکھکر دعوی کیا کہ اوکرین " Ukraine " کا صوبہ اُس کے
ملک کا ایک حصہ ہے اور مذکورہ بالا قوزاق فرقہ کا حاکم ڈورو زینسکو Doroszenko
مفسد لوگوں کا سرغنہ ہے چنانچہ اُس نے قوزاق کے اس گروہ پر فوجکشی کردی اور حکومت
عثمانیہ کو یہ بات ناگوار گذری کیونکہ اس میں اُسکی حق تلفی واہانت تھی، چنانچہ اُس نے بھی
۱۰۸۳ھ میں پولینڈ پر اعلان جنگ کردیا اور بہ نفس نفیس فوجکی کمان کرتا ہوُا ایسا قچی
کے علاقہ سے دریاے ڈینوب کو عبور کرکے مملکت لہستان یعنی پولینڈ میں داخل ہوگیا، سلطان
خوتین " Chotzim " کے راستہ سے گیا تھا اور اُس نے سب سے
پہلے قلعہ قامینچہ " Caminiec " پر محاصرہ ڈالکر اُسے فتح کیا پھر پوڈولیا کے
علاقہ میں گھسکر ایلبو " Lemberg " اور لوبلن " Lublin " نامی دو شہروں
پر قبضہ کرلیا جو اس صوبہ کے مشہور مقام تھے اور اُس زمانہ کی عادت کے موافق ترکی سپاہ
نے ہر طرف لوٹ مار شروع کردی پھر تو شاہ پولینڈ کو صلح کی درخواست کرنیکے سوا کوئی
چارہ نہ تھا چنانچہ اُس نے ان شرائط پر صلح کی درخواست کی، اوکرین کا علاقہ صارُی قاشِ
قوزاق کو دیدیا جائیگا اور پوڈولیا کا صوبہ حکومت عثمانیہ کو اور اُس کے ماسوا دو لاکھ بیس
ہزار پونڈ سالانہ خراج نذر ہوتا رہیگا۔ اور سلطان نے یہ شرائط منظور کرکے بوجاش
" Buczacz " کا معاہدہ لکھدیا۔ پھر سلطان ایڈریانوپل کو واپس آگیا اور
سلیم کراے خان کریلیا کو اُس کے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت دی جو ان
لڑائیوں میں سلطان کے ہمرکاب رہا تھا، میخائیل کے مرنے کے بعد پولینڈ کی حکومت بذریعہ
انتخاب ہنری سوبیسکی کو ملی اور اُس نے شرائط صلح پر عملدرآمد نہیں کیا تو دولت علیہ نے
دوبارہ پولینڈ پر فوجکشی کردی، اس مرتبہ جنگ کیحالت یہ تھی کہ کبھی ترک فتحیاب ہوتے
تھے اور گاہے پولینڈ والے غالب رہتے ۱۰۸۷ھ تک برابر سلسلہ جنگ و جدل جاری
رہا جس میں کبھی خوتین، اور قامینچہ کے شہر اور پوڈولیا اور اوکرین کے صوبے تاتاریوں

اور عثمانی ترکوں کے قابو میں آجاتے اور گاہے پولینڈ والے انکو واپس لے لیتے پھر آخر کار ۱۰۸۷ھ میں سلیم گرآے خان کریمیا نے متوسط بنکر صلح کرادی اور بوجاش کے معاہدہ کو ادائے خراج کی شرط نکالکر از سر نو تازہ کرادیا*

۱۰۸۷ھ میں وزیر اعظم احمد فاضل پاشا نے (۴۱) سال کی عمر میں دنیا سے رحلت کی۔ یہ لائق اور مخلص وزیر پندرہ سال تک اپنے بزرگ باپ کے بعد نہائت عمدگی سے دولت علیہ کی خدمت میں انجام دیتا رہا تھا اور اسقدر ہر دلعزیز بنگیا تہا کہ اسکی وفات پر سلطان اور ارکان دولت کو بیحد رنج والم ہوا، واقعی یہ ہے کہ اس ستودہ خصال وزیر نے اپنے عہد میں دولت عثمانیہ کی پژمردہ حالت از سر نو سنبہال دی تہی اور سیاست ملکی میں تمام دول یورپ سے بازی لیگیا تہا۔ وفات سے چند ہی روز قبل سلطان نے اُسے پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ پر جانیوالی فوجوں کی کمان کرنے کا حکم دیا تھا جنکے اسباب بعد میں بیان ہونگے، اس نامور وزیر کے بعد وزارت کا منصب اُس کے بہنوئی قرہ مصطفے پاشا کو دیا گیا مگر یہ شخص علاوہ اسکے کہ اپنے لائق سلف کا ہم پلہ نہ تہا بڑا نا معقول اور حکومت کیلئے باعث بربادی نکلا کیونکہ اس نے بد دیانتی کرکے عہدوں اور معاہدوں کی تجارت کرنی شروع کردی، اس کی بدنظمی سے تاتاریوں نے بغاوت برپا کردی اور صوبہ اوکرین میں آتش جنگ مشتعل ہوگئی، تاتاریوں نے یہ دیکھکر کہ وہ تنہا دولت عثمانیہ سے کبہی مقابلہ نہیں کرسکتے حکومت روس سے امداد مانگی اور روسی حکومت جو مدتوں سے دولت عثمانیہ کی ترقی پر خار کھائے بیٹھی تہی اور دلمیں حسد کی آگ سے جل رہی تہی یہ موقع پاتے ہی ۱۰۸۸ھ میں ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ تاتاریوں کی مدد و معاون بنی اور قلعہ چہرین "Tchehrin" کو فتح کرلیا جسکا انجام یہ ہوا کہ روس، حکومت عثمانیہ، اور اہل تاتار کے مابین جنگ چہڑ گئی اور بہت عرصہ تک قائم رہکر معاہدہ رادزین پر ختم ہوئی جسکا ذکر آگے چلکر آئیگا*

ولایات مغرب کے بحری قزاقوں سے فرانس کی جنگ:-

فرانس کے جہازات اور ولایات مغرب کے بحری قزاقوں کے مابین یونہی تو ہمیشہ ہی چہیڑ چہاڑ

چلی جاتی تھی مگر سنہ ۱۰۹۱ھ میں ایک فرانسیسی جنگی بیڑہ ایڈمرل ڈوکسن "Duquesne" کی کمان میں جزیرہ ساقز کے گھاٹ میں آیا جہاں طرابلس الغرب کے غلیون جہازوں کی مرمت جاری تھی فرانسیسی بیڑہ میں آٹھ غلیون جہاز تھے جو شہر ساقز پر گولہ باری کرنے لگا اور طرابلس الغرب کے جہازوں کو جلا دینا چاہا، یہ ناگہانی دست درازی عثمانی بیڑہ جہازات کے عام افسر کپتان قرہ ابراہیم پاشا کے سامنے کیگئی جو تیس شاتنیہ کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے وہاں موجود تھا، اور اُس نے دیکھا کہ فرانس والوں کی گولہ باری سے طرابلس الغرب کے بیڑہ کو بیحد نقصان پہنچا۔ خیر جب یہ خبر دار الخلافت قسطنطنیہ میں پہنچی تو حکومت عثمانیہ نے مارکوئس گلیروگ "Marquis Guilleragues" سفیر فرانس کو سخت ڈانٹ بتائی اور کہا کہ ابھی تمکو اور تمام فرانسیسی رعایا کو حدود مملکت سے نکال باہر کر دیا جائیگا۔ ورنہ اس نقصان کا ہرجانہ دینے اور شریروں کی سزا دہی کا انتظام کرو۔ سفیر مذکور کے ہوش گم ہوگئے اور اُسسے یہ کہتے ہی بنا کہ واقعی یہ حرکت معاہدات کے بالکل خلاف ہے اور اُس نے عذر کیا کہ غالبًا فرانسیسی بیڑہ کی یہ جسارت حکومت فرانس کی لاعلمی کی حالت میں ہوئی ہو گورنمنٹ عثمانیہ مجھو اس قدر مہلت عطا کرے کہ میں اپنی حکومت سے اسکی بابت دریافت کرلوں۔ بہرحال اسکو چند دنوں کی مہلت دی گئی اور اُس نے جواب منگوالیا جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت فرانس اس بے اعتدالی سے محض ناواقف ہے اور وہ عنقریب شریروں کو اُنکی کرتوت کی سزا دیگی جسکے ساتھہ ہی دولت علیہ سے بہت کچھ معذرت کیگئی تھی اور سفیر مذکور نے وزیروں کو تحائف دیکر سلطان کی خدمت میں اپنی سفارش کرائی تب جا کر اُس کی خطا معاف ہوئی اور سلطان نے اُسے حاضری دربار کا موقع عطا کیا۔ اس واقعہ سے سمجھہ میں آسکتا ہے کہ فرانس وکے دلمیں الجزائر کے بحری قزاقوں کی طرف سے کس قدر آتش عداوت بھڑک رہی تھی اور اگر اُسے دولت علیہ کا خوف نہوتا تو غالبًا وہ اُنکو پیس کر رکھدیتا ✦

یورپ کا فاضل مورخ کریسی اپنی تاریخ میں سولہویں صدی عیسوی کے آخری زمانہ میں ممالک مغرب کی حکومتوں کے جہازی بیڑوں کی نسبت جو الجزائر، ٹیونس، اور ٹریپولی

کے تابع تھے حسب ذیل حالات تحریر کرتا ہے :- " ان دنوں یہ بیڑے بہت زبردست طاقت رکھتے تھے اور انکا فرض تہا کہ بوقت جنگ دولت علیہ کو اپنے جنگی بیڑوں کے ایک معقول حصہ سے امداد دیں اور یہ حکومتیں ہر سال دولت علیہ اور اُس کے وزیروں کو بیش بہا تحائف بہی ارسال کیا کرتی تہیں جسکے مقابلہ میں حکومت عثمانیہ انکو سامان جنگ اور آلات جہاز سازی عطا کیا کرتی مملکت الجزائر کے جہازات ان بحری قزاقوں کے جہازوں میں سب سے زائد قوی تھے اور وہ نہ صرف عیسائی ممالک کے اُن سواحل پر چھاپے مارا کرتے جو بحرابیض متوسط کے کناروں پر واقع ہیں بلکہ آبنائے جبل الطارق کو عبور کر کے جنوبی اور شمالی سواحل اسپین، جزائر ماڈیرہ، اور انگلستان کے سمندر کے مغربی ساحل پر بہی حملے کرتے ہتے، اُنہوں نے متعدد برسوں تک جزیرہ آئرلینڈ کو اپنا تاراجگاہ بنا رکھا تھا اور نہایت جرأت وجسارت کے ساتھ اُنکی لوٹ مار کا سلسلہ جزائر آئس لینڈ اور ہکنڈتی نیو یا تک ممتد ہوتا چلا جاتا تھا، الجزائر کے بحری قزاقوں کی لوٹ مار بحرابیض متوسط کے سواحل پر بالکل ویسی ہی ہوتی تہی جس طرح ایک نارمنڈی نے اطلانتک اوشن میں آفت برپا کر رکھی تھی، حیرت کی بات یہ ہے کہ الجزائر کے قزاقوں کی کشتیاں باوجود نہائیت چھوٹی اور تیز رفتار ہونے کے ایک ایک کشتی تین، اور چار سو تک جنگ آوروں کو اپنے اوپر سوار کر سکتی تہی اور چالیس سے پچاس تک توپیں اُنپر چڑہی رہتی تھیں، اور جن عیسائی قیدیوں سے وہ ان کشتیوں پر ڈانڈ چلانے کا کام لیا کرتے تھے اُنکی تعداد دس ہزار سے بیس ہزار تک اندازہ کیگئی ہے، الجزائر والوں کے مقابلہ میں ٹیونس اور ٹریپولی کی بحری قوت بہت کم تہی، ۱۰۶۵ھ مطابق ۱۶۵۵ء میں ایڈمرل بلاک ایک انگلش جنگی بیڑہ کو لئے ہوئے شہر الجزائر کے سامنے آیا اور وہاں کے حاکم سے انگریز قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اُس نے بلا چون وچرا تمام انگلش قیدی چھوڑ دیئے مگر ٹیونس والوں نے اس بات کو سیدہی طرح منظور نہیں کیا حالانکہ اُنکی بحری قوت بہ نسبت الجزائر والوں کے بہت کم تہی، آخر انگلش ایڈمرل نے اُن تمام جہازوں کو جلا دیا جو ٹیونس کے قلعہ کے روبرو لنگرزن تھے جسکے بعد قلعہ کے روبرو لنگرزن تھے جسکے بعد قلعہ پر گولہ باری کی - تب جا کر ٹیونس کے لوگوں نے انگریزی رعایا کے قیدی آزاد کئے، الجزائر کے قزاقوں پر مختلف اوقات

میں ایڈمرل ڈیوتریٹر ہالینڈی اور ایڈمرل بوریو فرانسیسی نے اپنے اپنے بیڑوں کے ساتھ بغرض انتقام کشی حملے بھی کئے مگر اہل الجزائر نے نہائت جرأت سے انکا مقابلہ کیا اور اپنی قوت قائم رکھکر اُسوقت تک بحری لوٹ مار میں نام آور رہے جبکہ آخرکار انگریزی بیڑہ نے زیر کمان لارڈ ایکسموتھ کے اُنکو برباد کرڈالا"

چھرین کی جنگ

جب سنہ ۱۰۸۹ھ میں دولت علیہ پر واضح ہوگیا کہ صاری قامش کے تاتاری قبیلہ کا رئیس محض تعالی کا بینگن ہے، اور باوجود اس کے کہ دولت علیہ نے اُسے پولینڈ کی حکومت سے آزادی دلاکر اُسپر احسان کیا تھا لیکن اب اُس نے محسن کشی پر کمر باندھی اور روسی حکومت سے سازباز کرکے اپنا پائے تخت شہر چھرین اُسے حوالہ کردیا اس لئے سلطان نے خفا ہوکر خان کریمیا اور سرعسکر شیطان ابراہیم پاشا کو مع افواج قاہرہ کے اُس کی سرکوبی پر مامور فرمایا، لیکن یہ دونوں شکست کھاکر پسپا ہوآئے، پھر سلطان بذات خاص اس سمت کو چلا اور صدر اعظم کو بطور ہراول رُوانہ کیا جس نے شہر چھرین پر پہنچکر تاتاریوں اور روس کے متحدہ افواج کو شکست دی اور شہر چھرین پر قبضہ کرکے شہر سلسٹرہ پر حملہ آور ہوا جہاں سخت خونریز لڑائی کرنی پڑی اور آخرش صدر اعظم نے یہاں بھی فتح حاصل کی مگر چونکہ یہ شہر حدود مملکت عثمانیہ سے بہت دور تھا اس لئے اسپر قبضہ رکھنا بے سود سمجھکر یہاں کے جنگی استحکامات منہدم کرنے کے بعد سنہ ۱۰۹۱ھ میں واپس چلاگیا۔ سلطان نے ان فتوحات کو کافی نہیں سمجھا اور قصد کرلیا تھا کہ روسیوں کو قرار واقعی سزا دینی ضروری ہے تاکہ آئندہ وہ کسی عثمانی ماتحت حاکم کو بغاوت کی حالت میں مدد نہ دیسکیں لیکن روسی سفیر طلب صلح کے لئے حاضر دربار ہوگئے اور سلطان نے ارکان سلطنت سے مشورہ کرنے کے بعد اس شرط پر صلح کرلی کہ جانبین کے حدود مملکت اُسی حالت پر باقی رہینگے جیسے جنگ سے پہلے تھے، اس معاہدہ کا نام معاہدہ رڈزین Rad zin ہے اور یہ سنہ ۱۰۹۱ھ مطابق سنہ ۱۶۸۱ء میں خان کریمیا کی کوشش سے ہُوا تھا،

آسٹریا کی لڑائیاں ۱۰۹۳ھ سے ۱۱۱۰ھ تک - اور

شہر ویانا کا محاصرہ

یہ صدر اعظم مرزیفونی قرہ مصطفےٰ پاشا اگرچہ فاضل احمد پاشا مرحوم کے ساتھ ہر طرح کی تعلیم و تربیت پا تا رہا تھا اور مدتوں اُس کی زیر نگرانی سلطنت عثمانیہ کی مختلف خدمتیں بھی انجام دیچکا تھا - مگر اُسکا غرور اور اُس کی خود رائی اور نادانی اکثر کاموں میں اُسے ناکام رکھنے کی موجب ہوا کرتی تہی، اسی کے ساتھ وہ حد درجہ کا فضول خرچ تھا کبھی روپیہ اُس کے ہاتھ میں قرار نہ لیتا اسی وجہ سے وہ رشوت اور تحائف لینے کی علت میں مبتلا تھا، دول یورپ کے سفیروں سے اسقدر نامناسب برتاؤ کرتا کہ معمولی آدمیوں سے بھی ویسا برتاؤ نہ کیا جاتا اس لئے خارجی تعلقات میں سخت ابتری پیدا ہوگئی اور حکومت عثمانیہ کی دول یورپ کے ساتھ جو دوستی تھی اُس میں بہت کچھ فرق آگیا، اُدہر یورپین ممالک میں شاہ آسٹریا لیوپولڈ اوّل نے تیس سالہ جنگ کے بعد ملک ہنگری کو بھی اپنے قلمرو میں شامل ہی کرلیا اور بکثرت وہاں کے امیروں اور نامی آدمیوں کو قتل کر ڈالا، لیوپولڈ کا یہ قبضہ بالکل غاصبانہ تھا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ اُس نے اعیان ملک کے ساتھ اس طرح کا بُرا سلوک کیا کہ اُنکو قتل اور جلا وطن کرنے پر کمر باندہ لی تو یہ حالت دیکھکر ملک ہنگری میں عام بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی اور ہنگری کا ایک نوجوان امیر جسکا نام "امرک ٹیکلی" تھا باغیوں کا سرغنہ بنگیا تاکہ آسٹریا کی حکومت سے رہائی حاصل کرنیکی سعی کرے - اُس نے حکومت آسٹریا سے چند زور شور کے معرکے کرنے کے بعد اپنے قاصد دربار عثمانی میں ارسال کرکے اُس سے بھی مدد مانگی اور ٹرنسلونیا کا حاکم اپافی بھی اُس کے ساتھ شریک ہوگیا - چونکہ دولت علیہ اور آسٹریا کے مابین جو معاہدہ ولیسوار کا ہوا تھا اُس کی مدت بھی قریب الاختتام تہی اس لئے دولت عثمانیہ کو اعلان جنگ کا موقع ملگیا اور بودین کا حاکم لعنہ ون ابراہیم پاشا آسٹریا پر حملہ آور ہونے والی افواج کا سپہ سالار مقرر

کیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ اِمرک توکلی، حاکم ٹرینسلونیا، اور مذکورہ بالا ترکی سپہ سالار تینوں نے
ملکر سرحد آسٹریا میں پیش قدمی شروع کردی اور وہاں کے شہروں پر حملے کر کے آسٹروی سپاہ
سے لڑنا شروع کیا، یہ کاروائی ۱۰۹۳ھ میں آغاز ہوئی تھی اور اس حملہ میں سلطنت عثمانیہ نے
اِمرک توکلی مذکور کو وسط ممالک ہنگری یا صوبہ قرص کا حاکم بھی مقرر کر دیا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ
بعد وزیر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا مع افواج عثمانیہ کے بلگریڈ کو گیا اور وہاں سے دریائے ڈینوب
عبور کرتا ہوا دریائے راب تک جا پہونچا جہاں اُس نے ایک جنگی کونسل قرار دیکر لڑائی کے
بارہ میں دیگر افسروں سے مشورہ کیا، اور ان ابراہیم پاشا کی رائے تھی کہ حدود آسٹریا سے
آگے بڑھکر لڑنا ٹھیک نہوگا اس لئے ہمیں سرحدی علاقہ ہی پر تاخت و تاراج کرنا زیادہ مناسب
ہے مگر وزیر اعظم نے اس رائے صائب سے مخالفت کر کے شہر ویانا دارالسلطنت آسٹریا
پر حملہ کرنا ضروری قرار دیا اور ابراہیم پاشا کو جھڑک کر خاموش کر دیا، خلاصہ یہ ہے کہ آخر
وہ شہر ویانا کی طرف بڑھا اور اُسپر محاصرہ ڈالدیا۔ (۱۹) رجب ۱۰۹۴ھ کو ویانا کا محاصرہ آغاز
ہوا اور دو ماہ تک برابر قائم رہا جسکے عرصہ میں ترکوں نے شہر مذکور کے تمام آگے کی سمت
والے قلعوں پر قبضہ کرلیا اور گولہ باری اور سرنگوں کی مدد سے شہر کی فصیل منہدم کر ڈالی
قریب تھا کہ چند روز کے عرصہ میں وہ شہر کو بھی فتح کرلے کہ یکایک پولینڈ کا بادشاہ ہنری سوبیسکی
مع سیکس اور بویریا کے منتخب لوگوں کے اہل ویانا کی مدد پر آگیا، یہ کمک پوپ روم
کی تحریک سے آئی تھی اور دینی جوش سے سرشار اُس نے آتے ہی ترکی سپاہ پر نہایت زور
شور کا حملہ کیا۔ رمضان کا مہینا تھا اکثر ترک سپاہی روزہ دار تھے جدید کمک کے پرجوش
عیسائیوں کا حملہ اُنہوں نے بہت کچھ روکا لیکن کبتک آخر انکی قوتیں مضمحل ہو چلیں اور دن بھر
دشمنوں سے سخت مقابلہ کرتے رہنے کے بعد شام کے قریب وہ پسپا ہو چلے ترکی سامان جنگ
اور ذخیرہ رسد، اور توپیں وغیرہ جملہ سامان چھوٹ گیا اور وزیر اعظم مع مفرور سپاہ کے بحال
تباہ قلعہ یانوق میں پہنچا جہاں اپنی پراگندہ سپاہ کو جمع کرنے میں مصروف ہوا، ابراہیم پاشا
جس نے پہلے ہی اس امر کی مخالفت کی تھی کہ ویانا پر حملہ کرنا نامناسب ہے اب وزیر اعظم
نے اپنا تمام غصہ اُسی پر جھاڑا اور اس بدنما شکست کا تمام الزام اُسی بیچارہ کی گردن پر ڈالدیا

جس کے باعث وہ بحکم سلطان مراد چہارم قتل کر دیا گیا اور مراد خان کرائے حاکم کریمیا بھی اپنے عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔ ہنری سوبیسکی نے یورپ میں اس واقعہ کے بعد حامی دین عیسوی کا لقب حاصل کیا کیونکہ اُس نے شہر ویانا کو اسلامی تسلط سے بچایا تھا جو اُن دنوں ممالک یورپ کی کنجی شمار کیا جاتا تھا اور اگر ترکوں نے اُسپر قبضہ کر لیا ہوتا تو اٹلی، فرانس، اور جرمنی کے ممالک بھی اُنکی زد سے بمشکل بچ سکتے،

وزیر قرہ مصطفیٰ شکست کی خفت مٹانے کیلئے واپسی میں تمام بستیوں اور آباد مقاموں کو منہدم کرتا، جلاتا، تہو تکتا اور لوٹ مار کرتا بودین اور وہاں سے بلگریڈ پہنچا، سلطان اس ہزیمت سے اتنا رنجیدہ ہوا تھا کہ وہ تمام راحت و آرام بھول گیا مگر پھر بھی وزیر اعظم سے اُس نے کوئی مطالبہ نہیں کیا بلکہ اُسے بوقت ملاقات مرصع تلوار عطا کی اور اُس کے رتبہ میں بھی اضافہ فرمایا۔ مگر جبکہ فتحمند دشمن نے ترکی فوج کے تعاقب میں بڑھکر قلعہ اسٹراگون پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا محافظ ترکی افسر خضر پاشا دشمن کے روکنے میں مقتول ہو گیا اور اسکی ہمراہی فوج بھی جوش جرأت دکھاکر میدان ہی میں کھیت رہی یہ خبر سلطان مراد چہارم کو ملی تو اُسے وزیر اعظم کی بدلیاقتی کا پورا یقین ہو گیا اور اُس نے غضبناک ہو کر اُسے قتل کرا دیا جسکے بعد مسند وزارت ۱۰۹۵ھ میں قرہ ابراہیم پاشا کو تفویض ہوئی +

دولت عثمانیہ کے دشمنوں کا اتفاق اور ترکی افواج کا شکست اُٹھانا :-

ویانا کی اس شکست کے بعد جو ترکی سپاہ نے بمقام ویانا اُٹھائی، سلطنت عثمانیہ کے یوروپین اعداء نے ایکا کر کے اُسپر حملوں کی تیاریاں کر دیں، اس اتفاق میں ونادقہ، پولینڈ، پوپ، مالٹا کے صاحب، روس، قوزاق، اور ٹوسکانا، وغیرہ سب آسٹریا کے ساتھ ملکر ایکدل اور یکدست بنگئے اور اس اتحاد کا نام اتحاد مقدس Sainte Alliance رکھا گیا، سلطان سب لوگوں کی اکیلی اور بے یار و مددگار سلطنت عثمانیہ پر چڑھائی تھی، اعداء

کی فوجیں ہر جہت سے ترکی حدود پر اُمنڈ آئیں تو صدر اعظم قرہ ابراہیم پاشا نے اس کے
انجام بد سے بچنے کیلئے یہی مناسب سمجھا کہ خود دار الخلافت سے باہر نہ جائے اور جنگی تیاریوں
کا اہتمام بالکل اپنے ہی ہاتھ میں رکھے، اُسنے تکفور طاغلی مصطفیٰ پاشا کو افواج ہنگری کا سپہ سالار
مقرر کرکے سلیم گرائے خان کریمیا کو پولینڈ پر حملہ آور ہونیکا حکم بھیجا اور قائم مقام سلیمان پاشا
کو بھی اُس کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا، بنادقہ جنہوں نے جزیرہ نمائے موریا پر حملہ کیا تھا اُنکی روک
تھام کیلئے خلیل پاشا کا تقرر عمل میں لایا گیا، ابھی گورنمنٹ عثمانیہ انہی انتظامات میں مصروف تھی
کہ دوسری طرف آسٹریا کے مشہور سپہ سالار ڈیوک لورین نے Duc de-Lorraine
ویچگراڈ اور ویچزین کے شہروں سے ترکی افواج کو نکالکر صوبہ ویچزین اور لشتہ پر قبضہ کرلیا
پھر اُس نے شہر بودین کا محاصرہ کیا جسکا محافظ قرہ محمد پاشا جنگ میں مقتول ہوا اور دوسرا افسر
شیطان ابراہیم پاشا غنیم کو پسپا کرنے اور اُس سے قلعہ بودین کو واپس لینے میں کامیاب ہوا
اس حسن کارگزاری کے صلہ میں شیطان ابراہیم پاشا کو سرعسکر بنادیا گیا اور تکفور طاغلی
مصطفیٰ پاشا سے یہ عہدہ چھین لیا گیا، پھر سنہ ۱۰۹۶ھ میں شیطان ابراہیم پاشا سرعسکر کے
ہاتھوں دشمن نے قلعہ ویچزین سے بھی زک اُٹھائی اور یہ قلعہ دوبارہ ترکوں نے فتح کرلیا
خرابی یہ تھی کہ ان دنوں ترکی سپاہ متعدد سمتوں میں متفرق ہو رہی تھی اسواسطے شیطان ابراہیم
پاشا کی کارروائیاں کوئی فائدہ نہ دیسکیں، اور آسٹروی سپاہ نے مملکت ہنگری پر حملہ کرکے
اُسے پامال کرنا شروع کیا، تو کلی بک نے مدافعت میں سستی کی اسلئے وہ معتوب ہوکر
عہدہ امارت سے معزول اور محبوس کیا گیا، پھر سپہ سالار ابراہیم پاشا بلگریڈ کے مقام
میں بحکم سلطانی قتل کیا گیا اور بجائے اُس کے سلیمان پاشا صدر اعظم کے عہدہ پر مامور ہوا جسنے
پولینڈ میں جنگی انتظامات اور کامیابیوں کا فخر حاصل کیا اور سنہ ۱۰۹۷ھ میں وہاں کے اندرونی
انتظامات سے فارغ ہوکر مملکت ہنگری کی طرف رُخ کیا جہاں ڈیوک لورین مع اپنی فوجوں
کے داخل ہوکر بودین کا محاصرہ کئے تھا اور پرنس اوجین دی ساؤو بھی اُس کے ساتھ
تھا۔ ان دونوں نے شہر بودین کا نہائت سخت محاصرہ کر رکھا تھا اور محصورین کی حالت
نازک تھی، صدر اعظم بروقت اُنکو کمک نہ دیسکا اور قبل اس کے کہ وہ بودین تک پہونچے

دشمنوں نے اُسپر قبضہ پالیا تہا، بودین کا محافظ عبدیؔ پاشا اور چار ہزار ترک سپاہی بڑی بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑکر مارے گئے اور غنیم کو اِس قدر سخت نقصان پہنچا یا کہ بودین کی فتح اُسے بہت گراں پڑی، صدر اعظم نے یہ خبر سُنی تو اب تودین جانا ملتوی کر کے اُس قرب وجوار کی فوج کو سمیٹنے میں مصروف ہوُا اور ساٹھ ہزار کی جمعیت بہم پہنچا کر ستر توپوں کے ساتھ غنیم کی متفقہ افواج کے ساتھ میدان مہاج اور اوسک میں ۳ رشوال ۱۰۹۸ھ کو معرکہ آرا ہوُا اسمیں شک نہیں کہ اس میدان میں ترکوں نے خوب دادشجاعت دی لیکن غنیم کی بے شمار سپاہ کا بوجہ اُن سے نہ سنبھل سکا اور آخر بہت سی جانیں ضائع کر کے وہ بھاگ نکلے۔ غنیم کی متفقہ قوت نے ترکوں کو اِس شکست دینے کے بعد تمام مملکت ٹرنسلونیا پر تسلط حاصل کرلیا اور اب اِس علاقہ سے ترکی حمایت کا سایہ بالکل اُٹھ گیا ❊

مذکورہ بالا مدت میں بحری لڑائیونکے حالات

جسوقت بنادقہ نے گورنمنٹ عثمانیہ سے قرار داد صلح کی مخالفت کر کے دول یورپ کے ساتھ اتحاد مقدس میں شرکت کرلی تو انہوں نے جنرل موروزینی کی ماتحتی میں ایک فوج اور جنگی بیڑہ دیکر ترکی علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے ارسال کیا، جس نے جزیرہ نماے موریا کے قلعہ ناورینو پر چند روزہ محاصرہ کے بعد تسلط کرلیا، ترکی حکومت کی فوجیں آسٹریا سے سرگرم کارزار تھیں اور اُس کے ساتھ متحد ہونے والی حکومتوں کا مقابلہ کر رہی تھیں اِس لئے کچھ تو سابقہ ہزیمتوں کی کمزوری اور کچھ موجودہ مصروفیت نے دولت علیہ کو بنادقہ سے تعارض کرنیکا موقع نہیں دیا اور وہ انکو معاہدات سابقہ سے خلاف ورزی کرنے کی کچھ سزا نہیں دے سکی۔ آخر جب بنادقہ کی شرارت حد سے بڑھ گئی تو مجبوراً حکومت عثمانیہ نے مصاحب مصطفےٰ پاشا کو ۱۰۹۵ھ میں ترکی بیڑہ کا کماندار افسر تعین کیا اور اُنسے جنگی تیاری کا حکم دیا۔ دولت علیہ نے اسی زمانہ میں دس بڑے جہازات از قسم غلیون تیار کرائے تھے جنمیں سے دو جہازوں کا طول (۵۰) ذراع یعنی (۱۱۰) فٹ، اور باقی آٹھ جہازوں کا طول (۴۵) ذراع

تھا، ان جہازوں کی تیاری سے ترکی بیڑہ میں غنیم سے مقابلہ کرنے کی کافی طاقت پیدا ہوگئی تھی، یہ بیڑہ دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصّہ کی افسری ابراہیم پاشا کو ملی اور دوسرے حصّہ کا کمانیر بابا حسن پاشا مقرر ہوا، جو دونوں ان جہازوں کی تیاری کے نگران رہے تھے، پھر ان ہر دو افسروں کو حسب ضرورت سپاہی، اور ملّاح اور ماتحت افسر دئے گئے تاکہ بیڑہ کو آراستہ اور مکمل بنا سکیں اور جب یہ بیڑہ خوب عمدگی کے ساتھ آراستہ اور مسلح ہوگیا تو اسکی روانگی عمل میں آئی،

سنہ ۱۰۹۶ھ میں قلمرو عثمانیہ کے چند متمول شخصوں نے حکومت سے درخواست کی کہ اُنہیں آنریری بحری افسر مقرر کیا جائے اور وہ اس اعزاز کے مقابلہ میں اپنے پاس سے ایک ایک بڑا جنگی جہاز بنوا کر عثمانی بیڑہ میں شریک کرینگے۔ سلطنت نے اُنکی عرض منظور کرلی تو اُن لوگوں نے کئی ایک عظیم الشان جنگی جہازات بنوائے اور حکومت کو تھوڑے ہی عرصہ میں ایک طاقتور بیڑہ مفت مل گیا جسمیں ساٹھ بڑے جنگی جہاز تھے اگرچہ اُن دولتمندوں میں سے بعض شخصوں کو دوران تعمیر جہازات میں سخت مالی مشکلات کا بھی سامنا ہوا لیکن اُنہوں نے جس طرح ہوسکا اپنی خواہش پوری ہی کرلی اور قرض دام سے کام چلا لیا، اور وہ لوگ پہلے ہی سے سوچ سمجھکر کام نہ کرنے کے باعث سخت مقروض ہوگئے، بہرحال یہ جملہ جہازات مکمل اور مسلح ہوچکے تو کپتان صاحب مصطفےٰ پاشا بیڑہ کو ساتھ لیکر جزائر آرکی پیلیگو کا گشت کرنے کی نیت سے روانہ ہوا، موسم بہار آغاز ہوچکا تھا اور ہوا موافق تھی یہ بیڑہ دانہ چناق قلعہ اور جزیرہ ساقز کے نو تعمیر مستحکم قلعوں کی دیکھ بھال اور اُنکی آراستگی کا انتظام کرتا ہوا جزیرہ روڈس کی طرف جاکر اُن مصری جہازوں سے ملگیا جو سامان رسد لیکر آرہے تھے کیونکہ کپتان پاشا کو خوف تھا کہ مبادا بنادقہ کا بیڑہ مصری جہازوں کو ضرر پہنچائے، اُسکا یہ گمان بالکل بجا تھا کیونکہ جب وہ واپس ہوکر جزیرہ ساقز کے متصل پہنچا تو وہاں بنادقہ کے بیڑہ کا ایک حصّہ جزیرہ کے پچھلی جانب چھپا ہوا تھا اور اُس کی کمان کپتان باولو کے ہاتھ میں تھی جو بحری قزاقوں کا بڑا نامور فرد ما نا گیا ہے، کپتان باولو نے ترکی بیڑہ کی صورت دیکھی تو وہ غرق دریا ہے تحیر ہوگیا کیونکہ ایک مدت سے وہ سمندر کا گشت

لگاتا تھا اور کبھی اُس نے اتنا بڑا ترکی بیڑہ نہیں دیکھا تھا ابھی وہ اسی حیرت میں مبتلا تھا کہ ترکی بیڑہ کے جہاز اُسپر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور کپتان پادلو لوک دم بھاگ نکلا۔ ترکی بیڑہ کے دو افسر عبد القادر پاشا "ماچا" اور سلیمان پاشا نے اُسکا تعاقب بھی کیا مگر چونکہ انہوں نے پوری چُستی سے کام نہیں لیا تھا اسواسطے وہ غنیم کے بیڑہ کو نہ پا سکے جو ہوا کے موافق اور زور آور ہونے کے باعث صاف نکلگیا، چنانچہ کپتان پاشا نے ان دونوں افسروں کو کاہلی کے جرم میں کورٹ مارشل کرکے سزا بھی دی۔ پھر ترکی بیڑہ سواحل موریا کی طرف گیا جہاں بنادقہ نے اہل ملک کی اعانت سے موڈن اور قرون کے دو قلعوں پر قبضہ کرلیا تھا سلور عبد القادر پاشا سابق امیر البحر باقیماندہ بیڑہ کو ساتھ لیکر استنبول کو چلا گیا،

سنہ ۱۱۰۵ھ میں ترکی بیڑہ کا کمان افسر مصرلی زادہ ابراہیم پاشا مقرر ہوا جو پہلے طرابلس الغرب کے بیڑہ میں ایک غلیون جہاز کا "ریان" ناخدا رہچکا تھا اور بحری اور جنگی امور میں نہایت ہوشیار اور لائق شخص مانا جاتا تھا، کپتان مقرر ہونے کے بعد سلطان نے اسکو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا، اس نے دار الصناعت کے آلات جہاز سازی کی ایجاد میں بہت کچھ اپنی قابلیت کا اظہار کیا جسکی وجہ سے اسکی شہرت بہت ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو بحری افسری پر مامور کرنا "حق بحقدار بخشیدن" کا مصداق تھا،

بنادقہ سے دولت علیہ نے کوئی روک ٹوک نہ کی تو اُنکی قوت و شوکت بہت بڑھگئی اور بحر مجمع الجزائر یونان میں اُنکا خوب سکہ جما اُنہوں نے اناپولی اور آتنہ کے دو قلعوں پر اور بھی قبضہ کرلیا، مگر قلعہ اغریبوز کے مقابلہ میں اُنکو ہزیمت اُٹھانی پڑی اور نہ صرف ہزیمت بلکہ نقصانات بھی بے اندازہ تھے،

مصاحب مصطفےٰ پاشا جو بحری افسری سے الگ ہوکر آبنائے دارڈنلز کے قلعۂ سعد البحر کا محافظ متعین ہوا تھا سنہ ۱۱۰۶ھ میں فوت ہوگیا تو اُس کی جگہ اسمٰعیل پاشا سردار افواج موریا مقرر کیا گیا، اور اس سردار نے بنادقہ سے جنگ کرکے وہ سب قلعے دوبارہ واپس لیلینے چاہے جنپر بنادقہ پچھلے دنوں قابض ہوگئے تھے، نیز اسی سال کپتان مصرلی زادہ عثمانی بیڑہ کو لیکر بحر سفید میں گشت لگاتا پھرا، مگر چونکہ بڑی جنگوں میں عثمانی سپاہ کو متواتر



سلطان سلیمان خان ثانی (سنہ ۱۶۸۷ء — سنہ ۱۶۹۱ء)

متعلقہ [illegible] ت بنی عثمان مقابل صفحہ (۲۸۷)

ہزیمتیں مل چکی تھیں اس لئے ملک میں ہر طرف بد انتظامی اور بے چینی نمودار ہو چلی اور سلطان نے ان خرابیوں کی جڑ صدر اعظم سلیمان پاشا کی ذات کو تصور کر کے اُسے معزول کر دیا تاکہ شائد اس سے کسی قدر سکون پیدا ہو جائے اور عہدہ وزارت سیاوش پاشا کو دیا گیا جسے سپاہ نے اپنی خوشی سے انتخاب کیا تھا اور کوپریلی زادہ فاضل مصطفیٰ پاشا کو قائم مقامی کا عہدہ ملا۔ سلطان نے دیکھا کہ یہ تدبیریں بھی بے سود ہوئیں اور ملک کی انتظامی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے تو وہ ایسی آفتناک زندگی سے پریشان ہو کر تخت سلطنت سے اُتر گیا اور گوشہ نشینی کی زندگی پسند کر لی، اور بعض روایتیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ فوج والوں نے اُسے تخت سے اُتار دیا۔ بہرحال کسی صورت سے بھی ہو وہ تخت سے الگ ہو گیا اور ۱۰۹۹ھ میں اُسکا بھائی سلیمان دوم تخت نشین کیا گیا۔ سلطان محمد چہارم تخت سے الگ ہونے کے بعد صرف پانچ سال زندہ رہا اور اسکے بعد فوت ہو گیا۔ یہ سلطان بڑا نیک دل، صاحب کرم، اور انصاف دوست، تھا اسے شکار کا شوق حد سے بڑھا ہوا تھا، اسی لئے لوگوں نے اُسے صیاد کے لقب سے ملقب کر دیا اور وہ اکثر اوقات شہر ایڈریانوپل میں قیام رکھتا جہاں جنگلوں کی بہتات ہے +

(۲۰) سلطان سلیمان خان دوم ابن سلطان ابراہیم خان

۱۰۹۹ ——————— ۱۱۰۲ھ

بد انتظامی اور فسادات کی زیادتی

اس سلطان سے اسکے بھائی کے بعد (۴۵) سال کی عمر میں بیعت خلافت کی گئی اور اس نے تخت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ فوج اور دیگر عہدہ داروں کو

معمولی انعام فوراً تقسیم کر دیا جائے، کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ شاید یہ امر فوجکی بغاوت
مٹا دینے کا موجب ہو، اُن دنوں حکومت عثمانیہ کو دو سخت آفتوں کا سامنا تھا، بیرونی دنیا
میں آسٹریا اور بنادقہ سے جنگ چھڑ رہی تھی اور اندرونی عالم میں ینی چری فوج کی شورش
نے دار الخلافت میں بد امنی پھیلا رکھی تھی بد نہاد ینی چری سپاہیوں کی گستاخی اور
شرارت کا یہ حال تھا کہ وہ خواہ مخواہ امور مملکت میں دخل دیتے اور جس عہدہ دار کو چاہتے
بر قرار رکھتے اور جسے چاہتے معزول بنا دیتے، قائم مقام فاضل مصطفیٰ پاشا جو آتش فساد
فرو کرنے میں تہ دل سے کوشاں تھا ینی چریوں نے اُسے دار الخلافت سے نکالنے کی یہ
تدبیر کی کہ اُسکو آبنائے باسفرس اور ڈارڈ نلز کا محافظ مقرر کر دیا، دباغ زادہ محمد آفندی
شیخ الاسلام کو شہر بدر کر دیا، یکن عثمان پاشا کو صوبۂ رومیلیا کا سرعسکر بنایا اور صدر اعظم
سیاوش پاشا کو قتل کر کے اُسکا گھر لُوٹ لیا اور جب سیاوش پاشا کے بعد اسمٰعیل پاشا
مرعشی وزیر اعظم مقرر ہوا تو اُسکی کوششوں سے باشندگان شہر نے مسلح ہو کر ینی چریوں
کو قتل کیا اور چند عرصہ کیلئے بظاہر اِن کمبختوں کی شرارت رُک گئی کیونکہ فتنہ و فساد کی پوری
بیخکنی اب بھی نہیں ہوئی تھی، اسی اثنا میں عثمانی بیڑہ استنبول میں واپس آکر آبنائے
میں داخل ہوا اور سلطان نے اُس کے افسروں کو خلعت و انعام عطا فرمایا، پھر کپتان پاشا
کو اغریبور کا محافظ مقرر کر کے امیر البحری کا عہدہ کپتان قلائلی احمد پاشا کو دیا گیا جو بیڑہ کو
جزیرہ اغریبور کی طرف لیگیا اور پھر وہاں سے واپس آیا - ترکی سلطنت کی اندرونی بدنظمیوں
اور شورشوں سے آسٹریا نے خوب فائدہ اُٹھایا متفقہ یورپ کی افواج صلیبی جھنڈا بلند کئے
پے در پے ترکی علاقوں کو فتح کرتی بڑھی چلی آتی تھیں - آسٹریا والوں نے قلعہ جات
اگریج، سیوار، استونی بلگریڈ، اور وارڈین، کو فتح کر لیا تھا پھر وہ معمولی جنگ کے بعد
بلگریڈ میں بھی داخل ہو گئے تھے، صدر اعظم نے یہ حالت دیکھکر اہل آسٹریا سے صلح کرلینی
چاہی مگر غرور فتح نے آسٹریا کا دماغ اسقدر چلا دیا تھا کہ وہ صلح پر راضی نہ ہوئی، اور
صدر اعظم اسمٰعیل پاشا معزول ہو کر اُس کی جگہ تکفور طاغلی مصطفیٰ پاشا کو ملی، پھر اُس کا
جانشین عرب رجب پاشا ہوا، یہ وزرا بھی اپنی نا قابلیت اور سلطنت کی کمزوری کے باعث

آسٹریا کی پیش قدمی نہ روک سکے جسنے قلعہ جات سمندرہ نیش، اور ودین، پر تسلط کر لیا تھا، نیز اس بعد اس کی فوجین اسکوب، اور شہر کوئی، کی سمت سے صوفیا کی جانب بڑہیں اور بنادقہ نے ایتھنز پر قبضہ کر لیا جو یونان کا علاقہ تھا۔ نیز بنادقہ کا قابو بوسینیا کے دو علاقوں بنالوقہ اور ایزورنیک پر تسلط کر لیا۔ یہ حالات ترکی سلطنت کی مزید کمزوری اور وزراے دولت کی بدلیاقتی کے نتائج تھے اور سلطان ان باتوں سے بیحد متاثر ہوا تھا آخر اس نے شہر ایڈریانوپل میں دیوان کا اجلاس کر کے مشورہ کیا کہ کیا کیا جاے اور اب رائے قرار پائی کہ کوپرلی زادہ مصطفےٰ پاشا کو وزیر بنایا جائے جو اپنے دادا اور باپ کے وقت سے سیاسی اور جنگی مہارت کا وارث چلا آتا ہے، اور یہی وجہ تھی کہ اس فاضل وزیر نے دولت عثمانیہ کو تباہی کے غار میں گرنے سے بچا لیا +

کوپریلی فاضل مصطفیٰ پاشا کی کامیابی

اس وزیر نے مسند صدارت پر جلوہ فرما ہوتے ہی اپنی موروثی لیاقت اور کاردانی سے کام لیکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سپاہ کی چڑہی ہوئی تنخواہیں بیباق کر دیں اور عہدہ داران سلطنت کو بھی اُنکے مشاہرے دیکر اندرونی نظام کو درست کرنا شروع کیا اور جب اس طرف کے تمام کیں کانٹے درست کر چکا تو ایک جرار فوج تیار کی اور خود اس کی کمان کرتا ہوا شہر کوئی کی طرف بڑہا اور وہاں سے آسٹریا کی افواج کو مارتا نکالتا، نیش، ودین، سمندرہ، اور، بلگریڈ، ان سب شہروں کو اُن سے واپس لیتا ہوا اہل آسٹریا کو دریاے ڈنیوب کے دوسرے جانب تک پسپا کر دیا، وزیر اعظم تو اس طرف مصروف تہا اور دوسری جانب روسی حکومت نے سلیم گراے خان کریمیا پر چڑہائی کر دی مگر خان مذکور نے روس والوں کو خاکنا ے اور کیو کے قریب سخت جنگ کے بعد ہزیمت دی، چرکس احمد پاشا جو ٹوکلی بک کے ساتھ مملکت ٹرنسلونیا کی طرف ارسال کیا گیا تھا اُسنے بھی اپنی ماتحت افواج سے آسٹروی سپاہ کو روک دی اور توجہ خلیل پاشا حاکم جزیرہ نماے موریا نے وہاں کی رومی عیسائی رعایا کو جیسے کیتھولک

مذہب رکھنے والے بنادقہ[۵۹] کی حکومت سے سخت متنفر ہو رہے تھے۔ اپنے ساتھ ملا کر اوتونیہ اور چند دوسرے مقامات کو بنادقہ سے واپس لیلیا، یہی متواتر عثمانی سپاہ کی کامیابیوں کی خبریں تمام ترکی عساکر کے دل میں ایک نئی روح جرأت پھونکدینے کی باعث ہوئیں اور پھر تو کسی معرکہ میں اُنکے قدم پیچھے نہیں ہٹے، ۱۱۰۲ھ میں سلطان سلیمان خان دوم بمقام ایڈریانوپل رہگرائے عالم بقا ہوا اور اپنی خوش نصیبی کا یہ ثبوت دیگیا کہ اگلے وزیروں کی ناقابلیت سے حکومت عثمانیہ اہل یورپ کی نگاہ میں جسقدر سبک ہوگئی تھی وہ تمام خفت دور کر کے از سر نو اُس میں قوت و شوکت پیدا کر دی۔ یہ سلطان نہاد پرہیزگار اور نیک نہاد تھا اور اسکے چندروزہ عہد حکومت میں مملکت عثمانیہ کی بگڑی ہوئی حالت بالکل سدھر گئی تھی۔

---

(۲۱) سلطان احمد خان دوم ابن سلطان ابراہیم خان

۱۱۰۲ ——— ۱۱۰۶ھ

جنگ صلان کیمان اور کوپریلی مصطفےٰ پاشا کی شہادت

یہ سلطان (۵۰) سال کی عمر میں تخت آل عثمان پر جلوس فرما ہوا اور مقام ایڈریانوپل میں رسوم تخت نشینی ادا ہوچکیں تو اپنے وزیر اعظم مصطفےٰ کوپریلی کو بحال رکھا اور امور سلطنت کو بھی اپنی حالت پر قائم رکھنے کا فرمان صادر کیا، صدر اعظم اُن دنوں آسٹریا کی

---

[۵۹] بنادق کا نام۔ اور بنادقیہ کی جمہوری حکومت کا ذکر اس تاریخ میں بکثرت آیا ہے اس لئے یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ عرب مورخین کے نزدیک یہ نام "وینس" کی جمہوری حکومت کا ہے۔ مترجم



سلطان احمد خان ثانی (سنہ ۱۶۹۱ء سنہ ۱۶۹۵ء)

متعلق حالات بنی عثمان صفحہ (۲۹۰)

فوج سے مقابلہ کرنے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا، چنانچہ وہ بلگریڈ سے نکلکر دریاے ساوہ کو
عبور کرنے کے بعد غنیم کی سپاہ سے مقابل ہوا جو شہر داراَدین سے بماتحتی جنرل لوئس دی باد
آرہی تھی، جانبین کا سامنا سالان کیمن « Salan Kemen » نامی ایک مقام
میں ہوا اور ترکی سپاہ نے غنیم پر بشدت تمام حملہ کر دیا، فریقین خوب زور شور سے لڑ رہے
تھے اور ترکوں نے دشمنوں کے قدم اکھاڑ دئے تھے اب وہ بڑھکر غنیم کے قلب فوج پر حملہ
کر رہے تھے اور فتح و ظفر اُنکے سروں پر سایہ فگن ہو رہی تھی کہ یکایک وزیر اعظم مصطفیٰ
کوپریلی دشمنوں کی ایک گولی لگنے سے شہید ہو کر گرا، وزیر کی خبر مرگ کا پھیلنا تھا کہ ترکی سپاہ
کے اوسان بگڑ گئے اور جیتا ہوا میدان اُنکے ہاتھوں سے نکل گیا، وہ بدحواس ہو کر بھاگنے پر
تیار ہو گئی تھی مگر وزیر دوم نے بہت جلد اپنے جرگہ میں سے خلیل پاشا دوم وزیر کو سپہ سالار
بناکر فوج کو سنبھال لیا اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ اُسے بلگریڈ کی طرف ہٹالائے، آسٹریا
والوں نے اس جنگ میں ترکوں سے زیادہ نہیں تو اُنکے برابر ضرور نقصان اُٹھایا جسپر طرہ
یہ ہوا کہ میدان جنگ سے چھ گھنٹوں کی مسافت پر دریاے ڈینوب میں اُنکے بہت سے
جہازات کا بیڑہ لنگر زن تھا جسے ترکی بیڑہ نے حملہ آور ہو کر بالکل جلا دیا، سلطان کو وزیر
اعظم کے شہید ہونے کی خبر ملی تو وہ بہت ملول ہوا اور اب اُس نے عربہ جی علی پاشا کو وزیر
اعظم مقرر فرمایا اور خلیل پاشا سپہ سالار اعظم مقرر ہوا، دولت علیہ نے اس شکست سے
ہمت نہیں ہاری اور وہ پھر از سر نو فوجی تیاری کرکے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے مستعد ہو گئی۔

بنادقہ (اہل وینس) نے ہزار زور لگایا کہ ترکوں کو کسی طرح کریٹ سے نکال دیں مگر
وہ اس بارہ میں مطلق کامیاب نہیں ہو سکے، اور ترکوں کی متواتر فتوحات نے بنادقہ کے
حوصلے پست کر دئے یہانتک کہ بندقیہ کے کپتان نے جب اپنے ملک سے کوئی مدد آتی
نہ دیکھی تو اُس نے اُنہیں شرائط پر جو کینڈیا کے حوالہ کرنے میں کیگئی تھیں سنہ ۱۱۰۳ھ میں کرابوسہ
« [illegible] » کا قلعہ بھی ترکی وزیر علی پاشا محافظ کانیہ کے حوالہ کر دیا،
یہ قلعہ جزیرہ کریٹ کا بہت اہم مقام تھا اور اسکی فتح سے کریٹ میں آئندہ دشمنوں کی قوت
جمع ہو سکنے کا اندیشہ مٹ گیا۔ چنانچہ اسی وجہ سے دولت علیہ نے اس کپتان کو [illegible]

آستانۂ علیہ میں آنے کے بعد بہت بھاری خلعت عطا فرماکر ضروری سامان جنگ بھی حوالہ کیا اور اسکی بہت کچھ عزت افزائی فرمائی اگرچہ اس واقعہ کے بعد بھی وینس (بندقیہ) والوں کا ایک جنگی بیڑہ مع بڑی فوج کے کریٹ میں آکر دو ماہ تک شہر خانیہ کو گھیرے رہا لیکن خانیہ کے شیر دل محافظ نے اہل بندقیہ کو بُری طرح شکست دیکر بھگا دیا اور اُنکی سب توپیں اور سامان جنگ، جسے وہ چھوڑ گئے تھے اپنے قبضہ میں کرلیا - ان واقعات کے بعد دولت علیہ نے اپنے جنگی بیڑے بحر اسود اور دوسرے ترکی سمندروں میں چند ضروری باتوں کے لئے ارسال کئے اور سنہ ۱۱۴۰ھ میں کپتان یوسف پاشا جو سال گذشتہ میں امیر البحر مقرر ہوا تھا باقی غلیون جہازوں کو لیکر بحر ابیض متوسط کا معمولی گشت لگانے کیلئے جاکر بخیریت واپس آیا - سلطان نے ایڈریانوپل ہی میں فراہمی افواج کا حکم دیدیا اور یگلی مصطفےٰ پاشا سپہ سالار متعین ہوا جسنے اوستجنی کی طرف قصد کیا - اور سلطان نے سلیم کرائے خان کریمیا کو بھی لکھا کہ آسٹریا والوں سے جنگ کرنے کیلئے افواج عثمانی کے ساتھ آکر شریک ہو، کیونکہ غنیم اسوقت مملکت ٹرینسلونیا میں آفت برپا کر رہا تھا، آسٹریا کے جنرل نے افواج عثمانی کی آمد کی خبر سنی تو وہ شہر بلگریڈ کا محاصرہ چھوڑکر بھاگ گیا اور خان کریمیا اُس کے تعاقب میں بڑھتا ہوا طمشوار، اور کیولہ کے دو قلعوں پر قابض ہوگیا جو آسٹریا کی مملکت میں واقع تھے، اس سلطان کے عہد میں ملک شام میں بھی ایک سخت بغاوت برپا ہوئی تھی جسکو ترکی سپاہ نے جاکر فرو کیا، اور دار الخلافت قسطنطنیہ میں سخت آگ لگی جو ایازمہ قپوجی کی سمت سے بڑھتی ہوئی اُن قپان اور آت بازار تک پھیلگئی، اس آتش زدگی میں بہت سے مکانات اور مشہور عمارتیں، اور سلطان سلیمان خان کی مسجد وغیرہ جل گئیں۔

سنہ ۱۱۵۰ھ میں سلطانی سپاہ نے شہر وارڈین کا محاصرہ کیا، اور اسی سال بوسینیا کی ترکی سپاہ نے بنادقہ سے گیلہ کا قلعہ واپس لیا اور اُنکی فوج کو برباد و منتشر کرکے بوسینیا کے علاقہ سے نکالدیا - اور تاتاری فوجوں نے مملکت ٹرینسلونیا میں اہل آسٹریا کی خوب درگت بنائی،

بنادقہ کی حکومت تنہا تو ترکوں سے کبھی لڑ نہیں سکتی تھی ہاں پوپ روم یا دوسری

یورپین حکومتوں کی پشت گرمی سے وہ سلطنت عثمانیہ کے منہ چڑہا کرتی، مگر کبھی ایسا موقع بھی ہوتا کہ یہ پوپ بیچارہ وہ لے بھی آپا دہاپی میں گرفتار ہو کر اُسے کچھ امداد نہ دیسکتے تو وہ خاموش بیٹھی رہتی، اب پھر پوپ روم نے اُسے امداد دی اور مالٹا کے راہبوں نے اپنا بیڑہ بھیجدیا تو وہ پھر جزیرہ ساقز پر چڑہ آئی اور ۱۱۰۵ھ میں اسپر اپنی فوجیں اُتار دیں، سلطان نے بھی یہ خبر پاکر فراہمی افواج کا حکم دیا اور ترکی بیڑہ کی آراستگی کا فرمان صادر کیا، تمام موسم سرما اسی تیاری میں بسر ہوا اور ترکی دار الصناعت نے متعدد نئے جہازات بھی بنوالئے، بیڑہ تیار ہوگیا تو چند بحری افسروں نے کپتان یوسف پاشا کی شکایت کردی کہ جسوقت بنادقہ کا متفقہ بیڑہ جزیرہ ساقز میں پہنچا ہے کپتان مذکور عثمانی بیڑہ لئے ہوئے وہیں قرب وجوار میں موجود تھا اور اہل جزیرہ کو مدد دے سکتا تھا لیکن یہ عمداً چشم پوشی کر گیا، سلطان نے تحقیقات کی تو الزام مذکور کسی قدر سچ نکلا اسواسطے کپتان مذکور معزول کرکے جزیرہ مڈلّلی کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور وزیر عموجہ زادہ حسین پاشا جو ڈارڈ نلز کے قلعہ سدّ البحر کا محافظ تھا عثمانی بیڑہ کا محافظ اور کپتان مقرر کیا گیا، اس جدید افسر نے بیڑہ کو نہائت توجہ کے ساتھ درست کرنا شروع کیا تھا کہ اسی اثناء میں سلطان احمد خان دوم کا بھی پیام اجل آن پہنچا اور وہ ۱۱۰۶ھ میں بمقام ایڈریانوپل دنیا سے رحلت کر گیا۔ اور اسکو اسی کی مسجد میں جو اُس نے باغچہ قپوسی کے بازو میں بنوائی تھی دفن کیا گیا،

گیارھویں (۱۱) فصل

۱۱۱۰ ـــــــــــ ۱۲۰۳ھ

(۲۲) سلطان مصطفیٰ خان دوم ابن سلطان محمد خان چہارم

۱۱۰۶ ـــــــــــ ۱۱۱۵ھ

بائیس سال کی عمر میں سلطان احمد خان دوم کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا اور اس کے دوسرے ہی دن ایک سخت عبارت کا فرمان نافذ کیا جسمیں تحریر تھا کہ "میرے پیشرو سلاطین کی عیش پسندی نے نظام مملکت میں جو کچھ خلل پیدا کر دیا ہے اس کے دفعیہ کیلئے مجھے بذات خاص ہر امر کی نگرانی اور خود فوج کی کمان لینے کا خیال ہے"، چنانچہ اُس نے فوراً بری اور بحری فوجوں کی درستی کا حکم صادر کیا اور ینی چریوں نے اپنا معمولی انعام جلوس طلب کیا تو اُنکو خزانہ میں روپیہ نہ ہونے کے عذر پر چند روز صبر کرنیکا ایمار کیا جسکو اُنہوں نے خلاف عادت منظور کر لیا اور پھر سلطان نے یہ دانشمندی کی کہ بیشتر ینی چری سپاہ کو اپنے ساتھ لیتا گیا تاکہ بہت جلد جزیرہ ساقز کو دوبارہ فتح کر لیا جائے،

ساقز کی جنگ

سلطان مصطفیٰ دوم بڑی دانائی اور بیدار مغزی کے ساتھ دولت علیہ کے قدیم شرف از سر نو بحال کرے اور دشمنوں سے تمام وہ مقامات واپس لے جو گذشتہ پچاس سال کے عرصہ میں اُنہوں نے دولت علیہ سے چھین لئے ہیں بحکم سلطانی ترکی بیڑہ جسمیں



سلطان مصطفےٰ خان ثانی (۱۶۹۵ء تا ۱۷۰۳ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل (صفحہ ۲۹۴)

بیس غلیون اور چوبیس غراب جہاز تھے بماتحتی کپتان پاشا عموجہ زادہ حسین پاشا کی جس کے ساتھ حسین پاشا الجزائری نائب کپتان کے عہدہ پر مامور تھا۔ روانہ ہوا حسین پاشا الجزائری کو اہل فرنگ منیزہ مورتو کے نام سے یاد کرتے ہیں، عثمانی بیڑہ پر کافی تعداد کی سپاہ موجود تھی اور وہ ہر طرح مسلح و آمادہ جنگ ہوکر جا رہا تھا۔ تیسرے دن بیڑہ نے کھلے سمندر میں قدم رکھا اور جزیرہ قیون اطہ در "Spalmatore" بنادقہ کے بیڑہ سے دوچار ہوا جسے بوجہ سکون ہوا کے چھوٹی کشتیاں کھینچکر چلا رہی تھیں بنادقہ کے بیڑہ میں بیس غلیون اور چھ ماعون جہاز تھے ترکی بیڑہ کے کمان افسر نے اپنی طرف کے سترہ غلیون جہازوں کو بنادقہ کے غلیون جہازوں پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور باقی چار غلیون جہازوں سے دشمن کے ماعون جہازوں پر بڑھنے کا فرمان صادر کیا، کپتان پاشا عموجہ زادہ نے اپنے ماتحت افسروں کو ہدایت کردی تھی کہ نہائت ہوشیاری کے ساتھ جنگ کرنا اور جنگی نظام و ترتیب کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ غرضکہ کپتان منیزہ مورتو نے بنادقہ کے امیرالبحر کا جہاز جا کا اور اس طرح اپنے پہلو کی توپیں سرکیں کہ غنیم کے جہاز کی متعدد توپیں بیکار ہوگئیں اور ساتھ ہی اُس کے جہاز کا ایک بڑا تختہ اُڑ گیا جسنے ایک سو سے زیادہ دشمنوں کو اپنی لپیٹ میں لیکر بے جان بنا دیا، ابھی غنیم کے سپاہی ابھی آفت کی پریشانی سے نہیں سنبھلے تھے کہ ایک دوسرے ترکی افسر عبدالفتاح نے اپنا جہاز بڑھا کر غنیم کے جہاز پر نفط اور تار کول کے آتشگیر مادہ میں لت کئے ہوئے گولے پھینکنے شروع کردئیے جنسے اُس کے پچھلے حصّہ میں آگ لگ گئی اور دشمن اُسے فرد کرنے میں مصروف ہو گئے بلکہ اُنکا ایک دوسرا جہاز بھی ایڈمرل کے جہاز کی مدد پر آگیا لیکن آگ کب فرو ہوتی تھی وہ بڑھتے بڑھتے میگزین میں جا لگی پھر کیا تھا، العظمۃ للہ ایک ہیبتناک دھما کا ہوا، اور ایڈمرل کا جہاز مع دوسرے معاون جہاز کے صاف ہوا میں اڑ گیا، ان جہازوں پر جسقدر دشمن تھے اکثر تو ہلاک ہو گئے اور باقی ماندہ پانی میں کود پڑے جن کو ترک سپاہیوں نے ایک ایک کرکے چُن لیا اور اسیر بنا لیا۔ عبدالقادر پاشا زادہ جو غنیم کے ماعون جہازوں پر حملہ آور ہوا تھا اُس نے بھی بڑی چرب دستی سے کام لیکر پہلے دشمن کی توپیں بیکار کردیں اور پھر جانبین سے

گولہ باری کا تبادلہ ہونے لگا، توپوں سے جو دھواں نکلتا تھا اُس نے تمام روئے آسمان پر ابر کیطرح چھاکر اندھیرا کر دیا جسمیں فیر کی صدا گرج اور دیگ کا اُڑنا چمک کا منظر دکھاتا تھا تاریکی میں جہازوں کا نظر آنا مشکل ہوگیا تھا اور یونہیں بے اصول طور پر گولے سر کئے جاتے تھے، آخرکار غنیم کو میدان جنگ چھوڑنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ملا اور دوپہر سے غروب آفتاب تک جنگ کرنے کے بعد وہ بھاگ نکلا دشمن کے متعدد غلیون جہاز شکست اور غرق ہو گئے جسکے مقابلہ میں عثمانی بیڑہ کا بہت کم نقصان ہوا تھا، یہ فتح ترکی فوج کی حوصلہ افزائی میں بہت کام آئی اب اُس کی ہمت بڑھ گئی تھی اور وہ دشمن پر ٹوٹ پڑنے کیلئے بے چین تھی، کپتان پاشا اس جنگ سے فارغ ہوکر ساحل اناطولیا کی طرف ہٹ آیا اور وہاں جہازوں کی مرمت وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے دوبارہ ۴ رجب سنہ مذکورہ میں دشمن کو پوری طرح تباہ کرنے کی نیت سے پھر آگے بڑھا۔ چنانچہ جب ترکی بیڑہ جزیرہ ساقز کے نزدیک پہنچا تو بنادقہ کے چھبیس (۲۶) غلیون اُس سے مقابلہ کرنے کیلئے گھاٹ سے باہر نکلے، جنگ شروع ہونے سے قبل ترکی امیر البحر نے اپنا بیڑہ اس طرح مرتب کر لیا کہ وائس ایڈمرل کو چھ جہازوں کے ساتھ خلیج ساقز کے ابتدائی مخرج پر متعین کر دیا جہاں ہوا کا زور تھا، اور باقی جہازوں کو اپنے تحت میں لیکر خلیج کے دوسرے مخرج پر جہاں کم ہوا تھی رُک رہا، دشمن کا بیڑہ خلیج مذکور سے نکلتے ہی دو طرف سے سخت گولہ باری میں پھنس گیا اور اُسے معلوم ہوگیا کہ ایسے جدید نظام جنگ کا زبردست حملہ روکنا اُس کی قوت سے خارج ہے اس لئے اُس نے بیکار شدہ جہازوں کو بندرگاہ میں دھکیل دینے کے بعد باقی چودہ غلیون کارآمد اپنے ساتھ لئے اور لڑتا بھڑتا بھاگ نکلا، مگر ترکی بیڑہ انکو کب سلامت جانے دیتا تھا اُس نے تعاقب کیا اور گولہ باری سے ذرا بھی مہلت نہ دی، آشجی زادہ محمد نامی ایک افسر کے جہاز نے غنیم کے ایک جہاز کا میگزین تاک کر ایسا گولہ رسید کیا کہ وہ فوراً اُڑ گیا اور جہاز کے ٹکڑے بکھر گئے یہ چھبیس توپوں کا بڑا جہاز تھا اور اسنے غنیم کے دوسرے جہازوں کو بھی صدمات پہونچائے۔ پہلی لڑائی میں، چار ترکی غلیون جہاز جو غنیم کے معاون جہازوں کی خبر لینے پر مامور ہوئے تھے انہوں نے بھی بہت عمدہ کارروائی کی

اور بنادقہ کے جہازوں کو بیکار بنا کر اُنہیں بڑی آسانی سے گرفتار کرلیا، بنادقہ نے اس جنگ میں بے اندازہ نقصانات اُٹھائے اور اُنکے بقیۃ السیف جہازات بھاگ کر نکل گئے، اس کے بعد ترکی امیرالبحر کا جہاز نشان فتح اُڑاتا ہوا بندرگاہ ساقز میں داخل ہوا جہاں اسنے ایک بنادقہ کا بیکار شدہ ماعون جہاز اَور گرفتار کیا اسپر سولہ تانبے کی توپیں اور چھ ہاوزر توپیں ملیں جنکے علاوہ پانچ ہزار بندوقیں بکثرت گولی بارود، اور (۲۸۰) سپاہی ملے پھر عثمانی بیڑہ نے قلعہ اور بندرگاہ ساقز پر تسلط کیا جہاں اُسکو غنیم کے چار باربرداری کے جہاز اور چار بڑے غلیون جنگی جہاز سامان جنگ اور رسد سے بھرے ہوئے اَور بھی دستیاب ہوئے، ترکی فوجیں بلا روک ٹوک قلعہ میں داخل ہوگئیں اور وہاں بھی سولہ توپیں، اسّی ہزار گولے اور بیشمار تھیلے بارود کے اُسے دستیاب ہوئے جو بنادقہ یہاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ یہ جنگ اس طرح فتح وظفر کے ساتھ ختم ہوچکی اور کپتان عموجہ زادہ قلعہ ساقز کی درستی اور وہاں کافی سپاہ بغرض حفاظت متعین کرنیکا اہتمام کرکے آستانہ علیہ میں واپس آیا اور سلطان نے اُس کو خلعت فاخرہ عطا فرما کر قائم مقام کے معزز منصب پر سرفراز کردیا، پھر کپتان میزہ مورتو حسین پاشا الجزائری کو امیرالبحر کا منصب دیا گیا جسنے اپنی خداداد بحری لیاقت اور تجربہ کاری کا بہت اچھا ثبوت دیا یعنی تھوڑی ہی مدت میں بہت سے جنگی جہاز نئی وضع کے بنوالئے اور بحری سپاہ اور ملاحوں کو بہت اعلیٰ درجہ کا قواعد دان بناکر ترکی بحری قوت پھر مکمل کرلی ۔

آسٹریا کی لڑائیاں اور زانتا کی شکست

سنہ ۱۱۰۹ھ مذکورہ بالا بحری فتحیابی کے بعد خود سلطان مصطفیٰ خان دوم نے اردوی سلطانی کو ہمرکاب لیکر سنہ ۱۱۰۸ھ میں دریائے ڈنیوب عبور کیا اور بانچوہ میں پہنچکر صحرائے طمشوار میں اپنا کیمپ قائم کیا۔ اس حملہ میں سلطان ممدوح نے قلعہ لیپوہ " [illegible] " کو مع تمام اُس جنگی ذخیرہ کے جو وہاں موجود تھا چھین لیا، پھر [illegible] کی خونریز جنگ بھی اُس نے فتح کی اور [illegible]

ہوا کیونکہ سلطانی سپاہ نے انکی فوج کو شکست دیکر اُسے گرفتار کر لیا تھا اور پھر بحکم سلطانی اُسکی گردن ماردیگئی۔ ان فتوحات کے بعد سلطان مصطفےٰ خان بلگریڈ میں واپس چلا آیا۔ تاکہ جاڑوں کا موسم وہاں بسر کر کے موسم بہار آتے ہی پھر دشمن پر جا پڑے۔ مگر کچھ ضرورتیں ایسی آپڑیں کہ سلطان کو آستانہ علیہ جانا لازمی ہوگیا اور اُس نے فوجوں کو بلگریڈ ہی میں رہنے دیا۔ آسٹریا والوں کا دل ابھی شرارت سے آسودہ نہیں ہوا تھا کیونکہ مذکورہ بالا فتوحات سے اُنکی پوری سرکوبی نہیں ہوسکتی تھی اس لئے وہ سلطان کے واپس ہوتے ہی پھر آمادۂ سرکشی ہوگئے اور سنہ ۱۱۰۷ھ میں بار دیگر حدود مملکت عثمانیہ پر حملہ آور ہو کر اُنہوں نے طمشوار کا محاصرہ کر لیا، سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ بھی فوراً آستانہ سے چل پڑا اور میدان جنگ میں آتے ہی دشمنوں کو قلعہ طمشوار کے گرد سے ہٹا دیا، اس کے بعد سلطان نے آسٹریا والوں کی ایک عظیم الشان سپاہ کو جو اُسی اطراف کی کسی پہاڑی گھاٹی میں شہر اولاش Olasch کے نزدیک منتخب ساکن فریڈرک کے زیر کمان ٹھہری ہوئی تھی مغلوب بناکر اُسے منتشر کر دیا۔ ان متواتر فتوحات سے عثمانی سپاہ کے حوصلے اسقدر بڑھ گئے کہ وہ دشمنوں کو خیال میں بھی نہ لاتی تھی اور ہر وقت نشۂ جوش جرأت سے سرشار رہتی تھی۔

اب سلطان ان کامیابیوں کے بعد قلعہ طمشوار کی حفاظت و پائداری کا مکمل انتظام کر کے ایڈریا نوپل کو واپس چلا آیا اور حدود پر بکثرت مستحکم قلعے تعمیر کئے جانے کا فرمان دیا، خارجی دشمنوں کی قرار واقعی گوشمالی ہوچکنے سے سلطان کو چند روز تک دم لینے کی مہلت ملی تو وہ ہمہ تن ملکی اور مالی انتظام پر جھک پڑا اور فوجی و مالی حالت سدھارنے میں بخوبی کامیاب ہوا جن دنوں سلطان مصطفےٰ آسٹریا سے سرگرم جنگ تھا، اُنہی دنوں روس والوں نے سنہ ۱۱۰۶ھ میں شہر ازاق [illegible] کا محاصرہ کر لیا تھا اور خان کریمیا نے عثمانی محافظ سپاہ کے ساتھ ملکر اُنہیں شکست بھی دی تھی اور تیس ہزار سے زائد روسی سپاہ کاٹ کر رکھدی مگر سنہ ۱۱۰۸ھ میں دوبارہ پیٹر اعظم شہنشاہ روس نے ساٹھ ہزار فوج سے اس قلعہ پر چڑھائی کی، چونکہ حکومت عثمانیہ کو اندنوں جزیرہ نمائے موریا، بوسینیا، ہنگری، اور، پولینڈ کے علاقوں میں لڑائیاں درپیش تھیں اس لئے وہ شہر ازاق کو کمک نہ پہنچا سکا اور پیٹر اعظم اس شہر پر

قابض ہوگیا چنانچہ اُس نے اِس شہر کو بحر اسود پر ایک مستحکم فوجی بندرگاہ بنالیا جہاں قزاق کے قبائل اُسے پہنچنے سے روکتے تھے۔ سنہ ۱۱۰۹ھ میں سلطان خود بنفس نفیس فوج کی کمان کرتا ہوا آسٹریا سے جنگ کرنے چلا اور بلگریڈ میں پہنچکر اُسنے دیوان کا جلسہ کیا تاکہ حملہ کی سمت تجویز کی جائے، اکثر ارکان کی یہ رائے ہوئی کہ فوجکو طمشوار کی طرف بڑھایا جائے جدھر سے اگلے دو سالوں میں برابر فوجکشی ہوا کی ہے چنانچہ ترکی سپاہ دریائے ڈینیوب کو عبور کرتی ہوئی پانچوہ اور وہاں سے شہر زانتا Zenta تک جا پہنچی۔ یہ شہر دریائے ٹیس کے کنارہ پر واقع ہے، سلطان نے حکم دیا کہ دریائے مذکور پر پل بناکر فوج کو پار اُتارا جائے مگر جسوقت فوج پل پر ہوکر دریا کو عبور کر رہی تھی یکایک آسٹرین سپہ سالار پرنس یوجین دی ساؤ ترکی سپاہ پر حملہ آور ہوگیا۔ یہ سپہ سالار Eugene de Savoie نہایت مشہور آسٹروی افسر اور آسٹریا کی سپاہ کا کمانڈر انچیف تھا ترکی سپاہ کو غنیم کی مدافعت کرنیکا موقع ہی نہ مل سکا اس لئے اُسے شکست ہوگئی اور فوج دو حصوں میں بٹ گئی غنیم کا حملہ بڑی شدومد کے ساتھ ہوا تھا، اگرچہ بہادر ترک بڑی ثابت قدمی سے لڑے لیکن کیا ہوسکتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی عثمانی سپاہ کٹ کر رہگئی جنمیں افسر اور نفر ہر قسم کے لوگ تھے۔ صدر اعظم الماس محمد پاشا، مصرلی زادہ ابراہیم پاشا حاکم اناطولیا جعفر پاشا محافظ طمشوار، فضلی پاشا حاکم اطنہ، بالطہ زادہ محمود پاشا آغائے افواج ینی چری دس کے قریب بک لوگ اور پندرہ ہزار چیدہ ترکی سپاہ اِس لڑائی میں غارت ہوئی جنمیں سے کچھ دشمنوں کی لڑائی میں اور کچھ دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوئی تھی، خیریت یہ ہوئی۔ کہ سلطان ابتک دریا کے دوسرے ہی کنارہ پر تھا ورنہ وہ بھی دشمنوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوجاتا۔ اِس شکست سے حکومت علیہ کو نہائت سخت صدمہ پہنچا اور تمام وہ قلعے جو ملکت ہنگری میں ترکوں کے پاس تھے سب اُنکے ہاتھوں سے نکل گئے اور اس کے علاوہ آسٹریا والوں نے صوبہ جات بوسنیا وغیرہ پر بھی تسلط کرلیا۔ سلطان مصطفےٰ دوم بڑی دقتوں سے باقیماندہ فوج کو باقاعدہ ہٹاکر دار الخلافت میں واپس چلا آیا اور یہاں اُس نے کوپرلی عموجہ زادہ حسین پاشا کو مسند صدارت پر متمکن کیا۔

معاہدہ قرلوفچہ:-

سنہ ۱۱۱۰ھ - جدید صدر اعظم جو مشہور خاندان کوپریلی کا لائق ممبر تھا اور جسکے جد اعلےٰ کوپریلی اعظم محمد پاشا کے عہد سے ابتک کئی شخص عہدہ وزارت کی جلیل خدمات نہائت لیاقت و خلوص کے ساتھ ادا کر چکے تھے - عنان انتظام ہاتھ میں لیتے ہی نظم و نسق مملکت میں مشغول ہوگیا اور چند دنوں کے عرصہ میں مالی حالت کی درستی میں کامیابی حاصل کرلی، خزانہ کا معمور ہونا تمام مشکلات کی کنجی تھا پھر تو ایکساتھ ہر ایک کام خود بخود درست ہوگیا، نئی فوجیں بھرتی ہوئیں اور صرف تین چار ماہ کے عرصہ میں پچاس ہزار پیدل، اور چالیس ہزار سوار فوج علاوہ توپخانوں کی متعدد پلٹنوں اور رسالوں کے تیار ہوگئی سلطان اس جرار سپاہ کی کمان کرتا ہوا اہل آسٹریا سے سابقہ شکست کی کسر نکالنے چلا اور پرنس یوجین کو زک دیکر صوبہ بوسنیا سے باہر نکالدیا، جب پرنس یوجین ہزیمت اٹھاکر دریائے ساوہ کے پار اتر گیا تو سلطان کا ارادہ ہوا کہ اور آگے بڑھکر جلد وہ ممالک اہل آسٹریا سے چھین لے جو انہوں نے پچھلے سالوں میں ترکوں سے فتح کر لئے ہیں - مگر شاہنشاہ آسٹریا کو ایک مدت دراز سے مصروف جنگ رہنے کے باعث اسقدر پریشانی اور زیر باری لاحق ہوگئی تھی کہ وہ اب طلب صلح کیلئے آمادہ ہوگیا اور اس نے لوئی چاردہم شاہ فرانس کو متوسط بناکر صلح کی سلسلہ جنبانی کردی - مگر شاہ فرانس نے دولت علیہ پر یہ بھی زور ڈالا کہ وہ معاہدہ ایسویک Ryswick میں شریک ہو جو بستم ستمبر ۱۶۹۷ء کو فرانس اور اسپین، ہالینڈ اور انگلستان کی حکومتوں کے مابین ہوا تھا اور جسکا مدعا یہ تھا کہ اسپین کو اپنی از دست رفتہ املاک دوبارہ واپس ملجائے دولت علیہ نے فرانس کی یہ استدعا اس لئے نامنظور کی کہ یہ دول یورپ اس کے مقابلہ میں گروہ بندی سے کام لیا کرتی تھیں اور اسکا اقتدار مٹانے کے درپے رہتی تھیں، بہرحال ایک مدت کی خط و کتابت کے بعد حکومتہائے آسٹریا، روسیا، بنادقہ، اور پولینڈ نے دولت علیہ کے معاہدہ قرلوفچہ کی شرطیں قطعی طور پر تسلیم کیں اور سنہ ۱۱۱۱ھ میں یہ صلح نامہ مکمل ہوسکا جسکا نام معاہدہ قرلوفچہ "Carlowitz"

ہے - اسکی اہم شرطیں یہ تھیں - آسٹریا بیس سال کی مدت تک ٹرکی سے کوئی جنگ نہ کریگی ، صوبۂ طمشوار سہسہسسہسہسہ ح دولت علیہ کے پاس رہیگا اور مملکت ٹرینسلونیا اور ملک ہنگری کا مفتوحہ حصّہ آسٹریا کو ملگیا ، اس اعتبار سے دونوں حکومتوں کی سرحدی لین دریاے ماروش ، ٹیس ، ڈینوب ، اونہ ساوہ ، رہینگے ، اسی طرح حکومت پولینڈ سے بھی ایک معاہدہ التوائے جنگ کا ہوگیا - جسکی میعاد بھی بیس سال تھی جسمیں شرط تھی کہ پولینڈ صوبہ بغدانسکا مفتوحہ حصّہ ٹرکی کو واپس دیگی اور قدیم حدود علیٰ حالہا رہینگی ، پولینڈ کو پوڈولیا ، اوکرین ، اور تامینچہ ، کے صوبے دیدئے جائینگے اور جو خراج اُسے خان تاتار کو ادا کرنا پڑتا تہا وہ معاف ہوجائیگا ، دولت عثمانیہ جزیرہ نمای موریا اور صوبہ ڈلماتیا ، وینس ، والوں کو دیدیگی ، اور آسٹریا وغیرہ یورپ کے ممالک دولت علیہ کی خراج گزاری سے آزاد ہوجائینگے چونکہ اس معاہدہ کی گفتگو جاری ہونے کے وقت روس کا ایلچی اختیارات کامل نہیں رکھتا تھا اس لئے اُس سے صرف تین سال کے لئے ایک التوائے جنگ کا معاہدہ ہوا جسمیں یہ شرط تھی کہ روسی حکومت قلعہ ازاق پر قابض رہیگی اور ۱۱۱۳ھ میں دونوں حکومتوں کے مابین پھر اس معاہدہ کی تجدید ہوئی جو عرصہ دراز تک قائم رہی یہانتک کہ دونوں فریقوں میں دائمی صلح کا یہی معاہدہ سبب قرار پایا ،

مذکورہ بالا مدّت کی بحری لڑائیاں

روسی حکومت نے ۱۱۰۸ھ میں قلعہ ازاق پر قبضہ کرلیا تو سلطانی حکم دارالصناعت کے نام صادر ہوا کہ بہت جلد جنگی جہازات تیار کرکے ترکی بیڑہ کی قوت میں اضافہ کیا جاے اور بحیرہ اسود ، دریاے ڈینوب ، اور بحر ابیض متوسط تینوں جگہ کے لئے تین بیڑے الگ الگ تیار رہیں ، کپتان میزہ مورتو حسین پاشا نے بڑی سرگرمی سے کام لیکر فرمان سلطانی کی تعمیل کردی اور طرابلس الغرب کا بیڑہ بھی عثمانی بیڑہ کی شرکت کیلئے آگیا جسمیں پانچ غلیون جہاز تھے ، اسی اثناء میں خبر ملی کہ جزائر مغرب کے بیڑہ نے بنادقہ داہل وینس ،

کے تین جنگی جہاز گرفتار کرلئے ہیں۔ غرضکہ جب ترکی بیڑہ کی تیاریاں مکمل ہوچکیں تو انکی حسب ذیل رپورٹ مرتب ہوئی، بحر ابیض متوسط کا بیڑہ بیس غلیون جہازوں کا چھ بحری افسروں کی ماتحتی میں جنکے ساتھ چند فرقاطہ اور شانیہ وضع کی کشتیاں ہیں۔ بحیرہ اسود کا بیڑہ جدید اضافوں کے بعد بیس غالیتہ جہازوں سے مرتب ہوا ہے جو مقام سنیوب کے بحری کارخانہ میں تیار اور درست ہوئے ہیں اسکے ساتھ مقام روسچق کی بنی ہوئی پچیس کشتیاں، پندرہ قطیرہ اور پانچ غلیون جہاز بھی شامل کئے گئے ہیں۔ دریاے ڈنیوب کے بیڑہ میں تشیکہ وضع کی بارہ کشتیاں مقامات ڈینسکو پولی، اوسچق، سلسترہ، اور، بلگریڈ، واقع ساحل دریاے ڈنیوب کی بنی ہوئی ہیں جنکے ساتھ اسماعیل، ایساقچی، اور، قرین، کی بنی ہوئی چند کشتیاں ملی ہوئی ہیں۔ غرضکہ کل بیڑہ دس غالیتہ جہازوں (۳۳) فرقاطہ کشتیوں (۲۹) صندلوں، اور ایک سو اوسلہ کشتی ایچق کشتیوں سے مرکب ہوا ہے۔ ۱۵ ماہ ذی الحجہ ۱۱۰۸ھ کو عثمانی بیڑہ زیر کمان کپتان میزہ مورتو حسین پاشا کے آبناے ڈارڈنلز کے باہر آیا اور بنادقہ کے بیڑہ پر جو جزیرہ بوزجہ اطہ کے پاس استادہ تھا حملہ آور ہوا۔ بنادقہ نے ہزیمت اٹھائی اور ترکوں نے اُن کے تین جہاز پکڑ لئے پھر بنادقہ کے دو غلیون جہاز اور بھی بیکار ہو گئے جنکو بوقت جنگ ضرر پہنچا تھا اور وہ انہیں ساحل کی طرف ریت پر چڑھا کر چھوڑ گئے، اب عثمانی بیڑہ بحر مجمع الجزائر یونان میں بلا مزاحمت گشت لگاتا پھرا اور موسم سرما میں آستانہ علیہ کو واپس آگیا۔ دو بارہ ۱۱۱۰ھ میں ترکی بیڑہ بحر ابیض کا گشت اور معائنہ کرنے گیا تو اُس نے بنادقہ کے بیڑہ کو آبناے چناق قلعہ کے جہات عابرین اور ماردین پر قابض پایا یہ حالت دیکھکر کپتان پاشا سخت غضبناک ہوا اور اُس نے اس زور شور کے ساتھ غنیم پر حملہ کیا کہ وہ بدحواس ہوکر بھاگ نکلا مگر کپتان پاشا نے اُسکا تعاقب نہیں چھوڑا یہانتک کہ جزیرہ مڈللی کے نزدیک راس زیتون نامی ایک راس پر اُسے جا پکڑا اور دن بھر کی سخت گولہ باری سے غنیم کے اکثر جہازات برباد کردئے۔ رات نہ ہوجاتی تو وہ خاتمہ ہی کرکے دم لیتا مگر بنادقہ کی قسمت کچھ اچھی تھی کہ وہ تاریکی میں جان بچاکر بھاگ نکلے۔ ان فتوحات نے ترکی بحری قوت کا

سلہ یہ کشتیاں سپاٹ اور اوپر سے کھلی ہوئی ہوتی تھیں +

رعب از سر نو تمام دنیا پر بٹھا دیا اور کپتان حسین پاشا کا نام آسمان شہرت پر آفتاب بنکر چمکا، یورپ کے نامی نامی لوگوں نے اُس کی تعریف کی اور مورخین یورپ نے عزت کے ساتھ مشہور بحری افسروں میں اُسکا نام درج کیا، کپتان مذکور کی عمر نے وفا نہ کی اور آخر ۱۲۱۳ھ میں عالم فانی سے دار باقی کو سدھار گیا، اُس کے بعد عبد الفتاح پاشا امیر البحر ہؤا مگر وہ بھی ایکسال ہی زندہ رہکر فوت ہو گیا زاں بعد بحری افسری آشجی محمد پاشا کو تفویض ہوئی اور اُس نے بحیرہ اسود میں بیڑہ کی کمان بہت خوبی کے ساتھ کی —

اندرونی اصلاحیں

معاہدہ قینارجہ کے مکمل ہو جانے کے بعد سلطان ایڈریانوپل سے آستانہ علیہ کو چلا آیا اور سفراے دول یورپ کو دربار دیں بلکہ اُس نے مختلف معاملات پر گفتگو کی پھر وہ ملک کے اندرونی انتظامات پر مائل ہؤا اور وزیر اعظم عموجہ زادہ حسین پاشا نے مدت دراز کی لڑائیوں سے ملکی نظم و نسق میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اُنکے رفع دفع کرنے پر کمر باندھی، زائد محصولوں اور ٹکسوں کے بوجھ سے رعایا کو سبکدوش کیا اور معمولی خراج میں بھی حسب مصلحت کمی کر دی، مفسدوں اور شورش پھیلانے والوں کو جو فوج یا دوسرے محکموں میں بہت کثرت سے گھسے ہوئے تھے ایک ایک کر کے نکالا اور اُنکے سرغناؤں کو قتل اور جلا وطن کیا، عام رعایا کو زراعت اور دستکاری کی ترقی کا خیال دلایا کیونکہ ملکی ترقی اور خوشحالی کے سرچشمے یہی ہیں، وزیر اعظم اِن اصلاحوں میں مصروف ہی تہا کہ اُس کے اور شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کے مابین کچھ ناچاقی پیدا ہو گئی، فیض اللہ آفندی سلطان مصطفےٰ خان دوم کا اُستاد تھا اور سلطان اُس کے مشورہ پر عمل کیا کرتا تھا وزیر کو یہ ناگوار ہؤا کہ شیخ الاسلام کا منصب ملکی امور میں مداخلت کرنیکا نہیں ہے پھر وہ کیوں دخل در معقولات دیتا ہے، کپتان میزو مورتو حسین پاشا اپنے ایام حیات میں ان دونوں عہدہ داران حکومت کا اختلاف رفع کرتا رہا تھا لیکن جب اُسکا انتقال ہو گیا تو انکی ان بن کو ترقی ہوئی اور شیخ الاسلام کی خود رائی وزیر اعظم سے برداشت نہو سکی لہذا

اُس نے سنہ ۱۱۱۴ھ میں استعفا پیش کرکے اپنی جاگیر میں تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ استعفا دینے کے سترہ دن بعد بقضائے الٰہی فوت ہوگیا جہاں سے اسکا لاشہ قسطنطنیہ میں لاکر اُس کے بنوائے ہوئے مشہور مدرسہ میں دفن کیا گیا ۔

جنگ ایڈریانوپل

وزیر حسین پاشا نے استعفا دیدیا تو سلطان نے بجائے اُس کے دل طپان مصطفےٰ پاشا کو مسند وزارت پر متمکن فرمایا اور نئے وزیر نے بالکل شیخ الاسلام کی رائے پر عمل کرنا اپنا اصول قرار دے لیا ، علاوہ ازیں اس وزیر کو طبعاً جنگ و جدل کا بہت شوق تھا اور اگرچہ وہ زمانہ دولت علیہ کو اندرونی انتظامات کی درستی اور ملک کی حالت سدھارنے کیلئے امن و امان کی زندگی بسر کرنیکا حکم دیتا تھا تاہم اس نے خواہ مخواہ لڑائیاں مول لینے کا سامان کرنا شروع کیا جسکا انجام یہ ہوا کہ اندرونی حالت پھر بگڑ چلی اور بیرونی تعلقات میں بھی اسقدر کشیدگی پیدا ہو چلی کہ عنقریب دول یورپ سے پھر جنگ چھڑ جانے کا خوف دامنگیر ہوا ، اب سلطان اور دیگر وزیروں کو دل طپان مصطفےٰ پاشا کی حکمت عملی کا نامناسب ہونا ظاہر ہوا اور وہ پہلے معزول ، پھر قتل کردیا گیا مگر یہ وزیر چونکہ ایک مشہور دلیر اور بہادر جنگ جو افسر تھا اس لئے فوجی حلقہ میں اُس کے قتل سے سخت ناراضی پھیل گئی جس سے کچھ ہنگامے بھی برپا ہوئے ، دل طپان پاشا کے بعد صدارت عظمیٰ کا عہدہ رامی محمد پاشا کو ملا جو صلحنامہ قرلووچہ میں دولت علیہ کا سفیر با اختیار تھا اور اسوجہ سے وہ ملکی و مالی انتظامات کے اصول سے خوب واقف کار ہوگیا تھا اُس نے اپنے سرپرست اور معاون شیخ الاسلام کی مدد سے بہت جلد تمام خرابیاں رفع دفع کرلیں مگر چونکہ شیخ الاسلام کا خیال یہ تھا کہ سلطنت کے تمام کام اُسی کے حسب منشا اور رائے سے ہوا کریں اور وزیر اعظم یہ چاہتا تھا کہ شیخ اپنے منصب ملکی کی حد سے آگے نہ بڑھے اسلئے وہ اس تدبیر میں مصروف ہوا کہ کسی مناسب طریقہ سے شیخ کا دخل در معقولات بند کیا جائے ، شیخ الاسلام بھی وزیر کے خیالات تاڑ گیا اور اُس نے اندرونی طور پر



سلطان احمد خان ثالث (سنه ۱۷۰۳ ، سنه ۱۷۳۰)

... بنی عثمان تقابل دسته (ه : ۳)

فوج کے سپاہیوں اور افسروں کو بھڑکا دیا اور فوج برسر شورش ہو کر آفت برپا کرنے لگی - اور آخر یہ فتنہ شیخ الاسلام کے قتل ہونے سے فرو ہوا، سلطان مصطفےٰ دوم اندنوں شہرایڈریا نوپل میں مقیم تہا کیونکہ اُسے بہی شکار کا بیحد شوق تھا اُسے خبر ملی کہ فوج اور ارکان سلطنت اسکو معزول کرنے کی فکر میں ہیں تو وہ اپنے بھائی سلطان احمد خان کے پاس گیا اور تمام واقعات سے آگاہ کر کے عہدۂ سلطنت سپرد کر دیا جسکے بعد خود گوشہ نشین ہو رہا - اور اسطرح ۹ ربیع الاوّل ۱۱۱۵ھ کو اُس نے اپنا عہد حکومت ختم کر دیا جسکے ایکسو چالیس دنکے بعد وہ دنیا سے بہی چل بسا، سلطان مصطفےٰ دوم بڑا دلیر شخص تہا اُسکو فاتح بننے کے شوق میں اپنے دادا سلطان سلیمان خان کی پیروی کرنا بہت پسند آتا تہا اُس نے تین بڑی لڑائیوں میں بنفس نفیس فوج کی کمان کی تہی، اسی کے ساتھہ وہ بڑا تیز فہم، رحمدل، منصف مزاج، اور علم دوست تہا - اس جنگ اور شورش کو واقعہ ایڈریانوپل کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان اُندنوں اسی شہر میں تہا اور مفسد استنبول سے وہاں کا ارادہ کر کے چلے تھے ٭

(۲۲) سلطان احمد خان سوم ابن سلطان محمد خان رابع

۱۱۱۵ ــــــــــــ ۱۱۴۳ھ

اپنے بھائی کے تخت سے کنارہ کش ہو جانے پر یہ سلطان تیس سال کی عمر میں آل عثمان کے اورنگ پر جلوس فرما ہوا اسکے آغاز حکمرانی میں فساد کی آگ خوب زور سے بھڑکتی رہی اور رسالت ہفتوں تک شعلہ زن رہی جسمیں شیخ الاسلام فیض اسد آفندی کا بڑا بیٹا قتل ہوا اور اُسکا باقی خاندان جزیرہ قبرص کو جلاوطن کیا گیا ۔ باغیوں نے بہت سے گھر برباد کردئیے اور [illegible] چالیق احمد پاشا نے ینگچریوں کے آغا کو قتل کر دیا جو وزیر اعظم کے منصب

پر فائز ہوگیا تھا پھر اس کے بعد قرا قور احمد پاشا نئے وزیر اعظم اور شیخ الاسلام امام محمد آفندی وغیرہ ارکان مملکت کو بھی معزول کر دیا کیونکہ سلطان ثالث اس خوف سے کہ مبادا خود غرض مفسدوں کو مرکز سلطنت کے متزلزل کرنیکا موقع ملجائے باغیوں کے ساتھ عمداً تساہل برتتا تھا مگر آخر کار سلطان نے وزیروں کی امداد سے مفسدہ پردازوں کے سرغناؤں کو گرفتار اور جلاوطن کر پایا اور اسوقت خود بخود تمام آفتیں مسدود ہوگئیں ۔

جبکہ آستانہ میں یہ ہنگامے برپا تھے اسی زمانہ میں حجاز کے بدویوں نے حاجیوں کے قافلے قتل وغارت کرنے شروع کئے اور سلطان نے یہ خبر پاکر طرابلس، شام، بیروت، کوہ عجلون، اور بیت المقدس کی چھاؤنیوں سے ترکی سپاہ روانہ کی جس نے باغی اور شریر عربوں کو انکے کیفر کردار کا مزہ چکھاکر سرزمین عرب میں امن و امان قائم کیا، مگر اس واقعہ میں دولت علیہ نے باوجود اس بات کا قطعی ثبوت ملجانے کے کہ شریف سعد امیر مکہ بدوؤں کے ساتھ غارتگری میں شریک تھا اُسے بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ یہ واقعہ ۱۱۱۶ھ کا ہے ۔

ابھی عرصہ میں سلطان کو محسوس ہوا کہ روسی حکومت بحر اسود کے اطراف میں اپنا اقتدار بڑھانے کی سرگرم کوشش کر رہی ہے تو اُس نے ممالک ایشیا کو خرس روس کے زد سے بچانے کیلئے، باطوم، بغداد چک، اوزطرق، میں مستحکم قلعہ جات تعمیر کرائے، سلطان نے وزیر اعظم داماد احمد پاشا کو جو ایک لائق اور کاردان وزیر تھا معزول کر دیا، کیونکہ اُس سے اور اوزون سلیمان آغا آغاے دار السعادت سے کچھ ناموافقت پیدا ہوگئی تھی، یہ وزیر بڑا لائق اور منتظم تھا اس نے اپنے زمانہ میں دار الصناعت کا بہت عمدہ انتظام کیا اور اس کے علاوہ بکثرت مدارس اور نئے کارخانے بھی کھولے۔ اسکے بعد قلائلی قوز احمد پاشا وزیر مقرر ہوا مگر وہ بھی زیادہ دنوں تک اس عہدہ پر قائم نہیں رہا ۔

اس عہد کے بحری حالات

سلطان احمد خان سوم نے عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اصلاح نظم ونسق کی خیال

سے وزارت میں تبدیلی کی تو آشچی محمد پاشا کو بھی امیرالبحری سے معزول کر کے صرف غلیون جہازوں کا کپتان رہنے دیا کیونکہ اس افسر نے بحری قوت کا عمدہ انتظام نہیں کیا تھا، اسکے بعد امیرالبحری کا منصب کوچک عثمان پاشا کو ملا جس نے بڑی توجہ سے عثمانی بحری طاقت سنبھالنے کا اہتمام کیا اور متعدد بحری مدارس قائم کرنے کے علاوہ دارالصناعت استنبول کو بھی تمام نقائص سے پاک کر دیا۔ اس امیرالبحر کے زمانہ میں جسقدر نئے جہازات تیار ہوئے وہ بہترین قسم کے تھے اور پرانے جہازوں کی بھی مرمت کر کے انہیں نیا بنالیا، جب بیڑہ ہرطرح پر مکمل ہوگیا تو کپتان پاشا اُسے بحراسود کی طرف لیچلا کیونکہ حکومت عثمانیہ کو روسی گورنمنٹ کے ارادوں کی خبر ملگئی تھی کہ وہ بحیرہ اسود کو اپنا بحری مرکز بنانے کی فکر میں ہے اور ان دنوں جبکہ دول یورپ اسپین میں حقوق وراثت ثابت کرنے کیلئے مصروف جنگ ہیں روس کو لڑائی چھیڑنے کا اچھا موقع ہے لیکن روسی گورنمنٹ حکومت عثمانیہ کے چوکنے ہونیسے دبکر خاموش رہگئی اور بحیرہ اسود کی طرف بڑھنے کی کارروائی موقوف کردی، حکومت عثمانیہ نے کپتان پاشا کو حکم دیا تھا کہ مقام اقندی برون میں ایک مستحکم قلعہ بحیرہ اسود کے ساحل پر تیار کرے جو روسی حملوں کی مزاحمت کے لائق ہو، یہ قلعہ تعمیر ہی ہورہا تھا کہ ایک طوفانی ہوا کے زور نے ترکی بیڑہ کی نو کشتیاں تلف کردیں اور جب کپتان پاشا استنبول کو واپس آیا تو غفلت کے الزام میں اُسے عہدہ امیرالبحری سے معزول کر کے بندرگاہ صیدا کا حاکم بنادیا گیا، اب امیرالبحری کا منصب طلطہ جی محمد پاشا کو ملا مگر یہ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہا بلکہ احمد پاشا کی جگہ وزیراعظم ہوگیا اور بحیرہ اسود کے بیڑہ کی کمان کپتان فرنگ عبدالرحمٰن پاشا کو تفویض ہوئی جو بحکم سلطانی قلعہ اقندی برون کا تکملہ کرنے کے لئے ۱۱۱۱ھ میں بحیرہ اسود کی طرف روانہ ہوا، اسمرتبہ بحیرہ اسود کا ترکی بیڑہ ۲۰ مختصر کشتیوں اور ۳۰ غلیون جہازوں سے مرکب تھا کپتان پاشا مذکور نے بہت مستعدی کے ساتھ تھوڑے ہی عرصہ میں مذکورہ بالا قلعہ تیار کراکے اُسے خوب مسلح اور آراستہ کردیا۔ اسی اثنا میں دولت عثمانیہ نے ایک دوسرا جنگی بیڑہ نو غلیون جہازوں کا بحرابیض متوسط کے سواحل کی نگرانی کیلئے ارسال

کیا جس نے بحری قزاقوں کی کشتیوں سے مقابلہ کرکے اُنکو برباد کرڈالا اور اُن کے تین غلیون جہاز اور دو مختصر کشتیاں چھین کر آستانہ علیہ کو پلٹ آیا، فرنک احمد پاشا آستانہ علیہ میں آگیا تو اُس کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد دارالصناعۃ کے لکڑی کے گدام میں آگ لگ گئی اور یہ امر فرنک احمد پاشا کی غفلت کا نتیجہ شمار کیا گیا چنانچہ کورٹ مارشل ہونے پر اُسکو سزائے قتل دیگئی اور وہ مشہور بحری سپہ سالار پیالہ پاشا کے مقبرہ میں مدفون ہوا، فرنک احمد پاشا کے بعد امیرالبحر کا منصب ولی پاشا کے ہاتھ میں پہنچا اور یہ جدید افسر موسم سرما گزرنے کے بعد آغاز موسم بہار سنہ ۱۱۶۸ھ میں چھ غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر بحر ابیض متوسط کی نگرانی کی لئے روانہ ہوا - اسی عرصہ میں خان کریمیا کی عرضداشت آنے سے معلوم ہوا کہ حکومت روس عہد شکنی پر آمادہ ہے اور عثمانی قلمرو کے علاقوں پر حملہ کرنا چاہتی ہے، اس لئے سلطان نے کپتان ولی پاشا کو مع بیڑہ ہائے جہازات بحیرہ اسود کی طرف جاکر قلعہ اوزی کو کمک دینے کا حکم فرمایا اور وہ (۱۷) کشتیوں، چار غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر اُدھر گیا اور اپنی خدمت بوجہ احسن ادا کرنے کے بعد واپس آیا تو انعامات سلطانی سے سرفراز ہوا - پھر سلطان نے حکمدیا کہ بحیرہ اسود کے سواحل پر بمقام کوبلی اغزی چھ بڑے حجم کے (۵۲) سے لیکر (۵۵) ذراع تک طول والے غلیون جہاز تیار رہوں محمد آفندی ساکن بوستینیا کو جہاز سازی کا کام سپرد ہوا اور یہ شرط قرار پائی کہ جب وہ ایک جہاز تیار کردے تو دارالصناعۃ سے اُس کو چالیس ہزار قرش کی رقم دیجائے، اسی طرح ہر جہاز کی تیاری پر قیمت ملتی رہے - اسی عرصہ میں چند خودغرض بدخواہوں نے ولی پاشا کی شکایتیں کرکے اُسے قتل کرادیا اور بجائے اُس کے کپتان ابراہیم پاشا امیرالبحر مقرر ہوا جو سنہ ۱۱۶۹ھ میں ترکی بیڑہ لیکر بحر ابیض متوسط میں گشت لگاکر واپس آیا اور واپسی کے بعد حسب معمول سلطان نے اُس کو مع اُس کے ماتحت افسرون کے خلعت و انعام عطا کیا، ازاں بعد دوسرے سال بھی یہی امیرالبحر گشت پر گیا اور خریف کے موسم میں واپس آیا مگر اس واپسی کے بعد ایک سخت غلطی یہ ہوئی کہ کسی جہاز میں سے بارود کا انبار نکالکر میگزین میں داخل کرنا فراموش ہوگیا، اور قضا و قدر سے اُس جہاز میں آگ لگ اُٹھی، بارود کا اُڑنا تھا کہ جہاز کے پرزے پرزے بکھر گئے اُس کے سپاہی اکثر تو مرگئے اور

باقی سخت زخمی ہوئے دار الصناعت کی عمارت ، اور اُن تمام مکانوں کو بھی بہت نقصان پہنچا جو فنار اور بالطہ لیمانی کے نزدیک واقع تھے ۔ اسوقت تک ترکی بحری کارخانہ میں جہازوں کی "مقناطیس" انگلستان سے منگوائے جاتے تھے مگر اسی اثنا میں ایک گولہ ساز کاریگر نے معلوم کیا کہ مقناطیس کا بنانا بہت آسان ہے اور افسروں کو اس خیال سے آگاہ کیا جنہوں نے براہ قدردانی اسکو ہمت دلا کر ایک نمونہ تیار کرنے کا حکم دیا اور جب اُس نے نمونہ بنا دیا تو پھر بہت سے کاریگروں کو یہ کام سکھا لیا گیا تاکہ اب آئندہ اس چیز کی کافی مقدار خود ہی تیار کر لیجایا کرے ، کپتان حاجی ابراہیم پاشا بیڑہ کو سفر سے واپس لانے پر مصر کا حاکم مقرر ہو گیا اور اُس کے بعد امیر البحری کا منصب محمد پاشا ابن کوسج علی پاشا ساکن اغریبوز کو ملا ، اور اسی سال یعنی سنہ ۱۱۲۱ھ میں نائب امیر البحر جانم خواجہ حاجی محمد پاشا نو غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر بحر ابیض متوسط کی نگرانی کو گیا اور اسی گشت کے مابین اُس کے بیڑہ نے جزیرہ مالٹا کے قزاقوں کا ایک بڑا غلیون جہاز گرفتار کر لیا جسپر (۵۴) توپیں چڑھی تھیں ، اور جب یہ بیڑہ قسطنطنیہ کو آیا تو اُسکے ساتھ سات غلیون جہاز اور ایک کشتی تھی جسکو اس بیڑہ نے بحری قزاقوں سے چھینا تھا ، اور اسی کپتان جانم خواجہ نے دو اور جہاز بھی گرفتار کئے جنمیں ایک بنادقہ کا تھا اور دوسرا مالٹا والوں کا یہ دونوں جہاز برابر بحری قزاقی کیا کرتے تھے اور عثمانی تاجروں کے جہازوں کو ستایا کرتے تھے ٭

وزیر اعظم ۔ شارل دوازدہم ، اور ، بالطہ جی محمد پاشا

حالات جنگ پروت

سلطان احمد ثالث کے تخت نشین ہونے کا زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ کی دو سلطنتیں سویڈن اور روس باہم جنگ میں مصروف تھیں ، شارل دوازدہم شاہ سویڈن جسکو ترکی مورخ تیمور باش (آہنی سر) لکھتے ہیں اپنی جرار سپاہ کے ساتھ روسی افواج کو شکست دیتا اُس کے قلمرو میں بڑھتا چلا جاتا تھا ، اُس نے میدان جنگ

نارودے Narwa میں روسی فوج کو سخت ہزیمت دیکر سیکسونی اور اہل پولینڈ کی متفقہ قوت بھی توڑ دی اور برگ ، اور ، وارسون ، کے شہروں پر قابو کرکے اپنی ایک فوجی افسر اسٹانسلاس لیزنسکی Stanislas Leczinski نامی کو "لہستان" (پولینڈ) کا حاکم بناکر خود وہاں کے سابق بادشاہ اگسٹس دوم کا تعاقب کیا - یہانتک کہ وہ سیکسون پر حملہ آور ہوا اور اُس سے پولینڈ کے استحقاق کا باز دعویٰ لکھا کر صلح کر لی روسی حکومت معاہدہ قرلوقچہ کے بعد سے بحیرہ ازاق اور حدود داوزی اور بندر کے اطراف میں بہت سے قلعہ جات بنواتی رہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دولت علیہ کو نقصان پہنچانے کی تیاریاں کر رہی ہے مگر حکومت عثمانیہ اس نئے دشمن کی حرکتوں سے غافل بیٹھی تھی کیونکہ ترک اس نوخیز دشمن کو حقیر سمجھ رہے تھے اور اسکی طرف سے بالکل بے پرواہ تھے ، پھر جب پیٹر اعظم شاہنشاہ روس اور شارل دوازدہم شاہ سویڈن میں جنگ شروع ہوئی تو دولت عثمانیہ نے اس خیال سے کہ شارل کے ہاتھوں اس نئے غنیم کا سر کچلوانا بہتر ہوگا اندرونی طور پر اُسکو روس سے جنگ کرتے رہنے کی ترغیب دیتی رہی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ خان کریمیا کو اُس کی مدد کا حکم دیگی مگر اُسوقت جبکہ شارل کی فوجیں روس کے اندرونی علاقہ میں داخل ہوں - سلطان تو شارل مذکور کے ساتھ ایک خفیہ عہدنامہ حملہ آوری اور مدافعت میں شریک رہنے کا کرنے پر تیار تھا لیکن وزیر اعظم چورلیلی علی پاشا جسکو حکومت عثمانیہ اور دولت روس کے مابین صلحنامہ کے شرائط وفا کرنیکا بہت خیال تھا اس امر سے مانع آیا اور اُس نے دوران جنگ میں الگ تھلگ رہنے کی حکمت عملی پر جمے رہنا مناسب تصور کیا - پھر جب پیٹر اعظم نے میدان پلٹاوہ " Paltawa " میں شارل کی فوج کو شکست فاش دی تو شارل بھاگ کر سلطنت عثمانیہ کے علاقہ میں چلا آیا اور یوسف پاشا نے سلطان سے عرض معروض کرکے اُسکو شہر بندر میں رہنے کی اجازت دلوا دی - روسی سواروں کی فوج جو شارل کا تعاقب کرتی آتی تھی اوزی اور بغدان کی سمت سے سلطنت عثمانیہ کے حدود پر بھی دست درازی کی مرتکب ہوئی ، اور اس سے پہلے بھی روسی حکومت نے فرقہ قوزاق کو اپنا ماتحت بناکر سلطانی حدود کے مقابل جنگی استحکامات قائم کرنے سے ایک ،

طرح کی دہمکی دے رکہی تہی - تو سلطان کو روس سے جنگ چہڑنے کا حیلۂ شرعی ہاتھ آگیا اور اُس نے روسی سفیر کو قلعہ ایدی قلہ میں قید کر دیا، اُسوقت یہ قاعدہ جاری تہا کہ سلطنت عثمانیہ جس ملک سے جنگ کرنا چاہے وہاں سے ترکی رعایا اور تاجروں کو بخیریت واپس بلانے کیواسطے اُس ملک کا سفیر بطور یرغمال گرفتار کر لیا جاتا تھا - اِس کارروائی کے بعد دولت علیہ نے پیٹر اعظم کو اعلان جنگ دیدیا اور ۱۱۲۲ھ میں ترکی صدر اعظم بالطہ جی محمد پاشا ایک لاکھ سے زائد جرار سپاہ کی کمان کرتا ہوا دریائے ڈنیوب کی سمت بڑہا - ۱۱۲۳ھ کے اوائل میں اُس نے آبنائے ایساقچی کو عبور کر کے صحرائے تاتال میں جانکلا جہاں اُسی خبر ملی کہ چالیس ہزار روسی سپاہ بغدان کے حدود پر پہنچگئی ہے - اِس لئے عثمانی فوج نے بڑھکر قریۂ قالچی کے نزدیک دریاے پروت کے کنارہ جو دلدل تہی وہاں روسی فوج کا ہرطرف سے محاصرہ کرلیا پیٹر اعظم مع اپنی سپاہ کے ترکوں کے پنجہ مین بے طرح پھنسا سامان رسد اور جنگی ذخیرہ بہی ختم ہوچکا تھا اور دشمن کی زبردست سپاہ ہر جانب سے گھیرے ہوئی تہی اب اُس سے بجز صلح کوئی تدبیر نہ بن آئی، پیٹر اعظم کی بیوی کھیترائن جو بڑی چالاک عورت تہی اسوقت اُسکے بہت کام آئی ورنہ روسیوں کو ترکوں کے سامنے بلا شرط ہتھیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا یا فاقوں مرکر جان دیتے، کھیترائن نے اپنے تمام قیمتی زیوروں اور دوسرے سرداران فوج کی بیویوں کے زیورات جمع کر کے مع کسی قدر زر نقد کے وزیر اعظم بالطہ جی محمد پاشا کے پاس بطور نذرانہ بہیجدیا اور اُس سے صلح کی درخواست کی، کمینہ خصلت وزیر نے باوجود شارل دوازدہم کے دکیل کی مخالفت کے صلح مان لی اور یہ شرط کر کے کہ روس قلعہ ازاق کو مع تمام توپوں اور سامان جنگ کے ترکوں کے حوالہ کردیں اور اپنے تمام وہ نئے قلعے منہدم کردیں جو اُنہوں نے حدود مملکت عثمانیہ پر بنائے ہیں، آئندہ کبہی قوزاق لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیں، اور شارل دوازدہم کو اُس کے ملک میں واپس جانے کے بعد نہ ستائیں، معاہدہ صلح لکھدیا اور روسی فوجکو محاصرہ سے چہوڑ کر واپس چلا آیا - اگرچہ یہ صلح نہایت عزت کی صلح اور ترکوں کے واسطے بہت اچھی تہی لیکن نمک حرام وزیر نے رشوت کھاکر روسیوں کو

بنپ جانیکا موقع دیا اور اپنی قوم وحکومت سے یہ سلوک کیا کہ اُس کے ایک قوی دشمن کو باوجود موقع ملنے کے کچل نہ ڈالا بلکہ سلامت چھوڑ دیا تاکہ وہ ہمیشہ اُس کے ملک وقوم کو ستاتا رہے ورنہ اس موقع پر روسیوں کو کچل دیا جاتا تو آئندہ اُنکو سر اُٹھانیکا موقع نہ ملتا۔ اور یہ معاہدہ صلحنامہ فلکزن [illegible] کے نام سے موسوم ہوا، شارل دوازدہم شاہ سویڈن نے یہ خبر پائی تو اُس نے سر پیٹ لیا اور اُس نے نہائیت غضبناک ہوکر سلطان کے وزیر اعظم کی کورنمکی کا تمام حال کہلا بھیجا پھر خان کریمیا نے جو اس جنگ میں ترکی افواج کے ساتھ تھا اُس کی تصدیق کی اور ان اقوال کی مزید تصدیق یوں بھی ہوگئی کہ روسی قائم مقام نے معاہدہ کی بعض شرطیں پوری کرنے میں لیت ولعل سے کام لینا شروع کیا چنانچہ سلطان نے بالطہ جی محمد پاشا کو وزارت سے برطرف کرکے اُسے جزیرہ لیمنی کی طرف جلا وطن کردیا اور اُنکی جگہ علی یوسف پاشا کو وزیر اعظم بنایا لیکن یہ وزیر بھی بالطہ جی کے معاہدہ کا حامی تھا اس لئے چند روز بعد اسے بھی معزول کرکے اسکی جگہ سلیمان پاشا کا تقرر ہوا اور خود سلطان روس سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہوا چنانچہ وہ موسم سرما میں اڈریا نوپل چلا گیا، سلیمان پاشا صدر اعظم بھی جنگ کا حامی نہ نکلا تو اُسے بھی معزول کیا گیا اور اُنکی جگہ کپتان خواجہ ابراہیم پاشا کو سنہ ۱۱۲۴ھ میں وزیر اعظم کا منصب ملا۔ ترکوں نے معاہدہ فلکزین کے بعد قلعہ ازاق پر بلا جنگ وجدل قبضہ کر ہی لیا تھا اور اب ترکی روسی سرحد پر زبردست عثمانی سپاہ تیار تھی کیونکہ سلطان پیش قدمی کا قطعی ارادہ کرچکا تھا لیکن انگلستان اور ہالینڈ کی حکومتیں جنکو اس جنگ میں اپنی تجارت کی بربادی نظر آتی تھی خواہ مخواہ وسط میں پڑکر بیچ بچاؤ کرنے لگیں جسکا انجام یہ ہوا کہ اڈریا نوپل کا معاہدہ سنہ ۱۱۲۵ھ میں منعقد ہوگیا۔ اس معاہدہ کی اہم شرط یہ تھی کہ روسی قبضہ بحیرہ اسود سے بالکل اُٹھا دیا جائے یہانتک کہ اُسکا کوئی بندرگاہ اس بحیرہ میں نہ رہے اور نہ اُس کی بحری قوت یہاں پیر جما سکے، دوسری شرط یہ تھی کہ بحیرہ اسود کا قبضہ چھوڑنے کے معاوضہ میں اُس کو اُس خراج سے معاف کردیا جائے جو وہ ہر سال خان کریمیا کو دیتا رہتا ہے، اس زمانہ میں سلیمان پاشا سابق امیر البحر کو ترکی بیڑہ جہازات کی کمان سے معزول کرکے اُس کے بعد خواجہ سلیمان پاشا امیر البحر

مقرر ہوا اور خواجہ ابراہیم پاشا سے بوجہ سیاسی معاملات میں نالائق ثابت ہونے کے عہدۂ وزارت لیلیا گیا اور داماد علی پاشا اُس کے بعد وزیر بنایا گیا، اور شارل دوازدہم شاہ سوئیڈن جو چھ سال تک دولت عثمانیہ سے امداد حاصل کرنے کیلئے ترکی علاقہ میں پڑا تھا اپنی آرزوؤں کا یوں خون ہوتے دیکھکر وہ بھی اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔

اس زمانہ میں بحری قوت کا کیا حال تھا:-

امیر البحر میزہ مور تو حسین پاشا نے ترکی بحری قوت میں جسقدر ترمیم و اصلاح اور مفید اضافے کئے تھے اُنکا نتیجہ ایسا اچھا نکلا کہ ترکی بحری قوت پچاس ساٹھ سال کمزوری میں مبتلا رہنے کے بعد از سرِ نو عروج شباب پر آگئی اور اعدائے دولت اُس کے بیڑہ سے خوف کھانے لگے۔ جانم خواجہ محمد پاشا سنہ ۱۱۲۶ھ میں کپتان عام مقرر ہوا تو بحری افسروں اور سپاہیوں نے اسکی عام خوشی منائی کیونکہ یہ پہلا افسر تھا جو بحری سپاہ میں سے ترقی کرتا ہوا امیر البحری کے منصب پر فائز ہوا تھا، چونکہ سلطان کو اپنے از دست رفتہ بحری مقاموں کے دوبارہ واپس لینے کا بہت کچھ خیال تھا اور سب سے زیادہ جزیرہ موریا کے واپس لینے کی فکر دامنگیر تھی جسے معاہدہ قرلو قچہ کے مطابق بنادقہ نے اپنے تسلط میں لیلیا تھا۔

مذکورہ بالا بڑی لڑائیوں کے اثنا میں دولت علیہ ہمیشہ بحری قوت کے اضافہ، جہازوں کی تیاری اور بحری سپاہ کی مشق قواعد وغیرہ پر کافی توجہ کرتی رہی۔ اس عرصہ میں عثمانی دارالصناعت نے تین بڑے غلیون جہاز تیار کئے اور جب انکو پانی میں تیرانے کا وقت آیا تو بڑی دھوم کے ساتھ جلسہ کیا گیا جسمیں خود سلطان بھی شریک تھا اور اس نے صدر اعظم اور کپتان پاشا کو خلعت گرانمایہ عطا کئے، پھر دولت علیہ نے آٹھ جہازوں کا ایک جنگی بیڑہ مجمع الجزائر یونان کو بنادقہ کے دستبرد سے بچانے کیلئے ارسال کیا اور اسی بیڑہ نے ابن ماتیات کا پورٹیکیٹ (فرقاطہ) جہاز گرفتار کرلیا جسپر ساٹھ آدمی تھے اور یہ کمبخت ڈاکو جو بندقیہ (وینس) کا باشندہ تھا مدت سے بحر آرکی پیلیگو میں ترکی تجارتی جہازوں کو ستاتا تھا اُسکی گرفتاری سے وہاں بہت کچھ امن و امان ہو گیا کپتان پاشا نے اس سفر سے واپسی

کے بعد بہت سی ہلکی تیز رفتار کشتیاں بنوائیں تاکہ شہر آزاق کو واپس لینے کیلئے جو بیڑہ جانیوالا ہے وہ کشتیاں اُس کے ہمراہ رہیں اور پیام رسانی کا کام دیسکیں۔ ۱۱۲۳ھ میں ترکی بیڑہ ہر طرح مکمل ہوکر روانہ ہُوا تو اُسمیں حسب ذیل جہازات تھے۔ امیر البحروں کے قلیرہ جہازات (۲۲) غلیون جہازات (۲۸) قراطہ جہازات (۶۰) باربرداری کی ہلکی کشتیاں (۱۲۰) قانجہ باش، اور بردلیک وغیرہ اقسام کی ایکسو صندل کشتیاں، جملہ (۳۶۰) کشتیاں اور جہازات تھے جنپر تیس ہزار جنگ آور سپاہی حاجی محمد پاشا کے زیر کمان شہر آزاق کو روس کے قبضہ سے واپس لینے چلے تھے مگر سابق الذکر معاہدہ پروت کے مطابق یہ قلعہ ترکوں کو بغیر جنگ واپس ملجانے سے اس بیڑہ کی روانگی ملتوی ہوگئی، اور صرف آٹھ غلیون جہازوں کا بیڑہ بحر ابیض کی حفاظت کیلئے ارسال کردیا گیا جسکی کمان خواجہ ابراہیم پاشا کررہا تھا۔

جزیرہ موریا پر مکرر قبضہ

جزیرہ موریا سیاسی اور تجارتی دونوں حیثیتوں سے ترکی حکومت کا ایک ضروری مقام تھا اور اُسکا ہاتھ سے نکلجانا سخت نقصان کا باعث بن رہا تھا اس لئے سلطان کو بغیر اس کے کہ وہ دوبارہ اس ملک کو واپس لے کسی پہلو چین نہیں آتا تھا آخر کار ۱۱۲۷ھ میں تیس غلیون اور چالیس غراب جہازوں کا ایک بیڑہ امیر البحر جانم خواجہ محمد پاشا کی کمان میں اُس طرف روانہ کیا گیا اور بری سپاہ کی سپہ سالاری وزیر اعظم داماد علی پاشا کو دیگئی جسوقت بیڑہ سلانیک پہنچا تو امیر البحر نے وزیر اعظم سے جزیرہ اسٹنڈیل Santorini کے فتح کرنے کی اجازت طلب کی اور وزیر نے اُس کی درخواست منظور کرلی تو چاروں جانب سے محاصرہ کرکے چند ہی روز میں یہ جزیرہ فتح کرلیا، چونکہ اس جزیرہ پر بنادقہ کا چارسو برس سے متواتر قبضہ چلا آتا تھا اور اب تک باوجود بارہا حملہ آور ہونے کے ترکوں کی دال یہاں نہیں گل سکی تھی اس لئے اسکی فتح کو شگون نیک مان کر بڑی خوشی منائی گئی اور عثمانی سپاہ کا حوصلہ بڑھ گیا پھر تو بری سپاہ نے بڑھکر شہر اناپولی کا محاصرہ کرلیا اور ترکی بیڑہ نے دریا کی

سمت سے مدد پہنچائی اس لئے آٹھ دن کے عرصہ میں اس پر بھی تسلط ہوگیا ازاں بعد ترکی فوج یکے بعد دیگرے شہر ہائے تنون، قرون اور، کرودس، Monemvasia وغیرہ بہت جلد فتح کر لئے اور بیڑہ نے جزیرہ چوتہ Monemvasia پر تسلط کر لیا، مہینے ڈیڑھ مہینے کے عرصہ میں تمام جزیرہ موریا پھر ترکی قبضہ میں آگیا اور اس کے آس پاس کے جزیروں پر بھی ترکی نشان اُڑنے لگا حکومت علیہ نے اس مرتبہ وہاں باقاعدہ حکومت قائم کردی اور نہائت استحکام کے ساتھ ہر ایک جگہ قلعہ بندی کرلی تاکہ آئندہ بنادقہ کو اس طرف آنے کی جرأت نہو - ادہر سے فراغت ہوئی تو سلطان نے وزیر محمد پاشا محافظ قلعہ خانیہ اور وزیر الی علی پاشا محافظ قلعہ کینڈیا کو یہ حکم بھیجا کہ جزیرہ کریٹ کے تین باقیماندہ قلعے بھی بنادقہ سے چھین لو اور انہوں نے بخوبی اس فرمان کی تعمیل کردی یعنی قلعہ جات سودہ، اسپر لونگا، اور کوراپوزہ جو ابتک بنادقہ کے ہاتھوں میں ہونے کے باعث بحری قزاقوں کی جائے پناہ تھے فتح کر لئے اور اس طرح جزیرہ کریٹ بالکل دولت علیہ کے قابو میں آگیا، اور ان اطراف میں بحری لوٹ مار کا خطرہ موقوف ہوگیا، ترکی بیڑہ ان فتوحات کے بعد مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا اور صدر اعظم سلطان کی زیارت کے ارادہ سے ایڈریانوپل کی طرف روانہ ہوا +

جنگ آسٹریا، محاصرہ کورفو، اور جنگ وارادین

وزیر اعظم شہید علی پاشا جزیرہ موریا کو فتح کرکے واپس آگیا تو سلطان کی قدمبوسی کے بعد اُس نے ملک کے اندرونی نظم و نسق کی خبر لینی شروع کردی جسکے ساتھ ہی وہ ایک جنگی بیڑہ جزیرہ کورفو کی فتح کیلئے بھی آراستہ کر رہا تھا، اسی اثنا میں یورپ کی وہ لڑائی بھی ختم ہوگئی جو اسپین میں وراثت ملک کی بابت ہو رہی تھی، اور شاہنشاہ جرمنی چارلس ششم نے شاہ فرانس، لوئس چہار دہم کے ساتھ معاہدہ وارشتاد سنہ ۱۱۲۵ھ میں منعقد کر لیا تو وینس کی جمہوری حکومت کو شاہنشاہ جرمنی سے اس بات کی فریاد کرنیکا موقع ملا کہ معاہدہ قرلوفچ جسکی حمایت آپنے کی تھی دولت علیہ نے اُس سے خلاف ورزی کی ہے

شاہنشاہ جرمنی وینس والوں کی امداد پر آمادہ ہوگیا اور اُس نے گورنمنٹ عثمانیہ کو پیام بھیجا کہ وہ اپنا ایک با اختیار سفیر حدود ہنگری پر بھیجدے تاکہ اُس سے وینس والوں کے بارہ میں گفتگو کیجائے اور تم جنگ کو روکدو اور جزیرہ موریا وینس والوں کے حوالہ کردو، اور اگر تم ان باتوں کو منظور نہیں کرتے ہو تو اسی پیام کو اعلان جنگ تصور کرنا چاہئے۔ شاہنشاہ جرمنی کا قاصد دربار عثمانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے تمام وزیروں اور اعیان مملکت سے صلاح کی کہ اس پیام کا کیا جواب دینا چاہئے؟ سب نے باتفاق رائے یہی کہا کہ شہنشاہ جرمنی کا اعلان جنگ تسلیم کرلینا چاہئے مگر اُس کی خواہشیں ناقابل منظوری ہیں بس اسی وقت سے سلطان نے جنگی تیاریوں کا حکم دیدیا۔ تاکہ آسٹریا سے بھی وہ مقامات اُگلوالئے جائیں جو اُس نے معاہدہ کرلوتچہ کے رو سے لئے ہیں۔ جنگی بیڑہ توکیل کا تیٹ سے درست ہی تھا اُسکا جائزہ لیکر سلطان کو بیحد مسرت ہوئی اور ۱۱۲۸ھ میں کپتان ابراہیم پاشا دریائے ڈنیوب کا بیڑہ ساتھ لیکر روانہ ہوا جسمیں پندرہ غالینہ، (۲۵) فرقاطہ، دس قانجہ باش کشتیاں اور آٹھ ابریق کشتیاں تھیں، اسکے بعد دولت علیہ نے آسٹریا کو اعلان جنگ دیدیا اور عثمانی سپاہ نے قلعہ وارادین پر پیش قدمی آغاز کردی جانبین کی فوجوں میں ہلکی ہلکی لڑائیاں ہونے لگیں یہانتک کہ عثمانی سپاہ شہر قرلوتچہ [illegible] سے آگے بڑھکر وارادین کے نزدیک جا پہنچی۔ وزیر اعظم اس فوج کی کمان کر رہا تھا۔ وارادین کے نزدیک پرنس یوجین آسٹروی جنرل مع جرار فوج کے ناگہاں ترکی سپاہ پر آپڑا جو کہیں گھات میں لگا تھا، ترک غافل چلے جا رہے تھے اور گو وہ سنبھلکر لڑنے لگے لیکن جنگی نظام اور صف بندی مکمل نہونے سے اُنکو غنیم کے سامنے بہر حال دبکر لڑنا پڑتا تھا، لڑائی نہایت زور پر تھی اور دونوں فوجیں بالکل گتھم گتھا لڑ رہی تھیں کہ وزیر اعظم علی پاشا شہید ہوکر گرا اور اُسی کے ساتھ چند دوسرے نامی افسر بھی مارے گئے جس سے ترکی سپاہ کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ بلگریڈ کی طرف پسپا ہوگئی، آسٹروی سپاہ پیش قدمی کرتی شہر طمشوار پر حملہ آور ہوئی اور اُس کے محافظ مصطفےٰ پاشا کو ہزیمت دیکر اُسپر قبضہ کرلیا، اس کے بعد وہ ۱۱۲۹ھ میں صوبہ بغدان کا بڑا حصہ فتح کرکے بلگریڈ پر چڑھ آئی، بلگریڈ کا محافظ خلیل پاشا شہید علی پاشا کے بعد وزیر

اعظم بنادیا گیا تہا وہ بہی غنیم کے سامنے نہ تہم سکا اور آسٹریا والوں نے بلگریڈ کا شہر بہی فتح کرلیا۔

جنگ ایمروز، اور بساروفچہ کا معاہدہ:۔

جب شہر بلگریڈ ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا تو عثمانی بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر آبنائے گیلیپولی میں آیا اور وہاں اُسے یہ خبر ملی کہ بنادقہ کا بیڑا جسپر دس ہزار سے زائد آسٹروی فوج ہے آبنائے ڈارڈنلز پر قبضہ کرنے کیلئے آرہا ہے اور اُس نے جزیرہ ایمبروز کے گرد چکر لگایا ہے، تاکہ وہاں اپنی فوجیں اُتار سکے، کپتان پاشا نے فوراً ایک حصہ بیڑہ کے جہازوں کا دشمن کی خبر لانے کیلئے روانہ کیا، ان جہازوں نے دوسرے دن صبح کے وقت دشمن کے جہازوں کو دیکہا تو فوراً آگے بڑہکر اُنپر گولہ باری شروع کردی، غنیم تاب مقاومت نہ لایا اور بہاگ نکلا ترکی جہازوں نے تعاقب کرکے دو مرتبہ اُسے پہر ٹوکا اور گولہ باری کرکے ہر دفعہ ہزیمت دی، اب عثمانی سپاہ کا حوصلہ اسقدر بڑہگیا تہا کہ اُنہوں نے اپنی کمی اور اصل بیڑہ سے علیحدگی کی کچھ پرواہ نہیں کی بلکہ مزید تعاقب کرکے اناپولی (واقع یونان) کے نزدیک تیسری مرتبہ پہر غنیم کو جاگہیرا اور اُسپر نہایت زور شور سے حملہ آور ہوئے اسدفعہ بہی بنادقہ کا بیڑا تاب مقاومت نہ لاسکا اور سخت نقصان اُٹھاکر جزیرہ کورفو کی طرف بہاگ گیا ان لڑائیوں میں کپتان اعظم جانم خواجہ سے کچھ ایسی غلطیاں ہوئیں کہ وہ معزول کرکے قلعہ یدی قلہ میں قید کردیا گیا اور وزیر حاجی ابراہیم پاشا کپتان پاشا کے عہدہ پر مامور ہوا۔اسی سال ترکی بیڑہ نے دریائے ڈینیوب میں مقام تیمور قپو کے نزدیک آسٹریا کے جنگی بیڑہ کو سخت جنگ کے بعد شکست دی اور اُس کے (۱۶) جہاز چہین لئے اور پہر وہ عثمانی فوجیں جو علاقہ ٹرینسلوینیا کی طرف گئی تہیں ایڈریانوپل کو واپس چلی آئیں، خلیل پاشا بلگریڈ میں ہزیمت اُٹھانے کے باعث عہدہ وزارت سے معزول کیا گیا اور اب داماد ابراہیم پاشا مسند صدارت پر متمکن ہوا جسکے وزیر ہوتے ہی گفتگوے صلح آغاز ہوگئی کیونکہ بحر آرکی پیلیگو میں بنادقہ کے بیڑہ کی تین بار کی شکست نے اُنکے ہوش درست کردیے تھے اور اُن کے

حمایتیوں کا جوش بہی ٹھنڈا پڑگیا تھا اسی واسطے ۱۱۳۱ھ میں صلح کے ایلچی پہنچے اور ضلع سمندو کے شہر پسارووچ " پسرتسلی P[illegible] " میں گفتگو اور شرائط طے ہوجانے کے بعد معاہدہ صلح لکہدیا گیا جسکی ضروری شرطیں حسب ذیل تھیں ۔

طمشوار، اور بلگریڈ کے علاقے اور کچھ حصہ ملک سرویا اور افلاق کا شہر آلوتا تک آسٹریا کو دیا جائیگا - بندقیہ والے ملک البانیا کے قلعوں پر جو اُنکے پاس ہیں قابض رہینگے اور جزیرہ موریا مع تمام جزائر بحر آرکی پیلیگو کی کے عثمانی سلطنت کے قابو میں دیدئیے جائینگے، یہ معاہدہ ہوچکا تو روسی تاجدار پیٹر اعظم نے بہی کوششیں کرکے فلکزین، قسطنطنیہ، اور، ایڈریانوپل کے معاہدوں میں اپنے مفید مطلب ترمیم و تعدیل کرالی جسکا حال آگے بیان ہوگا اور اُس کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکیگا کہ مرحوم کوپریلی پاشا کے بعد ترکی حکومت کے جسقدر وزیر اعظم مقرر ہوئے وہ ہرگز اس عہدہ کی پوری قابلیت نہیں رکھتے تھے،

۱۱۳۲ھ میں حکومت روس نے ارادہ کیا کہ پسارووچ کے معاہدہ میں اپنے مفید مطلب کچھہ آسانیاں اور ترمیمیں کرائے چنانچہ زار پیٹر اعظم بذات خاص پیرس کو گیا اور اسکا مقصد یہی تھا کہ فرانس کو دولت علیہ سے برگشتہ کرکے اپنا کام نکالے - حکومت عثمانیہ نے روسی فریب کا حال معلوم کیا تو وہ بہی چوکنی ہوگئی اور اُس نے بہی اپنا سفیر پیرس کو روانہ کیا، عثمانی سفیر کا نام محمد آفندی چلبی تہا اور اُسے حکم دیا گیا تہا کہ تمام حالات کی پوست کندہ اطلاع دربار سلطانی میں ارسال کرے اور حکومت فرانس سے گفتگو کرکے روسی ارادوں کو کامیاب نہونے دے، گورنمنٹ فرانس نے ترکی سفیر سے بڑا اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا اور اُس سے کہا کہ دولت علیہ کو ضرور ہی روس سے لڑکر اس حکومت کی دست درازیوں کو روکنا چاہئے ورنہ یہ کمبخت ملک سوئیڈن کو برباد کرکے رہیگا مگر سفیر مذکور نے اس خوف سے کہ روس اور آسٹریا دونوں باہم متحد ہیں اگر حکومت عثمانیہ روس سے لڑیگی تو نتیجہ بُرا نکلیگا جنگ کی تحریک قبول نہیں کی اور دولت کو اسکی خدمتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں، ۱۱۳۳ھ میں ترکی بیڑوں کے اعلیٰ کپتان آباذہ سلیمان پاشا نے دنیا سے رحلت کی اور سلطان نے اُسکے بعد خواجہ سلیمان پاشا حاکم جزیرہ

روڈس کا تقرر اس عہدہ پر کیا، اور اس زمانہ کے بعد سے بنادقہ (اہل وینس) کی بحری قوت مضمحل ہونے لگی اور بہت جلد اس جمہوری حکومت کی قوت و شوکت فنا ہو کر بے نام و نشان ہو گئی، چونکہ دولت عثمانیہ کو بحری قوت کی آراستگی کا خیال ابھی زبردست غنیم کے باعث رہا کرتا تھا اور وہ حوادث زمانہ کا شکار ہو گیا لہٰذا پچاس سال تک ان سے کوئی بحری لڑائی پیش نہ آئی اور اس کی بحری قوت بھی پژمردہ ہو چلی تھی لیکن دوسری جانب بحیرہ اسود میں روسی بحری طاقت بڑھتی ہوئی عثمانی قوت بحری سے ٹکر لینی کو تیار ہو گئی تو سلطان ۱۱۳۵ھ میں سلطان احمد خاں سوم کو عثمانی جنگی بیڑہ کی اصلاح اور تیاری میں توجہ سے کام لینا پڑا اور اس سلطان کے عہد میں ترکی بحری طاقت بہت اعلیٰ درجہ پر پہنچ سکی، اور نئے انبار اور وضع کے جنگی جہازات بالکل نو کھی تیار کئے گئے جن پر تین بیڑیاں ہوتی تھیں اور قلیچی مصطفےٰ پاشا بحری فوج کی کمان پر متعین ہوا مذکورہ بالا قسم کا پہلا جہاز جبکہ دریا میں تیرایا گیا تو اس کے جلسہ مسرت میں خود سلطان بھی شریک ہوا تھا +

ایران کی لڑائیاں :-

صفوی حکومت کی کمزوری اور اس خاندان کے آخری تاجدار شاہ حسین صفوی کا ظلم و ستم سے سلطنت ایران کے ماتحت زندگی بسر کرنیوالی سنی المذہب رعایا پر آفت توڑنا اس امر کا باعث ہوا کہ صوبہ قوقاز اور شروان کے باشندوں نے خلافت اسلامیہ کے دربار میں فریاد شروع کی، اور اسکے علاوہ ایران کی مشرقی حدود پر رہنے والے افغانی نے بھی بغاوت پر کمر باندھی۔ افغانوں کے سردار امیر اویس کا بیٹا امیر محمود خان اپنے قبائل کی ایک فوج تیار کر کے حدود ایران میں داخل ہوا اور شہر اصفہان فتح کر کے ۱۱۳۴ھ میں اس نے شاہ حسین صفوی کو گرفتار کر لیا۔ شاہ حسین کا بیٹا شاہ طہماسپ صفوی ان دنوں صوبہ قزوین میں تھا اسے اپنے باپ کی گرفتاری اور دارالسلطنت پر غنیم کے قابض ہو جانے کا حال معلوم ہوا تو اس نے وہیں۔ قزوین میں اپنی مستقل حکومت قائم کر لی اور افغانوں

سے مقابلہ کی تدبیر کرنے لگا لیکن چونکہ شاہ طہماسپ کے پاس اسوقت اس قدر قوت نہ تھی کہ وہ غنیم کو نقصان پہنچا سکے اس لئے افغانوں کو مشرقی ایران پر بے غل و غش قابض رہنے کا خوب موقع ملگیا اور ملک کا اس قدر وسیع حصہ ہاتھ سے نکلجانے پر دولت صفویہ کا تمام عروج خاک میں ملگیا، سلطنت عثمانیہ نے یہ حالت دیکھی تو ایران کے مختل حالات سے خود بھی کچھ فائدہ اٹھانا چاہا اور فوجیں بھیجکر علاقہ جات گرجستان، اور کردستان کو فتح کر لیا اور وزیر حسن پاشا والی بغداد اور کوپریلی زادہ عبداللہ پاشا حاکم شہروان نے بھی پیش قدمی کر کے بآسانی تمام علاقہ جات کرمانشاہ، اردلان، اور خوئے، پر تسلط جما لیا، افغانوں اور ترکوں کو ایرانی علاقوں پر اس طرح تصرف کرتے دیکھکر پیٹر اعظم شاہ روس نے بھی سلطنت صفویہ کا کچھ حصہ غنیمت میں حاصل کرنا چاہا اور وہ کوہستان قوقاز سے جو دکھن کی جانب اُس کے اور مملکت ایران کے مابین حد فاصل تھا اُتر کر طاغستان، قلعہ جات دربند، اور مغربی باکو پر قبضہ کر کے شاہ طہماسپ سے ایک معاہدہ کر لیا۔ کہ اگر وہ روس کو بحیرہ خزر، گیلان، مازندران، اور، استر آباد کے علاقے حوالہ کر دے تو روسی سپاہ افغانیوں، کو مشرقی ایران سے خارج کر دیگی۔ مگر یہ معاہدہ ترکی حکومت کو ناگوار تھا اس لئے قریب تھا کہ روس اور ترکی میں باہم جنگ چھڑ جائے لیکن پیٹر اعظم بخوبی جانتا تھا کہ وہ عثمانی سپاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جنگ چھڑ گئی تو نہایت مشکل بلکہ یوں کہئے کہ بربادی کا سامنا ہو جائیگا اس لئے اُس نے میسیو ڈیو بوس [illegible] سفیر فرانس سے جو آستانہ علیہ میں متعین تھا درخواست کی کہ بیچ میں پڑ کر اُس کی اور دولت عثمانیہ کی مصالحت کرا دے اور سفیر مذکور اس بات میں کامیاب ہوا چنانچہ ۱۱۳۶ھ میں ایک معاہدہ روس اور ترکی کے مابین اس مضمون کا ہو گیا کہ دونوں سلطنتیں ایران کے اُن علاقوں پر قابض رہیں جو ابتک انہوں نے فتح کر لئے ہیں، اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ اسطرح انکا جھگڑا فیصل ہو گیا اور ایران کی جان بچگئی، مگر ۱۱۳۷ھ میں پیٹر اعظم کی وفات کے بعد اُس کی بیوی ملکہ کیتھرائن نے آسٹریا کے ساتھ ایک نیا معاہدہ کر لیا تو حکومت عثمانیہ کو ضروری معلوم ہوا کہ وہ اپنے مشرقی حدود کے اُن قلعوں کو زیادہ مستحکم بنائے جو گزشتہ معاہدہ کی تقسیم سے

خاص ہو گئے تھے اس لئے بحکم سلطانی ترکی سپاہ وزیر اعظم ابراہیم پاشا کے زیر کمان پیش قدمی کر کے تین سال میں صوبہ جات ہمدان، روان، تبریز، اردبیل، لورستان، قرہ باغ، مراغہ، اور، گنجہ (اور) آرمینیہ، وغیرہ کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئی، ترکی مورخین لکھتے ہیں کہ گو یہ فتوحات بکثرت تھیں لیکن ان سے دولت عثمانیہ کے اعزاز و شوکت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا - بلکہ اُلٹی شورشیں اور پریشانیاں بڑھ گئیں جنکا نتیجہ حد سے زیادہ ضرر رساں نکلا - کیونکہ ایرانیوں نے اپنے ملک کے اس طرح حصے بخرے ہونا پسند نہ کیا - جس سے اُنکی نامردی اور بزدلی کا ثبوت ملتا تھا پس وہ متفق ہو کر ترکوں کی روک تھام کے لئے بڑھے اور چونکہ اُنکے پاس آتشبار اسلحہ کی کمی تھی اس لئے باوجود شجاعت و مردانگی دکھانے کے وہ ناکام ہی رہے - اسکے بعد شاہ اشرف اصفہانی اور شاہ طہماسپ ساسانی کے آپس میں چل پڑی اور شاہ اشرف نے ۱۱۴۱ھ میں سلطنت عثمانیہ کے ساتھ یہ قرار داد کر لی کہ مفتوحہ ایرانی علاقہ جات ٹرکی کے پاس رہیں مگر سلطنت سنیہ اُسے شاہ ایران تسلیم کر لے +

شاہ اشرف مر گیا تو اب شاہ طہماسپ کے لئے میدان خالی ہوا اور اُس نے دوبارہ اپنے ہاتھ سے نکلی ہوئی املاک واپس لینے کا ارادہ کیا، وہ (۵۴) ہزار سپاہ کے ساتھ اردبیل پر حملہ آور ہوا مگر ناکام خراسان کی طرف پسپا ہو گیا، پھر اُس نے افغانیوں کی خبر لینی چاہی مدد اُنکو اصفہان سے نکالکر یہ شہر فتح کر لیا، جب وہ آبائی دار السلطنت پر قابض ہو چکا تو اُسے فوجوں کی فراہمی میں بڑی آسانی ہو گئی اور بہت جلد قوت بہم پہنچا کر اُس نے تبریز کی طرف پیش قدمی کر دی اس حملہ کے آغاز میں اُسنے ۱۱۴۲ھ میں ایک سفارت دربار عثمانی کیجانب روانہ کی اور پیام دیا کہ سلطان اُس کے تمام مفتوحہ علاقہ جات واپس دیدے کیونکہ اب ایرانی سلطنت کا وارث جائز وہی ہے اور اُس کو ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا کہ ایرانی علاقے دوسروں کے قابو میں رہیں - سلطان احمد خان سوم کی صلح پسند طبیعت کا مقتضا بھی یہی تھا کہ اس قضیہ کو بآسانی اور مناسب طریقہ سے فیصل کر دیا جائے چنانچہ اُس نے مشورہ کیلئے وزیروں کی مجلس مرتب کی اور اہی مشورہ

تمام نہیں ہوا تھا کہ ایرانی سپاہ کے حدود زنجان سے آگے بڑھ آنیکی خبر ملگئی۔ سلطان نے فوراً تجاویز مصالحت کو روکدیا اور مقابلہ کی تیاری کردی مگر ہنوز ترکی فوجین روانہ نہیں ہوئی تھیں کہ متواتر ایرانیوں کے تبریز، ہمدان، اور کرمان شاہ، پر تسلط کرلینے کی اطلاع آئی اور ینی چری سپاہ نے وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا کو غفلت اور خیانت سے متہم کر کے سرکشی آغاز کردی، باتروَن خلیل نامی ایک ینگچری افسر مع بیس اپنے ہم مرتبہ ساتھیوں کے اپنی ماتحت فوجوں کو لئے ہوئے بازاروں کو لوٹتا کھسوٹتا سرائے سلطانی تک آگیا اور اُس نے سلطان سے منجانب افواج ینی چری وزیر اعظم اور اُس کے طرفداروں کے قتل کا پیام دیا۔ یہ لوگ وزیر اعظم اور اُس کے داماد مصطفیٰ پاشا امیر البحر مشہور بہ قیماق، یا، آتلجی، اور دوسرے داماد کتخدا محمد پاشا ان تینوں کو قتل کرنا چاہتے تھے چنانچہ آخر ینی چری سپاہی سرائے سلطانی میں گھس گئے اور ان تینوں کو قتل کرکے اُنکے لاشے دریا میں بہا دئے۔ شیخ الاسلام عبداللہ آفندی اسی فساد کے دوران میں معزول کرکے جلا وطن کردیا گیا۔ مگر فساد ابھی فرو نہیں ہوا یہانتک کہ سلطان احمد خان سوم کو تخت سے اُتار کر اُس کے بھتیجے محمود خان اوّل کو اُس کی جگہ پندرہویں ربیع الاوّل ۱۱۴۳ھ کو سلطان بنایا گیا۔ سلطان احمد سوم معزولی کے بعد کئی سال تک بقید حیات رہا اور آخرکار ۱۱۴۹ھ میں رہگرائے عالم بقا ہوا۔ یہ سلطان نہائیت نیکدل، اور حق پسند تھا، اس کے زمانہ میں بہت سی نئی مفید باتیں جاری ہوئیں، سب سے پہلے ممالک عثمانیہ میں مطبع کا وجود اسی کے عہد میں ہوا اور شہر اسکی دار میں پہلا مطبع قائم کیا گیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ چلپی محمد آفندی سفیر مقرر ہوکر پیرس دار الملک فرانس کو گیا اور وہاں اُس نے مطبع کے فوائد ملاحظہ کئے تو اُس کے بیٹے محمد سعید آفندی نے جو باپ کے ساتھ تھا قلمرو عثمانیہ میں بھی مطابع کا اجرا ضروری تصوّر کرکے فن طبع کی معلومات بہم پہونچائی (یہ شخص سلطان عثمان خان سوم کے عہد میں درجہ وزارت پر بھی ممتاز ہوا تھا) پھر سفیر مذکور قسطنطنیہ میں واپس آیا تو اُس نے اجرائے مطبع کی بابت ابراہیم آفندی مجری سے ۱۱۳۹ھ میں گفتگو کرکے بشرکت باہمی سلطنت سے اجازت حاصل کی اور پہلا پریس قائم کیا چند علماء کتابوں کی تصحیح اور



سلطان محمود خان اول (سنہ ۱۷۳۰ء تا سنہ ۱۷۵۴ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۳۲۳)

نگرانی پر مامور ہوئے اور سب سے پہلے صحاح جوہری وغیرہ کتب تواریخ اور ادب کا ترجمہ شائع کیا گیا، کتابوں کی اشاعت سے قوم میں وسعت معلومات کی ترقی ہوئی اور سلف کے کارناموں کی اطلاع نے عام روشن دماغی اور تمدن یورپ کی پیروی کا جوش پھیلا دیا بہت سے لائق مدبر اور امور سیاست کے ماہر افراد تھوڑی ہی مدت میں پیدا ہو گئے، مطبع کو عام ہر دلعزیزی حاصل ہوئی تو شیخ الاسلام عبد اللہ آفندی ساکن ینگی شہر سے اس کے جواز کا فتویٰ لیا گیا اور پھر یہ کام ترقی کرنے لگا کیونکہ اس ذریعہ سے اشاعت علوم میں مدد ملتی تھی۔ اسکے علاوہ وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا نے بھی اندرونی اصلاحوں کے ضمن میں متعدد کارخانے پارچہ بافی، کاغذ سازی، وغیرہ کے قائم کئے تھے، اور بہت سے مدرسے اور کتبخانے شہر میں کھلوائے تھے، اس نے آگ بجھانے کا عملہ مقرر کیا تھا، اور آبنائے باسفرس کے کناروں پر بہت سی سیر گاہیں اور خوشنما مکانات بھی تعمیر کئے تھے، اس سلطان کے عہد میں کئی ایک مشہور ترکی شاعر اور انشا پرداز بھی پیدا ہوئے جنہوں نے قوم کی لٹریری زندگی کو بارونق اور پر لطف بنایا ◆

(۲۴) سلطان محمود خان اول ابن سلطان مصطفےٰ خان دوم۔

١١٤٣ ـــــــــــــــ ١١٦٨ھ

اپنے چچا کی معزولی کے بعد (۳۵) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا جبکہ ینی چری سپاہ کی اندرونی شورش اور جنگ ایران کے بیرونی نقصانات سے سلطنت کی حالت سخت ابتر ہو رہی تھی، اس سلطان نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی طوپال عثمان پاشا کو وزیر اعظم اور جانین محمد پاشا کو امیر البحر کے عہدہ پر مامور کیا، اور نئے وزیر نے بڑی مستعدی کے ساتھ تقریباً پندرہ ہزار باغی سرغنہ اور افراد کو قتل و جلا وطن کر کے

سزائیں دیکر اندرونی شورش کا خاتمہ کرلیا اور اندرون مملکت میں امن وامان قائم ہوگیا۔ تو ضروری انتظامات کی نگرانی کیجانے لگی ✤

جنگ ایران

داخلی انتظامات سے بہت جلد فراغت حاصل کرکے سلطان نے جنگی اہتمام پر توجہ فرمائی اور ایران کے صعود پر فوجیں روانہ کیجانے لگیں، احمد پاشا حاکم بغداد ایرانیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے بڑھا اور جسوقت شاہ طہماسپ مقام ہمدان کو واپس لینے کیلئے پیش قدمی کررہا تھا صحرائے قوریجان میں ترکی افواج اُس کی سدراہ ہوئیں طرفین سے سخت لڑائی ہوئی دونوں گروہوں کے بہادروں نے جوش جرأت دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی لیکن فتح وظفر ترکی سپاہ کے حصہ میں رہی اور شاہ طہماسپ ہزیمت اُٹھاکر بھاگ گیا۔ اسکے بعد علی پاشا نے تبریز اور آرمینیہ کو دوبارہ فتح کرلیا۔ آخر ۱۱۴۴ھ میں شاہ طہماسپ اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور سرعسکر احمد پاشا ترکی نے بطور خود یہ شرط کر کے کہ تبریز، اور، ہمدان، کے صوبے دولت ایران کو دیکر، روان اور شروان کے صوبے دولت علیہ عثمانیہ کے ماتحت رکھی جائینگے صلح مان لی، سلطان کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اُسے سخت غصہ آیا کہ سرعسکر نے اسقدر خودرائی کیوں کی حالانکہ اُس کے امکان میں تھا کہ مغلوب ایرانیوں سے زائد نفع اُٹھائے اور وہ خود اپنے مفتوحہ ممالک بھی دے بیٹھا۔ اسی ناراضی میں سلطان نے سرعسکر مذکور اور باقی وزیروں کو بھی معزول کردیا اور حکیم اوغلی علی پاشا صدر اعظم اور عبدی پاشا کو وزیر بحر بنایا گیا۔ عبدی پاشا تھوڑی ہی مدت کے بعد فوت ہوگیا تو وزیر بحر کا عہدہ پھر جانم خواجہ محمد پاشا کو ملا جو زمانہ سابق میں یہ خدمت بہت عمدگی سے ادا کرچکا تھا، اُدہر ایران میں وہاں کا ایک امیر نادر قلی جو بعد میں نادر شاہ افشار اور دنیا کا مشہور فاتح تاجدار ہوا بہت زوروں پر آرہا تھا اُس نے شاہ طہماسپ کی جگہ شاہ عباس سوم کو تخت نشین کرکے اور خود اُسکا وکیل بنکر ملک عراق پر حملہ کردیا اور شہر بغداد کا محاصرہ کرلیا سلطنت عثمانیہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اگلے وزیر طوپال عثمان پاشا کو سپہ سالار



سلطان مصطفیٰ خاں ثالث ۱۷۵۷ء تا ۱۷۷۴ء

متعلق حالات بنی عثمان صفحہ (۳۳۵)

بناکر ایک زبردست فوج کے ساتھ روانہ کیا جسنے جاتے ہی نادر قلی کو شکست فاش دی نادر قلی زخمی ہو کر ہمدان کیطرف ۱۱۴۶ھ میں پسپا ہو گیا مگر اس نے دوبارہ اسی سال میں پھر اپنی جمعیت فراہم کر کے طوپال عثمان پاشا پر حملہ کیا، سرعسکر مذکور ان دنوں بیمار تھا اور ضعف و علالت کے باعث صاحب فراش اس نے اپنے آپ کو فوج کی کمان کرنے کے لائق نہ پایا تو ایک ماتحت افسر کو اپنا نائب بناکر غنیم کے مقابلہ پر روانہ کیا، یہ نائب نادر قلی کے مقابلہ پر ثابت قدمی نہ دکھا سکا اور ہزیمت اٹھا کر بھاگا - سرعسکر طوپال عثمان پاشا اسی معرکہ میں کام آگیا اور تمام ترکی سپاہ برباد و منتشر ہوگئی۔ دوسرے سال دولت علیہ نے ایک اور فوج کوپریلی زادہ عبداللہ پاشا کی ماتحتی میں نادر قلی کا مقابلہ کرنے کے لئے ارسال کی اور اس نے بھی شکست کھائی، روآن کے نزدیک جانبین کا مقابلہ ہوا تھا اور یہ جنگ اربہ چاپی کے نام سے نامزد ہوئی اور سرعسکر کوپریلی زادہ مذکور میدان جنگ میں کام آیا جس سے ۱۱۴۸ھ میں ایران کے جملہ مفتوحہ مقامات دولت علیہ کے ہاتھ سے نکل گئے، اور نادر شاہ نے تخت ایران پر جلوس کر کے اپنی حکومت قائم کر لی - دولت علیہ نے اس سے صلح کر لینا مناسب تصور کیا، چنانچہ ۱۱۴۹ھ بمقام تفلس اس شرط پر کہ سلطان مراد خاں چہارم کے عہد میں جو حدود دونوں ملکوں کے مقرر تھے وہی اب بھی قائم رہینگے جانبین نے معاہدہ صلح لکھدیا +

جنگ روس اور معاہدہ بلگریڈ :-

دولت عثمانیہ پر یہ بات ظاہر ہو گئی تھی کہ ایران اور پولینڈ کی بابت روسی حکومت کی نیت بخیر نہیں ہے تو اسی اثنا میں اگسٹس دوم شاہ پولینڈ فوت ہو گیا اور اسکا سابق حکمران استانسلاس - لوئیس پانزدہم شاہ فرانس کی بیٹی سے منسوب تہا اس لئے حکومت فرانس نے امرائے پولینڈ پر زور ڈالکر ۱۱۴۶ھ میں پھر استانسلاس کو بدستور وہاں کا حکمران منتخب کرا دیا مگر روس اور آسٹریا نے اپنے اتفاق رائے سے اگسٹس سوم کو جو سکسونیا کا امیر تھا پولینڈ کا بادشاہ منتخب کیا اور انہوں نے خاص ملکی باشندوں کی رائے

کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا، روسی ملکہ اینی انیوں نے اس مسئلہ میں کچھ ایسی مغرورانہ روش اختیار کی کہ فرانس کو سخت بُرا معلوم ہوا اور اُس نے روس و آسٹریا دونوں حکومتوں کو اعلان جنگ دیدیا اسی کے ساتھ اُس نے اپنے سفیر دربار عثمانیہ مارکوئس دی ویلینیوف "Villeneuve" کو یہ کہلا بھیجا کہ جہانتک ممکن ہو دولت عثمانیہ کو بھی اس جنگ میں فرانس کا شریک و ہمدم بناؤ۔ سفیر مذکور نے دولت علیہ کو اشتعال دلانا شروع کیا اور اُس سے ظاہر کیا کہ روس کی بڑھتی ہوئی قوت سلطنت عثمانیہ کے حق میں مضر ہے اور بعد میں جاکر اُسکا بُرا اثر ظاہر ہوگا چونکہ وزیر اعظم حکیم اوغلی علی پاشا بھی روسی سیاست کا یہ بھید بخوبی جانتا تھا اس لئے اُس نے بھی سلطان کو روس سے جنگ کرنے پر آمادہ کرلیا۔ اور باب عالی نے تیاری کا حکم صادر کردیا۔ آسٹریا نے دیکھا کہ فرانس ٹرکی کو اُبھار کر مجھے پسوا ڈالیگا تو وہ خوف سے دبکر فرانس کو رضامند بنانے کے لئے تیار ہوگئی اور ۱۱۴۷ھ مطابق ۱۷۳۵ء میں بمقام ویانا اُس سے ایک مفید مطلب صلحنامہ کرکے اُسے تو الگ تھلگ کردیا اور خود روس کے ساتھ ساز کرکے دولت عثمانیہ کے مقابلہ کا سامان کرنا شروع کیا، روس نے کچھ آسٹریا کے بھروں میں آکر اور کسی قدر اپنی خباثت سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور ۱۱۴۸ھ میں جبکہ جنگ ایران کا آخری وقت تھا۔ قیلان کرڈے خان کریمیا کی فوجوں کو طاغستان اور قبارطاے کے علاقہ میں ہوکر صوبہ شروان میں ترکوں کی مدد پر جانے سے روکدیا۔ روس کا دعوی یہ تھا کہ مذکورہ بالا علاقے روسی املاک میں شامل ہیں اور کوئی غیر سلطنت اپنی سپاہ کو بغیر شاہ روس کی رضا حاصل کئے نہیں گزار سکتی۔ سلطنت ٹرکی نے اسپر اعتراض کیا تو روسی سفیر استنبول سیو نیلو یاف نے اُلٹی سیدھی دلیلیں ملاکر اپنی حکومت کا دعویٰ صحیح ٹھیرانے کی کوشش کی مگر حکومت عثمانیہ نے اُس کی باتوں پر توجہ نہ کرکے فوجی تیاری کا حکم دیا اسی عرصہ میں ایران سے صلح ہوگئی اور سلحدار محمد پاشا عثمانی وزیر اعظم مقرر کیا گیا، تو روسی حکومت نے فیلڈ مارشل موہنیچ کی ماتحتی میں ایک زبردست فوج ترکی حدود پر بھیجدی جسمیں سے ایک کالم قلعہ ازاق پر محاصرہ ڈالنے کیلئے بڑھا، دوسرا کالم خاکنائے اوزقپو میں داخل ہوکر مملکت

کریمیا پر حملہ کی دہمکی دینے لگا، اور تیسرے کالم نے کیلبرون کے قلعہ پر حملہ کر دیا Kinburn
ابتو دولت عثمانیہ نے بلا تامل روس کے مقابل میں اعلان جنگ کر کے جدید صدر اعظم کو
اُردوے عثمانی کا سپہ سالار بنا کر بابا طاغ کی جانب روانہ کیا، حکومت آسٹریا ابتک
لڑائی کے واسطے تیار نہ تھی اور تنہا روسی قوت ترکوں کی روک تھام کیلئے ناکافی لہذا اُسنے
یہ چال چلی کہ اپنے سفیر مسیو طلمان کو جو استنبول میں رہتا تھا حکومت عثمانیہ کے ساتھہ
گفتگوے انسداد جنگ چھیڑ دینے کی ہدایت کردی تاکہ اس طرح ترکی فوجکشی کچھہ دنوں تک
رُکی رہے اور میں جنگ کیلئے لیس ہو جاؤں۔ سفیر نے صدر اعظم سے بابا طاغ کے کیمپ ہی
میں ملکر اپنی گفتگو کا ڈہنگ ڈالدیا اور ایک مہینے تک اُسے اُلجہائے رہا، اس عرصہ میں
آسٹریا نے اپنی قوت مکمل کر کے نیش اور شہر کوئی کے قلعوں پر چڑہائی کردی اور صوبہ بوسنیا
میں بہی کچھہ فوج بڑہادی، ترکی افواج بہی یہ حالت دیکھکر بڑہیں اور صدر اعظم حکیم اوغلی
علی پاشا صوبہ بوسینیا سے آسٹریا والوں کو ہزیمت پر ہزیمت دیتا ۱۱۴۹ھ سے ۱۱۵۱ھ
تک کے عرصہ میں بالکل باہر کر آیا نیز اسی اثناء میں کوپریلی حافظ احمد پاشا نے نیس، اور
شہر کوئی کو آسٹروی سپاہ سے چھین کر بلگریڈ کی جانب بفتح وپیروزی معاودت کی اور
ویدین کے سرعسکر عوض محمد پاشا نے دونوں مذکورہ بالا ترکی سپہ سالاروں کی کمک سے
آسٹریا کی تیسری فوج کو شکست دی جو ویدین پر پیش قدمی کر رہی تہی، ترکوں نے قلعۂ
ایزابیت کے سامنے دریاے ڈنیوب میں آسٹریا کے سات جنگی جہاز جلادئے اور
پھر عساکر عثمانیہ دریائے مذکور سے اُتر کر علاقہ بانجوہ، مہادیہ Mohadia اور
صوبہ طمشوار پر بہی قابض ہوگئے اور آسٹروی سپاہ کی جملہ توپیں اور سامان جنگ چھین لیا
صدر اعظم یکن محمد پاشا نے اورسوہ ” Orsova “، فتح الاسلام، قلعہ اطہ،
اور سمندرہ، کو ۱۱۵۱ھ میں علی التواتر ایک دوسرے کے بعد آسٹریا سے چھین لیا۔ ابتو
آسٹریا کے ہوش ٹھکانے ہوگئے اور اُسے ترکی سے بگاڑ کرنیکا خوب مزہ ملگیا چنانچہ اُس نے
ہار مان کر صلح کی درخواست کی اور ۱۱۵۱ھ میں فرانس، ہالینڈ، اور، سوئیڈن، کے
سفیروں نے متوسط بنکر صلح کی تحریک ماننے پر زور دینا شروع کیا، ادہر یہ گفتگو ہوہی

رہی تہی کہ عثمانی سپاہ نے کروسکا " Krozka " کے میدان جنگ میں کونٹ واللیس " Wallis " آسٹروی سپہ سالار کو ۱۱۵۲ھ میں فاش ہزیمت دیکر استوار کا محاصرہ کرلیا، اور اگر صدر اعظم اس لڑائی میں تہوڑی احتیاط سے بہی کام لیتا تو وہ دشمن کی تمام سپاہ کو بڑی بے بسی کے ساتھ محاصرہ میں ڈالکر گرفتار یا فنا کرسکتا تہا دوسری جانب اسی سال میں ترکی سپاہ نے دریاے پروت کے کنارہ پہ اور خاکنائے اورقپو میں روسی فوجوں کو سخت زکیں دیں، اور ترکی جنگی بیڑہ نے بحیرہ اسود میں زیر کمان کپتان سلیمان پاشا کے بحیرہ آزاق کا روسی بیڑہ برباد کرڈالا۔ غرضکہ ایسی نمایاں فتوحات کا جلد جلد حاصل ہونا، یورپ کی پاورس کے سخت خوف زدہ ہوجانے کا موجب ہوا اور اسی وجہ سے ۱۱۵۲ھ کے آخر میں معاہدہ بلگریڈ کی تحریر سے حکومت عثمانیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے یعنی آسٹریا نے شہر بلگریڈ سے دست برداری کے علاوہ تمام وہ علاقہ جات اور ممالک جو دریاے ساوہ اور ڈنیوب کے داہنے کنارہ پر واقع تہے، اور جنپر معاہدہ پسارووچ کے رُو سے اُسے قبضہ دلایا گیا تہا مع آرضی اورسوہ اور اُس صوبہ کے جسکو آسٹروی افلاق کہا جاتا تہا ترکوں کو واپس دیئے، اور سلطنت عثمانیہ نے بانچوہ اور طمشوار کے مفتوحہ علاقے آسٹریا کو واگزار کردیئے۔ اور (۲۷) سال تک جانبین میں صلح قائم رکہنے کی قرارداد ہوگئی، اُدہر روسی حکومت سے یہ طے پایا کہ ملکۂ روس اناایوانا نے قلعہ آزاق کو منہدم کردینا منظور کیا اور بحیرۂ ہاے اسود، اور، ازاق میں اپنا کوئی جنگی یا تجارتی جہاز لانے سے دست برداری داخل کی اسی کے ساتھ تمام مفتوحہ مقامات، ٹرکی کو سپرد کردیئے، اور یہ اقرار کیا کہ آئندہ بحیرۂ اسود یا بحیرہ ازاق میں روسی مال تجارت دوسرے ممالک کے جہازوں پر بار ہوکر آیا کریگا۔ جب یہ صلح مکمل ہوکر معاہدات لکہدئے گئے تو حکومت عثمانیہ نے روسی حکومت کے برخلاف مملکت سویڈن کے ساتھ ایک مخالفت کا قرار کیا جسمیں حملہ اور مدافعت دونوں حالتوں میں ایک دوسرے کی شرکت و مساعدت کا اقرار تہا اور یہ پیمان مسیو ویلینو سفیر فرانس کی وساطت سے کیا گیا تہا۔ اسی طرح حکومت سیلسٹائن کے ساتھ معاہدۂ تجارت کی تجدید کیگئی۔ اور ۱۱۵۳ھ میں فلورنسا کی حکومت سے معاہدۂ تجارتی

کی تجدید کر کے اُسے کچھ نئی آسانیاں عطا کیں۔ پھر ۱۱۵۴ھ مطابق ۱۷۴۱ء میں چارلس ششم شاہنشاہ آسٹریا و جرمنی فوت ہوگیا تو اُس کی جگہ اُس کی بیٹی ماریا تریزہ تخت نشین ہوئی اور فرانس نے چند یورپین حکومتوں کے ساتھ سازباز کر کے اس ملک پر حملہ کر دیا تاکہ اُسکی املاک باہمی طور پر سب میں بانٹ لیجائے اس حملہ کا باعث وہ عداوت تھی جو مدتوں سے دونوں ممالک کے حکمران خاندانوں کے سینہ میں دبی چلی آتی تھی۔ اور فرانس کو ہمیشہ آسٹریا کے کمزور رکھنے کی دُھن لگی رہتی تھی، چنانچہ اسوجہ سے فرانس اور آسٹریا کے مابین وراثت کیلئے لڑائی ہو پڑی اور مدت دراز تک اسکا سلسلہ ممتد ہوتا گیا یہانتک کہ آخر آسٹریا کی کامیابی پر اسکا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا جنگ کے اثنا میں فرانس اور اُس کے طرفداروں نے دولت عثمانیہ کو بھی اپنا شریک بنانا چاہا اور کہا کہ تم آسٹریا سے لڑکر ہنگری اور دیگر ملکوں پر جو سلطان سلیمان قانونی کے عہد میں ترکی املاک تھے پھر فتح کر لو اور اسکا ایک مفید اثر یہ بھی ہوگا کہ آئندہ تم روسی سازشوں کو بے اثر بنا سکو گے مگر سلطان محمود خان نے اپنی صلح جو پالیسی بدلنے سے انکار کر دیا اور ہمیشہ آسٹریا کے ساتھ مصالحانہ برتاؤ قائم رکھا۔ حالانکہ اگر سلطان اُسوقت دول یورپ کی صلاح مان جاتا تو اُسے بہت بڑا نفع پہونچنے کی توقع تھی۔

مذہب جعفری کیوجہ سے ایران کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہونا

۱۱۵۶ھ بہ ۱۱۵۹ھ۔ معاہدہ بلگریڈ کے بعد چار سال تک دولت علیہ کے قلمرو میں ہر طرف امن و امان رہا اس زمانہ میں اندرونی اصلاحات جاری تھے اور بیرونی جنگوں کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا کہ یکایک ایک نیا فتنہ برپا ہوگیا یعنی نادر شاہ افشار شاہ ایران نے مذہب جعفری کو حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی، چار فرقہ ہائے اہل سنت

والجماعت کے ساتھہ ایک پانچواں فرقہ بنانے کی نیت کرکے حرم نبوی صلعم میں اسکا بھی ایک خاص مصلیٰ قائم کرنا چاہا اور اس غرض سے ایک پُرشوکت سفارت دربار عثمانی میں ارسال کی تاکہ سلطان سے اسکی منظوری حاصل کرکے اپنا ارادہ پورا کرسکے اور یہاں سے اُسکو کوئی قطعی جواب اثبات یا نفی میں نہیں ملا تو وہ جھلاکر ۱۱۵۶ھ میں اچانک صوبہ عراق پر حملہ آور ہوگیا اور شہر بغداد کا محاصرہ کرکے مقام کرکوک کو فتح بھی کرلیا پھر وہ موصل کی طرف بڑھا دولت علیہ نے متواتر تین معزول شدہ وزیروں یعنی احمد پاشا، یکن محمد پاشا، اور حکیم اوغلی علی پاشا کو سپہ سالار افواج بناکر نادرشاہ کے مقابلہ میں ارسال کیا اور تین سال تک برابر لڑائیاں ہوتی رہیں جس کے بعد افواج عثمانیہ نے کرکوک کو ایرانی سپاہ سے واپس لے لیا اور یکن محمد پاشا نے شہر روان کے نزدیک نادرشاہ کو اسقدر تنگ کیا کہ وہ پریشان ہوگیا مگر اتفاق دیکھیے کہ سپہ سالار مذکور اسی اثنا میں تپ محرقہ کا شکار ہوکر فوت ہوگیا اور افسر کی موت نے فوج میں ایسا خلل ڈالا کہ ۱۱۵۸ھ میں شکست اُٹھاکر پسپا ہوگئی۔ نادرشاہ فتحیاب ہوکر ارض روم کی طرف بڑھ آیا اور اُس نے دولت علیہ سے صوبہ جات وان، بغداد، موصل، اور بصرہ کو طلب کرکے صلح کرلینی چاہی، ترکی حکومت نے اُسے تو کوئی جواب نہیں دیا اور خود صوبجات روم ایلیا اور اناطولیا کی فوجیں فراہم کرکے شروان، داغستان، قموق، اور قیناق کے خوانین سے کمک منگائی۔ نادرشاہ اِن تیاریاں دیکھکر خائف ہوا بعد اُس نے اپنا اگلا مطالبہ ترک کردیا پھر کچھ ہلکی سی شرطیں پیش کرکے صلح چاہی چنانچہ سلطان مراد چہارم کی شرائط پر جانبین نے فیصلہ کرلیا اور ۱۱۵۹ھ میں معاہدہ صلح لکھدیا *

مذکورہ بالا عہد کی بحری حالات:-

سلطان محمود خان اوّل نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی دارالصناعۃ عثمانیہ کو حکم دیا کہ عثمانی بیڑہ کی تقویت کا سامان کیا جائے اور اوروپ انبارلی وضع کے تین جنگی جہاز بحکم شاہانی بنائے جانے لگے اور سلطان نے یہ بھی حکم دیا کہ ترکی بیڑہ کے جہاز خاص خاص

ناموں سے موسوم کئے جائیں ورنہ اب سے پہلے ہر ایک جہاز اپنے افسر کے نام سے مشہور
ہوتا تھا غرضکہ اس حکم کے مطابق سنہ ۱۱۶۲ھ کے تیار شدہ غلیون جہاز کا نام پیر بحری رکھا گیا
اور جو جہاز سنہ ۱۱۶۱ھ میں و بنا تھا اُسے ناصر بحری کے اسم سے موسوم کیا گیا۔ ازاں بعد جو جہاز
دار الصناعت میں بنتا اُسکا خاص نام رکھدیا جاتا اور یہ قاعدہ ابتک جاری ہے جن دنوں
دولت علیہ اور دولت ایران کے مابین آخری لڑائی ہوئی ہے اُن دنوں ترکی بیڑہ کی
کمان پر چار کپتان ایک دوسرے کے بعد متعین ہوئے۔ اوّل شاہسوار زادہ مصطفے پاشا
اُس کے بعد راتب احمد پاشا، پھر صاری مصطفے پاشا، اور اس کے بعد صوغان یمیز محمود
پاشا کو کپتان کے عہدے ملے۔ سنہ ۱۱۶۲ھ میں دولت علیہ کا بیڑہ صوغان یمیز محمود پاشا
کی کمان میں بحر ابیض متوسط کا گشت لگانے نکلا مگر اس کپتان کا راستہ میں انتقال ہو گیا
تو بجائے اُسکے طورق محمد پاشا کپتان عام مقرر ہوا جس نے بحری قزاقوں سے سخت جنگ
کی اور اُنکے قبضہ سے بکثرت مسلمان اسیروں کو رہائی دلائی، یہ بحری قزاق ممالک ایطالیا
میں پناہ لینے کو جا رہے تھے کہ راستہ میں عثمانی بیڑہ نے انکو جا گھیرا اور تباہ کر دیا۔
طورق محمد پاشا بیڑہ کو استنبول میں واپس لانے کے بعد معزول کر دیا گیا اور اب اُسکی
جگہ ملک محمد پاشا کپتان عام متعین ہوا یہ کپتان دوبار بیڑہ کو بحر ابیض متوسط میں لیگیا
اور گشت لگا کر بخیریت واپس لایا۔ سنہ ۱۱۶۳ھ میں دولت علیہ کو فرقہ دراویہ کی بغاوت
فرو کرنے کے واسطے بحری اور برّی دونوں قسم کی فوجی قوت سے کام لینا پڑا اور
اسکے بعد والے سال میں کردوں نے بغاوت برپا کی جو ارکان دولت کے حسن تدبیر
سے بلا جدال و قتال فرو ہو گئی، کردوں میں سکون ہو گیا تو اشراف مکہ معظمہ کے [illegible]
ایک اختلاف پھوٹ پڑا جسکی علت یہ تھی کہ جب محمد بن عبد اللہ بن سعید اپنے متوفی باپ
عبد اللہ بن سعید کے بعد امیر مکہ ہوا تو سنہ ۱۱۶۴ھ میں اُس کے اور اُس کے چچا مسعود بن سعید کے
مابین کچھ اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اختلاف [illegible] کہ طرفین میں جنگ ہو پڑی [illegible]
یہ ہے کہ بہت کچھ کشت و خون ہو چکنے کے بعد [illegible] اشراف مکہ معظمہ [illegible]
دونوں کی صلح کرا دی جو نہ [illegible] قوت ہو گئی مگر [illegible] جسکی سرگذشت

دربار سلطانی میں پیش ہوئی اور سلطان نے اُسے رفع دفع کرا دیا +

اسی سلطان کے عہد میں اکس لاشاپیل کا مشہور معاہدہ ہوا تھا جسنے یورپ کی ترقی اور تمدن کا سنگ بنیاد نصب کیا اور اُسکی تجارت تمام دنیا میں پھیلنے لگی یورپ کی سرزمین شر و فساد سے پاک ہو کر امن و امان کا گھر بنی اور لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ اب یہ صلح دائمی صلح رہیگی یورپ کے سکون سے دولت عثمانیہ کو بھی بہت کچھ نفع پہنچا کیونکہ سلطان اور وزراے سلطنت کو رعایا کے امن و راحت کا سامان مہیا کرنے کی خوب مہلت ملی اور نو سال تک بآرام اصلاح امور مملکت کی کارروائی کیجاتی رہی جس سے ملک میں عام سرسبزی اور بحالی پیدا ہو چلی - اسکے بعد ایک دن جمعہ کو جبکہ سلطان محمود خان اوّل نماز سے فارغ ہو کر حرم سراے شاہی کی طرف واپس آ رہا تھا وہ ناگہانی مرگ کا شکار ہوا - یعنی گھوڑے پر سواری کی حالت میں محلسراے شاہی کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی جان بحق تسلیم ہو گیا - اسکی وفات ۱۱۶۸ھ کے ماہ صفر میں واقع ہوئی تھی، اسنے پچیس سال حکومت کی اور اسکا زمانہ تاریخ سلاطین عثمانیہ کے بہترین ایام میں شمار ہوتا ہے کیونکہ سلطنت نہائت شان و شوکت پر تھی اور ملک آباد، رعایا شاد، اور خزائن معمور تھے - چونکہ سلطان محمود خان اول کے سفیر بکثرت شہر پیرس کو جایا کرتے تھے اور وہاں مدبرین یورپ سے اُنکو ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا اس لئے اور نیز اس باعث سے کہ آستانہ علیہ میں تمام دول یورپ کے سفیر رہا کرتے تھے اُنکے میل جول سے بھی ارکان دولت عثمانیہ کو سیاسی معاملات میں بہت کچھ درک پیدا ہو گیا یہانتک کہ اُن لوگوں میں سے جو اشخاص منصب وزارت پر فائز ہوئے اُنکی پولیٹیکل چالیں غضب کی ہوتی تھیں - یہی وجہ ہے کہ ترک مورخین سلطان محمود اوّل کا زمانہ تاریخ عثمانیہ کے ممتاز ایام میں شمار کرتے ہیں جس میں پولیٹیکل سائنس اور امور ملکداری کی معلومات نے خوب ترقی پائی، سلطان موصوف نہایت مستقل مزاج اور عالی حوصلہ شخص تھا اسے تمدن و تہذیب کی ترقی سے خاص اُنس تھا، شہر قسطنطنیہ میں اُسنے چار عظیم الشان کتبخانے قائم کئے تھے اور ہر ایک کتبخانے کے ساتھ ایک عام درسگاہ بھی کھولدی تھی وہ اپنے ہم عصر بادشاہوں کی نگاہ میں بہت کچھ عزت رکھتا تھا،



سلطان عثمان خان ثالث (سنہ ۱۷۵۴ء تا سنہ ۱۷۵۷ء)

متعلقہ حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۳۳۳)

اس کے عہد میں دارالسعادۃ کا آغا (حاکم شہر) حاجی بشیر آغا نہائت مشہور دانشمند اور معاملہ فہم شخص ہُوا ہے جس سے سلطان ہر ایک اُمر میں مشورہ کیا کرتا تہا - سلطان محمود اوّل کی وفات کے بعد اُسکا بھائی سلطان عثمان خان تخت سلطنت پر متمکن ہوا +

(۲۵) سلطان عثمان خان سوم ابن السلطان مصطفٰے خان دوم +

۱۱۶۸ — ۱۱۷۱ھ

اس سلطان نے (۵۸) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس کیا، رسم شمشیر بندی معمولی طور پر ادا ہو چکی تو دول یورپ کے سفیر مبارکباد عرض کرنے کیلئے حاضر دربار ہوئے اس نے صرف تین سال حکومت کی اس عرصہ میں کوئی بیرونی جنگ یا اندرونی شورش نہیں ہوئی کیونکہ اس بادشاہ کو امن پسندی کا خیال غالب تہا، اس نے ملک کے اندرونی انتظام پر بہت بڑی توجہ فرمائی، اور سرائے سلطانی کے حاشیہ نشینوں میں سے بہت سے اس قسم کے لوگوں کو نکالدیا جو سازشوں اور بدامنی پہیلانے کیلئے مشہور تھے اس لئے سلطان عثمان ثالث کا عہد گہری سازشوں کے وجود سے پاک رہا، اسکو پابندی احکام شرع کا بڑا خیال تہا اس لئے کوئی خلاف شرع بات اُسکے زمانہ میں نہو سکی، حرم کی بیگمات جو لباس فاخرہ کے ساتھ بازاروں اور سڑکوں پر نکلا کرتی تھیں اُنکو اس حرکت سے باز رکھا گیا - اسکی حکمرانی کے دوسرے سال کنیسہ بیت لحم میں لاتینی اور رومیوں کے مابین کچھ فساد ہو پڑا جسکی وجہ سے چند بیرونی دقتوں کا سامنا ہو گیا مگر سلطان نے بڑی دانائی سے اُسے رفع دفع کر دیا اور اس کنیسہ کے پیٹرو پولیٹ کو ملک بدر کرا دیا جو شرارت کا بانی تہا +

سنہ ۱۱۶۹ھ میں اس نے وزارت میں تبدیلی کر کے سعید محمد پاشا کو وزیر مقرر کیا - جو

پیرس سے واپسی کے وقت مطبع کے آلات ہمراہ لایا تھا اور اُس نے استنبول میں مطبع قائم کیا مگر یہ وزیر کچھ مخفی اسباب کے باعث قتل کر دیا گیا اور بجائے اسکے کوسہ ماہر مصطفےٰ پاشا دوبارہ وزارت کے منصب پر سرفراز ہوا سلطان عثمان خان سوم نے اپنی تخت نشینی کے بعد پہلے سال میں بھی وزارت کا تغیر کیا تھا اور تین وزیر معزول کر دئے تھے جو کوسہ مصطفےٰ پاشا حکیم اوغلی علی پاشا اور نائلی عبداللہ پاشا نامی تھے پھر انکے بعد ایک اور وزیر بیقلی علی پاشا بھی معزول کیا گیا۔ اس کے عہد میں بحری افسری پر کپتان قرہ باغلی سلیمان پاشا متعین ہوا تھا اسی عرصہ میں ترکی صوبہ جات مغربی افریقہ کے جنگی بیڑوں اور حکومت نیپلس (ایطالیا) کے جنگی جہازوں سے لڑائی ہو پڑی جسے سلطان مذکور نے دوستانہ طریقہ پر بند کرا دیا۔ کُردوں کے بعض قبیلوں نے شورش برپا کر کے قلعہ جات موش، تبلیس، ملاس، اور موشتان، وغیرہ میں قلعہ بندی اختیار کر لی تھی جنکی سرکوبی کے لئے صوبہ ارض روم کا حاکم متعین کیا گیا اور اُس نے انہیں سیدھا کر لیا۔ ینی چری سپاہیوں نے شہر بلگریڈ میں شورش برپا کر کے حسب معمول قتل و غارت پر کمر باندھی اور کوپیلی زادہ احمد پاشا حاکم بلگریڈ شہر چھوڑنے پر تیار ہو گیا تو سلطان نے دوسری فوجیں بھیجکر ینی چریوں کی گوشمالی کی اور انہیں اطاعت ماننے پر مجبور کیا [illegible] عیسوی میں قرہ عثمان اوغلی کو قتل کی سزا دیگئی جسنے صوبہ آیدین میں آفت برپا کر دی تھی اور اُس کے مال و دولت کو ضبط کر لیا گیا ان واقعات کے بعد صدر اعظم کوسہ ماہر مصطفےٰ پاشا کی معزولی عمل میں آئی اور اسکی جگہ مشہور مدبر اور صاحب الرائے محمد راغب پاشا وزیر اعظم بنایا گیا جو بڑا سیاسی شخص تھا اور بلگریڈ کا معاہدہ اسی نے تحریر کیا تھا کیونکہ انہی دنوں وہ میر منشی کے عہدہ پر تھا اس معاہدہ کی ترتیب نے اُسے یورپ والوں کی چالبازیوں سے خوب واقف بنا دیا تھا اور اس سے بھی قبل ایرانی معاہدہ صلح کی گفتگو میں وہ دولت علیہ کا کمشنر رہا تھا بغداد اور مصر کی حکومتوں پر رہ چکا تھا۔ غرضکہ اس وزیر با تدبیر نے حکومت عثمانیہ کی نہایت قابل قدر خدمتیں کیں مگر حاسدوں نے اسکو آخر میں سخت ضرر پہنچایا یعنی ابو قوف احمد آغا آغائے دار السعادت کی شکایت پر سلطان نے اسے معزول کر دیا

تو ۱۶ صفر ۱۱۷۱ھ کو خود سلطان عثمان خان سوم ہی ناگہان اسیر پنجہ اجل ہو کر دنیا سے چل بسا ورنہ دشمن اس وزیر کے قتل کی تدبیر کر چکے تھے۔ سلطان مذکور صلح پسند حکمران تھا اس نے اپنے زمانہ میں وہ مسجد مکمل کرائی جسکی تعمیر اسکے بھائی سلطان محمود خان نے آغاز کی تھی اور اس مسجد کا نام "نور عثمانیہ" رکھا۔ سلطان عثمان خان سوم کے ابتدائے عہد جلوس میں یورپ کی وہ مشہور اور خونریز جنگ شروع ہو چکی تھی جو ہفت سالہ جنگ کے نام سے موسوم ہے +

---

(۲۶) سلطان مصطفیٰ خان سوم ابن سلطان احمد سوم

۱۱۷۱ —— ۱۱۸۷ھ

۴۲ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور چونکہ اسکو انتظام مملکت میں خلل ہونیکا پورا پورا علم تھا اس لئے وزیر اعظم توجہ راغب پاشا کو جو نہایت کاردان شخص تھا عہدۂ وزارت پر قائم رکھا۔ اس دانشمند وزیر نے بڑی محنت سے تمام نظم ونسق درست کیا اور ملک شام کے عرب قبائل کی بغاوت فرو کی جنہوں نے حاجیوں کے قافلوں کا گزرنا مشکل کر رکھا تھا۔ سلطان مصطفیٰ خان سوم کو روسی حکومت کی بدنیتی اور شرارت کا بھی پوری طرح علم تھا اور اس کی نیت تھی کہ اُس سے جنگ کرے لیکن وزیر اعظم کی دانشمندی اُسے روکتی رہی کیونکہ وزیر نے اسباب کو بخوبی سمجھ رکھا تھا کہ ترکی ینی چری سپاہ جس نے شورش اور سرکشی کرنا اور افسروں کے حکم کو نہ ماننا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے ہرگز یورپ کی باقاعدہ اور فنون حرب وضرب سے ماہر افواج کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس نے سلطان کو تو اس امر کی خبر نہیں ہونے دی لیکن یہ کہکر اُسے جنگ سے باز رکھتا تھا کہ ذرا آپ تامل فرماویں کہ فوجی اور جنگی

نظام کو مکمل کرلوں تو آپ کو اُس سے کام لینے کا اختیار ہے، اس وزیر نے اپنی سیاسی مہارت سے ایک اہم کام یہ لیا کہ پروشیا کی نئی اور نوخیز یورپین سلطنت سے حکومت عثمانیہ کے ساتھ بوقت ضرورت روس و آسٹریا کے مقابلہ میں مدد و معاون رہنے کا معاہدہ کرلیا، اس وزیر کا خیال تھا کہ جس طرح ممکن ہو بحری اور بری تجارت کا دائرہ وسیع کرے اسی لئے اُس نے ایک رپورٹ تیار کی تھی جسمیں دولت علیہ کو ایک خلیج کھدوا کر دریائے دجلہ کو آبنائے باسفرس سے ملا دینے کا خیال دلایا تھا اور قدرتی دریاؤں سے اس خلیج کو جہاز رانی کے قابل رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ تاکہ اس طرح ترکی ولایات سے آستانہ علیہ میں سامان رسد اور خوراک کا لانا آسان ہوجائے اور اس سے تجارت کو بھی ترقی ہو۔ لیکن موت نے اُس کی یہ آرزو دلکی دل ہی میں رہنے دی اور ۱۱۷۶ھ میں اس لائق و فائق وزیر نے دنیا سے رحلت کی، یہ وزیر شاعری، زباندانی، اور فلسفہ میں اپنے زمانہ کا یکتا تھا مورخین نے اسکی بہت کچھ تعریف لکھی ہے اور اسکی خیرخواہی غیر تمندی اور علم وکمال کو بہت کچھ سراہا ہے ترکی مورخ وصف آفندی اسکو "صدر الوزراء" اور "سلطان الشعراء اور انسان الکامل" کے القاب سے یاد کرتا ہے، مشہور کتاب سفینۃ الراغب اسی علامہ کی تصنیف ہے، اس وزیر کے بعد توقیعی حمزہ حامد پاشا صدر اعظم مقرر ہوا اور اس کے بعد کوسہ مصطفیٰ باہر پاشا ۱۱۷۷ھ میں وزیر اعظم بنایا گیا جو ایک سال تک اس عہدہ پر رہا اور ازاں بعد ۱۱۷۸ھ میں محسن زادہ محمد پاشا مسند وزارت پر متمکن ہوا +

مدت مذکورہ میں بحری اعمال کی حالت

۱۱۷۶ھ میں عبدالکریم پاشا ترکی بیڑوں کا کمان افسر متعین ہوا تو وہ حسب معمول سالانہ بحر ابیض متوسط کا گشت لگانے چلا اور جس وقت وہ جزیرہ استانکوئی میں پہنچا تو ایک عجیب آفت زا واقعہ پیش آیا یعنی جمعہ کا دن تھا اور کپتان پاشا یا اُس کے چند ہمراہیوں کے علاوہ جو کسی عذر سے جہاز پر رہگئے تھے باقی تمام سپاہی نماز جمعہ پڑھنے کے لئے شہر چلے گئے ادہر جہازوں کے عیسائی قیدیوں نے جو جہازات کے چلانے کی خدمت پر مامور

تھے باہم ملکر اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور کپتان پاشا کو اُس کے معدودے چند ہمراہیوں سمیت قتل کر ڈالا، رہے سہے فوجی سپاہیوں نے اُنکا مقابلہ کیا تو وہ بھی کچھہ قتل اور باقی گرفتار کر لئے پھر اُن سب کو رسیوں اور زنجیروں سے جکڑ کر ڈالدینے کے بعد کپتان پاشا کا جہاز لیکر وہ سب قیدی جزیرہ مالٹا کو بھاگ گئے یہ وحشتناک خبر آستانہ علیہ میں پہنچی تو ۱۱۷۴ھ میں میر آخور مصطفٰے پاشا کپتان پاشا کے عہدے پر مامور کیا گیا لیکن وہ پانچ ماہ بعد معزول کیا گیا اور ۱۱۷۵ھ میں اُس کے بعد کتخدا محمد پاشا کپتان کے عہدہ پر متعین ہوا۔ زاں بعد یہ عہدہ سنک مصطفٰے پاشا کو ملا جو ایک سال بعد فوت ہوگیا پھر دوبارہ وہ باغلی سلیمان پاشا کپتان کے عہدہ پر سرفراز ہوا۔ وہ بھی ۱۱۷۸ھ میں معزول کیا گیا اور اُس کی جگہ طوسون محمد پاشا کو ملی۔ پھر ۱۱۸۰ھ میں حسین حسنی پاشا قبودان پاشا مقرر کیا گیا اور عثمانی بیڑہ کو لیکر بحر ابیض میں گیا تاکہ اُن بحری قزاقوں کی سرکوبی کرے جو اس سمندر میں لوٹ مار مچا کر مخلوق کو ستا رہے تھے پھر اسکے بعد دو شخص اور بھی اس عہدہ پر مقرر ہوئے جنکے بعد حسام الدین پاشا قبودان بنایا گیا +

جنگ روس:-

پیٹر اعظم کے پوتے پیٹر سوم کی بیوی کیتھرائن دوم نے اپنے شوہر پیٹر سوم کو قتل کرنے کے بعد تخت روس پر جلوس کیا تو اُسی زمانہ میں اگسٹس دوم شاہ پولینڈ بھی فوت ہوگیا اور ملکہ کیتھرائن دوم نے یہ کوشش شروع کی کہ اس ملک کا اساسی قانون تبدیل کر کے وہاں اپنے معشوق اسٹانسلاس بونیا توسکی کو حکمران بنائے۔ یہ حالت دیکھکر پولینڈ کی خود مختاری قومی چاہنے والی جماعت "confederation de" جوش میں آئی اور اُس نے انگلستان و فرانس سے مدد طلب کی مگر ان دونوں نے اُسکی دادرسی سے چشم پوشی کر کے کیتھرائن دوم کو اُس کے ارادوں میں کامیاب ہو جانے دیا یعنی اُس نے بونیا توسکی کو زبردستی پولینڈ کا حاکم بنایا۔ تو یہ جماعت ۱۱۸۲ھ میں دولت علیہ عثمانیہ سے مدد کی خواہاں ہوئی تاکہ اپنا ملک روسی حکومت کی دست درازیوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اور

حکومت فرانس بہی دولت علیہ روس کے ساتھ اعلان جنگ دینے کے لئے اُبہار رہی تہی
کیونکہ کیتہرائن دوم کا پولینڈ کے اندرونی معاملات میں دخل دینا فرانسیسی حکمت عملی کیلئے
مضرت رساں تہا، وزیر اعظم محسن زادہ محمد پاشا تو یہ چاہتا تہا کہ جبتک عثمانی روسی سرحد
کے تمام قلعہ جات رسد اور جنگی ذخائر سے پوری طرح بہر کر مستحکم نکر لئے جائیں اُسوقت
تک جنگ کا ٹال لیجانا زیادہ مناسب ہے بلکہ ضروری لیکن دوسرے وزیروں نے
اُس کی رائے پسند نہیں کی اور اس قدر گڑ بڑ مچایا کہ یہ وزیر اعظم اپنے عہدہ سے معزول کیا
گیا اور اُس کی جگہ سلحدار ماہر حمزہ پاشا کو صدر اعظم مقرر کیا گیا یہ وزیر روس سے جنگ کرنیکا
شائق تہا اور ۱۱۸۲ھ میں قلمدان وزارت ہاتھ میں آتے ہی اُس نے سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ
روسی سفیر اوبرشقوف کو گرفتار کر کے حسب معمول یدی قلہ کے قلعہ میں قید کر دیا جائے
پھر حکومت علیہ نے کریم کرائے خان کریمیا کو حکم بہیجا کہ مخاصمت کا دروازہ کھولنے کی
تدبیر کرے اور جنگ کی چھیڑ نکالے چنانچہ اُس نے روسی افواج کی چند خلاف معاہدہ
حرکتوں پر استناد کر کے لڑائی چھیڑ دی کیونکہ اُنہیں دنوں قزاق کا ایک جتہا پولینڈ کے
چند بہاگنے والوں کا تعاقب کرتا ہوا شہر بلطہ میں داخل ہو گیا تہا اور اُس نے شہر پر قبضہ
کر کے بہت سے باشندوں کو قتل کر ڈالا تہا خان کریمیا کو یہ موقع بہت غنیمت معلوم
ہوا اور اُس نے ایک زبردست سپاہ کے ساتھ روسی علاقہ میں داخل ہو کر قتل و
غارت کا بازار گرم کر دیا پھر مظفر و منصور وہاں سے پچیس ہزار قیدیوں کو لیکر واپس آیا
وہ دوسرے حملے کی بہی تیاری کر رہا تہا لیکن موت کے حملہ سے خود اُسکو نجات نہ ملی اور
اُس کی جگہ دولت کرائے خان مسند امارت پر متمکن ہوا تو اُس نے اپنے سلف کا
ارادہ پورا کیا یعنی روسی علاقہ پر چھاپہ مار کر بہت کچھ مال غنیمت اور اسیران جنگ ساتھ
لایا اب تو روسی حکومت کے بہی کان کھڑے ہوئے اور اُس نے بہی ایک زبردست
فوج سرحد کی حفاظت اور خان کریمیا کی گوشمالی کے لئے ارسال کی بس جنگ کا دروازہ
کھلگیا اور صدر اعظم سلحدار ماہر حمزہ پاشا بہی عثمانی افواج کو لیکر سرحد کی جانب روانہ ہو گیا
اس مقام پر اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس فوج کشی کے وقت دولت علیہ کی حالت

بیحد ردی تھی، خزانہ بالکل خالی تھا، فوج مدتوں سے مصروف جنگ رہنے کے باعث تھکی ماندی تھی، جنگی بیڑہ بالکل کمزور ہوگیا تھا، ارکان دولت میں کوپریلی یا دیگر لائق وزیروں کے ایسے کارکن افراد کا پتا ہی نہ تھا، غرضکہ حکومت سنیہ نے اسوقت سے پیشتر کبھی ایسے بُرے حال کے ساتھ لڑائی کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ کبھی اُس کی اندرونی حالت اسقدر ابتر ہوئی تھی، مزید بریں ایشیا کے اکثر علاقے صرف برائے نام سلطان کے تابع رہگئے تھے، کوہ لبنان اور ملک شام کی حالت مستقل اور خودسر حکومتوں سے ملتی جُلتی تھی اور یہاں سے حکومت کے خزانہ میں جو کچھ نام کے لئے تھوڑا سا خراج آتا تھا اُسکا وصول کرنا کوہ کندن و کاہ برآوردن کا مصداق تھا، اسکا سبب یہ تھا کہ حکومت نے کبھی اس ملک کو عملی طور پر اپنا ماتحت بنانے اور یہاں کا باضابطہ انتظام کرنے کی جانب توجہ ہی نہیں مائل کی اُس کو لڑائیوں کی مصروفیت کب چھوڑتی تھی کہ ملکی نظم و نسق پر توجہ کرے، پھر نمکحرام عہدہ دار خیانت اور رشوت خواری کے سوا کوئی بات نہیں جانتے تھے۔ سلطان کو ان امور کی بخوبی واقفیت تھی اور وہ کبھی جنگ کیلئے رضی نہوتا لیکن شائق جنگ ارکان مملکت کی جماعت اُسپر غالب آئی اور وہ ملکی اور مالی امور پر قابض بنکر یہ کارروائی کر گذری۔ تاہم ایسی سقیم حالت کے ساتھ بھی صدر اعظم نے قلعہ خوتین (خشوکزیم) کو دشمنوں کے حملہ سے بچانے میں کامیابی حاصل کی جسکو معجزہ کہنا بجا ہوگا۔ لیکن یہ وزیر لڑائی پر چلا تو گیا تھا مگر سرے سے فنون جنگ کی ذرا بھی مہارت آپ کی ذات میں نہ تھی اس لئے کچھ ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں کہ معزول کر دیئے گئے اور وزارت و سپہ سالاری کے دونوں منصب بالطجی زادہ محمد امین پاشا کو تفویض ہوئے جو عساکر کے ساتھ دریائے ڈینیوب عبور کرنے کے لئے چلا، اسی اثناء میں روسی فوجوں نے دریائے ڈنسٹر "[illegible]" کو عبور کر کے شہر خوتین کا محاصرہ کر لیا جسکو مولدوانی علی پاشا اور دولت کرائے خان کریمیا کی فوجوں نے پسپا کر دیا۔ صدر اعظم امین محمد پاشا کی ماتحت فوجوں نے اُس کی بدانتظامی اور خیانت کی شکایت کی اس لئے وہ چند ہی روز بعد قتل کر دیا گیا اور اُسکا سر دربار

سلطانی میں بھیجا گیا، جہاں سے مولدوانی علی پاشا کے نام ۱۱۸۲ھ میں فرمان حکومت آیا، یہ افسر نہائت جوانمرد نیک نیت اور اپنے پیشرو سے کہیں زیادہ لائق و فائق تھا مگر اسی کے ساتھہ قسمت میں اُسکا مساوی نکلا کیونکہ اسنے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے دریاے طودلہ پر پُل بندوا کر اس سے عبور کرنے کا سامان کیا تھا کہ یکایک دریا میں طغیانی کے آثار نمایاں ہو چلے اور فوج نے اس خوف سے کہ مبادا پانی کا زور پلون کو توڑ دے جلد پار اُتر جانے کیلئے اُسپر سے گزرنا شروع کیا اور اسقدر ہجوم کیا کہ دونوں پُل اُلٹ گئے۔ پناہ بخدا پھر تو جسقدر فوج اُنپر پہنچ گئی تھی وہ سب دریا میں آرہی اور بیشتر لوگ ڈوب گئے کچھہ ڈوبتے اُچھلتے کنارہ پر آ لگے۔ سپہ سالار نے چھ ہزار سپاہ دریا کے دوسرے کنارہ پر پلوں کی حفاظت کیلئے مامور کر رکھی تھی تاکہ دشمن اُنکو کاٹ نہ دے وہ سب روسیوں کی تلواروں کی نذر ہوگئے اور ایک فرد بھی اُنمیں کا زندہ نہ بچا سر عسکر نے یہ حالت پیش آنے پر قلعہ خوتین کو خالی کر دیا اور تمام سامان جنگ وہاں سے نکال لیا جسکے بعد روسی سپاہ اس قلعہ پر با آسانی قابض ہوگئی۔ یہ خبر دربار عثمانی میں پہنچی تو مولدوانی علی پاشا کی معزولی کا حکم آپہونچا، اور سر عسکری کا عہدہ عوض زادہ خلیل پاشا کے نام ہوا، اُدہر روسی حکومت نے اپنے عام سپہ سالار، مارشل گالیجن کو معزول کر کے اُس کی جگہ دوسرا مارشل مانزوف متعین کیا، یورپ کے علاقوں میں ترکی سپاہ کی بربادی کا حال تو یہ تھا جو اجتک تحریر ہوا۔ مگر دوسری جانب ایشیائی سرزمین پر بھی روسی سپاہ چیرہ دست رہی اور اُس نے قبارطائے، گرجستان، اور، ارمنستان، کا ایک بڑا حصہ ۱۱۸۳ھ میں فتح کر لیا +

چشمہ کی بحری جنگ اور واقعہ قرتال کی شکست

قبل اس کے کہ حکومت علیہ روس پر فوجکشی کرے اپنے بہت سے ایجنٹ یونان، سرویا، جبل اسود، اور دیگر عثمانی علاقہ جات میں جہاں آرتھوڈکس عیسائی رعایا بکثرت تھی بھیجکر اُنہیں آمادہ بغاوت و فساد کرنا شروع کیا تھا تاکہ دولت علیہ کو صرف خارجی

لڑائی ہی کا تردد نہ رہے بلکہ اندرونی خلجان کا زخم کاری ہی اُس کو اِس بات پر مجبور بنائے کہ وہ ایک ہاتھ سے اپنے زخمی جسم کا مداوا کرے اور دوسرے ہاتھ سے بیرونی دشمن کا وار روکے، حیرت تو اِس بات سے ہوتی ہے کہ روسی حکومت نے ٹرکی کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ یہی چال چلی اور اُسکا یہ گُر نہائت مفید وکارآمد ثابت ہؤا، روسی ایجنٹ ترکی عیسائی رعایا کو صرف زبانی تشویق وترغیب دینے پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ نقد انعامات اور سامان جنگ کی امداد بھی بشمار دیا کرتے جس سے شروع شروع میں تو اُنکو کامیابی ہوگئی لیکن جبوقت ترکی سپاہ نے اُن علاقوں میں پہنچکر باغیوں کی سرکوبی کردی تو یہ آفت خودبخود مٹ گئی تاہم حکومت علیہ کو یہ وقت ضرور پیش آئی کہ اُسے اُن علاقوں میں ہروقت کافی تعداد محافظ سپاہ کی موجود رکھنی پڑی اور میدان جنگ کو کمک دینے میں وقت کا سامنا ہؤا اور چونکہ روسی حکومت سابقہ معاہدہ کی پابندی سے بحیرہ آسود کو اپنی بحری طاقت سے خالی کرچکی تھی اور اب یہاں اُسکا ایک بھی جنگی یا تجارتی جہاز موجود نہ تھا جو ترکی بیڑہ کے مقابل آتا اِس لئے روس نے بحیرہ بالٹک سے ایک طاقتور جنگی بیڑہ عثمانی بیڑہ سے جنگ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اور اسی کے ساتھ انگلستان، بندقیہ، اور ہالینڈ سے چند جنگی جہازات عاریت لیکر اپنے بیڑہ میں شریک کرلئے اور اُسپر کام کرنے کیواسطے نئے افسر اور ملاح دوسری بحری حکومتوں سے باُجرت بیش قرار طلب کئے تھے۔ یہ بیڑہ آبنائے جبل الطارق سے نکلکر بحر ابیض متوسط میں آگیا، اسکی کمان ایڈمرل الگزنڈر آورلوف کے ہاتھ میں تھی۔ اِس بیڑہ کا گذر پہلے جزیرہ موریا کے سواحل پر ہؤا جہاں اسنے باغیوں کو اسلحہ اور زر نقد سے امداد دیکر ٹرکی حکومت سے جنگ کرنے پر آمادہ بنایا۔ باغی سرغنہ باباس اوغلی اور بناخی Benaki. دونوں نے خوب سر اُٹھا رکھا تھا مگر دولت علیہ نے خبر پاتے ہی محسن زادہ محمد پاشا کو سردار افواج موریا بناکر نئی کمک کے ساتھ وہاں ارسال کیا جس نے بڑی جد وجہد اور نقصانات اُٹھانے کے بعد آخر باغیوں کو گرفتار کرپایا اور شورش فرو ہوگئی +

حکومت فرانس کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ترکی حکومت روس سے مغلوب ہو کیونکہ
بصورت اُس کے سیاسی فوائد کے لئے مضر تھی لہٰذا اُس نے باب عالی سے اپنی خواہش
اعانت ظاہر کی اور ساتھ ہی اسپین کو بھی اپنے ساتھ گانٹھ لیا، پھر جب روسی بیڑہ
بحر ابیض میں پہنچا تو فرانس کو اور بھی خلش پیدا ہوئی اور اُس نے اپنا ایک نامور افسر
ترکی انجنیروں کو اصلاح و درستی قلعہ جات میں مدد دینے کیلئے بھیجا جسکا نام "بیرن
ٹوٹ" [illegible] تھا - باب عالی نے اسپین و فرانس کی اعانت اسلئے منظور نہیں کی کہ
یہ دونوں حکومتیں کچھ تجارتی امتیازات مانگ رہی تھیں، ترکی وزیروں کو صلح کی بہت
خواہش تھی لہٰذا اُنہوں نے حکومت آسٹریا کو متوسط بنانا چاہا تاکہ کسی طرح صلح ہو جائے
اُن دنوں ترکی افواج میں ایک خرابی یہ بھی تھی کہ اُس کے توپچی جو پہلے تمام یورپ میں فرد
اور اعلیٰ درجہ کے ماہر قاعدہ انداز مانے جاتے تھے اب محض ناکارہ ہو گئے تھے اور اسکے
ماسوا وہ ابتک زمانہ قدیم کے پتھر کے گولے ہی استعمال کیا کرتے تھے لیکن بیرن ٹوٹ
فرانسیسی افسر نے بڑی کوشش کے بعد ترکی وزیروں کو آہنی گولوں کے استعمال
پر راضی بنایا اور اُس زمانہ کے مطابق لوہے کے گولے بنوانے شروع کئے،

(۲۰) صفر ۱۱۸۴ھ کو عثمانی بیڑہ ماتحتی قپودان حسام الدین پاشا خلیج قسطنطنیہ
سے روانہ ہوا، اسمیں (۳۹) جہازات مختلف وضع اور قد و قامت کے تھے ترکی بیڑہ
جزیرہ ساقز کے نزدیک پہنچکر ساحل اناطولیا کے ایک مناسب مقام میں لنگر انداز ہوا
اور پھر اپنی تیاری مکمل کرکے روسی بیڑہ سے معرکہ آرا ہوا جو ایڈمرل الگزنڈر اورلوف
کے زیر کمان تھا اور دس غلیون، اور دس فرقاطہ جہازات اور چند چھوٹی کشتیوں سے
مرکب تھا - ابتدا میں ترکی بیڑہ کے دوم کپتان دوائس ایڈمرل حسین پاشا الجزائری
نے بحری جنگ کے کرتب دکھا کر روسی بیڑہ کو زچ کر ڈالا اور [illegible] کئے کہ روسی
ایڈمرل کے ہوش اُڑ گئے - پاشائے مذکور نے پیش بندی کی راہ سے ساحل اناطولیا
کی خشکی پر بھی بہت سے مورچے بنوالئے تھے تاکہ بوقت ضرورت اُنکے سایہ میں پناہ
لیکر دشمن کا حملہ رد کیا جا سکے، عین گرمی کارزار میں حسین پاشا نے اپنا غلیون جہاز

روسی ایڈمرل کے جہاز سے بھڑا دیا اور اُسے اسقدر دبایا کہ قریب تہا کہ اُس پر قبضہ کرلے، روسی ایڈمرل سے اور کچھ تو بن نہ آیا وہ جھٹ پٹ اپنے جہاز کے میگزین بارود میں فتیلہ ڈالکر خود دوسرے جہاز پر چلا گیا بارود کے ڈھیر میں آگ لگتے ہی روسی جہاز اُڑا اور حسین پاشا کے بہت سے سپاہی کام آگئے خود حسین پاشا کو کئی ایک گہرے زخم لگے، کپتان پاشا حسام الدین یہ حالت دیکھکر حسین پاشا کے قریب آگیا اور اُسے لئے ہوئے خشکی کی طرف چلا تاکہ اُس کی مرہم پٹی کرے، کپتان پاشا چلا گیا اور روسی بیڑہ بھی جنگ موقوف کرکے ٹھیر گیا تو جعفر بک ناخدانے ترکی بیڑہ کے افسروں سے کہا کہ بیڑہ کے جہازات چشمہ کے بندرگاہ میں لیچلنا مناسب ہوگا اور اسی رائے پر عمل کیا گیا۔ حسین پاشا کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ باوجود زخموں کی تکلیف دہی کے حسام الدین پاشا کمان افسر کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ یہ کیا غضب کرتے ہو بیڑہ کو ایسے تنگ بندرگاہ میں رکھنا جہاں کوئی جنگی حرکت نہیں کیجاسکتی بربادی کا موجب ہے خدا کے لئے جہازات کھلے سمندر میں رہنے دو، مگر کپتان پاشانے اُس کی رائے صائب پر عمل کرنے سے انکار کردیا اور اُسکا خمیازہ خود ہی بھگتا جیسا کہ آئندہ بیان سے ظاہر ہوگا +

روسی حکومت نے جن غیر ملکی بحری افسروں کو بطور اجیر اپنے بیڑہ پر تعینات کیا تہا اُنمیں تین انگریز افسر بھی تھے۔ ایک انگلش افسر جسکا نام الفنسٹن تہا۔ ترکی بیڑہ کو بندرگاہ چشمہ میں داخل ہوتے دیکھکر روسی امیر البحر سے کہنے لگا کہ فوراً بندرگاہ کا دہانہ محصور کرلو تاکہ غنیم کا مخرج بند ہو جائے اور پھر اسی انگریز افسر کے حسب ہدایت چند جہازوں کو مرتب کرکے اس کام کی انجام دہی کیلئے ارسال کردیا گیا، غرضکہ اُن جہازوں نے اپنے اپنے موقع پر ایستادہ ہوکر گولہ باری شروع کردی + —

دوسرا انگریز افسر جو روسی بیڑہ کے (ہیوں کی نگرانی پر متعین ہوا، اور تیسرا انگریز افسر جسکا نام ڈاگڈل تہا آتش گیر مادوں کے پھینکنے کے کام پر نگران بنایا گیا عثمانی بیڑہ سخت آفت میں پھنسا کہ ایک طرف غنیم کی گولہ باری اور دوسری طرف اُس کے

آتشین مادوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اور ترکی جہازات بندرگاہ کی تنگی کے باعث کوئی حس و حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ آخر تمام بیڑہ جلکر خاک ہوگیا اور صرف دو فرقاطہ جہاز جنپر چالیس چالیس توپیں چڑھی تھیں اور پانچ چھوٹی کشتیاں اِس طوفان آتش سے بچکر بندرگاہ کے باہر نکل گئے مگر وہ بھی بعد میں روسی بیڑہ نے پکڑ لئے۔ جرمنی مورخ شیلوزر اِس جنگ کے حالات بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ روسیوں کی اِس بے نظیر کامیابی کے موجب مذکورہ بالا تینوں انگریز افسر ہوئے ورنہ وہ کبھی ترکی بیڑہ کو اِس طرح تباہ نہیں کر سکتے تھے +

ملکہ کیتھرائن سوم فرمانروائے روس کو اِس فتح کی خبر ملی تو وہ بیحد خوش ہوئی اور آئل نے روسی امیرالبحر کو بیادگار اِس لاثانی فتح کے چشمہ کی کا معزز لقب عطا کیا۔ غرور فتح کا نشہ انگریز افسروں کے دماغ کو اسقدر گرما چکا تھا کہ اُنہوں نے روسی ایڈمرل سے آبنائے چناق قلعہ میں داخل ہو کر آستانہ علیہ پر دھمکی دینے کی تحریک کردی مگر روسی ایڈمرل ایسی جرأت کرنے سے پہلے کسی قدر دبا اور پھر بڑھا بھی تو منہ کی کھا کر اُلٹے پیروں واپس آیا۔ دولت عثمانیہ بیڑہ کی بربادی کا حال سُنکر سخت دل گرفتہ ہوگئی تھی اور اُس نے براہ پیش بندی مولدوانی علی پاشا کو رومیلیا سے طلب کر کے افواج کے ساتھ آبنائے ڈارڈنلز کے قلعوں کی تحصین پر مامور کردیا تھا فرانسیسی افسر بیرن ٹوٹ بھی اُس کے ساتھ تھا۔ پاشائے مذکور نے قلعوں کی حالت معائنہ کی تو اُنہیں بیحد مرمت طلب پایا اور پوری مرمت کے لئے ایک عرصہ درکار تھا اِس لئے اُس نے باہری رخ سے فصیلوں اور برجوں پہ سفیدی پھروا کر ایسا بنا دیا کہ دیکھنے والا اُنکو مرمت شدہ تصور کرے، اور بیرن ٹوٹ کے حسب ہدایت دو جدید ساحل اناطولیا پر اور ویسے ہی دو نئے قلعے ساحل رومیلیا پر بنوا لئے تاکہ غنیم آبنائے کو عبور کرنے سے باز رکھا جا سکے، ان قلعوں پر تیز دم دور تک مار کرنیوالی توپیں چڑھائی گئی تھیں چنانچہ ایڈمرل اوروف نے آبنائے سے گزرنا چاہا تو نئے قلعوں میں سے اگلے قلعہ کی شدید گولہ باری نے اُس کی بیڑہ کو اِس قدر ضرر

پہنچا پایا کہ اُسے بھاگتے ہی بن پڑی لیکن اُس نے یہاں سے ناکام جانے کا بدلہ یوں نکال لیا کہ جزیرہ لیمنی کو فتح کرکے اُسے اپنے قبضہ میں کرلیا حسین پاشا الجزائری زخموں سے صحت یاب ہوگیا تو وہ آستانہ علیہ میں واپس آیا اور اُس نے وزیر اعظم سے اجازت مانگی کہ مجھے جزیرہ لیمنی کو دشمن سے چھین لینے کا حکم عطا ہو۔ میں جنگی جہازات یا سپاہ کچھ بھی نہیں چاہتا صرف اتنی مدد دی جائے کہ کسی قدر اہل شہر کو میں اپنے ساتھ لینے کی پروانگی پاؤں۔ وزیر اعظم نے مفت کرم داشتن سمجھکر یہ بات مان لی اور حسین پاشا نے چار ہزار اہل شہر کو اپنے زیر نشان فراہم کرکے انہیں بندوقوں سے مسلح کردیا پھر بسرعت تمام انکو لیکر جزیرہ مذکورہ کی طرف چلا ❊

فرانسیسی سفیر نے یہ خبر پائی تو اُس نے وزیر اعظم سے کہا کہ حسین پاشا کی مجنونانہ حرکت بالکل رائگاں جائیگی، آپ اپنی سپاہ ناحق تلف کراتے ہیں۔ وزیر اعظم نے اُسے جواب دیا کہ بیشک حسین پاشا کی کارروائی محض اصول جنگ کے خلاف ہے مگر وہ کامیاب ہو تو زہے چہ خوشتر، اور ناکام رہے تو کم از کم چار ہزار شہر کے شورہ پشتوں کی بلا ہمارے سر سے ٹل جائیگی جو امن عام میں خلل رہتے ہیں، اُدھر حسین پاشا اپنی چھوٹی سی جماعت کو مختصر ڈونگیوں اور مندل کشتیوں پر جو اُس نے ملاحوں سے کرایہ پر حاصل کی تھیں، سوار کراکے بیخبری کے عالم میں داخل جزیرہ ہوگیا اور دشمن کو اُس کے آنے کی خبر تک نہو سکی۔ پھر اُس نے ۱۰ اکتوبر ۱۷۷۰ء کو بوقت صبح روسی فوج پر ناگہاں حملہ آور ہوکر انکو بہت کچھ نقصان پہنچا دیا روسیوں نے تاب مقاومت نہ دیکھی تو وہ بھاگ نکلے اور جہازوں میں سوار ہوکر چلے گئے حسین پاشا جزیرہ پر قابض ہوگیا جہاں غنیم نے سامان جنگ اور رسد کا ذخیرہ بھاگتے ہوئے چھوڑا تھا۔ اس کے بعد روسی فوجیں طرابزون اور گرجستان پر حملہ آور ہونگی حالت میں بھی بناکامی پسپا ہوئیں۔ اور فتح کا سہرا بہادر عثمانیوں کے سر رہا ❊

مدت کی شکستوں اور پریشانیوں کے بعد یہ چند خبریں متواتر فتح و نصرت کی ایسی آئیں جنسے باشندگان استنبول کی امیدیں تازہ ہوگئیں ورنہ وہ روسی غلبہ کو دیکھکر بہت پریشان خاطر ہوگئے تھے، حسین پاشا الجزائری کی اس غیر متوقع کامیابی اُس کی ناموری اور عزت افزائی کی باعث ہوئی تمام دنیا اُس کی ثناخوان تھی اور سلطنت سنیہ نے اُسے عثمانی

بیڑہ کا اعلیٰ کپتان متعین فرمایا جسکے ساتھہ وہ چناق قلعہ کی آبنائے کا محافظ بھی قرار دیا گیا تھا۔ اِس نامور افسر نے امیرالبحری کے منصب پر مامور ہوتے ہی دارالصناعۃ کا جائزہ لیا اور جسقدر بیکار یا مرمت طلب جہازات پڑے تھے اُن سب کے واسطے ایک ساتھہ درستی کے لئے حکم نافذ کیا، جب وہ جہازات درست ہو گئے تو اُن میں چند غلیون جہازوں کو شامل کیا اور بیس باربرداری کی کشتیاں سامان جنگ اور فوجوں کیلئے ہمراہ لیکر ایک معقول تعداد کا بیڑہ بنا لیا جو اگرچہ جنگی اصول کے مطابق ٹھیک نہ تھا لیکن کاردان افسر نے اُسکو ایسا مفید بنایا کہ روسی باقاعدہ جنگی بیڑہ کے دانت کھٹے کر دئے غرضکہ کپتان حسین پاشا نے سلطان سے اجازت لیکر جزیرہ لیمنی کی طرف رُخ کیا، اور روسی بیڑہ کو ٹوک کر اسقدر تنگ کیا کہ ایڈمرل اورلوف بھاگ نہ نکلتا تو غالباً حسین پاشا اُس سے عثمانی بیڑہ کی تباہی کا پورا انتقام لے لیتا اور ایک روسی جہاز بھی سلامت نہ بچتا۔ روسیوں نے تو اِس جنگ کی بابت بھی اپنے ملک میں بہت افواہ اُڑائی کہ وہ مظفر و منصور رہے لیکن یورپین مورخ ہیمر نے بوثوق تمام حسین پاشا کی کامیابی تحریر کر کے روسیوں کی دروغ بیانی آشکارا کر دی ہے، روسیوں نے اِس جنگ کے اثناء میں بھی اپنی معمولی چال نہیں چھوڑی تھی اور سلطنت ٹرکی کی عیسائی رعایا کو آمادہ بغاوت کرنے کے علاوہ عرب شیوخ کو بھی شورش برپا کرنے کا دست آلہ بنا لیا تھا مگر عثمانی سپاہ نے ان سب کا نخل کو پامال کر کے اپنا راستہ صاف کر لیا چنانچہ مقام عکّہ کے عربی باشندوں کے شیخ شیخ ظاہر نے چارسو روسیوں کی مدد آنے پر جو ترکی تلواروں کے شکار ہوئے بغاوت برپا کر دی تھی اور سنہ ١١٨٤ھ میں جنود عثمانیہ نے اِس کے ہوش ہمیشہ کے لئے ٹھکانے کر دئے۔ سنہ مذکورہ کے پہلے نصف حصّہ کے بعد روسی فیلڈ مارشل مانزوف پیش قدمی کر کے حدود عثمانیہ پر بڑھا اور صدر اعظم عوض زادہ خلیل پاشا نے باباطاغ کی چھاؤنی سے متواتر تین فوجیں اُس کی روک تھام کیلئے روانہ کیں، پہلا کالم بماتحتی خان کریما، دوسرا کالم زیرکمان جمدتی پاشا سرعسکر بغداد، اور تیسرا کالم قپوقیران محمد پاشا آغائے افواج ینی چری کی ماتحتی میں بھیجا۔ مگر چونکہ فوجی انتظام کی حالت ابتر تھی اور بعد میں اِن کالموں کے لئے تازہ کمک بھیجتے رہنے کا معقول انتظام نہ ہو سکا پھر جاسوں کا

موسم آگیا اس لئے بھی کچھ تاخیر ہوئی ان اسباب و بواعث سے یہ فوجیں کچھ کامیابی نہ حاصل کرسکیں، موسم بہار آتے ہی وزیر اعظم مذکور خود بھی مع باقی سپاہ کے دریا میں چلنے والی ہلکی کشتیوں کے ذریعہ سے بمقام ایساقچی "ISAKTCHI" دریائے ڈینیوب کے پار اتر کر صحرائے قارتال میں پہنچ گیا اور روسی فوج سے معرکہ آرا ہوا مارشل مانزوف نے بھی عثمانی سپاہ کو آمادۂ جنگ پاکر لڑائی چھیڑدی اور آٹھ گھنٹوں تک طرفین سے خوب شمشیر زنی ہوتی رہی لیکن آخر میں ترکی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے اور وہ اپنی توپوں اور سامان جنگ کا بڑا حصہ میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلی - اسوقت سلطنت ترکی کے پاس دریائے ڈینیوب کی سمت چالیس ہزار سے زائد فوج باقی نہیں رہگئی تھی اور اس میں سے زیادہ تعداد کی سپاہ نئی بھرتی شدہ تھی جسکو پوری طرح جنگی اصول سے لڑنا نہیں آتا تھا +

مذکورہ بالا بحری جنگ یعنی واقعہ چشمہ میں ترکی بحری طاقت کی پامالی کے بعد جب ادہر خشکی میں بھی عثمانی سپاہ کو ہزیمت ملی تو روسی فوج کے سیلاب کا روکنا غیر ممکن ہوگیا اور اس نے بڑھکر کئی مقامات سے عثمانی سپاہ کو پسپا کرتے ہوئے قلعہ جات اسمعیل، کلی، بندر، اور لق کیرمان، وغیرہ پر تسلط کرلیا، حکومت سنیہ نے یہ رنج افزا خبریں پاکر پھر فوج کی فراہمی شروع کردی اور اسی اثناء میں آسٹریا نے متوسط بنکر ترکی اور روس میں صلح کرادینی چاہی کیونکہ اس نے روسی حکومت سے مملکت پولینڈ کو آدھا بانٹ کرلینے کا معاہدہ کرلیا تھا مگر روسی گورنمنٹ اس کے متوسط بننے سے منکر ہوگئی اور براہ راست صلح کی گفتگو کرنی شروع کی روسی مطالبات بہت سخت ہونے کی وجہ سے دولت علیہ نے اس کی درخواست رد کردی اور جنگ جاری رکھی، پھر روسی فوجوں نے ماچین، طولچی اور، ایساقچی، کے قلعہ جات بھی لیلئے اور وہ مملکت کریمیا میں داخل ہوکر قلعہ جات طومان، کرچ، قفہ، اور کنہ لوہ، کو لے لیا اور اسکا ایک نیا حاکم اپنی معرفت سے انتخاب کرکے مقرر کردیا، یہ حالت دیکھکر بہت سے تاتاری خاندان ملک چھوڑ کر ترکی علاقہ اناطولیا میں آرہے +

مملکت کریمیا کا ہاتھ سے نکل جانا :۔

۱۱۸۵ھ جسوقت طرلہ (جسکو وادی ڈینسٹر بھی کہتے ہیں) افلاق، اور بغدان پر روسی قبضہ مسلم ہوگیا تو اس نے ایک فوج بماتحتی پرنس دول گورکی DOLGOROUKI کریمیا کے ملک پر بھی روانہ کی مگر اس علاقہ کے ترکی سپہ سالار سلحدار ابراہیم پاشا نے روسی سپاہ کو روکنے اور خاکنائے اور قبو کے نزدیک ۱۱۸۴ھ میں اسے پسپا کر دینے میں کامیابی حاصل کی۔ روسیوں کو کریمیا میں اس طرح قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی تو انہوں نے اپنا وہی چلتا ہوا منتر یعنی خفیہ ایجنٹوں کی معرفت رعایا کو ظالم ترکی سلطنت کے چنگل سے رہا اور روسی سلطنت کی حمایت میں داخل ہو کر امن وامان کی برکتوں سے مستفید ہونے کی تحریک و ترغیب شروع کر دی اور انکو یہ پٹی پڑھائی کہ تم لوگ دنیا کے مشہور فاتح چنگیز خاں شاہنشاہ تاتار کی نسل سے ہو کر اپنی حکومت و سلطنت کیوں کھو بیٹھے اور عثمانی سلطنت کے کس لئے غلام بنگئے، اگر تم روسی حکومت کا دامن تھام لوگے تو وہ تمہیں مدد دیکر اس ذلت و غلامی کی حالت سے آزادی دلادیگی اور تم پھر اپنی گزشتہ شان و شوکت کے مالک بنجاؤ گے بہت سے تاتاری امرا اس جال میں پھنس گئے اور گروہ بندی کا نامبارک اثر پھیلنے لگا جس نے اسلام کی قوت توڑنے میں روز اول سے نمایاں کارگذاری دکھائی ہے، چنانچہ جب ۱۱۸۵ھ میں بار دیگر روسی سپاہ اس ملک پر حملہ آور ہوئی تو باوجود اس کے کہ ترکی سر عسکر مذکور نے حسب سابق بہت کچھ کوشش سے کام لیا اور روسیوں کا حملہ روکنے کیلئے زور لگایا مگر چونکہ سلیم گرائے خان کریمیا نے اسکا پورا ساتھ نہیں دیا اسواسطے وہ ناکام رہا اور روسیوں نے ملک کریمیا کو فتح کر لیا۔ اسی اثناء میں حکومت آسٹریا، اور حکومت پروشیا نے متوسط بنکر روس و ترکی میں صلح کرا دینی چاہی اور جب دونوں طرف کے جنگ آور لڑنے سے رک گئے تو باہمی گفتگوئے صلح کیلئے مملکت افلاق کا ایک شہر فوکشان "FOKSANY" تجویز کیا گیا، جہاں دولت علیہ کی جانب سے میر منشی عبدالرزاق آفندی اور روسی حکومت کی جانب سے موسیو اوبرشقوف کو سفیر صلح قرار دیا گیا

ان دونوں سفیروں نے بخارسٹ میں مجتمع ہو کر مجلس تصفیہ صلح منعقد کی (۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۳ء) روسی یادداشت کے بنیادی امور یہ تھے کہ ملک کریمیا خود مختار کیا جائے۔ کرتش اور یکی قلعہ نامی دونوں قلعے جو بحیرہ اناق کے مدخل پر واقع ہیں روس کو حوالہ کئے جائیں، روسی تجارتی جہازات بآزادی تمام جملہ عثمانی ساحلی مقامات اور بندرگاہوں میں جاتے رہیں، بحیرہ اسود میں بھی اُس کو جہازرانی کا حق دیا جائے، اور روسی حکومت ٹرکی علاقہ میں رہنے والی آرتھوڈکس چرچ کی تابع عیسائی رعایا کی حامی تصوّر کیجائے، حکومت علیہ نے ان تمام شرطوں کو اپنی حق تلفی کا موجب دیکھکر مسترد کر دیا اور از سرِ نو جانبین میں لڑائی چھڑ گئی، اُدہر سے جنرل رومانزوف اپنی سپاہ لیکر بڑھا اور ادہر سے صدرِ اعظم محسن زادہ محمد پاشا جو ۱۱۸۵ھ میں پھر وزیرِ اعظم مقرر ہوا تھا علاقہ ڈنیوب کی سپاہ کو ساتھ لیکر اُس کے مقابل ہوا۔ ۱۱۸۸ھ کے آغاز میں صدرِ اعظم مذکور نے بزارجق، اور، وارونہ، کے دو معرکوں میں روسیوں پر فتح حاصل کی اور دوسری طرف شہر روسجق کے مقابل میں علی پاشا داغستانی نے روسی سپاہ کو ہزیمت دی، اسی طرح سلسترہ کے سرعسکر غازی عثمان پاشا نے تیسری روسی سپاہ کے پرزے اُڑا دئیے اور نو ہزار روسیوں کو میدانِ جنگ میں قتل کر کے ڈال دیا پھر تو روسیوں کے ایسے چھکّے بگڑے کہ وہ بدحواس ہو کر تمام اپنی توپیں اور سامان جنگ چھوڑ بھاگے جو فاتح ترکوں نے لوٹ میں حاصل کیا، جنرل ریتین اس جنگ میں گرفتار کر لیا گیا، اور دوسرا جنرل وائسمان سخت زخمی ہوا کہ اُس صدمہ سے جانبر نہو سکا۔ روسیوں نے بھاگنے کی حالت میں بھی کچھ کم شرارت نہیں کی وہ قرہ صو، اور، بازارجق، کے مقامات کو ترکی افواج سے خالی پاکر وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر گئے اور سارا مال و اسباب لوٹ لیگئے۔

کریمیا کے تاتاریوں نے پہلے تو روسی حکومت سے ساز کر لیا تھا لیکن اب خود اُن کے حامی کی یہ درگت بنی تو وہ بھی اپنے کرتے پر پشیمان ہوئے اور دولتِ عثمانیہ کے سایہ میں پناہ لینے دوڑے جس نے دولت کرائے خان سابق اور چنیکلی حاجی علی پاشا دونوں سرداروں کو افواج کے ساتھ کریمیا کے دوبارہ واپس لینے پر مامور کیا تھا، غرضکہ ترکی سپاہ نے کریمیا میں

پہنچکر بازارچق پر حملہ کیا جہاں روسی فوج موجود تھی اور روسی سپاہی ترکوں کیصورت دیکھتے ہی بدحواس ہوکر بہاگ گئے چنانچہ جب عثمانی سپاہ شہر اور قلعہ میں داخل ہوئی ہے تو اسکو گوشت کی دیگچیاں چولہے پر چڑھی ہوئی ملی تہیں اور یہ بات یورپ کا مورخ ہیمر لکھتا ہے جسکی راست بیانی میں شک نہیں ہوسکتا۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسی سپاہی ترکوں سے کسقدر خائف ہوگئے تھے۔ ان واقعات کے بعد سلطان مصطفےٰ خان سوم خود بنفس نفیس فوج کی کمان ہاتھہ میں لینے کی تیاری کر رہا تہا کہ یکایک ۱۱۸۷ھ میں پیام اجل آپہنچا اور وہ دنیا ہی سے چل بسا۔ یہ سلطان بڑا ذی ہمت اور محنتی تاجدار تہا، اسمیں ذاتی طور پر حکومت کرنے کا بہت اچھا مادہ تہا، علم و علماء کی قدر دانی اسکا شیوہ تہا اور اس نے کئی ایک عمدہ عمارتیں اپنے وقت میں بنوائیں اور مرمت کیں اسکی یادگار میں مسجد ایازمہ اسی کی یادگار ہے اور سلطان محمد فاتح کی مسجد جو زلزلہ وغیرہ سے خراب ہوگئی تھی اسی نے درست کرائی +

(۲۷) سلطان عبدالحمید خان اول ابن سلطان احمد خان سوم

۱۱۸۷ــــــــ ۱۲۰۳ھ

یہ سلطان پچاس سال کی عمر میں اپنے مرحوم بہائی کے بعد تخت آل عثمان پر جلوہ افروز ہوا۔ چونکہ اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی مالی حالت نازک تھی اسواسطے اسنے فوج کو انعامات نہیں دئیے اور وزیر اعظم اور دیگر اراکین سلطنت کو بدستور انکے عہدوں پر بحال رہنے دیا۔ روسی حکومت نے دیکھا کہ نئے سلطان کی تخت نشینی سے دولت علیہ کی حالت محتمل ہے اس لئے یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہئے اور اس نے فوراً ایک زبردست فوج جنرل سوارون "Sauuaaaaaua" کی ماتحتی میں مارشل رومانزوف



سلطان عبدالحميد خان اول سنه ۱۱۸۷ سنه ۱۲۰۳

[illegible]

سپہ سالار اعظم کی کمک کیلئے ارسال کروی اور اُسے قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا، سلطان نے بھی وزیر اعظم محسن زادہ کو ترکی افواج کے بڑھانے کا حکم دیا۔ اور روسی سپاہ دریائے ڈینیوب کو عبور کرکے وارنہ کی طرف آرہی تھی راستہ میں اُسکا ترکی ہراول دستہ سے مقابلہ ہوا جو بماتحتی یکن محمد پاشا آغاے فوج ینگچری اور عبد الرزاق باہر آفندی میرمنشی کے صدر اعظم نے بمقام شمنتی سے روانہ کی تھی۔ قوزلیجہ نامی ایک جگہ میں دونوں فوجیں معرکہ آرا ہوئیں اور بڑی دیر تک جنگ ہونے کے بعد آخر ترکی سپاہ قلت کی وجہ سے شکست اُٹھا کر پسپا ہوگئی۔ ہراول دستہ کی شکست نے باقی عثمانی سپاہ پر بھی ہراس طاری کردیا اور جب تھوڑی ہی دیر بعد روسی فوج کا ہراول جو راستہ کے اہم مقاموں پر قبضہ کرتا آرہا تھا ظاہر ہوا تو بجز بارہ ہزار سپاہیوں کے کہ وہ صدر اعظم کے ساتھ جمع رہے تھے باقی تمام ترکی فوج سرکشی اور نافرمانی کا اظہار کرکے میدان جنگ سے بھاگ گئی، اب بھلا کیونکر ممکن تھا کہ اتنی قلیل تعداد کی سپاہ کے ساتھ جنگ کیجا سکے اس لئے صدر اعظم نے مارشل رومانزوف Romanzoff سے گفتگوے صلح کیلئے التواے جنگ کی درخواست کی اور اپنی طرف سے دو سفیر صلح احمد رسمی آفندی ممبر دیوان سلطانی، اور میر منشی ابراہیم آفندی قریۂ کوچک قینارجہ واقع علاقہ بلغاریا میں ارسال کردئے چنانچہ آٹھ گھنٹوں کے عرصہ میں شرائط طے پاکر معاہدہ صلح لکھدیا گیا (۲۱ جمادی الاولی ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء) جسکی شرطیں حسب ذیل تھیں:-

(۱) کریمیا کے تاتاری حکام مستقل اور خودسر بنادئے جائینگے۔ اور قوبان اور بوجاق کے تاتاریوں کو بھی خود مختار کیا جائے گا ہاں خلافت اور دینی امور کی خصوصیتیں بدستور باقی رہینگی۔

(۲) کیرچ، اور، ازاق، کے قلعے مع اُنکی اراضی کے، اور دریاے اوزی "Dnieper"، اور آق صو "Bug" کے مابین کا علاقہ، اور قلعہ کلبوان "Kinburn"، حکومت روس کے حوالہ کردئے جائینگے۔

(۳) روسی حکومت بلاد گرجستان، منگریلیہ "Mingrelia"، اور ملکتین، اور، بوجاق، "Bessarabia" کو

چھوڑ دیگی[۱]

(۴) روسی اور عثمانی قلمرو کے مابین سرحدی لین دریائے آق صو رہیگا۔

(۵) روس کو بحیرہ اسود اور بحیرہ ابیض متوسط میں جہاز رانی اور تجارت کی آزادی دیجائیگی۔

(۶) روسی حکومت اپنا جنگی بیڑہ بحر ابیض متوسط سے واپس بلالیگی۔

(۷) دولت عثمانیہ (۱۵۰۰۰) کیسے تاوان جنگ ادا کریگی۔

(۸) روسی حکومت بحر ابیض متوسط کے مفتوحہ جزیرے ٹرکی کو واپس دیدیگی۔

(۹) علاقہ ملکتین کا اتیانو بڑہا دیا جائیگا۔

(۱۰) اسیران جنگ کا مبادلہ۔

غرضکہ اس معاہدہ نے سب سے زیادہ کانٹے یہ بوئے کہ روس کو ٹرکی حکومت کی عیسائی رعایا پر حق حمایت حاصل ہوجانے سے آخر ۱۸۵۴ع کی خونریز جنگ وقوع ہوئی جس کا بیان آگے چلکر آئیگا۔ اور روس نے یہ بھی منوالیا کہ حکومت عثمانیہ مملکت پولینڈ کے تقسیم کرلینے کو تسلیم کریگی۔ اس معاہدہ کی شرطیں جیسی سخت ہیں وہ صاف عیاں ہیں لیکن دولت علیہ مغلوب تھی اور چار و ناچار اُسے یہ سب باتیں ماننی پڑیں اور جنگ کا خاتمہ ہوگیا، روسی حکومت نے اپنی دیرینہ آرزو بخوبی حاصل کرلی تو چونکہ یہ یا اس سے اگلی لڑائیاں تمامتر مملکت پولینڈ ہی کے لئے ہوئی تھیں اسواسطے روس و آسٹریا نے اُسے اپنے مابین حصہ بانٹ لیا (۱۷۷۲ع) اور یہی پہلی تقسیم تھی جو ۱۸ استمبر ۱۷۷۲ع کو ملک پولینڈ کی بابت مشتہر کیگئی۔

مصالحت ختم ہوجانے کے بعد صدر اعظم مع بقیہ فوج کے دارالخلافت کی طرف واپس چلا مگر وہ نہائت دل شکستہ تہا چنانچہ قمرین آباد کے نزدیک اسی غم میں یکایک فوت ہوگیا، اور اُس کی لاش استنبول میں لائی گیئی اسکے بعد وزارت کا عہدہ ۱۱۸۸ھ میں عزت محمد پاشا

---

[۱] (حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۵۱) (۱) آق صو ملک روس کا ایک دریا ہے جسکا قدیم نام "HYPENIS" تہا۔ (۲) منگریلیا۔ صوبہ قوقاز کا ایک حصہ ہے جو کوہستان قاف کے جنوبی دامن میں واقع ہے اس کے مغرب میں بحیرہ اسود اور شمال میں گرجستان کی اراضی ہے۔ یہاں کے حاکم نے ۱۸۶۷ء میں یہ ملک روسی حکومت کے سپرد کردیا اسکا قدیم نام Colchide تہا۔

کو ملا اور حکومت علیہ نے ملک کے اندرونی انتظام پر توجہ مائل کی، قبودان حسین پاشا الجزائری نے جنگی جہازات بنوانے شروع کئے تاکہ دوبارہ ترکی بحری قوت مکمل کرلے ورنہ اگلی جنگ میں عثمانی بیڑہ تو بالکل تباہ ہوچکا تھا - روسی جنگ ختم ہوگئی تو کپتان حسین پاشا بیڑہ کو مع بری افواج کے (جنہیں ابوالذہب محمد بک ایک مصری افسر کمانیر مقرر ہوا تھا) ساتھ لیکر ملک شام کی طرف شیخ ظاہر عمہ کی بغاوت فرو کرنے کیلئے گیا اور شہر عکا کا محاصرہ کرلیا - ابوالذہب دوران جنگ میں مقتول ہوگیا مگر کپتان پاشا نے شیخ مذکور کو گرفتار کر پایا اور اسکا سر کاٹ کر آستانہ علیہ کو روانہ کردیا +

جنگ ایران

سنہ ۱۱۸۹ھ میں نادر شاہ افشار قتل کردیا گیا تو ایران کے امیروں میں باہم چل پڑی اور مدت تک خانہ جنگی سے ملک غارت ہوتا رہا انہیں دنوں علاقہ شیراز میں خاندان زاند کا ایک امیر عبدالکریم خان نامی خود مختار بن بیٹھا اور بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار بناکر اس نے کچھ ایسی چالیں چلیں کہ سارا ملک ایران اسی کا دم بھرنے لگا اور وہ شاہ ایران ہوگیا، اب اسے اور بھی دور کی سوجھی مملکت ایران کی تاجداری ہی پر صبر نہ کیا گیا بلکہ مزید نام پیدا کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی اور یہ دیکھکر کہ متواتر خارجی لڑائیوں نے دولت عثمانیہ کا حال ابتر کردیا ہے وہ بھی اسی طرف چڑھ دوڑا بغداد و بصرہ کو تاک کے عراق میں لوٹ مار کرتا بصرہ تک آگیا اور پہلے اسی کا محاصرہ کیا - دولت علیہ نے جدید حاکم بغداد سلیمان پاشا کی ماتحتی میں چالیس ہزار فوج اس کی سرکوبی کے لئے مامور کی اور اس سپہ سالار نے اپنی جنگی قابلیت سے بہت تھوڑے عرصہ میں ایرانیوں کو حدود عثمانیہ سے باہر نکالدیا - اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۱۹۰ھ میں وزیر اعظم درویش محمد پاشا چند قصوروں کی باعث معزول کردیا گیا اور اس کی جگہ پر دراندہ لی محمد پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا +

کریمیا پر روسی قبضہ

(۱۱۸۸ھ) کریمیا کو تاتاری امرا کو خود سر کرا دینے کا مطلب ہی یہ تہا کہ آخر روسی حکومت اس ملک کو اپنے قابو میں لا سکے، چنانچہ ٹرکی سے مصالحت ہوتے ہی روسی ایجنٹ علاقہ کریمیا میں پہیل گئے اور ملکی امیروں کو باہم لڑانے کی تدبیریں کرلیں۔ ادہر خانہ جنگی آغاز ہوئی اور دوسری طرف سے روسی سپاہ بحیلہ امداد قیام امن گھس آئی۔ دولت کرائے سابق خان کریمیا روسی سپاہ کی آمد سے بھاگ نکلا تو اہل ملک نے روسیوں کی تجویز و اعانت سے شاہین گرائے کو خان کریمیا بنا لیا (۱۱۹۱ھ)، شاہین گرائے خان مدتوں سینٹ پیٹرسبرگ میں رہکر وہیں تعلیم پاتا رہا تہا اُس میں روسی اُمرا کی عادتیں اثر کر گئی تھیں شراب نوشی، عیاشی، لباس، وضع قطع سب روسی امیروں کی طرح، یہ باتیں تاتاری قوم کو سخت ناگوار تہیں اور اُنکی نفرت نئے حاکم سے روز بروز بڑہتی ہی گئی خاصکر جب اُس نے اپنے تئیں روسی حمایت میں مان لیا تو قوم کو اور بہی ناگوار ہوا اور جب ملکہ کیتہرائن کی طرف سے شاہین گرائے کو خلعت اور تمغہ جات ملے تو اُس نے بہت سے روسی افسروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا غرضکہ ان باتوں نے تاتاری قوم کو اس قدر برافروختہ کیا کہ وہ حاکم مذکور سے متنفر ہوکر اُسی معزول کرنے کو تیار ہوگئی اور بالفعل بہی اس کی مرتکب ہو بیٹھی روسی حکومت اسی کی منتظر تہی۔ روسی جنرل پوٹمکن Potemkin زبردست فوجوں کے ساتھ سرحد کریمیا پر موجود تہا اور بظاہر اپنا قیام شاہین گرائے کی حمایت کے ارادہ سے بتاتا تہا اُس کی معزولی کا سراغ ملتے ہی فوراً ستر ہزار سپاہ کے ساتھ ملک میں گھس آیا اور کریمیا پر تسلط کرکے اُسے روسی علاقہ بنالیا۔ اور روسی حکومت کی یہ حرکت پھر ٹرکی سے جنگ چھڑ جانے کی سبب ہوئی +

جنگ روس و آسٹریا

روسی حکومت کا کریمیا پر قبضہ کرلینا سراسر معاہدہ قینارچہ کے خلاف تہا کیونکہ معاہدہ مذکور میں کریمیا کا ملک ٹرکی ماتحتی سے الگ کرکے بالکل خود مختار بنا دیا گیا تہا نہ یہ کہ وہ روسی حکومت کا ماتحت کردیا گیا ہو۔ دولت علیہ کو اس امر سے جو پریشانی اور رنج لاحق ہوا اُسپر مزید ترکی قوم کی ناراضی اور عام پبلک سے لیکر تمام اراکین دربار تک کا جوش میں آنا اور

بہی آفت برپا کر رہا تھا، باب عالی نے فوراً دول یورپ سے خط کتابت شروع کردی تاکہ وہ سب روسی حکومت کو اُس کی حد پہ قائم رکھیں۔ اور اس عرصہ میں سلطان نے متواتر سات وزیروں کو معزول کر کے آخر الامر عہدہ صدارت عظمیٰ توجہ یوسف پاشا (سنہ ۱۲۰۱ھ) کو تفویض کیا۔ جو بڑا غیرت مند صاحب حمیت اور بہادر تہا، یہ وزیر باوجود اس کے کہ بالکل ان پڑہ تہا لیکن اچھے اور صائب الرائے مشیروں کی صلاح پر بڑی عمدگی سے عمل کیا کرتا۔

اسکو روسی حکومت سے جنگ کرنیکا خیال تہا جس نے نہ صرف ملک کریمیا کو اپنے تسلط میں لے لینے پر اکتفا کی تہی بلکہ سنہ ۱۱۹۷ھ میں بعض ترکی علاقوں پر بہی دست درازی کر کے اُنہیں فتح کرلیا تہا اور مملکت پولینڈ کو اپنے اور آسٹریا اور پروشیا کے مابین حصہ بانٹ کرلیا تہا۔ دولت عثمانیہ نے حکومت ہائے یورپ سے بہت کچھ خط وکتابت کی کہ وہ کسی طرح مصالحہ طور پر روسی دست درازیوں کو روکدیں۔ مگر وہاں کون سنتا تہا۔ فرانس جو اُندنوں امریکا والوں کو مدد دینے کیوجہ سے خود ہی انگلستان کے ساتہہ جنگ میں مبتلا ہو رہا تہا اُسنے بہی اپنے سفیر کی معرفت سلطان سے یہی کہلا بھیجا کہ جس طرح بنے اسوقت جنگ کا خیال نکرو کیونکہ کیتھرائن دوم مدت سے جنگی تیاریوں میں مصروف تہی اور اُس نے شہنشاہ یوسف دوم سے شہر کرسون Kh[illegible] میں ملاقات کرنے کیوقت اُس کے ساتہہ ایک خفیہ معاہدہ بہی کرلیا تہا جسکا مقصد یہ تہا کہ دولت علیہ کے مقابلہ میں دونوں شریک رہینگے اور آسٹریا روسی حکومت کو اس بارہ میں مدد دیگی کہ وہ اُس کی سرحد پر ایک نئی سلطنت قائم کرے جو ترکی آسٹروی علاقہ کے مابین حد فاصل کا کام دے اور یہ حکومت صوبجات افلاق، بغدان، اور بسارابیا کو باہم ملاکر بنائی جائیگی جسکا ایک آرتہوڈکس مذہب رکہنے والا تاجدار مقرر ہوگا پھر اس کے بعد روسی و آسٹریا باہمی طور پر ترکی کا یورپین علاقہ بانٹ لینگی اس معاہدہ کی گفتگو سیاسی جلسوں میں بوثوق تمام صحیح قرار پاگئی تہی اور اب روسی حکومت کا ناگوار برتاؤ قابل برداشت نہیں رہگیا تہا۔ خاصکر جبکہ گورنمنٹ روس نے بندرگاہ سوہٹوپول کی قلعہ بندی اور بندرگاہ کرسون میں ایک عظیم الشان کارخانہ جہازسازی کو کہولنا شروع کیا، اور بحیرہ اسود میں جدید طرز کے جنگی جہازوں کا ایک زبردست بیڑہ مہیا کرلیا تو عثمانی سلطنت کے صدر اعظم

پر کھل گیا کہ یہ ساری کارروائیاں ٹرکی کے دھمکانے کیلئے اور اُسپر ناواجب دباؤ ڈالنے کے واسطے کی جارہی ہیں، انگلش سفیر نے بھی دولت علیہ کو روس سے جنگ چھیڑنے پر اُبھارنا شروع کیا اور اُسے یقین دلایا کہ گورنمنٹ برطانیہ اُس کی معین و مددگار ہوگی اور اپنا تمام جنگی جہازوں کا بیڑا عثمانی بیڑہ کی امداد کے لئے بھیجدیگی اس کے علاوہ وہ پولینڈ اور سوئیڈن کی حکومتوں کو بھی ٹرکی کا ساتھی بنانے میں کوشاں ہوگی کیونکہ آجکل وہ بھی روس سے خار کھائے بیٹھے ہیں گورنمنٹ عثمانیہ نے اسقدر حوصلہ افزا امیدیں دلائے جانے پر اعتماد کرلیا اور فوراً روسی سفیر مقیم آستانہ مسیو پوتجاتوف کے نام ایک یادداشت ارسال کی جسمیں اُسے ہدایت کی تھی کہ وہ فوراً اپنی سلطنت سے حسب ذیل ترکی مطالبات کی منظوری حاصل کرے۔ افلاق کا امیر موردکراڈٹو جو بغاوت کرکے روسی علاقہ میں پناہ گزین ہوگیا ہے وہ ٹرکی حکام کو سپرد کیا جائے، روسی حکومت صوبہ کرج کی حمایت سے باز رہے کیونکہ یہ ملک قلمرو عثمانیہ میں شامل ہے۔ بعض روسی کانسل جو رعایائے ٹرکی کو آمادہ فساد بناتے رہتے ہیں معزول کئے جائیں، ٹرکی کے کانسل جنرل بحیرہ اسود کے بندرگاہوں میں رکھے جائیں، اور آئندہ جس قدر روسی تجارتی جہاز آبنائے باسفرس اور ڈارڈ نلز میں ہوکر گزریں اُنکی تلاشی اور تفتیش کا ٹرکی کو حق دیا جائے،، روسی سفیر نے اپنی حکومت سے دریافت کرنے کے بعد اِن امور کو نامنظور کردیا تو حکومت عثمانیہ نے فوراً اُس کے حسب معمول گرفتار کرلئے جانیکا حکم صادر کردیا اور وہ قلعہ ہفت برج میں مقید کردیا گیا۔ پھر تو روس نے اعلان جنگ ہوگیا۔ فرانس درپردہ روسی حکمت عملی کا جانب دار تھا مگر حکومت سوئیڈن اور اہل پولینڈ اور سلطنت پروشیا نے دولت علیہ سے معاہدہ شرکت کرلیا اس لئے کہ گوسٹاف سوم شاہ سوئیڈن تو خدا ہی سے چاہتا تھا کہ کسی طرح ترکوں اور روسیوں کے مابین جنگ چھڑ جائے اور اُسکو اپنا از دست رفتہ ملک روسی حکومت سے واپس لینے کا موقع ملے۔

جنرل پوٹمکن کا ملک کریمیا میں رہنا غیر مناسب تھا اس لئے اُس نے ملکہ کیتھرائن دوم سے اپنے کریمیا میں رہنے کا نتیجہ ٹھیک نہ نکلنے کا حال کہکر اُس سے اجازت مانگی کہ اُسے یہاں سے چلے آنے کا حکم دیا جائے لیکن زارینہ نے اس بات کو نہیں مانا بلکہ اُلٹے اُسکو بندر اور اوزی کو

دونوں شہروں کو فتح کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا جسکی جنرل مذکور نے تعمیل کی اور شہر ازدی کا محاصرہ کرلیا - اور حکومت آسٹریا روسی گورنمنٹ کے ساتھہ ملی ہوئی تھی اُس نے بھی ٹرکی پر اعلان جنگ کردیا اسطرح دولت عثمانیہ کو دو زبردست حریفوں کا مقابلہ کرنا پڑا اور اُسپر بہت بار پڑگیا - غازی حسین پاشا الجزائری بیڑہ عثمانیہ کا عام قبودان اپنی خدمات سے فارغ ہوکر استنبول میں واپس آیا اور اُسے اعلان جنگ کی خبر ملی تو اُس نے وزیر اعظم سے کہا کہ آپنے ایسے نازک وقت میں اعلان جنگ کرنے میں نہایت سخت غلطی کی ہے بھلا سلطنت سنیہ اسوقت ایسی عظیم الشان لڑائی کا بار سنبھال سکیگی جسمیں روس کی نوخیز حکومت اور آسٹریا کی زبردست طاقت دونوں پوری قوت سے ایک اکیلی ترکی سلطنت پر بڑھ رہے ہیں مگر ابتو جو ہونا تھا ہوگیا - ان باتوں کا موقع ہی کیا تھا آخر صدر اعظم نے خود ہی فوج کی کمان ہاتھ میں لی اور وہ ۱۲۰۲ھ میں روس و آسٹریا کی سپاہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا - اسی اثناء میں زارینہ کیتھرائن بذات خاص اپنی فوجوں کو ساتھہ لیکر ملک کریمیا میں آگئی اور شہنشاہ جوزف دوم شاہ آسٹریا بھی اپنے فوجیں لئے ہوئے بلگریڈ کی طرف ترکی حدود پر بڑھا، اور جنگ شروع ہوگئی - کپتان حسین پاشا الجزائری نے عثمانی بیڑہ کی کمان ہاتھہ میں لی اور چونکہ اُس کے پاس جہازوں کے نقصانات کی تلافی کرنے کیلئے کافی وقت نہیں تھا اس لئے اُس نے بیڑہ کے جہازوں کے تمام ناخدا لوگوں کو اپنے مکان میں بلوایا اور جسوقت وہ سب جمع ہوگئے تو اُنکو مخاطب کرکے یہ تقریر کی :-

"پیارے دوستو! آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے ایک مدت دراز سے باوجود اپنی کم استعدادی کے عثمانی بحری قوت کی کس قدر خدمتگزاری کی ہے اور میں فخر سے نہیں بلکہ شکرگذاری ادا کرنے کی نیت سے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے تمام منصوبوں میں ابتک کامیابی ہی حاصل ہوتی رہی - صاحبو! آج میرے سر پر ایک دوسری عظیم الشان خدمت کا بارِ گراں رکھا گیا ہے اور حکم ملا ہے کہ پیش آنے والی جنگ میں مجھے اور آپ لوگوں کو دولت علیہ کی نیکنامی کا دامن داغ بدنامی سے بچانے کی کوشش کرنی ہوگی، حق نمک بھی اسی کا مقتضی ہے کہ خود میں اور میرے محترم دست و بازو یعنی آپ حضرات اس امتحان کے موقع پر سچے نمک حلال

اور ملک وملت کے سچے جان نثار ثابت ہوگئے اور خدا ہمیں ایسی ہی توفیق دے۔ بھائیو! یہ معاملہ جاہ طلبی کا نہیں۔ یہ جنگ ایک دینی مقدس فرض کی بجا آوری ہے اس میں غزا کا ثواب حاصل ہوگا، ولی نعمت کے حق نمک کا پاس نہ کیا جائے تو اپنے پروردگار کی رضامندی چاہنے کا خیال ضروری ہے۔ سنو! مَیں آج اپنی تمام بیویوں کو طلاق دیکر اُنکے حقوق خود معاف کرتا ہوں اور اپنی تقصیرات اُن سے معاف کرائے لیتا ہوں۔ اولاد، احباب، اعزہ، سب سے رخصت ہوتا ہوں، اگر اِس قیامت خیز معرکہ سے زندہ وسلامت پھرا تو سب سے اسی دنیا میں پھر مل لونگا ورنہ روز محشر لوائے احمدی کے زیر سایہ خونی کفن میں شگفتہ روئی کے ساتھ اُن کا خیر مقدم کرونگا۔ یہ تمام کارروائیاں صرف اِس لئے کی گئی ہیں کہ مجھے تعلقات دنیاوی سے آزادی رہے اور اپنے ظاہری آقائے نعمت اور خداوند کے تعمیل احکام کا بخصوص نیت موقع ملے، آپ لوگ ترکی بحری قوت کی جان اور میری کوششوں کے سرسبز ہونیکے ارکان ہیں آپکو بھی آئندہ خدمت کے اخلاص وسچائی کے ساتھ ادا کرنے پر تیار رہنا مناسب ہے، اگر کوئی عذر ہے تو اسوقت کر لیجئے مَیں اُسکی تلافی کرونگا اور جلالت مآب خلیفۃ المسلمین سے عرض کرونگا آپکی شکایتیں سنیں گے، مگر جب دشمن کا سامنا ہوگا اور معرکہ کارزار گرم ہو پھر آپ کی کوئی شکایت نہ سنی جائیگی۔ اور اگر وہاں آپ سے کچھ بھی خیانت ظاہر ہوئی تو آپ نہ صرف اپنے افسر کے سامنے بلکہ خدا کے روبرو، اُس کے رسول پاک کی جناب میں، امیر المومنین کی نگاہوں میں اور قوم وملت کی نظروں میں سُبک ہونگے، منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے اور جزائے عمل کے مستوجب بنیں گے۔ لیکن اس کے برعکس عمدہ طور پر بصدق وراستی ہر ایک خدمت ادا کرنیکا اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی صلہ پائیگا اور بارگاہ خداوندی کے اجر عظیم کا تو میں کیا بیان کرسکتا ہوں کہ کیا ملیگا۔ ہاں اِن سب باتوں کے بعد مَیں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میری دعوت مانتے ہیں تو حلف اُٹھائیے کہ اسپر ثابت قدم رہینگے۔ اور اس طرح سب کو اطمینان ہوجائیگا"

تقریر کا تمام ہونا تھا کہ حاضرین کے سینے جوش جرأت سے لبریز ہوگئے۔ اور وہ بل کر کے دشمن کا مقابلہ کرنے پر تیار تھے سبھوں نے حلف اُٹھایا کہ انشاءاللہ وہ پوری جانبازی سے کام

لیکر اپنے معزز افسر کے احکام کی تعمیل کرتے رہیں گے۔ اس طرح اپنے ماتحت افسروں میں جوش پہیلا کر اُس نے تمام افسروں کو جہازات پر جانیکا حکم دیا اور دوسری ہی دن تیاری کرکے آستانہ علیہ سے روانہ ہوگیا +

اوزی کی بحری جنگ

سلطانی احکام بیڑہ کے نام جنگ پر جانے کیلئے صادر ہوتے ہی کپتان پاشا نے شہر اوزی کی جانب رُخ کیا جہاں اسوقت روسی جنرل پوٹمکن محاصرہ ڈالے تہا سنہ ۱۲۰۲ھ کے اندر ہی وہ شہر اوزی کے سامنے پہنچگیا تو اُس نے اپنی چہوٹی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو زیر آب چٹانوں سے بچکر بخوبی جنگ کر سکتا تہا اُس روسی جنگی بیڑہ سے مقابلہ کرنے کیلئے روانہ کیا جو راس قیل کے سامنے لنگر زن تہا اور اُس میں بہی ویسی ہی چہوٹی جنگی کشتیاں اور صالون موجود تھے، جانبین سے لڑائی چھڑی تو روسیوں کی ایک صالون کشتی ڈوب گئی جسپر ایک سو سپاہی تھے۔ اور ترکوں کی بہی ایک چہوٹی صال غرق ہوئی جسپر محض سترہ سپاہی سوار تھے۔ یہ لڑائی اتنی ہی رہی اور پہر دونوں طرف چندروز سکوت رہا، آخر پانچویں یا چھٹے دن دوبارہ معرکہ آرائی ہوئی جسمیں روسی بیڑہ بہت کچھ نقصانات اُٹھا کر پسپا ہوا اور ترکی بیڑہ کو نہایت خفیف ضرر پہنچا جو بیان کرنے کے قابل ہی نہیں۔ زاں بعد تیسرا حملہ ہوا، اس مرتبہ روسی جہازات پتھریلی چٹانوں پر نشانیاں قائم کرکے ساحل سے نزدیک چلے گئے اور نشانات اس لئے نصب کئے تھے کہ اُنکی باقی کشتیاں بہی بآسانی اور سرعت کے ساتھہ چلی آسکیں۔ عثمانی بیڑہ نے اُنپر حملہ کرکے روسیوں کو راس قیل سے بالکل ہٹا دینے کی کوشش شروع کی اور وہ کامیابی بہی حاصل کرلیتے لیکن اسی اثناء میں روسی جنرل سوارووف اپنی فوجوں کے ساتھ آگیا اور روسیوں کو کمک پہنچادی، اگرچہ ترکوں نے اس موقع پر بڑی دلیری سے کثیر التعداد غنیم کا مقابلہ کیا۔ لیکن آخر اُسے سخت نقصانات اُٹھا کر پسپا ہونا پڑا، جسوقت ترکی سپاہی کشتیوں پر سوار ہوکے پسپا ہونے لگے تو روسی نوتعمیر قلعہ سے جو راس قیل پر بنا تہا اُنپر آتشباری کیجانے لگی اور دوسری دقت یہ پیش آئی کہ واپسی میں ترکوں نے یہ دیکھا کہ روسی نشانات کو جو دریا

میں چھپی ہوئی چٹانوں پر قائم تھے اُکھڑ گئے ہیں اس لئے وہ اپنی کشتیاں باسانی نکال کر نہ لیجا سکے بہت سی ترکی کشتیاں چٹانوں میں پھنسکر رہگئیں اور قلعہ کی آتشباری نے اُنکو تباہ کرڈالا۔

"یہ آفت تو برپا ہی تہی کہ اسی اثناء میں پرنس ناسو سیجن "Nassau Siegen" روسی افسر مقام نکولائف سے چند چھوٹی جنگی کشتیاں لیکر آپہنچا جو بام بوٹ، گنبوٹ، اور مناول، کی وضع کی تہیں اور ترکی بیڑہ پر حملہ کردیا- اس حالت میں ایسی سخت لڑائی ہورہی تھی کہ اُسے دیکھکر زہرہ آب ہوتا تہا۔ بہت سے ترکی سپاہی مردانہ وار لڑکر شہید ہوئے اور اُنہوں نے چند روسی کشتیوں کو بہی غرق کردیا، عثمانی بیڑہ کی چند شالوپہ کشتیوں نے بڑی محنت کے ساتھ اپنے ڈوبتے ہوئے سپاہیوں کو بچایا جو ٹوٹنے والی کشتیوں پر سے دریا میں گرے تھے، اور اس لڑائی میں ترکوں کی تمام ہلکی جنگی کشتیاں تلف ہوگئیں کپتان پاشا نے یہ حالت دیکھکر حکم دیا کہ پانچ چھوٹی کشتیاں جو بچ رہی ہیں محفوظ رکھی جائیں اور بیڑہ کو جزیرہ بیرہ زان میں ہٹالایا تاکہ وہاں سے واقعات جنگ کی رپورٹ استنبول کو روانہ کرسکے +

—بیلان اطہ کی بحری جنگ

مذکورہ بالا جنگ کے بعد دسویں تاریخ ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۲۰۲ھ کو ایک ترکی گشتی جہاز جو بعیدی چوکی پر مامور تہا آکر کپتان پاشا سے مخبر ہوا کہ روسی جنگی بیڑہ بندرگاہ سیواسٹوپول سے نکلکر جزیرہ بیلان اطہ کی طرف آرہا ہے، کپتان پاشا نے اس غیر متوقع بیڑہ کے سرنکالنے کا حال سنکر فوراً اُس سے مقابلہ کرنے کیواسطے روانگی کا حکم دیا، وہ متحیر تہا کہ بحیرہ اسود میں آجتک کوئی روسی بیڑہ نہیں تہا آخر یہ نیا بیڑہ کہاں سے نکل آیا۔ بات یہ تہی کہ پرنس ناسو سیجن مذکورہ بالا اوزی کی بحری لڑائی کے بعد روسی جنگی بیڑہ کی کمان سنبہالی تو وہ ترکی بیڑہ کے مقابلہ کا شائق ہوا اور سواسٹوپول کے بندرگاہ کا نو تعمیر بیڑہ لیکر چلا تہا۔ کپتان غازی حسن پاشا روسی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی مقابلہ پر آمادہ ہوگیا، اُس نے اپنے جہازوں کی جنگی صف بندی شروع کردی، پہلے اُس نے ایک ماتحت بحری افسر لیطروز پاشا نامی کو سوبجات کی

کشتیوں اور پانچ گیون جہازات دیگر غنیم سے مقابلہ کرنے کیلئے روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ بیلاآن اطہ "Serpenses" کے نزدیک غنیم کو ٹوکے۔ پھر اُس نے اپنے جہازوں کی صف بندی کرکے ہر ایک بحری افسر کے ماتحت آٹھ آٹھ غلیون جہاز رکھے اور اُنکو ہدایت کردی کہ خبردار ایک دوسرے کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا پھر خود اُس نے بڑھکر غنیم پر گولہ باری آغاز کردی اور اُس کے کئی جہاز تباہ کرڈالے ترکی امیر البحر کی فتحیابی کا شگون بہت اچھا ہوا اور اُس کی ہمت و جرأت اپنا رنگ دکھا گئی وہ اَور بھی زور شور سے دشمن کے جہازوں پر گولے برسانے لگا مگر ابتک صرف ایک ہی سمت سے جنگ کا بار تھا کہ اسی اثنا میں جزیرہ بیلاآن اطہ کی سمت سے بطرونہ پاشا اپنا ماتحت بیڑہ لیکر بڑھا اور ایک روسی غلیون جہاز گرفتار کرلینے کے علاوہ اُس کے کئی ایک فرقاطہ جہازات غرق کردئے، ابتک ترکی بیڑہ کے باقیماندہ کئی حصے بہت پیچھے اور شریک جنگ نہیں تھے۔ روسی امیر البحر ترکی بحری طاقت اور اُس کے بحری افسروں کی مہارت دیکھکر ایسا گھبرایا کہ اُسے بھاگتے ہی بن آئی اور ترکوں نے بندرگاہ سیواسٹوپول تک تعاقب کرکے مزید نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کی یہانتک کہ جب روسی بیڑہ بحالت تباہ بندرگاہ میں گھسکر قلعہ کی گولہ باری کے سایہ میں پناہ گزین ہوگیا تو عثمانی کپتان پاشا اپنے جہازوں کو بندرگاہ سولینہ Sulinas کی طرف مثالی آیا جو دریائے ڈنیوب کے مخل پر واقع ہے۔ اور یہاں اُس نے ایک کورٹ مارشل کا جلسہ کرکے اُن بزدل اور نمکحرام افسروں کا محاکمہ کیا جنہوں نے شریک جنگ ہونے میں تقصیر کی تھی ورنہ غالبًا وہ روسی بیڑہ کو تمام تر فنا کرسکتا۔ چنانچہ اُس نے سب کو سخت سزائیں دیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور کارگذار افسروں کی ترقی کیلئے باب عالی میں رپورٹ کی اور روسیوں سے چھینے ہوئے جہاز کا نام خداوردی (عطیۂ الٰہی) رکھا۔ اور کپتان عمر پاشا ساکن کریٹ کو اُسی کے جہاز کے اگلے حصہ پر سولی دینے کا حکم دیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ گو کپتان پاشا نے اوزی کی بحری جنگ میں اپنی ہلکی جنگی کشتیوں کا بیڑہ غنیم کے ہاتھوں تباہ کرا کے سخت نقصان اُٹھایا تھا لیکن اس جنگ میں اُس نے عظیم الشان روسی جنگی بیڑہ کو بُری طرح ہزیمت دیکر اور اُسے آئندہ کیلئے اسقدر بیکار بناکے کہ پھر وہ کبھی ترکی بحری قوت کے منہ نہ چڑھ سکیں اپنی

بارھویں (۱۲) فصل

سلطان سلیم خان سوم کی تخت نشینی سے فرمان گلخانہ کے صادر ہونے تک کے حالات

۱۲۰۳ ـــــــــــ ۱۲۵۶ھ

(۲۸) سلطان سلیم خان سوم ابن سلطان مصطفیٰ خان سوم

۱۲۰۳ ـــــــــــ ۱۲۱۲ھ

یہ سلطان ۲۸ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا اور پہلے ہی مرتبہ جو کام شروع کیا وہ بری فوج کی درستی اور بحری فوج کی اصلاح تھی۔ اُس نے ایک حکمنامہ تحریر کیا کہ جہانتک ممکن ہو ہر ایک اقلیم سے فوجوں کی فراہمی عمل میں آئے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ڈیڑھ لاکھ فوج شہر صوفیا میں جمع ہوگئی، مگر چونکہ اسوقت سیاسی حالات میں سخت برہمی واقع ہو رہی تھی اور دولت علیہ اور حکومت روسیہ کے مابین نہائیت شدت سے جنگ جاری تھی اس لئے گو سلطان نے فراہمی سپاہ میں اسقدر کوشش سے کام لیا لیکن جنگ آور سپاہ کی مایوسی ہمت وحوصلہ سے تبدیل نہ ہوسکی اور بہت سے سپاہیوں نے اُن مرکزوں کو چھوڑ دیا جہاں وہ بغرض حفاظت و مدافعت مامور کئے گئے تھے +



سلطان سلیم خان ثالث (سنہ ۱۷۸۹ء تا سنہ ۱۸۰۷ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۳۶۴)

اس زمانہ میں ترکی بیڑہ کی حس و حرکت

کپتان حسین پاشا الجزائری نے موسم سرما کے زمانہ میں ترکی بیڑہ کو ہر طرح چاق چوبند بنا لیا تو یکایک وہ امیر البحری کے منصب سے معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ کپتان حسین پاشا ساکن کریٹ کو دیگئی۔ حسین پاشا الجزائری امیر البحری کے عہدہ سے ہٹا کر سلسٹرہ کی چھاونی کا کمان افسر بنایا گیا جہاں اُس نے بحری لڑائیوں سے بڑھکر اپنی قابلیتِ جنگی کا ثبوت دیا۔ اگرچہ ترک مورخین نے اُسکی امیر البحری سے معزولی پر بہت کچھ رائے زنی کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ کسی الزام کی وجہ سے ہٹایا گیا تھا لیکن ہمکو اس کے ماننے میں اس لیے تامل ہے کہ بعد میں اُسکی ذات سے جو اعلیٰ خدمات متعلق ہوئیں وہ اس الزام کے منافی پڑتی ہیں۔ اور جودت پاشا ترک مورخ لکھتا ہے کہ:۔ حسین پاشا الجزائری نے سرعسکری سلسٹرہ پر مامور ہونے کے بعد ایسی بے نظیر خدمتیں انجام دیں کہ اُس کے گذشتہ زمانہ کی کارروائیاں بھی اُن کے سامنے پھیکی پڑ گئیں اور آخر وہ صدر اعظم کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوا جبکہ سنہ ۱۲۰۴ھ میں یکایک سفر آخرت کر جانے سے دولت علیہ کا ایک مخلص کارکن عہدہ دار اُس کے ہاتھوں سے ضائع ہوا۔

جن دنوں ترکی جنگی بیڑہ بحیرہ اسود میں مصروف جنگ تھا اُنہیں دنوں بحر مجمع الجزائر یونان روسی دریائی قزاقوں کے جہازات کا جولانگاہ بنا ہوا تھا اور یہ کمبخت جزیرہ موریا کے عیسائی اور بغاوت پسند باشندوں کو زر نقد اور سامان جنگ سے مدد دیکر انہیں شورش برپا کرنے پر آمادہ بنایا کرتے تھے، اسکے علاوہ انہوں نے ترکی رعایا کو بھی تنگ کر رکھا تھا، تجارتی جہازات کو لوٹ لینا اور مسافروں کو ستانا اُنکا معمولی کام تھا۔ یہ کیفیت دیکھکر سنہ ۱۲۰۲ھ میں عثمانی بیڑہ جسمیں (۱۸) جہازات تھے بحر ابیض متوسط کی طرف بھیجا گیا اس بیڑہ پر کوسہ مصطفےٰ پاشا کے ماتحت بری فوج اور مشہور کپتان سید علی جنکی شجاعت و دلیری مسلّم تھی بحری سپاہ کا افسر بنا کر ارسال کیا گیا تھا اور یہ بھی ٹیونس اور مغربی افریقہ کے جزیروں سے آیا تھا، اس بیڑہ نے سب سے پہلے جزیرہ مرتد پر ہاتھ صاف کیا کیونکہ وہ بدمعاش لوٹیروں کا مرکزی مقام تھا۔ اور اسکے چند روز بعد غنیم کے جہازوں کو جا گھیرا جو سات گھنٹے تک خوب لڑتے رہے اور آخر

الجزائری بیڑہ کی بے نظیر دلاوری کے سامنے اُن کے حوصلے پست ہوگئے پھر مذکورہ بیڑہ نے غنیم کے تمام جہازات گرفتار اور برباد کر دئیے اور باغیوں کا کپتان امبرو اپنے جہاز الجزائری بیڑہ والوں کی گولہ باری سے تباہ وغرق ہوتے دیکھکر ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہو کے بھاگ گیا جسکے بعد غنیم کی بچی کھچی کشتیاں بھی مفرور ہوگئیں، اب عثمانی بیڑہ نے آگے بڑھکر جزیرہ مرتد کے قلعہ پر حملہ کیا اور اُسے منہدم کر کے وہاں سے تمام جنگی ذخائر اور توپیں لیلیں، اسی جزیرہ کے بندرگاہ میں دو غنیم کے جہاز سامان جنگ اور آلات حرب وضرب سے بھرے ہوئے ہاتھ آئے جنکو قبضہ میں کر کے فروخت کرڈالا اور اُس کی نقد قیمت بیڑہ کے سپاہیوں اور افسروں کو تقسیم کردیگئی +

تنخل برون کی بحری جنگ

وسط ماہ رجب سنہ ۱۲۰۳ھ میں کپتان حسین پاشا مذکور پچاس چھوٹی بڑی کشتیوں کا بیڑہ لیکر بحر اسود میں گیا اور جب بندرگاہ سولنیہ میں پہنچا تو چھوٹے جہازوں کو وہاں چھوڑتا ہوا مقام کیرچ "Kinburn" کی طرف بڑھا جو تنخل بردن" کے نزدیک واقع تھا، اسجگہ عثمانی بیڑہ اور روسی بیڑہ کا باہم مقابلہ ہوا۔ روسی بیڑہ میں پانچ غلیون، اور (۱۶) فرقاطہ جہازات تھے، لڑائی شروع ہوئی، ترکی توپچیوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ دم زدن میں چار روسی فرقاطہ جہازوں کو بیکار بنا دیا مگر پھر بھی سات گھنٹوں تک جانبین میں زور شور کے ساتھ گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہا، دونوں طرف کے نقصانات بھی بہت زائد تھے آخر رات پڑگئی اور روسی بیڑہ جان بچاکر بندرگاہ کفہ Koffa کو چلاگیا تو عثمانی بیڑہ بھی سولنیہ کی بندرگاہ میں پلٹ آیا اور بہت جلد ضرر رسیدہ جہازوں کی مرمت کر کے ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۲۰۳ھ کی آخری تاریخوں میں پھر غنیم کی جستجو کرتا ہوا نکلا، جب یہ بیڑہ اوڈیسا کے سمندر میں پہنچا تو ایک ترکی قرہ قول جہاز نے اسے خبر پہنچائی کہ اُس نے (۳۷) جنگی جہازوں کا روسی بیڑہ راس قیل سے نکلکر اسی سمت کو آتا ہوا دیکھا ہے۔ یہ حال سنکر عثمانی بیڑہ جو کنا ہو رہا، اسوقت ہوا بڑی زور شور کی چل رہی تھی اور خرابی یہ تھی کہ غنیم کے حق میں موافق اور ترکوں کے لئے مضر تھی کیونکہ

ترکی جہازات آگے نہیں بڑھ سکتے تھے اور غنیم کے جہازات فراٹے کے ساتھ بڑھے آرہے تھے۔ عثمانی امیرالبحر نے فوراً اپنے جہازوں کو حکم دیا کہ بادبانوں کو گرادیں اور ساحل سے دور ہوکر کھلے سمندر میں آجائیں۔ آخر تھوڑی ہی دیر زوال آفتاب سے پہلے روسی بیڑہ بھی آپہونچا اور دونوں کا مقابلہ ہوگیا دور سے گولہ باری کا تبادلہ کر کے جنگ شروع ہوئی اور کپتان حسین پاشا نے کئی ایک روسی جہازوں کو سخت ضرر پہنچایا، اسکے علاوہ روسیوں کے دو فرقاطہ جہاز غرق ہوگئے شام تک لڑائی اسی ایک انداز پر قائم رہی اور تاریکی ہوجانے پر دونوں بیڑے الگ ہوئے رات کو طوفانی ہوا کے زور نے روسیوں کو اس قدر پریشان کیا کہ انہیں بھاگ جانے کی سوا کوئی چارہ کار نہ ملا اور وہ ایک نزدیک کے بندرگاہ میں جاکر پناہ گیر ہوے لیکن ترکی بیڑہ کی ترتیب خراب ہوگئی اور اس کے جہازات جدھر ہوا کا زور تھا اس جانب منتشر ہو چلے۔ دوم کپتان کا اکیلا جہاز عین معرکہ کارزار میں رہگیا جس پر صبح ہوتے ہی، روسیوں نے حملہ کردیا، اکیلا ایک ترکی جہاز جسے غنیم نے ہرطرف سے حلقہ میں لیلیا تھا اس موقع پر کیا کرتا؛ غالباً کوئی بزدل افسر ہوتا تو ہتھیار ڈالکر غنیم کے قید میں چلا جانا غنیمت سمجھتا لیکن اس دلیر افسر نے آخری وقت تک سخت مقابلہ کیا اور اپنا شرف قائم رکھکر آخر کار ایک گولہ کے زخم سے شہید ہوگیا۔ اس کی ساتھی سپاہ بھی افسر کی جانبازی اور نمک حلالی سے متاثر ہوکر لڑتی رہی اور جب صرف چند آدمی باقی رہگئے تو انہوں نے دشمن کی قید بھگتنے سے بعزت مرجانے کو ترجیح دیکر بارود کے ڈھیر میں آگ لگادی بارود کا اڑنا تھا کہ جہاز کے پرزے پرزے بکھر گئے اور وہ اپنے پاس کے ایک روسی جہاز کو ساتھ لیکر دریا برد ہوگیا قریب کے دیگر روسی جہازات بھی اس صدمہ سے سخت مضروب ہوئے، اب عثمانی بیڑہ کپتان دوم کی امداد کو آگیا تھا لیکن فاصلہ پر ہونے کے باعث وہ کچھہ نہ کرسکا آخر ہوا کی مخالفت اور کپتان دوم کے جہاز کی بربادی پر تاسف کرتا ہوا کپتان حسین پاشا مع بیڑہ کے کلیگرا کو چلا گیا اور ساحل کے نزدیک لنگر زن ہوکر دربار سلطانی میں جنگ کی رپورٹ ارسال کی جسمیں ظاہر کیا تھا کہ بیڑہ کے جہازات بیحد خستہ ہوچکے ہیں اور غنیم کا مقابلہ نہیں کرسکتے اس لئے اجازت ہو تو آستانہ علیہ واپس آکر انکی مرمت سے فراغت حاصل کروں چنانچہ اسکی منظوری موصول ہوتے پر وہ آستانہ کو واپس گیا +

۱۲۰۵ھ میں دوبارہ عثمانی بیڑہ بحر اسود میں داخل ہؤا اور روسی بیڑہ سے بمقام اناپا دوچار ہو کر اُسپر حملہ آور ہؤا، روسی بیڑہ میں ۴۲ جہازات تھے، اور وہ سیواسٹوپول کو جارہا تھا، اُسنے ترکی بیڑہ کو آمادہ جنگ پاکر فرار پر قرار کرلیا اور بندرگاہ سیواسٹوپول میں گھس گیا، بعد میں معلوم ہؤا کہ روسیوں نے پہلی مرتبہ محض اس لئے طرح دی تھی کہ اُن کے چند غلیون جہاز زیر مرمت تھے اور جب وہ بنکر آگئے تو پھر روسی بیڑہ جنگ کے لئے بڑھا، کپتان حسین پاشا نے غنیم کو اپنی جانب آتے دیکھکر اُسکا خیر مقدم کہنے سے درگذر نہیں کیا، یہ دن عید اضحی ۱۲۰۵ھ کا پہلا دن تھا غنیم کا بیڑہ سامنے آتے ہی بطرونہ سید علی پاشا جو نہائت دلیر افسر تھا اپنے ماتحت جہازوں کے ساتھہ حملہ آور ہو کر دشمن کے قلب میں جا پہنچا، کپتان حسین پاشا نے اس افسر کو منع بھی کیا کہ اُس کی یہ حرکت جنگی اصول کے خلاف ہے مگر اُس نے نہیں مانا اور باوجود اس کے کہ وہ صرف چند جہازوں سے بالکل دشمنوں کے نرغہ میں پھنس گیا تھا اُس نے روسیوں کے ہوش اُڑادیئے اور اُنہیں بیحد نقصان پہنچایا اِدہر باقی ترکی جہازوں نے بھی اپنے ایک دلیر افسر کو یوں ورطۂ ہلاکت میں مبتلا ہونے سے بچانے پر کمر باندھی اور وہ دو جانب سے روسی بیڑہ پر حملہ آور ہوئے غنیم کی توجہ اِدہر بٹی تو سید علی کے جہازات صاف نرغہ سے بچکر نکل آئے، لیکن ہوا کی مخالفت نے ترکی بیڑا کا بڑا حصہ شرکت جنگ سے الگ رکھا گیا تھا اور صرف پندرہ جہاز روسیوں کے مکمل بیڑہ کا مقابلہ کر رہے تھے اسی واسطے ترکوں کو زائد نقصان پہنچا مگر روسیوں کا خسارہ بھی اِن سے کسی طرح کم نہیں تھا شام ہونے پر دونوں بیڑے جدا ہوئے اور ہر ایک نے اپنے بیکار شدہ جہازوں کو ساحل پر لاڈالا۔ تمام رات میں جہانتک ہوسکا اُنکی ضروری مرمت کرلی اور دوسرے دن پھر لڑائی کا تہیہ کیا گیا تو بطرونہ سید علی پاشا نے اپنے جہازوں کی خرابی کے باعث شرکت جنگ سے انکار کر کے استنبول کی طرف رُخ کیا۔ کپتان پاشا اُسے روکنے کو چلا لیکن وہ نکل گیا اور ہاتھ نہ آیا غنیم نے ترکی بیڑہ میں اختلاف پڑنے کا تماشا دیکھا تو اپنی کامیابی کا یقین کر کے وہ ایک محفوظ راس کے نزدیک چلے گئے تاکہ اپنے بیڑہ کے ضرر رسیدہ جہازوں کی قرار واقعی مرمت اور اصلاح کر کے پھر مقابلہ کریں۔ یہاں اُنہوں نے اُن غلیون جہازوں کو جلادیا جو کسی طرح قابل جنگ نہیں رہگئے تھے، کپتان حسین پاشا نے اس عرصہ میں بہت زور مارا کہ روسیوں

پر کسی طرح ایک حملہ کر سکے لیکن ہوا کی مخالفت اُسے مجبور کرتی رہی اور پھر وہ بھی استنبول کو واپس چلا۔ قسطنطنیہ میں بیڑا کی ناکامیاب واپسی پر ایسا جھگڑا پھیلا کہ سلطان نے بیڑہ کے دہانہ آبنائے پر روک دئیے جانے کا حکم صادر کیا اور کپتان حسین پاشا حاضر دربار ہوا تو اُسے نہائت سخت لعنت ملامت کی کہ کیوں اس تباہ حالت کے ساتھ میرے پاس آیا؟

بڑی لڑائیاں اور معاہدۂ یاش

وزیر اعظم یوسف پاشا نے اُن روسی فوجوں کے مقابلہ پر شکست اٹھائی جو بغدان کے صوبہ پر قابض تھیں اور اپنا بہت کچھ سامان جنگ غنیم کے لئے چھوڑ دیا تو سلطان نے اُسے معزول کر کے سنہ ۱۲۰۴ھ میں کتخدا حسن پاشا کو وزیر اعظم مقرر کیا اور یہ وزیر فوجوں کو فراہم کرنے کے بعد غنیم سے قلعہ اسمٰعیل کے نزدیک معرکہ آرا ہوا۔ یہ روسی فوج جنرل پوٹمکن کی ماتحتی میں تھی، وزیر حسن پاشا نے جنرل پوٹمکن کو سخت شکست دی اور اُس سے ترکوں کی پہلی شکست کا معاوضہ لیلیا۔ مگر اسی عرصہ میں دوسری روسی فوج آق کرمان پر حملہ آور ہو کر اُسے فتح کر لینے میں کامیاب ہوئی اور دوسری جانب آسٹروی فوجوں نے بلگریڈ اور کئی ایک دیگر مقامات فتح کر لئے تو وزیر حسن پاشا بھی نالائق بنا کر الگ کر دیا گیا اور صدر اعظم کا منصب مشہور بحری افسر حسین پاشا الجزائری کو تفویض ہوا۔[1] جس نے میدان جنگ میں جاتے

[1] حسین پاشا اُن ترکی قبائل کی نسل سے تھا جو حدود ایران پر آباد ہو گئے ہیں، یہ جنگی قیدیوں کے گروہ میں قسطنطنیہ لایا گیا تھا اور بچپن سے مقام تکفور طاغ میں ایک رئیس کے گھر پرورش پا کر جوان ہوا ہوش سنبھالنے کے بعد اسے دریائی سفر کا شوق محرک ہوا کہ ایک تاجر کے جہاز پر ملازمت کرے اس ذریعہ سے یہ بلاد مغرب کے صوبہ الجزائر میں پہنچا اتفاق سے اس نے کچھ ایسے جوہر جرأت دکھائے کہ حاکم الجزائر اسکے ہونہار ہونے کو تاڑ گیا اور اُس نے اس کو اپنی خدمت میں لے لیا۔ پھر تو اس نے یوں نشوونما ترقی کی اور چند روز کے عرصہ میں بندرگاہ الجزائر کا رئیس مقرر ہو گیا جو ان دنوں بہت اہم اور عالیشان عہدہ تھا، پھر اُس سے اور الجزائر کے بعض بہادروں سے کچھ ناچاقی ہو گئی اور وہ بخوف جان اٹلی کو بھاگ گیا وہاں سے آستانہ علیہ پہنچا، یہاں آ کر بحری فوج میں داخل ہوا اور ایسی کارگزاریاں کیں

ہی پہلے بندر داق کرمان اور دیگر مقامات کے سرداروں کو انکی غفلت ولاپروائی سے جنگ کرنے کی بابت معقول سزائیں دیں اور غنیم کو بکامیابی پیش قدمی سے روکا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۹) کہ امیر البحر کا اعلےٰ منصب حاصل کرسکا اور ارکان دولت اور سلطان سب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ جنگ چشمہ میں اس کی کامیابی اور پھر جزیرہ لیمنی کا عجیب جرأت کے ساتھ فتح کرنا اسکی ناموری میں چار چاند لگانے کا سبب ہوا اور آخر وزیر اعظم کے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہوا۔ اس نے وزارت بحری کے رتبہ کو اپنی ذات سے مشرف کرکے ترکی بحری قوت میں اس قدر ترقی کردی کہ وہ پھر محسود اقران بنگئی پہلے بحری صیغہ کے قوانین اور اصول بالکل منضبط نہ تھے اس نے سزا و جزا کے قوانین تیار کئے اور باوجود اس کے کہ یہ کوئی بڑا تعلیم یافتہ اور بحری علوم و فنون کا ماہر نہ تھا اس نے بہت سی ایسی باتیں ایجاد کیں جو بعد میں دول یورپ کو بحری ترقی کی جانب رہبر ہوسکیں۔ بحری مدارس اسی کی ایجاد سے تھے جہاں ساحلی مقاموں کے باشندے تعلیم پاتے تھے اور پھر ترکی بیڑوں کی عمدہ خدمت ادا کرسکتے تھے جنگی جہازوں کی بناوٹ میں ترقی کرنیکا بنیادی پتھر اسی عالی دماغ شخص نے رکھا جسپر آج یورپ کی ترقی یافتہ قوم نے شاندار اور فلک فرسا عمارت بنائی ہے۔ اپنی زیر نگرانی اس نے بہت سے لائق بحری افسر پیدا کردئے جو بعد میں حکومت عثمانیہ کے کام آتے رہے بحری فوج کی خاص وردی تجویز کی اور اس فرقہ کے لئے ہر قسم کا ضروری سامان باقاعدہ طور پر بڑے انتظام کے ساتھ ایک ہی صیغہ میں فراہم کردیا۔ ایک انگریز بحری کاریگر کو دار الصناعۃ میں ملازم رکھکر اس سے بتجویز خود اس طرح کے جہازات بنوائے جو تیزی کے ساتھ چلنے کے علاوہ اندر اور باہر دونوں جانبوں سے دیکھنے میں سبک اور خوشنما نظر آتے تھے۔ ان جہازوں کے بادبان اسقدر ہلکے بنوائے کہ وہ بڑی آسانی کے ساتھ چڑھائے اور اتارے جاسکیں۔ جنگی غلیون جہاز بکثرت تیار کئے یہاں تک کہ اپنے زمانہ میں چالیس ایسے جہاز تیار کراچکا تھا اور پورے ایکسو جہاز بنوانے کی منظوری لیلی تھی تاکہ انکے ذریعہ سے عثمانی سواحل کی بخوبی حفاظت کیجاسکے۔ بحری خدمت پر چن چن کر ایسے مغربی، الجزائری، رومی، اور ترکی لوگوں کو ملازم رکھا تھا جنکے تجربات بہت وسیع تھے اور وہ کار کردہ بھی تھے پھر انہیں لوگوں سے نئے رنگروٹوں کو تعلیم دلوائی۔ ان لوگوں کی رہائش کیلئے اس نے ایک خاص جہادی اور بارکیں قاسم پاشا کے محلہ میں بنوائی تھیں۔ پھر ہر ایک موسم بہار میں بیڑہ کو گشت کے لئے لیجایا کرتا تھا اور بکامیابی واپس لاتا۔ ایک عرصہ تک مصر کا حاکم بھی رہا اور وہاں رعایا کو امن و رفاہیت سے بہرہ ور رکھا (مولف)

نامور بہادر اور بے نظیر مدبر یکایک دنیا سے چل بسا اور پھر وہی ابتری پھیل گئی جو اس کے تقرر سے پہلے تھی - اس کے بعد صدارت کا عہدہ حسن پاشا او ستجقی کو ملا - اور اسی سال روسی حکومت اور گورنمنٹ سوئیڈن کے مابین صلح ہوگئی کیونکہ گسٹاف سوم شاہ سوئیڈن نے روس کو ٹرکی سے مصروف جنگ ہوتے دیکھکر خود ہی اُس سے اعلان جنگ کر دیا تھا اور روسی حکومت نے یہ سوچکر کہ ایک ساتھہ دو دشمنوں سے اُلجھنا خلاف مصلحت ہے اُس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا - ٹرکی حکومت نے ایک امداد کا وعدہ کرنے والے کو اس طرح اپنے قدح کی خیر مناکر الگ ہوتے دیکھا اور سمجھ لیا کہ اہل یورپ سے اُسے کوئی بھلائی کی توقع رکھنا سراسر جہالت ہے تو "قہر درویش بر جان درویش" جس طرح بنا اپنے ہی بل بوتے پر کام کرنا شروع کیا اور روس و آسٹریا کے دو زبردست غنیموں کا مقابلہ کرنے کیلئے باوجود مفلسی اور اندرونی خرابیوں کے فوجیں جمع کرنی شروع کردیں واقعی یہ وقت حکومت عثمانیہ کے لئے نہائت نازک تھا مگر جسکو خدا رکھے اُسے کون چکھے غیب سے اُسکی بہبود کا یہ سامان ہو گیا کہ شاہنشاہ جوزف دوم فرمانروائے آسٹریا مرگ ناگہانی کا شکار ہو گیا، اور اُس کے بعد اُسکا بھائی لیوپولڈ ڈیوک آف ٹوسکانا فرمانروائے آسٹریا ہوا نئے شہنشاہ نے تخت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے کارروائی یہ کی کہ اپنے پیشرو کی حکمت عملی سے رو گرداں ہوکر دولت عثمانیہ سے سنہ ۱۷۹۱ء میں بہت عجلت کے ساتھ صلح کرلی یہ صلح شہر زشتوہ میں کیگئی تھی اور باب عالی اس امر سے نہائت حیران تھا کہ فاتح فریق نے کیوں اُسپر اتنا کرم کیا ہے - لیوپولڈ نے نہ صرف صلح کی بلکہ صوبہ اورسوہ اور اُن مقاموں کے علاوہ جنکی حدبندی دریائے یونا "[illegible]" کرتا ہے تمام وہ علاقے جو اُس کی فوجوں نے فتح کرلئے تھے سب ٹرکی کو واپس بھی دیدئے اور محض شہر خوتین اُس مدت تک کے لئے اپنے قابو میں رکھا کہ دولت علیہ روسی حکومت سے بھی صلح کر لے - لیوپولڈ بیغرض ایسی صلح کیوں کرنے لگا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ ٹرکی ایک مشت استخوان ہے اس سے پھر بھی سمجھ لیا جا سکتا ہے سر دست یورپ کے اہم ممالک میں اپنا فائدہ تلاش کرنا ضروری ہے کیونکہ اُندنوں فرانس کا ملک اپنے بادشاہ لوئیس شانزدہم کیلئے سولی تیار کر رہا تھا اور وہاں سخت تہلکہ برپا تھا - اس واقعہ کے بعد یورپ نے روس و ٹرکی کے مابین بھی صلح کرا دینے کی کوشش کی لیکن زارینہ کیتھرائن دوم

ایک بات نہیں مانتی تھی اُس نے جنگ جاری رکھی ۔ جنرل سوآروف نے بڑھکر ٹرکی علاقہ کا مستحکم قلعہ اسماعیل محاصرہ میں لے لیا۔ اس قلعہ میں تیس ہزار ترکی سپاہ موجود تھی۔ روسی سپاہ نے چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر کے کمک اور سامان رسد کی آمد روکدی اور پھر ہجوم کر کے بزور شمشیر شہر میں داخل ہو گئے بیشتر تعداد کی ترکی سپاہ اس جنگ میں قتل ہو گئی اور ساتھ ہی روسیوں نے نہائت وحشیانہ طور پر قتل عام مچاکر تین شبانہ روز برابر شہر کے باشندوں کو ذبح کیا ترکی دارالخلافت میں اس واقعہ کی خبر پہنچی تو وہاں بڑی بددلی پھیل گئی اور لوگوں نے وزیر اعظم اور سپہ سالار عساکر رومیلیا کو غفلت کا ملزم ٹھیرا کر اُس کے قتل کرنے پر زور دیا آخروہ مقام شمنی میں قتل کر دیا گیا اور یوسف پاشا دوسری مرتبہ وزارت کے عہدہ پر بُلایا گیا - نئی فوجیں جمع کیجانے لگیں اور سامان جنگ بھی فراہم ہونے لگا - اب روسی دریائے ڈنیوب کو عبور کر کے رومیلیا میں آگئے تھے اور ترکوں کو ہٹاتے ہوئے برابر بڑھتے آتے تھے - کہ یکایک یورپ کی دو زبردست سلطنتیں انگلستان اور پروشیا متوسط بنکر روسی حکومت پر صلح کیلئے دباؤ ڈالنے لگیں اور اُس نے مجبوری درجہ صلح مان لی چنانچہ ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء میں معاہدہ صلح تحریر ہو گیا اور یہ معاہدہ شہر یاشی " Yassy " میں لکھا گیا تھا - اس کی شرطوں میں ضروری باتیں حسب ذیل تھیں :-

روسی حکومت اپنے مفتوحہ مقامات میں سے اوزی دیا - اوکزاکوف ، اور اُس ارضی کے جو بگ اور ڈنیسٹر کے دو دریاؤں کے مابین واقع ہے باقی تمام مقامات ٹرکی کو واپس دے اور ٹرکی حکومت ملک کریمیا ، جزیرہ نمائے طمان ، صوبہ کیوبان ، اور صوبہ بسا رابیا ، روس کو حوالہ کرے - اور یورپ کے خطہ میں آبنائے سندھ دونوں حکومتوں کے علاقوں میں حد فاصل رہے - اور سلطان سلیم خاں سوم نے چودھویں جمادی الاولیٰ ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۰ ماہ جنوری ۱۷۹۲ء کو اس معاہدہ پر دستخط کئے ۔

بحر ابیض متوسط میں ترکی بیڑہ :-

مذکورہ بالا لڑائیوں کے دوران میں ایک کمبخت مفسد صوتیری نامی جو روسی حکومت کا

مفسدہ انگیزی کے لئے ایجنٹ بھی تھا۔ جزیرہ نمائے موریا میں نہایت آفت برپا کر رہا تھا، روسیوں اور روسیوں کی مالی اعانت سے اس نے بارہ جنگی جہاز شہر ٹرلیسٹ میں بنوا لئے تھے اور اُن پر جزائر آرکی پیلیگو کے رومی باشندوں کو بطور جنگی سپاہ کے بھرتی کیا، اُس نے اِس بیڑہ پر مشہور بحری ڈاکو لامبرو کو کمان افسر بنایا تھا اور اس طرح وہ بڑی بیباکی کے ساتھ عثمانی قلمرو کے ساحلی مقامات پر چھاپے مارنے میں سرگرم رہتا تھا۔ روسی حکومت سے مصالحت ہوچکی تو سلطان نے کوچک حسین پاشا قبودان عام کی ماتحتی میں ترکی بیڑہ اِس شریر گروہ کی بیخکنی کے لئے ارسال کیا اور کپتان مذکور نے مقام چاآلیچہ کے نزدیک لامبرو کے جہازوں کو پکڑ پایا مگر غنیم نے مقابلہ نہیں کیا بلکہ وہ ترکی بیڑہ کو دیکھتے ہی ساحل کی طرف چلا گیا اور اپنے جہازات چٹانوں میں اٹھاکر خود مع سپاہیوں کے خشکی میں اُترتا ہوا بھاگ نکلا، کپتان پاشا نے تیز دستی سے کام لیکر کچھ لوگ گرفتار اور قتل کئے اور جہازوں کو جس قدر نکل سکے نکالکر باقی سب برباد کر ڈالے، اسکے بعد عثمانی بیڑہ جزیرہ موریا کے ساحلی مقامات میں جو ہنگامے برپا تھے اُنکو فرو کرتا رہا اور آخر کار راس مانیہ کے نزدیک اُس نے لامبرو کے جہازوں کا دوسرا بیڑہ بھی پالیا، ترکوں نے ان سب جہازوں کو گرفتار کر پایا اور اسپر کے سپاہی خشکی میں نہیں اُترنے دئیے۔ چونکہ جزیرہ نمائے موریا کی شورشیں دیگر دول یورپ کو بھی نقصان پہنچا رہی تھیں اِس لئے اُنہوں نے باب عالی سے اصرار کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ آفت فرو کیجائے اور دولت علیہ نے بہت کچھ جدوجہد کے بعد بالآخر ان مقاموں میں جلد تر امن و امان قائم کر لیا ؛

اندرونی انتظامات

سلطان سلیم خان سوم نے تخت سلطنت پر قدم رکھتے ہی حکومت کے ابتر شدہ حال کی اصلاح اور اس میں جدید تمدن و ترقی کے اجزا شامل کرنے پر کمر باندھی، اُس نے دولت عثمانیہ کو گوشہ خمول سے نکالکر مفید نئے طریقوں اور کار آمد خوبیوں کے میدان میں لا کھڑا کیا، اور یورپ کے اصول ترقی کو سلطنت عثمانیہ کے سنبھالنے میں استعمال کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام نہایت خطرناک اور دشوار تھا اور خاصکر ایسے ملک میں جسنے تمدن یورپ کا کوئی منظر ہی نہیں دیکھا

تھا۔ اسی وجہ سے وہ کچھ بھی نہ کر سکا بلکہ اس کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سلطنت سے معزول ہوکر آخر میں قتل بھی کر دیا گیا۔ سب سے پہلا کام جو اس حکمران نے کیا وہ یہ تھا کہ رعایا کے ساتھ شفقت و عنایت برتی اور ہر ایک محکمہ میں انصاف و عدل کو قائم کیا چنانچہ رعایا میں انکو بہت ہر دلعزیزی حاصل ہوئی، رعایا ایک خوش اخلاق ستودہ صفات سلطان کو تخت سلطنت پر جلوہ فرما دیکھکر پھولے نہیں سماتی تھی اور انکی ذات سے بہت کچھ آئندہ صلاح و فلاح کی متوقع تھی۔ آسٹریا سے مصالحت ہوتے ہی اُس نے کوچک حسین پاشا کو امیر البحر کے منصب پر مامور کیا یہ شخص نہایت لائق اور تجربہ کار بحری افسر تھا، اکثر یورپ کے مورخ انکی مدح و ثنا کرتے ہیں اور اس نے سب سے پہلا کام اپنی ماموری کے بعد یہ کیا کہ روس کے فتنہ پرداز کارندوں کو بحر مجمع الجزائر یونان اور بحیرہ ابیض متوسط کے اطراف سے نکال باہر کیا، پھر ان مقامات کے قلعوں کو مستحکم اور مسلح کر کے وہاں کافی تعداد کی فوجیں مقرر کیں بسامان حرب و ضرب بقدر ضرورت ہر جگہ جمع کر دیا گیا، کئی ایک انجینیر سویڈن اور فرانس کے بلوا کر جنگی بیڑہ کی تقویت اور درستی پر توجہ مائل کی، مدرسہ بحری کی ترتیب بدلی، توپچیوں کی تعلیم پر فرانسیسی افسروں کو متعین کیا بہت سی معتبر کتابیں فرانسیسی زبان سے ترجمہ کرائیں اور انہیں چھپوایا۔ یہ کتابیں جنگی اور ریاضی علوم میں تھیں۔ ایک کتبخانہ خاص جنگی تصانیف کا قائم کیا جسمیں چار سو فرانسیسی اعلیٰ ماہرین فن جنگ کی تصانیف موجود تھیں، فرانسیسی زبان کو بحری مدرسہ اور جنگی تعلیم گاہ کے نصاب میں شامل کیا، بحری کارخانوں کے متعلق متعدد عمارتیں بنوائیں، جدید وضع کے جنگی جہازات بنائے گئے، گولوں کی وضع بدلکر ویسے گولے استعمال کرنے شروع کئے جیسے روس والے استعمال کرتے تھے۔ محکمہ بحری کے نئے اور خاص قوانین اور نظامات مرتب کئے جو بہت باقاعدہ تھے، ہر ایک بڑے جہاز کا ایک خاص کپتان اور چھوٹی کشتیوں کے جدا جدا افسر مقرر کئے جنکی معزولی بغیر کسی خطا کے عمل میں نہیں آسکتی تھی، افسروں کی ترقی اور انکے تقرر کی شرطیں مقرر کیں جسمیں قدیم الخدمت اور قابلیت ہونے کا لحاظ ضروری تھا نیز انکی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ دار الصناعۃ کی تقسیم کر کے کوئی حصہ گودام بنایا، کسی حصہ میں آلات رکھے اور کسی میں کوئی کام ہونا متعین کیا۔ ہر حصہ کے ملازم اپنے کام

کے ذمہ وار تھے اور ایک کو دوسرے کے ساتھہ کوئی سروکار نہ تھا، تقسیم تنخواہ اور راشن بانٹنے کا یہ اہتمام کیا کہ کم از کم ششماہی تنخواہیں یکمشت سب کو ملجایا کریں اور سپاہیوں کو یہ حق دیا کہ وہ چاہیں تو اپنے روزینوں کا کچھہ حصہ اپنے کنبہ والوں کے واسطے خاص کردیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سنہ ۱۲۰۹ھ کے آنے سے پہلے دولت علیہ کا جنگی بیڑہ نہائت طاقتور باقاعدہ اور مستحکم وعظیم الشان جہازوں پر مشتمل بنگیا جسکی توپیں سب نئے طرز کی تھیں اور ہر طرح کی مفید اصلاح اُسمیں ہوچکی تہی۔

حکومت فرانس نے دولت عثمانیہ کو جنگی نوایجادات اپنی سپاہ میں داخل کرنیکا شائق دیکھا تو اُس کے سفیر مسیو اوبیر ڈی بائیٹ (Aubert du Bayet) نے استنبول آتے وقت بہت سے فرانسیسی کاریگر اور افسر وانجنیر وغیرہ فرانس سے ساتھہ لے لئے اور اُنکو لاکر سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ سفیر مذکور جدید وضع کی توپیں مع اُنکی گاڑیوں کے بھی ساتھہ لایا تھا اور کچھہ فرانسیسی فوج ترکی سپاہ کو یورپین طرز جنگ کی تعلیم دلانے کیلئے۔ چنانچہ گورنمنٹ عثمانیہ نے فرانسیسی اُستادوں کے ذریعہ سے آٹھ سو توپچیوں کی ایک فوج تیار کرلی اور ایک رسالہ سواروں کا بھی تیار کرلیا جو یورپین طرز کی جنگی قواعد سے ماہر تھا، اور یہی گروہ نئی ترکی سپاہ کی بیخ وبنیاد تھا جو سنہ ۱۲۱۱ھ میں بھرتی ہوئی اور انگریز مصطفےٰ پاشا اُسکا کمان افسر متعین کیا گیا جو دراصل انگلستان کا باشندہ تھا۔ روسی حکومت ان باتوں کو حسد اور غصہ کی نگاہ سے دیکھنکر یہ فکر کررہی تہی کہ کسی طرح یاسّی کے معاہدہ میں کچھہ خلل پڑے۔ سلطان اور وزیر اعظم تو ان اصلاحوں میں مصروف تھے اُدھر ایک سرکش افسر بازوند اوغلی عثمان آغا نامی نے بغاوت برپا کردی اور بہت سے مفسدوں کو اپنا شریک بناکر حاکم بودین پر حملہ کرکے یہ شہر فتح کرلیا آخر سنہ ۱۲۱۲ھ میں سلطان نے بہاتحتی کوچک حسین پاشا ایک فوج اُس کی سرکوبی کےلئے ارسال کی اور طرفین میں کئی معرکے ہونے کے بعد بالآخر قپودان حسین پاشا ظفریاب ہوا، مگر سلطان نے بازوند اوغلی کو معافی عطا کرکے اُسے بودین کا محافظ بنادیا۔

اس کے بعد پھر سلطان جدید اصلاحوں کو رواج دینے میں مصروف ہوگیا اور ہر محکمہ میں نئے اصول داخل کرنے شروع کر دئیے۔ لیکن صدر اعظم حافظ اسمٰعیل پاشا جو یوسف ضیا پاشا کے بعد وزیر مقرر ہوا تھا بظاہر ان تبدیلیوں کا حامی اور بباطن ان سے سخت مخالفت رکھتا تھا اس لئے مخالف اصلاح فرقہ کی قوت بڑھ گئی اور ایڈریانوپل کا وہ جھگڑا برپا ہوا جسکی تفصیل آگے چلکر بیان ہوگی۔ اس ہنگامہ کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت حکومت علیہ نے یہ اصلاحات صوبہ روتیلیا میں بھی جاری کرنی چاہیں تو عبدالرحمٰن پاشا حاکم قونیہ کو جو قاضی کے نام سے مشہور تھا وہاں بھیجکر بظاہر یہ حکم دیا کہ سرویا کے مفسدوں کی سرکوبی کرے اور درپردہ ہدایت کردی کہ ان اصلاحوں کو وہاں بھی نافذ کرنا روتیلیا کے امیروں اور معزز لوگوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ متفق ہوکر ایڈریانوپل میں جمع ہوگئے تاکہ اجرائے اصلاحات کی روک تھام میں قوت اور زور سے کام لیں، سلطان نے یہ حال سنا تو عبدالرحمان پاشا کی واپسی کا حکم نافذ کردیا۔ لیکن یہ سخت غلطی تھی کیونکہ گو اسوقت فتنہ دبگیا تاہم آئندہ کیلئے مفسدوں کے حوصلے بڑھ گئے، اس کے بعد مفسدوں کی جماعت بھی پراگندہ ہوکر اپنے اپنے مقام پر چلی گئی۔ اور یہ واقعہ ایڈریانوپل کا دوسرا واقعہ مشہور ہوا +

نپولین بونا پارٹ کا مصر پر حملہ آور ہونا

(سنہ ۱۲۱۳ھ)

فرانس کی جمہوری حکومت نے انگلستان کی ہندوستانی تجارت کا راستہ روکنے کیلئے مصر پر تسلط کرنا ضروری دیکھا تو اس نے اپنے نامور جنرل بونا پارٹ کو ہدایت کی کہ وہ خفیہ طور پر اس کارروائی کو انجام دے تاکہ انگلستان کو اسکی خبر نہ مل سکے، نپولین جو فرانسیسی پارلیمنٹ میں اس امر کا محرک ہوا تھا اپنے حسب منشا حکم پاکر سرانجام خدمت کے لئے فوراً آمادہ ہوگیا کیونکہ اس امر سے فرانس کو بہت بڑا فائدہ ہونے کی توقع تھی +

نپولین کو جنگی بیڑہ کی تیاری میں مصروف دیکھکر دول یورپ کے کان کھڑے
ہوئے کہ یہ بے محل تیاری کیسی؟ آخر کدہر کی تیاریاں ہیں جو اتنا عظیم الشان بیڑہ مرتب
کیا جارہا ہے غرضکہ پتا لگانے سے معلوم ہوگیا کہ جہازات پر عربی دان لوگوں کا متعین کیا
جانا سرزمین مصر کی طرف فوجکشی پر دلالت کرتا ہے اور فرانس کے پولیٹیکل سفیر مقیم آستانہ
کی حرکتیں اور بہی اس امر کی مؤید تہیں، دولت عثمانیہ نے "علاج واقعہ قبل از وقوع باید
کرد" پر عمل کر کے فرانس کی مخالف حکومتوں سے مدد لینے کی تدبیر کر لی اور جسوقت
۱۷۹۸ء میں فرانسیسی بیڑہ بندرگاہ طولون سے نکلا تو اُس نے سب سے پہلے جزیرہ
مالٹا پر تسلط کیا، عثمانی کپتان شرمت بک کریٹی جو چند ترکی جہازات کے ساتھ فرانسیسی
بیڑہ کے حرکات وسکنات کی نگرانی پر مامور کیا گیا تہا باب عالی میں نپولین کی اِس کارروائی
کی اطلاع ارسال کی اور لکہا کہ نپولین کا مدعا اتنے بڑے جنگی بیڑہ سے صرف فتح مالٹا کا کام
لینا ہی نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ اِس مقام کو راستہ میں اپنی ایک چوکی بنا کر مصر پر حملہ کرنیکا
عزم کر رہا ہے۔ دولت عثمانیہ اُندنوں نہایت پریشانی میں مبتلا تہی اندرونی شورشیں
ایک طرف اور یونان وسرویا کی خواہش خودمختاری دوسری طرف اُس کے حق میں
باعث تردد تہی ہی کہ حکام صوبجات بہی بگڑ چلے اور دول یورپ نے سمجھ لیا کہ بس اب یہ
دولت عثمانیہ خدانخواستہ فنا ہو جائیگی۔ انگلستان جو نپولین کے مصر پر حملہ آور ہونے کی زد
میں آیا جاتا تہا اُس نے دیکہا کہ فرانس اور سلطنت عثمانیہ کے قدیم روابط دوستی اگر منقطع
ہو سکتے ہیں تو اُسکی کوشش کا یہی وقت ہے اور اُس نے اپنی کارروائی شروع کر دی،
فرانسیسی سفیر مقیم آستانہ جسکا نام مسیو روفین Ruffin تہا باب عالی کو کسی ایسے ذریعہ
سے قائل نہ بنا سکا کہ وہ انگلستان کی استدعا مسترد کر دے۔ اِس لئے وزراے دولت
نے فرانس کو اعلان جنگ دیدیا اور مسیو روفین مع کو حسب معمول گرفتار ہو کر قلعہ یدی قلہ
میں قید کر دیا گیا، ترکوں نے وہ تمام تجارتی گدام اور دکانیں تباہ کر دیں جو ممالک شام،
اور اناطولیا میں فرانسیسی تاجروں نے بنا رکہی تہے اور سب فرنچ تاجروں کو گرفتار کر لیا،
اُدہر انگلستان نے فرنچ بیڑہ کی روانگی معلوم کرتے ہی اپنے نامور امیر البحر نلسن کی ماتحتی

میں چودہ جنگی جہازوں کا بیڑہ نپولین کی حرکات کی نگرانی پر مامور کر دیا، نلسن نے دیکھا - کہ فرانسیسی بیڑہ نے مالٹا پر قبضہ کر لیا ہے تو اُسے سخت تردد لاحق ہوا کیونکہ یہ مقام بحیرۂ ابیض متوسط میں بحری تجارت کا اہم مرکز اور بیحد مفید فوجی مقام ہے - دولت عثمانیہ نے اپنی قلمرو میں حکم بھیجدیا تھا کہ انگریزی بیڑہ کی رسد رسانی کا نہائت عمدہ انتظام کیا جائے اور جہاں سے جو چیز اُسے مطلوب ہو فوراً بہم پہنچائی جائے - بارہویں ماہ محرم ۱۲۱۳ھ کو ایڈمرل نلسن اپنا بیڑہ لئے ہوئے اسکندریہ میں پہنچ گیا اور وہاں فرانسیسی بیڑہ موجود نہ پاکر اسکندریہ کے حکام کو ہدایت کی کہ وہ ہوشیار رہیں فرنچ بیڑہ مصر کو فتح کرنے کیلئے آرہا ہے اور میں تمہاری امداد کے لئے موجود ہوں، اسکندریہ کے حکام یہ سمجھے کہ انگریز انکو دھوکا دیتے ہیں - اس لئے اُنہوں نے اسکی کوئی پرواہ نہیں کی، اسکے بعد ایڈمرل نلسن سواحل شام کی طرف فرنچ بیڑہ کی جستجو میں نکل گیا +

مذکورہ بالا مہینہ کی سترہویں تاریخ کو فرنچ بیڑہ بھی بندرگاہ اسکندریہ میں آگیا، کپتان ادریس جو عثمانی پورٹگیٹ کے دستہ کا افسر اور مصری سواحل کی نگرانی پر مامور تھا اس بیڑہ کے قریب گیا - تو نپولین نے اُس سے کہا " میں یہاں کسی کو ضرر پہنچانے نہیں آیا ہوں بلکہ میرا قصد مملکت ہندوستان کو فتح کرنیکا ہے اور اپنے دشمن انگریزوں کو وہاں سے نکالنے کا - میں مانتا ہوں کہ بذات خود میں تمام دنیا کا دشمن ہوں لیکن مجھے ترکوں کے ساتھ دلی محبت ہے - اور اسی واسطے میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ خبردار! میری روک تھام کا بیکار خیال کبھی نہ کرنا، عقل اس بات کو کب قبول کر سکتی ہے کہ تم چار سو جنگی جہازوں کے زبردست بیڑہ سے مقابلہ کر سکو گے" ترکی کپتان یہ بات سُنکر دم بخود واپس چلا آیا اور اُس نے نپولین کو کوئی جواب نہیں دیا اسکی واپسی کے بعد نپولین کو خبر ملی کہ اُس سے تین دن پہلے یہاں انگریزی بیڑہ آیا تھا تو اُس نے بہت جلد اپنی سپاہ خشکی پر اُتارنیکا انتظام کیا، بندرگاہ اسکندریہ میں تو اُس نے اس خوف سے قدم نہیں رکھا کہ شاید قلعوں سے گولہ باری ہونے لگے اور وہ مدافعت پر آمادہ ہو جائیں اور رات کے وقت پانچ ہزار فرانسیسی فوج خشکی میں اُتار کر صبح ہوتے ہی شہر پر حملہ کر دیا جہاں بہت ہی معمولی جنگ کے بعد اُس نے تسلط کر لیا +

فرانسیسی بیڑہ تیس ہزار سپاہ کو بار کئے ہوئے یونہیں کھڑا رہا جبتک نپولین نے
شہر پر قابو پالینے کے بعد یہ حکم دیا کہ تمام چھوٹے جہازوں کو بندرگاہ میں لے آئے اور بڑے
جہازات جنکا قیام گہرے پانی میں ہوتا ہے وہاں سے بیس میل ہٹکر بندرگاہ ابوقیر میں لنگرانداز
رہیں پھر تمام فرانسیسی سپاہ خشکی میں اُتار لیگئی اور شہر کو بخوبی مستحکم کر لیا گیا۔ فرانسیسی بیڑہ
نے بندرگاہ اسکندریہ میں داخلہ کیا تو وہاں ایک یونانی تجارتی جہاز بھی موجود تھا اور وہ جنگ
کی لپیٹ میں آجانے کے خیال سے اپنا قیام نامناسب سمجھکر چلدیا، واپسی میں جزیرہ روڈس
کے نزدیک اس جہاز کو ایک ترکی جنگی جہاز نے دیکھ لیا جو اُس عثمانی بیڑہ کا جہاز تھا جسے بغرض
نگرانی حرکات نپولین آستانہ علیہ سے بھیجا گیا تھا اور ترکی جہاز نے یونانی جہاز کے مسافروں
سے بندرگاہ اسکندریہ کی سرگذشت سنکر اپنے کمانیر کپتان کو اطلاع دی جس نے فوراً
آستانہ علیہ کو مفصل رپورٹ ارسال کی۔ اس زمانہ میں ترکی امیرالبحر اور وزیر بحر کوچک حسین
پاشا رومیلیا کے باغی سرغنہ پاسبان اوغلی کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور شہر بودین کے
سامنے پڑا تھا۔ آستانہ علیہ میں فتح اسکندریہ کی خبر پہنچی تو وہاں سخت اضطراب پھیل گیا۔
ماہ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ کی پہلی تاریخ کو ایڈمرل نلسن دوبارہ بندرگاہ اسکندریہ میں واپس آیا
اور یہ معلوم کر کے کہ فرنچ بیڑہ خلیج ابوقیر میں لنگرزن ہے اُس طرف چلا۔ فرنچ بیڑہ چودہ
غلیون جہازات اور چار پورٹکیٹ کروزر جہازوں سے مرکب تھا جو بماتحتی وائس ایڈمرل برئیس
« [illegible] » ہر طرح تیار کھڑا تھا۔ ایڈمرل مذکور نے اپنے جہازوں کی صف بندی
اس طرح کر رکھی تھی کہ ہر ایک جہاز ایک ایک فرلانگ کے فاصلہ سے ایک ہی صف دو میل
تک پھیلا رکھی تھی اور جزیرہ ابوقیر کی طرف سب کا رُخ تھا۔ نلسن اپنے بیڑہ کو اُس کے قریب
لے گیا اور اپنے ساتھ کے بارہ غلیون اور دو پورٹکیٹ جہازوں کو بھی جنگی صف بندی کے ساتھ
اس طرح پھیلا دیا کہ ہر ایک انگلش جہاز غنیم کے ایک جہاز کے مقابل میں رہے پھر وہ خود اپنا جہاز
بڑھا کر فرنچ امیرالبحر کے نشان بردار جہاز کی طرف بڑھا جسکا نام «اورینٹ» تھا اور وہ
ادیج انبارلی کی قسم کا جہاز تھا، مورخین نے اس جہاز کا نام «نصف دنیا» بھی رکھا ہے فرانس
والوں نے دیکھا کہ انگلش بیڑہ نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی صف بندی مکمل کر لی ہے تو وہ

گھبرا گئے اور نہایت اضطراب کے عالم میں مخالف پر گولہ باری شروع کردی دوسری طرف کو
بھی جواب میں توپوں کے منہ کھلے اور دو ہزار توپیں جانبین سے متواتر آگ اگلنے لگیں، گرج
کی صدا سے آسمان پھٹا پڑتا تھا اور زمین کا کلیجہ شق ہوا جاتا تھا دو گھنٹہ کی کامل گولہ باری کے
بعد ایڈمرل نلسن کے سر میں خفیف سا زخم آیا جس پر اُس نے پٹی باندھ لی اور بیہوشی دور ہوتے
ہی پھر اپنی جگہ پر آجا۔ انگلش بیڑہ غنیم پر چیرہ دست ہو چلا تھا اور کئی ایک فرنچ جہاز اُس نے
برباد کردئے تھے غروب آفتاب کے بعد آٹھ بجنے کے قریب فرانسیسی جہازوں میں آگ لگ
گئی اور رات کی تاریکی، شعلوں کی روشنی میں دن سے بیدل ہوگئی۔ فرنچ ایڈمرل بروئیس
جنگ شروع ہونے کے ایک ہی گھنٹہ بعد دو زخم کھا چکا تھا اور پھر جبکہ وہ کپتانہ کی سطح سے کوتر
کی سطح پر اتر رہا تھا ایک انگریزی گولہ نے اُس کے پورے دو ٹکڑے کردئے۔ اسی طرح دوسرا
فرانسیسی کمانیر افسر کازابیانکا casa banca نامی بھی کاری زخم کھا کر فوت
ہوگیا، انگریزی بیڑہ کی گولہ باری نے بہت سے فرنچ جہازوں کو سخت مضروب کردیا تھا
اُنکے مستول ٹوٹ گئے تھے بادبان پارہ پارہ ہوگئے تھے غرضکہ ہر طرح کے شدید نقصانات پہنچے
تھے۔ فرنچ جہاز اوریان میں آگ لگ چکی تھی اور جب وہ بارود کے میگزین تک پہنچی تو ایک
ہولناک صدا کے ساتھ اُس کے پُرزے بکھر گئے نلسن نے اپنے ماتحت سپاہیوں کو حکم دیا
کہ فرانسیسی ملاحوں کو جو ڈوب رہے ہیں بچانے کی کوشش کریں مگر باوجود کوشش کے
صرف چند آدمیوں کی جان بچائی جاسکی، اس لڑائی میں فرانس والوں کا بے حد و شمار نقصان
ہوا انگریزوں نے اُنکے نو غلیون جہاز گرفتار کرلئے، ایک غلیون، دو فرقاطہ، اور چار جہاز
قرویب و منع کے بھاگ کر نکل گئے اور باقی بیڑہ بالکل تباہ ہوگیا۔ فرنچ بیڑہ کی بربادی اور
انگلش بیڑہ کا اسکندریہ پر محاصرہ قائم کرنا نپولین اور اُسکی ہمراہی سپاہ کو مصر میں معلوم
ہوا (یعنی قاہرہ دارالسلطنت مصر میں)، تو اُسپر نہایت اضطراب طاری ہوا۔ فرانسیسی افسروں
نے کپتان ادریس ترکی دو فرقاطہ جہازوں کے افسر سے نہایت اصرار کیا کہ وہ اپنے جہازوں
پر فرانسیسی نشان اُڑائے مگر اُس نے نہیں مانا تو آخرکار اُسپر یہ زور ڈالا کہ بندرگاہ اسکندریہ
سے نکل جائے اور وہ مع تیس ترکی تجارتی جہازوں کے وہاں سے چلا گیا۔ انگلش جنگی جہازوں

نے مصری سواحل کا محاصرہ کر کے نپولین کے پاس کمک اور رسد کا آنا بند کر دیا، اور نپولین کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اُسکا انجام کیا ہونیوالا ہے، اگر کمک نہ ملیگی تو اس حملہ کا فائدہ رائگان ہو جائیگا، اور سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ وہ مصر سے باعزت اور سلامتی کے ساتھ کیونکر نکل سکتا ہے ❖

دولت علیہ کو فرانس والوں کی بربادی اور اُنکے بیڑہ کی تباہی کا علم ہوا تو اُس نے ایڈمرل نلسن کو مبارکباد کہلا بھیجی اور پھر انگلش سفیر مقیم آستانہ نے واقعات جنگ ابی قیر کی مفصل رپورٹ پیش کی تو سلطان نے اُسے حسب معمول ایک بیش قیمت سمور کا پوستین عطا کیا اور ایڈمرل نلسن کو جواہرات کا کنٹھا بھیجا، نیز دو ہزار ترکی پونڈ انگریزی بیڑہ کے سپاہیوں کو بطور انعام ارسال کئے۔ ایڈمرل نلسن کو عثمانی تحفہ ملا تو اُس نے کنٹھے کو گلے میں پہنکر اپنی تصویر کھنچوائی اور وہ تصویر بارگاہ سلطانی میں بطور یادگار پیش کی جو ابتک خزینہ عثمانی میں بحفاظت رکھی ہوئی ہے۔ انگلش باتصویر اخبار گریفک نے بھی یہ تصویر اپنے ۱۹۰۸ء کے کسی ایڈیشن میں شائع کی ہے ❖

ان لڑائیوں سے قبل جسوقت فرانس نے آسٹریا کی حکومت سے کامپو فورمیو[1] کا معاہدہ ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء میں منعقد کر کے بندقیہ (وینس) کی جمہوری حکومت کا خاتمہ کر ڈالا تھا تو اُس نے بحر ایڈریاٹک کے ساتھ یونانی جزیرے اور پانچ دوسرے ساحلی مقامات پر وینرہ، کورفو، برگہ، وونیچہ، اور پورٹرنیٹو، پر بھی تسلط کر لیا تھا اور آسٹریا کو بھی بندقیہ کے بعض ممالک ملگئے تھے، اس لئے جب فرانس والوں نے مصر پر تسلط کر لیا تو دولت عثمانیہ نے تپہ دلنتی علی پاشا حاکم یانیہ کو حکم دیا کہ وہ مذکورہ بالا مقامات فرانس والوں سے چھین لے اور اُس کو اس بد دیانتی کا مزہ چکھا دے جو اُس نے ترکی علاقہ مصر پر قبضہ کرنے سے ظاہر کی ہے روسی اور انگلش سفیروں نے بھی فرانس پر حملہ کرنے کے بارہ میں دولت عثمانیہ سے موافقت

[1] campo formio علاقہ اٹلی کا ایک شہر ہے جو صوبہ بندقیہ (وینس) میں واقع ہے یہیں فرانس نے حکومت آسٹریا کے ساتھ وہ مشہور معاہدہ کیا جسکی رو سے ملک بلجیم اور دریاے رین اور شہر مایانس فرانس کو مع جزائر یونان کے مل گیا اور باقی حصہ یعنی ملک ڈلماشیا وغیرہ بندقیہ کے علاقے آسٹریا کے حصہ میں آئے ۱۱

ظاہر کی اور اُسکا ساتھ دینے پر تیار ہوئے، حکومت عثمانیہ نے فوراً ایک ہلکا جنگی بیڑہ جو ترکی اور روسی جہازوں سے مرکب تھا مرابط زادہ حسین پاشا رہوڈسی کے ماتحت اسکندریہ کی طرف روانہ کیا تاکہ بندرگاہ اسکندریہ کے مختصر فرنچ بیڑہ کا مقابلہ کرے اور اس سے پہلے دو فرقاطہ جہاز اُس انگلش بیڑہ کی ہمراہی کے لئے بھی روانہ کئے تھے جو اسکندریہ کے نزدیک موجود تھا +

روسی بیڑہ ترکی بیڑہ کے ساتھ ملکر روانہ ہوا جسمیں ۵۰ جہازات تھے اور اسکے ترکی کمانیر قدری بک نے روسی ایڈمرل اوکاکوف کے ساتھ یہ امر طے کرلیا تھا کہ وہ جزائر یونان میں جنگی حرکات کس طرح شروع کرینگے - اس متحدہ بیڑہ نے بحر مجمع الجزائر یونان میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جزیرہ چوقہ پر قبضہ کیا جسکے بعد جزائر "زانطہ" اور "کفالونیہ" کے باشندوں نے خودہی اپنے یہاں کی فرانسیسی فوجوں کو گرفتار کرکے تپہ دلنلی علی پاشا حاکم یانیہ کے سپرد کردیا اور اس طرح دولت علیہ نے ان تینوں جزیروں پر بلاکسی مزید دردسر کے قبضہ پالیا، پھر دونوں متحدہ بیڑے جزیرہ کورفو کی طرف گئے - اسی اثنا میں تپہ دلنلی علی پاشا مقام دلونیہ کے نزدیک فرانس والوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا اور اس نے اپنے فرزند مختار بک کو بطور ہراول دستہ کے چھ ہزار سواروں کی کمان دیکر آگے بڑھایا جسکے پیچھے خود پیدل سپاہ کی کمان کرتا ہوا چلا اور دونوں نے اُس فرانسیسی سپاہ پر حملہ کیا جو مقام پریویزہ کے گرد جمع تھی اور اسکو شکست دیکر بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کو مع کئی افسروں کے گرفتار کرلیا،

سلطان نے اس کامیابی پر مطلع ہوکر علی پاشا کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور ازاں بعد ترکوں نے پے درپے پریویزہ، "قومانیچہ"، اور "پوترنیتو"، کے قلعہ جات فتح کرلئے - صرف پارگہ کا قلعہ چودہ سال تک مدافعت کرتا رہا اور آخر وہ بھی ترکوں نے لے ہی لیا، ترکی اور روسی متحدہ بیڑوں نے جزیرہ کورفو بھی فتح کرلیا تھا اور اس طرح یہ تمام مقامات دولت علیہ کے قبضہ میں حسب زمانہ سابق واپس آگئے تھے، یونان کے ساتوں جزیرے روسی اور ترکی دونوں حکومتوں کے زیر اثر رہے اور انکی بابت دونوں سلطنتوں میں ایک معاہدہ تحریر ہوگیا (سنہ ۱۸۰۱ع) مگر بعد میں جب ان جزیروں کے باشندوں سے صرف روسی حمایت میں رہنے کا مطالبہ کیا تو دولت عثمانیہ نے حسب ضرورت وقت اسباب کو ملحوظ کرکے اُنپر سے اپنا قبضہ ہٹالیا +

نپولین اعظم کا ملک شام پر بڑہنا

نپولین نے دیکھا کہ مصر میں اُس کے قبضہ کی حالت ٹھیک نہیں رہی تو اُس نے سوچا کہ ملک شام پر قبضہ کر لینا اِس بلا سے خلاصی دلائیگا اور پھر مصر کو بھی دوبارہ قابو میں کر لینا آسان ہوگا کیونکہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے سے متصل ہونے کے باعث ایسے واقع ہوئے ہیں کہ جو شخص ایک پر تسلط کرلے وہ دوسرے کو بھی لے سکتا ہے - آخر وہ ماہ رمضان ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۹ء) میں تیرہ ہزار سپاہ ہمرکاب لیکر قاہرہ سے نکل پڑا اور پہلے عریش پھر غزہ پر بلا کسی قسم کی لڑائی کے قابض و متصرف ہوگیا، زاں بعد اُس نے یافا پر محاصرہ ڈالا اور سات دن کے بعد اُسے بھی فتح کرلیا، یہاں اُس نے دو ہزار ارنؤدی ترک سپاہی گرفتار کئے جنہوں نے بڑی جوانمردی کے ساتھ فرانسیسی سپاہ کا مقابلہ کیا تہا اور نپولین نے اِن سب کو گولیوں کا نشانہ بنا ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ ایک ایک جماعت اُنکی شہر سے باہر لاکر قتل کیگئی - اِس خونی منظر کا تصوّر کرکے جو اس زمانہ کے جنگی قوانین سے بالکل الگ اور خلاف انسانیت ہے اُس زمانہ کی لڑائیوں کا طریقہ بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے اور معلوم ہوسکتا ہے کہ مہذب یورپ کے آغاز شباب کا کیا عالم تہا - پھر یافا سے نپولین نے شہر عکا پر پیش قدمی کی اور خشکی کی سمت سے اُسکا محاصرہ کرکے قلعہ شکن توپوں کی مدد سے اُس کے بہت سے برج منہدم کر ڈالے - اور مورچے توڑ دئے - قریب تہا کہ فرانسیسی اِس شہر پر تسلط کرلیں - کہ ایسی اثناء میں دو انگریزی فرقاطہ جہازات جو ساحل کی نگرانی اور گشت پر مامور تھے ایک فرانسیسی باربرداری جہاز کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے جس پر بہت کچھ سامان جنگ بار تہا اور وہ سب شہر عکا کی محصور سپاہ کو پہنچا دیا گیا - اسلئے ترکی سپاہ کا بازو پھر قوی ہوگیا اور وہ غنیم کا مقابلہ کرنے لگی - پھر اِس واقعہ سے چند روز بعد فرانس والوں کے پاس تازہ کمک آگئی تو وہ کوہ طابور کے نزدیک شامی سپاہ کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے اور عکا کی محصور سپاہ تک کمک اور سامان رسد پہنچانیکا راستہ بھی روک سکے، زاں بعد نپولین نے عکا پر پے در پے حملے کرنے شروع کردئے اور

آخر وہ شہر میں داخل بھی ہوگیا لیکن ترکی سپاہ نے اس پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ فرانس والوں کو اپنی تمام توپیں اور سامان جنگ چھوڑ کر پسپا ہوتے ہی بن آئی۔ اسی عرصہ میں عثمانی بیڑہ ستر جہازوں کا بماتحتی مرابط زادہ حسین پاشا بارہ ہزار ترکی نظام سپاہ لیکر آگیا اور عکا والوں کو کمک پہنچادی پھر تو تازہ دم شجاعان ترک نے نپولین کی سپاہ کو اسقدر دبایا کہ وہ ہٹتے ہٹتے اپنے مورچوں میں گھس گئی۔ اس محاصرہ میں اہل فرانس نے آٹھ مرتبہ شہر پر حملہ کیا تھا اور ترکوں نے اُنپر تیرہ حملے کئے جنمیں دونوں طرف کی سپاہ نے نہایت دلیری اور جرأت کا ثبوت دیا تھا آخر کار نپولین شکست کھاکر مع اپنی فوجوں کے عریش کی طرف پسپا ہوگیا۔ اُس نے شہر عکا کے محاصرہ میں اپنی دس ہزار سپاہ ضائع کی تھی، اور ترکی سپاہ نے حدود مصر تک نپولین کا تعاقب کیا۔ اسکے بعد سلطنت عثمانیہ نے ایک تازہ فوج دس ہزار سپاہیوں کی بماتحتی کوسہ مصطفےٰ پاشا مصر کی طرف خشکی کے راستہ سے ارسال کی اور اسی کے ساتھ ترکی بیڑہ خلیج ابوقیر کی طرف ارسال کیا گیا جہان ترکی سپاہ نے خشکی میں نکل کر قلعہ پر تسلط کرلیا۔ نپولین اعظم یہ خبر سُنکر خود بذات خاص ترکوں کے مقابلہ پہ آیا، اور اپنی سواروں کی فوج سے اُنپر حملہ آور ہوا، یہ ناگہانی حملہ ترکوں کے لئے سخت مضر تھا کیونکہ گو اُنکی پاس سپاہیوں کی کمی اور توپوں کی قلت نہ تھی اور اُنکے توپچی بھی بہت اچھے اور ماہر فن تھے لیکن سواروں کی فوج نہ ہونے سے غنیم کا برابر سے مقابلہ کرسکنا دشوار تھا۔ مصطفےٰ پاشا یہ حالت دیکھکر سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہئے آخر اُس نے یہ تجویز نکالی کہ اپنے کیمپ کے گرد خندق کھدواکر فرانسیسی سواروں کے اچانک حملہ کا انسداد کر دیا، نپولین نے حملوں کا تار باندھ دیا تھا مگر سرعسکر مصطفےٰ پاشا بھی بڑی مستعدی اور استقلال کے ساتھ اُس کی مدافعت پر اڑا رہا اور ترکی بیڑہ کی گولہ باری بھی اُس کی مدد کرتی رہی چنانچہ نپولین پسپا ہونے پر مجبور ہوا اور ترکی سپاہ اُس کے تعاقب میں خندق عبور کرکے بڑھی لیکن کمان افسر کے زخمی ہوجانے سے اُنکی جنگی ترتیب میں فرق آگیا تھا اس لئے بسبب نپولین اُنکی حالت سے مطلع ہوکر دوبارہ پلٹ پڑا تو ترکوں نے ہزیمت اٹھائی اور فرانسیسی سواروں نے ترکی کیمپ پر قبضہ کرکے زخمی

سرعسکر کو گرفتار کر لیا جو اپنی گرفتاری کے ایکسال بعد قید ہی میں فوت ہو گیا +

اِس واقعہ کے بعد مدت تک نپولین مصر میں مقیم رہا اور پھر یکایک خفیہ طور سے بغیر اسکے کہ کسی کو اُس کے جانیکا علم ہو وہاں سے چلا گیا، نپولین کے جانیکا سبب فرانس کی تاریخ میں تفصیل مذکور ہے یہاں اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے بعد اپنے ایک ماتحت افسر جنرل کلیبر کو اپنا قائم مقام کر کے اُسے یہ اختیار دیگیا تہا کہ جیسی مصلحت دیکھے ویسا کرے یعنی مصر میں رہنا ممکن ہو تو رہے ورنہ فرانس کو واپس چلا آئے جسوقت نپولین نے مصر کو چھوڑا ہے اُسوقت ترکی سپاہ ملک شام کیطرف سے مصری حدود پر بڑھ رہی تہی اور اُسکا سپہ سالار سردار یوسف ضیا پاشا تہا چنانچہ اُس نے مقام عریش پر تسلط کر لینے کے بعد فرانسیسی سپہ سالار جنرل کلیبر کو خلوے مصر کا پیام بھیجا جسے بظاہر جنرل مذکور نے قبول کر کے (۲۸) شعبان ۱۲۱۴ھ کو یوسف پاشا سے معاہدہ کر لیا اور ملک مصر سے نکل جانے کی شرطیں بہی طے کر لیں۔ مگر درحقیقت یہ اُس کا فریب تہا کیونکہ اُس نے معاہدہ کی شرطیں پوری نہیں کیں اور از سر نو اُسکی اور ترکی فوجوں میں لڑائی شروع ہو گئی جسمیں کبہی فرانسیسیوں کو شکست ہوتی تہی اور گاہے ترک پسپا ہو جاتے تہے +

۱۲۱۵ھ میں روسی بیڑہ بحر ابیض متوسط سے واپس آکر خلیج آستانہ میں ہوتا ہوا بحیرہ اسود میں چلا گیا۔ دولت عثمانیہ کو خوف تہا کہ فرانسیسیوں کی فتح کہیں ملک مصر میں اُنکے قدم نہ جما دے اِس لئے اُس نے انگلستان کی شرکت سے ایک جنگی بیڑہ مع بری افواج کے تیار کیا تاکہ مصر کا مسئلہ قطعی طور پر فیصل کر لیا جائے، کپتان حسین پاشا مع فوجی قوت کے انگلش امیر البحر کے ساتہہ متفق ہو کر مصر کی طرف روانہ ہوا۔ انگلش ایڈمرل نے پندرہ ہزار انگریزی فوج بماتحتی جنرل ابزکرومبی Ralph Abercromby نے مقام ابوقیر میں خشکی پر اُتار دی، جو رحمانیہ کی طرف بڑہی اور سردار یوسف پاشا عثمانی سپہ سالار مشرق کی سمت سے قاہرہ پر پیشقدمی کرتا ہوا چلا فرانسیسی جنرل منو انگریزی فوج سے لڑنے کو نکلا تہا مگر وہ ہزیمت اُٹھا کر

اسکندریہ میں قلعہ بند ہونے کے ارادہ سے چلا گیا اور انگریزوں نے ابی قیر کا بند کاٹ دیا جو سمندر کو مصری سرزمین کے برباد کرنے سے روک رہا تھا۔ بند کا کٹنا تھا کہ تمام شہر کے گرد پانی پھیل گیا اور جنرل منو شہر اسکندریہ میں محصور ہو کر رہ گیا۔ یہ جنرل منو جنرل کلیبر کی وفات کے بعد مصر میں نپولین کا وکیل مقرر ہوا تھا اور کلیبر کو سلیمان حلبی نامی ایک مسلمان شخص نے قتل کر دیا تھا +

اسکے بعد عثمانی اور انگریزی متحدہ فوجیں قاہرہ کی طرف بڑھیں اور محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر میں گھس گئیں؛ فرانسیسی جنرل بلیار اور اسکی ماتحت فوج نے مدافعت میں کمی نہیں کی لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اسکی کمک وغیرہ کچھ نہیں آتی تو آخر وہ شہر حوالہ کر دینے کی شرطیں پیش کر کے وہاں سے نکل گیا اور اس طرح قاہرہ کی فرانسیسی فوج مقام رشید سے جہازوں پر سوار کر کے وطن کی طرف روانہ کر دیگئی، جنرل منو کچھ دنوں تک مقابلہ کرتا رہا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ اُسے بھی صلح کرتے ہی بنی اور اُس نے (۲۲) ربیع الثانی ۱۲۱۶ھ کو انگریزی امیر البحر کیٹ Keith اور ترکی وزیر اعظم یوسف پاشا سے صلح کرنے کے بعد انگلش جہازوں پر فرانس کا رُخ کیا۔ فرانسیسی فوج مصر سے نکلی ہے تو روتی اور اپنی بدبختی پر آنسو بہاتی جاتی تھی۔ انکے جانے کے بعد انگریزی سپاہ ایک سال تک بندرگاہ اسکندریہ میں مقیم رہی گویا کہ فرانسیسیوں کے اسقدر جلد مصر سے نکالدینے کے بعد ترکی حکومت کی کمزوری اور مصری سرزمین کی آبادی اور تموّل دیکھکر اُنکے منہ میں پانی بھر آیا تھا اور وہ بجائے فرانس کے مصر کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے۔ مگر فرانس والے جو انگلستان کے ہاتھ سے تازہ زخم کھا چکے تھے اس حالت کو کب دیکھ سکتے تھے انہوں نے فوراً سیاسی گفتگو کا سلسلہ ٹرکی اور انگلستان دونوں سے آغاز کر دیا اور آخر انگریزی سپاہ کو مصر سے نکلوا کر دم لیا۔ اگرچہ (۲۳) صفر ۱۲۱۷ھ کو انگلش فوج نے مصر کی سرزمین سے قدم نکال لیا۔ تاہم اُنکے دل میں مصر کے قبضہ کا خیال باقی رہا اور پھر وہ موقع سے یہاں آنے کے منتظر رہے۔ نپولین اعظم نے ان واقعات کے بعد از ان باب عالی سے صلح کر لی اور پھر بدستور سابق دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش

کی تاکہ یہ دوستی بوقت ضرورت کام آئے اور یہ امر انگلستان فرانس میں باہم عداوت پڑجانے کا سبب ہوا کیونکہ انگریزوں کی حکمت عملی ٹرکی اور فرانس میں مناقشہ قایم رہنے کی خواہاں تہی اور اسکی وجہ نپولین بوناپارٹ کے وہ پولیٹکل منصوبے تھے جو اُس نے انگلستان کی ضرر رسانی کے متعلق باندھے تھے *

وہابیوں کی شورش

جن دنوں دولت علیہ مسئلہ مصر کی اُلجھن میں مبتلا تہی اُنہیں دنوں ملک عرب کے علاقہ نجد میں حنبلی مذہب کے عالموں میں سے ایک شخص جو شیخ نجدی کے لقب سے مشہور اور محمد عبدالوہاب نام رکھتا تہا بڑی زبردست شورش کا بانی ہوا۔ یہ شخص مشرقی علاقہ کے قبیلہ بنی تمیم کا ایک فرد تہا، اسکی ولادت ۱۱۲۱ھ میں ہوئی تہی ابتدائی عمر میں مدینہ منورہ میں طالب علمی کرتا رہا تہا اسکا باپ نہایت نیک چلن آدمی اور زبردست عالم تہا اور اسی طرح اُسکا بڑا بھائی شیخ سلیمان بہی علم و کمال کی صفات سے متصف تہا، عبدالوہاب کا باپ اور اُسکا بہائی دونوں اُس کی حالت اور اُسکے رنگ ڈھنگ دیکھہ دیکھہ کر خیال کرتے تہے کہ یہ ہونہار نوجوان کسی زمانہ میں بڑی عزت و شہرت حاصل کریگا۔ کیونکہ ابتدا ہی سے عبدالوہاب کے اقوال و افعال اور اُسکا بہت سے دینی مسائل میں معاصرین اور سلف کے خلاف راے رکھنا یہ باتیں معمولی دل و دماغ کے آدمی کا کام نہیں تھیں۔ اُسکی خودرائی کیوجہ سے اکثر باپ و بہائی اُسے ملامت بہی کیاکرتے اور لوگوں کو اُس کی باتوں پر کان رکہنے سے مانع آتے مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ باپ و بہائی نے عبدالوہاب کی نسبت جو رائے قائم کی تہی وہ بالکل صحیح نکلی کیونکہ عبدالوہاب نے اپنا نیا مشرب چپکے چپکے بہت سے لوگوں میں پہیلا کر آخر سر اُٹھایا اور ائمہ دین کے اقوال کی سخت مخالفت کرنے لگا اُس کے شاگردوں میں یہی نئی مت کی روح اس قدر پہونک گئی تہی کہ وہ اُس کی ہر بات کو بلا تامل عمل میں لانے کیلئے تیار تہے۔ عبدالوہاب نے قبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بُرا بتاتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی زیارت

اور اُن سے وسیلہ چاہنے کا بہی منکر تہا، اُس نے بہت سی حدیثوں اور آیتوں کے نئے معنے اپنی جانب سے تراش لئے تھے جو اقوال سلف کے بالکل خلاف تہے، پھر اُس نے علماء حرمین کے عقائد بہی متزلزل کرنیکا ارادہ کیا اور اپنے شاگردوں کو اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ اُن سے بحث کر کے خواہ مخواہ اُنکے دل میں شکوک پیدا کریں اور اُنہیں اپنے راستہ پر لانے کی کوشش کریں، حرمین کے علماء نے اُن لوگوں کے قول رد کر دئے اور اُنپر کفر کا فتوے صادر کیا، پھر کیا تہا عبدالوہاب کی قوت بسرعت بڑہ چلی اور اُس کے چیلوں نے ہنگامہ آرائی شروع کر دی، عبدالوہاب نے امیر مکہ شریف غالب بن مساعد ابن سعد بن زید پر (سنہ ۱۲۰۵ھ میں) فوجکشی بہی کر دی اور طرفین سے کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا، وہابیوں کا فتنہ ملک یمن میں بہی پہیلگیا اور اب اُنکی طاقت روزانہ بڑہتے بڑہتے اس درجہ پر پہنچگئی کہ سنہ ۱۲۱۷ھ میں اُنہوں نے طائف پر چڑہائی کر دی اور اُسپر قابض ہو کر قتل عام مچا دیا، پھر حج کے بعد شہر مکہ پر بہی تسلط کر لیا۔ شریف مکہ پسپا ہو کر جدہ چلا گیا، پھر وہابیوں نے جدہ پر بہی فوج کشی کی لیکن وہاں توپوں کی گولہ باری نے اُنہیں کامیاب ہونے نہ دیا، ترکی فوجیں مدت تک اس باغی گروہ سے لڑتی رہیں، حج کا راستہ بند ہوگیا اور سنہ ۱۲۲۱ھ سے ملک عرب میں ہر طرف اسی شورش کا جلوہ نظر آنے لگا، وہابیوں کا زور کسی طرح گھٹتا ہی نہ تہا، یہانتک کہ آخر کار سلطان محمود خان دوم کے عہد میں محمد علی پاشا اعظم گورنر مصر نے اس گروہ کا بالکل قلع قمع کر پایا اور دنیا کو اس شریر جماعت کے فساد سے نجات ملگئی اسکے مفصل حالات تاریخ مصر میں بیان ہونگے +

اس زمانہ میں بحری قوت کی حالت

مشہور بحری افسر کپتان حسین پاشا الجزائری کے فوت ہونے کیوقت سنہ ۱۲۱۸ھ میں دولت علیہ کی بحری قوت حسب ذیل تہی :-

اوّل چ انبار لی وضع کے تین جہاز جنپر فی جہاز ایکسو توپیں چڑہی ہوئی تھیں، بیس غلیون جنگی جہاز جنپر فی جہاز ستر سے لیکر نوّے توپوں تک چڑہائی گئی تھیں۔ بیس فرقاطہ

ہرایک پر پچاس یا ساٹھ توپیں - اور پندرہ جہاز فرویت وضع کے تھے +

حسین پاشا مرحوم کے بعد قبودان عام کا منصب محمد قدری پاشا کو ملا یہ افسر بحری فوجوں اور مدارس سے تعلیم پاکر نکلا تھا مگر اسکا طرز عمل بہت خراب ثابت ہوا - خصوصاً جبکہ ۱۲۱۹ھ میں اسکو شہر عکا جاکر وہاں کا فساد مٹانے کے لئے حکم ملا تو اسکی نالائقی کا راز بالکل طشت از بام ہوگیا اور سلطان نے اُسکو فوراً معزول کرکے حافظ اسمٰعیل پاشا کو وزیر بحر مقرر فرمایا +

جنگ روس اور استنبول پر انگریزی بیڑہ کی چڑھائی

۱۲۲۱ھ نپولین بونا پارٹ نے جنرل سبستیان کو جدید فرانسیسی سفیر مقرر کرکے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کرتے ہوئے اس امر کی ہدایت کردی کہ جہانتک ممکن ہو دولت عثمانیہ اور حکومت فرانس کے دوستانہ تعلقات بدستور سابق قائم کرنے کی کوشش کرے چنانچہ اس سفیر کی خوش تدبیری اور کچھ خود دولت عثمانیہ کی دلی خواہش نے مل ملاکر فرانس و ٹرکی کے قدیم دوستانہ رابطے از سرِ نو مستحکم کردئے، اسی اثنار میں سلطنت عثمانیہ نے افلاق اور بغدان (والیشیا - اور - مالڈیویا) کے گورنروں کو اس خیال سے معزول کردیا کہ وہ دونوں روسی سازشوں کے حامی تھے اور بجائے اُنکے اچھے معتمد اور مخلص لوگوں کا تقرر کیا، روسی حکومت کو ٹرکی کی اس کارروائی سے سخت غصہ آگیا اور اُس نے خیال کیا کہ یہ سب امور ٹرکی اور فرانس کی دوستی کے نتائج ہیں چنانچہ روسی حکومت نے بغیر اسکے کہ اشتہار جنگ دے فوراً والیشیا اور مالڈیویا کے دونوں ٹرکی صوبوں پر قبضہ کرلیا اور کہا کہ یہاں کے سابق حکام کا معزول ہونا اسکی حکمت عملی کیلئے مضر ہے لہذا وہ ٹرکی کے اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوسکتا - سلطنت عثمانیہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو روس کی گستاخانہ حرکت سے آزردہ ہوکر اُس نے بھی فوراً باقاعدہ اعلان جنگ کردیا - انگریزوں کا خیال تھا کہ اُنکا زبردست اور جانی دشمن نپولین اعظم اگر کسی یورپین سلطنت سے دب سکتا

ہے تو وہ صرف روسی حکومت ہے اور روس کو ٹرکی کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہونے سے سخت کمزوری لاحق ہونیکا اندیشہ ہے بلکہ یقین - اِس لئے انگریزی حکومت نے اِس لڑائی کو ٹالنے کیلئے بہت کچھ زور لگایا - اگرچہ ٹرکی کا اعلان جنگ دینا محض اِس نیت سے تہا کہ روسی فوجیں اُس کی سرحد پر سے ہٹ جائیں ورنہ اُسکو موجودہ زمانہ میں کسی یورپین طاقت سے بگاڑ کرنیکا ہرگز خیال نہ تہا یہانتک کہ جب انگلش حکومت نے محمد علی پاشا کبیر والی مصر کے معزول کردئیے جانے کی استدعا کی تو سلطان اِس امر پر رضی ہوگیا تہا لیکن مصر کے عمائد اور علما و مشائخ کا محضر محمد علی پاشا کو بحال رکہنے کی خواہش میں آگیا تو سلطان انگریزوں کی بات پوری نہ کرسکا +

خلاصہ یہ ہے کہ کچہہ تو ٹرکی حکومت کے فرانس کی دوستی پر مائل ہونے اور کسی قدر مصر کے حاکم کی معزولی نہ ہونے سے انگریزوں کو ترکوں کے ساتھہ عداوت پڑگئی اور وہ روسی حکومت کے شریک ہوکر ٹرکی حکومت پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے +

انگلش سفیر سر آربتھ ناٹ Arbuthnot باب عالی کو فرانس کی دوستی سے باز نہ رکھ سکا تو اپنی تندخوئی کے باعث انگلش حکومت سے ٹرکی پر اعلان جنگ کا محرک ہوا اور گورنمنٹ برطانیہ نے ایڈمرل ڈیوک ورتھ Duckworth کی ماتحتی میں ایک جنگی جہازوں کا بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کی سمت ارسال کردیا اور انگریزی سفیر رات کیوقت خفیہ طریقہ پر آستانہ علیہ سے بھاگ گیا - صبحکو اُس کے مفرور ہوجانیکا حال کھلا تو ارکان دولت عثمانیہ کو سخت تشویش پیدا ہوئی کیونکہ اب اُنکو روس کے ساتھہ انگریزوں کی شرکت کا بھی یقین ہوگیا - تردد بڑہنے کی وجہ یہ تہی کہ آبنائے ڈارڈنلز کے قلعے اور مورچے پوری طرح مستحکم نہیں تھے اگو فرانسیسی سفیر اور اُس کے ہمراہی افسر مدتوں سے دولت علیہ کو اِن قلعوں کی درستی پر متوجہ کررہے تھے لیکن انگریزی سفیر نے ٹال بال بتاکر اور آخر میں بلا جنگ وجدل صلح ہوجانیکا خیال دلاکر استحکام قلعہ جات کی تیاری روکدی تہی - اور اب بہی وہ آستانہ سے بھاگ جانے کے بعد جزیرہ بوزچہ اطہ میں جاکر ٹھیر گیا اور وہاں سے پھر سلسلہ گفتگو جاری کردیا تاکہ دولت عثمانیہ بدستور غافل ہی رہے اور انگریزی بیڑہ کو آبنائے کے قلعوں کی کمزوری

سے فائدہ اُٹھانے کا پورا موقع مل سکے چنانچہ اُس کی یہ تدبیر بہی خوب اچھی طرح کارگر ہوئی اور گو سلطان نے فرینچ سفیر کو اجازت دی تہی کہ وہ اپنے ماتحت ہوشیار انجنیروں سے قلعوں کی درستی اور استحکام کا انتظام کرے لیکن صدر اعظم اور دیگر ارکان سلطنت نے غیروں سے کام لینا غیر ضروری تصوّر کر کے اِس تجویز کو کھٹائی میں ڈالدیا +

انگریزی سفیر کی دوبارہ گفتگوے صلح کی سلسلہ جنبانی وزراے سلطنت کو اور بہی سُستی کرنے میں اعانت دیتی تہی اور انگلش جنگی جہازوں کا بیڑہ آبنائے کے قریب ہی اس تاک میں لگا کھڑا تہا کہ ہوا موافق ملے تو آبنائے کے اندر گھس پڑے۔ دولت عثمانیہ نے بہی اپنا بیڑہ چھ جنگی جہازوں کا بما تحتی قبودان حاجی صالح پاشا امیر البحر دہانہ آبنائے پر ارسال کر دیا تہا تاکہ وہ غنیم کے جہازوں کو آبنائے میں آنے سے روک سکے۔ اتفاق سے سنہ ۱۲۲۱ھ کی عید اضحیٰ کے دن ٹہیک صبح کیوقت جبکہ مسلمان لوگ مصروف نماز تھے انگلش بیڑہ باد مراد چلتے دیکھکر آبنائے میں داخل ہونے کو بڑھا، اس بیڑہ میں پانچ قباق، دو فرقاطہ، دو حراقہ اور دو قرویب جہازات تہے جنپر چھ سو آٹھ توپیں چڑہی تھیں۔ آبنائے ڈارڈ نلز کے دونوں اگلے قلعے سد البحر۔ اور قوم قبود۔ اُسوقت محافظ سپاہیوں سے بالکل خالی تہے کیونکہ تمام سپاہی نماز پڑہنے کو چلے گئے تہے اس لئے انگلش بیڑہ بے روک ٹوک آگے بڑھگیا اور جب وہ قلعہ جات "کلیہ وریا" اور "چناق قلعہ" کے سامنے پہنچا، تو وہاں مذکورہ بالا ترکی بیڑہ اُسکا مزاحم ہوا اور اُس نے گولہ باری آغاز کر دی، مگر انگلش بیڑہ نے اپنی چال نہیں روکی وہ لڑتا بھڑتا بچتا اور مار کھاتا بہت سرعت کے ساتھ آبنائے میں گذر کر ایسے موقع پر آپہنچا کہ ترکی بیڑہ سے جنگ کر سکتا تہا۔ اب یہ مشکل آپڑی کہ ترکی جہازوں پر معدودے چند توپچیوں اور فرینچ افسروں کے سوا بحری سپاہ کا نام تک نہ تہا وہ سب نماز پڑہنے چلی گئی تھی غرضکہ باقی ماندہ فوج کچھ بہی نہ بنا سکی اور انگریزی بیڑہ نے ترکی بیڑہ کو بالکل غارت کر دیا صرف ایک چھوٹی کشتی بچکر آستانہ علیہ پہنچی اور اِس ہزیمت کی نامبارک خبر پہنچا سکی، سلطان نے جب یہ سُنا کہ چھ ترکی جنگی جہازوں میں چار غرق اور دو غنیم کے ہاتھوں میں اسیر ہو گئے ہیں یہ سب میر بحر کی غفلت اور نامردی کا نتیجہ ہے تو دیوان نے امیر البحر کو معزول کر کے

اُس کی تمام جائداد ضبط کرلی اور دوسرے افسر کو بھی جو قلعہ کا محافظ تھا قتل کی سزا دی۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا کیونکہ انگریزی بیڑہ شہر کے سامنے کھڑا ہؤا گولہ باری کی دھمکی دے رہا تھا۔ اور انگلش ایڈمرل ڈیوک ورتھ نے حسب ذیل اعلان جنگ (۲۴) گھنٹوں کی مہلت کا بابعالی میں بھیجکر جواب کا مطالبہ شروع کردیا تھا:۔

جنرل سبسٹان فرانسیسی سفیر کو ابھی آستانہ علیہ سے نکالدیا جائے۔ باب عالی روس و انگلستان سے معاہدہ اتحاد کرلے۔ اپنے تمام جنگی جہازات انگلش حکومت کو تفویض کردی جو اختتام جنگ تک اُس کے پاس رہینگے اور آبنائے ڈارڈنلز کے استحکامات پر بھی انگریزی قبضہ رہیگا۔ روس کو افلاق اور بغدان کے دونوں صوبے واپس کردئے جائیں۔ اور فرانس سے اعلان جنگ کردیا جائے۔ ترکی وزیروں نے فوراً مجلس مشورت منعقد کرکے انگلش سفیر کو نامنظوری شرائط کا جواب بھیجدیا اور مدافعت کی تیاری شروع کردی۔ فرنچ سفیر جنرل سبسٹان کو شہر کے استحکام و حفاظت کا مہتمم مقرر کیا گیا، شہر کے باشندے وزرائے دولت اور خود سلطان سب کو ایکساں جوش سے غنیم کی بیجا گستاخی پر غیرت آگئی تھی اور وہ تیار تھے کہ آخری دم تک شہر کی حفاظت کرینگے مگر غنیم کے سخت مطالبات کبھی نہ مانینگے رات دن شہر کی فصیلوں پر سامان مدافعت چڑھانے کا کام بسرعت تمام جاری تھا۔ وزرائے مملکت تو ہر ایک مورچہ پر نگرانی کرتے پھرتے ہی رہتے تھے لیکن خود سلطان سلیم خاں سوم بھی بنفس نفیس ہر روز ایک مرتبہ جملہ موقعوں کا معائنہ کرآتا، پانچ دن کے قلیل عرصہ میں شہر کو ہر طرح مستحکم اور مدافعت کے قابل بنالیا گیا اور تمام برجوں پر بارہ سو توپیں چڑھادیگئیں۔ اِدھر تو یہ تیاریاں ہورہی تھیں دوسری جانب دائرہ خاصہ کے داروغہ دربانان سید علی بک الجزائری نے سلطان سے عرض کی کہ اگر اُسے ترکی بیڑہ کی کمان پر مامور کیا جائے تو وہ اپنی بحری وسیع معلومات سے کام لیکر غنیم کے بیڑہ کو نیچا دکھاسکیگا، سلطان اُسکی دلیرانہ گفتگو سنکر بہت خوش ہؤا اور اُسے خلیج آستانہ میں ایستادہ بیڑہ کا امیرالبحر و کمان افسر متعین کردیا جو بیس مختلف قد و قامت اور شکل و وضع کے جنگی جہازوں سے مرکب تھا، چونکہ انگریزوں کی گستاخانہ حرکت سے تمام ترکی رعایا اور اہل شہر بیحد برافروختہ تھے لہذا ایک ہی دن میں سات

ہزار پانچسو شخصوں نے بحری فوج میں شریک ہونے کی درخواست کی اور اُن کے نام درج رجسٹر کرکے اُنہیں جہازوں پر مامور کردیا گیا۔ دولت علیہ نے اسی اثنا میں فرنچ انجنیروں کی امداد سے آبنائے ڈارڈنلز کے قلعوں کی بھی درستی اور مضبوطی مکمل کرلی تھی ترکی رعایا کا جوش اسقدر بڑھ گیا تھا کہ ہر سمت سے جوق درجوق آدمی شہر میں آتے جاتے تھے اور بہت عظیم الشان جمعیت فراہم ہوگئی تھی کچھہ لوگ جزیروں میں جو شہر سے قریب تھے اس غرض سے چلے گئے کہ وہاں انگریزی کشتیوں کو جو میٹھا پانی لینے آتی ہیں روکنے اور گرفتار کرنے کی تدبیر کریں اور ان لوگوں کو کامیابی بھی ہوئی چنانچہ اُنہوں نے انگریز ایڈمرل کے بیٹے کو گرفتار کرلیا۔ اور جب اُن لوگوں کو سلطان نے انعام سے سرفراز کیا تو اور بھی بہت سے ماہی گیروں نے موقع پاکر انگریزی رسد رسانی کی کشتیوں کو ضرر پہنچایا لیکن وہ اس ارادہ میں کامیاب نہوسکے کہ انگریزی بیڑہ والوں کو جزیرہ قنالی سے پانی نہ لینے دیں۔ نئے ترکی امیر البحر نے ارادہ کیا کہ وہ غنیم کے بیڑہ پر حملہ آور ہو تو ماتحت تجربہ کار افسروں نے اُسے منع کیا اور کہا کہ ہماری فوج بالکل نئی اور ناتجربہ کار انگریزی بحری سپاہ کا کسی طرح مقابلہ نہیں کرسکتی جسکو فنونِ جنگ میں اعلیٰ درجہ کی مشق و مہارت ہے اسلئے ہمیں خود حملہ کرنا کچھہ بھی مفید نہوگا۔ ہاں مدافعت کیلئے تیار رہنا چاہئے اور یہی صورت احسن ہے۔ انگریزی بیڑہ نے اتنی جلد تیاریاں ہوتے دیکھکر خیال کیا کہ وہ زیادہ توقف کریگا تو اپنے تئیں سخت خطرہ میں مبتلا کردیگا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ حکومت عثمانیہ اُس کے مطالبات ماننے پر رضامند ہو اسلئے وہ بہت جلد جان بچاکر بھاگ جانے کو غنیمت سمجھا چنانچہ وہ ماہ ذی الحجہ ۱۲۲۱ھ کی بائیسویں تاریخ اتوار کے دن آستانہ کے قریب سے روانہ ہوا اور بندرگاہ گلیپولی کے نزدیک دو دن ٹھیرکر وہ دونوں ترکی جہازات جو اگلی جنگ میں گرفتار کئے تھے چھوڑتا ہوا آبنائے سے باہر نکل گیا۔ راستہ میں سواحل آبنائے کے جدید مورچوں نے گولہ باری کرکے غنیم کے بیڑہ کو بہت نقصان پہنچایا اُس کے دو قروویت وضع کے جنگی جہاز غرق کردئے اور چھ سو کے قریب سپاہیوں کو ہلاک کیا آخر جب انگلش بیڑہ ان آفتوں کو جھیلکر جزیرہ بوغچہ آطہ کے نزدیک پہنچا تو وہاں اپنے نقصانات کی تلافی کرنیکا ارادہ کیا اور اس جزیرہ

پر تسلط کرکے جہازوں کی مرمت اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا اہتمام کرنے لگا۔ اب روسی بہی بماتحتی ایڈمرل سینیاوین Seniawin یہاں آگیا تہا اور اُس نے انگلش بیڑہ کو اپنے ساتھ لیکر دوبارہ آبنائے میں داخل ہونیکا عزم کیا لیکن انگریزی ایڈمرل نے روسی ایڈمرل کو روکدیا اور کہاکہ اب آبنائے میں جانا اپنے پیروں موت کے منہ میں جا پہنچنا ہے، بس بہتر یہی ہے کہ اس جزیرہ میں پڑے ہوئے ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرتے رہو +

مذکورہ بالا واقعات کو پڑہکر غالباً اسبات کا سچے دل سے اعتراف کیا جائیگا کہ ترکوں نے اس موقع پر اپنا نام اور اپنی عزت و عظمت قائم رکھنے کیلئے لاثانی جرأت سے کام لیا ورنہ انکی غفلت و سستی نے اُنہیں اغیار کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا دینے میں کوئی کسر نہیں رہنے دی تہی۔ ترکی باقیماندہ بیڑہ کا حملہ آور نہونا بہی بڑی مصلحت کی بات ہوئی تہی اسلئے کہ انگریزی بیڑہ کے زبردست جہازوں کا مقابلہ اُن چہوٹے جہازوں کے ذریعہ سے سخت خطرناک ثابت ہوتا جنگی بحری سپاہ بہی نئی اور ناتجربہ کار تہی + ۔ ۔

انگلش بیڑہ کی گولہ باری اسکندریہ پر

جسوقت انگریزی بیڑہ جزیرہ بوغچہ آطہ میں لنگر زن ہوکر ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار و غارت کر رہا تہا اور آبنائے ڈارڈ نلز کو دہمکی دیتا تہا، اُسی زمانہ میں اُسکو دوسری بات سُوجہی یعنی وہ ماہ محرم ۱۲۲۲ھ میں یکایک مصر کی جانب چلدیا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ انگریزوں کو اس حملہ میں ناکامی سے جو شرم لاحق ہوئی تہی اُسکی کسر نکالنے کیلئے گورنمنٹ برطانیہ نے (۳۱) جہازوں کا جدید کمکی بیڑہ بہیجکر اُس کے ایڈمرل کو شہر اسکندریہ پر قابو کر لینے کا حکم دیا تہا چنانچہ یہ بیڑہ دسویں ماہ محرم ۱۲۲۲ھ کو اسکندریہ پہنچا اور وہاں کے قلعوں پر جو کچھ یونہی سی خراب و خستہ حالت میں تہے گولہ باری کر کے بماتحتی جنرل فریزر Fraser انگلش فوج خشکی پر اُتار دی جسنے اسکندریہ پر تسلط کر لینے کے بعد چند روز ٹھیر کر آگے بڑہنے کا ارادہ کیا

اور مقام رشید کی طرف قدم بڑھایا - رشید کے محافظ افسر علی بک نے معلوم کیا کہ انگریزوں کی فوج اُس کی جانب آرہی ہے تو وہ بھی باوجود قلیل تعداد فوج اپنے پاس رکھنے کے مقابلہ پر آمادہ ہوگیا اور اُس نے شہر کے باشندوں کو جمع کر کے اُنہیں ہدایت کی کہ استقلال و پامردی سے کام لیں اور بالکل پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہیں پھر جب اُنکو ایکسا اشارہ کیا جائے تو ایک دم سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں، علی بک نے اپنی تجویز مکمل کر دی اور سارا شہر ایسا ویران ہوگیا کہ گویا اُسمیں کوئی متنفس رہتا ہی نہ تھا، انگریز سپاہی بے دھڑک اور بلا مزاحمت شہر میں داخل ہو کر تمام گلی کوچوں میں پھیل گئے جو محض سنسان پڑے تھے، وہ تو یہ سمجھے کہ شہر کے لوگ اُنکی آمد آمد سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور یہ خبر نہ تھی کہ ہمارے سر پر قضا کھیل رہی ہے شیر کچھار کے اندر موجود ہیں ہمنے اندر قدم رکھا اور اُنکے پنجوں میں گرفتار ہوئے، خیر وہ لوگ یوں میدان خالی پا کر تھکن مٹانے اور راحت حاصل کرنے کیلئے ہر طرف بے ترتیب ہو کر پھیل گئے کمریں کھولدیں اور آرام کرنیکے لئے بستر لگائے کہ یکایک عین غفلت کی حالت میں چاروں طرف سے اہل مصر کے غول اُن پر درندہ شیروں کی طرح ٹوٹ پڑے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا، انگریز سپاہیوں کے ایسے ہاتھ پیر بھولے کہ وہ سب چوکڑیاں بھول گئے اور مصری دلیروں نے تمام فوج کو قتل و اسیر کر لیا - جملہ سامان حرب اور توپیں غنیمت میں حاصل کیں کچھ لوگ بمشکل جان بچا کر بھاگ سکے وہ اسکندریہ تک افتاں و خیزاں پہنچے جس سے اس بربادی کی خبر اور لوگوں کو بھی ملی - گرفتار شدہ لوگوں کو دار السلطنت قاہرہ کی طرف روانہ کیا گیا جہاں اہل مصر نے انگریز قیدیوں کو دیکھکر نہایت مسرت ظاہر کی، اُنکے دل اس غیر متوقع کامیابی سے باغ باغ ہوگئے تھے اور محمد علی پاشا والی مصر نے فوراً فوجی قوت کے ساتھ مقام دمنہور کی طرف کوچ کر دیا تاکہ اسکندریہ کو انگریزوں سے خالی کرائے ٭

باب عالی کو اطلاع ملی کہ انگریزوں نے اسکندریہ پر تسلط کر لیا ہے تو اُس نے انگلستان پر اعلان جنگ کر دیا مگر دقت یہ تھی کہ روسی بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کے دہانہ پر راستہ روکے کھڑا تھا اس لئے بڑی فوج دریا کے راستہ سے بھیجی نہیں جا سکتی تھی - آخر مقام رشید کی

حاکم اور کنج یوسف پاشا گورنر شام دونوں کو حکم بھیجا گیا کہ وہ ملک شام سے مصر کو فوجی کمک ارسال کریں، مگر درحقیقت محمد علی پاشا والی مصر کو کسی مدد کی ضرورت نہیں تھی خود اُس کی ذاتی ہمت کافی تھی چنانچہ اُس نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا تو انگریزوں نے اپنے آپ میں قوت مقابلہ نہ پاکر صلح کی درخواست کی اور اس شرط پر کہ محمد علی پاشا انگریز قیدیوں کو چھوڑ دیں اور انگریز اُنکے چار جنگی جہازوں اور اُنکے ملاحوں کو رہا کردیں جو بندرگاہ اسکندریہ سے اُنہوں نے گرفتار کئے ہیں اور وہ اپنے قیدیوں کو لیکر مصر سے چلے جائیں +

غرضکہ ان شرائط کے تکملہ کے بعد ۱۲۲۲ھ ہی کے ماہ رجب کی وسط تاریخوں میں انگریزی بیڑہ اسکندریہ خالی کر کے وہاں سے روانہ ہو گیا اور اسی کے ساتھ چونکہ اُنکی حکومت کو دولت عثمانیہ سے بھی اَن بن رکھنا باعث نقصان معلوم ہوتا تھا لہذا انگریزی جہازات بحر ابیض متوسط سے بھی واپس کر لئے گئے اور بحر مجمع الجزائر یونان بھی انگلش جہازوں سے خالی کر دیا گیا۔

سید علی قبودان پاشا کو معلوم ہوا کہ انگریزی بیڑہ آبناے کے سامنے سے ہٹ گیا ہے تو اُس نے تنہا روسی بیڑہ پر حملہ کر دیا اور گو اُسے آخر میں پسپا ہونا پڑا لیکن اُس کی فوج نے ایسی جرأت و دلیری سے جنگ کی تھی کہ روسیوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور روسی بیڑہ کو بھی اتنا ضرر پہنچا کہ وہ مجبور ہو کر جزیرہ کورفو کی طرف ہٹ گیا +

محمد علی پاشا کا والیٔ مصر بننا۔ -

عثمانی تاریخ کا ایک قابل ذکر واقعہ محمد علی پاشا کا والی مصر مقرر ہونا تھا جسکی صورت یہ ہوئی کہ کوچک حسین پاشا امیر البحر عثمانی سلطانی بیڑہ کو لیکر فرانس والوں کو مصر سے نکالنے کیلئے روانہ ہونے لگا تو اُس نے شہر قوالہ کے چودہاجی حسین آغا سے اُسکی تحت سپاہ جہازوں پر کام دینے کیلئے طلب کی چنانچہ اُس نے دو سو جوان اپنے داماد محمد علی آغا کی ماتحتی میں ارسال کئے اور کپتان کوچک حسین پاشا نے اُنکو ساتھ لیکر ملک مصر کا رُخ کیا۔ ملک مصر کی فتح مکمل ہو چکی تو اکثر وہ فوجی جماعتیں جو صوبجات ارنؤد اور رومیلیا سے یہاں آئی تھیں مصر ہی میں رہ گئیں اور محمد علی آغا بھی اُنہی لوگوں میں تھا، محمد علی آغا فطری

طور پر افسری اور انتظام کی قابلیت اور حکومت و ملک رانی کی قوت سے بہرہ ور ہونے کے باعث ہمیشہ عزت و جاہ حاصل کرنیکا شائق رہتا تھا اور ایسی مناسب تدابیر عمل میں لاتا کہ روز بروز اپنے حلقہ اثر کو بڑہاتا جاتا۔ آخرکار وہ تہوڑے ہی عرصہ میں اپنی نمایاں کارگذاریوں کے باعث سرچشمہ کے معزز منصب پر پہنچگیا جو باشی بزوق فرقہ کی عام افسری تہی - انہی دنوں مصر کا حاکم قوجہ خسرو پاشا ملک کے نظم و نسق کی تدابیر میں مصروف اور اس فکر میں مستغرق تھا کہ کسی طرح باشی بزوق سپاہ کو وہاں سے رخصت کر دے جو اپنی شرارتوں اور لوٹ مار کی عادات سے امن عام میں مخل رہتی ہے - چنانچہ جب اُس نے اس سپاہ کے افسروں کو اطلاع دی کہ اب تم لوگوں کے اپنی ممالک کی طرف واپس جانے کی ضرورت ہے تو اُنہوں نے بے تامل یہ حکم قبول کرلیا مگر چونکہ خسرو پاشا اُنکی چڑہی ہوئی تنخواہیں پورے طور سے ادا نہیں کرسکا تو اُنہوں نے بغاوت برپا کرکے دفتر دار جانی آفندی کو قتل کر دیا اور خسرو پاشا کو مجبوراً بھاگنا پڑا، بس یہ واقعہ خسرو پاشا اور محمد علی آغا کے مابین عداوت و نااتفاقی پیدا ہونیکا پہلا موقع تھا - خسرو پاشا کے مفرور ہو جانے کے بعد محمد علی آغا اپنا رسوخ بڑہانے میں کوشاں ہوا، ایک طرف تو وہ مملوکوں کی قوت محو کرنے کیلئے زور دے رہا تہا اور دوسری طرف حکومت مصر کی ہوس پوری کرنیکا اہتمام کرتا تہا مگر ہنوز اُسے کامیابی کا چہرہ نہیں نظر آیا تھا کہ دولت علیہ کی طرف سے خورشید پاشا مصر کا حاکم مقرر ہو کر مع اپنے اسٹاف کے قاہرہ میں آپہنچا +

ترکی حکومت کا منشا یہ تہا کہ مصر میں مملوک لوگوں کی قوت توڑ دیجاے تاکہ پھر اُن کی حکومت نہ قائم ہو سکے، چونکہ محمد علی آغا مملوکوں پر غالب آرہا تہا اس لئے جدید حاکم خورشید پاشا نے پہلے تو اُس کی خوب حوصلہ افزائی کی لیکن بعد میں جب اُسپر محمد علی آغا کے ارادوں کا حال کھلا تو وہ اُسے مصر سے نکال باہر کرنے کی کوشش میں مصروف ہوا اور محمد علی آغا کو شہر جدّہ کی حکومت مع رتبہ وزارت دلوا کر وہاں بھیجدیا۔ باشی بزوق سپاہ محمد علی آغا کی روانگی کے ساتھ ہی بگڑ کھڑی ہوئی اور اُس نے خورشید پاشا کا محاصرہ کرلیا جو قاہرہ کے قلعہ میں بند ہو کر بیٹھ رہا، آخر یہ خبر آستانہ علیہ میں پہنچی اور وہاں مصر میں دائمی فتنہ و فساد رہنے کے انجام بد پر غور کرکے وزرائے سلطنت نے یہ تدبیر سوچی کہ دو فرمان تیار کئے - ایک

خورشید پاشا کے حاکم مصر رہنے کا اور دوسرا محمد علی پاشا کے والی مصر بنائے جانیکا۔ صالح بک نامی ایک سلطانی مصاحب کو دونوں فرمان دیکر مصر روانہ کیا گیا، اُسکو ہدایت کردی گئی تہی کہ بچشم خود ملک کی حالت دیکہکر جیسا مناسب سمجہنا اُنمیں سے ایک شخص کی حکومت کا فرمان سُنا دینا اور دوسرے کو دبا ڈالنا۔ سلطانی سفیر نے مصر میں پہنچکر محمد علی آغا کی ہر دلعزیزی اور دوسرے حاکم سے لوگوں کا تنفر دیکہا تو سرکاری طور پر محمد علی پاشا کے حاکم مصر ہونیکا فرمان صادر کردیا اور اُسی دن سے یہ عظیم الشان مدبر اپنے مدعا پر فائز ہوکر مصری حکومت کی باگ اپنے قابو میں لایا۔ اور ملک میں ہر طرف امن و امان قائم کرلیا اِس عالی حوصلہ شخص کے مفصّل حالات تاریخ مصر میں دیکہنے چاہئیں ورنہ یہاں جستہ جستہ حالات کے سوا زائد نہیں لکہے جاسکتے تہے جو اپنے موقع پر بیان ہونگے +

دولت علیہ میں جدید اصلاحوں کا رواج اور بغاوت کا زور

جن دنوں ٹرکی اور روس میں سخت جنگ ہو رہی تہی اُنہیں ایام میں ولایت بوسینیا کا حاکم اپنی سپاہ کو ساتہہ لیکر صوبہ سرویا میں داخل ہوکر وہاں کے مفسدہ پردازوں کو روسی سپاہ کے ساتہہ ملجانے سے روکنے میں کامیاب ہوگیا تہا۔ پہر ۱۲۲۱ھ میں شہر اسماعیل کے محافظ قاسم پاشا نے روسی سپاہ کو ہزیمت دیکر آگے بڑہنے سے روکدیا۔ کپتان سید علی پاشا جو عثمانی بیڑہ لیکر روسی بیڑہ سے جنگ کرنے کو نکلا اور آخر شکست کہا کر پسپا ہُوا تہا اُس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، اِس حملہ میں کپتان مذکور کی ناکامی کا باعث اُس کی وہ قدیم طریقۂ جنگ کی پابندی تہی جو الجزائر کے بحری قزاق بعرصہ دراز سے برتتے آتے تہے مگر اُس نے بدنیتی سے اپنے ماتحت بحری افسروں پر احکام کی پابندی نہ کرنے اور حملہ آوری میں کمی کرجانیکا ملزم بنا کر اُنہیں بے جرم سزائے قتل دلوادی اور خود سرخرو بنا رہا، بیچارہ شرمنت بک سوم افسر فوج بحری جو ایک تجربہ کار

اور لائق شخص تھا کپتان پاشا کی خباثت کا شکار ہوگیا، اگرچہ یہ شکست ترکی بیڑہ کے حق میں مضر ہوئی لیکن اس کے ساتھ بہادر ترکوں نے روسی بیڑہ کو بھی اسقدر بیکار کر دیا تھا کہ وہ آئندہ دے ڈارڈنلز کا محاصرہ توڑ کر ہٹ گیا اور یہی سبب ہے کہ جودت پاشا ترک مؤرخ نے اس شکست کو فتح کے موازی تصور کیا ہے

اِن واقعات کے بعد سلطانی سپاہ داؤد پاشا کے صحرا میں دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جمع ہوئی خورشید احمد پاشا صوفیا کی جانب والے علاقہ کا سرعسکر مقرر ہوا۔ اور رومیلیا کی ولایت بھی اُسی کے زیر حکم رکھی گئی جسکے ساتھ شہر نیس کی محافظت پر بھی اُسی کا تعین ہوا تھا۔ واردین کا محافظ ادریس پاشا کو قرار دیا گیا، جزیرہ نمائے موریا کی حکومت ولی الدین پاشا کو تفویض ہوئی۔ محمد پاشا کو شہر قارص کی حکومت دیگئی اور باقی فوجیں مع سامان جنگ کے بماتحتی صدراعظم مصطفٰے چلپی پاشا بیرقدار دریائے ڈنیوب کے کنارہ پر ارسال کیگئیں۔ مارشل میکلسن روسی جنرل پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ شہر بخارسٹ پر بڑھا اور جنگ چھڑ گئی ترکوں نے بڑی پامردی دکھاکر روسیوں کو حدود عثمانیہ میں بڑھنے سے روکدیا اور اپنا پلّہ بھاری رکھا۔ میدان جنگ کی تو یہ کیفیت تھی اور اندرون مملکت کی یہ حالت کہ سلطان سلیم خان سوم بڑی سرگرمی سے جدید یورپین وضع کی سپاہ تیار کر رہا تھا تاکہ اُسکی درستی اور تکملہ کے بعد ینی چری فوج کو برطرف کر دے، چونکہ یہ اصلاحیں ینی چریوں کے حق میں سم قاتل تھیں اسلئے وہ بھی اپنی پوری قوت سے انکو برباد کرنے اور ناکام بنانے کیلئے دمے لگا رہے تھے۔ اُنہوں نے پائے تخت قسطنطنیہ کو قتل وغارت کا اکھاڑا بنا رکھا تھا ۔ باشندوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت سے ارکان سلطنت جنکو نئی یورپین وضع مشابہت نصاریٰ کی خلاف امورِ دین کی پابندی معلوم ہوتی تھی بدمعاش ینی چریوں کے طرفدار اور درپردہ اُنکو شرارت پر اُکساتے رہتے تھے شیخ الاسلام عطاء اللہ آفندی اور صدراعظم کا نائب یہ دونوں افسر بھی اصلاحات کے مخالف اور سلطنت کی ترقی کے مانع تھے آخر مخالف اصلاح جماعت کی قوت نے سر اُٹھایا اور خلاف دین باتوں کو جو اُن کے خیال میں طریقۂ اسلام کے برعکس تھیں مٹانے پر کمر باندھی، جن ارکان دولت اور وزیروں کی کوشش سے

سے

اصلاح کا کام چل رہا تھا ینی چری اُنکے جانی دشمن بنگئے اور شیخ الاسلام سے ایسے لوگوں کے نام دریافت کرکے اُنہیں قتل کرنا شروع کردیا۔ ہشترہ ارکان سلطنت اُن کے ہاتھوں قتل ہوچکے تھے کہ باقی اشخاص نے رُوپوش ہوکر جان بچائی، ینی چری سپاہی اِسی حد پر رُک جاتے تو بھی غنیمت تھا مگر نہیں وہ اپنے آپے سے گذر چکے تھے آخر اُنہوں نے سلطان سلیم کو معزول کرنیکا مطالبہ کیا اور برسرِعام اُس کے حق میں حقارت آمیز باتیں کہنی شروع کردیں مثلاً وہ کہتے تھے "اے احمق سلطان! تو جو اِن فاسد باتوں کے جال میں پھنس کر اسلام کو کفار کے طریقہ سے مشابہ کرنا چاہتا ہے کیا تجھے یہ نہیں یاد رہا کہ تو امیر المؤمنین ہے اور تجھے صرف خدا پر توکل کرنا چاہیئے جو اپنی قدرت کاملہ سے دشمنوں کی بڑی بڑی فوجیں تباہ کردیتا ہے" یا ایسی ہی اور باتیں۔ پھر اُنہوں نے شیخ الاسلام عطاء اللہ آفندی کو سلطان کے پاس بھیجکر اُسے تخت سے کنارہ کشی کرنے پر آمادہ بنانا چاہا اور خاموشی کے ساتھ اپنے اِس جبریہ حکم کو مان لینے کا ایماء کیا۔ شیخ الاسلام مذکور بڑی عاجزی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے سلطان کے سامنے پہنچا اور کہنے لگا، حضور والا! مَیں جہاں پناہ کی خدمت میں ایک رنجدہ پیام لیکر حاضر ہُوا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اُسے مان کر اِس آفت کو رفع دفع فرمائینگے، جہاں پناہ اِس بات کو سُن چکے ہونگے کہ تمام ینی چری سپاہ نے آپ کے چچازاد بھائی سلطان مصطفےٰ کو اپنا حکمران تسلیم کرلیا ہے اور آپ ہرگز اُنکی روک تھام نہیں کرسکتے اِس لیے بہتر ہے کہ خدا کی مرضی کو تسلیم کرلیجئے اور یہی صورت اسوقت مناسب ہے۔ سلطان سلیم ثالث نے بلا اظہار کسی رنج و ناراضی کے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ باغیوں کی درخواست مان لی اور المظفر (۲) ربیع الاول ۱۲۲۲ھ کو تخت سے اُتر کر اپنے جانشین کیلئے جگہ خالی کردی +

یہ سلطان بڑا متحمل مزاج، نیک طبع، خوش اخلاق اور علم و ہنر کا قدردان تھا اور چاہتا تھا کہ یورپ کے انداز پر اپنے تمام قلمرو میں اشاعت علوم کا سلسلہ قائم کرے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی قوت و شوکت کا مدار اِسی جدید رفتار زمانہ کی پیروی پر ہے۔ چنانچہ اُس کی ناکامی نے دولت علیہ کی ترقی کو اور بھی نصف صدی پیچھے ہٹا دیا +



سلطان مصطفیٰ خاں چہارم (سنہ ۱۸۰۷ء۔ سنہ ۱۸۰۸ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۴۰۱)

(۲۹) سُلطان مصطفٰےخان چہارم ابن سلطان عبدالحمید خان اوّل

۱۲۲۲ ـــــــــــــــــــ ۱۲۲۳ء

یہ سلطان (۲۹) برس کی عمر میں تخت پر جلوس فرما ہُوا اور چونکہ اُس وقت دارالخلافت میں سخت بدامنی اور ابتری پھیلی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنے پیشرو کے بنائے ہوئے راستہ سے بالکل جداگانہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا اور بگڑی ہوئی سپاہ کو خاموش و امن پسند بنانے کے واسطے اُس نے اپنی چودہ ماہ کی قصیر مدت حکومت میں یہہ کارروائی کی کہ تمام اصلاحات پر پانی پھیر گیا۔ مگر یہ ایسی غلطی تھی کہ اس سے فوجوں کو مطیع نہ رہنے کے علاوہ ایک دوسری خرابی یہ بھی پیدا ہوگئی کہ شریر اور نالائق فوجی افسروں نے امور سلطنت میں دخل دیکر تمام انتظامات کی مٹی پلید کردی بالکل طوائف الملوکی کی حالت ہورہی تھی فوج کا ایک ایک سپاہی سلطان وقت تھا۔ اور اُن کے حامیوں یعنی نائب وزیر اور شیخ الاسلام کی خوب چڑھ بنی تھی، نائب وزیر موسیٰ پاشا نے بغاوت میں قتل شدہ امیروں کی دولت خود ہی ہضم کرلی تھی مگر یہ راز کھل گیا اور وہ عتاب سلطانی میں گرفتار ہوکر عہدہ سے برطرف اور "بروسہ" کو جلاوطن کردیا گیا۔ پھر اس کے دس دن بعد سلطان نے شیخ الاسلام عطاء اللہ آفندی کو بھی معزول کردیا کیونکہ باغیوں کو بھڑکانے میں اُس کا نمبر سب سے بڑھا ہُوا تھا مگر اُس کی معزولی نے فوج کو دوبارہ برانگیختہ کردیا اور وہ شیخ الاسلام مذکور کو پھر اُس کے منصب پر لاکر خاموش ہوئی شیخ الاسلام نے اتنی شہ پائی تو وہ پہلے سے کئی حصہ بڑھکر آفت برپا کرنے لگا اور سلطنت کی حالت ابتر سے بدتر ہوگئی۔ سلطان سلیم ثالث کے تخت سلطنت سے معزول کیئے جانے کی خبر نپولین اعظم کو اُسوقت ملی جبکہ وہ زار روس پر فتح پاکر اُس سے ٹلسٹ " Tilsit " کا معاہدہ کرچکا تھا

اور اُس نے روس و ترکی کے مابین بھی متوسط بنکر صلح کرا دی تھی جس کی وجہ سے جانبین کے لشکر سرحدوں سے واپس چلے گئے تھے اور سلطانی سپاہ ایڈریانوپل کو واپس آگئی تھی کیونکہ اس معاہدہ التواے جنگ نے ایک دائمی صلح کی شکل اختیار کر لی تھی لیکن نپولین اعظم سلطان سلیم ثالث کا تخت سے الگ کر دیا جانا سُنکر اپنی اگلی حکمت عملی سے پلٹ پڑا اور اُس نے در پردہ روسی حکومت سے ایک نیا معاہدہ کر لیا جس کی رو سے وہ دونوں ترکی مقبوضات کو آپس میں یوں تقسیم کر چکے تھے کہ بوسینیا، البانیا، یانیا، موریا، تھسلی، اور مقدونیا، کے علاقے فرانس لے لیگا اور افلاق، بغدان، بلغاریا، اور رومیلیا کے علاقہ جات روس کو ملینگے، اور سرویا کا صوبہ آسٹریا کو حوالہ کیا جائیگا - یہ خبر مشہور ہوئی تو دولت علیہ نے محب آفندی نامی ایک معتمد امیر کو نپولین کے دربار میں ارسال کیا تاکہ وہ اُس سے گفتگو کر کے اُس کا عندیہ دولت عثمانیہ کی نسبت معلوم کر سکے ؎

سلطان سلیم خان کی وفات

مصطفٰے پاشا بیرقدار جسکا ذکر پہلے آگیا ہے اگرچہ محض اَن پڑھ اور جاہل شخص تھا مگر اُس کی دلیری، عقلمندی، خوش اخلاقی، اور ملکی غیرت لاثانی تھی، اُس نے پچھلی روسی جنگوں میں ایسے کار نمایاں کئے کہ اُسکا نام دنیا کے مشہور لوگوں کی فہرست میں درج کرنے کے قابل ہوگیا اور سلطان سلیم سوم نے اُسے وزارت کے رتبہ پر فائز کر کے صوبہ سلسترہ کی حکومت اُس کو تفویض فرمائی - مگر چونکہ ابتری اور بدنظمی مملکت کے وقت اچھے لوگوں کی قدر و منزلت نہیں کیجا سکتی بلکہ اکثر حالتوں میں حاسد اور فتنہ انگیز لوگ اُنکو ضرر پہنچانے پر آمادہ ہوجاتے ہیں اسی لئے لوگوں کی لگائی بجھائی نے بیرقدار مذکور اور وزیر اعظم چلبی پاشا کے مابین اَن بَن کرا دی تھی جو بعد میں پھر باہم صفائی کر کے ملگئے اور دونوں ساتھ ہی ملکر ادرنہ کو واپس آئے اور جب استنبول سے ان دونوں افسروں کی طلبی آئی تاکہ یہ سلطان مصطفٰی سے بیعت کریں تو انہوں نے



سلطان محمود خان ثانی (سنہ ۱۸۰۸ء تا سنہ ۱۸۳۹ء)

متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۳۰۴)

اس بات کو نہیں مانا بلکہ پھر سلطان سلیم کی تخت نشینی کا مطالبہ کیا کیونکہ انکو سلطان سلیم کی حکمت عملی بہت پسند تھی۔ سلطان مصطفےٰ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے خفیہ طور پر چند آدمیوں کو بھیجکر سلطان سلیم کو گردن دبا کر مار ڈالنے کا حکم دیا اور چند دوسرے اشخاص ایسی ہی کارروائی اپنے بھائی شہزادہ محمود کے ساتھ بھی کرنے پر مامور کئے۔ مگر مصطفےٰ پاشا بیرقدار نے اس معاملہ کی فکر بخوبی کر لی اور امیر محمود کو اپنے پاس بلالیا تاکہ اُسے ہر ایک مفسد کی شرارت سے محفوظ رکھیں اور پھر انہوں نے سلطان سلیم سوم کے نام سے حکومت کا انتظام کرنا چاہا لیکن انکو فوراً سلطان مذکور کے فوت ہو جانے کی اطلاع ملگئی تو بیرقدار مذکور نے اپنے چند آدمیوں کو بھیجکر سلطان مصطفےٰ کو گرفتار کرالیا اور اُسے تخت سے معزول کر کے شہزادہ محمود کو تخت نشین کر دیا ۔

(۳۰) سلطان محمود دوم ابن سلطان عبدالحمید اول

۱۲۲۳ ——— ۱۲۵۵ھ

بیرقدار کا وزیر ہونا اور ینی چریوں کی بغاوت

سلطان محمود خاں دوم (۲۳) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بٹھایا گیا اور بیعت سلطنت لیتے ہی سب سے پہلا حکم بیرقدار مصطفےٰ پاشا کے صدر اعظم بنائے جانے کا دیا اور عرب زادہ عارف آفندی کو شیخ الاسلام کے منصب پر سرفراز کیا۔ چونکہ دیوان شوریٰ کی رائے میں سلطان مصطفےٰ چہارم کا زندہ رہنا ایک خطرناک امر تھا لہذا انہوں نے بلا اس کے کہ سلطان محمود خاں دوم کو اس کی کچھ بھی خبر ہوا سے خفیہ طور پر قتل

کرا دیا پھر تو صدر اعظم نے سلطان سلیم کے قاتلوں اور اُن کے طرفداروں کو ایک ایک کر کے ڈھونڈھ نکالا اور سب کو قتل کر دیا اور شیخ الاسلام سابق عطاء اللہ آفندی اور اُس کے ہم خیال وہم آہنگ فوجی قاضیوں کو بھی شہر بدر کرا دیا۔

اس کے بعد وزیر مذکور نے اپنے دشمنوں کی خبر لی اور اُنکو بھی تباہ و برباد کر چکا تو ہر طرف خالی میدان پا کر عنان حکومت اپنے قابو میں لی، اُس نے وزارت کی مجلس ایسے لوگوں سے معمور کی جو اخلاص وصداقت میں بارہا آزمائے جا چکے تھے اور پورے اُترے تھے اور اُس کے ہم خیال بھی تھے۔

جب اِن امور کا تکملہ ہو لیا تو اُس نے ینی چریوں کی خرابی اور کجی نکالنے کا اہم کام چھیڑا جو اِس قدر خطرناک اور دشوار تھا کہ اُس سے پہلے کئی ایک لائق وزیر اُسی کی قربانی چڑھ چکے تھے۔ مصطفےٰ پاشا بیرقدار نے اِس سخت اور پرخار راہ میں قدم رکھنا چاہا تو پہلے اُس نے تمام پاشاؤں اور امراے مملکت کو ایک جلسہ میں مدعو کیا اور جس وقت سب لوگ بآرام بیٹھ چکے تو اُس نے کھڑے ہو کر ایک طول طویل تقریر کی جس میں ینی چریوں کی پہلے دل کھولکر تعریف کی اور اُنکو بڑی عزت کے ساتھ یاد کیا، اُنکے گذشتہ کارناموں کا ذکر سُنایا اور پھر اِس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ جو طاقتور فوج دولت عثمانیہ کی قوت بازو اور دول یورپ کی ملک الموت تھی آج اُس کی یہ حالت ہے کہ نہ اُس کے افراد میں جنگ وجدل کی قابلیت باقی رہگئی ہے نہ وہ کسی قانون کی پابند ہے نہ فوجی ترتیب کو جانتی ہے، ینی چری سپاہ کی بارکیں بجائے اس کے کہ شیردل جوانمردوں اور غازیانِ دین کے مسکن تھے آج اُس میں روباہ صفت لُچّوں اور بدمعاشوں کا جمگھٹا رہتا ہے جو بقول کسے کہ " نامرد ہا تھی اپنی ہی فوج کو مارے " جب آنکھیں دکھاتے یا تلوار اُٹھاتے ہیں تو اپنی ہی قوم وملت پر، اگر یہ بہادر سپاہ حاجی بکتاش کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتی رہتی تو آج اِس میں ایسی بزدلی اور بداخلاقی کبھی نہ پیدا ہوتی کہ اُن میں سے ایک فرقہ بھی جنّت مکان سلطان سلیمان قانونی کے اصول پر مرتب نہیں مل سکتا پہلے وظائف اور جگہیں مستحق لوگوں کو ملتی تھیں لیکن اب

سندیں فروخت کر کے غیر مستحق لوگوں کے ہاتھ میں دیدیجاتی ہیں!!! وہی ینی چری جو کبھی عثمانی رعایا کے سچے محافظ و حامی تھے آج انکو ہر وقت لوٹتے اور قتل کرتے رہتے ہیں وہ محافظ امن ہونے کے بجائے اب مخل امن و امان بن گئے ہیں۔ صاحبو! شرم و غیرت کا مقام ہے کہ ایک دن خود مجھکو اس معزز فوج کی ماتحتی پر فخر تھا لیکن آج میں سو مرتبہ اس کی جانب اپنی نسبت کرنے پر لعنت بھیجنے کو تیار ہوں۔ کیا خرابی ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے کبھی ملک و ملت کی کوئی خدمت نہیں کی مختلف وظیفے اور جاگیریں لے رہا ہو اور وہ غازی مرد جو میدان جنگ کے سامنے سینہ سپر کرتے اور ملک و دولت کو بچاتے ہیں بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہمیں غیرت آنی چاہئے کہ ہماری لائق سپاہ ینی چری کے بعض بلکہ کل افسر سپاہیوں کے روزینوں کے کاغذات سود خوار یہودیوں کے ہاتھ بیچڈالتے ہیں اور بہادر سپاہیوں کو سود در سود کی آفت کا متحمل بنادیتے ہیں، افسوس ایک سرباز سپاہی کو حکومت کی طرف سے اپنی جان فدا کرنے کا جو معاوضہ ملتا ہے وہ اُس غریب کے حلق میں نہیں پہنچتا کہ دوسرے اُنگلی ڈالکر اُس سے اُگلوا لیتے ہیں۔ ہمارے آقا سلطان جنگی تمامتر توجہ سلطنت کی سابقہ عزت و عظمت واپس لانے پر مائل ہے اس بات کو ضروری اور بیحد ضروری تصور کرتے ہیں کہ قدیم جنگی نظامات از سرنو زندہ کئے جائیں اور میں اُنکی جانب سے آپ کو اس امر میں معین و مددگار بننے کی تکلیف دیتا ہوں ؎

پھر وزیر اعظم نے ممبران مجلس کو حسب ذیل تجویز قابل نفاذ سنائیں؟۔

(۱) عہدوں کی فروخت کا انسداد کیا جائے۔

(۲) تمام ینی چری سپاہیوں کو بارکوں ہی میں رہنے کی تاکید کیجائے۔

(۳) روزینے صرف اُنہیں ینی چریوں کو دئے جائیں جو فی الحال بارکوں میں موجود اور ادائے خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۴) روزینہ کی سندوں کا بیچنا ممنوع کیا جائے مگر خاص خاص حالتوں میں اسکی اجازت رہے اور جو اس کی خلاف ورزی کرے اُسے سخت سزائیں دیجائیں۔

(۵) وہ عام تنخواہیں اور مصارف وغیرہ کی رقمیں جو ینی چریوں کو خزانہ سے ادا

کیجاتی ہیں اُنکی ایک مکمل فہرست تیار کی جائے اور باقاعدہ نقشہ حساب مرتب ہو۔

(۶) ینی چریوں کو جبراً اُن قواعد اور ورزشوں کی مشق کرائی جائے جو سلطان سلیمان مرحوم نے اپنے عہد میں بنائی تھیں اور اُن کو نہایت عمدہ نظام کے سلسلے میں منسلک رکھا جائے

(۷) فی الفور اُنکو جدید اسلحہ جنگ استعمال کرنے کا حکم دیا جائے اور اُس طریقۂ جنگ کا پابند بنایا جائے جسے تمام یورپ کی فوجیں برتتی ہیں اور یہ ایک ایسا امر ہے جسپر جواز کا فتوے مفتیوں کی طرف سے مل چکا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ چونکہ موجودہ خرابیوں اور نقصانوں کو یکایک روک کر قدیم نظام کا ایکدم سے قائم کر دینا بھی سخت خطرناک کارروائی ہے اس لئے حضور سلطان نے یہ رائے قرار دی ہے کہ ابتداءً ینی چری سپاہ میں سے اچھے اچھے تنومند جوانوں اور دیگر مسلمان نوجوانوں کو جو فوجیں داخل ہیں منتخب کر کے ایک کافی مقدار کی سپاہ اہل فرنگ سے لڑنے کے لئے تیار کیجائے جو سابق ینی چری فوج کے نظام پر رکھی جائیگی اور مشق قواعد، صف آرائی قتال، اور بارکوں میں رہنے کی بابت اُنکو اُسی جدید نظام کا پابند بننا پڑیگا جو زمانہ حال میں یورپ کی فوجوں کے لئے قرار پاچکا ہے اور فن جنگ میں اُسکی پابندی ضروری مان لیگئی ہے۔

مجلس نے بڑی خوشی سے اِن باتوں کو پسند کیا اور اپنی تصدیق تحریر کردی۔ شیخ الاسلام نے بھی بلا کسی دشواری ڈالنے کے یہ سب باتیں مان لیں اور ان کے جواز و پابندی کا فتوے دیدیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام امور بیرقدار کی حسب مرضی چل پڑے اور سلطنت کا اندرونی انتظام بہت جلد سنبھل گیا لیکن بیرقدار کو نشۂ کامیابی نے اسقدر آپے سے باہر کردیا۔ کہ وہ اپنی بات رکھنے کے سوا کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور خواہ مخواہ ہر شخص پر اثر اور دباؤ قائم رکھنا اپنا شیوہ بنا لیا تھا اسکا انجام یہ ہوا کہ خود اُس کے حامی اور طرفدار، فوج، علماء، اور ینی چری سپاہ سب اُس کے دشمن جان بن گئے اور موقع کے منتظر رہے یہانتک کہ جب بیرقدار کی ساختہ پرداختہ فوج جسپر وہ بل کیا کرتا تھا زیادہ تر آستانہ علیہ سے باہر چلی گئی اور بہت قلیل تعداد کے لوگ اُس کے پاس رہگئے تو ینی چریوں نے فرصت غنیمت جان کر ماہ رمضان ۱۲۲۳ھ میں شورہ پشتی پر کمر باندھ لی اور وہ سلطان مصطفیٰ خان چہارم کے

محل کی طرف چلے تاکہ اُسے رہائی دلاکر تخت پر بٹھادیں۔ بیرقدار نے یہ کیفیت دیکھکر اُنکا مقابلہ کیا لیکن وہ تاب مقاومت نہ لاسکا۔ اور جب سمجھا کہ مجبور ہوکر بدمعاش ینی چریوں کے مطالبات ماننے پڑینگے تو سلطان محمود خاں دوم کے ایسے عادل و اصلاح پسند سلطان کی معزولی سے ڈر کر اُس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ سلطان مصطفےٰ چہارم کو قتل کرکے اُس کی لاش ینی چریوں کے سامنے ڈالدی کیونکہ سلطان مصطفےٰ نے یہی کارروائی اپنے پیشرو سلطان سلیم کے ساتھ کی تھی مگر ینی چریوں نے سلطان کی لاش دیکھکر اور بھی زیادہ شور و شر مچایا اور محل سلطانی پر حملہ کرکے اُس کے اطراف میں آگ لگادی صدر اعظم نے اپنے آپ کو باغیوں کے ہاتھ میں حوالہ کردینے سے مر رہنا مناسب خیال کیا اور اسی آگ میں جلکر مرگیا، اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ اُس نے بارود کے میگزین میں گھسکر آتش‌ان شانہ دکھادیا اور اس طرح اُس کے ساتھ خود بھی اُڑ گیا۔ ینی چریوں نے بیرقدار کے طرفداروں اور اصلاح پسند لوگوں کو بھی ہزیمت دی مثلاً سپہ سالار عبدالرحمان پاشا، اور رامز پاشا امیرالبحر کو شکست دیکر پسپا کیا، سلطان محمود خاں دوم نے ینی چریوں کی شورش اور آفت توڑنے کی کیفیت دیکھکر آخر اُنکی باتیں مجبوراً مان لیں اور اس نافرمان سپاہ کی بربادی اور سزادہی کسی آئندہ موقع کے لئے ملتوی رکھی +

اس زمانہ میں بحری قوّت کا حال۔

سید علی پاشا امیرالبحری کے منصب جلیل سے معزول کرکے بد بروسہ، کو جلاوطن کردیا گیا اور اُس کی جگہ سید عبداللہ رامز پاشا امیرالبحر تعین ہوا جو بیرقدار کی جماعت کا ایک رکن تھا تو اُس نے دارالصناعت کے اخراجات میں جس قدر فضول خرچ تھے سب کو اُڑانا اور بحری سپاہ کی نالائق حرکتوں کو روکنا شروع کیا، اُس نے قلیونجی فرقہ کے بداخلاق و قارتگر لوگوں کو جو غریب رعایا کی دل آزاری کرتے رہتے تھے نہایت تنگ پڑ کر اُنہیں سے بہت لوگوں کو قتل کی سزائیں دیں اور ایک قہوہ خانہ کے مالک کو جسکا گھر بدمعاش بحری سپاہیوں کا اڈا تھا قتل کرادیا تو ان کاروائیوں سے رعایا کا دل بیحد خوش ہوا اور

نئے امیرالبحر کو دعائیں دینے لگی۔ یہ سزاؤں کے احکام بیرقدار ہی نے صادر کئے تھے۔
کیونکہ امیرالبحر کو دوسرے کاموں کی مصروفیت اس طرف متوجہ ہونے کا موقع نہیں دیتی
تھی۔ بحری فوج کے قلونجی سپاہی اور ملاح لوگ ان حالات کو دیکھکر لرز اُٹھے، اور بہت
سے ینی چری سپاہی جو بحری فوج میں بھرتی تھے اور اپنی خبیث ظالمانہ عادت کے باعث
اکثر اوقات تجارتی جہازوں پر دست درازیاں کیا کرتے تھے اُنکو بھی معقول سزائیں دیگئیں
جس سے بظاہر تو وہ دب گئے لیکن دل میں بھرے بیٹھے رہے اور موقع کے منتظر تھے
تاکہ وزیر اعظم اور اُسکی ہم آہنگ جماعت سے سمجھ لینگے چنانچہ بغاوت کرنے اور اس لائق
وزیر کو قتل کر دینے کا اصلی سبب یہی ہوا۔ وزیر مذکور نہائت رعب و جلال کا آدمی تھا۔
جب وہ قتل ہوگیا تو بدمعاشوں میں سے محمد آغا نامی ایک اعلیٰ درجہ کے مفسد اور بدچلن شخص
نے سر اُٹھا کر بحری سپاہ کو آمادۂ شرارت کیا اور چونکہ یہ شخص کپتان سید علی الجزائری کے
چیلوں میں سے تھا اس لئے بحری سپاہ بہت جلد اس کی جانب مائل ہوگئی اور اس نے
دارالصناعۃ پر حملہ کرکے تمام جنگی جہازوں پر قبضہ کرلیا۔ توپخانہ بھی اپنے قابو میں کرکے ایسی
آفت برپا کی کہ شہر کے اندر تک ہر طرف اس کے ساتھیوں نے لوٹ مار مچادی پھر ینی
چری مفسدوں کا جرگہ بھی اس کے ساتھ ملگیا اور "کڑھا کریلا نیم چڑھا" ہوگیا۔ بیچارہ رامز پاشا
اپنے سرپرست بیرقدار کی موت کے باعث کچھ بھی ان کمبختوں کا تدارک نہیں کرسکا اور آخر
وہ استعفا دیکر عہدہ امیرالبحری سے الگ ہوگیا۔ ادہر مفسد محمد آغا نے سید علی کو "بروسہ" بلوا کر
امیرالبحری پر قائم کردیا اور سلطان کو بھی چار و ناچار اس ناقابل مگر مفسد اور نکما شخص کو امیرالبحر
رکھنا پڑا جس نے بحری قزاقوں کے طرز پر عامل ہونے کے باعث ترکی بحری قوت کا قلع
کر ڈالا وہ سلطان کے حسب منشا کسی جدید نظام پر عمل ہی نہیں کرتا تھا اور پہلے اس کی لڑائی
میں شکست کھا کر بھاگنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ قابل اور کارروان ماتحت افسروں کی رائے سے
مخالفت کرکے یہ خود بلائیں جا پھنسا تھا اور جب اُن بیچاروں نے جان جوکھم اٹھا کر اُسے
قتل ہونے سے بچایا تو اس نے اُنہیں کو مجرم ٹھیرا کر سزائے موت دلوا دی مگر آخر کار اس
شیطان سیرت نے ۱۲۲۴ھ میں اپنی کرتوت کی پوری سزا پائی اور معزول کرکے قرہ حصار کو

جلا وطن کر دیا گیا جس کے بعد بحری محکمہ کو اِس خبیث اور اس کے مفسد ینی چری چیلوں کے وجود سے بالکل نجات مل گئی۔ اور پھر چرخہ جی علی پاشا قایم مقام صدر اعظم منصب امیرالبحری پر ممتاز ہوا جو دراصل ایک مصری امیر الفی بک کے غلاموں میں سے تھا اور یوسف ضیا پاشا ترکی سپہ سالار کے ساتھ مصر سے آستانہ علیہ کو آیا تھا۔ جن دنوں اسکو ترکی بیڑہ کی کمان سپرد ہوئی ہے اُندنوں روسی بیڑہ نے سواحل بحیرہ اسود پر آفت نازل کر رکھی تھی اور ترکی تجارت کو نہایت سخت نقصانات پہنچا کر تباہی کے قریب پہنچا دیا تھا۔

سنہ ۱۲۲۳ھ میں ایک انگلش جنگی بیڑہ چار جہازوں کا آیا جس نے آبنائے ڈارڈ نلز سے باہر لنگر ڈالا اس بیڑہ پر صلح کرنے کے لئے انگلش سفیر آئے تھے اور جب اُنہوں نے معاہدہ صلح کی سلسلہ جنبانی کی تو وزرائے دولت نے طول طویل مباحثہ کے بعد یہ خیال کر کے "کہ صلح کے طلبگار سے جنگ کرنا بڑی غلطی ہے" آخر مین ایک معاہدہ کر لیا جسمیں بارہ دفعات قائم کی گئی تھیں اور اُسکا ماحصل یہ تھا کہ تبادلہ اسیران جنگ ہوجائے اور انگلستان تمام ترکی علاقوں کو جنپر اُس نے قبضہ کر لیا ہے خالی کر دے اور وہاں جسقدر سامان جنگ ہے اُسے بھی چھوڑ دے، چنانچہ اس معاہدہ پر جانبین کے دستخط ہوگئے اور پھر تجارتی تعلقات بدستور سابق قائم ہوگئے ÷

دولت علیہ اور روس کی مابین دوبارہ جنگ کا شروع ہونا

سنہ ۱۲۲۴ھ میں امیرالبحر چرخہ جی علی پاشا عثمانی بیڑہ کو لیکر بحیرہ اسود میں اس نیت سے گیا کہ روسی جنگی جہازوں کو وہاں سے نکالدے۔ اس بیڑہ میں تیرہ مختلف وضع وجسامت کے جنگی جہاز تھے مگر خرابی یہ تھی کہ امیرالبحر مذکور اور اُس کے دیگر ماتحت افسر سب بحری جنگ کے قواعد سے بالکل نابلد اور کورے تھے نہ فوج ہی قواعد دان تھی کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں قابل افسروں کو سید علی پاشا سابق امیرالبحر کی نظر عنائت نے ہلاک کر دیا

تھا اور رہے سہے لوگ فتنوں اور شورشوں کے دوران میں ہلاک و برطرف ہو گئے اب تو جسقدر فوج یا افسر جہازوں پر مامور ہوئے تھے سب بالکل اجنبی اور جاہل محض تھے جب کسی کو پڑھنا لکھنا ہی نہیں آتا تھا تو علم ہیئت و ہندسہ اور علم نجوم وغیرہ کی کیا خاک مہارت ہوتی جسپر جہاز رانی کا دارومدار ہے۔ بہرحال جب یہ بیڑہ مقام کستنجہ میں پہنچا تو تین روسی جنگی جہاز غیر ملکی نشان اڑاتے ہوئے اسکو ملے اور اسنے انہیں نکل جانے دیا چنانچہ وارنہ پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ ابھی تین روسی جہاز اس بندرگاہ میں سے گئے ہیں جو یہاں سے دو ترکی جہازوں کو جلا کر اور انکے سپاہیوں کو گرفتار کر لیگئے ہیں۔ غرضکہ کپتان کی نادانی اور افسروں کی ناقابلیت نے یہ رنگ دکھایا کہ ایک روسی جنگی جہاز جو اسے مخالف ہوا کے تھپیڑوں میں پھنسکر ترکی بیڑہ کے حلقہ میں آپھنسا تھا وہ بھی ان سے گرفتار نہ کیا جا سکا اور صاف بچکر نکل گیا چنانچہ جب اسطرح ناکام و بے نیل مرام یہ بیڑہ آستانہ علیہ میں واپس آیا تو سلطان نے جیرندہ جی کو معزول کر کے اس کی جگہ حافظ علی پاشا کو امیر البحر کے منصب پر مامور کیا۔

۱۲۰۲ھ مطابق ۱۷۸۸ء میں ترکی بیڑہ دوسری مرتبہ بحیرہ اسود میں گیا اور اس نے ایک روسی جنگی جہاز گرفتار کرنے کے علاوہ مقام وارنہ کو روسی سپاہ کے نرغہ سے نجات دلائی جو اس کے محاصرہ کے لئے آئی تھی مگر چونکہ ان دنوں ترکی بیڑہ کی حالت بہت خراب تھی اس لئے روسی بحری قزاق راستہ میں اس سے آمادہ جنگ ہو کر لڑتے رہتے تھے چنانچہ ان مشکلات کو جھیل کر وہ فصل خراب ہی میں آستانہ علیہ کو واپس آگیا اور کوئی کارنمایاں نہ کر سکا۔ بعد ازاں سنہ ۱۲۰۲ھ میں غورہ محمد پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور اس کی وفات کے بعد خسرو محمد پاشا اس منصب پر فائز ہوا۔ یہ شخص گرجی نسل کا تھا اور یہ سنہ ۱۲۲۰ھ میں عثمانی بیڑہ کو بحیرہ اسود میں لیگیا۔ ان دنوں روسی بیڑہ گرجستان کے سواحل پر گشت لگاتا تھا اس لئے ترکی بیڑہ سینوپ اور سواحل بحیرہ باسفورس پر گشت لگاتا رہا۔ اور دونوں بیڑوں میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

ترکی بری سپاہ کی کارگذاریاں اور معاہدہ

بخارسٹ

سنہ ۱۲۲۴ھ ترکی بحری قوت نے جو کچھ کیا اسکا حال تو آپ پڑھ چکے اب بری قوت کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ اُس نے روسیوں کے مقابلہ پر کیسے ہاتھ دکھائے۔ مصطفیٰ پاشا بیرقدار کی وفات کے بعد صدر اعظم کا عہدہ یوسف ضیا پاشا کو ملا تھا اور وہی اس جنگ میں حکومت عثمانیہ کا سپہ سالار تھا مگر وہ روسی سپاہ کو آگے بڑھنے سے روک نہ سکا چنانچہ روسیوں نے شہر اسماعیل اور سلسترہ پر قبضہ کرلیا اور علاقہ جات ادبسجق، نیکوپولی، بنارجق، اور، ہزارگروڈ پر بھی سنہ ۱۲۲۵ و سنہ ۱۲۲۶ھ کے عرصہ میں تسلط حاصل کرلیا۔ اِن متواتر ناکامیابیوں نے یوسف ضیا پاشا کو عتاب سلطانی کا مستوجب قرار دیا اور وہ تہاون کی علت میں کورٹ مارشل کرکے معزول بنایا گیا پھر اُس کی تمام جائداد ضبط کرکے اُسے دیمتوقہ کی جانب جلاوطن کردیا گیا۔ اور وزارت عظمیٰ کا منصب لازغمر پاشا کو تفویض ہُوا جس نے صوبہ روتیلیا میں ترکی افواج کی کمان ہاتھ میں لیکر ساٹھ ہزار کی جمعیت سے روسیوں پر حملہ کیا اور اگست سنہ ۱۲۲۷ھ میں شکست دیکر پسپا ہونے پر مجبور بنادیا روسیوں نے مقام اوتیجق کو ویران کرنے اور شہر میں آگ دیدینے کے بعد خالی کردیا اور اسی اثناء میں فرانس نے متوسط بنکر صلح کرادینی چاہی مگر سلطان محمود خان نپولین کے اُس معاہدہ سے بیحد ناراض تھا جو اُس نے حکومت روس کے ساتھ تقسیم مملکت عثمانیہ کے لئے کیا تھا اسواسطے سلطان نے فرانس کی بات نہیں مانی اور جنگ کو باوجود اس کے کہ فتوحات سے بھی کچھ نفع نہیں ملتا تھا جاری رکھا۔ یہ انجام بدکا دھڑکا جلانے والی حالت بہت خطرناک تھی مگر خداوند کریم نے یکایک اس مشکل کو غیبی حفاظت سے اس طرح حل کردیا کہ دولت علیہ کو بہ نسبت فرانس کا توسط مان لینے کے بہت کچھ فائدہ رہا اس کی صورت یہ ہوئی کہ روسی حکومت کی نپولین سے بھی بگڑ گئی۔

کیونکہ روس نے معاہدہ ٹلسیٹ کی چند شرطیں پوری نہیں کی تھیں جنکا مدعا یہ تھا کہ روسی حکومت اپنے بندرگاہوں سے انگریزی تاجروں کو نکالدے اور جب روسی حکومت نے اس پر کچھ بھی عملدرآمد نہیں کیا تو نپولین نے جھنجلا کر ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۱۲ء میں دوبارہ روس پر حملہ کر دیا اور نہائت زبردست فوج کے ساتھ اُس کی سرحدوں پر آگیا۔ روسی حکومت کو اس موقع پر بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ دولت عثمانیہ سے صلح کر کے اپنی تمام طاقت نپولین کے مقابلہ پر صرف کرے اور اُدھر سے صلح کی تحریک ہوتے ہی دولت علیہ نے بھی غالب آفندی کتخدا صدر اعظم کو مع دیگر معتمد افسروں کے با اختیار سفیر صلح بنا کر ارسال کیا اور شہر بخارسٹ میں معاہدہ صلح لکھدیا گیا جس کی شرطیں دولت عثمانیہ کے لئے بہت ہی مفید تھیں۔ اس معاہدہ کے حسب منشا جو (۱۷) جمادی الثانی ۱۲۲۷ھ کو مکمل ہؤا تھا، افلاق اور بغدان کے دونوں صوبے ترکی کے ماتحت ہو گئے اور حسب سابق اُسی کی اطاعت میں آ گئے، اور صوبہ سرویا کو بھی چند حقوق کے ساتھ باب عالی کا ماتحت رہنا پڑا۔ صلح ہو چکنے کے بعد بری فوجیں اور جنگی بیڑے سب استنبول میں واپس آ گئے اور سلطان محمود دوم نے یہ موقع غنیمت سمجھکر بغداد اور آدین کے صوبوں کی اندرونی بغاوت فرو کرنے اور سلطان سلیم سوم کے شروع کئے ہوئے مفید کاموں کو انجام تک پہنچانے پر کمر باندھ لی کیونکہ ینی چریوں کی بغاوت اور روسی جنگ نے اُن باتوں کو التوا میں ڈالدیا تھا ⁂

ترکی مورخین کی رائے عثمانی بحری قوت کی بابت

مشہور ترک مورخ اور مصنف چلپی[۱] اپنی کتاب "تحفۃ الکبار فی اسفار البحار" میں ایک پُرجوش عثمانی کی طرح جو اپنے ملک وملت کا دلی ہواخواہ اور حامی ہو دولت علیہ کی

[۱] کاتب چلپی۔ ایک مشہور ترک مورخ اور عالم ہے اس نے ۱۰۶۸ھ میں وفات پائی، اسکی مشہور تاریخی کتاب اور دیگر کئی ایک اعلیٰ کتابیں اُسکی تصانیف میں شمار ہوتی ہیں۔ کشف الظنون اور جہان نما وغیرہ اسکی بہت عمدہ تصانیف ہیں۔

بحری قوت کی نسبت بہت زبردست مضمون لکھا گیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ بحری قوت ہی وہ رکن اعظم ہے جس کے استحکام پر دولت علیہ کو اپنی توجہ اور طاقت صرف کرنا چاہیئے کیونکہ اگر اس بات کا خیال نہ بھی کیا جائے کہ سلاطین آل عثمان کے ساتھ سلطان البرّین و خاقان البحرین کا معزز لقب منضم ہوتا ہے تو اس بات کا پاس رکھنا بیحد ضروری ہے کہ اس کے اکثر محروسہ ممالک جزیروں اور ساحلی مقاموں کا مجموعہ ہیں خاصکر دار الخلافت قسطنطنیہ دو دریاؤں کے مابین واقع ہونے کے باعث اس امر کا محتاج ہے کہ اُنکی حفاظت کے لئے ہر وقت ایک زبردست جنگی بیڑہ جہازات اُس کی حراست کرتا رہے اور اُس کی بحری قوت تمام دنیا پر فائق ہو۔ یہی وجہ تھی کہ سلف کے سلاطین عظام ہمیشہ بحری قوت کی درستی اور برتری کو مقدم تصور کرتے اور اسے اپنی کامیابی کا گر سمجھتے رہے پس یہ امر نہایت مذموم ہے کہ اس طرف سے توجہ ہٹالیجائے بلکہ ضروری اور اشد ضروری ہے کہ اس قوت کو ہمیشہ مکمل اور زبردست رکھنے کی کوئی امکانی کوشش ترک کیجائے دوسرا ترک مؤرخ شانی زادہ[1] بھی کاتب چلپی ہی کے قدم بقدم چلا ہے اور اس بارہ میں لکھتا ہے "میں اس بات کو دیکھکر سخت متاسف ہوتا ہوں کہ قوم کے اکثر ممتاز اور سربر آوردہ لوگ اپنی مجلسوں میں دولت علیہ کی بحری قوت کو فضول قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدت سے جنگی جہازوں کا بیڑہ کوئی فائدہ دینے کی جگہ لاکھوں روپے ماہوار مصارف کا بار خزانہ عامرہ پر ڈال رہا ہے۔ افسوس جن لوگوں کو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ خلیفۃ الاسلام کو اپنے لقب خاقان البحرین کی عظمت قائم کرنے کیلئے اُس پر فرض ہے۔ کہ اپنی ساری طاقت جنگی جہازوں کی تکمیل و اضافہ میں صرف کرے تاکہ اُس کی بحری قوت کا پایۂ اعتبار بڑھے۔ وہی لوگ اُلٹے جنگی بیڑہ کو معدوم اور دار الصناعۃ کے مصارف کو بند کردینے کی رائے دیتے ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ سلاطین آل عثمان نے ان بُری راؤں کو ہرگز نہیں سُنا اور وہ ہمیشہ بحری قوت کی درستی پر مائل رہے" جو لوگ دولت علیہ پر

[1] اسکا نام محمد عطا زادہ آفندی تھا، اور ترک مورخین میں شمار ہوتا ہے۔ بحالت جلا وطنی ۱۲۴۲ھ میں فوت ہوا۔ علم طب میں اس کی نادر تصانیف بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں +

ایسی لغو نکتہ چینی کرتے ہیں شاید انہوں نے دولت برطانیہ عظمیٰ کے حالات بچشم غور نہیں دیکھے
کہ وہ محض اپنی بحری قوت کے بل بوتے پر آج دنیا کی زبردست ترین حکومت بنی ہے
اور اپنے مختصر جزیرہ کی حفاظت کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے زرخیز ملکوں کی مالک ہو گئی
ہے اور چونکہ اس کی عظمت و رفعت کا حقیقی باعث بھی بحری قوت ہے اس لئے اس کے
اہل قلم اور مورخین ہمیشہ سلطنت و قوم کو اس قوت کی زیادتی پر مائل کرتے رہتے ہیں۔
خداوند کریم مورخ چلپی کی روح پر رحمت نازل کرے جس نے اپنی شیریں بیانی اور
قوت تحریر کے ذریعہ ایسی کار آمد حقیقت کا انکشاف کیا اور ایسی مفید و کار آمد
رائے تحریر کر گیا جو آج تمام دنیا کی نظر میں وقعت پا سکتی ہے۔ فی الواقع بڑی ضرورت
ہے کہ ہماری پیاری حکومت عثمانیہ اپنی بحری قوت اور جنگی بیڑہ کی حد سے زیادہ محتاج ہے
اور جبتک اسکا تکملہ نہو گا وہ کبھی اپنے قلمرو کے ساحلی مقامات اور ان کثیر التعداد جزائر کو
جو بحر سفید، بحر احمر، خلیج فارس، اور بحیرہ اسود، میں واقع ہیں محفوظ نہیں رکھ سکتی۔
سلطان محمود خان دوم سے ایک صدی قبل جب سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت عین شباب
کے عالم میں تھی اور اس میں کوئی سستی یا کاہلی نہیں پیدا ہوئی تھی تو نہ صرف آستانہ علیہ
کے دار الصناعۃ میں جہاز سازی کا کام جاری رہتا تھا بلکہ اکثر ساحلی مقاموں میں ایسے کارخانے
موجود تھے جنمیں عمدہ جنگی جہازوں اور کشتیوں کی تعمیر و مرمت کا عمل جاری تھا۔ بحر آرکی پیلگو
میں جزیرہ آستانبکوئی کے روبرو بودوم کے گھاٹ میں غلیون کی وضع کے جنگی جہازات
بنتے تھے، ایشیائے کوچک کے ساحل کرمیدان اور اکثر بحیرہ اسود کے ساحلی مقاموں
میں فرقاطہ جہازوں کی تیاری کے کارخانے موجود تھے مگر اسکے بعد ایک عرصہ تک یہ کارخانے
بالکل بند پڑے رہے لیکن ۱۲۳۲ھ میں سلطان نے امیر البحر ایریچ ایللی احمد پاشا کو، جو
محمد خسرو پاشا کے بعد وزیر بحر مقرر ہوا تھا حکم دیا کہ دونوں مذکورہ بالا مقاموں کے کارخانوں
سے جہازات تیار کرائے چنانچہ ان دونوں کارخانوں نے تھوڑے عرصہ کے اندر ایک
غلیون اور دو فرقاطہ جہاز بنا کر تیار کر دیئے اور انپر ملاحوں اور سپاہیوں کا تعین کیا گیا۔
پھر ۱۲۳۶ھ میں یعنی جن دنوں حسین پاشا امیر بحر مقرر ہوا تھا استنبول کے دار الصناعۃ

میں بہت سے جنگی جہاز بنکر تیار ہوئے اور شہر سنیوب میں بھی دو فرقاطہ جہاز بنے، انکے علاوہ ایک بڑا غلیون جہاز بھی اسی مقام میں بننا آغاز ہوا اور فرمان سلطانی صادر ہوا کہ جہاز سازی کے قابل لکڑی بکثرت جنگلوں سے کٹوا کر منگائی جائے پھر سنیوب کے کارخانہ جہاز سازی کو دو اور جدید فرقاطہ جہازوں کی تیاری کا حکم ملا۔ غرضکہ اس طرح بہت کم عرصہ میں دولت علیہ کی بحری قوت از سر نو درست و مستحکم بنگئی +

سلطان محمود دوم کا وہابیوں کی بغاوت فرو کرنے پر متوجہ ہونا:-

فرقہ وہابیہ کے ظہور اور اُن کے سرزمین عرب میں آفت برپا کرنے کے حالات ہم پہلے لکھہ چکے ہیں اور جب سلطان محمود نے دیکھا کہ اس جماعت کیوجہ سے مسلمانوں میں نا اتفاقی کا زور ہو رہا ہے تو اُس نے عزم مصمم کر لیا کہ اس خبیث جماعت کو برباد کر کے دم لیگا۔ لیکن سلطنت کی موجودہ حالت اُسکو ترکی عساکر کی کافی مقدار سرزمین عرب کی جانب روانہ کر سکنے سے مانع آئی تو اُس نے مرحوم محمد علی پاشا حاکم مصر کو سنہ ۱۲۲۲ھ میں فرمان بھیجا کہ وہ وہابیوں سے لڑکر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو اُن سے واپس لے، اور خدیو موصوف نے بخوشی اس فرمان کی تعمیل پر کمر باندھی چنانچہ اُنہوں نے بولاق کے کارخانہ جہاز سازی کو نئے جہازات تیار کرنیکا حکم دیا اور جب جہازات تیار ہو گئے تو بندرگاہ سوئز سے اُن پر فوجوں کی روانگی کا اہتمام کیا گیا۔ محمد علی پاشا کو ایک تردد اس موقع پر اور بھی تھا وہ یہ کہ اُمراے ممالک کی حالت مخدوش تھی اور خدشہ تھا کہ اُس کی غیر حاضری میں یہ لوگ بغاوت و فساد برپا کر کے ملک کو تباہ کرینگے لہذا اُس نے ایک حیلہ سے تمام مملوک امیروں کو قلعہ قاہرہ کے ایک جلسۂ عام میں طلب کیا اور جسوقت اُنکی تعداد مکمل ہو گئی۔ تو ایکدم سے اُنہیں قتل کر دینے کا حکم دیدیا۔ فوج پہلے ہی سے تیار کر رکھی تھی جو غافل اور بدقسمت مملوک امیروں پر گولیاں برسانے لگی اور چشم زدن میں وہ سب مر کر ڈھیر

ہو گئے صرف دو شخص اُن میں سے زندہ بچے ایک احمد بک ابراہیم بک کبیر کا داماد اور دوسرا امین بک جو پیچھے سے آیا تھا اور قلعہ کے اندر سے بندوقین چلنے کی آواز سُنکر ہوشیار ہو گیا اس لئے بھاگ نکلا اور ملک شام کی طرف چلا گیا۔ یہ واقعہ ۵ صفر ۱۲۲۶ھ کو ہوا تھا۔ محمد علی پاشا اس کارروائی کے بعد حکومت مصر کی جانب سے اپنا اطمینان کر کے ملک عرب پر حملہ کرنے کو تیار ہو گیا اور اپنے فرزند توسن پاشا کی ماتحتی میں مصری سپاہ کی کافی تعداد ارسال کی جس نے پہلے مدینہ منورہ کو وہابیوں کے ہاتھ سے چھین لیا اور پھر مکہ مکرمہ کی جانب بڑھا۔ لیکن طائف کے قریب وہ وہابیوں کے نرغہ میں پھنسگیا، محمد علی پاشا کو یہ حال قاہرہ میں معلوم ہوا تو وہ فوراً ماہ شعبان ۱۲۲۷ھ میں مکہ مکرمہ جا پہنچا اور شریف غالب امیر مکہ کو گرفتار کر کے پہلے اُسے ملک مصر کی طرف روانہ کر دیا جہاں سے وہ سلانیک کو بھیجا گیا اور وہیں تا دمِ مرگ نظر بند رہا۔ پھر محمد علی پاشا نے شریف یحیٰی بن سرور کو شریف غالب کی جگہ امیر مکہ بنا کر پھر وہابیوں کی خبر لی اور کئی معرکوں میں اُنہیں شکست دیکر اُن کے ہاتھ سے متعدد مقامات چھین لئے۔ (۱۹) ربیع الثانی ۱۲۲۹ھ کو وہابیوں کا سرغنہ سعود فوت ہو گیا اور اسوجہ سے وہابیوں کی قوت ٹوٹ گئی جس سے حج کا راستہ مامون ہو گیا اور اس سال بہت سی خلق خدا نے حج کا فریضہ بآرام تمام ادا کیا۔ خود محمد علی پاشا نے بھی مع اپنی تمام سپاہ کے حج کر لیا اور اس کے بعد ماہ رجب ۱۲۳۰ھ میں وہ مصر کو واپس آگیا +

جس اثنا میں محمد علی پاشا مکہ مکرمہ سے وہابیوں کو نکال رہا تھا اور اُنکی قوت و شوکت توڑ کر اُنہیں پسپا کرتا جاتا تھا اُسی عرصہ میں اُس کے فرزند توسن پاشا نے صوبہ نجد پر حملہ کر دیا اور شہر درعیہ جو وہابیوں کا مرکزی مقام تھا فتح کر لینا چاہا توسن پاشا نے شہر رس پر تسلط کر کے وہابیوں کو کئی ایک زبردست شکستیں دیں تو وہ گھبرا گئے اور اُنکے جدید سرغنہ عبداللہ بن سعود نے جو سعود کی وفات کے بعد باپ کی مسند پر متمکن ہوا تھا صلح کی درخواست پیش کی توسن پاشا نے یہ شرط پیش کی کہ وہابی لوگ اُن تحائف کو واپس کر دیں جو وہ حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لوٹ لائے ہیں اور شہر درعیہ کو خالی کر دیں تو صلح منظور ہے اور

ایک تحریر محمد علی پاشا کی بھی آگئی جسمیں لکھا تھا کہ ابن سعود کو استنبول جاکر سلطان سے انتہا اطاعت کرنے کی تاکید کیجائے ورنہ بصورت انکار تلوار کو حَکَم قرار دینا چاہئے مگر ابھی ان شرائط کی منظوری طرف ثانی سے نہیں آئی تھی کہ خاص ملک مصر کی شورش نے توسن پاشا کو وہاں جانے پر مجبور کر دیا اور یہ معاملہ یوں ہی ناتمام رہ گیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد محمد علی پاشا نے بماتحتی اپنے فرزند اکبر ابراہیم پاشا کے ایک زبردست فوج شوال ۱۲۳۱ھ میں روانہ کی جس نے بندرگاہ ینبع سے نجد کی طرف پیش قدمی کر کے وہابیوں کو پسپا کرنا شروع کر دیا اور بزور شمشیر شہر درعیہ میں داخل ہو کر ۱۲۲۳ھ میں وہ سب شرطیں پوری کرالیں جو توسن پاشا نے اب سے ایک سال قبل منوانی چاہی تھیں، حجرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب تحائف وہابیوں سے واپس لیلئے گئے، جنمیں تمام مرصع بجواہر چیزیں اور وہ اعلیٰ درجہ کا موتی بھی تھا جسکو کوکب دری کہا جاتا تھا چنانچہ یہ سب تحائف پھر بدستور روضہ مطہرہ میں داخل کر دئے گئے اور عبداللہ بن سعود آستانہ علیہ کو بھیجدیا گیا جہاں اُسے قتل کر دیا گیا اسی طرح وہابیوں کی بیخکنی ہو کر ملک حجاز میں امن و امان قائم ہوگیا۔ ابراہیم پاشا ان امور سے فراغت پاکر مظفر و منصور ۱۲۳۵ھ میں مصر کو واپس آیا اور جس دن وہ شہر قاہرہ میں داخل ہوا ہے اُس روز بڑی شان و شوکت کا جلسہ منایا گیا تھا*

درہ بکلر کا استیصال اور تپہ دلنلی علی پاشا کا قتل کیا جانا:-

۱۲۳۶ھ و ۱۲۳۷ھ۔ دولت علیہ کو روسی جنگ کی اُلجھن اور فتنہ وہابیہ کی آفت سے خلاصی ملگئی تو اُس نے جاگیردار امیروں کا اقتدار مٹانے کی طرف توجہ کی جنکی ذات سے آئندہ سخت خرابیاں پیدا ہونیکا احتمال ہو چلا تھا ان امراء کو درہ بکلر کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا۔ سلطان نے پہلے تو کئی امیروں کو قتل کر دیا اور اس بارہ میں کسے کوئی سخت دقت کا سامنا نہیں ہوا لیکن یانیہ کا حاکم تپہ دلنلی علی پاشا جو ارنود (البانوی) ترکوں کا ایک شریف خاندان امیر اور بڑا مدبر و دلیر بھی تھا اُس کی بربادی مشکل نظر آئی کیونکہ اول تو وہ اس صوبہ

پر چالیس سال کے عرصہ سے حاکم رہتا آیا تھا دوسرے یہ کہ اُس نے یانیہ، یکی شہر، سلانیک اور مناستر، وغیرہ مقامات میں بہت کچھ جائداد و املاک بنالی تھی جسکی وجہ سے وہ دولت وثروت کے علاوہ عزت وقوت کا مرکز بنگیا تھا جنوبی رومیلیا میں اُسکا رسوخ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ کوئی اُسکو مقابلہ پر سر نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ پچھلی روسی جنگ میں اور فرانس کے مصر پر قابض ہو جانے کے وقت اُس نے دولت علیہ کی نمایاں خدمتیں بھی انجام دی تھیں جسپر خوش ہوکر سلطان نے اُس کو اور اُس کے بیٹوں کو حسب لیاقت رتبے اور نشانات بھی مرحمت کئے تھے اور جزیرہ نماے موریا کے اضلاع مع اُس کے قرب وجوار کی اراضیوں کے اُسے بطور جاگیر عطا کر دئے تھے اسمیں شک نہیں کہ سیاسی امور کی حیثیت سے ابن پاشا نے دولت علیہ کی نہائت قیمتی خدمتیں انجام دی تھیں اور جو کچھ اقتدار اُسکو ملا وہ اُسکا حقیقی مستحق تھا لیکن اسی کے ساتھ وہ اپنی رعایا پر سخت جور وستم کیا کرتا جو ایک ناپسندیدہ بات تھی۔ اُس نے اپنی جاگیر کا علاقہ سرسبز وآباد بنانے کی کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑی تھی، سڑکیں نکالنا، نہریں بنوانا، زراعت اور تجارت کو فروغ دینا، یہ سب امور ہمیشہ اُس کے مدنظر رہتے تھے اُس نے ایک باقاعدہ فوج دس ہزار سپاہیوں کی بطور خود مرتب کر رکھی تھی اور اس طرح موریا کے مفسد یونانی باشندوں کا دم بند کر رکھا تھا کہ وہ کبھی سر نہ اُٹھا سکتے۔ حکومت علیہ بھی ان شائستہ خدمات کی قدر فرماتی اور ہمیشہ اس پاشا کے ساتھ نرمی اور سلوک سے پیش آتی یہانتک کہ علی پاشا کا کتخدا پاشو بک اُس کے پاس سے بھاگ کر آستانہ علیہ میں آگیا اور اُس نے وہ مخفی راز سلطان پر ظاہر کر دئے جو اُس کے آقا علی پاشا اور حالت آفندی کتخدا ے وزارت کے مابین تھے جو اُس وقت سب سے بڑے بارسوخ رکن دوبار کے مابین تھے چنانچہ اب سلطان کی نگاہیں علی پاشا کی طرف سے پھر گئیں اور اسی کے بعد علی پاشا بھی کچھ ایسا حد سے بڑھ چلا کہ وہ خود مختاری کی ہوس میں صوبۂ یانیہ، جزیرہ نماے موریا، علاقہ ترحالہ، ایپرس، اور ساتوں یونانی جزیروں کا مستقل حاکم بننے پر آمادہ ہوگیا۔ اُس نے اس بارہ میں نپولین بوناپارٹ سے امداد طلب کی اور اپنے آپ کو اُس کی اعانت میں سرگرم رہنے کا خواہاں ظاہر کیا۔ یہ خبر سلطان کو ملی تو اُس نے فوراً جزیرۂ موریا کے حاکم خورشید پاشا کو سپہ سالار بنا کر اوائل

سنہ ۱۲۳۶ھ میں ایک جرار سپاہ تپہ دلنلی علی پاشا کی سرکوبی پر مامور کی اور اس سپاہ نے اُسے چاروں طرف سے گھیر کر قلعہ یانیہ میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا - جب علی پاشا قلعبند ہوگیا تو سرعسکر خورشید پاشا نے اس کے حالات کی رپورٹ باب عالی میں ارسال کی اور وہاں سے قطعی حکم آگیا کہ اس باغی کو جہاں پاؤ قتل کر دو - اسی اثنا میں علی پاشا نے سرعسکر کے پاس پیام صلح بھیجا اور اطاعت ماننے پر آمادہ ہوگیا اور جب وہ حسب الطلب سرعسکر کے پاس آیا تو سرعسکر نے اُس کے قتل کا حکم دکھا کر فوراً اُسے گرفتار کرالیا اور پھر اُسکا سر کاٹ کر آستانہ علیہ کو روانہ کیا - مگر اب ایک نئی خرابی پیدا ہوگئی یعنی موریا کے مفسد یونانی باشندے علی پاشا سے اسقدر ڈرتے تھے کہ اُسے "یانیا کا بڈھا شیر" کہا کرتے تھے - اُنکو اس کے قتل کر دئے جانے کی خبر ملی تو اُنہوں نے عام بغاوت برپا کردی جسکا حال آگے بیان ہوتا ہے +

یونانی بغاوت اور موریا کی لڑائیاں

یونانی ممالک کے پہاڑی اور غیر آباد مقامات ہونے کے باعث شورہ پشتی اور قتل و غارت وہاں کے باشندوں کی گھٹی میں پڑگئی تھی اس مرتبہ بھی اُنہوں نے دولت علیہ کے مقابلہ پر آنے کی نیت کی تو اُن کے سرغناؤں نے پہلے باہمی سازش سے متحدہ قوت فراہم کی اور پھر بارہویں صدی ہجری کے آخری زمانہ میں دول یورپ کی شہ پاکر سنہ ۱۱۸۲ھ میں اُنھوں نے عام شورش برپا کردی - مگر یہ زمانہ دولت علیہ کی قوتوں میں ایسی کمی ہوجانیکا نہ تھا کہ وہ ان باغیوں کی سرکوبی سے عاجز آجاتی اس نے بھی محسن زادہ محمد پاشا کو حاکم موریا بنا کر انکی سرکوبی کا حکم دیا اور محسن زادہ کے بعد حسن پاشا الجزائری یہاں کا حاکم مقرر ہوا یہ دونوں سردار بڑے دلیر اور لائق تھے اس لئے یہ بظاہر شورہ پشتوں کو دبا لینے میں کامیاب ہوگئے اور رومیوں کو بجز سکون و صلاحیت اختیار کرنیکے اور کچھ نہ بن آیا پھر اسکے بعد انہیں اطراف میں تپہ دلنلی علی پاشا کا سکہ جم گیا اور اُس نے رومیوں کی نکیل ایسی کڑی کردی کہ وہ تمام سرکشی بھولے رہے ، شاید اسی قوم کی بددعاؤں کا

اثر تھا کہ علی پاشا نے مدت تک دولت علیہ کی مخلصانہ خدمت ادا کرنے کے بعد آخر عمر میں ایسا باغیانہ منصوبہ گانٹھا جو اُس کی تمام خواہشوں کو زمین کے اندر دفن کرا دینے کا باعث بنا اور باغی رومیوں کو کُھل کھیلنے کا موقع ملگیا۔ علی پاشا کا قتل ہونا تھا کہ جزیرہ نمائے موریا میں اس سرے سے اُس سرے تک ایک آگ فساد و بغاوت کی مشتعل ہو پڑی اور اُن کی فری میسنری خفیہ انجمن "هیٹریا"[1] Hetairia اس آگ کو اور بھی بھڑکاتی تھی اس انجمن کا مرکز شہر "ویانا" تھا اور اس کی سرپرستی روسی حکومت کرتی تھی اس کے ممبر بظاہر یونانی نوجوانوں کو تعلیم و تربیت دینے کے بہانے سے اُنکو درپردہ پولیٹیکل چال کی کامیابی کیلئے فتنہ و فساد برپا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور وہ ممبر بڑے بڑے درجہ کے رومی امراء اور پادری تھے جنکی سکونت روسی ممالک اور والیشیا کے علاقوں میں تھی اور ترکی قلمرو کے باشندے بھی انمیں شامل تھے اس انجمن نے آتش فساد کا پہلا شعلہ والیشیا (ملکتین) کے صوبہ میں بھڑکایا جسمیں "ایلقو پاشا" افلاق کا حاکم قتل ہوا اور یہ بات ۱۲۳۶ھ میں پیش آئی ✦

پھر جسوقت دولت عثمانیہ نے علاقہ ملکتین کی شورش مٹانے پر توجہ کی تو یکایک جزیرہ موریا کے تمام یونانی باشندے اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہاں کے مسلمان باشندوں نے بھاگ کر شہر و دیہات سے قلعوں میں آکر پناہ لی۔ باغیوں کا زور بڑھا اور خارجی اعانت نے اُنکو اسلحہ اور سامان جنگ سے بے فکر بنا دیا تو وہ ترکی قلعوں کا محاصرہ کرکے بہت سے

[1] یہ نام جس کے معنے "اتحاد و اخوت" ہیں دو انجمنوں پر بولا جاتا تھا اور دونوں یونانی تھیں مگر پہلی انجمن جو شہر ویانا میں قائم ہوئی تھی اُسکا مقصد یونان کی قدیم عمارتوں کی تلاش اور اُنکا تحفظ تھا اور آخر میں اُسکا صدر مقام شہر "ایتھنز" قرار پایا۔ اور دوسری خفیہ انجمن تھی جو اس مقام پر ہماری مقصود ہے اُسکا غایہ تھا کہ یونان والوں کو ترکوں کی ماتحتی سے آزادی دلائی جائے اور تمام شاہان، شہزادگان و امرائے یورپ اُسکے سرپرست تھے خود زار روس اُسکا صدر انجمن اور حامی تھا۔ اور اُسکے ممبروں سے سخت قسم لیجاتی تھی کہ وہ اپنا تمام زر و مال انجمن کو دیکر اپنی جان اُس کی تعمیل مقصد پر قربان کر دینگے اور کبھی اُسکا راز ظاہر نہ کرینگے اسکی ایک شاخ خاص قسطنطنیہ میں بھی تھی اور تمام ترکی قلمرو میں یہ خفیہ کام دوائی، روز بروز ترقی کرتی گئی۔ ۱۸۱۴ء میں [illegible] بغاوت کا [illegible] ✦

چھوٹے چھوٹے مورچوں پر قابض ہو گئے۔ باغیوں نے علاقہ جات طرابلیجہ، ناپولی، اور، کردوس، کا اپنی شورش کی تمام مدت تک محاصرہ قائم رکھا اور ارکان سلطنت عثمانیہ کو اس وقت تک مخفی انجمن ہیٹریا کی کارروائیوں کا مطلق علم نہ تھا یہاں تک کہ خورشید پاشا نے جزیرہ موریا سے علی پاشا کا مقابلہ کرنے کیلئے یانیہ کی جانب کوچ کیا تو وہ اپنے خاندان اور گھر کے لوگوں کو صوبہ کے صدر مقام طرابلیجہ میں ہی چھوڑ گیا تھا اور غلطی سے اُس نے وہاں محافظ سپاہ کی کافی مقدار اور سامان جنگ و رسد بھی نہیں رہنے دیا تھا اس لئے طرابلیجہ کا قلعہ محفوظ نہ تھا۔ ابتدائے بغاوت میں ترکی حکام کی غفلت اور سہل انگاری نے باغیوں کو کئی معرکوں میں کامیاب ہو جانے دیا تو اُن کے دل بڑھ گئے اور پھر تو جن مقاموں میں بغاوت کی آگ دبی پڑی تھی وہ بھی شعلے مارنے لگی۔ مفسد یونانی مسلمان باشندوں کو بڑی بیدردی سے قتل و غارت کر رہے تھے، عورتیں، بچے، بوڑھے، اور معذور لوگ بھی اُنکی بے دردی اور ظلم کے شکار بنتے تھے۔ جزائر آرکی پیلیگو اور جزیرہ آتنہ، فارسالی، اور تر حالہ تک بھی شورش کی آگ پھیل گئی تھی، کوسہ محمد پاشا اور بہرام پاشا دونوں یکے بعد دیگرے جزیرہ نمائے موریا کی گورنری پر مامور ہوئے اور بغاوت کو ذرا بھی فرو نہ کر سکے۔ بندلی علی پاشا کی تدبیریں بھی ناکام رہیں، پھر حالت آفندی کی کوششوں سے سید علی پاشا سابق وزیر اعظم جزیرہ موریا کا سرعسکر مامور ہوا لیکن اُس کی تمام فوج رستہ ہی میں کٹ کر برباد ہو گئے اور وہ اپنے مقام ماموریت تک بھی پہنچ نہ سکا۔ اس امر سے بغاوت کی آگ اور تیز ہو گئی اور باغیوں کے حوصلے حملہ سے زیادہ بڑھ گئے، اُنہوں نے محصور قلعوں کو دبانا شروع کیا اور آخرکار طرابلیجہ پر قبضہ کر کے خورشید پاشا اور کوسہ محمد پاشا کی بیویوں اور بچوں کو جو وہاں موجود تھے گرفتار کر لیا۔ باغی یونانیوں نے شہر مذکور میں تین دن تک بڑی سنگدلی کے ساتھ قتل عام جاری رکھا اور بلا تمیز عورت و مرد، بچوں اور بوڑھوں، سب کو قتل کر کے گھروں کو لوٹ لیا۔

خورشید پاشا اس عرصہ میں یانیہ کا مسئلہ طے کر چکا تھا اور علی پاشا کے قتل کر دینے سے اُس کو حکومت کی نگاہوں میں بہت کچھ عزت و منزلت حاصل ہو چکی تھی، چونکہ وہ حالت آفندی کا ہمخیال تھا اس لئے وہ بھی بندلی علی پاشا کی بابت وہی رائے رکھتا تھا جو اُس کی نسبت

حالت آفندی نے قائم کی تھی مگر خورشید پاشا کو یہ دیکھکر کمال مایوسی ہوئی کہ اُس نے اور اُس کے یار غار حالت آفندی نے تبہ دلنی علی پاشا کے جن بے شمار خزانوں کی امید باندھ رکھی تھی وہ محض خام خیالی تھی - علی پاشا کے خزانوں میں صرف اسقدر نقد ملا جو موریا کی فوج کے صرف دو ماہ کا خرچ ہو سکتا تھا۔ سید علی پاشا اپنی ناکامی کے باعث سرعسکر کے منصب سے الگ کردیا گیا اور وہ درامہ لی محمود پاشا کے ماتحت رہا جو اُس کے بعد افواج موریا کا سرعسکر متعین ہوا تھا۔ محمود پاشا نے ماہ شعبان ۱۲۳۷ھ میں پچیس ہزار سپاہی ساتھ لیکر موریا کی جانب سفر کیا جہاں پہنچکر چند روز بعد ہی اُسکا انتقال ہو گیا اس لیئے وہ کوئی کام نہ کر سکا - ۱۲۳۷ھ کے ماہ رجب میں ساقز کی بحری جنگ پیش آئی جسکا بیان بحری حالات کے ضمن میں کیا جائیگا اور ۱۲۳۸ھ میں اناپولی کا ضروری بحری قلعہ دشمنوں کے قابو میں چلا گیا - مورخین لکھتے ہیں کہ اس بغاوت میں ابتدا سے ابتک جتنی ہزیمتیں ترکی افواج کو اٹھانی پڑیں اور دولت علیہ کو جسقدر زحمتیں پیش آئیں یہ سب حالت آفندی کی خباثت کا نتیجہ تھا کیونکہ اُسنے اپنے دشمن تبہ دلنی علی پاشا کو جلد تر تباہ و غارت کرنے کے خیال سے بلا اندیشہ انجام ہر طرف سے فوجوں کو سمیٹکر اُس کے مقابلہ پر روانہ کر دیا تھا اور اسی وجہ سے جزیرہ نمائے موریا کی بغاوت رد کنے کا انتظام جیسا چاہیئے ابتدا میں نہو سکا اور وہ بڑہتی چلی گئی حالانکہ حالت آفندی کے امکان میں تہا کہ وہ بغاوت کو بہت جلد فرو کرادیتا اور اُن مقاموں کی سپاہ جہاں بغاوت کا ذور تہا نہ ہٹاتا - لیکن مرضی الٰہی میں کیا چارہ ہونے والی بات ہو کر رہی - تاہم چونکہ خداوند کریم عادل و قہار ہے اس لیئے وہ اپنے بندوں پر دنیا میں ظلم کرنے والوں یا اُن کے حقوق تلف کرنے والوں کو بہت جلد سزا دیدیا کرتا ہے چنانچہ اُس نے حالت آفندی کی اس غفلت و خود غرضی سے ناخوش ہو کر صدر اعظم حمداللہ پاشا کو اُس کی سرکوبی کیلئے مامور کیا اور اس وزیر نے حالت کو بحالت تباہ قونیہ کی طرف جلا وطن کرادیا پھر سلطان سے اُس کے قتل کا فرمان لیکر اُسی طرح اُسکا سر کٹوا ڈالا جس طرح اُس نے تبہ دلنی علی پاشا کا سر کٹوانے میں سلطان کو بھڑکا کر حکم حاصل کیا تہا - حالت آفندی کے قتل کئے جانے کی خبر خورشید پاشا کو ملی تو وہ اس قدر پریشان اور خائف ہوا کہ اُسی دن بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور یکی شہر میں بماہ ربیع الاول ۱۲۳۹ھ

خورشید پاشا حالت آفندی کا گہرا دوست اور اُسکا رازدار تھا اور ان دونوں کی ملی مار نے سلطنت کا سخت نقصان پہنچا کر بندگان خدا کی جانیں تلف کی تھیں اس لئے انکو اپنے کئے کی سزا مل گئی - خورشید پاشا کی وفات کے بعد اُس کی جگہ جلال پاشا حاکم بوسینیا کو سرعسکر افواج موریا متعین کیا گیا مگر وہ بھی اُدہر جاتے ہوئے راستہ ہی میں مرگیا، اُدہر وارسہ نی محمود پاشا کی بھی وفات ہوچکی تھی - اس لئے موریا کی فوج کے ماتحت افسروں نے دفع الوقتی کے طور پر صدور احکام سلطانی کے وقت تک احمد ادیب پاشا کو قائم مقام سرعسکر منتخب کرلیا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ وہ بھی دو دن بعد ہی سخت بخار میں مبتلا ہو کر دنیا سے سفر کر گیا، غرضکہ اب موریا میں کوئی سپہ سالار باقی نہیں رہگیا تھا اور بغاوت بدستور برپا تھی - آخر دولت علیہ نے کئی ایک نئی فوجیں اور متعدد سپہ سالار پے در پے روانہ کئے جنکی وجہ سے حدود یونان پر بہت سے سپہ سالار اور نامور افسر جمع ہو گئے اور گو اُن سبھوں نے ہمت و شجاعت سے کام لیا لیکن بغاوت کی آگ ذرا بھی فرو نہوئی اس لئے کہ اُس کے شعلے بسرعت تمام ملک کے ہر گوشہ میں بھڑکتے جاتے تھے - ایک جگہ ذرا دہیمی ہوتی تو دوسری جگہ ترقی پکڑ جاتی اور اُسپر طرہ یہ تھا کہ ینگچری سپاہ کے فرقے جو باغیوں کے مقابلہ پر بہیجے گئے تھے عین جنگ و پیکار کے موقع پر افسروں کے احکام نہیں مانتے تھے اور سرکشی پر آمادہ ہو جاتے تھے - انہی وجوہ سے ایتھنز اور میسولونگی کے دونوں شہر بھی باغیوں کے قبضے میں چلے گئے اور موریا کی حالت بدستور ابتر و غیر مامون بنی رہی - یہانتک کہ سنہ ۱۲۳۹ھ میں غالب پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا - یہ شخص بڑا مشہور مدبر اور بہادر تھا عہدہ وزارت پانے سے قبل مدتوں میر منشی رہچکا تھا اور اسوجہ سے اُسکو سلطنت کے داخلی اور خارجی امور کی پوری واقفیت حاصل تھی - اُس نے عنان وزارت ہاتھ میں لیتے ہی محمد علی پاشا حاکم مصر کے نام فرمان صادر کیا کہ بہت جلد مصری سپاہ کو ممالک یونان کی طرف ارسال کرے، محمد علی پاشا نے فرمان سلطانی کی فوراً تعمیل کی اور دولت علیہ نے اُس کے فرزند رشید ابراہیم پاشا کو جو وہابیوں کے قلع قمع کرنے میں نام پاچکا تھا موریا کی فوجوں کا سپہ سالار مقرر فرمایا - (سنہ ۱۲۳۹ھ) اور رشید محمد پاشا کو سنہ ۱۲۴۲ھ میں رومیلیا کا سپہ سالار بنایا گیا یہ شخص پہلے خورشید پاشا کے

ساتھ ہی رہ چکا تھا اور علاقہ تھسالی کے باغیوں کی سرکوبی میں کامیاب ہوا تھا۔ اس سپہ سالار نے اپنی سپاہ کو مقام یکی شہر میں درست کرنے کے بعد پیش قدمی کرکے شہر میسولونگی کا محاصرہ کرلیا اور یہ تو ادہر مصروف تھا دوسری جانب ابراہیم پاشا مصری فوجوں اور جنگی بیڑہ کے ساتھ متون اور ناوارین کے دو بحری قلعوں کو غنیم سے واپس لیکر اس بات میں کامیاب ہوا کہ اپنی سپاہ قورون اور فلاماطہ کے بندرگاہوں میں خشکی پر اُتار دے اور اس کے بعد اُس نے چند ہفتوں ہی کے عرصہ میں تمام صوبہ موریا باغیوں کے ہاتھ سے واپس لے لیا۔ پھر وہ خشکی کے راستے سے شہر پایہ بادرہ کی جانب چلا اور سرعسکر رشید محمد پاشا سے جا ملا جو میسولونگی کا محاصرہ کئے تھا۔ ابراہیم پاشا کے آچکنے کے بعد امیر البحر خسرو پاشا بھی عثمانی جنگی بیڑہ لیکر ایپسرہ، اور سقسام، کے دو جزیروں پر حملہ آور ہوا جہاں کے باشندوں نے باغیوں کی اعانت کی تھی اور سنہ ۱۲۴۱ھ میں انکو سزائیں دیکر میسولونگی کی طرف رُخ کیا جسکا محاصرہ خشکی کی طرف سے ابراہیم پاشا اور سرعسکر رشید محمد پاشا کر رہے تھے اور اس نے بیڑہ کے ساتھ دریا کی سمت سے محاصرہ ڈالدیا غرضکہ ان تینوں وزیروں کی قابل تعریف کوششوں سے میسولونگی کا مستحکم شہر اوائل سنہ ۱۲۴۱ھ میں فتح ہوگیا اور اب تمام جزیرہ موریا سے بغاوت کی قطعی بیخکنی ہوگئی ۔

میسولونگی کے فتح ہونے تک ان تینوں مذکورہ بالا افسروں میں بہت اعلےٰ درجہ کا اتحاد قائم تھا مگر اُس کی فتح ہوتے ہی چونکہ خسرو پاشا امیر البحر محمد علی پاشا حاکم مصر کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا تھا اور اُسوقت سے اُسکا دشمن چلا آتا تھا لہذا اب اُس نے محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا کے ساتھ بُرائی کرنے اور انتقام لینے کی تدبیر شروع کی اور ہر بات میں اُس کی مخالفت کرنے کے ذریعہ سے اُس کی کوششوں کو ناکام بنانے پر تُل گیا۔ ابراہیم پاشا بھی اُس کی مخالفت دیکھکر اُسی طرح پیش آتا رہا اور اب یہ صورت ہوگئی کہ دونوں کی رپورٹیں ایک دوسرے کے خلاف باب عالی میں پہنچا کرتی تھیں۔ سلطان کو خوف پیدا ہوا کہ دونوں افسروں کی باہمی نااتفاقی کہیں پھر آتش بغاوت بھڑک اُٹھنے کی موجب نہو اور تمام کی کرائی ہوئی محنت برباد جائے لہذا اُس نے اپنا ایک معتمد افسر دونوں کو باہم مصالحت کرادینے کیلئے روانہ کیا۔ مگر اُسی عرصہ میں خسرو پاشا نے مصری جہازوں کو سامان رسد لانے سے روک کر ابراہیم پاشا کو دق کر رکھا تھا اور

یہ خبر محمد علی پاشا نے سُن لی تھی چنانچہ اُس کی درخواست خسرو پاشا کی شکایت میں سلطان کے پاس پہونچی اور سلطان نے اسکا یہ انتظام کیا کہ خسرو پاشا کو موریا سے واپس طلب کر کے آبنائے ڈارڈنلز کی محافظت پر مامور کر دیا تاکہ وہ آستانہ کے نزدیک موجود رہکر سلطان کو ینی چری سپاہ کی سرکوبی کرنے میں مدد دیسکے اور ابراہیم پاشا کو بیس ترکی جہاز عطا فرما کر موریا کی برّی اور بحری فوجوں کا سپہ سالار اعظم بنا دیا۔ اس کے بعد بڑھے سرعسکر رشید محمد پاشا نے مقامات قارتی ایلی، اینہ بختی، اور، لیوا کڈیا، کو بھی فتح کر کے شہر ایتھنز کا محاصرہ کر لیا، اور اُس میں بزور شمشیر داخل ہو کر یونان کی آتش بغاوت سرد کر دی اس فتح سے کریٹ میں جو شعلے بغاوت کے اُٹھ رہے تھے وہ خود بخود دب گئے اور ترکوں کو عام مسرّت حاصل ہوئی کہ اب یونانی شورش کا خاتمہ ہو کر امن و امان قائم ہو گیا ہے خاصکر اُنکی مسرّت اس لئے اور بھی زیادہ ہو رہی تھی کہ ۱۸۲۶ء میں سلطان محمود دوم نے ینی چری سپاہ کو تباہ و ہلاک کر کے نیا فوجی سسٹم قائم کیا اور اس طرح اہل ملک کو ظالم ینی چریوں کے دست ظلم سے چھڑا دیا تھا جسکا حال آگے چلکر بیان ہوگا ÷

بغاوت یونان کے زمانہ میں بحری لڑائیاں

قدیم زمانہ میں یونانیوں کو بحری لوٹ مار اور رہزنی میں بڑی شہرت حاصل تھی وہ اسقدر شاطر اور ایسے اعلیٰ درجہ کے ملّاح تھے کہ ایک نامی بحری افسر نے اُنکی بابت کہدیا کہ "وہ ایتو ملک بربر کے ساحلی مقامات سے بھی کئی درجہ بڑھکر بحر آرکی پیلیگو میں جہاز رانی کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس سمندر کے سواحل پر جہازوں کا قیام کرنا اور پھر صحیح سلامت بچے جانا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ پہاڑی چٹانوں کے اوٹ میں بحری قزاقوں کی کشتیاں گھات لگائے رہتی ہیں اور جہاں اُنہوں نے تجارتی جہازوں کو آتے دیکھا فوراً اُسپر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ ان بحری قزاقوں نے جزیروں کے رہنے والے لوگوں سے بھی میل کر رکھا تھا اور اُن کو مال غنیمت کا حصّہ دیتے رہتے تھے جسکے باعث وہ کوئی شکار دیکھتے ہی خاص نشانات کے ذریعہ سے اُن قزاقوں کو خبر کر دیتے کہ مال ہاتھ جانے نہ پائے۔ اور بعض اوقات جب

اِن لیٹروں کو مدد کی حاجت ہوتی تو یہی چند علامتوں کے ذریعہ سے اہل جزائر کو اپنی اعانت کیلئے طلب کر لیا کرتے تھے۔ یونانی قزاق کسی جہاز کو پکڑ پاتے تو اُسے دور دراز کے کسی جزیرہ میں لیجا کر اُس کے تمام مسافروں کو اکثر قتل کر دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو اُنکی حرکتوں پر آگاہی نہ حاصل ہو سکے اور بعض اوقات قید کر لیا کرتے یا جو چاہتے کرتے۔ ایک عرصہ دراز تک یہی حالت قائم رہی تو یورپ میں ایک تہلکہ مچگیا اور آخر کار ۱۸۲۷ء میں حکومتہاے انگلستان، فرانس، اور روس نے اپنے بحری افسروں کو حکم دیا کہ وہ جس یونانی جہاز کو پائیں بجز اُن جنگی جہازوں کے جو حکومت کے ماتحت ہوں اور سب کو بلا تامل گرفتار کر لیں +

بغاوت کے زمانہ میں یونانیوں کو بحری فتوحات میں اِس لئے اور بھی کامیابی ہوئی کہ دولت علیہ کے پاس اُسوقت بحری افسروں کا توڑا تھا اور ترکی جنگی جہاز بڑے بڑے اور بھاری تھے جو کھلے سمندر کے سوا تنگ گھاٹوں اور اوچھے پانی میں جنگی حرکت نہیں کر سکتے تھے اور یونانی قزاقوں کے جہازات بلکہ اُنکی مختصر کشتیاں سریع السیر تھیں اور تنگ سے تنگ بندرگاہ میں ہر طرح کی چلت پھرت دکھا سکتی تھیں کیونکہ اُنکی ساخت ہی اس لئے ہوئی تھی کہ اُن سے بحری لوٹ کا کام لیا جائے +

حقیقت یہ ہے کہ یونانیوں نے اِس بغاوت میں ایسی جرأت و ہمت کا اظہار کیا جو اُنکے کارناموں کو دوامی یادگار کے قابل بنا گئی۔ گو یورپ نے اُنکی دستگیری کی تھی اور تمام سرزمین یورپ سے اُن کے لئے چندہ، اسباب جنگ، اسلحہ، اور جہازات آتے رہتے تھے لیکن پھر بھی جانبازی کرنا اور اپنے آپکو غیر حکومت کے چنگل سے آزادی دلانے کیلئے جان پر کھیل جانا یونانیوں ہی کا کام تھا۔ بہت سے یورپ اور امریکہ کے امیر اور حکام یونانیوں کی مدد کیلئے اور اُنہیں باقاعدہ لڑانے کیلئے آگئے تھے اور آتش زبان شاعروں اور مقرروں نے یورپ کے دولتمندوں سے بڑی بڑی رقمیں یونانیوں کیلئے جمع کر لی تھیں۔ ہٹیاریا کی خفیہ انجمن کے ممبر باغیوں کی مالی امداد کیلئے تیار رہتے تھے اور اُنمیں ہمت کی روح پھونکتے جاتے تھے۔ اِس بغاوت سے پہلے ہی یونان والوں کے پاس بکثرت تجارتی جہاز موجود رہتے اور اُن کے جہازوں کی آمد و رفت بحر ایبیض متوسط کی ہر ایک

بندرگاہ میں رہتی تھی اور فرانسیسی تجارت کی اہمیت اُنکے مصر سے نکل جانے کے بعد سے یونانی تجارت کا حصہ بنگئی تھی، پھر جسوقت انگلستان نے نپولین اعظم کی مخالفت پر کمر باندہی تو اُسوقت بھی یونانی تاجروں کو خاص طور پر نفع حاصل ہوا چنانچہ ۱۸۱۵ء میں یونان کے صرف دو جزیروں ہیڈرہ، اور، اِپسترہ، کے لوگ چہ سو جہازوں کے مالک تھے جنپر تیس (۳۰۰۰۰) ہزار ملاح کام کیا کرتے تھے +

جن دنوں ترکی فوجوں نے علی پاشا کے مرکزی مقام یانیہ کا محاصرہ کیا ہے اُنہی دنوں علی پاشا کے خاص سولہ (۱۶) جنگی جہاز بندرگاہ پرویزہ میں لنگرانداز تھے جنکو ترکی بیڑہ کے خوف سے بحکم ولی پاشا فرزند علی پاشا اُن کے کپتان نے دہانہ بندرگاہ پر غرق کرکے ترکی جہازوں کی آمد کا راستہ بند کردیا تھا - علی پاشا کا جھگڑا ختم ہوگیا تو بغاوت یونان کا شعلہ بھڑک اُٹھا اور حکومت عثمانیہ کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا باغی اُن غرق شدہ جہازوں کو نکالکر اپنے کام میں لائیں اِس لئے نصوح زادہ علی بک ترکی بیڑوں کے ناخدا نے اُن کو نکالنا چاہا اور اپنی فوج کے لوگ اِس کام کے لئے کافی نہ پاکر باشندگان شہر سے مدد لیکر اُنکو ایکہی رات میں نکلوالیا جو بعد میں درست کرکے بیڑہ میں شامل کردئے گئے - مجمع الجزائر یونان کے بڑے حصہ میں گڑبڑ پھیل جانے کے باعث ضروری تھا کہ وہاں بغاوت کا زور ہونے کے قبل ہی انسداد کا انتظام کردیا جائے اور ترکی جنگی بیڑے بحر ابیض میں حفاظت راہ پر مامور کئے جائیں لیکن اندرونی خرخشے اِس طرح پیچھے پڑے تھے کہ دولت علیہ کو اِس طرف توجہ کرنے کی مہلت ہی نہ ملی - ترکی مورخین لکھتے ہیں کہ اِسی وقت افلاق اور بغدان کے صوبوں میں روسی حکومت کی تحریک سے بغاوت پھوٹ پڑی اور دولت علیہ اُن کی اصلاح میں اُلجھ گئی جس سے مجمع الجزائر یونان کی آتش فساد کو خوب اچھی طرح بھڑک اُٹھنے کا موقع ملگیا مگر جب دولت علیہ ان صوبوں کی بغاوت فرو کرچکی تو اُسے موقع ملا کہ نصوح زادہ علی بک کی ماتحتی میں ایک جنگی بیڑہ سواحل البانیا کی جانب روانہ کرے اور اُسکو ہدایت کی گئی کہ یونانی قزاقوں کی تیز رو اور مستحکم کشتیوں اور اُن کے زبردست جنگی اِغلش ونیع کے جہازوں سے بہت ہوشیار رہے جو جاملیجہ، صولیجہ، اور انیہ بختی، کے بندرگاہ میں موجود

ہیں پھر دولت علیہ کو ان یونانی جہازوں کے سواحل اناطولیا پر بہ غرض آجانیکا حال معلوم ہوا تاکہ وہ عثمانی جہازوں کو ملکی فوجیں لیجانے سے باز رکھیں اور تجارتی جہازوں پر ڈاکے ڈالتے رہیں +

علی بک کے ساتھ جسقدر جہازات تھے وہ سب ملکی وضع کے تھے اس لئے امیر بحر کو خوف پیدا ہوا کہ یہ بیڑا یونانیوں کے بیڑوں پر غالب نہ آسکیگا اور اسوقت دولت علیہ نے محمد علی پاشا حاکم مصر کو لکھا کہ وہ مصری جنگی بیڑہ ترکی بیڑہ کی امداد کیلئے جلد روانہ کرے اور چند جہاز جزائر روڈس اور ساقز کے گرد گشت لگاکر حفاظت راہ کی خدمت ادا کرتے رہنے پر بھی مامور کرے یہ انتظامات زیر تجویز ہی تھے کہ بوغجہ آطہ اور ساقز کے دونوں جزیروں کے لوگوں کی ایک درخواست آئی جسمیں انہوں نے کچھ فوج اپنے جزیروں کو ان یونانی جہازوں کی دست برد سے بچانے کیلئے طلب کی تھی جو ٹیلی، صولیجہ، اور ایپسرا وغیرہ جہازوں کے مابین گشت لگاتی رہتی تھی - اور دولت علیہ نے ان کے پاس کافی تعداد کی سپاہ ارسال کردی اور اس کے بعد ترکی بیڑہ بارہ چھوٹے بڑے جنگی جہازوں کا بماتحتی توبک زادہ علی بک روانہ ہوکر بحر ابیض کی طرف گیا - جزیرہ سیسام میں بغاوت کی ہوا چل پڑی اور اس کو بھی بڑھکر جزیرہ موتوش آطہ تک پہنچی تو دولت علیہ نے وہاں بھی ایک فوج ارسال فرمائی اور اسمٰعیل پاشا حاکم سنجق نیکدہ کو اس سپاہ کا افسر مقرر کیا، سیسام کے باغی تک کی تجارتی جہازوں کو راستہ میں لوٹ کر انپر جسقدر مسافر اور ملاح ہوتے سب کو قتل کر ڈالتے تھے اور اس طرح انہوں نے سیسام اور ساقز کے مابین دریائی راستہ بند کر رکھا تھا - اس کے علاوہ بحر ابیض کے تمام جزیروں میں شورش کی اشاعت دولت علیہ کو موریا کے قلعوں تک فوجی کمک اور سامان جنگ وغیرہ بھیجنے سے مانع تھی، اور یہ دقت بڑی مشکل میں ڈال رہی تھی لہذا پہلے اس بات کا انتظام کیا گیا کہ اناطولیا سے فوجی قوت طلب کرکے رومیلیا کے ساحل پر امور کیجائے اور اس طرح خشکی کے راستہ سے موریا تک رسد رسانی کا انتظام قائم ہو اور اس کے بعد دار الصناعہ کو بہت جلد عثمانی بیڑہ کی آراستگی کا حکم دیا گیا اور اس بیڑہ کی روانگی کا اہتمام کرنے کیلئے حمد اللہ

پاشا وزیر بحر کی صدارت میں جو بحری مجلس منعقد ہوئی اُس نے یہ تجویز قرار دی کہ بجائے بڑے جنگی جہازوں کے جو غلیون کی قسم سے ہیں صرف چھوٹے جنگی جہازات از قسم فرقاطہ، قرویت، اور، ابادیق، کو اناطولیا کے سواحل سے فوجیں لانے کی خدمت سپرد کیجائے - کیونکہ باغی یونانیوں کے جہازات اِس قسم کے عثمانی بیڑہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور پہلے جسقدر واقعات پیش آئے اُنکا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ یونانی جہازات ترکی جنگی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بھاگ نکلے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکے پاس ہلکی وضع کی کشتیاں ہیں جو بآسانی ساحل کے نزدیک تک جا سکتی ہیں اسلئے جب عثمانی بیڑہ میں بھی ایسی ہی ہلکے جہاز ہونگے جو مفرور باغیوں کا تعاقب کر کے ساحل تک اُنکی خبر لے سکیں تو وہ ایسے بیڑہ سے بہت گھبراتے ہیں، اِس مجلس نے اسپر بھی غور کیا تہا کہ آیا جزائر مغرب کے بیڑہ سے بھی اِس جنگ میں کام لیا جاسکیگا یا نہیں لیکن آخری رائے یہی قرار پائی کہ اُن سے کام لینا فضول ہوگا - کیونکہ وہ لوگ جدید فنون حربیہ بحری سے بالکل ناواقف ہیں - بہت سے ترک تاجروں کے تجارتی جہازات باربرداری وغیرہ کیلئے اِس جنگی بیڑہ کے ہمراہ کئے گئے اور حاکم رودس، والی مصر، اور جزائر غرب کے بحری افسروں کو بھی حکنامے ارسال ہوئے کہ وہ اپنے بیڑے ترکی بیڑہ کی اعانت کے لئے جلد تر ارسال کریں - ترکی دار الصناعت نے ایک نیا جنگی بیڑہ بنانا شروع کیا جسمیں تین فرقاطہ، اور تین ابریق، کشتیاں بحر ابیض میں گشت لگانے کی غرض سے شامل تہیں، ابھی یہ سب انتظامات جاری ہی تہے - کہ نصوح زادہ علی بک کمانڈر بیڑہ جہازات متعینہ سواحل موریا کی رپورٹیں اِس مضمون کی آگئیں کہ اب یہاں بغاوت کا زور ہو رہا ہے اِس لئے جلد تر جنگی جہازوں کی کمک آنی چاہیئے اور سامان رسد کی باربرداری کے جہازات بھی جنگی جہازوں کی حراست میں ارسال ہوں ورنہ رستہ میں یونانی دریائی لٹیرے اُنکو سلامت نہ آنے دینگے - اور اُس نے یہ بھی لکھا کہ ابتک نے اپنے جملہ ماتحت جہازوں کو اِس خوف سے اکٹھا کر لیا ہے کہ متفرق رہنے کی حالت میں اُنکو دشمنوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچنے کا خوف تہا اور جملہ قوت انیہ بختی کے بندرگاہ میں فراہم کر لی ہے یہیں سے دوسرے مقامات کی حراست کیا کرونگا - سر عسکر خورشید پاشا کی رپورٹیں بھی اِسی مضمون کی آئی تہیں اور بغاوت کا زور پر ہونا ظاہر کرتی تہیں - یونانی جہازوں نے ترکی تجارتی جہازات پر قتل و غارت کا

سلسلہ شروع کر دیا تھا یہانتک کہ چند یونانی جہازوں نے ایک مصر سے آنے والے جہاز کو پکڑ لیا جسپر سید محمد سعید آفندی قاضی مصر آ رہے تھے اور انکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اُن کے بہت سے ساتھی بھی قتل ہو گئے - یہ واقعہ وسط شعبان ۱۲۳۶ھ میں پیش آیا اور سلطان اس خبر کو سنکر بہت رنجیدہ ہوا، پھر اُس نے ایک فرمان کے ذریعہ سے کئی ایک تازہ جنگی جہاز اُس بیڑہ کی تقویت کیلئے ارسال کرنیکا حکم دیا جو بحر آرکی پیلیگو میں مجمع الجزائر یونان کی نگرانی پر مامور تھا اور محکمہ وزارت بحری نے اس حکم کی تعمیل میں بہت جلد آٹھ تجارتی جہازوں کو جنگی جہازات کی شکل میں تبدیل کر کے کارآمد بنا دیا ٭

اسی عرصہ میں ایک ترکی تجارتی جہاز کریٹ سے آتا ہوا آٹھ یونانی جہازوں کے نرغہ میں پھنس کر بربادی کے قریب ہو گیا تھا کہ قدرت الٰہی سے والی مصر کا بھیجا ہوا بارہ جنگی جہازوں کا بیڑہ بماتحتی داماد محرم بک آ پہنچا اور اُس نے یونانی جہازوں کو پراگندہ کر کے اُنہیں سے دو جہاز گرفتار بھی کر لئے - آستانہ علیہ میں اس بات کی اطلاع پہنچی کہ حاکم مصر نے دوسرا بیڑہ بھی اٹھارہ جنگی جہازوں کا ارسال کر دیا ہے تو عثمانی بیڑہ کو روانگی کا حکم ملا تاکہ وہ مذکورہ بالا مصری بیڑہ سے ملکر دونوں ایک ساتھ بندرگاہ پرویزہ کی طرف جائیں اور اُس عثمانی بیڑہ کو غنیم کے محاصرہ سے آزادی دلائیں جو بماتحتی نصوح زادہ علی بک کے وہاں بیکار پڑا ہے - عثمانی جنگی بیڑہ روانہ ہو گیا تو وہ آٹھ تجارتی جہاز جو اب جنگی جہاز کر لئے گئے تھے مع ایک فرقاطہ جہاز کے اُس کے بعد روانہ ہوئے - اسی مہینہ میں یونانیوں نے ایک ترکی جہاز قباق کی وضع کا گرفتار کر لیا تھا اور اُسپر جسقدر سپاہی اور ملاح تھے اُنہیں سے اکثر لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا - اسکا قصہ یہ ہے کہ وہ جہاز جزیرہ مڈللی کے مختصر بندرگاہ میں پھنس گیا اور دشمنوں نے اسکو ہر طرف سے محصور کر کے برباد کر ڈالا - جزیرہ جوندہ پر جو ترکی سپاہ اور بیڑہ ارسال کیا گیا تھا اُس کے افسر سید علی بک نے رپورٹ ارسال کی کہ جزیرہ کے باشندے مقابلہ پر آمادہ ہو کر فوج کو خشکی میں اُترنے نہیں دیتے گرچہ اس افسر کو پہلے ہی یہ حکم دیدیا گیا تھا - کہ سرکشی ظاہر کرنے والوں کو سزا دینے میں تامل نہ کرنا اور بعد اُس نے بیکار خط و کتابت میں وقت ضائع کیا لہٰذا وہ اپنے ماتحت بیڑہ کی کمان سے معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ بطرونہ

مختار بک کو دی گئی جسکی کمک کے لئے دو غلیون اور ایک فرقاطہ جہاز اور بھی ارسال کئے گئے +

ایک خرابی اور بھی تھی وہ یہ کہ بادبانوں اور اُن کے متعلق جس قدر چیزیں درکار ہوتی ہیں اُنکا بنانا یونانیوں کی ایجاد تھی اور وہ اس بارہ میں تمام بحری قوموں پر فوقیت لیگئے تھے۔ اس لئے دولت علیہ کو خوف پیدا ہوا کہ اگر ان لوگوں نے وقت پر کام چھوڑ دیا تو بڑی دقت پیش آئیگی چنانچہ اُس نے پیش بندی کی راہ سے پہلے ایطالیا کے لوگوں کو اس خدمت پر مامور کیا اور پھر اس سے بھی مناسب تدبیر یہ کی کہ مسلمانوں کو یہ کام سکھایا جانے لگا اور تمام عثمانی سواحل میں بذریعہ فرمان بھی حکم بھیجدیا گیا کہ آئندہ اس کام پر محض مسلمانوں کا تعین ہوا کرے۔ غرضکہ اس طرح پر دار الصناعۃ نے بہت کم عرصہ میں حسب ضرورت مسلمان کاریگر تیار کر لئے بلکہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سواحل عرب کے ملاح یورپ کے ملاحوں سے بھی کہیں بڑھکر ماہر ہوتے ہیں لہذا ترکی بیڑہ پر اسی گروہ کے لوگوں کو مامور کیا گیا اور پھر ترکی بیڑہ بلا خوف و خطر بحر ابیض متوسط کی نگرانی کرنے کے لئے روانہ ہوا +

محمد علی پاشا حاکم مصر نے نجیب آفندی قپو کتخدائے مصر کو لکھدیا تھا کہ سردست ۲۳ شوال ۱۲۳۶ھ کو اٹھارہ جنگی جہازوں کا بیڑہ بندرگاہ اسکندریہ سے طپوزاو غلو قپوجی باشی محمد آغا کی ماتحتی میں عثمانی جنگی بیڑہ کی شرکت کے لئے بجانب روڈس ارسال کردیا گیا ہے اور دوسرا بیڑہ اور تیار ہو رہا ہے جو مکمل ہوتے ہی بعد میں ارسال ہوگا۔ ترکی بیڑہ جو آستانہ علیہ سے روانہ ہوچکا تھا جزیرہ سیسام کے نزدیک پہنچا تو یونانی جہازات اُس کی صورت دیکھتے ہی بھاگ نکلے اور بطرونہ مختار پاشا اس بیڑہ کے کمان افسر نے فوراً اپنے ساتھ کے تجارتی جہازوں کو خشکی پر فوجیں اُتارنے کا حکم دیا تاکہ وہ جزیرہ کے باغیوں کو سیدھا بنا سکیں، ابھی فوجیں اُتر ہی رہی تھیں کہ مختار بک کو امیر البحر کا یہ حکم پہنچا کہ بہت جلد کپتان علی بک کے بیڑہ سے جا ملو۔ اور مختار بک نے اپنے ماتحت افسروں کو وہ حکم سُنا کر انہیں فی الحال لنگر اٹھا دینے کا حکم دیدیا غلطی یہ ہوئی کہ اُس نے جدید تجارتی جہازوں کی نگرانی اور امداد کے لئے ایک بھی جنگی جہاز باقی نہ چھوڑا اور نہ اسکا انتظار کیا کہ فوج اُتر جائے تو اُن جہازوں کو بھی ساتھ لے لے اسواسطے جب وہ چلا گیا تو یونانی جہازوں نے دوبارہ واپس آکر ان تجارتی جہازوں کو

گھیرلیا اور سخت لڑائی کے بعد بوجہ اس کے کہ ان جہازوں کے ملاح اور سپاہی ناتجربکار اور نئی بھرتی کے لوگ تھے آخر انکو گرفتار کرلیا اور جہازوں کو جلادیا - اور یہ نقصان مختار بک کی ناعاقبت اندیشی سے ہوا - مختار بک کو راستہ میں مصری بیڑہ بھی ملگیا اور وہ دونوں ملکر جارہے تھے کہ راستہ انکوئی کے نزدیک انکو ایک سو بادبانی کشتیاں ملیں مختار بک نے اپنے اور مصری بیڑہ کے ساتھ انکو بمقام بدردم محاصرہ میں لیلیا اور جب یونان والوں نے دیکھا کہ اب خلاصی مشکل ہے اول مرنا اور آخر مرنا تو انہوں نے ایک مایوسانہ حملہ کرکے چند ترکی جہازوں کو ہٹادیا اور اپنا راستہ نکالکر بھاگ نکلے - ورنہ سب پکڑلئے جاتے - ترکوں نے تعاقب اس لئے نہیں کیا کہ وہ بہت جلد بر ویزہ کو جانا چاہتے تھے - پھر جب مختار بک مقام بادرہ ہی میں قلی بک کے ساتھ جاملا تو اس نے ایک حصہ اپنے بیڑہ کا ان یونانی جنگی جہازوں کے مقابلہ کیلئے ارسال کیا جو بندرگاہ قالہ ایکسدی میں لنگرزن تھے اور ترکی بیڑہ نے ان کو جلاکر اٹھارہ توپیں اور بہت سا اسباب حرب غنیمت میں حاصل کیا - مورخین نے اس فتح کا سہرا یوسف پاشا متصرف بادرہ کے سر باندھا ہے مگر دولت عثمانیہ نے باوجود اس قدر جنگی جہازوں کی موجودگی کے ان سے کوئی قابل ذکر نفع نہیں اٹھایا اور یہ سب اسوجہ سے تھا کہ اس نے مدتوں سے بحری قوت کی طرف توجہ نہیں کی تھی اور صرف برّی سپاہ پر اپنی جنگی قوت کا دارمدار رہنے دیا تھا - پھر ماہ صفر ۱۲۳۷ھ میں دولت علیہ نے نصوح زادہ علی بک کو قبودان عام (امیرالبحر) اور وزیر بحر مقرر فرماکر اسے مملکت الجزائر کا حاکم بھی متعین کیا اور محمد پاشا کو بجائے ابیض کا محافظ اور سپہ سالار افواج بناکر دونوں کو بغاوت فرو کرنے کیلئے جزیرہ نمائے موریا کی طرف جانیکا حکم دیا۔

پچھلے بیانوں سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یونانیوں کے پاس بکثرت جہازات موجود تھے - اور اسی کے ساتھ انکو جہازرانی میں بھی نہائت اعلے درجہ کی مہارت حاصل تھی چنانچہ انہیں اسباب سے وہ عثمانی جنگی بیڑوں اور تجارتی جہازوں کو دبالینے میں کامیاب ہوئے اور کئی ایک ساحلی قلعے بھی فتح کرسکے ۱۲۳۷ھ کے ماہ جمادی الثانی میں یونانیوں کے ساٹھ جہاز مع ساٹھ ہزار سپاہیوں کے مقام سیسام سے جزیرہ ساقز پر حملہ آور ہونے کے لئے

آئے اور اپنی فوج کو خشکی پر اُتار دیا جس نے اٹھائیس دنوں تک قلعہ ساقز کا محاصرہ رکھا اور اس عرصہ میں متعدد مرتبہ حملے کر کے قلعہ لے لینا چاہا لیکن بہادر ترکوں نے مدافعت میں جان لڑا دی اور اعداء کو ناکام رکھا مگر ایک دقت یہ پیش آگئی کہ قلعہ کی محافظ سپاہ کے پاس گولی بارود کا ذخیرہ گھٹ چلا اسوقت ترکوں پر بالکل مایوسی چھا گئی تھی اور قریب تھا۔ کہ باغی کامیاب ہوجائیں لیکن رحمت الٰہی نے ترکی زبردست بیڑہ مع کمکی سپاہ کے بر وقت بھیجدیا جسکو دیکھتے ہی باغیوں کے جہاز بھاگ کر جزیرہ ساقز کے پیچھے روپوش ہو رہے اور بیڑہ نے محاصر باغیوں پر گولہ باری کر کے اُنہیں منتشر کر دیا اگرچہ اس جنگ میں باغیوں نے بھی ایک ترکی جہاز کو جو ساحل سے بہت نزدیک تھا جلا دینے میں کامیابی حاصل کی تھی تاہم جب اُنکی قوت منتشر ہو گئی تو نصوح زادہ علی بک قبودان ہمام نے آٹھ سو سپاہی مع کثیر سامان حرب و ضرب کے خشکی پر اُتار دئے اور قلعہ کے محصور سپاہیوں کو کمک پہنچا دی جس سے وحید پاشا محافظ قلعہ ساقز کو از سر نو قوت حاصل ہو گئی اور باغیوں کے جہازوں کو ہٹا ہوا دیکھکر وہ ترکی سپاہ جو جزیرہ چشمہ کے ساحل اناطولیا پر مجتمع ہو رہی تھی کشتیوں کے ذریعہ سے جزیرہ ساقز میں آپہنچی اور بہت جلد اس جزیرہ کو باغیوں کے وجود سے پاک کر کے یہاں امن و امان قائم کر سکی۔ انہیں دنوں قبودان پاشا اور وحید پاشا محافظ جزیرہ کے مابین کسی قدر ناچاقی پیدا ہو گئی جسکی وجہ یہ تھی کہ وحید پاشا ترکی جنگی بیڑہ کو جزیرہ ساقز ہی میں رکھنا چاہتا تھا اور قبودان پاشا کہتا تھا کہ اگر میں اس طرف مصروف رہا تو جزیرہ موریا کی بغاوت فرو کرنیکا کام یونہی پڑا رہجائیگا، چنانچہ جسوقت یہ دونوں سردار باہمی اتفاق کے ساتھ جزیرہ اپیسرہ کی بغاوت کا بھی خاتمہ کر چکے تو دونوں نے اپنی رپورٹیں الگ الگ باب عالی میں ارسال کیں اور دولت علیہ نے قبودان پاشا کی وجہ اور دلیل غالب پا کر اُسی کی بات مانی اس لئے وحید پاشا نے اپنے منصب سے استعفا دیا اور اُس کی جگہ عبدی پاشا نامی ایک دوسرا عہدہ دار متعین ہوا۔ اسی اثنا میں قبل اس کے کہ وحید پاشا جزیرہ [illegible] سے [illegible] جدید قائم مقام [illegible] پہنچے کپتان پاشا پر ایک ایسا سانحہ وارد ہوا جس نے اُس کی جان ہی لے لی اور وہ [illegible]

کیفیت حسب ذیل تھی :-

حادثۂ ساقز

یوم سہ شنبہ ۲۸ رمضان ۱۳۳۰ھ کو جس حالت میں کہ عثمانی بیڑہ بماتحتی نصوح جہزادہ علی بک بندگاہ جزیرہ ساقز میں استادہ تھا ایک غیر ملکی جنگی جہاز جس پر آسٹریا کا نشان اُڑ رہا تھا بندرگاہ میں داخل ہوا اور عثمانی بیڑہ سے فاصلہ پر لنگر ڈالکر اُسکا کپتان ترک امیر البحر سے ملنے کے لئے آیا جو اُندنوں بحری قوانین کے لحاظ سے ضروری تھا، علی بک قبودان پاشا نے اُسکو اپنے جہاز پر بلواکر اُس سے ملاقات کی اور آسٹروی کپتان نے دوران گفتگو میں کہا کہ وہ ایک دن آرام لیکر دوسرے دن چلا جائیگا - خیر وہ تو ملکر چلا گیا لیکن اُس کے جانے کے بعد ہی قبودان پاشا کے ہمراہی انجینیروں نے اُس کے پاس آکر کہا کہ ہمیں اس آسٹروی جنگی جہاز کی شکل و صورت پر کچھ اور شبہ گذرتا ہے اس لئے آپ حکم دیں تو ہم بحری اصول کے مطابق اس کی جانچ کرلیں کیونکہ دوران جنگ میں قانون ہمکو اجازت دیتا ہے کہ جس جہاز پر شبہ ہو اُس کی تلاشی لے لی جائے - مگر کپتان پاشا نے اُن کے کہنے پر ذرا بھی توجہ نہیں کی - پھر اُسی دن غروب آفتاب کے وقت وہ آسٹروی جنگی جہاز ایک مرتبہ لنگر اُٹھاکر چلتا بنا حالانکہ یہ امر اُس کے کپتان کی زبانی گفتگو کے بالکل مخالف تھا، اس بات کو دیکھکر اُن انجینیروں نے اور دیگر ماتحت افسروں نے پھر قبودان پاشا سے کہا کہ آپ بیڑہ کو تیار رہنے کا حکم دیدیجئے تاکہ کسی ناگہانی آفت کا بر وقت مقابلہ تو کیا جا سکے مگر علی بک کی کچھ ایسی شامت آئی تھی کہ اُس نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہا تم لوگ سخت ڈرپوک ہو اجی اگر دشمن آگ کا پتلا بھی ہوگا تو اپنے اندازہ ہی تک جلا سکیگا ہم کیا ایسے تر نوالہ ہیں کہ وہ ایکدم سے نگل ہی جائیگا - وہ لوگ خاموش تو ہو رہے لیکن اُنہیں یقین ہو چکا تھا کہ وہ جہاز یونانی تھا اور صرف عثمانی بیڑہ کی حالت کا پتا چلانے کو آیا تھا کہ کون کون جہاز کہاں کہاں کھڑا ہے کپتان پاشا کی غفلت اور نا عاقبت اندیشی کا اثر دوسرے افسروں پر بھی ہوا اور گو اُنکو کھٹکا ہوگیا تھا تاہم اُنہوں نے کسی قسم کی تیاری نہیں کی بلکہ بدستور بے فکری کے ساتھ آرام

کرتے رہے یہ لوگ اسی طرح غافل پڑے تھے کہ یکایک چھ گھنٹے رات گزرنے کے بعد یونانیوں کے "حراقہ" جہازوں نے عثمانی بیڑہ کو گھیر کر آگ برسانی شروع کردی اور کپتان پاشا ہی کے جہاز کو تاک کر گھیر لیا، دوسرے ماتحت افسروں پر ایسا خوف چھایا کہ انھوں نے کمان افسر کو یونانیوں کی آتش باری سے بچانے کی ذرا بھی جرات نہیں کی اور خاموشی کے ساتھ جنگ کی سیر دیکھتے رہے۔ کپتان کے جہاز میں آگ لگ گئی تھی اور اسکے قریب ہی ہوا کے رُخ پر جو دوسرا جہاز کھڑا تھا وہ بھی جلنے لگا تو کپتان پاشا نے ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہوکر بھاگنے کا سامان کیا لیکن اسی اثنا میں آگ کا اثر میگزین تک جا پہنچا اور اس کے اڑتے ہی جہاز پاش پاش ہوکر اڑ گیا۔ ایک ٹکڑا اس کشتی پر بھی پڑا جو کپتان اور اس کے ہمراہیوں کو ساحل کی طرف لیجا رہی تھی اور وہ سب مع کشتی غرق ہوگئے۔ صبح کے وقت کپتان پاشا کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی پائی گئی جو زبان حال سے اپنی غفلت وحماقت آمیز ضد کی سزا پر پہنچ جانے کا اظہار کر رہی تھی اور اسکو نکال کر ساحل جزیرہ میں دفن کیا گیا۔ اس حادثہ میں کپتان پاشا اور کئی ایک لائق انجنیروں کی جان جانے کے علاوہ ایک زبردست ترکی جنگی جہاز بھی غارت ہوا اور دوسرا جہاز غرق ہوگیا۔ نصوح زادہ علی بک کے بعد وحید پاشا نے تا صدور حکم سلطانی مختار بک کو قبودان عام کے منصب پر مامور کردیا۔ پھر بعد میں [illegible] قرہ محمد پاشا کو امیر البحری کا عہدہ ملا جو بالو بادرہ کے علاقوں میں گشت لگانے والے جہازات کی افواج کا سپہ سالار تھا اور محمد رجب کو مصری جہازوں کی مع جہازات جزائر مغرب کے کمان پر مامور کرکے یہ حکم دیا گیا کہ وہ عثمانی بیڑہ کو بالو بادرہ کے سمندر تک پہونچانے اور اسے جدید کپتان پاشا کے سپرد کردینے کے بعد خود جزیرہ کریٹ کی طرف رُخ کرے۔ مگر قرہ محمد پاشا اسقدر نالائق افسر ثابت ہوا کہ اس نے امیر البحر مقرر ہونے کے بعد نہ تو اُن علاقوں کی طرف کوئی توجہ کی جہاں لڑائی کا زور تھا اور نہ قلعہ اناپولی کو ضروری کمک پہنچائی جس سے وہ اپنی حفاظت کے قابل بن سکتا بلکہ وہ سب کو یونہیں چھوڑ کر مع بیڑہ کے آبنائے دارڈنلز کی طرف چلا آیا۔ سلطان نے اس کی کمینہ حرکت سے ناراض ہوکر اسے معزول کردیا اور [illegible] میں خسرو پاشا حاکم

طرابزون کو امیر البحر مقرر فرمایا +

سال مذکور کے ماہ شعبان میں خسرو پاشا بچاس فرقاطہ اور قردیت وضع کے جنگی جہازوں کا بیڑہ ساتھ لیکر بحرابیض کی طرف روانہ ہوا اور اُس کے بعد ہی ایک دوسرا عثمانی بیڑہ ایک دوبرج انبامل، چار قپاق، اور بیس فرقاطہ جہازوں کا بحیرہ اسود کی آبنائے کی حفاظت کے لئے بہیجا گیا - کاش اگر دولت علیہ ان تمام جہازوں کو ایک ساتھہ ہی سواحل یونان کی طرف بہیج سکتی تو اس میں شک نہ تہا کہ یونانی باغیوں کا چکنی بجانے میں قلع قمع ہو جاتا - خسرو پاشا سواحل موریا پر پہنچکر یہ دیکھنے کے بعد کہ باغیوں نے مندمن اور کوزل حصار کے علاقوں کو برباد کر ڈالاہے اپنے چند جہازوں کی درستی اور سامان رسد وغیرہ لینے کے واسطے مصری سمندر کا رُخ کیا - جسکا ذکر لطفی آفندی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے - پھر ۱۲۳۹ھ میں سلطان نے ایک فرمان ابراہیم پاشا فرزند اکبر محمد علی پاشا حاکم مصر کے نام اس مضمون کا صادر کیا کہ وہ بااختیار افسر کی حیثیت سے موریا کی بغاوت اگر فرو کرے یعنی اُسکو کسی کارروائی میں سلطان سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہوگی بر سر موقع جو مناسب نظر آئیگا اُسی کے مطابق کر گذریگا - یہ حکمنامہ ایک ترک بحری افسر حسین بک کی معرفت اسکندریہ کو بہیجا گیا اور اُس کے ساتھہ چند جنگی جہازوں کا بیڑہ بہی تہا - اور دوسرا حکم نامہ اُس بیڑہ جہازات کے نام جاری ہوا جو چشمہ لی خلیل بک کی ماتحتی میں بالوریا ذہ کے سمندر میں موجود تھا کہ وہ ابراہیم پاشا کی ماتحتی اور ہمراہی میں رہے - غرضکہ فرمان سلطانی موصول ہوتے ہی ابراہیم پاشا مع ایک زبردست جنگی بیڑہ اور جرار مصری سپاہ کے بندرگاہ اسکندریہ سے روانہ ہوگیا - اُس کی روانگی ماہ ذی القعدہ ۱۲۳۹ھ میں ہوئی تہی - راستہ میں اُسے قبودان خسرو پاشا کا بیڑہ بہی بدرودم کے نزدیک ملگیا جسکے سواحل موریا تک پہنچنے میں تاخیر کا سبب یہ ہوا تہا کہ جزیرہ سیسام کے نزدیک باغیوں کے جہازوں نے اُسپر حملہ کر دیا تہا اور خسرو پاشا نے اُنکو ہزیمت دیکر اُن کے کئی جہاز تباہ اور بہت سے گرفتار کر لئے تھے اور جب باغی یونانیوں نے انتقام کی غرض سے دوبارہ "حراقہ" جہازوں کے ساتھ ترکی بیڑہ پر حملہ کیا تاکہ وہ اُنکو

جلادیں تو خسرو پاشا اور اُس کے ماتحت افسروں کی ہوشیاری اور مستعدی نے کام دیا اور یونانی اپنے "حراقہ" جہازوں کو تلف کرا کے بھاگ نکلے۔ خسرو پاشا نے دیکھا کہ مصری بیڑہ بماتحتی ابراہیم پاشا کے آگیا ہے تو وہ چند جہازوں کا مختصر بیڑہ ساتھ لیکر بعض ضروری امور کی انجام دہی کے لئے آستانہ علیہ کو چلا گیا اور باقی جہازات بماتحتی مختار بک ابراہیم پاشا کی ہمراہی میں چھوڑ دئیے۔ ابراہیم پاشا بدرودم سے موریا کی طرف بڑھا تو جزیرہ ساقز کے نزدیک یونانی جہازات اُس سے بھی مقابل ہوئے مگر اُس نے سخت جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست دی اور یونانیوں نے پیٹھ دکھانے کے سوا کوئی نفع نہیں اٹھایا +

ابراہیم پاشا ناموافقت ہوا کے باعث آگے بڑھنے سے مجبور تھا اس لئے پہلے وہ بندرگاہ سودہ کو چلا گیا، اسی طرح چار مہینے کامل بسر کر کے آخر ماہ رجب سنہ ۱۲۴۰ھ میں بندرگاہ سودہ سے موریا کی طرف چلا۔ ابراہیم پاشا کے ساتھ چھ ہزار پیدل اور چھ سو سوار فوج تھی، چنانچہ وہ جزیرہ نمائے موریا کے سواحل پر پہنچا اور قلعہ متون کے نزدیک آیا تو اپنی سپاہ خشکی پر اُتار دی، باغی لوگ جو قلعہ ہائے متون اور قورون کا محاصرہ کئے تھے مصری سپاہ کو دیکھتے ہی بھاگ نکلے۔ ابراہیم پاشا کا آگے بڑھنا اس لئے ملتوی رہا کہ اُس کے باربرداری کے جہازات پیچھے رہ گئے تھے چنانچہ جب وسط ماہ رمضان میں وہ سب جہاز اُس سے آملے تو اُس نے موسم بہار کو قریب آتا دیکھکر تمام اُن مقاموں میں جہاں بغاوت پھیلی تھی ایک ساتھ جنگی کاروائی آغاز کر دی ابراہیم پاشا اپنے ساتھ کی بڑی فوج لئے ہوئے نادارین پر خشکی کی طرف سے بڑھا اور مصری اور ترکی بیڑوں نے دریائی سمت سے اُسکا محاصرہ کر لیا، دونوں طرف سے دباؤ پڑنے کے بعد باغیوں نے بہت کچھ لڑ بھڑ کر آخر قلعہ نادارین کو چھوڑ دیا اور مصری سپاہ نے اُس میں داخل ہو کر بہت سامال غنیمت حاصل کیا۔ سنہ ۱۲۴۰ھ کے ماہ شعبان میں محمد رشید پاشا سرعسکر رومیلیا نے شہر میسولونگی کا محاصرہ خشکی کی طرف سے کر لیا تھا اور امیر البحر خسرو پاشا اٹھارہ نوتعمیر جہازوں کا بیڑہ لئے ہوئے محمد رشید پاشا کو سامان جنگ اور خزانہ پہنچانے کے لئے آرہا تھا کہ اُسے اُبنائے اندیرہ سے گزرتے وقت چند باغیوں کے جہازات ملگئے اور اُس نے حملہ کر کے اُنکو پراگندہ کر دیا لیکن اس جنگ میں خسرو پاشا نے خود بھی نقصان

اُٹھایا یعنی باغی جہازوں نے اُس کے بیڑہ کا خزانہ بردار جہاز پکڑ لیا۔ غرضکہ اس مخمصہ سے بچکر ترکی بیڑہ بندرگاہ سیولونکی میں آگیا تو سامان رسد وغیرہ محاصر سپاہ کو پہنچا کر کپتان پاشا نے ضرر رسیدہ جہازوں کی مرمت بہی کرلی اور پہر وہ مصری جنگی بیڑہ سے جا ملا جسکا کمان افسر محرم بک محمد علی پاشا کا داماد تہا اور اب دونوں ساتہہ ملکر دوبارہ سیولونکی کی طرف بڑہے۔ دوسری جانب ابراہیم پاشا اپنی فوجکو لئے ہوئے مقام بادرہ میں آگیا تہا اور اُس نے سرعسکر پاشا سے اتفاق رائے کرکے خشکی کی طرف سے سیولونکی پر محاصرہ قائم کرنے کی تجویز طے کرلی تہی چنانچہ اُس نے بہت جلد یہ کارروائی مکمل کرلی اور اب خشکی میں مصری و ترکی افواج بماتحتی ابراہیم پاشا اور سرعسکر محمد رشید پاشا کے محاصرہ پر تُلی ہوئی تہیں تو دریا میں مصری اور عثمانی جنگی بیڑوں نے قلعہ سیولونکی کو گھیر رکہا تہا اور اس طرح محصور باغیوں کے پاس کمک اور رسد آنا بند ہوگئی تہی، یونانی جہازوں نے دو مرتبہ ناخنوں تک زور لگا کر چاہا کہ ترکی اور مصری بیڑوں کا محاصرہ توڑ کر کسی طرح محصورین کو کمک پہنچا دیں لیکن وہ ہر بار زک اُٹھا کر پسپا ہوئے پھر اسکے بعد تیسری مرتبہ چار یونانی جنگی جہاز پندرہ حراقہ کشتیوں کے ساتھ آئے اور اُنہوں نے چاہا کہ ترکی اور مصری بیڑہ پر حملہ کرکے قلعہ بند باغیوں کو سامان جنگ پہنچا دیں مگر اس مرتبہ بہی اُنکو ناکامی ہی کا منہ دیکہنا پڑا اور کئی یونانی جہاز برباد ہوگئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ ان یونانی جہازوں میں ایک دخانی جہاز بہی تہا۔ اور اس قول کی صحت کچہہ بعید از قیاس نہیں ہوسکتی کیونکہ اُن دنوں دخانی آلات کی ایجاد مکمل ہوچکی تہی اور بحری دنیا میں بہی اُنکا استعمال شروع ہوگیا تہا مگر ہنوز خال خال ہی دخانی جہاز بنے تہے اور انکی اشاعت بکثرت نہیں ہوئی تہی +

سیولونکی ملک یونان کا سب سے بڑہکر مستحکم اور دشواری سے فتح ہونے والا قلعہ تہا جغرافیائی موقع اُسکو ایسا نصیب ہوا تہا کہ شاذ و نادر ہی کسی مقام کو ملیگا۔ خشکی کی طرف سے اُس کے تینوں جانب بڑے بڑے پانی سے لبریز تالاب اور ترائی کے مقامات تہے۔ اور بحری ساحل پر ایک دریائی میل کی مسافت تک کیلئے چٹانوں کا سلسلہ سطح سمندر کے نیچے چھپا ہوا تہا، اور پہر اس کے چاروں جانب بہت سے جزیروں کا جہرمٹ تہا جنمیں سے

ایک چھوٹا سا جزیرہ اسیکلور نامی کئی ایک زبردست مورچوں سے قلعبند کر لیا گیا تھا، بہرحال مجموعی حیثیت سے اس قلعہ پر حملہ کرنا اور اس کی فتح کا خیال دل میں لانا "ہاتھی سے گنے مانگنے" کا مصداق تھا۔ ترکوں نے اس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ تو اُنکے سپہ سالار نے سب سے پہلے جزیرہ اسیلقوذ کے مورچوں کا لینا ضروری تصوّر کیا اور اسی وجہ سے اُنہوں نے بہت سی چھوٹی کشتیوں کا ایک جنگی بیڑہ تیار کر کے اُسے مسلح بنایا اور چیدہ چیدہ بہادر بحری سپاہی اور ملاح اُسپر مامور کئے۔ اس ہلکی اور تیز رفتار بیڑہ پر تیز چلنے والی توپوں اور منجنیقوں کی کافی مقدار رکھی گئی تھی اور خشمہ حسین بک ایک تجربہ کار بحری افسر اسکی کمان پر مامور ہوا تھا جس نے بڑی ہوشیاری اور آہستگی کے ساتھ اپنا بیڑہ بڑھانا شروع کیا پانی کا اندازہ لیتا اور چٹانوں کے ضرر سے بچتا ہوا یہ ترکی بیڑہ جزیرہ سے قریب ہوگیا تو باغی یونانیوں نے جان پر کھیل کر بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن ترکوں کا پلہ دلیری میں غالب رہا اور وہ (۱۵ رمضان ۱۲۴۰ھ) کو بارہ بجے دن سے پہلے ہی پہلے اُس جزیرہ پر قابض ہو گئے چونکہ مسیولونکی یونانی علاقہ جات کا سب سے مستحکم اور ناممکن الفتح قلعہ تھا اسواسطے باغی یونانیوں نے اپنا تمام قیمتی ساز و سامان اور اپنے بال بچوں کو بھی اسی قلعہ میں رکھا تھا اور یہی سبب ہے کہ ترکوں نے اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد بیشمار مال غنیمت حاصل کیا غرضکہ رفتہ رفتہ ترکی سپاہ نے تمام چھوٹے چھوٹے جزیروں کے یونانی مورچے چھین لئے اور خاص شہر کا محاصرہ شروع کردیا +

یونانیوں کے تمام قیمتی ذخیرے اور اُن کے بال بچے اسی قلعہ میں تھے اس لئے اُنکو ترکوں کے اسپر اتنا شدید محاصرہ قائم کرنے سے بڑی آفت کا سامنا ہوگیا تھا اور وہ ہزاروں طرح اسکا محاصرہ توڑنے کے لئے زور لگاتے تھے۔ بحری راستہ سے قلعہ والوں کو کمک دینا ممکن نہ تھا تو انہوں نے دولت علیہ کے متعدد بندرگاہوں مثل قبرص، بیروت، اور عکا، وغیرہ پر حملے کرنے آغاز کر دئیے، اُنکا خیال تھا کہ ترکی بیڑے اس طرف ہماری روک تھام کے لئے چلے آئینگے اور ہم بخوبی قلعہ والوں کو مدد دے سکیںگے مگر اُنکا یہ خیال خام نکلا وہ شکست اُٹھا کر پسپا ہوئے اور قلعہ مسیولونکی ترکوں نے فتح کر لیا، اس قلعہ کے فتح ہونے کی خوشخبری ساتویں دن دربار خلافت میں پہونچی اور عام مسرّت کا اسپر اظہار ہوا۔ مسیولونکی کی فتح

کے بعد ابراہیم پاشا اور خسرو پاشا کے مابین نا اتفاقی پیدا ہوگئی تو دولت علیہ نے اس اختلاف کے بُرے نتائج سے ڈر کر خسرو پاشا کو آستانہ علیہ میں بلالیا اور نوجوان سردار ابراہیم پاشا نہایت خوش تدبیری سے بغاوت فرو کرتا اور باغیوں کا قلع قمع کرتا رہا۔ اس نے فتح میسولونگی سے فراغت پاکر بیس عثمانی جنگی جہازوں کے ساتھ جاآلیجہ اور صولیجہ دونوں جزیرے بھی فتح کرلئے جو باقی ماندہ باغی یونانیوں کی جائے پناہ بنے ہوئے تھے اور ترکی و مصری فوجیں برابر فتح و ظفر حاصل کرتی رہیں حتی کہ سنہ ۱۲۴۲ھ کے خاتمہ سے پہلے ہی دولت علیہ نے تمام ایتھنز کے علاقے جو باغیوں کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے واپس لے لئے اور آفت فساد کا بھی قلع قمع ہوگیا اور یہ سب دلیر و جوانمرد ابراہیم پاشا کی خوش تدبیری اور مصری سپاہ کی لیاقت کا نتیجہ تھا اگرچہ اب یونانی علاقوں پر ترکوں نے دوبارہ کامل تسلط کرلیا تھا اور اندرون ملک سے بغاوت کا اثر زائل ہوچکا تھا تاہم یونانیوں کے جہازات ترکی جہازوں کو ستاتے رہتے تھے اور اُنکا بے خطر سفر کرنا بند کر رکھا تھا سلطان نے یہ حالت ملاحظہ فرماکر محمد علی پاشا حاکم مصر کو بذریعہ فرمان شاہی جزیرہ نمائے موریا اور جزیرہ کریٹ کا بھی حاکم مقرر فرماکر یہ حکم دیا کہ بحر سفید کے جزیروں کو باغیوں کے وجود سے پاک بنائے اور سنہ ۱۲۴۲ھ میں یہ فرمان محمد علی پاشا کو پہنچگیا جسکی تعمیل پر اُس نے کمر باندھی۔ پھر اسی سال خسرو پاشا امیر البحری کے عہدہ سے الگ کردیا گیا اور اُس کی جگہ پر عزت پاشا امیر البحر متعین ہوا، اور جنگل اوغلی طاہر پاشا البطرونہ اس بیڑہ کا کمان افسر مامور ہوا جو جزیرہ نمائے موریا کے سمندر میں موجود تھا اور وہ اس بیڑہ کو ساتھ لیکر بندرگاہ ناوارین کی سمت چلا۔ اور جب طاہر پاشا وہاں پہونچگیا تو اُس کے چند روز بعد محرم بک محمد علی پاشا کا داماد بھی مصری جنگی بیڑہ کو لئے ہوئے وہاں آگیا اور دونوں بیڑوں کے جہازات ملکر (۵۱) جنگی جہازوں کا زبردست بیڑہ بنگیا جو ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں رکھا گیا تھا اور اُس نے بیڑہ کو جزائر صولیجہ اور جاآلیجہ کی طرف جانیکا حکم دیا۔ اسی اثنا میں بہت سے یونانی جہازات قلعہ سولیون پر حملہ آور ہوئے جو دراصل یونانی قلعہ تھا اور ترکوں نے اُن سے چھین لیا تھا ابراہیم پاشا نے یہ خبر سُنکر اپنے بیڑہ کا ایک حصّہ اُنکو زک دینے کیلئے روانہ کیا۔ جس نے یونانیوں کو قلعہ کے نزدیک سے ہٹا دیا اور یونانیوں کی اس شکست کے بعد ہی

دول یورپ کی مداخلت اور نوارینو کا قابل افسوس واقعہ پیش آیا جسکا ذکر آگے چلکر موقع سے آئیگا +

آق کرمان کی شرطیں :-

حکومت روس نے دولت علیہ کے ساتھ بخارسٹ کا معاہدہ ایسے وقت میں کیا تھا کہ نپولین اعظم اپنی فوجیں لیکر روسی سرحد پر آدھمکا تھا اور روسی حکومت کو بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ٹرکی سے صلح کر کے اس نئے دشمن کا مقابلہ کرنیکو آمادہ ہو - اس معاہدہ کی بعض شرطیں ایسی گول مول تھیں کہ انکی وضاحت اور تفسیر بیحد ضروری تھی اور حکومت روس اس بات کے لئے وقت اور موقعہ کی منتظر تھی جیسے ہی دولت علیہ بغاوت یونان کے خرخشہ میں مبتلا ہوئی اور بڈھا زار الگزینڈر جس کے فاتحانہ حوصلے پست ہو گئے تھے فوت ہوگیا تو اس کے نوجوان جانشین زار نکولس اول نے یہ موقع معاہدہ بخارسٹ کی ترمیم و توضیح کیلئے مناسب پاکر اپنے سفیر کو ہدایت کی کہ وہ باب عالی سے اس معاہدہ کے از سرنو تحریر کرنے کی تحریک کرے پہلے تو باب عالی نے روسی سفیر کی درخواست مسترد کر دی لیکن جب وہ آستانہ علیہ سے روانگی پر تیار ہوگیا تو دیوان نے اس خیال سے کہ یونان کی بغاوت ہی کا مسئلہ کیا کم باعث خلجان ہے جسپر یہ نئی خلش روس سے بگاڑ لینے کی بھی اضافہ کی جائے روسی حکومت سے معاہدہ کی ترمیم پر گفتگو کرنا منظور کرلیا اور اپنی طرف کے دو سفیر ہادی آفندی ناظر محاسبخانہ اناطولیا اور ابراہیم آفندی عصمت ایک مصاحب خاص کو بمقام آق کرمان بھیجدیا تاکہ وہ روسی قائم مقاموں سے گفتگو کر کے مناسب فیصلہ کر دیں - چنانچہ بہت کچھ رد و بدل اور بحث و مباحثہ کے بعد جانبین نے معاہدہ بخارسٹ کے بعض دفعات میں توسیع و تشریح کر دی - جو صوبہ اناطولیا کی سرحدوں اور افلاق و بغدان کے دو صوبوں اور مملکت سرویا کے خاص حقوق سے تعلق رکھتی تھیں - افلاق و بغدان کے صوبوں کی نسبت فیصلہ ہوگیا کہ اُن کے حکام ملک کے معزز لوگوں میں سے سات سال کیلئے مقرر ہوا کرینگے اور اُن کے عزل و نصب کے وقت روسی حکومت کو رائے دینے کا

حق ہوگا، وہ دونوں امیر دولت عثمانیہ کو مقررہ خراج دیتے رہینگے اور روسی حکومت کو اُن مسلمان باشندوں کے بارہ میں کچھہ دخل دینے کا حق نہوگا جو قلعوں کے اندر رہتے ہیں اور نہ وہ ان دونوں صوبوں کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت کریگی اور روسی حکومت کو بحیرۂ اسود میں جہاز رانی کی آزادی دیجائیگی۔ یہ ترمیم ۱۸۲۶ء میں ہوئی تھی +

ینی چری سپاہ کی بربادی اور جدید فوجکی تیاری

سلطان محمود خاں دوم کو اس بات کا یقین ہوگیا تہا کہ سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور تباہی کی اصلی علت ینی چری سپاہ کی سرکشی ہے اور انکا مانع اصلاحات جدیدہ ہونا، ظلم وستم، نافرمانی حکام اور دیگر طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرتا ہے اور جبتک یہ فوج موجود رہیگی ممکن نہیں کہ کسی طرح بہی سلطنت کی حالت درست ہو سکے یا اُنکا خزانہ اس کورنمک فوج کے بار سے سبکدوش ہوجائے۔ لہذا اُسکو ۱۲۴۱ھ ہی سے یہ فکر دامنگیر رہتی تہی اور اسی لئے اُس نے جدید یورپین وضع پر فوج تیار کرنی شروع کردی تہی۔ سلطان محمود دوم کا ارادہ روزبروز قوی ہوتا گیا اور جب وہ وقت نزدیک آیا کہ ینی چریوں کو اُنکے اعمال کی واقعی سزا دیجائے تو پہلے اُس نے ایک فرمان صادر کیا جسمیں ینی چریوں کی بداعمالیاں گنواکر اُنکی سابقہ خدمات کا موجودہ حالت سے مقابلہ کرکے دکھایا تھا کہ اب یہ فوج بجائے سلطنت کی محافظ وحامی ہونے کے اُس کی بیخ کنی پر آمادہ رہتی ہے، ینی چریوں نے اُس فرمان کا حال سُنا تو وہ سرکشی پر اُتر گئے اور تمام شہر میں پہیل کر سلطان، وزراء اور علماء کو قتل کرنے کے درپے ہوئے اور ہر ایسے شخص کو جو نظام جدید کا حامی تھا ستانے پر تیار تہے۔ اُنہوں نے سلیم پاشا وزیر اعظم کا گھر لوٹ لیا اور رعایا کے گھروں کو لوٹ اور جلاکر آفت برپا کردی صدر اعظم بہاگ کر سلطان کی خدمت میں پہنچا اور تمام حالات گذارش کئے سلطان تو پہلے ہی سے تیار تہا اُس نے فوراً حکم دیا کہ توپخانہ کو جمع کیا جائے اور علم مقدس کہولکر سرائے سلطانی کے سامنے نصب کردیا پھر منادی کی گئی تاکہ لوگ علم کے زیر سایہ آکر جمع ہوں اور باغیوں کو سزا دیں ہزاروں مسلمان جنمیں علماء، فوجی افسر، سپاہی،

عام باشندگان شہر اور اہل دربار شریک تھے خلیفہ کے زیر نشان جمع ہوگئے اور سلطان نے انکے سامنے ایک مؤثر تقریر کر کے بد سرشت ینی چریوں کی سرکوبی اور اُن کے ہلاک کئے جانے کی ضرورت بیان فرمائی جسے سب نے بجان و دل پسند کیا، سلطان نے علم مقدس شیخ الاسلام قاضی زادہ طاہر آفندی کے حوالہ کر دیا اور اگرچہ وہ خود باغیوں کے مقابلہ پر جانے کیلئے تیار تھا لیکن وزیروں نے اُسے روکدیا۔ ینی چری اپنی بارکوں کے سامنے مقابلہ کیلئے تیار کھڑے تھے اور وزیر اعظم ساٹھ ہزار سے زائد مسلح لوگوں کو مع توپخانہ لئے ہوئے اُنپر بڑھا اور ینی چریوں پر حملہ کر دیا جو بڑی دلیری سے بڑھتے آتے تھے سلطانی توپخانہ نے نمک حرام ینی چریوں پر گولہ باری کر کے اُنکے پرخچے اُڑا دیئے اور اُنکی صفیں کی صفیں چشم زدن میں غارت ہوگئیں تو وہ گھبرا کر اپنی بارکوں میں گھس گئے اور وزیر اعظم نے بارکوں کا محاصرہ کر کے گولہ باری سے اُنکو منہدم کر ڈالا، آخر بارکیں جلنے لگیں اور بہت سے سپاہی اُنکے اندر جلکر رہگئے کچھ بھاگ کر پراگندہ ہوگئے سلطان نے حکم دیدیا کہ جہاں ان کمبختوں کا وجود پایا جائے سب کو ہلاک کر دیا جائے اور اس طرح بیشمار ینی چری قتل کر دئے گئے اور حکومت کو اس ظالم سپاہ کی شرارت سے نجات ملگئی۔ پھر چونکہ بکتاشی [1] فقیروں کا گروہ بھی اسی فوج کے طرفداروں میں تھا کیونکہ ینی چری زیادہ تر اُنہیں کے مرید و معتقد تھے اس لئے سلطان نے اس منحوس گروہ

[1] سلطان مراد اول بانی فوج ینی چری کے زمانہ میں "حاجی بکتاش" ایک مشہور مرد صالح اور کامل فقیر تھے اور سلطان نے اُن سے اس جدید سپاہ کے حق میں دعائے برکت کی استدعا کی تھی۔ حاجی بکتاش نے ۷۶۱ھ میں وفات پائی اور اُنکی قبر قلعہ ما کے نزدیک ساحل باسفرس پر واقع اور عام زیارت گاہ ہے۔ حاجی بکتاش کے مریدوں اور جانشینوں نے اپنا ایک خاص مذہب اور لباس بنا رکھا تھا وہ سفید لباس پہنتے تھے اور صوف کے عمامے باندھتے، اپنے بال گوندھ کر رکھتے تھے اور تمام بڑی بستیوں اور شہروں میں سکونت رکھتے، ابتدا بسلام اُنکا ایک ضروری کام تھا اور یہ فقرا شادی بھی کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ بکتاشیہ ثانی ایک دوسرا فرقہ فقیروں کا اور تھا جو ایک ینی چری آغا بکتاش کی جانب منسوب ہوا اور

کی بربادی کا بھی حکم صادر کیا اور اُن کے تمام تکیئے جو بداعمالی کے مرکز تھے کھدوا کر خاک سے برابر کرا دئیے، یہ کارروائی نہ صرف خاص دارالخلافت ہی میں کیگئی بلکہ سلطانی قلمرو میں جہاں جہاں اس خانوادہ کے لوگ تھے سب کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا +

چونکہ سلطان محمود کو اپنے قلمرو اور اپنی سلطنت کے کاروبار میں مناسب موقع یورپین وضع و آئین کا داخل کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا تھا اور اب سب سے بڑی مانع جماعت ینی چریوں کی بھی برباد کر دی گئی تھی اس لئے اُس نے فوج کا لباس یورپین وضع پر تبدیل کر دیا اور عمامہ کی جگہ طربوش (ترکی ٹوپی) کا استعمال جاری کیا۔ اور وہ سلاطین آل عثمان میں سے پہلا سلطان ہے جس نے نظام فوج میں تبدیلی کی +

جنگ یونان کا باقی ماندہ حال اور ناوارین کی بحری جنگ کے حالات

بغاوت یونان کے زمانہ میں تمام یورپ کی عجیب حالت تھی صدہا انجمنیں قائم ہوگئی تھیں جو مفسد یونانیوں کو امداد دیتے رہنے کے علاوہ حکمرانان یورپ پر زور دے رہی تھیں کہ وہ یونان کے عیسائیوں کی اعانت کے لئے ٹرکی پر زور ڈالیں اور اس کو لڑائی سے روک کر یونانیوں کو آزادی دلائیں۔ پھر جب عثمانی سپاہ نے مسیولونگی اور ایتھنز کے دونوں شہر مع دیگر مقامات کے باغیوں کے ہاتھوں سے واپس لے لئے اور مغربی حصہ یونان کی بغاوت کا بالکل خاتمہ کر دیا۔ نیز ابراہیم پاشا نے موریا کا ملک بھی بڑے حصہ تک مطیع و منقاد بنا لیا تو خود یونانیوں اور انکے حمایتی اہل یورپ کی وہ خوش آئند امیدیں جو یونان کو خود مختاری دلانے کی بابت قائم ہو رہی تھیں مضمحل ہو چلیں اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔۔ وہ واقعہ سلطان محمد چہارم کے عہد میں گزرا تھا۔ عام لوگ اس فرقہ کو چراغ بجھانے والا فرقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اندھیرے میں بیٹھکر نہائت قبیح افعال اور سخت ترین گناہوں کے مرتکب ہوا کرتے تھے اور انکے عقیدے بھی بہت برے تھے۔ (مؤلف) +

اُنہوں نے دیکھا کہ پھنسا پھنسایا شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے - پھر تو یونانیوں کے ہواخواہوں نے وہ شور وغل مچایا کہ زمین سر پر اٹھالی اور "روس"، "انگلستان"، اور "فرانس" کی تینوں زبردست حکومتیں عملی طور پر اس لڑائی میں مداخلت کرنے اور یونانیوں کی جنبہ داری کرنے پر آمادہ ہوگئیں چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے ۱۸۲۶ء میں بمقام لندن ایک کانفرنس دول ثلاثہ کی منعقد ہوئی اور اس کے ممبروں نے یہ تجویز پاس کی کہ تینوں طاقتیں باب عالی کو مجبور کریں کہ وہ یونان کی خود مختار سلطنت بنا دے اور صرف ایک تاوان جنگ کی رقم یونان سے دلا دی جائے جسکا تعین بعد میں ہوگا اور اسی طرح دونوں سلطنتوں کی سرحدیں بھی بعد میں مقرر ہوتی رہینگی - اس قرارداد کا ایک معاہدہ لکھکر سب نے اسپر دستخط کر دئے اور پھر باب عالی کو ایک یادداشت اسی مضمون کی بھیجدی گئی تھی کہ اس اثناء میں وہ اپنی بحری اور بری فوجوں کو لڑائی سے روک سکے، دولت علیہ نے دول یورپ کی اس قرارداد پر کوئی توجہ نہیں کی کیونکہ قانون مابین الاقوام کے رو سے کسی سلطنت کو اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنیکا حق نہیں تہا اور اسی طرح وہ بھی کسی دوسری حکومت کے اندرونی امور میں دخل نہیں دے سکتی تھی - مگر دولت عثمانیہ کو اس بات کا خیال بھی نہ تہا کہ یورپ کے مذہب میں قوت کو ہر طرح کے حقوق حاصل ہوتے ہیں اس لئے جبتک کسی زبردست طاقت سے سابقہ نہ پڑے اسوقت تک یورپ کے نزدیک قانون بین الاقوام کوئی چیز نہیں ہے اسی لئے مہلت کا زمانہ گزر جانے کے بعد تینوں حکومتوں نے اپنے جنگی بیڑے یونان کے سمندروں نے بھیجدئے تاکہ وہ ترکوں کو دھمکا کر جنگ سے باز رکھیں، روسی بیڑہ آٹھ جنگی جہازوں کا ایڈمرل ہائڈین "Heyden" کی ماتحتی میں جسپر (۴۶۶) توپیں تھیں، انگریزی بیڑہ بارہ جنگی جہازوں کا مع (۴۰۰) توپوں کے ایڈمرل سر ایڈورڈ کاڈرنگٹن "Codrington" کی ماتحتی میں اور فرانسیسی بیڑہ سات جنگی جہازوں کا مع (۲۷۴) توپوں کے ایڈمرل ڈورینی "Rigny" کی ماتحتی میں آیا تہا اور ان کے مقابلہ پر وہ ترکی بیڑہ جو ابراہیم پاشا عام سپہ سالار موریا کی ماتحتی میں موجود تہا (۸۲) عثمانی جنگی جہازوں اور (۱۲۸۸) توپوں سے مرکب بماتحتی بطرونہ عثمانی جنگل اوغلی طاہر پاشا کے اور سولہ ۱۶ مصری جنگی جہازوں

سے مرکب زیر کمان محرم بک کے مع چند ایسے جہازات کے جو ٹیونس اور الجزائر سے آئے تھے بندرگاہ ناوارین کے اندر استادہ تہا - دول ثلاثہ کے جنگی بیڑوں نے یونانی سمندر میں پہنچکر آبنائے ناوارین سے باہر قیام کیا اور اُنکے افسروں نے فوراً ایک یادداشت ابراہیم پاشا کے پاس روانہ کی جسکا مدعا یہ تہا کہ وہ فوراً جنگی کارروائی خشکی اور تری دونوں میں روکدے کیونکہ انگلستان، روس، اور فرانس، نے یونان کا خودمختار ملک ہونا تسلیم کرلیا ہے اور اگر تم اس امر سے مخالفت کروگے تو بزور باز رکھے جاؤگے - ابراہیم پاشا نے اُنکو جواب دیا کہ یہ حق کسی حکومت کو بھی نہیں ہے کہ وہ عثمانی بیڑہ کو اُس کے ملوکہ سمندر کے اندر نقل وحرکت کرنے سے باز رکھے، مجھے اپنے آقا سلطان آل عثمان سے اس حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے کہ بجمیع الجزائر یونان میں جہان ضرورت ہو عثمانی بیڑہ کو ارسال کروں - مگر دول ثلاثہ کے ایڈمرل اُس سے دوبارہ یہی کہتے گئے کہ ہم مجبور ہیں اور ہمیں اپنی سلطنتوں کا یہی حکم ملا ہے کہ قطعی طور پر ترکوں کو جنگ کرنے سے روکدیں - ابراہیم پاشا اس طرح کا بے جوڑ جواب سُنکر خود فرانسیسی بیڑہ کے امیر البحر سے ملنے چلا گیا اور جب اُس سے پوری طرح ایسی تجویز ہوجانیکا حال معلوم کرلیا تو باب عالی کو جملہ واقعات کی رپورٹ ارسال کرکے جواب کا منتظر رہا اور دول متحدہ کے بیڑوں نے اسبات کی ذمہ داری کرلی کہ جبتک سلطنت سنیہ کی طرف سے کوئی حکم قطعی نہ آجائیگا میں ترکی اور مصری بیڑوں کو بندرگاہ ناوارین سے باہر نہ نکلنے دونگا اور لڑائی کو بھی بند رکھونگا - مگر بدمعاش یونانی اپنی شرارت سے باز نہیں آتے تھے - ابھی یہی حالت قائم تھی کہ چھ انگریزی جہازوں نے میسولونگی کے مقابل عثمانی بادبانی جہازوں کو حملہ کرکے غرق کردیا، پھر تو ابراہیم پاشا کو سخت غصہ آیا اور اُس نے کہا کہ واہ واہ یہ تو خوب رہی کہ یونانی حمایت یورپ کے بل بوتے پر شرارت کرتے ہیں اور ترکوں کے ہاتھ پیر باندھ دئے جائیں - اسی واسطے اُنکو اپنی ذمہ واری باطل کردینے کا موقع ملگیا اور چونکہ یورپین بیڑوں کے ایڈمرلوں نے اُس سے پہلے کہدیا تہا کہ وہ سواحل متوزیا پر واقع ہونے والے سلطانی قلعوں کو رسد اور دیگر سامان پہنچانے میں مزاحم نہوں گے اس لئے اُس نے انیہ بختی وغیرہ کی طرف ارسال رسد کی تیاریاں کیں اور جب وہ جہازوں کو روانگی



سلطان مراد خان رابع (سنہ ۱۶۲۳ء تا سنہ ۱۶۴۰ء)
متعلق حالات بنی عثمان مقابل صفحہ (۴۴۶)

کے واسطے مہیا کر چکا تو یکایک انگریزی امیر البحر نے اپنا ایک فرقاطہ جہاز دہانہ آبنائے ناوارین پر بطور مزاحم کے بھیجکر باربرداری کے جہازوں کو بالکل روکدیا اور اسکا کچھ خیال نہیں کیا کہ ہنوز دولت علیہ کے دوستانہ تعلقات انگلستان، فرانس، اور، روس میں سے کسی حکومت کے ساتھ منقطع نہیں ہوئے ہیں۔ اسی عرصہ میں باب عالی کی طرف سے ابراہیم پاشا کو یہ جواب بھی ملگیا کہ تم دول ثلاثہ کے جنگی بیڑوں کی دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کرنا اور جہانتک تم سے ممکن ہو ملک و ملت کی حفاظت پر کمر بستہ رہکر آبنائے ناوارین کی نگہداشت کرنا اگر دول ثلاثہ کے بیڑے مخالفت کا اظہار کریں تو تم بھی انکو ویسا ہی جواب دو اور تمکو بلا مزید استفسار کے ہر ایک مناسب کاروائی کرنیکا اختیار دیا جاتا ہے۔ ابراہیم پاشا نے یہ حکم پاکر اپنا بیڑہ کھلے سمندر میں نکالنے سے پرہیز کیا اور ماتحت بحری افسروں کو جمع کرکے اُن سے صلاح طلب کی کہ اب کیا کرنا چاہیئے سبنے باتفاق رائے یہ بات کہی کہ ترکی اور مصری جہازات جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہیں کسی طرح مخالف کے بیڑہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اور اسکی بابت ایک محضر لکھکر ابراہیم پاشا نے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کیا اور اسی کے ساتھ ایک عرضداشت اس مضمون کی بھی ارسال کی کہ وہ ہر ایک مناسب طریقہ سے دولت علیہ کے اعزاز کو بچانے کی سعی کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ پھر ابراہیم پاشا نے فنون بحری سے واقف لوگوں کے ساتھ مشورہ کرکے جنگل اوغلی طاہر پاشا اور محرم بک دونوں افسروں کو ہدایت کردی کہ خبردار آبنائے ناوارین سے باہر نہ نکلنا اور دول متفقہ کے بیڑوں سے دوستانہ برتاؤ قائم رکھنا اور اسکے بعد بیڑوں کو بندرگاہ ناوارین میں چھوڑکر خود موریا کے اندرونی علاقہ میں چلاگیا تاکہ بری سپاہ کی حرکتوں کی نگرانی کرے۔ ابراہیم پاشا کے جانے کے چندہی دنوں بعد مصری بیڑہ پر کام کرنے والے فرانسیسی ملازموں کے پاس فرنچ بیڑہ کے ایڈمرل کی تحریریں آئیں کہ عثمانی بیڑہ سے جنگ کرنیکا فیصلہ ہوچکا ہے لہذا تم اپنی ملازمتوں سے استعفا دیکر فرنچ بیڑہ پر چلے آؤ اور اُن لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کردی محرم بک نے یہ حالت دیکھکر اپنا ترجمان فرنچ ایڈمرل کے پاس ارسال کیا اور اُس سے کہلا بھیجا کہ دول عظام کے بیڑوں کی اِن حرکتوں نے جانبین کے امن و امان میں فرق

ڈال رکھا ہے اور تمپر لازم ہے کہ ہرگز بندرگاہ میں آنیکا ارادہ نہ کرو۔ یہ پیام اور بھی جلد لڑائی ہو پڑنے کا باعث ہوا جو طرفین میں دوسرے ہی دن شروع ہو گئی اور نہایت تاسف انگیز نتیجہ کی باعث ہوئی۔ عثمانی مورخین کا بیان ہے کہ طاہر پاشا نے رائے دی تھی کہ بیڑہ کو بندرگاہ سے باہر نکالدیا جائے کیونکہ بندرگاہ کے اندر رہنے میں سخت مضرت کا اندیشہ ہے اگر جنگ چھڑ گئی تو ضرور ہے کہ تمام بیڑہ تباہ ہو کر رہجائیگا اور کھلے سمندر میں نقصان تو ہوگا مگر کم اور بہاگنے کا موقع باقی رہیگا مگر چونکہ ابراہیم پاشا نے اس رائے صائب کو پسند نہیں کیا اس لئے طاہر پاشا نے اُس سے کہا کہ بہتر ہے آپ مجھکو ایک باضابطہ تحریر دیدیں تاکہ میں مواخذہ سے بری ہو جاؤں اور ابراہیم پاشا نے اُسے تحریر لکھدی مگر باایں ہمہ طاہر پاشا قابل ملامت ٹھیرتا ہے کہ اُس نے آبنائے ناوارین کو مسدود کیوں نہ کردیا جو بحری جنگوں کے اصول سے بہت ضروری امر تھا اور اُس نے آبنائے کو اس طرح کھلی ہوئی رہنے دیا کہ جسوقت چاہے دشمن اُس کے اندر گھس آئے، غرضکہ سوم ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو دول ثلاثہ کے بیڑے آمادہ جنگ ہو کر بندرگاہ میں گھس آئے ۲½ بجے دنکو انگلش ایڈمرل نے اپنے رتبہ کے بڑے ہونے اور اپنی خدمت کی قدامت کے لحاظ سے متحدہ بیڑوں کی اعلیٰ کمان پر قائم ہو کر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ آگے آگے انگریزی جہازات اور اُنکے پیچھے روسی اور فرانسیسی جہازات آرہے تھے۔ عثمانی بیڑہ اُسوقت بندرگاہ کے اندر آبنائے کی طرف رُخ کئے ہوئے نیم دائرہ کی شکل میں استادہ تھا۔ دول ثلاثہ کے بیڑے اُسی کے سامنے صف جنگ مرتب کر کے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہو گئے اور اُنہوں نے گولہ باری آغاز کردی۔ ترکوں نے دیکھا کہ دشمن خواہ مخواہ لڑائی ہی چاہتا ہے تو وہ بھی گولہ باری کا جواب دینے لگے لیکن دول یورپ کا بیڑا اپنی پائداری، اعلیٰ درجہ کی اسلحہ بندی، جہازوں کی کلانی، اور افسروں اور سپاہیوں کی مہارت و کاردانی کے باعث ترکی بیڑہ سے کہیں بڑھا ہوا تھا اور اسکے ساتھ ہی مصری اور عثمانی جہاز نہ تو جنگ کے لئے آمادہ تھے اور نہ اُنکی جسامت اور اسلحہ بندی اس پایہ کی تھی کہ دول ثلاثہ کے چنے ہوئے جنگی بیڑوں کا مقابلہ کر سکتے۔ پانچ گھنٹوں تک جانبین سے سخت گولہ باری ہوتی رہی جسکے

بعد ترکوں کی توپیں بالکل خاموش ہوگئیں اور یہ ہولناک جنگ اس طرح ختم ہوئی کہ ترکی اور مصری جہازوں میں سے منجملہ (۴۱ ؍) جنگی جہازوں کے دس غرق ہو گئے تیس[۳۰] میں آگ لگ گئی اور باقی جہازات ہوا کے تھپیڑوں سے پراگندہ ہوکر ساحل دریا پر جا پڑے ۔ طاہر پاشا کسی طرح اپنا جہاز بچا لیگیا۔ جسوقت جلتے ہوئے ترکی جہازوں کے شعلے بلند ہورہے تھے اسوقت دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ناوارین کا بندرگاہ کوئی سخت آتش فشاں پہاڑ بنگیا ہے۔ اس جنگ کے دوسرے دن دول متحدہ کے بیڑے رہے سہے عثمانی اور مصری جہازوں کو بھی جلا دینے کے بعد بندرگاہ سے نکل گئے اور جسوقت یہ رنجدہ خبر ابراہیم پاشا کو ملی ہے وہ ضلع ارقادیا کے ایک گاؤں دوزجہ نامی میں تھا اور بہت جلد وہاں سے روانہ ہوکر ناوارین آیا جہاں اُس نے طاہر پاشا، محرم بک، اور دوسرے اُن افسروں سے جو اس قیامت خیز معرکہ سے زندہ بچ رہے تھے تمام حالات مشرح دریافت کرکے ایک مفصل رپورٹ جملہ واقعات کی تحریر کی اور ۱۰ ربیع الآخر ۱۲۴۳ھ کو بجانب آستانہ علیہ ارسال کردی ؎

مورخین کا بیان ہے کہ انگلش ایڈمرل نے اس دردناک واقعہ میں جو کچھ ہوا تھا اُس کی ذمہ داری سے یہ کہکر اپنی برات کرنی تھی کہ یہ جنگ اُس نے نہیں چھیڑی بلکہ ترکوں ہی نے پہل کی تھی اور یہ قول صداقت سے منزلوں دور ہے کیونکہ ترکوں کے جہازات بندرگاہ کے اندر استادہ تھے اور خود انگلش ایڈمرل اپنے اور روسی اور فرانسیسی بیڑوں کو ساتھ لئے ہوئے اُن سے جنگ کرنے کیلئے بندرگاہ میں بلا استحقاق چلے آنے پر بھی ترکوں اور مصریوں نے اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں کی بلکہ جب دول متحدہ کے بیڑوں نے گولہ باری آغاز کردی تو وہ بھی جان بچانے کیواسطے لڑنے لگے اگرچہ اُنکی کامیابی معدوم تھی دول ثلثہ کے بیڑوں کی گولہ باری سے پہلے ایک بھی ترکی جہاز یا بندرگاہ کا قلعہ اُنپر دست درازی کرنے کا مرتکب نہیں ہوا تھا کیونکہ ترکوں کے دل میں اسبات کا شبہ تک نہیں آیا تھا کہ دول یورپ اُن کے ساتھ اس طرح کی معاندانہ کارروائی کرینگے چنانچہ تعلقات سفارت کا بدستور قیام اُن کے اس خیال کی تائید کر رہا تھا انگریزی امیر البحر کا اس قدر سفید جھوٹ بولنا بدیں سبب

ضروری ٹھیرا کہ یورپ کے بہت سے منصف مزاج اور محب انسانیت اشخاص اس معاملہ کی ناپسندیدگی اور اُسکے بین الاقوامی قانون کے مخالف ہونے پر زور دیتے تھے اور اُسکو بددیانتی اور بیوفائی سے موسوم کرتے تھے اسکے علاوہ انگلش بیڑہ کو جنگ میں جو نقصان اُٹھانا پڑا اُسکے معاوضہ میں سلطنت انگلشیہ نے کوئی مادّی فائدہ بھی نہیں اُٹھایا ہاں یہ اور بات تھی۔ کہ دلی بغض وعداوت کی بھڑاس نکل گئی اور مسیحی رعایا کو ترکوں کی حکومت سے آزادی دلانے کی آرزو پوری ہوگئی +

کتاب صفوۃ الاعتبار کے مولف شیخ بیرم ساکن ٹیونس نے بھی اس واقعہ کی بابت لکھا ہے کہ یہ شرمناک جنگ جو ابدالآباد تک دولت انگلشیہ کے دامن پر بدنما داغ بنی رہیگی۔ جارج چہارم شاہ انگلستان کے عہد میں ہوئی تھی جبکہ دول یورپ کے جنگی بیڑوں نے بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے دولت علیہ پر دباؤ ڈالا تھا کہ وہ یونانیوں کو خودمختار بنا دے اور اس موقعہ پر دول کے متحدہ بیڑہ نے ترکی، مصری، ٹیونسی، اور الجزائری مشترکہ جنگی بیڑہ پر یکایک اُنکی غفلت اور ناتیاری کے حال میں محض بددیانتی اور شرمناک زیادتی کے ساتھ گولہ باری کر کے سب کو غارت کر ڈالا، اس جنگ کا بار الزام خاصکر انگلستان والوں کے سر پر سب سے زیادہ ہے کیونکہ اُنکا امیرالبحر تمام بیڑوں کا اعلیٰ کمان افسر تھا۔ انگلش پارلیمنٹ اس واقعہ سے مطلع ہو کر بہت برہم ہوئی اور اُس نے ایڈمرل کا کورٹ مارشل کرنے کی تجویز پاس کی چنانچہ جنگی مجلس نے اُس کیلئے سزائے قتل کا حکم نافذ کیا اگرچہ انگلستان کے بحری وزیر نے اس موقعہ پر اپنے ماتحت ایڈمرل کو بچانے کے لئے اپنی تمام قوت صرف کر دی اور غلط طور پر ایک ترکی جہاز کی گولہ باری میں سبقت کرنیکا بھی اظہار کیا لیکن اُس کی کوئی بات کارگر نہ ہوئی اور مجلس نے اپنا حکم نافذ کر دیا، ایڈمرل نے اپنے قتل کا حکم صادر ہوتے سُنا تو اُس نے خفیہ طور پر وزیر بحر سے کہا کہ آپکا دستخطی فرمان عثمانی بیڑہ کو جلا دینے کی بابت میرے پاس ہی موجود ہے اور میں اُسے حسب الحکم جلا دینا ہو گیا تھا۔ یہ بات سُنکر مجلس حربی نے فوراً ایک مخفی جلسہ منعقد کیا جسمیں ایڈمرل کو سزائے قتل سے آزادی دیگئی +

مورخین یورپ نے لکھا ہے کہ ایڈمرل سر کوڈرنگٹن کو جو ہدایتیں دی گئی تھیں فی الواقع

اُنہیں اُس کو ترکوں کے ساتھ کسی طرح کے معاندانہ برتاؤ کرنے کی ہرگز اجازت نہ تھی لیکن اُس حکمنامہ کے حاشیہ پر ڈیوک کلارنس Clarence. انگلش وزیر بحر نے اپنے قلم سے اسقدر عبارت بڑھا دی تھی "پیارے ایڈورڈ! یہ حکم تمکو اس بات سے نہیں منع کرتا ہے کہ اگر موقع ملے تو تم اپنی بارود کو نہ جلاؤ"۔

اس کے علاوہ انگلش سفیر مقیم آستانہ اسٹرافورڈ کیننگ "Stratford - Caning" - نے بھی ایڈمرل مذکور کو ایک تحریر بھیجی تھی جسکے ذریعہ سے اُسکو موقع پاتے ہی ترکی بیڑہ کا کام تمام کر دینے کی ہدایت کر دیگئی تھی۔ کپتان شارل تو "Small" نے اپنی بحری تاریخ میں اس واقعہ کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس جنگ میں دول متحدہ کے بیڑوں میں جو فوج تھی اُسمیں سے (۱۷۷) شخص مقتول اور (۴۸۰) مجروح ہوئے تھے +

جسوقت اس واقعہ کی اطلاع دار الخلافت استنبول میں پہنچی تو وہاں بڑی بےچینی ظاہر ہوئی، اور باب عالی نے دول ثلاثہ کے سفیروں سے ایک یادداشت کے ذریعہ اس خلاف معاہدات اور مخالف قوانین بین الاقوام سلوک پر جواب طلب کیا کیونکہ بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے ایسی کارروائی کرنا سراسر ناحق کوشی تھی نیز باب عالی نے اُنکو لکھا کہ دول یورپ کو میرے اندرونی معاملات میں دخل دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے، اور دول ثلاثہ کو ناداریں کے نقصانات کا معاوضہ ادا کرنا چاہیے۔ دول ثلاثہ کے سفیروں نے اس یادداشت کا جواب یہ دیا کہ انہوں نے فوراً دوستانہ تعلقات منقطع کر دئے۔ اور بحیرہ باسفرس میں اپنے جنگی جہازوں پر سوار ہو کر (۱۲۔ جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ) وہاں سے چلے جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اب دولت علیہ کو دول یورپ کی بدنیتی کا حال پوری طرح کھل گیا جنمیں روسی حکومت کا نمبر اول تھا کیونکہ اسی نے عثمانیہ قلمرو کے بیشتر صوبوں میں بغاوت کی آگ اندرونی تحریکوں کے ذریعہ سے بھڑکا رکھی تھی۔ اور باب عالی نے فوراً اپنے تمام صوبہ داروں کو یورپ والوں سے خبردار رہنے کی تاکید کر دی۔ اسی اثنا میں محمد علی پاشا حاکم مصر نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو لکھا کہ وہ فوراً دول متحدہ کے ساتھ موریا کو خالی کر دینے

کی شرطیں طے کر کے وہاں سے مصر واپس آجائے اور یہ بات دول مذکورہ کے اُن کانسلون کی کوشش کا نتیجہ تہا جو مصر میں رہا کرتے تہے۔ اس کے بعد دول ثلاثہ نے ۱۶ نومبر ۱۸۲۶ء کو ایک دوسری کانفرنس منعقد کی تاکہ یونان کی خودمختاری کے مسئلہ پر غور کیا جائے، باب عالی نے اس کانفرنس میں شرکت سے انکار کر دیا کیونکہ اُسے اپنے پہلے اقوال پر ثابت رہنا بہتر معلوم ہوتا تہا اور وہ ہرگز براہ راست یا بالواسطہ باغیوں کے ساتہہ کوئی گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا تہا۔

زاں بعد اسی سال شہر لندن سے ایک یادداشت نافذ ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ مملکت موریا، اور جزائر سیکلادہ، دول ثلاثہ کی حمایت میں لے لئے جائیں اور اُنپر دول مذکورہ ہی کے انتخاب سے ایک عیسائی حاکم متعین ہو۔ یہ جدید مملکت باب عالی کو پانچ لاکھ قرش سالانہ خراج ادا کرتی رہے اور مسلمانوں کو اُنکی ضائع شدہ املاک کا معاوضہ دیدے۔ مگر پھر بہی اس قرارداد نے جانبین کو رضامند نہیں بنایا جس کیوجہ سے یونان والوں اور اس ترکی سپاہ کے مابین ازسرنو جنگ ہونے لگی جو مصری فوج کی واپسی کے بعد ممالک موریا میں رہگئی تہی اور اس جنگ کا خاتمہ روسی فتحمندیوں نے کیا جو بعد کی لڑائیوں میں اُسے دولت علیہ پر حاصل ہوئیں ✣

جنگ روس و معاہدہ ایڈریانوپل

۱۲۴۳ھ۔ دولت علیہ اور روسی حکومت کے پولیٹکل تعلقات میں یونتو ایک عرصہ سے کشیدگیاں بڑہتی جاتی تہیں مگر جنگ ناوارین کے بعد سے بوجہ اسکے کہ روس کو یونانیوں کی طرفداری کا جوش آپنے سے باہر کر رہا تہا دونوں حکومتوں کے تعلقات بہت زیادہ گڑبڑ ہوگئے اور آخر گیارہ شوال ۱۲۴۳ھ کو روسی حکومت نے ٹرکی پر اعلان جنگ کر دیا اور موریا کے عیسائی باشندوں کی امداد پر آمادہ ہوگئی روسی فوجیں کنارہ دریائے ڈنیوب اور علاقہ اناطولیا کی طرف بڑہائی گئیں تو دولت علیہ کو بہی باوجود اسکے کہ وہ اسوقت ایک سرد ہزار سودا کی مصداق ہورہی تہی اپنی سپاہ روسیوں کی مزاحمت کے لئے روانہ کرنی پڑی۔ سلیم پاشا صدر اعظم روسی جنگ پر جانیوالی فوج کا سپہ سالار بنایا گیا اور جب دونوں

لشکر مقابل ہوئے تو نہایت خونریز جنگ کے بعد روسیوں کو فتح حاصل ہوئی اور عثمانی فوجیں پسپا ہو کر پیچھے ہٹ آئیں۔ روسیوں نے یوسف پاشا سردار افواج و محافظ وارنہ کی بد دیانتی کی وجہ سے اس مستحکم قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسی کے ساتھ ترکی جنگی بیڑہ کا امیر البحر جو وارنہ کے بندرگاہ میں موجود تھا باوجود اس کے کہ صرف تین سو بہادر ترک سپاہی اُس کے ساتھ تھے قلعہ وارنہ کے ترکی افواج سے خالی ہو جانے کے بعد دوبارہ اُس پر قابض ہو گیا اور اُس نے ایسی دلیری ظاہر کی کہ روسیوں کی عقل چکر میں آ گئی۔ زار روس نے کپتان پاشا کی اس حیرت انگیز ہمت و جراٗت کا حال سُنا تو اُس نے فاتح ترکوں کو قلعہ سے بآزادی تمام صحیح و سلامت نکل جانے کی اجازت دی چنانچہ جس وقت وہ بہادر سپاہی قلعہ خالی کر رہے تھے روسی فوجوں نے اُن کی بہادری اور شجاعت کے لحاظ سے اُنہیں سلامی اور مبارکباد دی، یوسف پاشا کے لئے باب عالی نے سزائے موت کا حکم صادر کیا تھا لیکن وہ نمک حرام روسیوں کے ساتھ اُنکے ملک میں چلا گیا اور سلطان محمود دوم نے صدر اعظم کو بھی سستی اور غفلت کے الزام میں معزول کر دیا اور اُس کی جگہ عزت محمد پاشا صدر اعظم متعین کیا گیا جسکی ماتحتی میں نئی فوجیں کوہستان بلقان کی جانب ارسال کیگئیں۔ روسیوں نے رومیلیا میں سلسترہ پر تسلط کر کے شوملہ کا محاصرہ کر رکھا تھا جہاں سے وہ مجبور ہو کر پسپا ہوئے۔ اناطولیا میں روسی سپاہ بلا مزید روک ٹوک کے بڑھتی آتی تھی معارض، بایزید، طبراق قلعہ، اور ارض روم کے شہر اُنہوں نے یکے بعد دیگرے لیلئے تھے اور سپہ سالار صالح پاشا کو بھی اسیر کر لیا تھا۔ رومیلیا کی جانب ایک لاکھ ساٹھ ہزار روسی فوج بڑھ رہی تھی جس نے قلعہ ایڈریانوپل کا محاصرہ کر کے اُس پر تسلط کر لیا۔ اس قلعہ میں دس ہزار ترکی سپاہ بغرض محافظت موجود تھی جو اتنی بڑی جمعیت سے عہدہ بر آ نہ ہو سکی، روسیوں کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی تھا کہ خود زار اُنکی کمان کر رہا تھا اور اُس نے اپنا مرکز شہر بلغارچق میں قرار دیا تھا +

حکومت آسٹریا نے دیکھا کہ روسیوں کی فتحیابی اُس کی حکمت عملی کے لئے سخت مضر ہے۔ تو اُس نے فرانس و انگلستان سے جنگ موقوف کرانے کی تحریک کی، انگلستان نے تو اس بات کو مان لیا لیکن شارل دہم شاہ فرانس نے بڑی سختی کے ساتھ جنگ آور فریقوں کے مابین

کسی قسم کی بہی مداخلت کرنے سے انکار کیا کیونکہ بوربون کا حکمران خاندان انگریزوں کو بحر ابیض متوسط سے نکالکر دریاے رین کے بائیں ساحل پر تمامتر قبضہ کرنیکا خواہاں تھا اور اُس نے اپنی یہ آرزو پوری کرنے کیلئے روسیوں کے ساتھ دوستی کا اظہار کیا تاکہ روسی حکومت کی فوجیں بلا مزاحمت قسطنطنیہ پر بڑہتی جائیں +

اِن برّی لڑائیوں کے اثناء میں جبکہ ترکی فوجیں پے در پے ہزیمت اٹھا رہی تہیں عثمانی بیڑہ کا باقیماندہ حصہ بالکل بے حس و حرکت کھڑا رہا کیونکہ جنگ ناوارین کے بعد اُس کی حالت بالکل مستقیم ہو گئی تہی۔ اسوجہ سے روسی بیڑہ جسیں (۱۶) غلیون جہاز تہے بڑی آزادی کے ساتہہ بحیرہ اسود میں گشت لگاتا اور اپنی فوجوں کو کمک اور سامان جنگ و رسد وغیرہ پہنچاتا پہرتا تہا، اُس نے وارنہ کا قلعہ فتح کرنے میں روسی برّی سپاہ کو بہت بڑی امداد پہنچائی اور اسی بیڑہ کی محنت کا نتیجہ تہا کہ روسی فوجیں اس قدر جلد پیش قدمی کرنے اور متعدد فتوحات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ روسیوں کی فتحیابی کا حال دیکھکر سلطان نے معلوم کیا کہ عزت محمد پاشا صدر اعظم بہی ناکارہ وزیر ہے اس لئے سلطان نے ماہ رجب ۱۲۴۴ھ میں رشید محمد پاشا کو وزیر اعظم کے منصب پر مامور کیا جس نے موریا میں بڑی لیاقت دکھا کر باغیوں کا قلع قمع کیا تہا۔ اسی اثناء میں جنرل پاسکوچ "Paskevitch" روسی سپاہ قوقاز کا سپہ سالار ارض روم کی طرف پیش قدمی کرتا آتا تہا اور غالب پاشا عثمانی سرعسکر اور حاکم صوبہ مذکور اُسے روکنے میں ناکام ہو رہا تہا کیونکہ اُس کے پاس بہت کم فوج تہی اس لئے دولت علیہ نے غالب پاشا کو معزول کر کے اُس کی جگہ کینلی صالح پاشا کو مقرر کیا۔ اُدہر یونانی باغیوں نے اپنے ملک کی ترکی سپاہ کو بوجہ تازہ یورپین کمک آجانے کے دباکر اُن سے تمام مفتوحہ مقامات از سر نو چہین لئے کیونکہ دولت علیہ متعدد سمتوں سے مصروف کارزار ہونے کے باعث یونانی علاقہ کی سپاہ کو امداد دینے میں ناکام رہی۔ غرضکہ سلطان محمود نے جب یہ دیکھا کہ سلطنت کی حالت سخت ابتر ہے اور ایسی حالت میں لڑائی جاری رکہنے کے یہ معنے ہونگے کہ بالکل تباہ ہونیکا سامان کیا جائے تو اُس نے صلح کا ارادہ کر لیا لیکن اپنی طرف سے درخواست نہیں کی بلکہ امداد غیبی کا منتظر ہو بیٹھا، اُس نے پامردی کے ساتہہ

دشمنوں اور خطروں کا مقابلہ کرنے میں فدا بہی کمی نہیں کی یہانتک کہ دول یورپ نے متوسط بنکر صلح کی تحریک کی اور دونوں جنگ آور حکومتیں رضامند ہوگئیں جس کے بعد پندرہویں تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء میں ایڈریانوپل کا عہدنامہ تحریر کیا گیا جسکی شرطیں حسب ذیل تھیں:-

یورپ میں دونوں حکومتوں کے علاقہ کی حد فاصل دریائے پروتھ رہیگا، روس دہانہ ہائے دریائے ڈینیوب پر قبضہ پائیگا اور بحیرہ اسود میں مع بحر ابیض متوسط کے اُسکو جہازرانی کی آزادی رہیگی۔ ایشیا میں روس کو پوتی اور دہانہ دریائے خور کے اعلیٰ حصہ پر قبضہ دیا جائیگا۔ یہ آخری شرط دولت علیہ کو اُن جنگی قوموں سے بالکل الگ تہلک کر دیتی تہی جو صوبہ قوقاز میں سکونت پذیر تہیں اور اس طرح اُنکو بالکل روسی حکومت کے ماتحت کر دیا گیا تہا۔ افلاق و بغدان کے دونوں صوبوں کے خاص حقوق اپنی حالت پر قائم اور مستحکم کردئے گئے تہے اور اُن کے حاکموں کا انتخاب مدّت حیات تک کرنا قرار پایا تہا جنکی معزولی خاص حالتوں کے سوا ممکن نہ تہی اور اُسپر بہی روسی حکومت کی رضامندی حاصل کرنے کی پخ لگی تہی۔ اِن صوبوں میں مسلمانوں کی سکونت ناجائز قرار دیگئی اور اُنکو اٹھارہ ماہ کی مہلت صرف اس غرض سے دیگئی کہ وہ اپنی املاک فروخت کرکے وہاں سے چلے جائیں۔ صوبہ سرویا کی حالت معاہدہ آق کرمان کے مطابق رہنے دیگئی۔ باب عالی سے بارہ کروڑ پچاس لاکھ فرانک کی رقم روس کو بطور تاوان جنگ دلائی گئی جو دس سال کی مدت میں باقساط ادا ہوگی اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ فرانک روسی سوداگروں کے اُن نقصانات کا تاوان دلوایا گیا جو زمانہ جنگ میں ہوئے تہے۔ رقم تاوان کی پہلی قسط لیکر روسی فوجیں ایڈریانوپل سے اور دوسری قسط پاکر کوہستان بلقان سے، پہر تیسری قسط وصول ہونے کے بعد دریائے ڈینیوب سے اُس پار چلی جائینگی اور باقی اقساط کی وصولیابی تک روسی حکومت دونوں افلاق و بغدان کے صوبے اپنے قابو میں رکھیگی اس کے علاوہ سلطان کو معاہدہ لندن اور اُس قرارداد کانفرنس پر بہی دستخط کرنے پڑینگے جسکو دول ثلاثہ یعنی انگلستان فرانس، اور روس نے تحریر کیا ہے، چنانچہ اس معاہدہ پر دستخط ہوجانے کے چند ماہ بعد یعنی

سنہ ۱۸۳۰ء میں باب عالی نے یونان کو آزاد اور خود مختار سلطنت تسلیم کرلیا اور دول یورپ کی مقرر کی ہوئی سرحدوں کو بھی مان لیا - جدید یونانی حکومت ابتدا میں جزائر سیکلادہ، بندرگاہ یونٹ، اور جزیرہ نمائے موریا کے علاقوں سے ملکر صورت پذیر ہوئی تھی اور برعظم یورپ میں اسکی حدبندی ایک دہمی لین کے ذریعہ سے کی گئی تھی جو خلیج ارطہ سے خلیج وولو تک ممتد ہوتی چلی جاتی تھی اور سرزمین یونان کو سلطنت عثمانیہ کی ارضی سے جدا کرتی تھی - یہ نامعقول حدبندی جو بعد میں کئی سخت جھگڑوں کی باعث ہوئی انگلستان اور آسٹریا نے قصداً اس لئے مقرر کی تھی تاکہ دولت عثمانیہ اور حکومت روس کے مابین دائمی منازعت اور عداوت کا سلسلہ قائم رہے ✢

غرب کے اوجاق اور فرانسیسیوں کا الجزائر پر تسلط :-

الجزائر اور ٹیونس اور طرابلس کے علاقے جزائر مغرب کہلاتے تھے اور یہاں کی بحری قوت کے مفصل حالات سابقہ فصلوں میں بیان ہوچکے ہیں کہ ان صوبوں (اوجاق) کے باشندے جہازرانی اور بحری ڈاکہ زنی میں حد درجہ کے ماہر تھے، الجزائر اور ٹیونس والوں کے جہاز برابر بحر ابیض متوسط میں ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے اور یورپ کے تاجروں کو ستاتے رہنے کے علاوہ اُنکے حملے اکثر اٹلی، اسپین، جزائر سسلی، اور سرڈینیا، کے سواحل پر بھی ہوتے رہتے تھے دول یورپ کے جنگی بیڑوں نے بارہا ان لٹیروں کے جہازوں پر گولہ باری بھی کی تھی مگر انکی قطعی طور پر بیخکنی نہیں ہوسکی اور ہر مرتبہ چند روز خاموش رہکر ان لوگوں نے پھر سر اُٹھایا جسکا انجام یہ ہوا کہ آخر سنہ ۱۲۴۵ھ مطابق سنہ ۱۸۳۰ء میں حکومت فرانس نے بعہد حکومت والئی حسین پاشا الجزائر کے علاقہ پر تسلط کرلیا اور یہ حاکم جاہل ہونے کے ماسوا حد درجہ کا ظالم اور ناخدا ترس بھی تھا، دوسرے یہ کہ یورپ نے اندنوں ایجاد کی دنیا میں بہت بڑی ترقی کرلی تھی اُنکے یہاں بحری اور بری جنگ کے متعلق ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلحہ اور آلات تیار ہوگئے تھے

جو چشم زدن میں ہزاروں سپاہیوں کی فوجیں برباد کر دیتے مگر الجزائر کے لوگ اُسی اپنی پُرانی چال پر چلے آتے تھے اور اُنہوں نے شجاعت و مہارت کے گھمنڈ میں کسی بحری اصلاح کو اپنے یہاں دخل نہیں دیا تھا۔ غرضکہ فرانس والوں نے الجزائر پر حملہ کیا تو دولت علیہ جنگ موریا اور، روس، اور مسئلہ یونان کی آفتوں سے اُسی وقت نجات ملنے اور ملک کی اندرونی حالت خراب اور فوجی طاقت معدوم ہونے کے باعث فرانس کی مزاحمت نہ کر سکی اور اُس نے صرف اتنے ہی انتظام پر اکتفا کیا کہ قبودان جنگل اوغلی طاہر پاشا کو ایک جنگی بیڑہ دیکر ٹیونس کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ الجزائر کے حاکم اور اہل فرانس کے مابین متوسط بنکر صلح کرا دینے کی خدمت بجا لائے لیکن قبودان پاشا کو اس کام میں ایسی مشکلوں کا سامنا ہوا کہ وہ بے نیل مرام پلٹ آیا۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ اسوقت میں شاہ فرانس الجزائر کا علاقہ دولت علیہ کو واپس دینا چاہتا تھا مگر یہ بات ذرا مشکل سے مانی جا سکتی ہے کہ کوئی یورپین سلطنت کسی ایشیائی مملکت کا علاقہ فتح کر کے پھر اُسے واپس بھی کر دے اور بالفرض یہ امر صحیح تھا تو اسی کے ساتھ یہ بات بھی ضروری ماننی پڑیگی کہ وہ دولت علیہ سے کوئی دوسرا موزون اور اعلٰے درجہ کا علاقہ لیکر اس کو واپس کرتا تھا۔ چنانچہ ابھی الجزائر کی واپسی کے متعلق گفتگو جاری ہی تھی کہ فرانس میں انقلاب حکومت ہوگیا اور یہ مسئلہ معلق رہگیا پھر جب نئی جمہوری حکومت قائم ہوگئی تو اُس نے الجزائر کا علاقہ فرنچ مقبوضات میں شامل کر کے دولت عثمانیہ کے تمام دلائل کو بیکار بنادیا۔ دولت علیہ نے ایک زرخیز صوبہ اس طرح ہاتھ سے نکل جاتے دیکھا تو اس خوف سے کہ مبادا اور علاقوں پر بھی ایسی ہی آفت آئے اُس نے اِن صوبوں کی خودمختاری کی ملتی جُلتی حالت قائم رکھنی غیر مناسب تصور کی اور طاہر پاشا قبودان عام کو عثمانی بیڑہ کے ساتھ طرابلس الغرب ارسال کر کے اُسکو جسقدر حقوق دیئے تھے وہ سب سلب کر لئے اور قرہ مانلی کا حکمران خاندان وہاں سے نکلوا دیا پھر ٹیونس کا مسئلہ یوں طے کیا کہ وہاں کے حکمران خاندان حسنیہ کو چند حقوق عطا فرما کر حکومت پر برقرار رکھا +

صوبۂ عراق اور سپاہ کولمن کی حالات

نوشہری ابراہیم پاشا داماد کے عہد صدارت میں جو لڑائی دولت علیہ اور دولت ایران کے مابین واقع ہوئی اُس میں حاکم بغداد اور سرعسکر شرق حسین پاشا نے بے نظیر دلیری دکھا کر جو فتوحات حاصل کیں اُنکی وجہ سے اُسکی شہرت و عزت بہت بڑھ گئی تھی اور دولت علیہ نے اُسے مدت العمر کے لئے بغداد کا حاکم رہنے دیا تھا، پھر جب وہ فوت ہوگیا تو دولت علیہ نے اُس کے بعد اُسی کے فرزند احمد پاشا کو بیس سال تک حاکم بغداد رہنے دیا، ان دونوں باپ بیٹوں نے اپنے زمانہ حکمرانی میں ایک فوج تیار کی جسکا نام "وجاق کولمن" تھا اور درحقیقت اس فوج میں وہ سپاہی شریک تھے جکو انہی دونوں حاکموں کے پاس سے تنخواہیں اور روزینے ملتے تھے۔ یہ فوج ایک سو سال تک عراق میں قائم رہی اور اسکا یہ وتیرہ ہوگیا تھا کہ جو حاکم حکومت عثمانیہ سے اطاعت کا اظہار کرتا یہہ اُس کے دشمن بنجاتے چنانچہ اسی طریقہ پر حکومت بغداد کا عہدہ ۱۲۲۶ھ تک احمد پاشا کی اولاد کے قبضہ میں اور اس سنہ میں بھی اُسی خاندان کا ایک شخص سلیمان پاشا نامی حاکم بغداد تھا۔ دولت علیہ نے حالت آفندی نشانچی کو صوبۂ بغداد کا بقیہ خراج لینے کے واسطے وہاں ارسال کیا تو والی مذکور نے خراج ادا کرنے سے انکار کردیا اور حالت آفندی کو موصل واپس آجانا پڑا جہاں سے اُس نے والی موصل کو مع فوجوں کے ساتھ لیکر سلیمان پاشا پر چڑہائی کی اور اُسے قتل کر کے بغداد پر اُسی کے ایک غلام کو جسکا نام داؤد آفندی تھا اقرار اطاعت لیکر حاکم بنا دیا، داؤد پاشا ایک بڑا فاضل اور لائق شخص تھا اُس نے ہمیشہ اطاعت کرنے اور وقت پر خراج کی رقم داخل خزانہ کرتے رہنے کے علاوہ، جب ۱۲۳۶ھ میں دولت علیہ اور حکومت ایران کے مابین جنگ چھڑ گئی اور سلطنت عثمانیہ کی سپاہ جو سرعسکر شرق جار زادہ جلال الدین پاشا کے جنگ پر گئی تھی شکست کھا کر پسپا ہوئی تو اسی داؤد پاشا نے اپنی خداداد لیاقت سے دونوں حکومتوں کے مابین پھر صلح و صفائی کرادی اور روابط محبت بدستور قائم کر دئے۔ مگر جسوقت دولت علیہ

اور روس و یونان کے مابین لڑائی آغاز ہونے پر سلطنت عثمانیہ کو روپے کی ضرورت پیش آئی اور اُس نے صادق آفندی نامی ایک افسر کو بغداد روانہ کیا تاکہ وہ وہاں سے خراج کی رقم وصول کر لائے تو اُس افسر نے اپنی نا عاقبت اندیشی سے داؤد پاشا کو رنجیدہ کر دیا یعنی اُس کے معزول کر دئیے جانیکا حکم سُنایا اسپر داؤد پاشا نے اسکو قتل کرا دیا اور یہ خبر باب عالی کو ملی تو اُس نے لاز علی پاشا حاکم حلب کو داؤد پاشا کی سزا دہی پر مامور کیا جس نے تین ماہ تک بغداد کا محاصرہ کر کے آخر اُسے فتح کر لیا اور داؤد پاشا کو دستگیر کر کے دربار خلافت میں ارسال کیا اور اس لڑائی میں کولمن فوج جو ینی چری سپاہ کی قائم مقام تھی بالکل برباد کر ڈالی گئی۔ سلطان نے داؤد پاشا کی تقصیر اُس کی سابقہ قابل قدر خدمات کے صلہ میں معاف کر دی اور پھر اُس کو کئی ایک دوسرے عہدوں پر مامور کیا یہانتک کہ اُس نے حرم نبوی شریف کے شیخ ہونے کی حالت میں وفات پائی +

جنگ مصر

جن اسباب سے محمد علی پاشا کو مصر کی صوبہ داری نصیب ہوئی اُنکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اب اُس کے باغی ہونے کے حالات بیان کرنا چاہتا ہوں یہ تو ظاہر ہے۔ کہ محمد علی پاشا نے مصری حکومت پر مامور ہوتے ہی ملک کی آبادی اور ترقی آمدنی کی بہترین وسائل استعمال کرکے تھوڑے ہی عرصہ میں اُمرائے ممالیک کا رسوخ زائل کر دیا تھا اور بعوض ١٢٢٦ھ میں اُنکو ایک سرے سے قتل کر کے غارت کر ڈالا۔ اس نے دولت علیہ کو وہابیوں کی شرارت محو کرنے، یونان کی بغاوت فرو کرنے اور چند دیگر موقعوں پر قابل ذکر مدد دی تھی اور اسی کے ساتھ مصری قلمرو میں ترقی زراعت کیلئے نہریں بنوا کر بہت بڑا ذریعہ فلاح مہیا کر لیا تھا، خاصکر نہر محمودیہ جو بندرگاہ اسکندریہ سے جا کر ملتی ہے تجارت کے فروغ میں نہایت کارآمد ثابت ہوئی، کارخانوں کا اجرا، اور مدارس کا قائم کرنا بھی اُنہی نامور فرمانروا کے اعمال صالحہ میں شمار کرنا ضروری ہے۔ محمد علی پاشا کے زمانہ میں مملکت مصر کی آمدنی (٣٠٠٠) کیسوں (توڑوں) سے بڑھکر چار لاکھ

توڑوں تک پہنچگئی اور جو خراج سلطنت علیہ کو دیا جاتا تھا اُسکی مقدار بڑہاکر بارہ ۱۲ ہزار کیس دتوڑے) کردیئے گئے اضافہ آمدنی کے باعث اُس کے لائق فرزند ابراہیم پاشانے ایک لاکھ کے قریب جدید یورپین طرز جنگ سے ماہر برّی سپاہ اور ایک زبردست جنگی بیڑہ بہی تیار کرلیا تہا ؂

غرضکہ محمد علی پاشانے اپنی قوت واقتدار اور سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور اُس کے اندرونی حالات کی خرابی کا عالم مشاہدہ کیا تو چند کینہ طبیعت انقلاب پسند لوگوں نے اُسکو اسبات کا خیال دلایا کہ جس سلطنت کی نمک خواری میں اُس نے اتنی عمر بسر کی ہے اور جسکی عزت وعظمت قائم رکہنے کیلئے اُس نے بارہا تلوار اُٹھاکر اُس کے دشمنوں سے جنگ کی ہے اب خود بہی اُس سے اظہار بغاوت کرے اور شام وحلب کے زرخیز صوبوں کو دولت علیہ سے چہین کر اپنی املاک میں شامل کرے - جس سبب سے محمد علی نے ملک شام پر فوجکشی کا جواز قائم کیا وہ یہ تہا کہ اُسکا ایک غلام اور چند مصری باشندے ملک مصر سے بہاگ کر عبداللہ پاشا حاکم عکا کے پاس پناہ گزین ہوگئے تہے اور پاشائے مذکور نے اُن لوگوں کو محمد علی کے حوالہ کرنے سے انکار کیا تہا - عبداللہ پاشا اس واقعہ سے پہلے دولت علیہ کے مقابلہ پر سرکشی کا بہی مرتکب ہوا تھا مگر محمد علی پاشانے اُس کی سفارش کر کے معافی دلوادی تہی اس لئے محمد علی پاشا کو اُس کے انکار پر مزید غصہ آیا - بہرحال اُس نے ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں برّی اور بحری فوجیں ملک شام کے فتح کرنے کیلئے روانہ کیں جنکی سپہ سالاری اپنے فرزند اکبر ابراہیم پاشا کو سپرد کی - ابراہیم پاشا راستہ میں غزہ اور یافا اور حیفا کو فتح کرتا ہوا عکا پہنچگیا اور اُسکا محاصرہ کرلیا - چنانچہ چند روز میں یہ شہر بہی فتح ہوگیا - دولت علیہ کو محمد علی پاشا کی ملک شام پر فوجکشی کا حال معلوم ہوا تو اُسنے محمد علی سے کہلا بہیجا کہ اس نامناسب حرکت سے باز آئے اور سرکشی نہ دکھائے بلکہ جو شکایت ہے اُسے دربار سلطانی میں عرض کرے جہاں سے دادرسی کیجائیگی - مگر محمد علی کب سنتا تہا چنانچہ سلطان نے ایک مجلس میں مشہور عالموں اور مدرسوں کو جمع کر کے اُن سے محمد علی کی سرتابی کے حالات بیان کئے اور اُن سے فتوے طلب کیا عالموں نے اُسے باغی قرار دیا اور فوجکشی

کی اجازت دی جبپر سلطان نے حسین پاشا حاکم ایڈریا نوپل کو تیس ہزار سپاہ کی جمعیت سے ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا اور حسین پاشا نے حلب اور حمص کے مابین مصری سپاہ سے جنگ کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ کٹوا کر محرم ۱۲۴۸ھ میں شکست کھائی۔ دولت علیہ نے یہ خبر سُنی تو اُسنے اپنے سب سے زبردست سپہ سالار اور ماہر جنگجو رشید محمد پاشا حاکم البانیا کو طلب کر کے مع فوج ابراہیم پاشا کو روکنے کیلئے مامور کیا جو اُسوقت صحراے قونیہ میں پہنچ چکا تھا۔ اس بہادر سپہ سالار نے کئی معرکوں میں مصری سپاہ کو شکست دی لیکن ایک لڑائی میں جو سخت بادوتش اور کہر پڑنے کی حالت میں ہوئی تھی مصری سپاہ نے اس افسر کو گرفتار کر لیا اور اُس کی فوج کو ہزیمت دیکر بھگا دیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ جس اثناء میں رشید محمد پاشا اپنی فوجوں کو صف بندی کر رہا تھا کہر کے اندھیرے میں غلطی سے وہ مصری سواروں کی فوج میں گھس گیا جسے اپنی سپاہ تصور کرتا تھا اور مصریوں نے اُسے گرفتار کر لیا۔ پھر جب اُس کے قید ہو جانے کی خبر ترکی فوج میں پہیلی تو وہ بھی ہراساں ہو کر بھاگ گئی۔ یہ واقعہ ۲۸ رجب ۱۲۴۸ھ کو پیش آیا تھا۔ قونیہ کی جنگ میں فتح پا کر ابراہیم نے کوتاہیہ کی طرف رُخ کیا جہاں کوئی قوت اُسکا مقابلہ کرنے کیلئے موجود نہ تھی اور اب یہ معاملہ نہائت اہم ہو گیا کیونکہ ابراہیم کی پیشقدمی دارالسلطنت کی طرف ہو رہی تھی۔ سلطان محمود نے عالم مجبوری میں اپنے دشمن زار نکولس اوّل فرمانروای روس سے مدد مانگی جس نے ایک جنگی بیڑہ مع پندرہ ہزار سپاہ کے روانہ کر دیا اور یہ روسی فوج ہنکار اسکلہ سی نامی ایک مقام پر آبنائے ڈارڈنلز کے اندر خشکی پر اُتری جہاں دونوں حکومتوں کے ابین آٹھ سال کے لئے ایک معاہدہ جنگ و مدافعت میں باہم شریک رہنے کا تحریر کیا گیا اور ماہ محرم ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں اس معاہدہ پر جانبین کے دستخط ہوئے جسکا مدعا یہ تھا۔ کہ روسی حکومت ہر وقت اور ہر ایک کام میں دولت علیہ کی ممد و معاون رہنے کا وعدہ کرتی ہے اور اس کے معاوضہ میں سلطان محمود دوم پر لازم ہو گا کہ وہ بوقت ضرورت روسی جنگی بیڑہ کو بحیرہ اسود سے بحر ابیض میں جانے کیلئے آبنائے ڈارڈنلز میں ہو کر گذرنے دے اور بحر ابیض متوسط کی آبنائے کو تمام دیگر حکومتوں کے جنگی جہازوں کے لئے بند کر دے۔ اس معاہدہ نے دول یورپ کے پایہ تختوں میں کچھہ اور ہی پولیٹکل شکل اختیار کر لی جسکی وجہ سے انگلش وزیر اعظم

لارڈ پالمرسٹن اور آسٹروی وزیر اعظم پرنس مٹرنیخ نے حکومت ہائے فرانس و پروشیا کو نامہ و پیام جاری کرکے اس معاملہ میں دخل دینے کی رائے قائم کی اور ابراہیم پاشا کو آگے بڑہنے سے روک کر محمد علی پاشا کو صلح کر لینے اور دولت علیہ کا حکم مانتے رہنے پر مجبور کر دیا۔ مگر یہ کارروائی کچھ دولت علیہ کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی نیت سے نہیں کیگئی تھی بلکہ اسکا مدعا اپنی اپنی حکمت عملی کا نباہنا اور اپنا فائدہ چاہنا تھا۔ لیکن بظاہر صلح ہوجانے کے باوجود طرفین کے دل میں کشیدگی باقی رہی اور دوسرے موقع پر سمجھ لینے کیواسطے بجائے خود تیار ہوتے گئے۔ محمد علی خیال کرتا تھا کہ دول کو اس معاملہ میں مداخلت کا کوئی حق نہ تھا جو مجھے اپنی فتوحات سے فائدہ نہ اٹھانے دیگا۔ اور دولت علیہ کو یہ رنج تھا کہ اسکا ایک باغی صوبہ دار چیرہ دست ہو تو سلطنت اُس سے صلح کرے۔ اس سے تو اور لوگوں کو بھی حوصلا پیدا ہوگا۔ اور اسکے ماسوا دول یورپ یونہیں ہر بات میں دخل درمعقولات بنتی رہینگی، اور روسی حکومت جو سلطنت عثمانیہ کی دشمن جان ہے مدد دینے کا احسان جتاکر اور بھی ستائیگی۔ اس لئے ابراہیم پاشا نے درہ کولک کو جو مابین قونیہ اور اڈنہ کے واقع ہے قلعبند کرنا شروع کر دیا اور اُس کے باپ محمد علی پاشا نے مصر میں جنگی جہازات بنوانے اور باقاعدہ فوج بڑہانے پر تمام زور صرف کیا۔ دولت علیہ کو بھی اس مسئلہ کا بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ خیال ہوگیا تھا۔ اُسنے رؤف پاشا کو وزیر اعظم بنایا کیونکہ رشید محمد پاشا مصری سپاہ کے ہاتھوں میں گرفتار ہوچکا تھا۔ اور رشید پاشا سنہ ۱۲۵۰ھ میں آستانہ علیہ کو واپس آگیا تو پھر اُسے سیواس کا حاکم بنایا اور اُسی کے ساتھ دیار بکر، اور خربوط کا انتظام بھی اُسی کے سپرد کیا۔ پھر سنہ ۱۲۵۲ھ میں ایک زبردست فوج رشید محمد پاشا کی ماتحتی میں دی جسکی نسبت بظاہر علاقہ کردستان کی اصلاح پر مامور کئے جانے کا قصد بتایا جاتا تھا مگر جسوقت رشید پاشا بغیر اس کے کہ اس فوج سے کوئی کام لے فوت ہوگیا تو باب عالی نے اُس کی جگہ چرکس حافظ محمد پاشا کوتاہیہ کے فریق کو دی اور باوجود اپنی کمزوریوں کے جہانتک ممکن ہوا سلطانی سپاہ کے اضافہ اور نظم و ترتیب میں پوری توجہ سے کام لیا۔ حافظ پاشا کی فوج میں ایک مشہور پروشین افسر مولٹک نامی بھی شامل تھا جسنے حافظ پاشا کو جنگ کے متعلق ایک صائب تدبیر بتائی مگر اس احمق سپہ سالار نے اپنی

لیاقت کے غرہ پر وہ صلاح نہ مانی، اور فوج کو لئے ہوئے ابراہیم پاشا کی پیش قدمی روکنے کو بڑہا چنانچہ اُس نے دریائے فرات عبور کرکے حلب کے نزدیک مقام نصیبین میں مصری سپاہ سے مقابلہ کیا مگر اپنی نادانی اور ناتجربہ کاری کے باعث ہزیمت اٹھائی اور اس امر کا باعث ہوا کہ ابراہیم پاشا کئی ایک نئے مقامات پر بھی قبضہ کرلے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس شکست کی خبریں استنبول پہنچیں تو اُس سے پہلے ہی سلطان محمود دوم دنیا سے عالم آخرت کا سفر کر گیا تہا کیونکہ ان واقعات سے پانچ مہینے پہلے ہی اُس کی صحت خراب ہوگئی تہی اور ڈاکٹروں نے اسے تبدیل آب وہوا کا مشورہ دیا تہا جسکے باعث وہ چاملیجہ کے باغ میں جو استنبول کے اطراف میں واقع ہے رہا کرتا تہا اور وہیں ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ کو وفات پائی - اُس کی عمر (۵۴) سال سے زائد نہ تہی اور یہ سلطان بڑا دانشمند، دولت کو فائدہ پہنچانے والی باتوں پر حد سے زائد توجہ کرنیوالا، بیدار مغز، بلند حوصلہ، اور کاروان تہا، جس کام کا ارادہ کرلیتا اُسے کرکے ہی رہتا، اسنے اپنی حکومت کا سراپا فساد و اختلال زمانہ لڑائیوں ہی میں بسر کیا اور باوجود اسکے کہ سلطنت کی حالت بیحد نازک ہو رہی تہی اُسے سنبھالے رہا اور مشکلات پر غالب آتا گیا جو اُس کی معاملہ فہمی اور مستقل مزاجی کی زبردست شہادت ہے ۔

مسئلہ مصریّہ کے اثناءمیں بحری قوّت کے کارنامے

جس وقت مصر کا جھگڑا برپا ہوا ہے اُسوقت سلطنت عثمانیہ کا جنگی بیڑہ (۳۷) جہازوں سے مرکب تہا جنمیں سے دو اوچ انبارلی سات غلیون، بارہ فرقاطہ، اور چودہ قرویت، جہازات تھے - اور اس بیڑہ کی کمان قبودان خلیل رفعت پاشا داماد کو سپرد تہی - بحری مورخین نے سلطنت عثمانیہ کے بحری محکمہ اور ارکان سلطنت کی بہت کچھ تعریف کی ہے کہ انہوں نے سابق الذکر جنگ ناوارین میں اپنی بحری قوّت کا بیشتر حصّہ کھو بیٹھنے کے بعد اس قلیل مدت میں پھر ایسی زبردست بحری طاقت بہم پہنچالی - اور جب تنازعہ مصر کے دوران میں یہ

جنگی بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر ملک شام کے سواحل کی دیکھ بھال کرنے کو گیا تو وہانکے اُن قلعوں کو جنہیں مصریوں نے فتح کرلیا تہا دیکھی دیتا اوراُن کی قوت کا اندازہ کرتا ہوا موسم سرما میں پھر آستانہ علیہ کو واپس آگیا، مورخین کا بیان ہے کہ جنگ مصر کے زمانہ میں ترکی بیڑہ تین حصوں پر منقسم ہوکر آبنائے ڈارڈنلز میں نکلا تھا ایک حصہ چشمہ لی حسن پاشا کی ماتحتی میں، دوسرا انکری پاشا کے زیر کمان، اور تیسرا ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں تہا اور اسکو حکم ملا تھا کہ قبرص، امرسین، اور انطاکیہ کے سمندروں میں گشت لگائے - چنانچہ جسوقت وہ اس حکم کی تعمیل کررہا تہا مصریوں نے چند پہوٹی خبر رسانی اور حفاظت کرنے والی کشتیوں کو ان سواحل سے گرفتار کرلیا - اس کے بعد ۱۲۵۱ھ میں قبودان چنگل اوغلی طاہر پاشا بیڑہ کو سواحل مغرب کی جانب لیگیا اور بخیریت واپس آیا - پھر جب ۱۲۵۳ھ میں یہ نامور کپتان طرابلس الغرب کا محافظ مقرر ہوگیا تو اُس کی جگہ فراری احمد فوزی پاشا کو ملی اور چوبیس[۲۴] بڑے جنگی جہازونکا بیڑہ لیکر آستانہ علیہ سے روانہ ہوا جسے دیکھکر حکومت فرانس کے دل میں یہ ہول سما گیا - کہ کہیں دولت علیہ اس بیڑہ کو علاقہ الجزائر میں کوئی کارروائی کرنے کیلئے نہ ارسال کرتی ہو کیونکہ اس سے دو سال پہلے وہ صوبہ طرابلس الغرب سے قرہ مانلی کے حکمران خاندان کو نکال چکی تہی اور اُنکے تمام حقوق محو کردئیے تہے چنانچہ اُس نے اپنے سفیر کی معرفت اس بیڑہ کی روانگی کا مقصد دریافت کرایا اور جبتک دولت علیہ نے بتاکید اس امر کو کسی کے لیئے باعث خوف نہونیکا اظہار نہیں کردیا اُسوقت تک فرانس کو اطمینان نہیں ہوا +



سلطان عبدالمجید خان از سنہ ۱۸۳۹ء تا سنہ ۱۸۶۱ء

متعلق صفحہ ۸۶۵

تیرھویں فصل

فرمان گلخانہ کے صدور سے موجودہ زمانہ تک کے حالات

(۳۱) سلطان عبد المجید خان ابن سلطان محمود خان دوم

۱۲۵۵ — ۱۲۷۷ھ

تنظیمات خیریہ

یہ سلطان جسوقت اپنے آباے کرام کے تخت پر جلوس فرما ہوا ہے اُسوقت اسکی عمر صرف (۱۸) سال کی تھی اور سلطنت کی اندرونی و بیرونی دونوں حالتیں سخت خطرناک ہورہی تھیں اسنے تخت نشین ہوتے ہی محمد علی پاشا حاکم مصر کے جانی دشمن خسرو پاشا کو جو اُنونوں مجلس احکام عدلیہ کا رئیس تھا وزیر اعظم مقرر فرمایا اور داماد خلیل پاشا کو سرعسکر کے عہدہ پر سرفراز کیا جو خسرو پاشا کے ممالیک میں سے تھا۔ سلطان عبد المجید خان کی تخت نشینی کے دوسرے دن ہزیمت نصیبین کی وحشتناک خبر دار الخلافت میں موصول ہوئی اور اسکے دس دن بعد دوسری منحوس اطلاع یہ ملی کہ قبودان فرازی احمد پاشا نے عثمانی جنگی بیڑہ سمیت بندرگاہ اسکندریہ میں محمد علی پاشا کی اطاعت مان لی اگرچہ

یہ دونوں خبریں نہائت اہم اور پریشان کُن تہیں لیکن نوعمر سلطان نے انکو سنکر کچہہ بہی
تردد نہیں ظاہر کیا کیونکہ وہ سلطان محمود کا فرزند تہا جس کی گھٹی میں یہ بات پڑی تہی - کہ
مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے اور یہ سلطان بہی اپنے باپ ہی کی طرح بلکہ اُس سے
بہی بڑہکر عالی حوصلہ اور بلند ہمت تہا اور وہ بخوبی سمجھتا تہا کہ اسقدر نازک حالت میں اگر
ایسی خبر سنکر کچہہ بہی توحش ظاہر کیا گیا تو یقیناً اس سے بہی بڑہکر خرابیاں پیدا ہونگی اور
جسوقت مصطفےٰ پاشا وزیر خارجیہ اپنی خدمت ادا کرکے دارالخلافت میں واپس آگیا یعنی
یورپ سے دو سال کے بعد پلٹا جہاں اُسے اس غرض سے بہیجا گیا تہا کہ دول یورپ کی
رائیے معاملہ مصر میں معلوم کرکے آئے - تو سلطان نے اُسکی زبانی جملہ حالات معلوم کرنے
کے بعد ایک فرمان جاری کیا جسمیں اُن عمدہ انتظاموں کے رواج دینے کی تاکید تہی جنکے
اجرا کا ارادہ اُس کے مرحوم والد نے ۱۲۵۴ھ میں کیا تہا اور اِن نئے انتظامات کے
رائج ہونے سے ممالک عثمانیہ میں ترقی اور عروج کے آثار عیاں ہونے کی قوی امید تہی-
کیونکہ جدید نظم ونسق میں یورپ کے طرز عملدرآمد کی پیروی کی گئی تہی +

مسئلہ مصر کا حل ہونا:-

"ہنکار اسکلہ سی" کا معاہدہ جس نے دولت روس کو حکومت عثمانیہ کا دوست اور رفیق
بنا دیا تہا یورپ کے مدبرین کی نگاہوں میں کانٹا بنکر کھٹک رہا تہا اور وہ اس معاہدہ کو
اصلی باعث یعنی مسئلہ مصر کو ایک یورپین مسئلہ قرار دیتے تھے جس کے حل کرنیکو خاطر
دول یورپ میں باہمی نامہ وپیام جاری تہا - صرف ایک حکومت فرانس کا میلان مصر کی
طرف تہا اور وہ اُس کی مددپر آمادہ تہی چنانچہ اسی وجہ سے اُس نے مسیو کیزوٹیریس
کی وزارت تبدیل کردی اور اسی سبب سے لوئس فلپ شاہ فرانس کی خارجی حکمت
عملی کو سخت ضعف لاحق ہوگیا، غرضکہ دول یورپ میں بہت کچھہ خط وکتابت ہونے کے
بعد، انگلستان، آسٹریا، پروشیا، اور، روسی حکومتوں نے سلطنت عثمانیہ کیساتھ
مصر کے بارہ میں ایک اتفاقی معاہدہ کرلیا جسکا بیان آگے آئیگا! اس عرصہ میں خسرو پاشا

کے وزیر اعظم مقرر ہو جانیکی وجہ سے مسئلہ مصر کا دولت علیہ کے مفید مطلب طے ہونا ذرا مشکل نظر آتا تہا کیونکہ وزیر مذکور محمد علی پاشا کا سخت دشمن تہا چنانچہ جسوقت سلطان عبد المجید خان نے محمد علی پاشا کو معافی عطا کرنیکا فرمان اپنے ایک افسر عاکف آفندی کی معرفت جو باب عالی کا ایک منشی تہا ارسال کیا اور اُسنے راستہ میں فراری احمد پاشا کپتان عام بیڑہ عثمانیہ کے ساتہہ دوچار ہوکر اُسے تبدیلی وزارت اور محمد علی پاشا کو معافی ملنے کا حال سُنایا اور اُس سے یہ بہی کہا کہ اب بیڑہ سے کوئی کام لینا ضروری نہیں اسواسطے تمکو آستانہ علیہ میں واپس جانا چاہیئے تو قبودان احمد فوزی پاشا اِن واقعات کو سُنکر دل میں خائف ہوا اور اُسنے خیال کیا کہ خسرو پاشا میرا بھی دشمن ہے وہ ضرور اِس موقع پر مجھسے کسر نکالیگا لہٰذا وہ تردد میں پڑگیا اور اُسے اپنی نجات کا طریقہ یہی نظر آیا کہ محمد علی پاشا کے ساتھ ملجائے اور سلطانی جنگی بیڑہ اُسکو سپرد کرکے اپنی جان بچائے۔ پہر اُس نے اپنے ایک ماتحت افسر کو ایک جہاز دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کردیا تاکہ وہ اُس کی طرف سے تخت نشینی کی مبارکباد سلطان کی خدمت میں عرض کرے اور اِس طرح اپنی نسبت بدگمانی پیدا ہونیکا حفظ ما تقدم کرکے اُس نے مصطفےٰ پاشا فریق کو اپنے جہاز میں قید کرلیا اور بیڑہ کو بندرگاہ اسکندریہ کی طرف لیگیا جہاں اُسنے (۲۵) جمادی الاولی ۱۲۵۵ھ مطابق (۸) جولائے ۱۸۳۹ء کو پورا عثمانی جنگی بیڑہ محمد علی پاشا کے حوالہ کردیا یہ بیڑہ ۹ غلیون، ۱۱ گیارہ فرقاطہ، اور پانچ قرویت، جنگی جہازوں سے مرکب تہا جسپر (۱۴۱۰۷) ملاح اور پانچہزار سپاہی جملہ (۲۱۱۰۷) فوجی آدمی تہے۔ اور فوزی پاشا کی اِس نمک حرامی کے باعث مسئلہ مصر نے دول یورپ کے سامنے ایک نئی صورت اختیار کی جو پہلے سے بہی بڑہکر پیچیدہ اور باعث خلجان تہی۔ اور یہی سبب ہوا کہ خسرو پاشا کو عہدہ وزارت سے معزول کرکے ۱۲۵۶ھ میں باردیگر رؤف پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔ اُسوقت میں انگلستان، روس، آسٹریا، اور پروشیا کی یورپین حکومتیں مسئلہ مصر کو قطعی طور پر چکا دینے کے لئے تیار ہوگئیں اور انہوں نے (۱۵) جولائے ۱۸۴۰ء کو آستانہ علیہ میں زیر صدارت ترکی وزیر اعظم کے ایک کانفرنس منعقد کی۔ فرانس کا میلان محمد علی کی امداد کی طرف تہا اِس نئے دول یورپ کو وہ آمادہ

کرتا تھا کہ آقا اور ملازم کو باہم نبٹ لینے دو اور تم دخل در معقولات نہ بنو۔ مسیو کیز و وزیر اعظم فرانس نے اسی امر کی کوشش کی جس سے اسکا مدعا یہ تھا کہ حکومت فرانس کو اپنے مقاصد حاصل کر سکنے کیلئے ایک کافی مدت ملجائے مگر دول نے فرانس کی نیت معلوم کر لی اور وہ اپنے ارادہ کو مکمل کرنے کیلئے کوشاں ہوئیں چنانچہ اُنہوں نے کانفرنس میں یہ تجویز پاس کی کہ سلطان محمد علی پاشا کو مصر کا حاکم رہنے دیں اور یہ عہدہ نسلاً بعد نسلٍ اُس کے خاندان کے لئے خاص کر دیں اسکے علاوہ عکّا اور صیدا کے دو ضلعے ملک شام سے صرف تا حیات محمد علی پاشا کو دے جائیں اور محمد علی دس دن کے عرصہ میں ممالک عرب، شام، اور، کریٹ، وغیرہ کو جہاں اُس کی فوجیں موجود ہیں خالی کر دے۔ اگر محمد علی چاہتا اِن شرائط کو خوشی سے نہ مانیگا تو دول مذکورہ باب عالی کو فوجی مدد دیکر زبردستی محمد علی کو اس سے بہی کم فائدہ پر قانع ہو جانے کے لئے مجبور کرینگی۔ فرانس نے اپنی بات بگڑتی دیکھکر وزارت کو تبدیل کر دیا اور دریائے رین اور بحر ابیض متوسط کے سواحل پر جنگی تیاریاں مکمل کرنے میں مصروف ہو گیا اِدہر دولت علیہ نے محمد رفعت بک مشیر وزارت عظمیٰ کو مصر روانہ کر دیا تاکہ وہ محمد علی کو دول متحدہ کی قرارداد اور دولت علیہ کے اُسے تسلیم کر لینے کی اطلاع دیکر اُس سے کہدے کہ اگر وہ دس دن کے عرصہ میں اِس قرارداد کو نہ مانیگا تو سلطنت عثمانیہ اُس سے صیدا اور عکّا کے دونوں علاقے بہی مسترد کر لیگی۔ محمد علی نے ایک بہی نہیں سُنی اور وہ اپنی اڑ پر قائم رہا تو دولت علیہ، انگلستان، اور، آسٹریا تینوں نے اپنے جنگی بیڑے سواحل شام کا محاصرہ کرنے کیلئے روانہ کر دئے جنہوں نے بیروت، لاذقیہ، طرسوس، طرابلس، صیدا، اور، صور، پر تسلط کرنے کے بعد عکّا کو بہی بزور شمشیر فتح کر لیا، اس شہر پر متفقہ بیڑوں نے ۳ ۲ گھنٹے گولہ باری کی تہی، اور چونکہ ابراہیم پاشا بہ نسبت دوسرے مقامات کے اس شہر کے استحکام پر زیادہ بہروسہ رکھتا تہا اس لئے اُس نے اپنا صدر میگزین یہیں قائم کر رکھا تہا اور وہ سب سامان جنگ متفقہ فاتح سپاہ کے ہاتھ لگا، مصری فوجیں کوہستان دروز کی نشیبی وادی میں پسپا ہو کر ہٹ گئیں اور ابراہیم پاشا انہیں وادیوں کی طرف ہٹنے پر مجبور ہؤا، شامی رعایا ابراہیم پاشا اور اُس کی فوج کی

سخت دشمن ہو رہی تھی اور ہر جگہ اُسے ستاتی رہتی تھی جس سے تنگ آکر آخر وہ سنہ ۱۲۵۶ھ میں مصر کو واپس چلا گیا اور اسکے بعد ایک متفقہ بیڑہ باتحتی ایڈمرل ناپیر "Napier" اسکندریہ کی طرف گیا جس نے محمد علی پاشا کو دُول یورپ کی اس قرارداد کو ماننے پر مجبور کیا کہ وہ صرف مصر کی حکومت پر قناعت کرے چنانچہ (۲۷ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء کو) محمد علی پاشا نے چار و ناچار اس قرارداد کو تسلیم کیا اور عثمانی بیڑہ آستانہ علیہ کی طرف بھیجکر یکم ذی الحجہ سنہ ۱۲۵۶ھ کو اُسے دولت علیہ کو سپرد کردیا۔ (۲۴ جنوری سنہ ۱۸۴۱ء) ٭

اب فرانس کی بھی آنکھیں کھلیں اور اُسنے دیکھا کہ وہ دول یورپ سے الگ رہنے کے باعث اپنے مشرقی اقتدار کو سخت ضرر پہنچانے کے درپے ہے اسلئے فرانسیسی قوم نے شور و غل مچاکر وزارت کو بدلوادیا اور اپنی حکمت عملی کا رُخ بدلکر اُسی یورپین حکمت عملی کے حلقہ میں شرکت ضروری سمجھی جس نے معاہدہ ہنکار اسکلہ سی کو بیکار کرانے پر کمر باندھ رکھی تھی اور مسئلہ مصر کو بہت جلد ختم کردینے کا عزم کرلیا تھا۔ اسلئے ان دول نے اتفاق کرکے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ایک نیا معاہدہ آبنائے ڈارڈنلز اور آبنائے باسفورس کے اندر ہو کر گزرنے کے بارہ میں ۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۵۷ھ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء منعقد کیا اور اس معاہدہ کا نام "معاہدۂ آبنائے ہا" رکھا گیا۔ یہ معاہدہ ایک طرف سلطنت عثمانیہ اور دوسری جانب دول انگلستان، روس، پروشیا، اور فرانس، کے مابین ہوا تھا اور اسکا مدعا یہ تھا کہ دول مذکورہ نے ان دونوں آبناؤں پر دولت علیہ کا بلا شرکت احدے قابض و دخیل رہنے کا حق تسلیم کرکے یہ بات طے کی کہ سلطنت عثمانیہ ان آبناؤں میں سے ہرگز کسی حکومت کا جنگی جہاز نہ گزرنے دے۔ اور یہ معاہدہ مکمل ہو چکا تو سلطان نے دول یورپ کی تصدیق سے محمد علی پاشا کے خاندان کو وراثت کے طریقہ پر مملکت مصر پر حکمران بنانے کا فرمان تحریر کیا۔ خود اس فرمان کے اجرا سے کچھ عرصہ بعد محمد علی پاشا استنبول میں حاضر ہوا تاکہ اپنے آقا اور تاجدار کے حضور میں اظہار اطاعت کرے۔ اور اس برتاؤ نے مصری حکومت اور دار الخلافت کے مابین دوستانہ تعلقات قائم اور مستحکم کردیئے۔ (سنہ ۱۲۶۳ھ) ٭

دولت علیہ کے قلمرو میں ترقیوں کا آغاز اور فرمان گلخانہ کا صدور

دول یورپ کی مداخلت نے مصر کے جھگڑے کو نبٹا دیا اور دولت علیہ کو اِدہر سے فراغت ملگئی تو سلطان عبدالمجید خان نے جدید نظامات کو قوت پہنچانے کا عزم مصمم کر کے وہ مشہور فرمان صادر کیا جسکو خط گلخانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کے صدور سے ترکی قلمرو میں ترقی و تمدن کے راستے کھل گئے اور ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو چلا ۲۶ شعبان ۱۲۵۵ھ کو مدارس رشدیّہ کی بنیادیں رکھی گئیں اور جسقدر جنگی، ملکی، اور بحری مدارس اگلے وقتوں سے قائم چلے آتے تھے اُنکے اندر بہی نئی اصلاحیں اور خوبیاں داخل کیگئیں بری اور بحری سپاہ کے بجٹ میں بہی بہت بڑی کفایت شعاری نکالی گئی اور یہ جملہ نظامات نہائت سرگرمی کے ساتھہ قائم کر دیئے گئے۔ اصلاحات کا دائرہ وسیع ہوتا ہوا تمام صوبجات تک پہنچگیا اور فوجوں کو جدید ایجاد کے اسلحہ سے مسلح کیا گیا۔ کارتوسی بندوقیں سات فی والی ہر ایک سپاہی کو دیگئیں، اور تمام فوج ایک ہی وتیرہ پر مسلح بنائی گئی، قواعد اور جنگی ترتیب کی مشق ہر جگہ برابر جاری رہتی تہی، توپ سازی کے کارخانوں میں بہی اصلاح کیگئی اور جسقدر سرکاری کارخانہ جات تہے اُنکی حالت پر بہی ایسی ہی توجہ مبذول ہوئی غرضکہ تہبت قریب زمانہ میں ترکی قوم ترقی و تمدن کے بلند ترین زینوں پر چڑہ گئی اور جملہ محکمہ جات اور نظام حکومت میں بہت کچہہ ترتیب و خوبی پیدا ہوگئی۔ رعایا شاد و خوشحال تہی اور سلطنت مالدار +

سلطان کو اِن اصلاحات کے نفاذ میں کوئی زحمت اور رکاوٹ پیش نہیں آئی اور اُس نے اسی کے ساتھہ غیر ملکی اندرونی دراندازیوں کا بہی بخوبی سدباب کردیا، وزیر اعظم رشید پاشا کی قابلیت اور وسعت معلومات نے عثمانی سیاست کا بہی پلہ بہاری کر دیا تہا جسنے سب سے پہلے اِس بات کی کوشش کی کہ وہ دول یورپ کے دلوں پر سلطنت عثمانیہ کی نیک نیتی اور اصلاح طلبی کا سکہ بٹہا دے اور قلمرو عثمانی میں ہر طرح کی اندرونی

اصلاح وترقی داخل کر کے بہت سی یوروپین سلطنتوں پر سبقت لیجائے۔

یورپ میں بےچینی کا پھیلنا اور بالطہ لیمان کا معاہدہ ہونا:۔

جن دنوں سلطنت عثمانیہ اندرونی اصلاحوں اور انتظاموں میں سرگرم تھی انہیں دنوں علاقہ ہنگری میں ایک سخت فساد برپا ہوا (۱۸۴۸ء) جو اُس زمانہ کی تاریخ میں اکثر ممالک یورپ کی قوموں میں پارلیمنٹری حکومت طلب کرنے کی غرض سے بغاوت برپا کرنیکا نتیجہ تھا۔ یہ تحریک سب سے پہلے پیرس دارالمملکت فرانس میں ظاہر ہوئی اور آخر لوئس فلپ شاہ فرانس کی حکومت کو مٹاکر دوبارہ جمہوری قائم کرانے کی موجب ہوئی تھی۔ غرضکہ ہنگری میں باغیانہ شورش کا اسقدر زور تھا کہ حکومت آسٹریا اُسکو فرو کرنے سے عاجز آگئی تھی اور اُس نے مجبور ہوکر گورنمنٹ روس سے مدد مانگی جسنے پرنس پاسکیوچ کے زیر کمان ایک زبردست فوج روانہ کی۔ پرنس مذکور روس کا ایک نامور جنرل تھا اور اسی نے اپنی جنگی لیاقت کے ذریعہ سے علاقہ جات ایران، اناطولیا، اور پولینڈ کی بغاوتیں فرو کی تھیں۔ چنانچہ اس نے سرحد ہنگری میں داخل ہوکر باغیوں کے بے ترتیب اور اُن کے افسروں کی باہمی نا اتفاقی کے باعث ۱۸۴۹ء میں اُنکو نیچا دکھانے میں کامیابی حاصل کی۔ مملکت ہنگری کو آسٹریا کی ماتحت رکھنے میں روسی حکومت کا بہت بڑا فائدہ تھا کیونکہ وہ خود مختار حکومت بنجاتی تو جسوقت روس ٹرکی علاقہ پر حملہ کرنا چاہتا تو یہ حکومت اُس کے رستہ میں رکاوٹ ڈالتی۔ روسی اور آسٹروی فوجوں نے ملک ہنگری کا چاروں طرف سے احاطہ کرلیا تھا اور پرنس پاسکیوچ جو اعلےٰ درجہ کا سنگدل شخص تھا باقی سرغناؤں کو قتل وغارت کردینے کے درپے تھا، روسی جنگی عدالت نے بھی اُن لوگوں کے قتل کر دئے جانے کی اجازت دیدی تھی اور اب باغی سرغناؤں کو کہیں پناہ ملنی مشکل تھی مگر چونکہ ابتدا سے ہنگری والوں کا دلی میلان سلطنت عثمانیہ کی طرف رہتا آیا تھا اس لئے وہ سب پولیٹکل مجرم جنکی تعداد چھ ہزار کے

قریب تہی ترکی علاقہ میں آکر پناہ گزین ہو گئے اور سلطنت عثمانیہ نے اُنکو بڑی خاطرداری کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اِن پناہ گزینوں میں جنرل ڈیمبنسکی "Dembinski" جنرل کوسوٹ "Kossuth" جنرل بم "Bem" اور جنرل کلاپکا وغیرہ کئی ایک زبردست اور دلیر سپہ سالار اور بیشمار افسران فوج، عام رعایا، کاریگر، ڈاکٹر، وکلار، اور دیگر پیشوں کے لوگ بہی تہے۔ اندریسی جو بعد میں آسٹریا کا وزیر اعظم ہو گیا تہا وہ بہی اسی پناہ گزین جماعت میں شامل تہا یہ لوگ ۱۲۶۵ھ میں ترکی قلمرو کے زیر سایہ آ گئے۔ اور انمیں سے بہت لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی جنہوں نے دولت علیہ کی قابل قدر خدمتیں بہی انجام دیں۔ دولت علیہ نے ان بے یار و یاور پناہ گزینوں کی پشت پناہی کی تو ممالک یورپ میں ترکوں کی انسانیت و مروت کی دہوم مچگئی اور عام طور پر محب انسانیت اور مہذب اہل یورپ نے سلطنت عثمانیہ کے سفارتخانوں کے روبرو پیرس و لندن میں مسرت اور دوستانہ احساس کا اظہار کیا بلکہ لندن میں تو یہ واقعہ پیش آیا کہ ترکی سفیر شہر کی کسی سڑک پر اپنی گاڑی میں سوار جا رہا تہا اور انگریزی پبلک نے اُسکو دیکہکر چیرز دئیے اور نعرہ ہاے مسرت بلند کئے اور اُس کی گاڑی سے گہوڑوں کو کہولکر لوگوں نے خود اُسے کہینچکر سفارتخانہ تک پہنچا دیا روسی حکومت نے سلطنت عثمانیہ سے پولیٹکل مجرموں کو طلب کیا تو ادہر سے یہ جواب ملا کہ ہمارے فیما بین کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے جسکے مطابق ہم پولیٹکل مجرموں کی حوالگی پر مجبور ہوں۔ اور روسی حکومت کی درخواست مسترد کر دی۔ ہنگری والوں کی سرکشی کا اثر دوسرے ممالک یورپ پر بہی پڑا چنانچہ ممالک افلاق اور بغدان کے باشندوں نے بہی بغاوت کر کے خودمختاری اور صوبہ ٹرینسلونیا کے ساتھ شامل ہو جانا طلب کیا تاکہ وہ ایک رومانی حکومت قائم کر سکیں، باشندگان ملک نے دونوں صوبوں کے حاکموں کو ملک سے بہاگ جانے پر مجبور کر کے ایک چندروزہ حکومت بہی بنالی، مگر دولت علیہ نے بہت جلد اُنپر فوجکشی کر دی اور سپہ سالار عمر پاشا نے اُس عارضی حکومت کو توڑکر بغاوت فرو کر لی۔ روسی حکومت نے دیکہا کہ ترکی فتح ان دونوں صوبوں میں اُس کے اقتدار کو گہٹا دیگی تو اُس نے بہی ۱۲۶۵ھ میں ایک جرار فوج ارسال کر کے انپر قبضہ کر لیا اور گورنمنٹ عثمانیہ نے روس کی اِس حرکت پر سخت اعتراض کیا یہانتک کہ دونوں سلطنتوں

میں جنگ چھڑ جانیکا اندیشہ پیدا ہوگیا تہا مگر آخر جانبین سے گفتگو ہوکر یہ فیصلہ ٹھیرا کہ اِن صوبوں کے حکام کا تقرر سلطنت عثمانیہ ہی کا حق رہیگا اور سات سال تک ملک میں امن قائم رکھنے کیواسطے مشترک روسی و ترکی سپاہ وہاں رکھی جائیگی۔ اور اس معاہدہ پر مقام بالطہ لیمان میں طرفین کے دستخط ہوئے اور اس معاہدہ کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے ۰

جنگ کریمیا اور اُسکے اسباب۔

روسی حکومت کو اس بات کا یقین تہا کہ عثمانی حکومت نے جن اصلاحات کا استعمال اپنی فوجی قوت میں کیا ہے یہی باتیں اب تک میری کامیابی اور چیرہ دستی کی موجب ہوئی ہیں اور ترکی بھی اِن جدید اصول جنگ کو برتنے لگی تو میری اُس کے سامنے ایک بھی نہ چلیگی اس لئے وہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتی تہی کہ سلطنت عثمانیہ کے انتظام مملکت کی راہ میں کانٹے بچھائے اور اُسے اس بارہ میں ناکام ہی رکھے، وہ ہر ایک پہلو سے جنگ چھیڑنے کے بہانے تلاش کرہی تہی اور جب کوئی صورت نہ بن آئی تو آخرکار یہ دعوے کردیا کہ اُسے تمام رومن آرتھوڈکس مذہب کی ترکی عیسائی رعایا کا حق سرپرستی حاصل ہے اور اِس طرح اُن عیسائیوں کو بھڑکا کر آمادۂ بغاوت کرنا چاہا، کمبختی یہ تہی کہ دولت علیہ کے بعض حکام اکثر اوقات اس طرح کی حرکتیں کر بیٹھتے تہے جنکے ذریعہ سے دول یورپ کو جھگڑنے کا موقع ملجاتا تھا۔ بہرحال روس کو بھی ایک موقع مل ہی گیا وہ یہ کہ ان دنوں کچھ عرصہ سے بیت المقدس میں آرتھوڈکس اور رومن کیتھلک کے فرقے بعض مقدس مقامات کے حق حمایت کا دعوے کرتے اور اُنپر قابض ہونا چاہتے تھے اور کنیسۃ القیامۃ کی بابت یہ جھگڑا پڑرہا تہا کہ انمیں سے ہر ایک اُسکی دربانی اور خدمتگذاری حاصل کرنیکا خواہاں تہا یہ نزاع بڑہتے بڑہتے بہت طوالت پکڑ گئی اور ترکی حکام اس حیرت میں مبتلا تہے کہ وہ کریں تو کیا کریں، اِن جھگڑالو فرقوں کے مابین تصفیہ کرنیکا کوئی طریقہ انکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کیونکہ اگر آرتھوڈکس فرقہ کی حمایت کا ٹھیکہ روس نے لے رکھا تہا تو رومن کیتھولک گروہ کی سرپرستی قدیم معاہدات کے رو سے فرانس کیلئے مسلم تہی خاصکر سنہ ۱۷۴۰ء کا معاہدہ تو اُس کو ترکی قلمرو کے رومن کیتھلک فرقہ رعایا کا حامی مان چکا تھا۔

انگلستان کے سفیر نے متوسط بنکر ایک قاعدہ دونوں مخالفوں کے باہم ملا دینے کا بنایا اور اُسے فرانس نے مان لیا لیکن روسی حکومت جو صرف لڑائی کی طلبگار تھی اُس سے منکر ہوگئی اور بجز اسکے کہ وہ ترکی سلطنت کو دول یورپ کے حلقہ سے الگ رکھکر اُسے دخاکش بدہان) ہڑپ کر جانے کی آرزومند ہو اور کوئی بات اُس کے خیال میں نہ جنچی زار نکولس اوّل نے دیکھا کہ یہ موقع بہت عمدہ ہے اور اپنی کارروائی شروع کردینی چاہئے تو اُس نے پرنس منچیکوف روسی وزیر بحر کو سفیر با اختیار بناکر آستانہ علیہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ باب عالی سے ارضی مقدسہ کی بابت جو تنازعہ ہو رہا ہے اُس کے بارہ میں گفتگو کرے اور اسی کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار فوج بھی حدود سلطنت عثمانیہ پر ارسال کردی۔ جسوقت پرنس منچیکوف آستانہ میں آیا اور اُس نے فواد آفندی وزیر خارجیہ سے ملنا چاہا تو وزیر مذکور نے اُس کو ملاقات کا موقع نہیں دیا اور باب عالی نے فواد آفندی کو برطرف کرکے رفعت پاشا کو وزیر خارجیہ مقرر فرمایا پرنس مذکور کی یادداشت مجلس وزرا میں پیش ہوئی تو انہوں نے اُسے منظور کرنا پسند نہیں کیا اور دولت علیہ نے بھی پیش بندی کے طور پر فوجی تیاری شروع کردی۔ کیونکہ روسی حکومت روسی عیسائیوں کو بھڑکانے اور اُنہیں آمادہ بغاوت کرنے سے کسی طرح باز نہیں آتی تھی اور اسکے بعد اُس نے یورپین حکمت عملی سے الگ ہوکر بطور خود ترکی پر یہ الزام قائم کیا کہ وہ اپنی عیسائی آرتھوڈکس رعایا سے بدسلوکی کرتی ہے اس لیئے روسی حکومت بحیثیت اُنکی سرپرست ہونے کے دولت عثمانیہ کو اِس فرقہ کی اصلاح حالت کا خیال دلائیگی۔ مگر روسی سلطنت کا یہ دعوی محض باطل اور شرارت و خودغرضی پر مبنی تھا کیونکہ تنظیمات خیریہ کے فرمان نے تمام ترکی عیسائی رعایا کے امن وراحت کا سامان مہیا کردیا تھا اور اُنکو کسی طرح کی واجبی شکایت باقی نہیں تھی مگر روسی حکومت نے ایک بات بھی نہ مانی وہ برابر سختی کے ساتھ اپنا مطالبہ کرتی گئی جس سے تنگ آکر دولت علیہ نے فوجی قوّت کی فراہمی کا اہتمام شروع کردیا اور اسکے لئے کافی وقت نکالنے کا یہ سامان کیا کہ سنہ ۱۲۶۹ھ میں وزارت کی شکل میں تغیر کرکے مصطفےٰ نائلی پاشا کو صدر اعظم اور مصطفےٰ رشید پاشا کو وزیر خارجیہ مامور فرماکر روسی مطالبات پر دوبارہ غور کرنے کا حکم دیا۔ جدید وزیر

خارجیہ نہائت ذہین اور معاملہ فہم شخص تہا اُس نے بہت کچھہ غور و تامل اور ایک عرصہ تک روسی یادداشت پر بحث کرتے رہکر آخر یہی فیصلہ کیا کہ اُسکی مندرجہ ہے وہ سلطنت عثمانیہ کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا اُس نے دول یورپ سے بحث و مباحثہ کر کے قوی دلائل سے یہ بات ثابت کر دکھائی کہ روسی حکومت کا ایک دعوٰی بہی صحیح اور قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ دولت علیہ نے جدید اصلاحات کے ذریعہ سے اپنی رعایا کے امن و راحت کے تمام ذرائع فراہم کر دئے ہیں اور اسکی تائید میں دول یورپ کے وہ اقرارنامے پیش کئے جنکے اندر اُنہوں نے ترکی علاقہ میں اصلاحات کے جاری ہوجانے کو تسلیم کیا تہا اور دولت علیہ کی اس خسروانہ رعایا پروری کا شکریہ ادا کیا تہا، غرضکہ جبتک دول یورپ پر ثابت نہ کردیا کہ روس کا دعوٰے صریحًا باطل اور فتنہ پر مبنی ہے اُسوقت تک اُس نے دم نہ لیا اور آخر میں دولت علیہ نے روسی یادداشت کو مطلقًا مسترد کر دیا جسکے بعد پرنس منجنیکوف نے (۲۱ مارچ ۱۸۵۳ء) کو الٹی میٹم دیکر روسی سفارت سمیت استنبول کو چھوڑ دیا اور ادہر بہی جنگ کی ٹہن گئی *

روس پر اعلانِ جنگ اور علاقہ جات ڈنیوب اور اناطولیا کی لڑائیان

ترکی سلطنت کے ارکان اور دول یورپ کے سفیر سب یہی خیال کرتے تہے کہ پرنس منجنیکوف نے اپنی خدمت ادا کرنے میں جس سخت مزاجی اور بدعنوانی سے کام لیا ہے غالبًا یہ اُسکا ذاتی فعل تہا ورنہ روسی حکومت اسکو کبہی پسند نہیں کرسکتی مگر بعد میں (۳۱ مارچ ۱۸۵۳ء) کو روسی وزارت خارجہ کے سکرٹری کونٹ دی نسلرود کی زبانی یہ حال کھلا کہ پرنس مذکور نے جو کچھہ کیا اپنی گورنمنٹ کے حکم اور ایماء سے کیا ہے کیونکہ ابہی عرصہ میں جنرل گورچاکوف نے اس (۱۴۰۰۰) سپاہ کے ساتھہ جسکا ذکر پہلے آچکا ہے دریائے پرتھ کو عبور کرکے افلاق اور بغدان کے صوبوں میں قدم رکہا۔ چونکہ روسی حکومت کی یہ حرکت

معاہدات کے بالکل خلاف تھی اس لئے دولت عثمانیہ نے بھی ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۹ھ میں اُسپر اعلان جنگ کردیا اور عمر پاشا ساکن ہنگری نے جو صوبہ رومیلیا کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ روسی جنرل کو لکھا کہ وہ پندرہ دن کے عرصہ میں اپنی فوجیں عثمانیہ علاقوں سے نکال لیجائے ورنہ جنگ کی نوبت آئیگی لیکن وہاں کب سنائی ہوتی تھی آخر جب عمر پاشا نے دیکھا کہ روسی سپاہ اودین کی طرف سے دریاے ڈینوب کو عبور کرنا چاہتی ہے اور سرویا والوں کو آمادہ بغاوت بنانے پر مستعد ہے تو اُس نے بہت جلد کافی مقدار کی فوج اُس جانب ارسال کرکے اُسے حکم دیا کہ مقام قلفات میں دشمن کو روکدے، اسی طرح دوسری سپاہ نے بمقام طوترہ قان سے اولتانچہ میں اور تیسری فوج نے اوسیجق سے یرکوک میں پہنچکر دوسرے روسی کالموں کی پیش قدمی کا معارضہ کیا جو شہر بخارسٹ پر بڑھے آتے تھے اولتانچہ میں خود عمر پاشا روسی سپاہ کے ساتھ معرکہ آرا ہوا اور (۳ صفر سنہ ۱۲۷۰ھ) اُسکو نہایت خونریز جنگ کے بعد ہزیمت دی اسی طرح جب روسی فوجی قوت مقام قلفات کے نزدیک قریہ چتانہ میں فراہم ہورہی تھی تو فریق ناظر احمد پاشا رئیس ارکان حرب رومیلیا نے قلفات میں چرکس اسمٰعیل پاشا مصطفٰے توفیق پاشا اور عثمان پاشا تین بہادر افسروں کی ماتحتی میں تین فوجی کالم روسیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ارسال کئے اور اس سپاہ نے روس والوں پر تین سمتوں سے حملہ کرکے (۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۰ھ) انہیں بری طرح شکست دی اور اُن کے پڑاؤ پر قبضہ کرلیا، خلاصہ یہ ہے کہ اوسیجق، موطن اوغلی اطہ سی، سلسترہ، قرہ لاش اطہ سی، زشتوی، نیکوپولی، بابجین اور الیساقچی، وغیرہ مقامات اور تمام سواحل دریاے ڈینوب پر جسقدر لڑائیاں ہوئیں سب میں ترکی سپاہ چیرہ دست رہی اور روسیوں نے زک اٹھائی۔ اور پھر ان لڑائیوں میں ناکام رہنے کے بعد روسیوں نے ہر طرف سے سمٹکر قلفات پر حملہ کیا تو حلیم پاشا وہاں کے محافظ نے بھی اُنکو ایسی نمایاں ہزیمت دی کہ وہ مجبور ہوکر مملکت افلاق و چک کی طرف سے دریاے آلوتا کے اُس پار ہٹ گئے۔ ترکوں کے اس طرح پے در پے فتحیاب رہنے سے تمام یورپ میں اُنکی دہاک بندھ گئی مگر چونکہ اب جاڑوں کا موسم اور برفباری کا زمانہ آگیا تھا اسواسطے عمر پاشا نے فوجوں کو

قلعوں میں ہی رہنے دیا اور بھاگتے ہوئے روسیوں کا تعاقب نہیں کیا ورنہ غالباً اُسنے بہت سا روسی علاقہ لگے ہاتھوں لیلیا ہوتا۔ یورپ کے حصہ میں جو کیفیت پیش آئی اُسکو تو بیان کر دیا گیا اب ایشیائی علاقہ میں جو لڑائیاں ہوئیں اُنکا بھی حال سُنئے: ایشیائی علاقہ کی فوجیں سرعسکر عبدالکریم نادر پاشا کی ماتحتی میں تھیں اور مظفر و منصور آخسخہ اور چاتی کے اطراف میں آگے بڑھتی جاتی تھیں اس علاقہ کے فوجی ارکان حرب کے افسر تاجر جی احمد پاشا کی کوشش سے ترکی سپاہ نے قلعہ کمری پر تسلط بھی کر لیا تھا اور آخسخہ میں روسیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مگر اسی اثناء میں ترکی وزیر جنگ مقیم آستانہ نے عبدالکریم نادر پاشا کو فوجی نقل و حرکت اور جارحانہ کاروائیوں میں سستی سے کام لیتے دیکھکر اُسے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ احمد پاشا نامی دوسرا سپہ سالار متعین کیا لیکن یہ افسر موسم سرما آغاز ہوجانیکے باعث جنگ موقوف کر دینے پر مجبور ہوگیا +

سنیوب کی بحری جنگ

(۲۷ رصفر ۱۲۷۰ھ) ہنری ٹائبر کی اسکوائر نے ایک خاص تاریخ جنگ کریمیا کی تحریر کی ہے جسمیں اُنہوں نے اس جنگ سنیوب کا بھی تذکرہ کیا ہے اور ہم یہاں اُنہیں کے بیان کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ماہ محرم ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۳ء) میں دولت عثمانیہ نے دو جنگی جہازوں کے بیڑے بحیرہ اسود کی طرف روانہ کئے تھے جن میں سے ایک بیڑہ پانچ جنگی جہازوں کا بماتحتی لطروند مصطفےٰ پاشا اُلات وسامان جنگ کی رسد لیکر بندرگاہ باطوم کے قلعہ جات کو پہنچانے جارہا تھا اور دوسرا جنگی بیڑہ تیرہ جہازوں کا بماتحتی لطروند عثمان پاشا اور ریالہ حسین پاشا دو افسروں کے بندرگاہ سنیوب کو گیا تھا۔ اول بیڑہ میں (۸۴) توپیں اور دوسرے بیڑہ میں (۴۰۶) توپیں موجود تھیں۔ جس وقت یہ بیڑہ بندرگاہ سنیوب میں پہنچکر وہاں لنگر انداز ہوگیا تو ایک روسی جنگی بیڑہ تین قپاق، چار فرقاطہ اور ایک ابرق، وضع کے جنگی جہازوں سے مرکب اسی بندگاہ کے سامنے آیا اور اُنکا محاصرہ کرکے ٹھیر گیا چنانچہ اُس کے کمان افسر اڈمرل ناچیموف نے عثمانی بیڑہ کی طاقت و تعداد

اور اُس کے جہازوں کے موقع کا پوری طرح اندازہ کیا تو اپنی حکومت سے مزید کمکی جہازات منگوا کر عثمانی بیڑہ سے جنگ کا ارادہ کرلیا - روسی حکومت نے اپنے ایڈمرل کی درخواست پر بندرگاہ سیواسٹوپول کا جنگی بیڑہ اُس کی کمک کے لئے ارسال کردیا اور بیڑہ مذکور کے آجانے پر ایڈمرل ناچیموف " Nachimoff " نے ہوائے موافق پاکر بندرگاہ سنیوب میں عثمانی بیڑہ پر حملہ آور ہونے کے لئے داخلہ کیا اور چار جنگی جہاز بندرگاہ سے باہر چھوڑ آیا تاکہ وہ عثمانی جہازوں کو بھاگنے کا موقع نہ دیں - روسی ایڈمرل نے اپنا بیڑہ بندرگاہ کے قلعہ کے توپخانوں کی زد سے دُور اور عثمانی بیڑہ سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر کھڑا کرکے صف جنگ مرتب کرلی +

ترکی بیڑہ ایک ہی صف میں بخط مستقیم بندرگاہ میں استادہ تھا اور کپتان عثمان پاشا نے غنیم کو آمادہ جنگ پاکر اپنے بیڑہ کو تیار اور مدافعت کیلئے مستعد ہوجانیکا حکم دیا اور افسران جہازات کے روبرو پرجوش تقریر کرکے اُنہیں اپنے ملک وملت کی خدمت میں سرفروشی کرنے کی ترغیب دلائی ترکوں کو یقین تھا کہ اس جنگ میں اُنہیں کسی طرح بھی کامیابی نہوگی کیونکہ اول تو اُنکے جنگی جہازات بہت چھوٹے اور کمزور تھے اور روسی جہازات قد وقامت واستحکام کے علاوہ تعداد میں اُن سے دُگنے سے زائد تھے مگر انہوں نے ذلت کے ساتھ دشمن کی اطاعت مان لینے کو عار سمجھا اور جان پر کھیلکر مقابلہ آغاز کردیا جانبین سے توپوں کے منہ کُھل گئے اور آگ برسائی جانے لگی ڈہائی گھنٹوں کی گولہ باری کے بعد روسی بیڑہ نے عثمانی فرقاطہ ناوک بحری کو بیکار بنا دیا اور اُس کے کپتان نے یہ حالت دیکھکر کہ اب غنیم ہمکو گرفتار کریگا خود ہی بارود کا میگزین اُڑا دیا، العظمۃ للہ میگزین میں آگ لگتے ہی ایک ہولناک صدا ہوئی اور زرہ پوش جہاز کے پرزے ہوکر ہوا میں اُڑگئے مابقی ترکی جہازوں نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو اُنپر بھی موت کا ہراس طاری ہوگیا اور انہوں نے " مرتا کیا نہ کرتا " سمجھکر غنیم کا مقابلہ کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی اگرچہ اُنکی ترتیب میں فرق آگیا تھا اور روسی آتشباری کا اثر بہت سے جہازوں میں آگ لگا چکا تھا جو بعد میں میگزین کے جل اُٹھنے سے پاش پاش ہوگئے اور روسیوں نے یہ

حالت دیکھکر نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ اب صرف دو ترکی فرقاطہ جہازات بندرگاہ میں رہگئے تھے جو بے فائدہ روسی جہازوں پر گولہ باری کرتے جاتے تھے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ اپنے بہادر شہیدانِ ملک وملت کی حسرتناک موت پر سینہ کوبی اور نعرہ زنی کر رہے تھے، روسیوں نے اس جنگ میں ایسی خلافِ انسانیت وحشیانہ کارروائیاں کی تھیں کہ انکو سنکر سنگدل سے سنگدل آدمی کا دل متاثر ہوجاتا ہے کمبختوں نے مجروح ترکی سپاہیوں کو جو دریا میں پیر کر جان بچانے کیلئے ہاتھ پیر مار رہے تھے توپوں اور بندوقوں کے نشانے بناکر ہلاک کیا۔ پھر باقی ماندہ دونوں ترکی فرقاطہ جہاز انہوں نے گرفتار کر لئے جنپر امیرالبحر عثمان پاشا ایک ٹانگ میں کاری زخم کھائے ہوئے موجود تھا۔ ریالہ حسین پاشا لڑائی شروع ہونے کے پہلے ہی گھنٹہ میں ایک گولہ سے ہلاک ہوچکا تھا عثمان پاشا کے ساتھ دو ترک کپتان اور ایک سو پانچ بحری سپاہی اور ملاح روسیوں کے ہاتھ میں اسیر ہوگئے۔ اور دو ہزار سے زائد ترک سپاہی اور افسر جنگ میں کام آئے روسیوں کا نقصان جان بھی بہت زیادہ ہوا تھا اور یہ فتح انکو بڑی قیمتی پڑی تھی ترکوں کی گولہ باری نے اُنکے چاروں قزاق جہازوں کے مستول توڑ ڈالے تھے۔ جس کے باعث وہ گولہ باری کرنے سے رُک گئے۔ روسیوں نے شہر سنیوب پر بھی گولہ باری کر کے اُسے تباہ کر ڈالا اور بڑا حصہ آبادی کا منہدم کر دیا۔ فتحیابی کے بعد روسیوں نے چار روز بندرگاہ سنیوب میں رہکر اپنے ضرر رسیدہ جہازوں کو دفع الوقتی کے طور پر درست کر لیا اور پھر دونوں ترکی جہازوں کو جلا کر وہاں سے سیواستوپول کیطرف چلے گئے تاکہ فرانسیسی اور انگریزی جنگی جہازوں کے آنے سے قبل بچکر نکل جائیں۔ باتفاق وقت جنگ شروع ہوتے ہی ایک ترکی جنگی دخانی جہاز بندرگاہ سے بھاگ کر آستانہ علیہ کو چلا گیا تاکہ لڑائی کی اطلاع پہنچائے اور بندرگاہ سے باہر والے روسی جہازات اُسکو روک نہ سکے۔ چنانچہ اُس نے آستانہ پہنچکر لڑائی کی اطلاع دی اور انگلش و فرنچ جنگی بیڑوں نے جو آبنائے ڈارڈنلز میں موجود تھے اپنا ایک ایک جہاز دریافت حال کے لئے بندرگاہ سنیوب کیجانب ارسال کیا، ان جہازوں نے سنیوب میں پہنچکر بعض

ترک زخمیوں کو جو ابتک زندہ تہے بچانے کی کوشش کی اور انہیں آستانہ علیہ میں لے آئے، بوقت جنگ اس بندرگاہ میں ایک انگریزی تجارتی جہاز بہی موجود تہا جسکے دو آدمی روسیوں کے گولوں سے ہلاک ہو گئے تھے در بعدہ وہ بہی ترکی جنگی جہازوں کے ساتہہ جلگیا تہا اب انگلش جنگی جہاز نے اپنے ملکی جہاز کے کپتان کو بہی ساتھ لیلیا جسکی زبانی دلیران ترک کی شجاعت وہمت کا مفصل حال اور روسیوں کی بدافعالی کا سارا واقعہ معلوم ہوا اور اس جنگ کی رپورٹ قلمبند کیگئی ✦

مسیو منجیقوف، روسی حکومت کے رئیس وکلا نے اپنے تاجدار زار نکولس کو جنگ سنیوب کی رپورٹ ان الفاظ میں تحریر کی تہی:-

"جہاں پناہ کے حسب الحکم بحیرہ اسود کے روسی بیڑے کو باتحتی ایڈمرل ناچیموف نہایت قوی اور مکمل بناکر ترکی بیڑہ سے لڑنے کیلئے ارسال کیا گیا اور حضور کے اقبال سے ایڈمرل مذکور ترکوں پر فتحیاب اور انکے تمام بیڑہ کو بجز ایک جہاز کے جو بچکر نکل گیا تباہ کر ڈالنے میں کامیاب ہوا۔ ہمنے ترکی بیڑہ کے کمان افسر عثمان پاشا کو زخمی ہونے کی حالت میں گرفتار کرلیا جسکو حضور کا فتحمند بیڑہ سواستوپول میں لے آیا ہے"

ایڈمرل ناچیموف نے جنگ سنیوب کے بعد شہر مذکور کے آسٹروی کانسل جنرل کو یہ معذرت آمیز تحریر ارسال کی تہی:-

"میں آپکو شہر سنیوب میں ایک با اقتدار سفیر اعتبار کر کے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری یہ عرض اپنی حکومت اور دیگر حکومتوں کے کانسلوں تک پہنچا دیں۔ اس جنگ میں شہر کی جو بربادی ہوئی مجھے اسپر بیحد افسوس ہے مگر ترکوں کی دلیرانہ مدافعت اور سخت بےباکانہ جنگ نے مجھے زائد سختی کرنے پر مجبور بنا دیا تہا۔ کیونکہ میری گورنمنٹ کا حکم تہا کہ عثمانی جنگی بیڑہ کو جو سرزمین قوقاز میں بغاوت کا بیج بونے اور وہاں کے مسلمانوں کو سامان جنگ پہنچانے کے لئے آیا ہے برباد کر کے اس ملک کے عثمانی بندرگاہوں پر تسلط کرلوں اور انکو غارت کرڈالوں اور اسی حکم کی بناپر شہر سینوب کو تباہ کیا گیا"۔

یہ تحریر اور اس کے علاوہ روسی ذمہ داران حکومت کے دوسرے اقوال ثابت

کر رہے ہیں کہ روسیوں نے ترکوں پر علاقہ جات قوقاز، قرغز، کریمیا، اور تاتار میں روسیوں کے خلاف فتنہ وفساد برپا کرانیکا الزام عائد کیا تھا اور کہ عثمانی بیڑے اُن باغیوں کو سامان جنگ دینے آئے تھے۔ مگر یہ بے بنیاد وہم محض اس لئے قائم کیا گیا کہ روسی حکومت اپنی بے اعتدالی اور بیوفائی کو جائز قرار دے سکے کیونکہ آغاز محاربہ سے قبل اُس نے دول یورپ کو اپنے خواہان امن ہونیکا یقین دلا کر بیان کیا تہا کہ وہ صلح کے مقابلہ میں حکومت آسٹریا کا متوسط بنانا پسند کرتی ہے۔ لیکن اُس کے جنگی بیڑہ نے خواہ مخواہ عثمانی بیڑہ پر تعدی کی جس سے روسی حکومت کی غلط بیانی کا پردہ فاش ہو گیا اب یہی بات کہ اُس نے ترکوں پر علاقہ قوقاز اور کریمیا میں بغاوت برپا کرانیکا الزام رکھا یہ بہی اصلیت سے کوسوں دور ہے کیونکہ آج تک ترکوں نے کبہی ایسا فعل نہیں کیا اور قرغزی لوگ ستر سال سے برابر حکومت روس کی مخالفت کرتے رہتے تہو حالانکہ اُنکو آستانہ علیہ کی جانب سے کبہی کوئی تحریک بغاوت کی نہیں کیگئی بلکہ اُنکی بغاوت کا حقیقی سبب یہ تہا کہ اُنہوں نے کئی صدیاں دولت علیہ کے زیر سایہ امن و آزادی میں بسر کرنے کے بعد روسی تُند دلپسند حکومت کی ماتحتی میں رہنا گوارا نہیں کیا اور اسی واسطے وہ ہمیشہ آمادۂ جنگ وبغاوت رہتے تہو۔ بہر حال آخر کار دول یورپ پر بہی کُہل گیا کہ بدنیتی اور شرارت روسی حکومت کی سرشت میں داخل ہے جسنے بلاوجہ ایک ترکی بیڑہ کو برباد کر ڈالا +

فرانس اور انگلستان کا دولت علیہ کے ساتھ متّحد ہونا

لوئس فلپ شاہ فرانس کی وفات کے بعد ۱۸۵۲ء کے پچہلے مہینوں میں اس مملکت کی فرمانروائی نپولین سوم کے ہاتھ آئی جو اپنے پیشرو کی حکمت عملی کا مخالف اور سلطنت عثمانیہ سے دوستی رکہنے کا طالب تہا، اُسکی دلی خواہش تہی کہ کسی طرح شہر

بیت المقدس کا جھگڑا جلد فیصل ہو کیونکہ وہ رومن کیتھلک چرچ کا حامی اور سرپرست
تھا اور اسکو اپنے اثر کا بڑھانا ضروری معلوم ہوتا تھا - انہیں دنوں سر ملٹن سیسور انگلش
سفیر مقیم سینٹ پیٹرسبرگ نے زار نکولس دوم سے تخلیہ میں ملاقاتیں کر کے اُس کی وہ
پالیسی دریافت کر لی تھی جو زار مذکور نے مشرقی ممالک کی بابت اپنے دلمیں قرار دی
رکھی تھی اور چونکہ یہ انگلش سفیر پروٹسٹنٹ مذہب کا پیرو تھا اسلئے اُسے مسئلہ بیت
المقدس کی چنداں پروا نہیں تھی اور وہ اس جھگڑے میں اپنی حکومت کے فائدہ کا پہلو
تلاش کرنے پر تلا ہوا تھا - آسٹریا کو بانسلاویسٹ کے فرمانوں سے سخت نفرت پیدا
ہو گئی تھی کیونکہ جبل اسود والوں کا خود مختاری کے لئے زور دیگانا اور اپنی جداگانہ یا آزادی
حکومت بنا لینے پر تیار ہونا - ڈلماسیا ، اور ، کرواٹیا وغیرہ دوسرے پاس پڑوس کے
ملکوں پر بھی بُرا اثر ڈالتا تھا اس لئے حکومت آسٹریا نے پریشان ہو کر بغاوت جبل
اسود اور بیت المقدس میں متوسط بنکر بہت جلد اُنکا فیصلہ کرا دینے کی درخواست کی
لیکن اُسے اپنے مدعا میں کامیابی نہو سکی جسکے بعد اُس نے حکومت پرشیا کے ساتھ
اس معاملہ سے بالکل الگ تھلک رہکر دور ہی سے سیر دیکھنے کا معاہدہ کر لیا ، اور اٹلی
کی اس مسئلہ میں کوئی مداخلت ظاہر نہیں ہوتی تھی - بہرحال ایسی حالت میں روسی
حکومت نے پرنس منچیقوف " mentschikoff " کو زائد سفیر بناکر
دربار عثمانی میں ارسال کر دیا - دول یورپ نے پہلے تو یہ سمجھا کہ اس نئے سفیر کی خدمت
بیت المقدس کا جھگڑا طے کرنے کیلئے قرار دیگئی ہے لیکن جب یہ پتا ملا کہ وہاں دولت
علیہ سے ہنگار اسکلہ کے معاہدہ کی طرح ایک دوسرا شرائط نامہ ہونا چاہتا ہے تو تمام
یورپ میں ایک تہلکہ مچگیا کیونکہ روسی سفیر کی حرکتیں قانون مابین الاقوام کے اصول
سے بالکل مخالف تھیں اور انگلش سفیر پائے تخت روس مسٹر ہملٹن سیمور نے زار نکلس
کا یہ خیال معلوم کر لیا تھا کہ وہ ٹرکی قلمرو کے حصے اور انگلستان کے مابین تقسیم کرنے
پر تیار ہے ، انگلستان کو معلوم ہوا کہ روسی حکومت ممالک مشرق میں اپنا رسوخ بڑھاکر
اُس کے بحری اقتدار کو ذک دینا چاہتی ہے اور فرانس کی کمزوری کے درپے ہے تو ملکہ

وکٹوریہ فرمانروائے برطانیہ عظمےٰ نے نپولین سوم شاہ فرانس سے خط کتابت کرکے
باب عالی کے ساتھہ ملجانیکا خیال دلایا تاکہ روس کی بدنیتی اور غاصبانہ ارادوں کو
ناکام بنایا جائے۔ سلطان نے بھی اسی اثنا میں مصطفےٰ رشید پاشا کو وزارت
کے عہدہ پر واپس بلالیا تھا جسے پہلے محض اُس کی رضامندی کے خیال سے اس عہدہ سے
الگ کیا گیا تہا اور روسی سفیر کے ناواجب مطالبات رد کرنیکا عزم کرلیا روسی سفیر نے
بہت کچھہ گفتگو کے بعد آخر پولیٹیکل تعلقات قطع کرلئے اور وہ اپنے ملک کو واپس چلاگیا
جسکے بعد دولت علیہ نے سفیر انگلستان کو روسی گفتگوؤں کے مفصل حالات سے
مطلع کردیا اور انگلستان نے فرانس کے ساتھہ متحد ہوکر اپنا جنگی بیڑہ مالٹا کیطرف
روانہ کردیا تاکہ وہ فرانسیسی بیڑہ سے ملکر خلیج بیشیکا میں جو آبنائے ڈارڈنلز کے
قریب ہے جا ٹہیرے اور یہ دونوں بیڑے وسط ماہ جون ۱۸۵۳ء میں خلیج مذکور
میں پہنچ گئے، امپراطور فرانسو جوزف شہنشاہ آسٹریا نے پہلے تو اس بات کی بہت کوشش
کی کہ وہ کسی طرح بلا جنگ وجدل اس جہگڑے کا فیصلہ کردے چنانچہ اُس نے ویانا
کانفرنس منعقد کرکے ماہ اگست ۱۸۵۳ء میں اُس کے متعدد جلسے کئے اور وہ سب
بیکار ثابت ہوئے۔ روس کی ہٹ دہرمی کسی طرح نہ مٹی اور دول یورپ کو اُس کی
بدنیتی کا پوری طرح یقین ہوگیا۔ شہنشاہ آسٹریا نے دیکہا کہ میری کوششیں صلح کرانے
میں ناکام رہی ہیں تو اب اُسے یہ فکر پڑگئی کہ خود کیا طریقہ اختیار کرے آیا روس کا
ساتھ دے یا الگ تہلگ رہنے کی پالیسی پر کاربند رہے، انگلستان و فرانس نے دولت علیہ
کو روسی مطالبات کی نامنظوری پر آمادہ بنایا اور کہا کہ تم اپنے حقوق کی حفاظت میں
کوشش کرو اسی لئے وہ مذکورہ بالا لڑائیاں واقع ہوئیں جنکا ذکر آچکا ہے اور
انمیں ترکی سپاہ پوری طرح کامیاب رہی اور روسیوں کو برابر ہزیمت اٹھانی پڑتی
اور ان لڑائیوں سے یورپ والوں پر اُن جدید انتظامات کا فائدہ ظاہر ہوگیا۔ جو
دولت علیہ نے اپنی سپاہ میں جاری کئے تہے۔ اِدہر دولت علیہ اس بات پر راضی ہوگئی
تہی کہ انگریزی اور فرانسیسی جنگی بیڑے دریائے باسفرس میں داخل ہوجائیں تاکہ

انکو بحیرہ اسود سے نزدیک رہنے کا فائدہ حاصل ہو اور وہ روسی بحری حملوں کی روک
تھام پر قادر ہو جائیں۔ اور فرانس نے ایک خاص سفیر مارشل "ورشتیل" براگوے ڈی
ہلیرس "Baraguay-D'hilliers" نامی آستانہ علیہ کو ارسال کیا جس کا
ظاہری مدعا صلح کی کوشش کرنا عیاں کیا گیا تھا اور بباطن اسے ترکی فوجی حالت کا
صحیح اندازہ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی، سلطان نے اس سفیر کو بڑی مدارات سے
ہاتھوں ہاتھ لیا (ستمبر ۱۸۵۳ء) پھر جبوقت روسی حکومت کے فرانس و انگلستان سے
یہ اقرار کر لینے کے باوجود کہ وہ بحیرہ اسود میں کوئی مخالفانہ کارروائی نہ کریگی سنیوب کی
کی بحری جنگ کا واقعہ پیش آیا تو انگلستان و فرانس کی حکومتوں نے اپنے جنگی
بیڑوں کو بحیرہ اسود میں داخل ہونے کا حکم دیدیا اور یہ بیڑے چوتھی ماہ مارچ ۱۸۵۴ء
میں بحیرہ باسفرس سے چلکر بحیرہ اسود میں پہنچگئے۔ انگریزی بیڑہ میں اکیس جنگی جہاز مع
(۱۱۶۲) توپوں کے بماتحتی وائس ایڈمرل ڈنس ڈنڈاس "Deane Dundas"
اور کونٹر ایڈمرل سر ایڈمنڈ لائنس "Sir Edmund Layans" کے تھے
اور فرانسیسی بیڑہ کے کمان افسر ایڈمرل ہیملن "Hamelin" اور کونٹر ایڈمرل
برداٹ Bonnat تھے اور وہ انتالیس جنگی جہازوں سے مرکب تھا جنپر (۲۷۴۰)
توپیں موجود تھیں۔ ان دونوں بیڑوں کے ساتھ بارہ جنگی جہازوں کا عثمانی بیڑہ بھی
زیر کمان قیصریہ لی احمد پاشا کے روانہ کیا گیا۔ اور ان دنوں جہاز محمودیہ کا کپتان آتش
محمد بک تھا جو بعد میں قبودان پاشا (وزیر بحر) کے عہدہ پر مامور ہوا اور جس نے سلطان
عبدالعزیز خان کے عہد حکومت میں ترکی بحری قوت کی اصلاح کا نمایاں کام انجام دیا۔
غرضکہ یہ بیڑے بندرگاہ وارنہ کے سامنے لنگر انداز ہوئے اور شاہنشاہ نپولین سوم نے
زارنکولس کو آخر ماہ جنوری ۱۸۵۴ء میں ایک تحریر بھیجکر تمام معاملات کی پوری تشریح کر دی
اور اس میں لکھا کہ جو کچھ بھی زیادتی ہے وہ روسی حکومت کی طرف سے ہے اسلئے
انکو ایک کانفرنس دول کا انعقاد مان لینا چاہئے جو روسی فوجوں کو انخلاق اور بعد ان
کے علاقوں سے واپس بلا لینے کی شرط پر صلح کے متعلق غور کریگی اور اس کانفرنس کا

انعقاد مان لوگے تو دُول یورپ کے بیڑے بحیرہ اسود سے ہٹالئے جائینگے - مگر زار نکلس نے ان باتوں کو قبول نہیں کیا اور لکھا کہ مَیں آپکی شرطیں نہیں مان سکتا - یہ جواب پاکر انگلستان و فرانس نے پایۂ تخت قسطنطنیہ ہی میں باب عالی کے ساتھ روس سے جنگ کرنے کا ایک معاہدہ کیا جسمیں یہ شرط کیگئی تھی کہ روسی حکومت سے صلح قرار پا جانے کے بعد پانچ ہفتوں کے عرصہ میں دونوں معاون حکومتیں اپنی فوجیں ترکی قلمرو سے واپس بلالینگی اور ۱۴ ربجمادی الثانی سنہ ۱۲۷۰ھ کو اس معاہدہ پر سب کے دستخط ہوگئے - اس معاہدہ کی تحریر سے پندرہ دن بعد انگلستان و فرانس کی حکومتوں نے روس کو اعلان جنگ دیدیا زار نکولس کو زیادہ تر اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں آسٹریا اور پروشیا کی حکومتیں بھی اُس کے دشمنوں سے نہ ملجائیں لہذا اُس نے ان دونوں گورنمنٹوں کے یہاں اپنے خاص سفیر ارسال کرکے اُن سے اپنے شریک حال ہونے کی خواہش کی اور اگر وہ اسکو نہ مانیں تو اُن سے الگ تھلگ رہنے کی پالیسی پر علدرآمد رکھنے کو کہا جائے ۰

پھر اسی سال کے ماہ مارچ میں انگلستان نے بماتحتی ایڈمرل سرنا پیر Napier چالیس جنگی جہازوں کا ایک نیا بیڑہ بھی ارسال کردیا اور فرانس کا دوسرا بیڑہ سولہ ۱۶ جنگی جہازوں کا کونٹر ایڈمرل پنیوڈ " Penaud " کی ماتحتی میں آگیا - چنانچہ ان بیڑوں کی سابقہ بیڑوں کے ساتھ ملجانے کے بعد جارحانہ کارروائی آغاز ہوگئی اور جزیرہ آلاند پر تسلط کرنے کے بعد روسی جنگی بندرگاہ کرونسٹاڈ کو دھمکی دی گئی جہاں اُسکا جہاز سازی کا کارخانہ بھی موجود تھا - ۱۲ رجمادی الآخری سنہ ۱۲۷۰ھ (مارچ سنہ ۱۸۵۴ء) کو فرانس و انگلستان کی بری فوجیں بھی قلمرو ترکی میں آگئیں اور شہر گلیپولی میں جمع ہوئیں فرانسیسی سپاہ پچاس ہزار سپاہیوں کی مارشل سینٹ ارنوڈ Saint Arnaud کی ماتحتی میں تھی اور انگلش فوج پچیس ہزار سپاہیوں کی لارڈ اگلان Raglan کے زیر کمان آئی تھی روس سے جنگ ہونے کے اثنا میں چند یونانی مفسدہ پردازوں نے بغاوت برپا کی تھی جسکی بابت دولت علیہ نے حکومت یونان کو سخت ڈانٹ بتائی اور اس نے مفسدوں کی گوشمالی کرکے بہت جلد ترکی قلمرو کی سرحدوں پر امن قائم کردیا - انگلستان و فرانس کا

روس کے مقابل اعلان جنگ دینا آسٹریا کو بہی فوجی تیاری کر لینے کیلئے مجبور کرتا تہا اور اُسنے بہی جنگی سامان مکمل کرکے وقت صلح تک جنگ آور حکومتوں کے ساتہہ متفق رہنا پسند کیا چنانچہ اُس نے افلاق و بغدان کے صوبوں پر اپنا فوجی قبضہ جمالیا اور روسی سپاہ کو وہاں سے ہٹا دیا +

جنگ سیواسٹوپول :-

۱۲۷۱ھ :- جبوقت دول متفقہ کی فوجیں گلیپولی میں جمع ہو رہی تہیں اُسی عرصہ میں روسی مارشل پرنس پاسکی وارچ نے دریاے ڈنیوب کو عبور کرکے شہر سلسٹرہ کا محاصرہ شروع کر دیا، اس لئے دونوں حکومتوں نے ۱۵ر اپریل ۱۸۵۴ء کو پانچ انگریزی اور تین فرانسیسی جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ بندرگاہ اوڈیسا کیطرف روانہ کر دیا جس نے وہاں پہنچکر حاکم شہر سے وہاں کے تمام روسی جنگی جہازوں کی حوالگی کا پیام دیا اور جب اُدہر سے کچہہ جواب نہیں ملا تو ۲۱ر اپریل ۱۸۵۴ء کو شہر اور بندرگاہ پر گولہ باری کرکے تمام روسی جہازوں اور بندرگاہ کے قلعوں اور مورچوں کو غارت کر ڈالا گویا سنیوب کی لڑائی کا معاوضہ لیلیا، انگلستان و فرانس کی متحدہ فوجیں آستانہ علیہ کے روبرو سے گزرتی ہوئی بندرگاہ وارنہ کی طرف جا رہی تہیں اور پرنس پاسکی وارچ سلسٹرہ کے محاصرہ سے ناکام ہو کر پسپا ہو گیا تہا، پہر عمر پاشا کی مرسلہ فوجوں نے بہی شہر بخارسٹ کے گرد سے روسی سپاہ کو ہٹا دیا - افلاق اور بغدان کے صوبوں سے روسی فوجوں کو آسٹریا نے ہٹا دیا تہا اور اس سمت کی روسی سپاہ بسارابیا کے علاقہ میں منتقل ہو گئی تہی اسواسطے ساحل دریاے ڈنیوب کی طرف جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکے بعد انگلستان و فرانس کے سپہ سالاروں نے عثمانی سر عسکروں کے ساتہہ مقام وارنہ میں ایک جنگی کونسل کرکے جزیرہ نماے کریمیا کو میدان جنگ بنانا تجویز کیا چنانچہ اسی بنیاد پر وارنہ اور بلچیم کے بندرگاہوں سے پانچسو کے قریب جنگی اور باربرداری جہازوں اور کشتیوں کا زبردست بیڑہ ستر ہزار سے زائد متفقہ سپاہ کو لیکر وسط ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۰ھ میں ملک کریمیا کی طرف چل پڑا اور

سب سے پہلے اس ملک کے جنوبی سواحل کا بڑا بندرگاہ گوزلوہ "Eupatoria"
اپنے قبضہ میں لیلیا - مورخین کا بیان ہے کہ اتنی زبردست بحری قوت اور ایسا شاندار بیڑہ
اسوقت سے پہلے کبھی جمع نہیں ہوا تھا - ملک کریمیا کا سب سے مستحکم اور زبردست شہر
بندرگاہ سیواسٹوپول تھا جسے روسیوں نے خشکی اور تری دونوں جانب سے بڑے بڑے
مورچوں اور قلعوں کے ذریعہ سے محفوظ بنا لیا تھا - یہ شہر جزیرہ نمائے کریمیا کے جنوب مغربی
سمت میں واقع اور ممالک یورپ میں اول درجہ کا جنگی مقام مانا جاتا تھا - اسی وجہ سے
افواج متفقہ کے سپہ سالاروں نے اُسی کے فتح کرنے کا قصد کیا تاکہ اس طرح روسیوں
کے ایک کارآمد جنگی مقام کو برباد کر کے انہیں کمزور بنا دیں - بندرگاہ سیواسٹوپول میں
روسی حکومت کا ایک طاقتور جنگی بیڑہ پچیس جہازوں کا موجود تھا لیکن اُس کے کمان افسر نے
تاب مقاومت نہونے کے باعث اُسے کھلے سمندر میں لانا مناسب نہ سمجھا اور اُسے مصلحت
یہی معلوم ہوئی کہ اُن جہازوں کو بندرگاہ کے دہانہ پر ڈبو کر غنیم کی آمد کا راستہ بند کر دیا
جائے اور اُس نے اس تجویز پر عمل بھی کیا - متفقہ فوجیں گوزلوہ سے آگے بڑھیں اور راستہ
میں دریائے الما Alma کے پاس ایک روسی سپاہ کو اپنا سد راہ پایا جسے انہوں نے
(۲۰ ستمبر ۱۸۵۴ء) کو شکست دی - روسی ہزیمت پانے والی فوج تعداد میں پچاس ہزار تھی
اور پرنس منچیقوف اُس کی کمان کر رہا تھا، چونکہ دونوں فوجوں کا فرق کچھ اتنا زیادہ نہیں تھا
اس لئے اس فتح سے متفقہ فوجوں کے حوصلے بڑھ گئے اور اُنہوں نے ہر سمت سے سیواسٹوپول کا محاصرہ کر لینے پر مستعدی ظاہر کی - (۲۶ ستمبر ۱۸۵۴ء کو متفقہ سپاہ نے بندرگاہ
بالقلوہ "Balaklava" پر بھی تسلط کر لیا - اسی اثنا میں، فرانسیسی سپہ سالار
مارشل سینٹ آرنو سخت بیمار اور کمزور ہو جانے کے باعث اپنی جگہ جنرل کنرو برٹ
"Canrobert" اول آرمی کور کے کمان افسر کو دیکر خود وطن کی طرف واپس
چلا گر وہ آستانہ علیہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں فوت ہو گیا جسکا جنازہ قسطنطنیہ میں فوجی
اعزاز کے ساتھ نکالا گیا اور پھر اُسکی لاش پیرس کو بھیجدی گئی - متفقہ سپاہ نے سیواسٹوپول
کا محاصرہ کر کے (دسویں اکتوبر ۱۸۵۴ء) سے اُسپر گولہ باری شروع کر دی - محاصرہ سیواسٹوپول

کے اثناء میں دو نہائت سخت لڑائیاں پیش آئیں جنکا انجام متفقہ افواج کے حق میں مفید رہا اوّل تو یہ کہ مقام بالقلوہ میں جو ترکی سپاہ بماتحتی رستم پاشا اس جگہ کی حفاظت پر مامور کیگئی تھی اُسنے زبردست روسی سپاہ کو جو بماتحتی پرنس منچیقوف حملہ آور ہوئی تھی بڑی خوبی کے ساتھ روکا اور ایسی دلیری ظاہر کی کہ روسیوں کے ہوش پراگندہ ہوگئے پھر متفقہ سپاہ بسرکردگی جنرل لیرا گلن کے زیرکمان کمکی دستہ بھی آگیا تو بہادر ترکوں نے روسیوں کو بُری طرح شکست دیکر بھگادیا۔ یہ جنگ ۲۰ ستمبر کو ہوئی تھی اور دوسری لڑائی پانچویں تاریخ ماہ نومبر سنہ ۱۸۵۴ء کو مقام انکرمان میں واقع ہوئی جو بڑی سخت اور مصیبت ناک تھی اس جنگ میں کئی ایک بہادر روسی فوجیں ملک کریمیا کو غنیم سے خالی کرانے کی نیت سے محاصرین یعنی متفقہ سپاہ پر حملہ آور ہوئی تھیں اور جسوقت باہر میدان میں لڑائی ہورہی تھی اُسی وقت قلعہ سیواسٹوپول کی محصور روسی سپاہ نے بھی باہر نکلکر پشت کی طرف سے متفقہ سپاہ پر حملہ کردیا اور اس طرح اُنکو دوطرفہ سخت آتشبازی کی زد میں پھنس جانا پڑا روسی جنرل گورچاکوف نے انگلش توپخانہ کی باٹریوں پر بڑے زور کا حملہ کیا اور قریب تھا کہ وہ توپوں کو چھین لے۔ یہ باٹریاں انکرمان کے ٹیلوں پر قائم تھیں۔ مگر انگریزی توپچیوں نے بڑی دلیری سے دشمنوں کو روکا اور اسی عرصہ میں ترکی اور فرانسیسی سپاہ کے دستوں نے انہیں کمک دیکر روسیوں کو مار ہٹایا۔ چنانچہ اس جنگ میں بھی روسیوں کو سخت نقصان اُٹھاکر بھاگنا پڑا اور ان دونوں فتحوں کی خبریں سُنکر آستانہ علیہ، پیرس اور لندن میں نہائت خوشی منائی گئی +

متفقہ فوجوں کی تعداد اسّی ہزار سے زائد ہونے کے باعث سیواسٹوپول کے محاصرہ میں تخمینہ سے بہت زیادہ عرصہ لگا کیونکہ وہاں روسی سپاہ حملہ آور فوج سے تین حصہ زائد تھی آخر دول متحدہ نے فوجی قوت بڑھانی شروع کی اور بیکار شدہ جہازات مرمت کیلئے قسطنطنیہ بھیجے گئے اس لئے کہ روسیوں نے اپنا جنگی بیڑہ دہانہ آبنائے سیواسٹوپول میں غرق کرکے جنگی بیڑوں کی کارروائی کا موقع نہیں رہنے دیا تھا۔ دولت عثمانیہ نے اپنی باقی ماندہ فوج سرعسکر عمر پاشا کی ماتحتی میں کریمیا کی طرف روانہ کردی اسی عرصہ میں آسٹریا

کے پایۂ تخت شہر ویانا میں صلح کی تحریک ہوئی مگر وہ بے اثر رہی جسکی بنیاد پر ممالک
پیموں اور سارڈینیا کا حکمران شاہ وکٹر ایمانوئیل بہی ۲۶ دسمبر ۱۸۵۵ء کو اتفاق دول
کے سلسلہ میں شامل ہوگیا اور اُسنے بہی اپنی دس ہزار فوج سیواسٹوپول کے محاصرہ میں
شریک کی جسکی کمان جنرل لا مارمورا [illegible] کرتا تہا اور اس ایطالین
فوج نے بہی باقی دول یورپ کی فوجوں کی طرح ناموری اور عزت حاصل کی ۔ دول متفقہ
نے محاصرہ میں سختی کا اصرار کیا اور بحیرۂ اسود اور بحیرۂ ازاق کے تمام بندرگاہ اور ساحلی
گھاٹ جنگی محاصرہ میں لیلئے گئے عمر پاشا جو کریمیا کی ترکی سپاہ کا سر عسکر تہا مقام کوزلوہ
ین اپنی فوج کو مرتب کرنے کی حالت میں اچانک روسیوں کے حملہ سے گھبرا اُٹھا مگر
اُس نے سنبھلکر پھر روسیوں کو ایسا دبایا کہ وہ بہاگ نکلے ۔ اس لڑائی میں کئی ایک مصری
افسر اور امیر مقتول ہوئے تہے اور جنرل کانروبیر فرانسیسی سپہ سالار نے اس لڑائی میں ترکی
سپاہیوں کی شجاعت کو بہت کچھہ سراہا ہے ۔ متفقہ بیڑوں نے سمندر کی طرف سے سیواسٹو
پول کے قلعوں کا محاصرہ کرکے اُنپر اسقدر دباؤ ڈالا کہ وہ تنگ آگئے (۲۵ محرم ۱۲۷۱ھ)
کو اس شدت کی گولہ باری کیگئی کہ روسی قلعوں کا قافیہ تنگ ہوگیا ۔ اس تاریخ میں انگریزی
جنگی جہاز برطانیہ ، فرنچ جنگی جہاز ویل دی پیرس ، اور عثمانی جنگی جہازات محمودیہ
اور پیک مسرت روسی مورچوں سے صرف ایک ہزار گز کے فاصلہ پر رہگئے تہے اور باقی
بیڑہ دو حصوں میں صف بندی کرکے داہنے اور بائیں جانب سے گولہ باری میں
مصروف تہا +

۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو زار نکولس اول کا انتقال ہوگیا اور اُسکا فرزند الگزینڈر دوم
تخت نشین ہوا جسکی تاجپوشی سے کچھہ ہی دنوں پہلے انکرمان کی جنگ میں روسیوں کو
سخت ہزیمت ملی تہی اور روسی مارشل پرنس منچیقوف اسی ہزیمت کی کوفت میں بیمار
پڑکر دنیا سے چل بسا ۔ پھر اُس کے بعد جنرل گرچاکوف کمانڈر انچیف مقرر ہوا ۔ اور
ایڈمرل ناچیموف محاصرہ سیواسٹوپول میں ایک توپ کے گولہ سے زخمی ہوگیا +

موسم بہار ہونے پر دونوں طرف سے لڑائی کا پھر زور ہوا اس سے پہلے جاڑے کی

زمانہ میں انگریزوں نے باتقلوہ سے کیمپ کے مقام تک ریلوے لین تیار کرلی تہی
اور محاصرہ کو سخت کرنے کیواسطے بہت سے مورچے بہی قلعجات سیواسٹوپول کے
بالمقابل تیار کر لئے گئے تہے جنپر چار سو کے قریب بڑے قطر کی محاصرہ والی توپیں چڑہا
دیگئی تہیں۔ جسکے باعث قلعوں پر بُری طرح مار پڑرہی تہی - ۱۶ مئی ۱۸۵۵ء کو جنرل کارو
بیر فرانسیسی سپاہ کی کمان سے الگ ہوگیا اور اُس کی جگہ جنرل پلیسر "Pelissier"
سپہ سالار مقرر ہُوا - دول متفقہ کے بیڑوں نے بحیرہ ازاق میں داخل ہوکر کرچ اور
ینی قلعہ پر تسلط کرلیا جہاں کے روسی باشندے اور سپاہی تمام سامان جنگ و رسد
چہوڑ کر نکل بہاگے - اور دول کے بیڑوں نے اس دریا میں جسقدر روسی جنگی قلعے تہے
سب کو منہدم کرڈالا - ۲۸ جون ۱۸۵۵ء کو لارڈ ریگلان انگریزی سپاہ کے کمانڈر
انچیف نے مرض وبا میں مبتلا ہوکر قلعہ سیواسٹوپول کے سامنے وفات پائی اور اُسکا
جنازہ جنگی جلوس کے ساتھ اٹہایا گیا اُس کے بعد انگلش فوج کا کمانڈر جنرل جیمس سمسن
مقرر ہوا - ۱۶ اگست سنہ مذکور ٹراکیر Tractir کی لڑائی واقع ہوئی جسمیں
ساٹہہ ہزار روسیوں نے دریاے چرنایہ Tchernaia کے ٹیلوں کی سمت
سے محاصرہ کرنے والی سپاہ پر حملہ کیا تہا لیکن وہ سخت جنگ کے بعد ہزیمت اُٹہاکر بالکل
منتشر ہو گئے - پہر اسکے کچہہ دنوں بعد تمام متفقہ سپاہ نے سیواسٹوپول کے باقیماندہ قلعوں پر
ہلہ کردیا کیونکہ اس سے پہلے اُنہوں نے سبز راس کا قلعہ لیلیا تہا - انگریزی فوج قلعہ ریڈن
پر اور فرانسیسی سپاہ قلعہ ملاکوف پر اس مرتبہ حملہ آور ہوئی تہی مگر انگریز اپنے حملہ میں
ناکام رہے اور فرانسیسیوں نے اپنے مقابلہ کا قلعہ دشمن سے چہین لیا - اس جنگ میں
محاصرہ کرنے والوں اور مدافعت کرنے والوں دونوں نے سخت نقصانات اُٹہائے -
چنانچہ طرفین کے پچیس ہزار سپاہی کام آئے تہے - اسکے بعد قلعہ ریڈن بہی فتح ہوگیا اور
چونکہ یہ دونوں قلعے قلعجات سیواسٹوپول میں سب سے بڑے اور چوٹی کے مقام تہے اسلئے
روسیوں نے ان سے بے دخل کئے جانے کے بعد شہر کے جنوبی حصہ میں آگ لگاکر
وہاں سے بذریعہ جہازات شمالی جانب کے قلعوں کا رُخ کیا - مگر یہ فتح اختتام جنگ کا

پیش خیمہ تہی کیونکہ اسکے بعد ہی صلح کی تحریک آغاز ہوگئی - اثناے جنگ میں باہ ستمبر ۱۸۵۵ء دول متفقہ کے بیڑوں نے قلعہ اوزنی کے سامنے اپنا قیام رکھا تہا اور اُنہوں نے قینبرون کے قلعہ پر بہی گولہ باری کی تہی ۞

مشرقی حدود کی لڑائیان

عثمانی سپاہ کا وہ کالم جو مقام چورک صو کی طرف گیا تہا ابتداے محاربہ میں قلعہ شوکوتیل پر قابض ہوگیا اور اناطولیا کا سپہ سالار عبدالکریم نادر پاشا "غنجہ" اور "آربہ چائی" کی طرف پیش قدمی کرکے روسیوں پر حملہ آور ہوا، اور دوسری تا جرلی احمد پاشا کی کارگزاریوں سے ترکوں نے قلعہ گمری بہی روسیوں سے چھین لیا جس کے بعد روسی مجبور ہوکر آخسخہ میں پناہ گزین ہو گئے مگر وہاں محاصرہ قائم کرنے کی حالت میں احمد پاشا نے جودی پاشا دوم افسر کو غفلت کے الزام پر معزول کرادیا اور خود عام سپہ سالار بنگیا - تاہم اُس کی ناتجربہ کاری روسیوں کو چیرہ دست بنانے کی باعث ہوئی اور "چاہ کندرا چاہ در پیش" اس خودغرض پاشا کو جلا وطنی کی سزا ملی اور اسکی جگہ سر عسکری کا رتبہ ظریف مصطفےٰ پاشا والی ارض روم کو ملا جسنے بڑی خوبی سے روسیوں کو پھر ہزیمت دی، انہیں دنوں علاقہ داغستان کا ایک امیر شیخ شامل نامی جو مدتوں سے روسیوں کے ساتھ لڑتا آتا تہا موقع پاکر عام بغاوت برپا کرانیکا سبب ہوا، چرکس، اور لیبازہ، کے قبیلے دول متفقہ کی اعانت سے عام شورش پر آمادہ ہوگئے اور دول نے انکو سامان جنگ دیکر روسیوں کے ساتھ بھڑا دیا - مصطفےٰ پاشا پوری طرح پر علاقون کی نگرانی کرنے میں کامیاب نہو سکا کیونکہ اُسکی ماتحت سپاہ بہت کم تہی اس لئے روسیونکو شہر قارص کی طرف بڑہنے کا موقع ملگیا، قارص کی محافظ ترکی سپاہ خوب لڑی مگر جب اُس کے پاس سامان جنگ باقی نہ رہا تو اُس نے مجبوراً غنیم کی اطاعت مان لی (۲۸ نومبر ۱۸۵۵ء) مصطفےٰ پاشا کی کمزوری مشاہدہ کیگئی تو اناطولیا کی سپاہ کا سر عسکر واصف پاشا مقرر ہوا اور اُس نے روسیوں کو چند معرکوں میں ہزیمت دی جبکہ

سلطان نے خوش ہوکر اُسکی حوصلہ افزائی فرمائی - سردار عمر پاشا نے ایک کالم فوج سخوم کی جانب اس غرض سے ارسال کردی تھی کہ روسیوں کو قارص کی طرف سے ہٹکر ادہر چلا آنا پڑے لیکن وہاں روسیوں نے قارص پر قبضہ کرلیا تہا لہذا یہہ تدبیر نہیں چلی +

معاہدہ پیرس

الگزینڈر دوم نئے زار روس نے دیکھا کہ اس لڑائی میں اُسکی کامیابی محال ہے تو وہ صلح کی طرف مائل ہوچلا تھا مگر اُس کے قدیم دوست آسٹریا کا کھلم کھلا آمادہ عداوت ہونا اور بہی اُس کی پریشانی کا موجب تہا جبپر طرہ یہ ہوا کہ سویڈن کی حکومت نے بہی دول متفقہ کے ساتھ روس کے خلاف جنگ و امن میں ساتھی رہنے کا معاہدہ کرلیا غرضکہ ایسی حالت میں آسٹریا نے دول متفقہ کو روسی حکومت کے نام ایک آخری یادداشت بھیجنے پر تیار بنالیا اور روس بہی اُس یادداشت کو مان گیا - چونکہ دول کا بہی خیال ایسا ہی تہا کہ اب صلح ضرور ہوجانی چاہیے اس لئے پیرس میں کانفرنس صلح کا انعقاد طے ہوا جسمیں دولت علیہ، فرانس، انگلستان، روس، آسٹریا، سارڈینیا، اور پروشیا، ہرایک سلطنت کے دو دو با اختیار سفیر شریک ہوئے اور کانفرنس ویانہ کے قرار دادہ اصول پر شرائط صلح کی گفتگو ہونے لگی چنانچہ بہت طول طویل بحث و مباحثہ کے بعد ۱۴ رجب سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۳ مارچ سنہ ۱۸۵۶ء کو آخری شرطیں طے پاکر معاہدہ لکھدیا گیا جسمیں ۳۴، دفعات تہیں اور انمیں سے اہم واقعات حسب ذیل ہیں :-

دولت علیہ کو بہی وہی حقوق حاصل رہینگے جو باقی دول یورپ کو حاصل ہیں وہ قوانین اور سیاسی انتظامات کے لحاظ سے دول یورپ کی ہمسر رہیگی اور اپنے قلمرو میں اُسکو ہر طرح کے اختیارات حاصل رہینگے یہ بحیرہ اسود میں بجز روسی اور عثمانی جنگی جہازوں کے اور کسی حکومت کے جنگی جہازات نہ جانے پائینگے کیونکہ اس بحیرہ پر صرف انہیں دونوں حکومتوں کا حق ہے اور یہ حکومتیں بہی معدودے چند سے زائد جنگی جہازات اپنے بندرگاہوں کی

حفاظت کے لئے وہاں نہ رکھ سکینگی، ترکی اور روسی دونوں حکومتیں اس دریا کے سواحل پر اپنا کوئی کارخانہ جہازسازی نہیں بنا سکینگی اور نہ بحری جنگی اسٹیشن قائم رہینگے - ایک مابین الاقوامی کمیشن دریاے ڈنیوب میں تجارتی جہازوں کا تحفظ کرنے کے لئے مقرر ہوگی - صوبجات افلاق، بغدان، اور، سردیا، اپنے اندرونی معاملات میں حسب سابق خودمختار رہینگے، اور جو حکومتیں اس معاہدہ میں شریک ہیں اُنکو اِن ممالک کے حکام کو انتخاب اور مقرر کرنے میں راے دینے کا حق ہوگا - اس معاہدہ پر سب کے دستخط ہوچکے تو کانفرنس کی مقرر کردہ میعاد کے اندر دول کی فوجیں اپنے اپنے ملکوں کی طرف واپس چلی گئیں اور اس طرح یہ سخت لڑائی ختم ہوگئی جسکی محرک خودغرضی کی قبیح عادت ہوئی تھی -

بوسینیا، ہرزیگونیا، کریٹ، اور، جدّہ، کے حادثات :-

جنگ کریمیا کا خاتمہ ہونے پر دول یورپ نے مشرقی ممالک میں روسی حکومت کی دراز دستیوں کا سدباب کردیا تو دول یورپ نے بحرابیض متوسط میں مساوات حقوق کا فائدہ اُٹھانے کی آسانی پاکر اب دوسری چال چلنی شروع کی جسکا مقصد یہ تھا کہ قلمرو عثمانیہ میں اندرونی بغاوتیں برپا کراکے اُس کے ملکی معاملات میں دخل دینے اور اُس کی قوت گھٹانے کا وسیلہ ہاتھ میں لاسکیں چنانچہ جب ۱۲۷۴ھ میں دولت علیہ نے وہ عظیم الشان ہنگامہ فرو کردیا جو غلاموں کی تجارت روکنے کا حکم صادر ہونے پر دولت علیہ کی فوج اور باشندگان مکہ کے مابین برپا ہوگیا تھا اور شریف عبدالمطلب بن غالب کی گرفتاری اور معزولی پر اُسکا خاتمہ ہوا جس کے بعد شریف محمد بن عون امیر مکہ متعین کیا گیا تھا - تو دول یورپ نے بوسینیا، اور، ہرزیگونیا، کے باشندوں کو سبرویا اور جبلکتین، کی طرح اندرونی خودمختاری طلب کرنے کے لئے بغاوت پر اُبھارا، اور دولت علیہ نے یہ بغاوت فرو کرنے کے واسطے فوجی قوت سے کام لیا - پھر کیا تھا دول یورپ کے سفیر بگڑ بیٹھے

اور بڑی سخت دھمکیوں کے ساتھ بزور بغاوت فرو کرنے میں مانع آئے، دول نے صرف
اپنے سفیروں کی اس خلاف قانون حرکت ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے جنگی جہازات
کے بیڑے بھیجکر ۱۲۷۴ھ میں دولت علیہ کو اپنی سپاہ ترکی سواحل بحر ایڈریاٹک پر نہیں اتارنے
دی کیونکہ دولت علیہ نے یہ فوج جبل آسود والوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کی تھی جو بوسینیا،
اور ہرزیگونیا کے باغیوں کے ساتھ شریک ہوگئے تھے۔ اسی اثناء میں وزیر اعظم مصطفیٰ
رشید پاشا جو ایک لائق اور مشہور مدبر تھا فوت ہوگیا اور اس کی جگہ محمد امین عالی پاشا
وزیر اعظم اور فواد پاشا وزیر خارجیہ متعین ہوا یہ دونوں وزیر بھی نہایت لائق و فائق لوگ
تھے اور اپنی قابل قدر کوششوں سے انہوں نے تمام اندرونی اور بیرونی پیچیدگیاں سلجھائیں
انہوں نے دول یورپ کے سفیروں کو مداخلت سے روکدیا اور انہیں بیحد معقول و زبردست
دلائل سے بند کرکے خاموش رہنے پر کاربند کرادیا۔ اس طرح بوسینیا اور ہرزیگونیا میں
توامن ہوگیا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد چند یورپین حکومتوں نے جزیرہ کریٹ میں بغاوت
برپا کرادی اور وہاں کے یونانی باشندے آمادۂ شرارت ہوکر اپنے بھائی یونانیوں کے
ساتھ ملحق کردیئے جانے کی بے تکی ہانک لگانے لگے۔ مگر ترکی وزیروں نے اس معاملہ
کو بھی بآسانی رفع دفع کرلیا اور اس جزیرہ پر ایک لائق حاکم سامی پاشا نامی مقرر کردیا
جس نے اپنے حسن تدبیر سے بغاوت کی آگ فرو کرلی اور ملک میں امن وامان کی بحالی
ہوگئی۔ مسئلہ کریٹ کا خاتمہ ہوچکا تو ایک دوسری مرتبہ بلکہ تیسری آفت برپا ہوئی۔ کہ
۱۲۷۴ھ کے ماہ ذی الحجہ میں بمقام "جدہ" وہاں کے مسلمان باشندوں اور عیسائی نووارد
تاجروں کے مابین اسباب پر جھگڑا ہو پڑا کہ بعض مالکان جہاز نے اپنے تجارتی جہازوں پر
انگریزی نشان اڑایا تھا اور مسلمانوں کو اس سے اختلاف تھا اس لئے جانبین میں بات
بڑھی اور جدال و قتال کی نوبت آگئی فرانس کا کانسل جنرل اور انگریزی وائس کانسل
اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ یہ خبر آستانہ علیہ میں پہنچی تو باب عالی نے فوراً اسمٰعیل پاشا نامی
ایک افسر کو کسی قدر فوج دیکر تحقیقات اور مجرموں کی سزادہی کیواسطے ارسال کردیا، اور
فرنچ و انگلش سفیروں نے باب عالی میں یہ مشترکہ یادداشت بھیجی کہ انہوں نے اپنے جنگی

بیڑے قاتلوں کی سزادہی کے لئے جدّہ کی طرف روانہ کردئیے ہیں فواد پاشا وزیر خارجہ نے سفرائے مذکور کو جواب دیا کہ حکومت علیہ نے معاملہ کی تحقیقات کا مناسب انتظام کردیا ہے اور وہ نقصانات کا معاوضہ ادا کرنے پر بھی آمادہ ہے اس لئے انکو اپنی قوت سے کام لینے کا کوئی موقع نہیں۔ چنانچہ اسی عرصہ میں نامق پاشا حاکم مکّہ مکرمہ نے مجرموں کو گرفتار کرکے اُنپر مقدمہ قائم بھی کردیا تھا مگر ابھی وہ تحقیقات ہی کررہا تھا کہ فرانس و انگلستان کے جہازوں نے شہر جدّہ پر گولہ باری شروع کردی اور پورے ایک دن تک آتش فشانی کرتے رہے چنانچہ جسوقت دوسرے دن ترکی دخانی جہاز اسمٰعیل پاشا کو لئے ہوئے جدّہ آگیا تو اُسوقت انگریزی بیڑہ نے گولہ باری روکی اور ترکی افسر مع اپنی فوجکے خشکی پر اُترا جس کے ساتھ انگریزی بیڑہ کی بھی فوج خشکی میں آئی اور اسمٰعیل پاشا نے تحقیقات کے بعد قاتلوں کو سزائے موت دی اُسوقت اس جھگڑے کا خاتمہ ہوا اور غیر ملکی بیڑے جدّہ سے واپس گئے ❊

حادثۂ شام

۱۲۷۶ھ مطابق سنہ ۱۸۶۰ء میں ملک شام کی وہ آفت خیز بغاوت برپا ہوئی جس نے وہاں کے مسلمان اور مسیحی باشندوں کو باہم کٹ مرنے کی وجہ سے سخت نقصان پہنچایا اور دول یورپ کو سلطنت عثمانیہ پر آنکھیں نکالنے کا موقع دیا۔ بات یہ تھی کہ کوہ لبنان کے مارونی عیسائی باشندوں اور دروز قبیلہ کے عرب مسلمانوں میں کچھ جھگڑا ہو پڑا اور دونوں آپس میں لڑ پڑے اگرچہ عیسائیوں کی تعداد اپنے دشمن عربوں سے کئی حصہ زائد تھی لیکن وہ اپنی کم ہمتی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث اور غیر ملکی لوگوں کے بہکانے میں آکر بہت بُری طرح قتل وغارت ہوئے دروز قبیلہ کے عربوں نے عیسائیوں کو جا دبایا اور راشیا کے دو معرکوں میں بے شمار قتل کیا اور پھر اس آفت کا اثر مقام زحلہ تک پہنچ گیا چنانچہ اس شہر کے باشندے ہمت سے کام نہ لیتے تھے غالباً دروز قبیلہ کے عرب انکی بھی بُری گت بناتے، غرضکہ دروز کے عربوں نے بہت سے معرکوں میں عیسائیوں پر غلبہ حاصل کرکے

انکو قتل کیا اور عثمان بک قائم مقام حصبیا اور احمد پاشا حاکم دمشق پران واقعات میں دروز والوں کی مدد کرنیکا الزام لگایا گیا اگرچہ وہ دونوں بالکل بری تھے کیونکہ جبوقت اس فساد بر پا ہونے سے چار ماہ پہلے ملک شام کی چار پلٹنوں کو رومیلیا میں طلب کیا گیا تو اس حاکم نے وہاں کی فوجی قوت گھٹانے کی مخالفت کرکے باب عالی اور محکمۂ عسکری میں رپورٹ کی تھی کہ ملک میں بغاوت کا مادہ پک رہا ہے اس لئے فوج کا کم کرنا بہتر نہوگا۔ چنانچہ جب اُس کی درخواست پر توجہ نہیں کیگئی تو اُس نے استعفا پیش کیا اور وہ بھی نامنظور ہوا۔ مگر یورپ کے مورخین اس پاشا پر بار الزام ڈالتے اور اسی کو تمام خرابیوں کی جڑ بتاتے ہیں غرضکہ جب اس فساد کی شدت ہوئی اور دول یورپ نے اس میں مداخلت کرنی چاہی تو سب سے پہلے فرانس نے قدم بڑھایا لیکن انگلستان نے ابتداءً اُسے روکدیا اور پھر خود بھی اُس کے ساتھ ہوکر بذریعہ اپنے سفیروں کے باب عالی کو نہائت سخت یادداشت اصلاح مملکت کی نسبت روانہ کی۔ اور وزراے عثمانی نے زیر صدارت فواد پاشا کے باجلاس کونسل یہ فیصلہ کیا کہ بہت جلد ملک شام کو فوجیں روانہ کرنی چاہئیں اور فواد پاشا خود ہی اس سپاہ کی کمان پر گیا جہاں اُس نے تحقیقات کے بعد بہت سے مفسد دروز عربوں اور دونوں ترکی افسروں کو سزاے موت دی اور بغاوت کو بہت جلد فرو کردیا اسپر بھی حریص اور بدنیت دول یورپ کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا بلکہ انہوں نے باتفاق راے یہ فیصلہ کیا کہ فرانس بھی اپنی فوج ترکی سپاہ کی مدد کیلئے ملک شام کو روانہ کرے پہلے تو سلطان نے یہ بات منظور کرنے میں تامل کیا لیکن پھر یہ دیکھکر کہ یورپ کی طاقتوں کا ایکا ہوگیا ہے اُس نے بھی اِسے مان لیا۔ فرانسیسی فوج تعداد میں دس ہزار بماتحتی جنرل ڈوپول روانہ ہوئی اور اُسکا مقصد یہ تھا کہ مارونی عیسائیوں کو دروز عربوں کے مظالم سے محفوظ رکھے۔ اس فوج نے بیروت میں پہنچکر امن و امان قائم پایا تو مداخلت کی ضرورت نہ دیکھی۔ بعض دول یورپ نے بیروت میں اپنے جنگی جہازات بھی ارسال کردئے تھے اور دولت علیہ نے بھی اپنا جنگی بیڑہ بماتحتی قیصریہ لی احمد پاشا کے ارسال کیا۔ بعد ازاں یورپ کی زبردست حکومتوں نے اپنے دو قائم مقام مقرر کئے جو بیروت میں زیر صدارت

فواد پاشا کے جمع ہوئے اور اس لائق وزیر نے اپنی سیاسی قابلیت کے ذریعہ سے دول کے تمام نمائندوں کو باہم مخالف بنا کر اُن سے اپنے حسب منشاء کام لینا شروع کیا چنانچہ بہت کچھ بحث و تنقیح کے بعد کوہ لبنان کے علاقہ کے لئے نئے قوانین حکومت تیار کئے گئے وہاں ایک نیم خود مختار حکومت قائم کیگئی جسکا حاکم عیسائی مذہب کا شخص ہونا قرار پایا جو براہ راست باب عالی سے احکام حاصل کرے اس یادداشت پر دول یورپ نے تصدیق کر دی اور داؤد پاشا ارمنی عیسائی وہاں کا حاکم بنایا گیا۔ اور ۵ جون ۱۸۶۱ء تک فرانسیسی فوج وہاں مقیم رہکر پھر وہاں سے واپس چلی آئی۔ اس واقعہ کے مابین سلطان الغازی عبد المجید خان ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہو کر راہگرائے عالم بقا ہوگئے آنکی وفات ۱۷ ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ (۲۷ مئی ۱۸۶۱ء) کو واقع ہوئی تھی اور وہ اُس مقبرہ میں دفن ہوئے جو اُنہوں نے اپنی زندگی ہی میں بنوالیا تھا اور یہ مقبرہ مسجد سلطان سلیم کے نزدیک بنا تھا۔ خدا مغفرت کرے یہ بڑے جلیل القدر سلطان، علم دوست، اصلاح پسند، اور مشہور تنظیمات خیرہ کے منصفانہ قوانین کو جاری کرنے والے تھے انہوں نے ملکت عثمانیہ میں عدل و داد کا دور دورہ کر دیا اور عثمانی فوج میں اصلاحیں داخل کر کے اُس کی سابقہ شان و عظمت بحال کر دی، انکے زمانہ میں علوم و فنون، تجارت و دستکاری کی ترقی ہوئی، انہوں نے بہت سی خوشنما عمارتیں بھی بنوائیں ۱۲۷۷ھ میں مسجد نبوی صلعم کو از سرِ نو بنوایا اور اُس کی چھتیں گنبددار کرا دیں۔ چار سال میں اُس کی تعمیر ختم ہوئی تھی۔ اسکے علاوہ اُنہوں نے حرمین شریفین میں اور بھی بہت سی عمارتیں بنوائیں اور ۱۲۷۵ھ میں خانہ کعبہ شریفہ کا پرنالہ از سرِ نو بنوایا +

(۳۲) سلطان عبدالعزیز خان ابن السلطان محمود خان دوم

۱۲۷۷ ـــــــــــــــ ۱۲۹۳ھ

اپنے مرحوم بھائی کے بعد تخت خلافت پر جلوس فرما ہوئے اور یہ دیکھکر کہ بھائی کی کوششوں سے سلطنت میں جو اصلاحیں آغاز ہوئی تھیں جنگ کریمیا اور دوسرے جھگڑوں نے اُنکی راہ میں آکر اور دول یورپ کی مداخلتوں نے سنگ راہ ہو کر اُنہیں مکمل نہیں ہونے دیا ہے اپنی تمام توجہ اسی جانب مبذول کردی کہ اصلاحات کو کامل بنایا جائے۔ یوم پنجشنبہ بارہویں تاریخ ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ کو مسجد ابی ایوب رضؓ میں شمشیر عثمانی زیب کمر فرمانے کے بعد سرعسکر رضا پاشا کے علاوہ اور تمام وزیروں کو اُنکے عہدوں پر بحال رکھا اور رضا پاشا کی جگہ نامق پاشا کو سرعسکر (وزیر جنگ) کا منصب عطا کیا اور صدر اعظم محمد امین عالی پاشا کے نام فرمان صادر کیا کہ مابدولت کو تمہاری روش نہایت پسند ہے اس لئے بکوشش تمام جہانتک ہو سکے ضروری اصلاحوں کو مکمل کرو، رعایا کی خوشحالی، سلطنت کی ترقی، اور تمام محکوم قوموں کی بلا تمیز مساوات حقوق کا خیال رکھو

سلطان موصوف نے ۶۔ محرم ۱۲۷۸ھ کو مجلس احکام عدلیہ کی بنیاد ڈالی جسکا اعلےٰ افسر مشہور وزیر فواد پاشا بنایا گیا اور اس مجلس کے تین حصے کئے پہلے حصہ کا کام ملکی معاملات کا انتظام تھا، دوسرا حصہ قانون سازی کے لئے خاص تھا اور تیسرے حصے کو سماعت مقدمات کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ خود سلطان ہر سال کے خاتمہ پر باب عالی میں آتا اور گزشتہ مہینوں کی کارروائیوں کی مفصل رپورٹ سنکر اپنا اطمینان کر لیا کرتا۔ یہ مجلس ۸ ذی الحجہ ۱۲۸۴ھ تک پانچ سال گیارہ مہینے دو یوم اپنے فرائض بخوبی انجام دیتی رہی اور اس کے بعد سلطان نے اسے توڑ دینے کا فرمان صادر کر کے اس کی جگہ دو نئی مجلسیں مقرر کیں جنکی بنیادیں مذکور



سلطان عبدالعزیز خاں (سنہ ۱۸۶۱ء سنہ ۱۸۷۶ء)

متعلق صفحہ ۴۹۸

بالا مجلس کے بنیادی اصول پر رکھی گئی تھیں اور ان جدید مجلسوں کے نام مجلس شورائے دولت اور دیوان الاحکام العدلیہ تھے۔ ان مجلسوں کو اپنے فرائض ادا کرنے میں خوب ہی کامیابی ہوئی چنانچہ جب ۱۲۵۵ھ اور ۱۲۵۸ھ میں سلطان نے دستور العمل قوانین کے فرمان صادر کیئے اور انمیں حکام ملکی و مالی کے اختیارات کی ایک حد مقرر کیگئی تو اسپر بعض حکام جنکو تنظیمات خیریہ کے پرانے ڈھرے پر چلنے کی عادت پڑگئی تھی بہت گھبرا گئے کیونکہ نئے دستور العمل نے انکی بیجا خواہشوں کا انسداد کرنے اور انکی دست درازیوں کو روکنے کا پورا سامان کردیا تھا چنانچہ فرمان سلطانی کے مطابق ان دستور العملوں کے نہ ماننے والوں پر مواخذہ ہوا اور کئی ایک بڑے بڑے حاکم مثلاً خسرو پاشا، عاکف پاشا، نافذ پاشا، اور حسیب پاشا وغیرہ اپنی بداعمالی کے باعث سزایاب اور دوسروں کی تنبیہ ہوجانے کے سبب ہوئے اور تمام رعایا و برایا پر منکشف ہوگیا کہ سلطان کو انصاف و اصلاح کا خیال بدرجہ اتم ہے۔ پھر سلطان نے سلطنت کی مالی حالت درست کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ قیام حکومت کا دارومدار اسی پر ہے چنانچہ ۱۲۷۸ھ میں محمد فواد پاشا وزیر اعظم کے نام (جو محمد امین عالی پاشا کی جگہ مقرر ہوا تھا اور محمد امین پاشا کو وزارت خارجیہ کے عہدہ پر مامور کردیا گیا تھا) ۱۲۷۷ھ اور ۱۲۷۸ھ کی بابت ایک مالی بجٹ تیار کرنیکا حکم صادر کیا جسکی تیاری پر یہ تجویز مناسب معلوم ہوئی کہ سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے عہد میں مالی تنگدستی کے باعث جو بڑا میسری [illegible] جاری تھے انکو منسوخ کیا جائے اور اسواسطے سلطان عبدالعزیز خان نے آٹھ ملین پونڈ قرض لیکر اپنے تمام قرض کو چکا دیا اور دو ماہ کی قلیل مدت میں وہ سب "ہنڈیاں" بیکار بنادی گئیں جس کے بعد نقد لین دین کا سلسلہ چل پڑا اور خزانہ کی حالت درست ہوگئی*

جنگ کریمیا نے اگرچہ بعد دولت علیہ کی بڑی فوجکو بھی کمزور کرڈالا تھا اور اس کے ماسوا بحری طاقت کا تو سنیوپ کی لڑائی سے ستیاناس ہی ہوچکا تھا۔ اسواسطے سلطان کو فوجی قوت کے درست کرنے اور تمام آتش بار اسلحہ کو جدید

اور سب سے آخری وضع کے ایجاد شدہ آلات جنگ سے تبدیل کرنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ سرعسکر رشدی پاشا کو اسکی تعمیل کا حکم ملا اور یورپ سے بقدر ضرورت جدید آلات جنگ خرید کئے گئے اور فوجی ترتیب میں بھی مناسب ردّ و بدل سے کام لیا گیا۔ سلطان عبد العزیز کا میلان طبع فوجی امور کی طرف اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ اُنہوں نے تمام عثمانی قلمرو کے رئیس زادوں اور شریف قبائل کے لڑکوں کی ایک خاص فوج ترتیب دی جنکا لباس وہی معمولی رہنے دیا جسے وہ اپنے گھروں پر پہنتے تھے۔ اور یہ جدید فوج اس قدر ہر دل عزیز ہوئی کہ اسمیں ہزاروں نوجوان شریف زادوں نے بخوشی داخل ہونا پسند کیا سلطان نے فوجی انتظام سے فراغت حاصل کرکے قلعہ جات کی آراستگی اور اُنکے مسلح کرنے پر کمر ہمت باندھی اور سب قلعوں پر کارتوسی توپیں چڑھادی گئیں جو تازہ ترین ایجادمیں اعلےٰ درجہ کی مانی گئی تھیں اور خاص سلطنت کے کارخانہ اسلحہ سازی میں نئی قسم کی توپیں بنانے اور پرانی وضع کے ہتھیاروں کو توڑکر ازسرِ انہیں جدید طرز پر تیار کرنے والی کلیں اور آلات بھی فراہم کئے گئے +

بحری اصلاحیں:۔

سلطان عبد العزیز کے تخت پر بیٹھنے کے وقت محمد علی پاشا وزیر بحر تھا۔ مگر سلطان کی رغبت جنگی اصلاحات پر زائد تھی اور یہ شخص اُنکو تکمیل کے درجہ تک پہنچا نہیں سکتا تھا اس لئے وہ معزول کیا گیا اور اُس کی جگہ مجلس بحری کا رئیس مصطفےٰ پاشا ۱۲۷۹ھ میں وزیر بحر مقرر ہوا پھر وہ بھی چند روز کے بعد اس جگہ سے ہٹادیا گیا اور یہ جلیل القدر منصب آتش محمد پاشا کو ملا جس نے مشہور بحری وزیر چنگل اوغلی طاہر پاشا کے نقش قدم پر چلکر بحری مدرسہ کو وسعت دینے اور کارخانہ جہاز سازی میں اصلاح و ترقی کرنے پر کمر باندھی، اُسنے اپنے یہاں کے بحری مدرسہ سے کامیاب ہوکر نکلنے والے طلبہ میں سے چند لائق نوجوانوں کو منتخب کرکے انگلستان روانہ

کیا تاکہ وہ وہاں کے بحری مدرسوں میں اور جنگی جہازوں پر رہکر اپنی تعلیم کا تکملہ کریں اور اس فن میں خوب مشق و مہارت بہم پہنچائیں۔ یورپ کے کارخانوں سے کئی ایک زرہ پوش جنگی جہازات خرید کئے اور متعدد جنگی جہازات اپنے کارخانے میں تیار کرائے، مدرسہ بحری میں اصلاح کو دخل دیا اور اُس کی خواندگی درست کی۔ فن جبر ثقیل اور علم الآلات کی پڑھائی کا اُنمیں اضافہ کیا اور اسی کے ساتھ زرہ پوش جہازوں کی ساخت اور دیگر آلات وغیرہ کی تیاری کے لئے نئے کارخانے بنوائے جنمیں عملی طور پر طلبہ کو کام سکھایا جاتا تھا محکمہ توپخانہ میں ایک خاص سررشتہ قائم کیا جو بحری محکمہ کے متعلق ہر قسم کے جنگی آلات اور سامانوں کے بہم رکھنے کا ذمہ دار تھا اور بعد میں اس سررشتہ کو مستشاریۃ البحریۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ۱۲۸۴ھ میں لائق وزیر بحر آتش محمد پاشا دنیا سے چل بسا اور اُس کی جگہ حاجی وسیم پاشا کو ملی جو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلکر محکمہ بحری کی ترقی کیلئے کوشش کرتا رہا۔ اور جسوقت اُسے بغاوت جزیرہ کریٹ فرو کرنے کیلئے جنگی بیڑہ کا کمان افسر بنا کر روانہ کیا گیا تو خلیل شریف پاشا کو اُس کی جگہ وزیر بحر مقرر کیا گیا اور سلطان نے ایک فرمان صادر کرکے اُسے عثمانی بحری قوت کو اعلےٰ مرتبہ پر پہنچانے کی ترغیب دی اس فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ "دولت علیہ کی بحری قوت میں دو صیغے ہیں۔ اول تیاری اور درستی جہازات کا صیغہ اور دوم جنگی مہارت اور کارگذاری کا صیغہ۔ آخر الذکر صیغہ دلیر و شجاع بحری سپاہیوں اور افسروں کی کوشش سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرے صیغہ کا کام کسی لائق آدمی کے ہاتھ میں رہنا چاہئے جو ہر وقت بحری قوت کو اعلےٰ پیمانہ پر لیجانے کا خیال پیش نظر رکھکر صرف جہازوں کی تیاری اور درستی کا دلدادہ رہے اور اس کام کیلئے ما بدولت و اقبال کی نظر میں خلیل پاشا کے سوا کوئی اور شخص نہیں جچتا جسکی تمام دانائی اور حسن خدمات کو ہم تسلیم کرتے اور اُسے اس خدمت پر مامور کرتے ہیں۔ خدا اُسکو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے اور ہمیں بھی توفیق خیر برحمت بکوشے" اس فرمان کے صدور کے بعد محمد علی

پاشا دوبارہ وزیر بحر بنایا گیا اور خلیل پاشا کو صرف مشیر توپخانہ رہنے دیا گیا کیونکہ یہ عہدہ بہت اہم تھا اور ضرورت تھی کہ ایک لائق شخص ہمہ تن اسی طرف متوجہ رہے۔ دولت عثمانیہ نے بہت سے لائق کاریگر اور استاد بحری مدرسہ اور کارخانہ کے لئے انگلستان سے طلب کرکے اپنے مدرسہ کے نوجوان طالب علموں کی تعلیم پر مقرر کئے تھے اور جب ان طالب علموں میں سے کوئی طالب علم کسی فن میں بعد امتحان کامل اُترتا تو اُسے مدرسی کی جگہ پر مقرر کرکے انگریز مدرس کو الگ کردیا جاتا۔ انگلستان سفیر نے اس کارروائی پر اعتراض بھی کیا لیکن سلطان نے اُسے قائل بناکر خاموش کردیا۔

وزیر بحر کے عہدہ پر بہت سے لوگوں کا پھر تبدل ہوتا رہا اور ہر شخص اپنے وقت میں نہائت لیاقت کے ساتھ کام کرتا گیا یہانتک کہ عثمانی بحری قوت بہت ترقی کرگئی اور اس میں پچیس زرہ پوش جنگی جہاز علاوہ بہت سے غیر زرہ پوش جنگی جہازوں کے بہم ہوگئے جنکی وجہ سے دولت عثمانیہ کا شمار اوّل درجہ کی بحری حکومتوں میں ہونے لگا اور یہ سب سلطان عبدالعزیز کی کوششوں اور عنایتوں کا نتیجہ تھا کیونکہ زرہ پوش جہازوں کی بنا عثمانی بحری قوت میں اسی سلطان نے ڈالی۔ محمد علی پاشا کے بعد نامق پاشا وزیر بحر مقرر ہوا اور اس کے بعد ۱۲۸۷ھ میں حسین عونی پاشا ۱۲۸۹ھ میں قیصریہ لی احمد پاشا ۱۲۹۱ھ میں احمد اسعد پاشا ۱۲۹۲ھ میں رؤف پاشا، اور پھر قیصریہ لی احمد پاشا بار دیگر وزیر جنگ مقرر ہوا اور استنبول کا کارخانہ جہاز سازی یورپ کی دول عظام کے بحری کارخانوں سے ہمسری کرنے لگا اور اس کے علاوہ ازمیر، اور بصرہ کے دارالصناعتوں کو بھی بڑی ترقی نصیب ہوئی استنبول کے دارالصناعۃ میں جہازوں کی مرمت اور تعمیر کے لئے کئی ایک بڑی بڑی وسیع گودیں تعمیر ہوئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(ملاحظہ ہو بر صفحہ آئندہ)

نام	طول	عرض	عمق	کہاں بنا ہے؟	کس سنہ میں بنا
نیا پتھر کا حوض	۳۸۰ فٹ	۹۰ فٹ	۲۶ فٹ	باب الغربکے نزدیک	سنہ ۱۲۸۶ھ
[illegible] پتھر کا ،،	۲۵۵	۶۰	۳۰	دو حوضونکے مابین	سنہ ۱۲۴۱ھ
حوض مضاعف	۴۰۰	۶۵	۳۰	محلہ قاسم پاشا کے نزدیک	سنہ ۱۲۲۷ سنہ ۱۲۹۳ھ
چوبی تیر نیوالا حوض	۲۵۵	۵۲	۳۲	ترسانہ کے نزدیک	سنہ ۱۲۸۷ھ
نیا حوض	۴۰۰	۶۵	۲۳	انیہ لی قواق	سنہ ۱۲۸۰ھ
دستگاہ پتھر کی	۴۰۰	۶۰	۳۲۶۵	،، ،،	سنہ ۱۲۸۴ھ

سلطان کو بحری قوت سے اسقدر دلچسپی تہی کہ اُس نے اپنے فرزند شہزادہ محمود جلال الدین کو بحری سپاہ کے رتبہ ملازم پر مامور کیا اور اسوجہ سے بحری سپاہ کو بیحد مسرت ہوئی اُنکے حوصلے بڑہ گئے اور اس سے پہلے سلطان نے اپنے دوسری بیٹے شہزادہ یوسف عزالدین آفندی کو بری فوج میں داخل کردیا تہا (سنہ ۱۲۸۵ھ) غرضکہ سلطان عبدالعزیز کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ کے تمام محکموں اور صیغوں میں نئی رُوح پُھنک گئی - بحری اور بری فوجوں کا نظام درست ہوا - پرانی قلعوں کی مرمت کیگئی جدید قلعے مشرقی اور مغربی سرحدوں پر اور آبنائے ڈارڈنلز اور باسفرس کے سواحل پر تعمیر ہوئے - پہر ان سب قلعوں پر نئی اور تازہ ایجاد شدہ کرپ اور آرمسٹرونگ توپیں چڑہادیگئیں، عثمانی کارخانہ اسلحہ سازی میں ایسی اصلاح کیگئی کہ چند فرنگی بندوقیں وہیں بننے لگیں اور اُن بندوقوں سے اعلیٰ بنیں جو غیر ملک سے خرید کر منگوائی جاتی تہیں ملکی دستکاری کا رواج پڑہتا رہا یا شاد و آباد ہوئی - قلمرو عثمانیہ میں جسقدر گولی بارود بنانے والے کارخانے سرکاری موجود تہے اُنکو بہی ترقی دیگئی اور اُنہیں مفید اصلاحیں داخل کیگئیں ؞

نمائش گاہ قسطنطنیہ:-

سلطان عبدالعزیز کا حقیقی مدعا ملکی دستکاری کی ترقی اور تجارت کی گرم بازاری کو بڑھانا تھا اسواسطے انہوں نے تخت نشین ہوتے ہی آستانہ علیہ میں ایک بڑی نمائش گاہ کھولنے کا فرمان صادر کیا اور رجب ۱۲۷۹ھ میں اس کی عمارت بنکر تیار ہوگئی تو بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ بذات خاص اُسکا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر خدیو اسمٰعیل پاشا حاکم مصر بھی سلطان کے ساتھ موجود تھے۔ نمائش گاہ میں دس وسیع کمرے تھے اور ہر کمرہ میں ایک ایک خاص قسم کی دستکاری اور ملکی پیداوار کے نمونے رکھے تھے جو تمام عثمانی قلمرو سے بڑے اہتمام کے ساتھ منگوائے گئے تھے اس نمائش گاہ کا بہترین حصہ وہ مقام تھا جہاں اعلےٰ درجہ کی مرصع بجواہر چیزیں قیمتی جواہرات اور نفیس اسلحہ سلاطین آل عثمان کی یادگار کے جمع کئے گئے تھے اور زبان و قلم اُنکے بیان و تشریح کی طاقت نہیں پاتے نمائشگاہ کے وسط میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کا حوض بنایا گیا تھا جس کے وسط میں فوارہ کا چھوٹنا بڑا لطف دیتا تھا اور اسی طرح بہت سی عجیب وغریب چیزیں مہیا کی گئی تھیں ؛

سلطان کا ملک مصر کی سیر کو جانا:-

چونکہ سلطان کو اپنے قلمرو کے حالات معلوم کرنے کا بیحد شوق تھا اسواسطے وہ ملک مصر کی سیر کو تشریف لیچلے ۱۲۷۹ھ میں عثمانی جنگی بیڑہ جلو میں ساتھ لیکر شہزادوں میں سے مراد آفندی سلطان سابق اور ہمارے موجودہ سلطان عبدالحمید خان ثانی اور رشاد آفندی، اور یوسف عزالدین آفندی تھے اور وزیروں میں سے فواد پاشا اور امیر البحر آتش محمد پاشا مع دیگر بہت سے امرار، افسران فوج اور سپاہیوں کے ہمراہ رکاب تھے۔ جسوقت سلطان بندرگاہ اسکندریہ میں پہنچے تو خدیو اسمٰعیل پاشا نے بڑی دھوم کے ساتھ استقبال کیا سلطان نے اسکندریہ کی سیر فرماکر اور سیدی ابوالعباس کی مسجد میں نماز پڑھکر قاہرہ کی طرف

سفر فرمایا اور وہاں بھی بڑی دہوم سے اُنکے مقام عالی کے حسب حال مراسم استقبال ادا کیے گئے، سلطان نے سادات مصر کی زیارت سے شرف حاصل کیا اور تمام مسجدوں، تکیوں، اور خاصکر جامع ازہر شریف کو بہت بڑے بڑے شاہی عطیات مرحمت فرمائے اور پھر کچھ دنوں قیام فرماکر آستانہ علیہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ مصری رعایا سلطان کی زیارت سے اسقدر شاد تھی کہ حدِ بیان سے باہر ہے ✣

سلطان عبدالعزیز کے عہد میں اندرونی اختلال اور لڑائیوں کے حالات

جبل اسود کے واقعات

دولت عثمانیہ کے سایۂ ابد پایہ کو مٹانے اور کم کرنے میں دول یورپ نے جو کچھہ کوششیں کی ہیں اُنکا حال اس تاریخ کے مشاہدہ کرنے والوں پر مخفی نہ ہوگا اور آجتک یہ کیفیت بدستور موجود ہے کہ ہر روز ایک نئی چال سے ٹرکی علاقوں کو اُس سے الگ کیا جاتا ہے اور اُس کے خدانخواستہ محو کر ڈالنے کا سامان کیا جا رہا ہے چنانچہ جب اُنہوں نے سلطنت عثمانیہ کو رعایا پروری اور اصلاح ملک کی جد و جہد میں مصروف اور اس طریقہ میں کامیاب ہوتے دیکھا تو اُنکی شرارت کی رگ پھڑکی اور اُنہوں نے تمام اطراف ممالک میں اپنے ایجنٹوں کی معرفت تخم فساد بونا شروع کیا تاکہ خواہ مخواہ ہمکو دخل دینے کا موقع ملے چنانچہ بوسنیا، اور، ہرزیگوینا، کی بغاوتوں کے بعد دوسرا سلسلہ بغاوتوں کا جبل اسود کے علاقہ سے شروع ہوا اور بہت دیر [illegible] شورش ۱۲۷۹ھ میں پرنس نکلس کی معزولی اور انکی جگہ نیلس فرانکو کے تقرر سے دبگئی لیکن چونکہ مونٹی نیگرو اس علاقہ میں بدامنی کا دور دورہ تھا [illegible]

زبردست فوجی کالم زیر سپہ سالاری سردار عمر پاشا کے، اس ملک کی جانب ارسال کئے ایک کالم پر عبد الکریم نادر پاشا دوسرے پر درویش پاشا، اور تیسرے کالم پر حسین عونی پاشا کو سردار بنایا گیا تھا اور پھر انکی عام افسری سردار عمر پاشا کو دیگئی تھی جنہوں ان فوجوں کو ساتھ تین سمتوں سے جبل اسود کے علاقہ پر حملہ کر کے باغیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے مقام چیتینہ پایہ تخت جبل مذکور تک پہنچکر دم لیا اُسوقت پرنس ڈنیلو امیر جبل مذکور نے امان طلب کر کے دولت علیہ کی یہ شرط مان لی کہ وہ اپنے باپ میرکو کو علاقہ جبل اسود سے نکال دیگا اور سلطنت عثمانیہ کو سرحد جبل اسود پر فوجی قوت رکھنے کے لئے چند قلعے اور برج بھی بنانے دیگا تا کہ اس قلعہ کے مفسد سر نہ اُٹھا سکیں اور ذرا بھی شرارت کریں تو عثمانی سپاہ انکا سر کچل ڈالے مگر جب عثمانی سپاہ وہاں سے واپس چلی گئی تو اُس نے اپنے اقرار سے بعض یورپین سلطنتوں کی شہ پاکر پھر جانا مناسب سمجھا اور اس کے بعد فرانس و روس نے دخل در معقول بنکر باب عالی کو اُس کی سرکوبی سے روکدیا اور سلطنت علیہ نے جسقدر مصارف پہلی مرتبہ اس جنگ میں برداشت کئے تھے سب کو یوں رائگاں کرادیا کہ سنہ ۱۲۸۰ھ میں باب عالی کو وہ قلعے اور برج منہدم کردینے پڑے جو اُس نے سرحد جبل اسود پر بنوالئے تھے اور جبل اسود کو نیم خود مختار ملک بنانا پڑا۔ اور یہ سب یورپ کے ایمانداروں کی کوشش کا نتیجہ تھا +

جنگ سرویا:-

پیرس کے معاہدہ نے اس ملک کو ٹرکی کے زیر حمایت خود مختار ملک تو بنا ہی دیا تھا مگر دولت علیہ کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ اس ملک کے چند قلعوں میں اپنی محافظ پلٹن رکھ سکیگی۔ سنہ ۱۲۹۲ھ میں بوسنیا، اور ہرزیگوینا کی بغاوتوں کے بعد سے پھر اس ملک میں شورش کا ندر ہوا اور اہل سرویا نے بہت سی باتوں میں ترکوں سے مقابلہ اور عداوت کا اظہار کیا، پھر کیا تھا دول یورپ دوڑ کر بیچ میں آگئیں اور ان کے

سفیروں نے باب عالی کی رضامندی سے آستانہ علیہ میں ایک کانفرنس قرار دی
جسمیں سلطنت عثمانیہ کی طرف سے عالی پاشا وزیر اعظم قائم مقام تہا اور بہت کچھ ردو
بدل کے بعد کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ ترکی سپاہ دو قلعوں کو چھوڑ کر صرف چار
قلعوں یعنی بلگریڈ، سمندرہ، فتح الاسلام، اور، شیانس پر قابو رکھے - یہ قرارداد
۱۲۷۹ھ میں ہوئی تہی لیکن روسی گورنمنٹ کو اسپر بہی صبر نہ آیا اور وہ برابر یہی اصرار
کرتی رہی کہ دولت علیہ سرویا کو تمام و کمال آزاد کردے چنانچہ جنرل اغناٹیف روسی
سفیر نے آستانہ علیہ میں ایسی چالیں چلیں کہ آخر باب عالی کو سرویا سے قطع تعلق کرنا
ہی پڑا اور ترکی سپاہ باقی چاروں قلعوں کو بہی خالی کرکے ہٹ آئی - دول یورپ
کی طرف سے سرویا کو آزاد بنانے کی یہ دلیل پیش کی جاتی تہی کہ جبتک ترکوں کے
قدم ملک میں رہینگے امن و امان کا قائم ہونا محال ہے اور اس دلیل کی معقولیت ظاہر
ہے - لیکن دولت علیہ کو مخالفین کے اتحاد اور کریٹ کی بغاوت نے مجبور بنا دیا کہ وہ
خون کے گہونٹ پیکر اس سراسر غیر منصفانہ فاصلہ کو مان لے - ترکی فوجوں کے سرویا کو
نکلتے ہی لازم آیا کہ وہاں جسقدر مسلمان خاندان آباد تہے وہ بہی ملک چھوڑ دیں ورنہ
اُنکی زندگی محال تہی اور دولت علیہ کو اُنکے املاک کا معاوضہ بہی بہرنا پڑا - خلاصہ یہ
ہے کہ اس طرح پر ترکوں کا اثر سرویا سے محو کر دیا گیا اور بلند نام بلگریڈ کے قلعہ
پر سربی نشان کے ساتہہ ترکی علم کا اُتارا جانا اُنکی ماتحتی کی علامت شمار ہوا - قسطنطنیہ
کے ترک باشندوں میں اس امر سے سخت جوش پیدا ہوگیا تہا اور اگر سلطان پہلے
سے روک تہام کا انتظام نہ کرچکا ہوتا تو غالباً بڑی زبردست اندرونی بغاوت
برپا ہوجاتی ٭

مالڈیویا، اور، والیشیا کے حالات

یہ دو ذیلی ملک جنکا مجموعی نام رومانیا ہے انکا حاکم جان دیگر منتخب ہوا جسکو
باوجود باغیانہ خیالات رکہنے کے باب عالی نے یہاں کا حاکم مقرر کردیا تہا ۱۲۷۸ھ

میں اپنی تقرری کے بعد ہی سے اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ رومانیا کے کنیسہ کو قسطنطنیہ کے بطریک کی ماتحتی سے الگ کرلے اور بہت کچھ جھگڑوں بکھیڑوں کے بعد آخر ۱۲۸۱ھ میں باب عالی کی تائید سے وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگیا کیونکہ باب عالی کا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح معاملہ ختم ہوجائے ورنہ دول یورپ کی مداخلت اور اپنی کمزوری سے مزید نقصانات پہنچنے کا اندیشہ ہے اس کامیابی کے بعد امیر مذکور نے کچھ ایسی بے اعتدالیاں اور سختیاں کیں کہ دونوں ماتحت ملکوں کے سربرآوردہ لوگ اس کے جانی دشمن بنگئے اور ۱۲۸۲ھ میں اُس سے زبردستی استعفا لے لیا۔ پھر کیا تھا دول یورپ کو اُسکا جانشین انتخاب کرنے میں دخل دینے کا موقع ملگیا کیونکہ معاہدہ پیرس اس بات کو قرار دیچکا تھا مگر روسی حکومت نے قصدًا دخل دینے سے پرہیز کیا تاکہ وہ اپنا حق مداخلت کسی اور موقع کیلئے محفوظ رکھے۔ دول یورپ نے باتفاق باہمی پرنس شارل ہوہنزولرن کو جو شاہی خاندان پروشیا کا ایک ممبر تھا رومانیا کا حاکم بنانا تجویز کیا اور باب عالی سے اس کی منظوری چاہی لیکن باب عالی نے اس تجویز کو نہیں مانا اور اُس نے اس انتخاب کو بقوت روکنے کیلئے سرحدوں پر فوجیں بھی روانہ کردیں کہ اتنے ہی میں کریٹ کی دوسری بغاوت کا غلغلہ برپا ہوا اور ٹرکی کو مجبورًا دیگر دول کا فیصلہ مان لینا پڑا تاکہ دو طرفہ چوٹ سنبھالنے کی دقت میں نہ پڑ جائے +

بغاوت جزیرۂ کریٹ۔

۱۲۸۳ھ۔ فاضل ترک عالم اور مورخ احمد جودت آفندی نے اپنی کتاب "دوامش الانقلاب" میں جو رائے اس بغاوت کے متعلق تحریر کی ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ

"وہ جسوقت سلطنت عثمانیہ ملکی اصلاح کی سعی کرنے پر مستعد ہوتی ہے اُسی وقت روسی حکومت اُس کے راستہ میں کانٹے بونے اور اُسے اندرون ملک کیحالت

شمد ہا رنے میں ناکام بنانے کی در پے ہو جاتی ہے یہ اُسکا ایک معمولی کام ہے جسکو وہ ہر حالت میں ضرور کریگی چنانچہ اس مرتبہ بھی اُس کی آنکھوں میں دولت علیہ کا بری اور بحری فوج میں اصلاح سے کام لینا خار بنکر کھٹکا اور اُس نے عیسائی باشندگان کریٹ کو جو ابتدائے عالم سے بغاوت اور قتل و غارت کے عادی چلے آتے ہیں یہ دلفریب وعدے دیکر کہ تم عثمانیوں کے مقابلہ میں شورش برپا کروگے تو تمکو اعانت دیکر آخر میں اُنکی ماتحتی سے آزاد اور یونان کی حکومت سے ملحق کرا دیا جائیگا اور روسی اور یونانی حکومتیں تمکو ہر قسم کی مدد دینگی۔ کریٹ کے عیسائی باشندے ان باتوں کے دام میں پھنس گئے اور بغاوت برپا کر دی جب اُنکا معاملہ بہت بڑھ گیا تو سلطنت عثمانیہ نے فوجی قوت بھیجکر اُنکی سرکوبی کر دینے کا ارادہ کیا آخر میں باغیوں پر یہ بات بھی کھل گئی کہ بحری قوت رکھنے والی یورپین حکومتیں اُنکی طرفدار نہیں بن سکتی ہیں کیونکہ وہ جزیرہ کریٹ کو سلطنت عثمانیہ سے الگ کرنے پر راضی نہیں اور اسکے بعد دولت علیہ نے بماتحتی مصطفےٰ پاشا کریٹی کے ۱۲۸۳ھ میں باغیوں پر فوجکشی کر دی اور سپہ سالار مذکور کو حکم دیا کہ پہلے باغیوں کو اتمام حجت کے طور پر مائل بہ امن رہنے کی ترغیب دے اور اُنہیں فہمائش کرے اور جب وہ نہ مانیں تو مجبوری تلوار اُٹھائے۔ پاشائے مذکور نے بہت کچھ سر مارا کہ کسی طرح باغی راہ راست پر آجائیں اور فتنہ و فساد برپا کرنا چھوڑ دیں مگر باوجود اسکے کہ باغی عیسائیوں کو اس پاشا سے ساتھ موانست بھی تھی اُنہوں نے شرارت سے باز آنا منظور نہیں کیا غرضکہ جس وقت تلوار کے منہ سے فیصلہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تو مصطفےٰ پاشا نے لڑائی چھیڑ دی اسی سال ماہ ربیع الاول میں مصر کے فرمانروا خدیو اسمٰعیل پاشا نے بھی چھ پیادہ پلٹنیں اور کچھ ایک توپخانہ کی باٹریاں کمک کے طور پر کریٹ کو ارسال کیں جنکا کمان افسر شاہین پاشا تھا اور اُس کے بعد اُس سپاہ کی افسری اسمٰعیل سلیم پاشا فریق ناظر جہادیہ کو ملی جو بڑا مشہور بہادر تھا اور جب وہ بھی شہادت پا گیا تو اُس کی جگہ عبد القادر پاشا توپچی کو دی گئی۔ اس کے بعد محمد رشدی پاشا کے وزیر اعظم کے عہدہ سے مستعفی

ہو جانے اور محمد آمین عالی پاشا کے وزیر اعظم مقرر ہونے پر سلطان نے ۶ ر شوال ۱۲۸۳ھ کو مصطفےٰ پاشا کے نام یہ حکم بھیجا کہ وہ کریٹ سے آستانہ علیہ کو چلا آئے اور اس کی جگہ عمر پاشا افواج کریٹ کا سپہ سالار مقرر کیا گیا جو ابتدا میں بڑی سرگرمی کے ساتھ باغیوں کی سرکوبی کرتا رہا - باغیوں کو سامان جنگ بیرونی ملکوں سے ملا کرتا تھا اور خاصکر یونان سے انکی رسد کی ڈاک لگی رہتی تھی جو ترکی حکام کی غفلت کا نتیجہ تھا کیونکہ باوجود اسکے کہ ترکی جنگی بیڑہ جزیرہ کو ہر طرف سے محاصرہ کئے تھا باغیوں کے پاس غیر ممالک سے رسد اور سامان جنگ کا آنا کیونکر ممکن ہوتا جبتک کہ ترک بحری افسر غفلت و بے پروائی نہ کراتے - اسی واسطے دولت علیہ نے جزیرہ کے بحری محاصرہ کیلئے سخت احکام نافذ فرمائے اور ان تمام دول یورپ کو بھی اس بات کی اطلاع دیدی جنکے جنگی جہازات اس جزیرہ سے ہجرت کرجانے والے عیسائی خاندانوں کو دولت عثمانیہ کی اجازت سے دوسرے مقامات کی طرف لیجاتے تھے +

بغاوت کریٹ کے زمانہ میں بحری قوت کی حرکتیں

بغاوت کریٹ کا آغاز ہوتے ہی دولت علیہ نے ایک زبردست جنگی بیڑہ جسمیں کئی ایک زرہ پوش، اور فرقاطہ، جہازات اور تارپیڈو کشتیاں تھیں - فریق ابراہیم پاشا مورہ لی کی ماتحتی میں اس جزیرہ کی طرف روانہ کیا (۱۲۸۳ھ) اور پھر ۱۲۸۴ھ میں سابق قبودان مشیر حاجی وسیم پاشا اس بیڑہ کا عام کماندار متعین ہوا - اور فریق ابراہیم پاشا اسکا نائب رکھا گیا - ترکی بیڑہ کے علاوہ خدیو اسماعیل پاشا نے بھی چند دخانی جنگی جہازات ارسال کئے جنکی کمان قاسم پاشا کے ہاتھوں میں تھی - یونان کی باغیانہ کمیٹیاں جزیرہ کریٹ کے شورہ پشت عیسائی لوگوں کے لئے دو تیز رفتار دخانی جنگی جہازوں پر پے در پے سامان جنگ ارسال کرتے رہنے کی ڈاک لگا

رکھی تھی مگر جب دولت علیہ کے جنگی جہازوں نے سختی کے ساتھ سواحل جزیرہ کی نگرانی شروع کی تو ایک ترکی جہاز عز الدین نامی کی ایک یونانی تیز رفتار جہاز سے مڈبھیڑ ہو گئی اور اُس نے یونانی جہاز کا تعاقب کیا چنانچہ جب یونانی جہاز کو بھاگنے کا راستہ نہ ملا تو وہ سواحل کریٹ کی ایک کھاڑی میں جسکا نام قیو کریو تھا گھس گیا اور وہاں اُس کے ملاحوں نے خشکی میں اُتر کر جہاز کو آگ لگا دی تاکہ ترکوں کو اُسپر لدا ہوا سامان جنگ نہ مل سکے اور وہ خود پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے - ترکی ملاحوں نے اُس نیم سوختہ جہاز کو گرفتار کر کے بندرگاہ سودہ تک پہنچا دیا جہاں اُسکی معمولی مرمت کر کے اُسے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کر دیا گیا تاکہ وہاں اُسے از سر نو درست کیا جا سکے اس جہاز کا نام ارکادی تھا اور اب دوسرے جہاز کی جستجو ہونے لگی جو انوسیس نامی تھا اور وہ مملکت یونان کے بندرگاہ پیرہ میں دستیاب ہوا اور جب ترکی جہازوں نے اُس کو وہاں کی حکومت سے طلب کیا تو باغیانہ خیالات کی انجمن نے وہاں کی حکومت کو جہاز کی حوالگی سے روک دیا اور اسوجہ سے دولت علیہ نے حکومت یونان کو بھی شریک بغاوت ہونیکا ملزم ٹھیرا کر اُس سے پولیٹکل تعلقات قطع کر لئے اور اپنا زرہ پوش جہازوں کا طاقتور جنگی بیڑہ بندرگاہ پیرہ کی جانب باتحتی ایڈمرل ہوبرٹ پاشا انگریز امیر البحر (ملازم سلطنت عثمانیہ) کے بغرض محاصرہ روانہ کر دیا - اور جب ٹرکی اور یونان کے مابین جنگ ہو جانی اٹل ہو گئی تو دول یورپ نے بیچ بچاؤ کیلئے دخل در معقولات کر کے فرانس کو پیشوا بنا کے قدم بڑھایا اور مطالبہ کیا کہ ایک مابین الاقوام کمیشن جزیرہ کریٹ میں بھیجا جائے تاکہ وہ اسباب بغاوت کی تحقیقات اور اُس کے فرو کرنے کی مناسب تدابیر عمل میں لائے پہلے تو تمام دول کے اسپر متفق نہونے کے باعث باب عالی اس تجویز سے منکر ہو گیا اور اُس نے صدر اعظم عالی پاشا کو اعلے پولیٹکل کمشنر بنا کر جزیرہ مذکور کی طرف روانہ کر دیا - اور اُس نے اپنی خداداد لیاقتوں سے کام لیکر باغیوں کو تسلی اور دل جمعی دینے میں کامیابی حاصل کی پہر وزیر مذکور نے ایک مفصل رپورٹ دربار سلطانی

میں ارسال کی جسکی بنیاد پر عمر پاشا کو سپہ سالاری کریٹ سے الگ کردیا گیا کیونکہ اُس نے جیسی چاہیئے ویسی مستعدی سے کام نہیں لیا تہا۔ کیونکہ پہر بہی وہ غیر ملک اور غیر نسل کا آدمی تہا اُسے دولت علیہ کی فتح یا شکست کی کیا فکر پڑی تہی اور یہی حالت اُن غیر ملکی لوگوں میں سے بیشتر افراد کی تہی جنکو سلطنت عثمانیہ نے اپنے جلیل القدر منصب دے رکہے تہے اور اُن نمک حراموں نے اُس ولی نعمت کا گلا کاٹا۔ بہر حال عمر پاشا کی جگہ حسین عونی پاشا حاکم کریٹ متعین ہوا اور اُس نے اپنے فرائض بخوبی تمام انجام دیکر رعایا و برایا سبکو خوش و خرم رکہا۔ پہر اس کے بعد دول یورپ نے شہر پیرس میں ایک کانفرنس مقرر کی جسمیں دولت عثمانیہ کیطرف سے فواد پاشا نائب مقرر ہوا اور اُس نے اپنی سیاسی قابلیت سے کام لیکر اسقدر سخت لہجہ میں کانفرنس کے سامنے تقریر کی کہ دول یورپ کے دماغ ٹہنڈے ہوگئے اور اُنہوں نے اُن حقوق اور رعایتوں میں کمی کردی جو پہلے سلطنت عثمانیہ سے اہل کریٹ کو دلوانا چاہتے تہے۔ چنانچہ سلطان نے ۱۲۸۶ھ میں کریٹ والوں کو جو حقوق عطا فرمائے جس سے بغاوت کا خاتمہ ہوگیا اور زائد ترکی اور مصری فوجیں واپس آگئیں۔ خدیو اسمٰعیل نے مصری فوج کے واپس آنے پر بوجہ اُن کی دلیری اور کارگزاری کے بڑے جلوس کے ساتہ اُسکا استقبال کرایا اور خاصکر مصری سپاہ نے [illegible] ارکاکوزی میں بڑی ناموری حاصل کی تہی۔ کریٹ کا جہگڑا فیصل ہوچکا تو جنرل اغناتیف روسی سفیر نے باب عالی میں اس بابت کی کوشش شروع کی کہ مدحت پاشا کو صوبہ داری ڈنیوب سے الگ کرادے کیونکہ یہ لائق افسر بڑی خوبی کے ساتہ اُس علاقہ میں انتظام اور اصلاح کر رہا تہا اور یہ روسی حکومت کے لئے بے حد ناگوار بات تہی اور اُسکو اپنی آرزوئیں حاصل کرنے سے مانع آسکتی تہی جنہیں اُس نے بلغاری نوجوانوں کے دلوں میں تخم فساد بوکر اُنکو آمادۂ بغاوت کرکے آئندہ فوائد کی بابت قائم کیا تہا۔ مگر سلطان نے مدحت پاشا کا تبدل کرنا قبول نہیں کیا۔ چنانچہ روسی حکومت اسی بات پر ناراض ہوکر صوبہ ڈنیوب کی عیسائی رعایا میں

بغاوت انگیز خیالات کی اشاعت شروع کردی لیکن مدحت پاشا کی بیدار مغزی نے روسی ایجنٹوں کی بُری طرح خبر لیکر تمام منصوبے شکست کر دیئے۔ سنہ ۱۲۸۶ھ میں عراق کے چند عرب قبائل نے بھی اپنے خود غرض سرداروں کی باتوں میں آکر بغاوت برپا کی اور اُنپر بھی دولت علیہ نے دغاوہ، دیوانیہ، حلّہ، اور، کربلا کی لڑائیوں میں فتح پاکر شورش مٹادی ✦

عسیر (یمن) کی بغاوت اور صوبۂ نجد (عرب) کے حالات

سابق الذکر وہابیوں کی لڑائیوں کے بعد دولت علیہ نے ایک سخت سیاسی غلطی یہ کی کہ اُس نے ملک عرب کے صوبوں سے اپنا اثر حکومت بہت جلد گھٹا دیا اور وہاں کی نگرانی صرف اُن شیوخ کے ہاتھوں میں رہنے دی جو باہم کٹنے مرنے کے عادی تھے اس لئے اب وہاں ترکی حکومت کا اقتدار صرف برائے گفتن رہگیا تھا چنانچہ اسی وجہ سے ملک یمن میں جو عرب شیوخ موجود تھے اُنکی آپس میں مخالفت کا زور رہا۔ علاقہ عسیر کا امیر محمد بن عائض جو دولت عثمانیہ کا نعمت پروردہ تھا (۳۰ رمضان سنہ ۱۲۸۷ھ کو) دوسرے قبائل پر ظلم و ستم کر کے اُنہیں اپنی ماتحتی میں لانے پر آمادہ ہوگیا اُس کی بے اعتدالیوں کی شکایتیں جب بار بار سلطانی میں پہنچیں تو دولت علیہ کو بغاوت مٹانے کیلئے فوج کا بھیجنا لازمی معلوم ہوا اور اُس نے دو فوجی کالم ملک عرب کی طرف ارسال کئے ایک کالم براہ راست آستانہ علیہ سے یمن کی طرف روانہ کیا گیا اور دوسرا بغداد سے نجد کی جانب ارسال ہوا۔ قسطنطنیہ کا فوجی کالم فریق محمد ردیف پاشا کی سپہ سالاری میں تھا اور اُنکے ساتھ میرلوا احمد مختار پاشا جیسے ارکان حرب کو بھی ارسال کیا گیا تھا اس فرقہ سپاہ نے معتبر اذرمنعاد کے علاقوں میں باغیوں سے کئی معرکے کئے اور بہت کچھ جنگ و جدل کے بعد ان مقامات کو از سر نو

فتح کیا اور وہاں ترکی اقتدار قائم کر دیا۔ یہ سپاہ بہت آراستہ اور مشاق تھی۔ جن یوروپین لوگوں نے اسے دیکھا وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یمن کی ترکی فوج اس فوجی فرقے سے کہیں بڑھکر مستعد اور آراستہ تھی جسے ۱۸۹۶ء میں انگریزوں نے جنگ حبش میں ارسال کیا تھا۔ عسیر اور صنعاء پر تسلط ہو جانے کے بعد محمد ردیف پاشا آستانہ علیہ کو واپس چلا گیا جسے دولت علیہ نے رتبۂ وزارت سے ممتاز کیا اور اُسکے بعد یمن کی حکومت، وہاں کی ترکی سپاہ کی افسری مع رتبہ مشیریت (مارشل) کے غازی احمد مختار پاشا کو دیگئی جنہوں نے یمن کی انتظامی حالت درست کرنے اور وہاں سڑکیں وغیرہ بنا کر تجارت کو ترقی دینے میں اپنی لیاقت کا اظہار کیا اور اہل یمن اُن کے دلدادہ ہو گئے۔

بغداد کا فوجی گروہ جو احمد مدحت پاشا کی سپہ سالاری میں نجد کی جانب بڑہا وہ یمن کی سپاہ سے بھی بڑھکر خوش قسمت ثابت ہوا کیونکہ اُسے بے لڑے بھڑے ملک کا بیشتر حصہ فتح کرنے کا موقع ملگیا مدحت پاشا کوئی دلیر جنگجو افسر نہ تہا لیکن اسکی خوبی تدبیر اور اُس کے ماتحت جنگی افسروں کی باہمی اعانت نے اُسے موقع دیا۔ کہ علاقہ نجد میں ایک باقاعدہ فوجی محکمہ قائم کر دے اور اس سے فارغ ہو کر وہ آستانہ علیہ کی طرف چلا آیا۔ سنہ ۱۲۹۲ھ میں اس علاقہ کے قبائل دوبارہ شورش برپا کر چلے اور عیون نامے ایک جگہ میں ترکی فوج کے چالیس شخصوں کو انہوں نے قتل بھی کر دیا لیکن اس مرتبہ وہاں فوج کی موجودگی سے یہ فائدہ ملا کہ بہت جلد شورش فرو کر لیگئی اور ملک میں امن و امان بحال رہا۔

سلطان کا نمائش گاہ پیرس کو دیکھنے کیلئے جانا۔

نپولین سوم شہنشاہ فرانس نے ۱۸۶۷ء میں ایک زبردست نمائش گاہ شہر پیرس میں کھولنی چاہی تو اُس نے تمام دنیا کے بادشاہوں اور تاجداروں سے جنہیں

شرکت کی درخواست کی اور سلطان عبدالعزیز کو بھی دعوت کا پیام بھیجا جنہوں نے بڑی خوشی سے اُسے منظور فرمالیا اور اپنے شاہی جہاز سلطانیہ پر سوار ہو کر بہت سے شہزادوں اور درباری ارکان دولت کے ساتھ ۱۹ صفر ۱۲۸۴ھ کو پیرس کی جانب روانہ ہوئے جسوقت سلطان شہر پیرس میں پہنچے ہیں اُسوقت نپولین سوم نے اس شان وشکوہ سے اُنکا استقبال کیا کہ ابتک کسی بادشاہ کا ایسا استقبال نہیں کیا گیا اور یہ سفر ایک عثمانی سلطان کا یورپ کی سرزمین پر قدم رکھنے کا پہلا موقع تھا سلطان نے چند روز فرانس میں رہکر وہاں سے لندن کا قصد کیا اور اس شہر کو دیکھکر دیانا کی بھی سیر کرتے ہوئے پائے تخت قسطنطنیہ کی طرف بمسرت تمام واپس آگئے (۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۴ھ) سلطان کو سیاحت یورپ سے بہت کچھ مفید باتیں معلوم ہوئی تھیں جنکی بنیاد پر انہوں نے آستانہ علیہ پہنچتے ہی ایک طویل فرمان صدر اعظم عالی پاشا کے نام صادر کیا جسمیں وہ تمام اصلاحیں درج تھیں جو یورپ میں ملاحظہ فرما آنے کے بعد اپنے قلمرو میں بھی نافذ کرنا چاہتے تھے اور سب سے زیادہ اشاعت تعلیم، درستی راہ اور وسائل نقل و حرکت کی آسانی کا خیال اُنکے دامنگیر حال تھا - اور اسکے علاوہ بحری و برّی قوتوں کی اصلاح اور مالی حالت کی درستی وغیرہ کی بھی تاکید کیگئی تھی۔

مصر کے حقوق اور اُسکے طریق وراثت کا تغیّر

سلطان عبدالعزیز خان کی تخت نشینی کے وقت مصر کی حکومت خدیو محمد سعید پاشا کے ہاتھ میں تھی جنہوں نے جنگ کریمیا سے واپس آنے کے بعد مصری فوج میں چند نئی اصلاحیں اور فوجی ترتیبیں داخل کرنی چاہیں تو اُنکو روپیہ کی ضرورت پیش آئی کیونکہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہو تو لازمی طور پر یہ دقت پڑتی ہے اور اندر روپیہ بغیر اسکے کہ قرض لیا جائے اور کسی طرح بہم نہیں پہنچتا تھا چنانچہ اُنہوں نے کچھ تو نئے مصارف کیلئے اور کسی قدر اگلا قرض ادا کرنے کے لئے جدید قرض لینے کی ضرورت محسوس کی کیونکہ اگلے قرض کو سالانہ رواں کی آمدنی سے ادا کرنے کی بہت کچھ کوشش کرنے کے

علاوہ خدیو موصوف نے خدیوی محل کے بہت سے قیمتی تحائف فروخت کرکے اُسے ادا کرنا چاہا جب بہی وہ وقت پر قسط ادا کرنے سے عاجز رہے اور بالآخر اُنہوں نے مجبور ہو کر باب عالی سے مصری حکومت کے لئے قرض لینے کی اجازت طلب کی جو اُس وقت کے حقوق و رعایتوں کے مطابق حاصل کرنی ضروری تہی۔ دولت علیہ نے اُنکی درخواست پر صدر اعظم کو مناسب جواب دینے کا ایما کیا اور محمد امین عالی پاشا نے خدیو محمد سعید پاشا کو ایک مفصل خط لکہا (۱۲۷۸ھ) جسمیں خدیو موصوف کو قرض لینے کی خرابیاں اور اُس کے نقصانات سے ڈرا کر نہایت قوی دلائل کے ساتھ اُنہیں قرض لینے سے منع کیا تہا اور واقعی یہ ہے کہ وزیر ممدوح کی تحریر کا ایک ایک فقرہ قابل تعریف و لایق حل بہی تہا؟ اُس تحریر کے دیکھنے سے یہ بات بہی منکشف ہو جاتی ہے کہ اُس زمانہ میں دولت علیہ کیطرف سے مصری حکومت کو کس حد تک حقوق اور اختیارات دیئے گئے تہے۔ پہر جسوقت سنہ ۱۲۷۹ھ میں اسمٰعیل پاشا خدیو مصر ہوئے اور سلطان کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ نوجوان خدیو کو مملکت مصر میں بہی ویسی ہی اصلاحیں رائج کرنیکا خیال ہے جیسی سلطان نے قلمرو عثمانیہ میں جاری فرمائی ہیں تو سلطان عبد العزیز مرحوم نے متعدد فرمانوں کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً مملکت مصر کے حقوق میں مزید توسیع فرمادی اور اسکی ایک وجہ یہ بہی تہی کہ دربار سلطانی کے بہت سے با اثر امراء خدیو اسمٰعیل کے دوست تہے جنکو اسمٰعیل پاشا ہمیشہ تحفے تحائف ارسال کرتا رہتا تہا چنانچہ اُنہیں لوگوں کی کوشش سے اسمٰعیل پاشا کو سلطان نے خدیو کا ممتاز لقب بہی مرحمت فرمادیا۔ پہر سنہ ۱۲۸۳ھ میں خدیو اسمٰعیل پاشا نے سلطان کی اجازت سے حکومت مصر کا قانون وراثت تبدیل کر دیا جو پہلے اسطرح پر تہا کہ محمد علی پاشا مرحوم کی نسب سے بڑی اولاد یا اُس اولاد کی بڑی اولاد کو منصب خدیو پر مامور کیا جاتا تہا بعد اسمٰعیل پاشا نے اُسے تازہ فرمان کی بنا پر محض اپنی ذریت میں منحصر کر دیا اور یہ قاعدہ قرار پاگیا کہ جو خدیو مسند امارت پر متمکن ہے اُسکا بڑا بیٹا ولیعہد اور جانشین ہوا کریگا +

نہر سویز کا مسئلہ

یہ نہر جسنے بحر احمر کا سلسلہ بحر ابیض متوسط (بحر روم) کے ساتھہ ملا دیا ہے - اس کے فوائد کا علم بہت سے مسلمان اور غیر مذاہب کے قدیم حکمرانوں کو بھی ہو چکا تھا مگر باوجود اسکے اُنمیں سے کسی کو یہ عظیم الشان کام کر گزرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور کسی نے شروع بھی کیا تو ناتمام چھوڑ کر ہٹ گیا یا نہر بگڑی اور زیادہ دنوں تک کام نہ دیسکی یہانتک مرحوم محمد سعید پاشا والی مصر نے اپنے عہد حکومت میں ۳۰ نومبر ۱۸۵۴ع کو بڑی کوششوں کے بعد مسیو فرڈی نینڈ ڈولیسپس فرانسیسی انجینیر کو اس نہر کے تیار کرنے اور اسکی تیاری کے لئے ایک کمپنی بنانے کا حکم دیا جسکے ممبر او حصہ دار ایک حد سے زائد نہوں اور مسیو مذکور نے یہ حکم حاصل کر کے اس لاثانی اور اہم کام کو انصرام دینے پر کمر ہمت باندہی - مسیو ولیسپس نے محمد سعید پاشا سے قبل اسکے کہ تیاری نہر کا اخیر حکم حاصل کرے متعدد تحریریں ایسی بھی لے لی تہیں جنمیں محمد سعید پاشا نے مصری حکومت کے ذمہ اس کام میں امداد دینے کے لئے مزدوروں کی بہم رسانی، زمین کا عطا کرنا، بلکہ مالی اعانت بھی دینا ضروری قرار دیدیا تہا اور یہ سب باتیں اس سے پہلے تسلیم کر لی تہیں جبکہ حکومت مصر نے مسیو مذکور سے اس نہر کی تعمیر کی بابت کوئی ایسی شرط نہیں کی تہی جس سے اس نہر کا مصری حکومت کے حق میں بھی کچھ مفید ہونا پایا جائے اور نہ اُس نے باب عالی سے ایسا ٹھیکہ دینے کی اجازت طلب کی جو فرمانات کے لحاظ سے ضروریات تہی، چنانچہ باب عالی نے یہ دیکھکر کہ ایک یورپین کمپنی اُس کے زیر حکومت ایک اہم ترین جزو سلطنت میں ایسے فائدہ کا ٹھیکہ بالکل مفت حاصل کرے اُس نے معاملہ میں دخل دیکر کام روکدیا اور جانبین سے مدتوں خط و کتابت ہوتی رہی یہانتک کہ محمد سعید پاشا کے بعد خدیو محمد اسمٰعیل پاشا مسند امارت مصر پر متمکن ہوئے اور اُنھوں نے نہر سویز کا ایک خاص حصہ کے اندر رکھکر باب عالی کو اُس کی منظوری کیلئے لکھا اور وزیر اعظم محمد امین عالی پاشا نے دول یورپ کے دربار میں رہنے والے ترکی سفیروں کو اس مسئلہ کی

بابت ایک مفصل یادداشت ارسال کی جسمیں کمپنی کی غلطی کا اظہار کر کے قوی دلائل کے ساتھ یہ بات دکھائی گئی تھی کہ مصری حکومت کسی نا معلوم حصہ داروں کی کمپنی کو کبھی ایسے کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی جسکے مفید ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش ہو۔ اور اسکی کیا وجہ ہے کہ ایک غیر ملکی کمپنی مصر کی کسی اراضی پر قابض و دخیل بنا دی جائے جبکہ خود مصری حکومت کو ایسا قبضہ عطا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ وہ خود ایک ٹکڑا سلطنت عثمانیہ کا ہے پھر اسی کے ساتھ مصری رعایا کو نہر کے کام میں مصروف ہونے کے باعث سخت نقصانات اٹھانے پڑینگے انکے معمولی کاروبار اور پیشوں میں خلل آجائیگا اور وہ کسی طرف کے نہ رہجائینگے۔ غرضکہ اسی طرح کی بہت سی وزندار باتیں اس یادداشت میں درج کیگئی تھیں اور اسکے بعد کمپنی کی مدد کرنے کے لئے حکومت فرانس بیچ میں کود پڑی جسکے باعث حکومت مصر کو نپولین سوم کا حکم ماننا پڑا جسے سرپنچ بنایا گیا تھا اور جس نے اپنے فیصلہ میں مصر کی مالی حالت کو بے انتہا زیر بار بنا دیا اور آخر میں سلطان نے بھی ۲ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء کو نہر کی کھدائی کا فرمان صادر کر دیا۔ جسوقت یہ نہر مصر ہی کے آدمیوں کی محنت اور اسی کے روپیہ سے بنکر تیار ہوگئی تو خدیو اسمٰعیل پاشا نے مارچ ۱۸۶۹ء میں بڑے تخت ہائے یورپ کی سیر فرمائی اور وہاں کے اکثر بادشاہوں کو افتتاح نہر کے جلوس میں شریک ہونے کی دعوت دی اور بہت سے حکمرانان یورپ نے مع اپنے جنگی بیڑوں کے اس میں شریک ہونے کیواسطے سرزمین مصر کی طرف قدم رنجہ بھی کیا۔ مرحوم اسمٰعیل پاشا نے اس جلسہ میں بے شمار روپیہ صرف کیا کیونکہ اس نے زیب و زینت کے ایسے لاثانی سامان کئے تھے جنکی مثال تاریخ عالم میں بمشکل مل سکیگی۔

نہر سویز کا افتتاح ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو ہوا تھا اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ یورپ کی چند سلطنتیں جلسہ افتتاح نہر کے دن اسمٰعیل پاشا کی ہر ایک امداد کو اپنی امداد سے مکمل بنانے پر آمادہ ہوگئی تھیں چنانچہ وکٹر ایمانوئل شاہ اٹلی نے اپنا جنگی بیڑہ بماتحتی اپنے ولی عہد کے اسی غرض سے بندرگاہ اسکندریہ میں بھیجدیا تھا اور شہنشاہ نپولین سوم نے ملکہ اوجینی (یوجین) کو مصر جاتے ہوئے انہیں امور کی ہدایت کردی تھی کہ وہ خدیو کی مدد

ومعاون رہے۔ مگر یہ خبر کسی طرح دولت عثمانیہ اور انگلستان کو بھی لگ گئی جنہوں نے مخفی تحریروں کے ذریعہ سخت اعتراضات کئے اور انگلستان نے تو اسقدر تشدد سے کام لیا کہ اٹلی کو اپنے جنگی جہازات اسکندریہ سے واپس بلا لینے پڑے اور وہ افتتاح نہر کے جلسہ میں شریک ہی نہ ہوا اور اس طرح مصر ایک ناخوشگوار آئندہ مصیبت سے بچ گیا جو اس کی خود مختاری کا خاتمہ کر ڈالتی +

اندرونی مشکلات اور ابتریاں

سلطان عبدالعزیز نے اپنے عہد حکومت کے ابتدائی برسوں میں ملک کے اندرونی اور بیرونی انتظام کے متعلق جس توجہ اور مستعدی کا اظہار کیا تھا اور جیسی سرعت کے ساتھ اُنہوں نے ملک میں ہر قسم کی اصلاحیں رائج کر کے عثمانی قوم کو شاندار مستقبل کا امیدوار بنا دیا تھا۔ ویسے ہی پچھلے برسوں میں سیاحت یورپ کی بربادی بخش اثر اور چند کور مغز خود غرض لوگوں کو منہ چڑھا بنا لینے سے اُس نے ایسی حرکتیں کرنی شروع کر دیں جو مآل اندیشی کے بالکل خلاف اور قوم کے حسن ظن کو تباہ کرنیوالی تھیں۔ جبل اسود کے حدود پر جو قلعے بیحد قوم کا خون بہا کر اور ملک کا عزیز روپیہ ضائع کر کے فتح ہوئے تھے انکو منہدم کرا ڈالنا حکومت کے عزم و دلیری میں ضعف پیدا ہونے کی دلیل تھی اور پھر سلطان کا قانون وراثت تخت نشینی کو تغیر دینے پر آمادگی ظاہر کرنا اور بھی مشکل کا باعث ہوا جسکے ضمن میں خدیو اسمٰعیل پاشا کو قانون وراثت حکومت مصر کے تغیر کا موقع دیدینا[۱] سمندنا زپہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ کیونکہ مرحوم مصطفےٰ فاضل پاشا اپنی حق تلفی کے رنج اور غصہ میں اُن نوجوان ترکوں کا شریک حال ہو گیا جو سلطان عبدالعزیز کے طرز عمل سے ناخوش ہو رہے تھے اور یہ مختصر جماعت یورپ کے ممالک میں جا کر اخبارات اور

[۱] خدیو نے یورپ کی سیر میں شاہان یورپ کی مدارات کے جلوے دیکھکر اپنے تئیں خود مختار حکمران بنانا چاہا تھا جسکو ٹرکی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو اور اسی تجویز کو دول یورپ کے اعزازی برتاؤ سے مکمل کرانا چاہتا تھا لیکن معاملہ اُلٹا ہو گیا اور وہ معزولی سے بچ گیا +

ہجو آمیز رسائل کے ذریعہ سے سلطنت عثمانیہ کی خرابیوں اور کمزوریوں پر نکتہ چینی کرنے لگی اور اُس کی سیاست میں جسقدر عیوب پیدا ہو گئے تھے اُنپر آزادی سے رائے زنی کرتی تھی گو اس پرجوش پارٹی نے بعض ایسے ارکان مملکت پر بھی بیجا حملے کیے جنکی مخلصانہ کارگذاری مسلم تھی مثلاً فواد پاشا اور عالی پاشا وغیرہ صادق الخدمت وزیروں کو مطعون بنایا تاہم اُنکے قلم سے بعض سچی باتیں بھی نکلیں اور جو اس قابل تھیں کہ اُنپر ضرور عمل کیا جائے۔ اسی اثنا میں باتدبیر اور خیرخواہ ملک وملت وزیر عالی پاشا دنیا سے چل بسا جسنے اپنی تدابیر حسنہ سے ابتک سلطنت کو بہت کچھ سنبھال رکھا تھا تو اُس کے فوت ہوتے ہی ہر طرف اُسی خرابیوں کی بم پھوٹ پڑی اور خاصکر اُس کی جگہ پر محمود ندیم پاشا کا وزیر اعظم ہونا (۱۲۸۸ھ) اور غضب ہوا کہ جسکی ہر ایک چال اُلٹی ہوتی تھی اُس نے یورپ سے بیشمار روپیہ قرض لیکر سلطنت کو فضول زیر بار کردیا۔ صوبہ کے حاکموں نے کسی قسم کی بالا دست نگرانی نہ پائی تو وہ سخت بداعتدالیاں اور جبر وظلم کرنے پر آمادہ ہو گئے جس کی وجہ سے سلطان کو تیس ۳۰ اعلےٰ عہدہ داروں (مشیروں) سے مواخذہ کرنیکا حکم صادر کرنا پڑا اور اُنمیں حسین عونی پاشا، شیروانی زادہ رشدی پاشا اور مشیر الضبطیۃ حسنی پاشا وغیرہ اشخاص بھی شامل تھے اور یہ سب لوگ بلا کامل تحقیقات اور ثبوت جرم کے جلاوطن کر دئیے گئے۔ باقی عہدہ داران سلطنت پر بھی یہ کیفیت مشاہدہ کرکے سخت خوف وہیجان طاری ہوئی اور اسکے بعد وزیروں کا عزل ونصب اسقدر جلد ہونے لگا کہ پندرہ دن سے بھی کم میں بعض وزیر بدل دئیے گئے۔ اس افراتفری کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک میں بدظنی کا زور ہوا اور پہلے سے بھی بڑھکر معاملات میں پیچیدگیاں پڑ گئیں۔ آخر سلطان نے دق ہوکر محمود ندیم پاشا کو گیارہویں مہینے ہی وزیر اعظم کے منصب سے معزول کردیا جسپر ترکی اخبارات نے بڑے لعن وطعن کئے تھے۔ اور اُس کے مضرت رسان اعمال پر بہت کچھ نکتہ چینی کی تھی۔ محمود ندیم کے بعد وزیروں کا تقرر اور اُنکی موقوفی ایک کھیل ہو گیا۔ صرف ۱۲۹۲ھ سے ۱۲۹۴ھ تک مدحت پاشا، رشدی پاشا، حسین عونی پاشا اور باردیگر اسعد پاشا اتنے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور اُنکے بعد بار دوم پھر سلطان نے محمود ندیم

پاشا کو وزیر اعظم بنایا تو حکومت کے طرز عمل کی مخالف جماعت کو یہ خیال ہوگیا کہ سلطان
اِس وزیر کی کارروائی سے خوشنود ہے خاصکر جنرل اغناٹیف روسی سفیر سلطان کی
طبیعت میں ایسا دخیل بنگیا تہا کہ سلطان ہر امر میں اُسی کے مشوروں پر عمل کرتے اور
روسی حکومت سے جو ترکوں کی جانی دشمن تہی دوستی رکہنے کا خواہاں بنگیا تہا روسی
سفیر نے اپنی لاثانی چالاکیوں سے فرانس و پروشیا کی باہمی لڑائی کے زمانہ میں
سلطان سے معاہدہ پیرس کی چند شرطوں میں ترمیم بہی کرائی تہی جو اُس کی حکومت کیلئے
مفید تہی اور وہ ترمیمیں یہ تہیں کہ روسی حکومت بحیرہ اسود میں اپنا جنگی بیڑہ رکہ سکیگی اور وہاں جہازوں کی مرمت کیلئے جنگی گہاٹ بنا سکیگی ۱۸۷۱ء۔ چنانچہ روسی
حکومت نے بحیرہ اسود میں ایک زبردست بیڑہ تیار کرلیا اور جب اس کارروائی
میں اُسے کامیابی ہوگئی تو مسئلہ مشرق کی قطع برید شروع ہوئی اور بغاوت انگیز کمیٹیاں سینٹ
پیٹرسبرگ اور ویانا میں قائم ہوگئیں جن کے سرگرم ممبر بوسینیا، ہرزیگونیا، جبل اسود،
مانٹی نیگرو، اور بلغاریا، میں تخم فساد بونے کے لئے پہیل گئے، چنانچہ اِن سب مقامات میں
دسمبر ۱۸۷۵ء میں، بغاوت و بدامنی کا زور ہو چلا جسے ترکی حکام نے اپنی مستعدی سے
فرو کرلیا پھر ۱۸۷۶ء میں بلغاریا والے دوبارہ آمادہ فساد ہوئے اور اُنہوں نے مسلمانوں
کو نہایت بے دردی کے ساتہہ قتل کرنا شروع کردیا بعض گاؤں میں تو یہ حالت
ہوئی کہ باغی بلغاریوں نے ایک مسلمان بہی زندہ نہیں چہوڑا گہروں کو آگ لگادی اور
جب ترکی سپاہ مسلمانوں کی حمایت کرنے اور شریروں کو سزا دینے کیلئے جارحانہ
کارروائی کرنے لگی تو عام طور پر یورپ اور خاصکر انگلستان میں ترکوں کے خلاف بڑا
اُمت
بڑا زور شور پہیلا۔ دریدہ دہن اور متعصب وزیر انگلستان مسٹر گلیڈ اسٹون نے حیا
کہو لکر سلطنت عثمانیہ اور عثمانی سلطان اور قوم کو گالیاں دیں اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اِس
ظالم و سفاک گروہ کو دنیا سے محو کردینا چاہئے۔ غرضکہ بوسینیا، ہرزیگونیا، بلغاریا علاوہ
دیگر یورپین صوبوں کی حالت نہایت نازک ہوگئی ہر طرف بغاوت کا زور تہا اور باغی
خود مختارانہ حکومت کے سوا کچھ نہیں مانتے تہے سلطان نے چند رعایتیں بذریعہ فرمان

عطا بھی کردیں لیکن اُن سے باغیوں کی جوع البقر اور تیز ہوگئی اور کیوں نہوتی یورپ کی سلطنتوں کی حمایت نے اُنہیں دلیر بنا دیا تھا۔ پھر اسی اثنا میں ایک وحشت انگیز واقعہ پیش آگیا جو یہ تھا کہ ایک نو عمر بلغاری عورت نے اسلام قبول کرلیا اور جسوقت وہ شہر سلانیک میں اپنا اسلام لانا ظاہر کرنے کیلئے آئی تو چند کمینے رومیوں نے اُسے دار الحکومت کے راستہ سے پکڑ کر اور اُس کے محافظوں سے زبردستی چھین کر پہلے امریکن کانسل کے گھر میں جاکر چھپا دیا اور پھر اپنے ایک معزز شخص کے گھر لیگئے۔ یہ خبر مسلمانوں کو ملی تو وہ بھی غضبناک ہوکر تین ہزار سے زائد ایوان حکومت کے سامنے جمع ہوگئے اور اُس نو مسلم لڑکی کے رومیوں سے واپس لینے کا مطالبہ کیا اور جب اُنکو اس امر میں کامیابی نہوئی تو دوسرے دن اُنہوں نے سلیم پاشا کی مسجد میں بڑا بھاری جلسہ کرکے اُن تدابیر پر غور کرنا چاہا جن سے وہ لڑکی واپس لیجا سکے مسلمان مسجد میں جلسہ کرہی رہے تھے کہ مسیو مولین فرنچ کانسل اور مسیو ہنری ابوڈ جرمنی کانسل وہاں آئے اور مسجد میں جانے لگے مسلمانوں نے اُنکو روکا کہ تمہارا کام یہاں آنے کا نہیں ہے لیکن اُنہوں نے نہ مانا اور زبردستی مسجد میں گھس گئے، عام طور پر یہ خبر مشہور تھی کہ نو مسلمہ لڑکی جرمنی کانسل کے گھر میں قید ہے۔ پھر ان دونوں کانسلوں نے خلاف ضابطہ مسجد میں گھس کر بہت سی نامناسب باتیں کیں جسنے مسلمانوں کا جوش بڑھگیا اور اُنہوں نے حملہ کرکے دونوں کانسلوں کو قتل کردیا۔ والی سلانیک محمد رافت پاشا نے ہنگامہ فرو کرنے کیواسطے فوجی قوت طلب کی تھی وہ بر وقت نہ آئی اس لئے جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ باب عالی نے واقعہ کی خبر پاتے ہی تحقیقاتی کمیشن ارسال کیا اور فرانس و جرمنی حکومتوں نے اپنے جنگی بیڑے مقام واردات پر بھیجدیئے جنکے ساتھ ہی انگلستان، روس، اٹلی، اور، آسٹریا کے جنگی جہازات بھی وہاں پہنچ گئے۔ یہ جھگڑا یوں چکا کہ والی اور بعض دوسرے حکام جلا وطن کئے گئے اور کانسلوں کے قاتل سزاے موت کے مستوجب ٹھیرے اور دونوں حکومتوں کے نام سے (۲۱) اکیس توپیں سلامی کی سرکیگئیں۔ اور اسی جھگڑے کا ایک بڑا اثر یہ ہوا کہ مذکورہ بالا فیصلہ ہونے کے بعد ہی روس اور آسٹریا، نے جرمنی کی تصدیق سے ٹرکی کی یادداشت پیش کردی۔

جسپر اٹلی اور فرانس نے بہی دستخط کر دئے تہے اور اُسکا ماحصل یہ تہا کہ باب عالی سے ۱۲ دسمبر ۱۸۷۵ع کے فرمان کو نافذ کرنے کا مطالبہ کیا اور چاہا کہ سلطان ایک دول یورپ کی کمیشن اپنے مملکت میں نفاذ اصلاحات کی نگرانی کیلئے مقرر کریں - باب عالی نے اس مطالبہ کو اپنے حقوق ملکداری کے حق میں مضر پاکر مسترد کردیا اور اب پہلے سے بہی زیادہ اُلجہن بڑہگئی - عثمانی قوم کا خیال تہا کہ محمود ندیم پاشا وزیر اعظم روسی سفیر کے قابو میں ہے - اور وہ جو کچہ چاہتا ہے اس سے کرالیتاہے اسواسطے تمام لوگ وزیر مذکور سے سخت ناراض ہورہے تہے - سلطان کی بہی یہ حالت تہی کہ اُس نے روسی سفیر کو ناک کا بال بنا رکہا تہا اور اسی وجہ سے یہ افواہ اُڑگئی کہ سلطان نے روسی سفیر کے کہنے پر اپنی مخلص سپاہ کیجانب سے بدگمان ہو کر تیس ہزار روسی فوج کو محل سلطانی کی حراست کے لئے بلوانا چاہاہے تو اس افواہ کے مختلف معنی لگائے گئے جنمیں سے زیادہ اہم معنے یہ تہے کہ وزیر اعظم سلطان کو روسی سفیر کے اغوا سے فریب دیکر روسی سپاہ منگوانا چاہتا ہے تاکہ ملک وسلطنت کو مال مفت کی طرح روس کے حوالہ کر دے - اس کے ساتہہ شیخ الاسلام کو بہی روسی سفیر کا طرفدار بنادیا گیا تہا اور اُسے بہی بدعیانتی میں شریک مانا گیا تہا آخر دینی مدارس کے طلبہ آمادہ شورش ہوگئے اور بہت سے ملکی مسلمان باشندے بہی اُنکے ساتہہ ہوگئے - یہ شورش ربیع الاول ۱۲۹۳ھ میں برپا ہوئی اور سلطان نے بلوہ بڑہنے کے خوف سے وزیر اعظم مذکور اور شیخ الاسلام حسن فہمی آفندی کو معزول کرکے انکی جگہوں پر محمد رشدی پاشا کو صدر اعظم اور خیر اللہ آفندی کو شیخ الاسلام مقرر فرمادیا اور سر عسکری کا عہدہ حسین عونی پاشا کو دیا گیا *

سلطان عبدالعزیز کی معزولی اور وفات

سلطان عبدالعزیز کے معزول ہوجانے کے سبب میں اسقدر اختلاف بیانی واقع ہوئی ہے کہ صحیح وجہ کا قلمبند کرسکنا تقریباً محال ہے کوئی تو اسکی وجہ روسی سفیر کا سلطان پر حاوی ہونا بتاتا ہے جس سے قوم کی ناراضی بڑہگئی تہی بلعد کوئی یہ لکہتا ہے کہ انگلش

پالیسی سلطان کو روسی دوستی کا دلدادہ دیکھکر اس امر کی محرک ہوئی، اور کسی کا بیان ہے کہ نئے وزیروں نے اس خوف سے کہ مبادا امن و امان ہو جانے کے بعد سلطان اُن پر اپنا غصہ اُتارے اسواسطے وزیر اعظم رشدی پاشا اور دیگر وزراء مثلاً مدحت پاشا حسین عونی پاشا، اور قیصریہ لی احمد پاشا وغیرہ نے شیخ الاسلام حسن خیر اللہ آفندی اور دیگر ارکان مملکت کو اپنے ساتھ ملا کر سلطان کے معزول کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اور یہ راز موقع حاصل کرنے تک بالکل مخفی رکھا۔ اُنہوں نے شیخ الاسلام سے ایک فتوے بھی لکھوا لیا جسکی صورت یہ تھی :-

"اگر زید جو امیر المومنین ہے مخبوط الحواس اور امور حکمرانی سے ناواقف ہو اور وہ سلطنت کی آمدنی اپنی نفسانی خواہشیں پوری کرنے پر اس حد تک خرچ کرتا ہو جسے ملک و قوم برداشت نہ کر سکے، پھر اُس نے دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے کاموں کو خراب و ابتر کر دیا ہو اس طرح کہ اب اُسکا امیر المؤمنین رہنا ملک و ملت کے حق میں مضرت رساں ہے تو اُسے عہدۂ حکومت سے معزول کر دینا صحیح ہوگا؟

جواب صحیح ہے۔ کتبہٗ حسن خیر اللہ عفی عنہ

پس یہ فتوے لیکر اُن لوگوں نے سلطانی محل کا دریا اور خشکی دونوں جانب سے محاصرہ کر لیا اور یہ کارروائی یوم دوشنبہ (۷) جمادی الاولی ۱۲۹۳ھ کو دن نکلنے سے پہلے ہی مکمل کر لیگئی حیرت کی بات تو یہ ہے کہ فوج کو اپنے اس طرح جمع کئے جانے کی وجہ بالکل معلوم نہیں تھی صرف افسروں کے حسب الحکم اُس نے محل سرا کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرہ مکمل ہو جانے کے بعد سر عسکر حسین عونی پاشا سلطان مراد خاں کے محل سکونت کو گیا اور اُس سے ملنا چاہا۔ سلطان مراد خاں ایسے وقت نیند سے جگا کر بلوائے جانے کے باعث کچھ سہما ہوا محل سے نکلا تو سر عسکر نے اُسے تسکین و تشفی دے کر گاڑی میں سوار کر لیا اور ایک جوہر کا تنبچہ اُسکو دیدیا کہ اسے اپنے پاس رکھیئے پھر اُسے سر عسکر یہ کے دروازہ پر لا کر خاص اُس کمرہ میں بٹھا دیا جو بیعت سلطنت لینے کے واسطے درست کر لیا گیا تھا اور وہیں شریف عبد المطلب اور دوسرے ارکان دولت نے آکر

سلطان مراد خاں خامس سے بیعت کی۔ اسوقت رات کے تین بج چکے تھے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام کا فتویٰ ردیف پاشا کے پاس بھیجدیا گیا جو محاصرہ کا مہتمم تھا اور اُس نے سرائے سلطانی کے داروغہ جوہر آغا کو بلوا کر اُسے اطلاع دی کہ قوم نے سلطان عبدالعزیز کو معزول کر دیا ہے اور میں یہ پیغام دینے کیلئے آیا ہوں نیز مجھے حکم ملا ہے کہ معزول شدہ سلطان کو طوپقپو کے محل میں پہنچا دوں۔ جوہر آغا نے ہانپتے کانپتے ہوئے جا کر سلطان کو یہ نامبارک خبر سُنائی جسپر سلطان نے جھلا کر جواب دیا "جاؤ اور اُس سے کہدو کہ کیا میرا معزول کرنا کوئی کھیل ہے؟" ردیف پاشا نے اس کا جواب کہلا بھیجا کہ فوجیں خشکی و تری دونوں جانب سے محل کا محاصرہ کئے ہیں اور شیخ الاسلام فتویٰ دیچکا ہے اگر آپ رضامندی کے ساتھ نہیں مانتے تو بجبر ماننا پڑیگا اور یہ بہتر نہ ہوگا اور ساتھ ہی فتویٰ بھی بھیجدیا۔ سلطان نے دیکھا کہ واقعی فوجوں کا محاصرہ قائم ہے اور فتوے بھی صادر ہو چکا ہے تو اُس نے بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ اُس نے مع اپنے بیٹے یوسف عزالدین اور بیگمات کے فوجی محاصرہ کے جھرمٹ میں محل طوپقپو کا رُخ کیا جہاں اُسے نظربند کر دیا گیا اور زبردست فوجی گارد اُس کی حراست کے لئے متعین ہوا۔ صبح ہونے تک یہ سب کارروائی مکمل ہو چکی تھی چنانچہ قبل طلوع آفتاب تمام قلعوں اور جہازوں سے توپوں کے فیر ہونے لگے اور منادی ندا کرنے لگا کہ سلطان مراد خاں پنجم تخت آل عثمان پر جلوس فرما ہو گئے ہیں مخلوق اپنے اپنے بستروں سے اُٹھکر محل بشکطاش کی طرف بیعت کے لئے چلی مگر اُنکو بتایا گیا کہ سلطان محل سرعسکری میں ہے سب لوگ اس تبدیلی سے شادان و فرحان تھے اور سلطان سے بیعت کرتے جاتے تھے تین گھنٹہ دن چڑھنے کے بعد سلطان اپنی شاہی گاڑی میں سوار ہو کر محل بشکطاش کو گیا جہاں تین دن تک برابر بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔

سلطان عبدالعزیز اپنی معزولی کے بعد صرف چار دن زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا اس کی موت کے اسباب بھی مختلف فیہ ہیں جنمیں سب سے معتبر قول یہ ہے کہ اسکو اس معزولی کے صدمہ نے پاگل بنا دیا تھا بعد ازاں قینچی سے اپنی شہ رگیں کاٹکر خودکشی

کا مرتکب ہوا جو طبی اور دوسری شہادتوں سے بھی صحیح ثابت ہوتا ہے مگر ابھی کے ساتھ چند رازدان لوگوں نے اس وفات کا موجب اُن وزیروں کو قرار دیا ہے جو اس کی معزولی کے باعث ہوئے تھے اور انہیں نے آئندہ انتقام کے خوف سے دو شخصوں کو مقرر کر کے سلطان معزول کی جان لے لی۔ اور یہی امر حسن چرکسی کے حادثہ کا باعث ہوا جس نے ان وزیروں کو قتل کیا تھا اور اسکا تذکرہ آگے چلکر آئیگا +

سلطان عبدالعزیز کو شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ اُس کے باپ سلطان محمود کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ یہ سلطان نہایت تنومند شخص تھا، استحکام سلطنت کا خیال کسی وقت اس کے دل سے نہیں اُترتا تھا اور اگر دول یورپ کی دراندازیاں اُسے مہلت لینے دیتیں تو ضرور تھا کہ وہ دولت علیہ کی ترقی دینے میں کامیاب ہوتا، پھر بھی اُسنے راستوں کی درستی، بعض ریلوے لینوں کی تیاری اور فوجی قوت کی آراستگی میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ آخر میں اسکا رجحان روسی حکومت کے ساتھ دوستی رکھنے پر ایسا ہو گیا تھا کہ قوم اس سے ناراض ہو گئی حالانکہ وہ اس حکمت عملی کو اپنے ملک کے حق میں مفید تصور کرتا تھا +

(۳۳) سلطان مراد خان پنجم ابن سلطان عبدالمجید خان

۱۲۹۳ھ

— سلطان مراد خاں پنجم شرعی وارث کی تخت نشینی عام طور پر خوشی کی موجب تھی مگر ملک کی حالت اسوقت بدستور ابتر تھی، اور اخبارات میں نیابی حکومت طلب کرنے پر پُرزور مضامین نکل رہے تھے جسکے انجام بد سے ڈر کر پترس کمشنر نے اخبارات کی آزادی محدود کر دی اور یہ امر قوم کی دل شکنی کا موجب ہوا۔ پھر اخبارات کی آزادی میں کمی



سلطان مراد خان پنجم (سنہ ۱۸۷۶ء)

متعلق صفحہ ۵۳۶

کرنے کے پانچ ہی دن بعد سلطان نے یہ فرمان صادر کیا کہ وزیر اعظم محمد رشدی پاشا اور تمام دیگر وزراء اپنے عہدوں پر بحال رہیں اور کچھ ابتدائی اصول قومی مجلس شوریٰ قائم کرنے کے اُس میں درج فرمائے جن سے تمام محکمہ جات سلطنت میں اصلاح اور نظام جاری کرنا مقصود تھا +

حسن چرکسی کا واقعہ

یہ ایک چرکس امیر کا بیٹا اور عثمانی جنگی مدرسہ کا تعلیم یافتہ تھا اس نے فوجی کپتان کے عہدہ پر ترقی کرنیکے بعد شہزادہ یوسف عزالدین آفندی کے ایڈیکانگ مقرر ہونے کا شرف حاصل کر لیا تھا - سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد سرعسکر حسین عونی پاشا نے اسکو آستانہ علیہ سے باہر اور دور بھیجدینا چاہا اس لئے اُسے بغداد کی فوج میں داخل کر دیا لیکن اسنے وہاں جانے سے انکار کیا تو فوجی قواعد کے مطابق اسکو سزاے قید دیگئی - مگر اسنے قید میں چند روز رہکر تعمیل حکم کا خیال ظاہر کیا اور اسی کے ساتھہ دو دن آستانہ میں رہنے کی اجازت طلب کی - اسی اثناء میں (۲۳) جمادی الاولی ۱۲۹۳ھ کو وزراے دولت نے ایک خاص جلسہ کرنے کی نیت سے تمام عائد اور ارکان سلطنت کو جمع کیا اور حسب فرمان سلطانی قانون اساسی (پارلیمنٹری) کی ترتیب اور وضع کرنے کے لئے مشورہ کرنا چاہا - یہ جلسہ مدحت پاشا کے گھر پر ہو رہا تہا کہ حسن چرکسی بہی وہاں پہنچا اور اندر جانے کا خواہاں ہوا - جس کی وجہ یہ بتائی کہ اُسکے چند ممبروں سے ضروری کام کے لئے ملنا ہے - دربان نے ایکبہی نہ مانی اور اُسے روکدیا - پہر وہ کسی حیلہ سے مکان میں چلا گیا اور موقع پاکر اپنے تمنچہ سے حسین عونی پاشا سرعسکر اور محمد راشد پاشا وزیر خارجیہ پر کئی ایک گولیاں سرکیں یہانتک کہ وہ قتل ہو گئے اور کپتان قیصریہ لی احمد پاشا کو خنجر سے زخمی کیا ، اور بہی دو ایک آدمی اُس نے مار ڈالے بہت لوگ تو بہاگ گئے تہے اور کچھہ لوگوں نے جیوٹ سے کام لیکر اُسے گرفتار کر لیا جسے سزاے پہانسی دیگئی اور اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ یہ مقتول وزیر

ضرور سلطان عبدالعزیز کے قتل میں شریک اور سازش رکھنے والے تھے +

سرویا اور جبل اسود کی بغاوتیں

سلطان مراد خاں پنجم کی تخت نشینی کے وقت بوسینیا اور ہرزیگوینیا کے علاقوں میں شورش کی آگ بھڑک رہی تھی اور ایسی ہی حالت بلغاریا کے علاقہ میں بھی پائی جاتی تھی۔ باغیوں کی وہ جماعتیں جو فلبۂ اور طرنوہ میں مجتمع ہوئی تھیں کوہستان بلقان کی چوٹیوں پر جاکر وہاں کے پہاڑی باشندوں کو بھڑکانے اور ترکی سپاہ سے لڑنے میں مصروف تھیں ان شریروں نے مسلمان باشندوں کو سخت بیدردی سے قتل کر دینا اپنا شعار بنا رکھا تھا اور ہزاروں بے گناہ مسلمان اُن کے نتیجۂ ظلم کے شکار بنگئے تھے دولت علیہ نے اس بغاوت کی آگ بجھانے میں نہائت اہتمام فرمایا، اور سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی ایک فرمان کے ذریعہ سے عام معافی عطا کرکے بلغاریا والوں کو سمجھایا کہ وہ خونریزی اور شرارت سے باز آجائیں اور اپنی جائز خواہشوں کا مطالبہ کریں اُنکو مناسب رعایتیں دی جائینگی مگر اسی کے ساتھ سیاست کا مطلع مکدر دیکھکر فوجوں کی فراہمی کا بھی بسرعت تمام انتظام کیا گیا تھا اور صوبہ اناطولیا کی ردیف فوجیں سرحد بلغاریا وغیرہ پر جمع کر دیگئی تھیں روسی ایجنٹوں کی کوششیں خوب رنگ لا رہی تھیں یہانتک کہ اُنکی ریشہ دوانیوں سے متاثر ہوکر سرویا اور جبل اسود کی ریاستوں نے کھلم کھلا بغاوت کر دی، بلغاریا کے تیور پہلے ہی سے بگڑ رہے تھے وہ کیوں پیچھے رہتا اُس نے بھی تمرد کا اظہار کیا اور اس طرح ایکدم سے تمام یورپین ٹرکی میں بغاوت کی آگ شعلہ زن ہوگئی دولت علیہ جسے سالہا سال سے دم لینے کی مہلت نہیں ملتی تھی اسوقت بھی بدستور سابق اپنی عالی ہمتی سے بغاوت فرو کرنے میں سرگرم ہوئی اور جب محض ترکی سپاہ ناکافی نظر آئی تو مصر سے بھی کمک طلب کی گئی۔ اسماعیل پاشا خدیو مصر نے بہت جلد تین پیادہ پلٹنیں اور دو توپخانہ کی باٹریاں فریق راشد حسنی پاشا اور اسماعیل کامل پاشا کی ماتحتی میں مع پانچ جنگی

جہازوں کے ارسال کیں اور اس فوج نے ماہ رجب ۱۲۹۳ھ میں بمقام سلانیک
پہنچکر اسکوب ریلوے پر سفر کرنے کے ذریعہ سے یکی بازار میں داخلہ کیا اور وہاں سے
یلغار کرتی ہوئی حدود سرویا کی عثمانی سپاہ سے جا ملی - خدیو اسمٰعیل پاشا نے فوجی
کمکسہ کے علاوہ بہت کچھہ سامان جنگ اور اسلحہ بھی ارسال کئے تھے اور تین دخانی جہازات
فوجی نقل و حرکت کے لئے بھیجدئے تھے - بغاوت کی آگ صوبہ رومیلیا تک پھیل گئی تھی
اور ترکی سپاہ باغیوں سے معروف جنگ تھی - عثمان پاشا ترک سپہ سالار نے زائچار
کے نزدیک سروین سپاہ پر فتح حاصل کرکے اُسے فاش ہزیمت دی - سلیمان پاشا
اور حافظ پاشا نے شہر کونیکی اور بلانقہ کی سمتوں سے آگے بڑھکر باہم ملنے کے بعد سرویا
والوں پر حملہ کرکے اُنکو اس طرح دبایا کہ وہ اپنے سرحدی قلعوں سے نکلکر اندرون ملک
کے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے - سرعسکر عبدالکریم نادر پاشا نے بماتحتی احمد ایوب پاشا
مقام نیش سے ایک فوجی فرقہ ارسال کیا تھا اُس نے سرویا والوں کو درہ گراماڈہ میں
سخت شکست دی اور اُنکی تمام توپیں چھین لیں اور پھر اُس نے سلیمان پاشا کے ساتھہ
ملکر درہ پانڈیرو میں بھی سروین فوجوں کو ہزیمت دی - علی صائب پاشا نے بشہر
الکسناج کی طرف بڑھکر سرویا والوں کو اُسکے قریب ہی ایک میدان میں نیچا دکھایا اور
اسکے بعد احمد ایوب پاشا کی سپاہ کے آجانے پر اُس نے شہر مذکور کا محاصرہ بھی
کرلیا مگر اُسپر جلد قبضہ نہو سکا - اسی اثنا میں محمد علی پاشا مصری افواج کے ساتھہ یکی بازار
کی سمت میں برابر فتوحات حاصل کر رہا تھا اور اُس نے یادوز کے قلعوں پر تسلط کرلیا
تھا - غرضکہ ترکوں کی اس طرح متواتر فتحیابیوں نے سرویا کے باغیوں کی امیدیں توڑدیں
اور وہ مایوس ہوکر صرف مدافعت کرنے لگے - دوسری جانب جبل اسود کے باغیوں پر
احمد حمدی پاشا کی سپاہ نے قورچ، اور سلاچق ایزلاتچہ، کے اطراف میں فتح پائی تھی،
سلیم پاشا کی فوج اُنپر مقامات نواکہ بیسن اور غاچقہ کے مابین غالب آئی تھی، اور احمد
مختار پاشا نے زبردست فوجی جماعت کے ساتھہ نوسین کی سمت سے جبل اسود کے
باغیوں پر حملہ کرنے کے بعد جب اُنہیں بالکل تتر بتر کردیا تو وہاں کے تمام مستحکم مقامات

پر قبضہ کرلیا جو طبعی طور سے بہی بہت مضبوط و محفوظ مورچے تہو پہر مختار پاشا کی فوجیں آگے بڑہکر مقام بیلک میں پہنچگئیں مگر عثمان پاشا اور سلیم پاشا نے جسوقت جبل اسعد کے علاقہ میں پیش قدمی آغاز کی تو پہاڑی لوگوں نے ناگہانی طور پر ایک گہاٹی کے اندر انکو گھیر لیا اور سخت نقصان کے ساتھ ترکوں نے شکست اٹھائی۔ سلیم پاشا مقتول ہوگیا اور عثمان پاشا دشمنوں کے ہاتہ میں گرفتار ہوگیا جسکے ساتھ باغیوں نے ایام اسیری میں اچھا سلوک کیا۔ اس فتح سے پہاڑی لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے تہے اور وہ اسی زعم میں احمد مختار پاشا پر بہی حملہ آور ہوئے لیکن اس مرتبہ انکو پے درپے کئی میدانوں میں شکست اٹھانی پڑی۔ مختار پاشا نے باغیوں کا جتہا بڑہتے دیکھا تو بوسنیا سے مزید کمک تیرہ کمپنیوں کی منگاکر فرحج، قحذ، اور ژمین، کے اطراف میں باغیوں کی قوت کو پراگندہ اور نابود کرنا شروع کر دیا۔ اسی عرصہ میں سلطنت نے ایک تازہ فوج قسطنطنیہ اور ملک شام سے دریائی راستہ سے روانہ کی جسنے بندگاہ بار میں اترنے کا ارادہ کیا مگر چونکہ یہ مقام بڑا دشوار گذار تہا اور پہاڑی لوگ بیقاعدگی سے جنگ کرتے تہے اسواسطے یہ فوج جو بافسری محمود پاشا آئی تہی شکست اٹہاکر اشقودرہ کی جانب پسپا ہوگئی۔ روسی حکومت سرویا اور جبل اسود کے باغیوں کو بکثرت سامان جنگ اور والنٹیروں کے ارسال سے مدد دیتی جاتی تہی اور یورپ کی صقالبہ کیٹیاں باغیوں کی حمایت کے لئے نہایت پرزور کوششیں کررہی تہیں مگر ان سب دقتوں کے باوجود ترکوں نے باغیوں کی سرکوبی میں جیسی ہمت اور دلیری سے کام لیا اُسے دیکھکر روس کے دمنو ٹھنڈے ہوگئے اور وہ سخت کھسیانا ہوگیا۔

سلطان مراد کی علالت اور معزولی

سلطان عبدالعزیز کو معزول کرنے کیوقت جب حسن عونی پاشا سرعسکر آدہی رات کو سلطان مراد کے لینے کیلئے گیا تو سلطان ڈر اپنی نیند سے یکایک جگاکر بلائے جانے سے بہت خائف ہوا تہا اور گو اُسوقت اُنکی تسکین خاطر کردی گئی لیکن دل کی کمزوری کے باعث اُس کی طبیعت ٹہکانے نہیں ہوئی تہی پہر بعد میں متعدد حوادث کے پیش آنے اور

ملک کی بدامنی کے تردوات نے اسلئے اَور بہی دل شکستہ اور مضطر بنا دیا یہانتک کہ جسوقت حسن چرکسی کے حادثہ کی اطلاع سلطان کو ہوئی تو وہ کھانا کہا رہا تہا اور یکایک متلی ہونے سے قے کرکے بیہوش ہوگیا۔ علاج معالجہ سب کچھ ہوا لیکن طبیعت روبراہ ہونے کی جگہ خراب ہوتی گئی وسواس کا زور بڑہا اور مالیخولیا کے آثار پیدا ہوچلے۔ صدر اعظم رشدی پاشا سلطان کی علالت کو بہت کچھ چھپاتا رہا اور بڑی مستعدی کے ساتھ ملکی و مالی انتظامات میں ہمہ تن مصروف رہا لیکن دو مہینہ تک سلطان کا دربار میں نہ آنا اور دول یورپ کے سفیروں سے ملکر اُنکے سرکاری کاغذات کا ملاحظہ نہ فرمانا آخر لوگوں میں بدگمانی پہیلنے کا موجب ہوا اور ادہر سلطان کی حالت باوجود مداواکرتے رہنے کے خراب ہی ہوتی گئی تو وزیروں نے پریشان ہوکر آخر سلطان کے چہوٹے بہائی شہزادہ عبدالحمید آفندی سے تخت نشینی منظور کرنے اور کاروبار سلطنت کو سنبہالنے کی درخواست کی مگر اُنہوں نے تامل کا اظہار فرمایا اور جلد بازی سے روکا۔ تاہم دوستانہ تعلقات رکہنے والی حکومتوں کے سفیر اور اعیان مملکت نئے سلطان کے تخت نشین کئے جانے پر زور دے رہے تہے اسواسطے ایک کمیٹی نامی نامی ڈاکٹروں کی سلطان مراد کی تشخیص مرض کے لئے قایم کیگئی اور اس نے اپنے تجربات و تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ کردیا کہ سلطان مراد خان خامس لاعلاج مرض میں مبتلا ہے جسکی شفایابی ممکن نہیں۔ چونکہ سلطنت کی ضرورتیں لائق فرمانروا کی محتاج تہیں اور بہت جلد اسکا انتظام کرنا لازم تہا۔ اسواسطے یوم چارشنبہ دہم شعبان ۱۲۹۳ھ کو تمام وزیروں اور ارکان مملکت نے خاص جلسہ کرکے سلطان مراد خان کے بہائی اور ہمارے موجودہ سلطان عبدالحمید خان دام ملکہٗ سے بیعت سلطنت کرنیکا فیصلہ کرلیا اور سلطان مراد کی والدہ کو اطلاع دی کہ ہم لوگ بافسوس آپ کے فرزند ارجمند کو عہدہ سلطنت سے الگ کرنے پر معذور ہیں۔ والدہ سلطان نے صدر اعظم کو اِس تغیر کی تحریری منظوری دیدی تو انہوں نے شیخ الاسلام حسن خیر اللہ آفندی سے فتویٰ لیکر جدید سلطان سے بیعت کا سامان کرلیا +

(۳۴) سلطان ابن السلطان سلطان الغازی عبدالحمید خان دوم اَدَامَ اللہ مُلکہٗ موجودہ خلیفۃ المسلمین

۱۱ شعبان ۱۲۹۳ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت آل عثمان پر جلوہ افروز ہوئے اور تمام وزیر و امیر، علماء اور مشائخ، سرداران افواج بری و بحری، اعیان مملکت وغیرہ نے محل طوپقپو میں حاضر ہو کر اُن سے بیعت خلافت کی پھر انہوں نے محل بشکطاش میں تشریف لا کر دربار عام کیا اور مختلف فرقہائے رعایا اور دول یورپ کی مبارکباد قبول کی۔ تمام بری اور بحری قلعوں اور جنگی جہازوں نے سلامی کی توپیں پنجوقتہ سر کیں۔ تین دن تک شہر قسطنطنیہ کو مسرت جلوس کے جشن میں آئینہ بند کیا گیا۔ اور عام و خاص سب نے اظہار سرور کیا۔ دول عظام اور محکوم صوبوں کو تار روانہ کئے گئے ۱۸ اٹھارہویں شعبان یوم پنجشنبہ کو سلطان عبدالحمید خان دوم دام ملکہ نے دھوم دھام کے ساتھ مسجد سیدنا ابوایوب انصاری میں شمشیر عثمانی زیب کمر فرمائی اور وہاں سے جلوس کے ساتھ قصر سلطانی کو مراجعت فرمانے کے بعد عنان حکومت قابو میں لی۔ اس جوان ہمت اور بلند اقبال سلطان کی قابلیتوں کا جوہر پہلے ہی دن سے آشکار ہو چلا اور انہوں نے رشدی پاشا وزیر اعظم کو مع دیگر وزراء کے انکے عہدوں پر بحال رکھکر ۱۲ شعبان ۱۲۹۳ھ کو ایک فرمان صادر کیا جسمیں اپنی اُس مبارک رغبت کا اظہار کیا جو جلالت مآب کو امور مملکت کی درستی کی جانب طبعی طور پر تھی۔

رومیلیا کی لڑائیاں

مولانا سلطان المعظم کی تخت نشینی کے وقت سلطنت عثمانیہ سخت اُلجھنوں میں مبتلا تھی



سلطان عبدالحمید خان ثانی در سنہ ۱۹۰۹ء
متعلق صفحہ ۵۳۲

رومیلیا کی تمام سمتوں میں بغاوتوں کا زور بڑھتا جاتا تھا اور ضرورت تھی کہ جلد ان خرابیوں کا انسداد کیا جائے چنانچہ جلالتمآب سلطان المعظم نے جلد تر سرویا، بوسینیا، ہرزیگوینیا، اور جبل اسود، کی سرحدوں پر فوجیں فراہم کرنیکا حکم صادر فرمایا - اور محکمہ وزارت جنگ نے تمام صوبجات سے ردیف فوجیں طلب کر کے انکو بخوبی مسلح بنا کر فوراً مورچوں پر ارسال کرنا شروع کیا، سپہ سالاران فوج کو ہمت و ہوشیاری سے کام لینے کی تاکیدی ہدایتیں کی گئیں، اور عثمانی فوجوں نے پے درپے فتوحات حاصل کر کے باغیوں کے ہوش پراگندہ کر دئے - سردار عبدالکریم نادر پاشا نے کنیاج پر شدت سے محاصرہ قائم کر کے چند روز بعد سرویا والوں کی جمعیت کو توڑ دیا اور انکے سپہ سالار جنرل چرنایف روسی کو جو اپنی حکومت کے اشارہ سے سرویا والوں کی سپہ سالاری کر رہا تھا ایسی شکست فاش دی کہ وہ تمام سامان چھوڑ کر بدحواس بھاگ نکلا - دوسری طرف احمد ایوب پاشا اور سلیمان خیری پاشا کی سپاہ نے لاشانین کی ماتحت سروین فوج کو ہزیمت دے کر نیشوا کو فتح کرلیا - اور ان معرکوں کے بعد عبدی پاشا سر عسکر نے تمام سپاہ کو اکجا کر کے بلگریڈ پر حملہ کر دیا جہاں باقیماندہ سروین فوجوں نے ہزیمت پائی اور پرنس میلان حاکم سرویا انجام بد کے خوف سے دول یورپ کے کانسلوں سے صلح کی تحریک کرانے کا خواہاں ہوا چنانچہ اسی بنا پر دول یورپ نے دخل در معقولات بنکر تباہی کے قریب پہنچے ہوئے باغیوں کو مہلت جنگ دلانے کی کوشش آغاز کر دی جو ایک مہینے تک وسیع ہو سکتی تھی سر ہنری آلیوٹ انگلش سفیر آستانہ نے یادداشت باب عالی میں پیش کی اور دیگر سفرائے دول نے اس کی تائید کی مگر باب عالی نے انکی بیباکانہ تحریروں پر اعتراض کر کے اسے ماننے میں تامل کیا جسکے بعد سفرائے دول نے شرائط صلح بھی پیش کر دئے اور (٤٨) گھنٹوں کے عرصہ میں ان کے مان لینے کی دھمکی دی باب عالی کا خیال تھا کہ دول یورپ سرویا اور جبل اسود کے امیروں کو بھی جنگ موقوف کر دینے کی تاکید کرینگی لیکن ایماندار عیسائی حکومتوں کو اسکی کچھ پروا نہ تھی چنانچہ بہت کچھ نامہ و پیام ہونے کے بعد باغی امیروں نے سکوت اختیار کیا اور اس مداخلت میں روسی حکومت

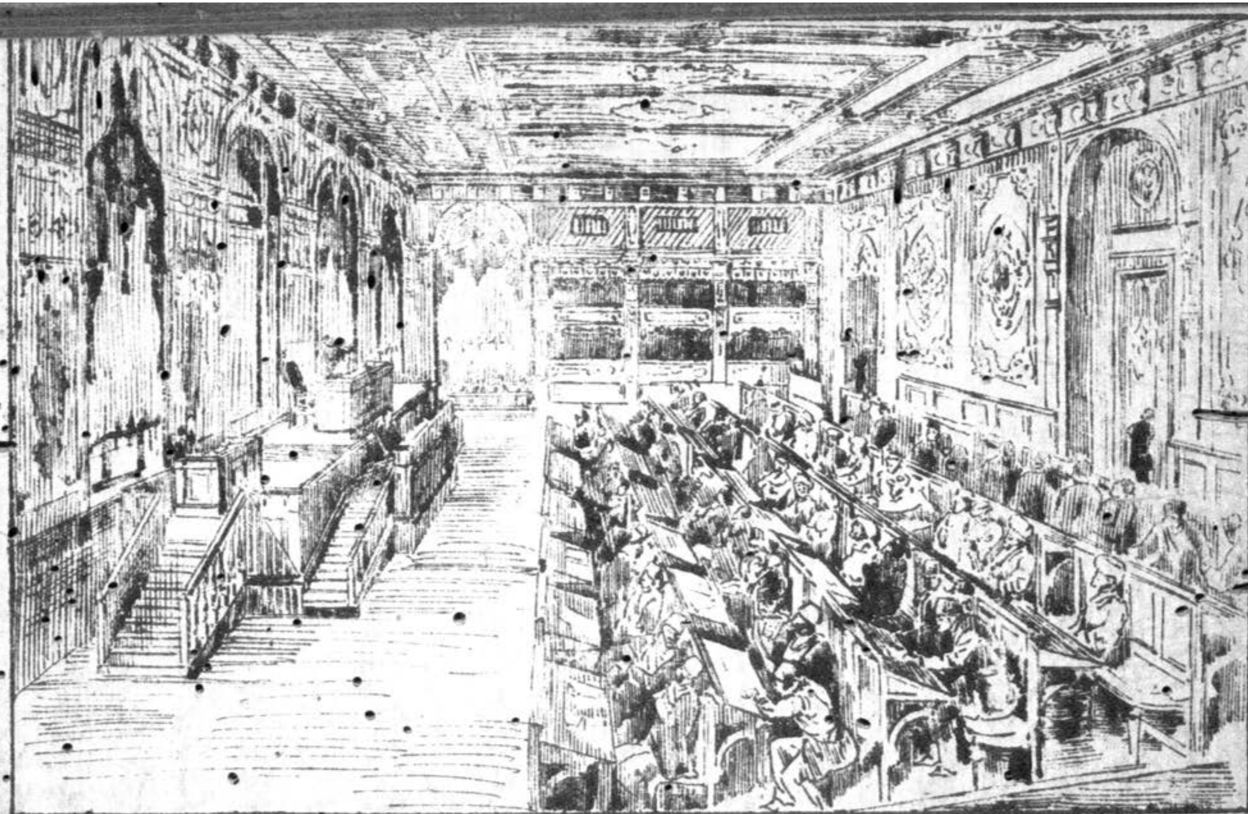
کی رقی بہت زوروں پر تھی وہ باغیوں کی سرپرستی کا بیکے لے چکی تھی، نامہ و پیام کا سلسلہ بڑہتا گیا اور دول یورپ نے باب عالی کو اُس کے جائز حقوق سے ہر طرح محروم رکھنے پر کمر باندہ لی۔ اسی اثنا میں رشدی پاشا نے ضعف پیری کے باعث وزارت کے عہدہ سے سبکدوش ہونا چاہا اور اُس کی جگہ ۲۳۔ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ کو مدحت پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جسنے مہلت جنگ کی میعاد کا تقرر کیا۔ سرویا کی طرف سے مسیو "کرسٹیگ" اور "مسیو ہیکس" دو سفیر صلح ارسال کیے گئے جنہوں نے صفوت پاشا ترکی وزیر خارجیہ سے گفتگو کرنی شروع کر دی۔ بہت کچھ رد و قدح کے بعد آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک چیز اپنی اگلی حالت پر باقی رکھی جائے۔ مگر جبل اسود کا معاملہ ہنوز کچھ بھی طے نہیں ہوا تھا اس لئے دولت علیہ نے جنگی کارروائیوں کا ختم کر دینا مناسب نہ سمجھا بلکہ جبل مذکور کے حدود پر جسقدر مورچے قائم تھے وہاں کی فوجوں کے نام ہر وقت تیار رہنے کے تاکیدی احکام ارسال کئے گئے تاکہ باغیوں کے سر اُٹھاتے ہی اُنکو فوراً کچلنے کے لئے آمادہ رہیں +

قانون اساسی اور مجلس شوریٰ:-

جلالت مآب سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہٗ کا دلی منشا تخت نشینی کے اوّل دن سے یہی تھا کہ وہ ترکی قلمرو میں ایسی آئینی حکومت قائم فرمائیں جو اس ملک کے مناسب حال ہو اور عثمانی قوم کے جائز حقوق کی نگرانی کے ساتھ ہی ہر ایک ماتحت قوم و ملت کے رفاہ و فلاح اور ملک کی خوشحالی و ترقی کا ذریعہ بنے اور یہ آپس کی تُوتُو مَیں مَیں بند ہو کر اُس کی جگہ ملکی اتفاق و اتحاد کے ساتھ تمام رعایا سلطنت کے استحکام و انتظام کی سعی میں سرگرم رہے۔ اسی واسطے اُنہوں نے وزیروں کی اُس تجویز کی بنا پر جو ۵۔ شوال ۱۲۹۳ھ کو قرار پائی تھی ایک فرمان صادر فرمایا جسمیں ایک عام مجلس شوریٰ کی ترتیب کا حکم دیا گیا تھا اور اُس کی دو قسمیں تھیں اوّل مجلس مبعوثان جسمیں عام طبقۂ رعایا کے وکلاء ہر ایک صوبہ اور شہر کی طرف سے شریک ہو سکتے تھے اور دوسری مجلس اعیان

جس کے ممبروں کا تقرر خود سلطنت کی طرف سے ہونا قرار پایا تھا۔ مدحت پاشا کے صدر
اعظم مقرر ہونے کے چوتھے ہی دن سلطان نے آئین کے نام ایک فرمان صادر کیا جسکے ساتھ
ہی (۱۱۹) دفعات کا قانون اساسی بھی شامل تھا اور اُس کے مطابق تمام قلمرو عثمانیہ
میں عملدرآمد کئے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ قانون (۱۴) ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ کو، قسطنطنیہ میں
ایک عام جلسہ کے اندر پڑھکر سُنایا گیا اور اِس خوشی میں تمام قلعوں سے توپیں سر ہوئیں۔
پھر اُسی تاریخ سے اِس قانون پر عملدرآمد بھی آغاز کر دیا گیا۔ مگر یہ بات بھی قابل غور ہے
کہ اِس قانون کا نفاذ ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ سلطنت عثمانیہ کی اندرونی اور بیرونی
دونوں حالتیں روس اور دیگر دول یورپ کی مداخلت بیجا کے باعث سخت ابتر ہو رہی
تھیں اور اُسپر اِس قانون نے یہ طرہ لگا دیا کہ روسی حکومت ایسی عظیم الشان ملکی اصلاح
کو مٹا دینے میں نہایت زور کے ساتھ کوششیں کرنے لگی یہانتک کہ اُس نے
احمد مدحت پاشا کو وزارت سے معزول اور جلا وطن کرا دیا جو اِس قانون کی روح و
رواں تھا کیونکہ اُسپر بامعیگر سلطان مراد کے تخت نشین کرنیکا خیال رکھنے کا الزام
لگایا گیا تھا۔ اور دوسرا زبردست الزام یہ لگایا گیا کہ وہ دینی اور دنیوی دونوں حکومتوں کو
الگ الگ کرنا چاہتا ہے جس کے یہ معنے تھے کہ جلالتمآب سلطان صرف فرمانروائے
ملکی رہجائیں نہ یہ کہ عام دنیائے اسلام کے مقدس اور روحانی حاکم۔ اور اِس طرح اُس
نے اسلامی شوکت کو کمزور اور دول یورپ کی پالیسی کو طاقتور بنا دینے کی فکر کی تھی۔
مدحت پاشا کے بعد ادہم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ بعض اُن لوگوں نے جو سیاسی امور
کے ماہر ہیں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سلطان المعظم کے لئے ایسی نازک حالت میں مدحت
پاشا کا معزول کر دینا مناسب نہ تھا کیونکہ اگر وہ اپنے منصب پر برقرار رہتا تو ممکن تھا
کہ دولت علیہ کے اُس پروگرام کانفرنس کو نامنظور کر دینے کے بعد جو اُن دنوں سفرائے
دول نے آستانہ میں قائم کرنے کی نیت سے پیش کیا تھا اور جسکا بیان آگے چلکر
آئیگا۔ مدحت پاشا کو اُن مشکلوں کے حل کرنیکا کوئی طریقہ ملجاتا جو زیادہ تر اُسی کے سبب
پیدا ہو گئی تھیں۔ بہرحال اِس واقعہ کے بعد چوتھی ماہ ربیع الاول کو قصر دلمہ باغچہ میں

مجلس مبعوثان کا اجلاس ہوا جسے سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے اپنے ہاتھوں افتتاح
فرمایا اور اس جلسہ میں سلطان کی شاہی تقریر پڑھکر سنائی گئی - زاں بعد اُس کے متعدد
اور پے در پے جلسے ہوتے رہے جنمیں ہر ایک مسئلہ پر گفتگو کی جاتی تھی، بہت سے ملکی
اور غیر ملکی اخبارات نے مجلس مبعوثان کے چلن اور اُس کے اعمال کی تعریف وتوصیف
کی اور لکھا کہ اگر یہی روش رہی تو عثمانی قوم کی ترقی اور اُس کے شاندار مستقبل کا انتظار
بہت جلد ختم ہو جائیگا اور عنقریب مملکت عثمانیہ ہر حیثیت سے جنت ارضی ہونیکا شرف
حاصل کر لیگی لیکن افسوس ہے کہ بعض ممبروں نے ایسے امور پر بحث چھیڑ دی جو موقع اور
وقت کے لحاظ سے بالکل نظر انداز کر دینے کے قابل تھے اور نیز چونکہ دول یورپ کو
عثمانی قلمرو کی مختلف المشرب رعایا کا اتحاد واخلاص ایک آنکھ نہیں بہاتا تھا اس لئے
وہ ترکی پارلیمنٹ کو ہرگز پسند نہ کر سکیں اور اس پارلیمنٹ کے قائم ہوتے ہی اپنی مضرت
رساں ریشہ دوانیوں سے کام لینے لگیں - اور جب دولت علیہ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ
اس کی پارلیمنٹ کے بعض ممبروں پر غیر ملکی ریشہ دوانیوں کا اثر ہو جائیگا تو پھر انتظام مملکت
میں سخت رخنہ پڑنے کا اندیشہ یقینی ہے اور اُسوقت یہ مجلس بجائے مفید ہونے کے
اُلٹی گلے کا ہار اور وبال جان ہوگی لہذا ۱۰ - صفر ۱۲۹۵ھ کو سلطان نے باتفاق وزرائے
مملکت اس مجلس کو غیر محدود میعاد تک ملتوی فرما دیا - اور اسمیں شک نہیں کہ بہت سے
وہ لائق اور تجربہ کار دانشمندان قوم جنہیں عثمانی حکومت کی حالتوں کا تجربہ اور اُسکے
زیر سایہ رہنے والے فرقوں کے حالات کا علم ہے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فی الواقع اُس
زمانہ میں سلطنت عثمانیہ اپنی قوم کو ایسی مجلس شوریٰ نہیں عطا کر سکتی تھی جسکے متعدد اسباب
ہیں اور اُن اسباب میں سب سے بڑھکر اہم سبب یہ ہے کہ اس مملکت کی رعایا ہم جنس
اور ہم مشرب نہیں اور تمام غیر مسلم فرقے کسی نہ کسی یورپین حکومت کی سرپرستی اور حمایت
میں رہنے کیلئے اُس کی مضرت رساں غرضوں کو پوری کرنے کے در پے رہتے ہیں اور
یہ ایسی سخت مصیبت ہے جسکا کوئی علاج نہیں ہو سکتا - دوسرے یہ کہ ترکوں کی قوم
میں ابھی اسقدر علم کی اشاعت نہیں ہوئی جس سے وہ اپنی ملکی مصلحت کو بخوبی سمجھکر اُسے



عثمانی پارلیمنٹ سنہ ۱۸۰۸ء

(مقابل صفحہ ۵۳۶)

اغیار کے ہاتھوں سے بچانے کی سعی کرے۔ تیسری بات دول یورپ کی وہ اندرونی دراندازیاں تھیں اور ہیں جنکے ذریعہ سے وہ عثمانی اجتماعی قوت کو توڑ کر اپنی مرادیں حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اُن یورپین حکومتوں میں سب سے سخت مانع ترقی دولت عثمانیہ روسی حکومت ہے جو طاقتور پڑوسی ہونے کے ساتھ ہی اُس کی قدیمی دشمن اور خود مختار مطلق العنان حکومت بھی ہے۔ اور یہ خیالات اسقدر صحیح ہیں کہ بہت سے منصف مزاج اور بے لاگ فضلاے یورپ نے بھی انپر صاد کیا ہے اور ہر ایک بے غرض اور روشن خیال شخص آج بھی انکی تصدیق کرتا ہے چنانچہ دولت علیہ نے اس مجلس کے زبان دراز ممبروں کو جنہوں نے ہوا کا رُخ دیکھکر کام کرنے کی پالیسی پیش نظر رکھی تھی اور اسبات کا خیال نہ کر سکے کہ قوی اور توانا دشمن روس آلات جنگ سنبھالے ہوئے اُنکے دروازہ پر استادہ ہے اناپ شناپ لغو باتوں پر زور دینا شروع کیا تھا گرفتار کرکے انہیں جلاوطن کرا دیا۔

پروگرام کانفرنس اور پروتوقول کی نامنظوری اور روس سے لڑائی ہونے کے حالات

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ دول یورپ نے باتفاق باہمی پولیٹکل طور پر دولت علیہ کو دبا کے اُس سے [illegible] اور ڈانٹ ڈپٹ کر کے باغی امیروں کو جنگ کی مہلت دلائی تھی اور یہ مہلت اس طرح دلائی گئی کہ کبھی تو سلطنت عثمانیہ کو دل آزار نصیحتوں کے ذریعہ سے اسپر مائل کیا جاتا اور کہا جاتا تھا اُس کو جنگ کی دھمکی دی جاتی، بہر حال جب دولت علیہ نے التواے جنگ کو مان لیا اور [illegible] دستخط کر دیا اور باغی [illegible] کے امیروں سے اُس طریقہ کی بابت دریافت کیا جسپر جنگ ختم کی قرارداد ہوگی تو پرنس میلان امیر سرویا نے بذریعہ تار استفسار کیا [illegible] کے طریقہ پر صلح کرنا قبول کیا یعنی اپنے مستقرات کی سابقہ حالت بحال رکھنے کی خواہش کی اور اپنی

طرف سے دو سفیر صلح بھی روانہ کر دئیے مگر پرنس انکلاس امیر ماٹی نیگرو کا جواب پانچ دن کے بعد آیا جو غالباً اس عرصہ میں اپنی حامی دول یورپ سے مشورہ کر رہا تھا۔ پھر اُس نے جواب بھی دیا تو یہ کہ جن دول یورپ کے قائم مقاموں نے مہلت جنگ میں مداخلت کی ہے اُنہیں سے صلح کا قاعدہ بھی مقرر کرانا چاہیئے اور اسی بات پر فیصلہ ہوگیا۔ مگر ہنوز اسکو چند روز بھی نہیں گزرے تھے کہ روسی حکومت نے میدان اختلاف میں اُتر کر بلغاریا اور بوسینیا کے مسئلوں پر غور کرنے کے واسطے ایک کانفرنس قائم کئے جانیکا مطالبہ کیا اور اب اُلجھن پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ دولت علیہ نے صلح کی جانب رجحان ظاہر کیا تو دول یورپ نے روسی مطالبات کی منظوری پر زور دینا شروع کیا اور آستانہ علیہ میں ایک کانفرنس کیگئی جسمیں تمام دول یورپ کے سفیر شریک تھے اور سلطنت عثمانیہ کی جانب سے اُدہم پاشا اپنے سفیر فرانس اور صفوت پاشا وزیر خارجیہ کو اُس کے ممبر مقرر کیا اس کانفرنس نے بہت سے بیکار جلسے کرنے کے بعد صوبجات بوسینیا، ہرزیگونیا، اور بلغاریا، میں جن اصلاحوں کا دخل کرنا منظور تھا اُنکی نفاذ کا یہ طریقہ قرار دیا کہ دول یورپ کی زیر نگرانی اصلاحوں کا رواج دیا جائے۔ اور یہ قرارداد باب عالی میں پیش کیا حالانکہ اُنہوں نے اس قرارداد کو روسی سفارتخانہ میں باتفاق باہمی گھڑ لیا تھا اور دولت عثمانیہ کے دونوں قائم مقاموں کو اُس جلسہ میں شرکت کا موقع ہی نہیں دیا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکی روسی حکومت کے ساتھ ملی بھگت تھی اور وہ دولت عثمانیہ کو ضرر پہنچانے کیلئے متفق ہوکر کارروائی کرتے تھے۔ اِدہر تو مصالحانہ طریقہ سے معاملات کا تصفیہ کرانا مطلوب ہونا ظاہر کیا گیا اور دوسری جانب روسی فوجیں ڈھائی لاکھ کی تعداد میں ولیشیا، اور مالڈیویا کی سرحدوں پر جمع ہوگئیں علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ اناطولیا کی سرحد پر آگئی۔ روسی قلمرو میں خاص کر اور عام دار السلطنت ہائے یورپ میں مخالفانہ خیالات کا جوش ٹرکی کے مقابلہ میں ظاہر کیا جانے لگا، آسٹریا نے کہا کہ اگر روسی سپاہ دریائے ڈینوب کو عبور کریگی تو میں اپنی فوجیں بوسینیا کی محافظت پر متعین کر دونگا اور یونان نے یہ خیال ظاہر کیا کہ

روسی حکومت سلطنت عثمانیہ سے لڑائی تو ترکی قلمرو کے رومی باشندوں کی طرفداری کریگا۔ غرضکہ دولت علیہ ان مشکلوں میں پھنس گئی کہ وہ لڑائی کرنے پر تیار ہو تو اکیلی تین یورپین قوموں سے لڑنا پڑتا ہے اور صلح کرے تو عزت اور بات جانے کے علاوہ سارا مفتوحہ ملک ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔ آخر سلطان نے وزیر جنگ کو حکم دیا کہ بہت جلد رومیلیا اور اناطولیا کی سرحدوں پر فوجیں جمع کردی جائیں۔ اناطولیا کی فوجوں پر مشیر غازی احمد مختار پاشا کو سپہ سالار اعظم مقرر کیا اور رومیلیا کی فوجوں کی عام سپہ سالاری مشیر عبدالکریم نادر پاشا کو تفویض کی گئی۔ اور مشیر درویش پاشا باطوم کی فوج کا کمان افسر رکھا گیا۔ عثمان پاشا ان دنوں بودین کی فوج کے کمان افسر تھے، سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ اساسی قانون کے لحاظ سے قوم کو بھی اس سقیم حالت پر غور کرنے اور اس کے متعلق رائے ظاہر کرنے میں شریک بنائیں۔ چنانچہ دوسو کے قریب معزول و بحال وزیروں، سپہ سالاروں، اور عہدہ داروں، اور علماء و مشائخ اور عمائد مملکت کی ایک مجلس منعقد کر کے انکو کانفرنس دول یورپ کی قرار داد سنادی گئی جسے انہوں نے باتفاق رائے نامنظور کرنے کی صلاح دی کیونکہ جسقدر اصلاحی مطالبات کئے گئے تھے وہ سب کچھ کسی قدر زیادتی کے ساتھ اب سلطان نے اساسی قانون کے رو سے اپنی عیسائی رعایا کو عطا کر دیئے تھے اور اب اس قرار داد کا مان لینا گویا اپنے داخلی معاملات میں غیروں کی بیجا مداخلت کو منظور کر لینا ہے۔ اس کانفرنس کے قرار داد میں جو باتیں طلب کی گئی تھیں انکا معلوم کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) مالی آمدنیک کا علاقہ سرویا میں شریک کر کے اس کی قدیم حدود کو بحال کیا جائے۔

(۲) بسینیا کی اراضی اور البانیا اور ہرزیگوینا کے بارہ ضلعے جبل اسود کے املاک میں اضافہ کیئے جائیں۔

(۳) بوسنیا اور ہرزیگوینا کو خود اپنی حکومت کا اختیار دیکر باب عالی انپر

ایک عیسائی حاکم مقرر کرے جسکا تعین پانچ سال کیلئے ہوا کریگا +

(۴) بلغاریا کو بھی نیم خود مختار حکومت بنا دیا جائے +

(۵) ان تمام ملکوں کے لئے ایک ملکی پولیس بنائی جائے جو نگرانی قیام امن کی خدمت ادا کرے۔ اور یہاں کی سرکاری زبان سلاوی زبان ہو جو بیشتر باشندوں کی مادری زبان ہے۔ اور ان ملکوں کی نصف آمدنی انکی اندرونی اصلاح کے لیے خاص کر دی جائے +

(۶) قلعہ اور بالائی مقدونیا کے علاقوں میں جو مذکورہ بالا ممالک سے قریب ہیں گاؤنکی مکھیا، قاضیوں (ججوں) اور پولیس کے عہدہ داروں کے انتخاب کرنے کا حق رعایا کو دیا جائے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے سرغناؤں کو چن سکے +

(۷) اس ملک میں کچھ زمانہ تک بلجیم کی ایک فوجی قوت رکھی جائے جس کے مصارف دولت علیہ ادا کرے +

ان عجیب و غریب مطالبات نے ترکوں میں عام جوش اور غیرت پیدا کر دی جسکی وجہ سے انہوں نے باتفاق رائے ان باتوں کی نامنظوری پر زور دیا جو نہ صرف انکو اپنی فتوحات کے نفع اٹھانے سے روکتی تھیں بلکہ انکو علاوہ اُنہیں اپنے مغلوب اور زیردست لوگوں کی طرح ادا کرنے جیسی باتیں منواتی تھیں جن سے انکا تمام موروثی ملک ہاتھوں سے نکلا جاتا تھا۔ پھر یونانی حکومت نے دیکھا کہ دول یورپ کی ان مطالبات سے سلاوی قوم کو بہت کچھ اختیار حاصل ہونے والا ہے وہ بھی دولت عثمانیہ کے ساتھ شریک ہو گئی اور گو بعد میں ان مطالبات کی ترمیم بھی کی گئی لیکن دولت عثمانیہ نے ان کو کسی طرح ماننے سے بھی انکار ہی کیا۔

عثمانی قوم اور حکومت نے جب دول یورپ کی قرارداد کو رد کر دیا تو تمام یورپین حکومتوں کے سفیروں نے آستانۂ علیہ سے اپنی رخصت اختیار کر لیا اور حکومت عثمانیہ کے ساتھ رابطہ دوستی قطع کر کے چل دیئے۔ اس کے بعد پرنس گارچیکوف نے ۳۱ مارچ ۱۸۷۷ء کو دول یورپ کے دوسرے سرداروں کے نام ایک گشتی یادداشت روانہ کی جسمیں باب عالی کے

قرارداد کانفرنس کو نامنظور کردینے کا حال تحریر کرکے اُنکو ہدایت کی تہی کہ تم اپنے طور
پر اُن یورپین درباروں کی راے ہے جو وہ اس بارہ میں رکہتی ہوں مجھکو مطلع کرو - اِدہر
صفوت پاشا ترکی وزیر خارجیہ نے بہی اپنے سفراے دربارہاے یورپ کو لکہا کہ وہ ہر
ایک یورپین حکومت سے کانفرنس کی بیضابطگی کی شکایت کریں جسنے ابتدائی جلسوں میں ترکی
قائم مقاموں کو داخل نہیں ہونے دیا اور بعد میں جو عام اور باقاعدہ جلسہ کیا بہی تو وہ صرف
اس غرض سے کہ بطور خود قرار دی ہوئی باتیں اُنہیں منظور کرائیں اور دولت علیہ اُن
مطالبات کو ہرگز نہیں مان سکتی جو اُس کی عظمت وسیادت میں فرق لانے والے ہیں -
دول یورپ نے اُن باتوں کا کسی کو بہی کچہہ جواب نہیں دیا - نہ روس کو اور نہ ترکی کو -
اسی اثناء میں سرویا نے دولت عثمانیہ سے مصالحت کرلی جسکی شرطوں میں اہم شرطیں
یہ تہیں کہ عثمانی سپاہ حدود سرویا سے بالکل نکال لیجائے اور سرویا آئندہ کوئی نیا
قلعہ نہ بنائے اور یہ کہ عثمانی نشان سرویں نشان کے برابر اُڑایا جائے - مگر جبل اسود سے
اس لئے صلح نہیں ہوئی کہ وہ ترکی اراضی کا بہی کچہہ حصہ لینا چاہتا تہا - روسی حکومت نے
دیکہا کہ جن امور کیلئے اُس نے اتنا بکہیڑا کیا تہا وہ تو عثمانی حکومت اور باغی ریاستوں کے
مابین صلح وصفائی ہوجانے سے بالکل ضائع ہوئے جاتے ہیں اور ترکی عیسائی رعایا بہت کچہہ
مالی اور جانی نقصان اُٹہاکر اب ہمت ہار گئی ہے اس لئے وہ سلطنت عثمانیہ کی فرمانبرداری
منظور کرلیگی اور میرا وہ رسوخ اور حق حمایت جو میں سلطنت مذکور کی عیسائی رعایا پر
قائم کرنا چاہتا ہوں برباد جائیگا جس سے پہر مجہے ترکی قلمرو میں فتنہ انگیزی کرسکنے کا موقع
ہی نہ ملیگا کیونکہ اب اساسی قانون اور مساوات حقوق کے باعث عیسائی باشندوں کو
سلطنت سے پرخاش نہ رہجائیگی تو اُسے بڑا تردد پیدا ہوا اور اب وہ تنہا مرد میدان بنکر
ترکی سے جنگ کرنے کیلئے اُٹہہ کہڑا ہوا - پرنس گارچیکوف نے ۱۳ مارچ ۱۸۷۷ء
کو ایک آخری مراسلت لکہکر دول یورپ کے سفیروں کی تصدیق کے بعد باب عالی میں
ارسال کردی جسکا مدعا یہ تہا کہ سلطنت عثمانیہ باغی علاقوں سے اپنی فوجیں ہٹاکر ہتہیار
کا استعمال کرنا روک دے اور اُن صوبوں کی انتظامی حالت کی نگرانی سفراے دول

یورپ کے حوالہ کردے جس سے عیسائی رعایا کی بہبودی اور ترقی کا راستہ کھل جائے۔
اِس آخری یادداشت پر انگلستان، آسٹریا، فرانس، جرمنی، اور اٹلی، کے قائم
مقاموں نے بھی دستخط کردئیے تھے مگر حکومت انگلشیہ نے اپنے سفیر مقیم آستانہ کو
یہ ہدایت کردی کہ وہ باب عالی کو اِس امر سے مطلع کردے کہ انگلستان نے اِس یادداشت
پر محض یورپ میں امن قائم رکھنے کے خیال سے دستخط کردئیے ہیں یعنی وہ دل سے
اِس یادداشت کو صحیح نہیں مانتا۔ یہ گویا ایک قسم کی ہمت بندھائی گئی تھی جس سے
دولت علیہ کو وہ یادداشت نامنظور کرنے کی جرأت ہو۔ بہرحال روسی یادداشت
باب عالی کو موصول ہوئی تو اُدھر سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اگر ایک ہی وقت میں روسی
حکومت بھی ہتھیار چھوڑ دینے پر آمادہ ہوتی ہے تو ہمیں یہ بات بخوشی منظور ہے کیونکہ
انصاف کے معنے یہی ہیں مگر روس منحوس اسکو کب ماننے والا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ
سلطنت عثمانیہ نے بھی اُس کا پروٹوکول مسترد کردیا اور ترکی وزیر خارجیہ نے سفرائے
دول یورپ کے نام ایک گشتی یادداشت بھیجکر پُرزور دلائل کے ساتھ اُنپر ثابت کردیا
کہ دول یورپ کی بداعتدالیاں دولت علیہ کو آمادۂ جنگ رہنے پر مجبور کرتی ہیں ورنہ اُسکو
صلح و امن کا پہلو چھوڑنا ہرگز پسند نہیں۔ اگرچہ اِس یادداشت کی تمام باتیں بالکل صحیح
اور حق تھیں لیکن کمزور کا برسرِ حق ہونا بددیانت زور آور کے سامنے کب مفید ہوسکتا ہے۔
چنانچہ اسی بنیاد پر روس اور دولت علیہ کے پولیٹکل تعلقات منقطع ہوگئے اور ۲۴ اپریل
۱۸۷۷ء کو روسی حکومت نے ترکی پر اعلانِ جنگ کرکے اپنی فوجیں عثمانی قلمرو میں ڈالنی
شروع کردیں۔ اور مملکت رومانیا سے جو ترکی حکومت کا ماتحت صوبہ تھا روس نے
درپردہ یہ معاہدہ کرلیا کہ وہ اپنے تمام سلح خانے، میگزین، اور فوجوں کو روسی حکومت
کے دست تصرف میں رکھیگا۔ دولت علیہ نے اپنے سپہ سالاروں کو دشمن کے مقابلہ میں
دلیری اور جوانمردی سے کام لینے کی ہدایتیں ارسال فرماکر دول یورپ کو بذریعہ یادداشت
رومانیا کی خلاف قانون حرکت سے اطلاع دی کہ انھوں نے ترکی کا ماتحت علاقہ ہوکر غیر
اور مخالف سلطنت سے کیوں معاہدہ کرلیا۔ مگر دول یورپ کب ایسی ایماندار تھیں کہ اُنکو

اس بات پر کوئی توجہ کرانی ضروری ہوتی۔ افسوس!!! اور جسوقت خود حکومت عثمانیہ نے رومانیا کو اُس کے اس فعل پر ملامت کی اور اپنے چند زرہ پوش جنگی جہاز اس غرض سے بھیجے کہ وہ سواحل دریائے ڈینوب پر جس قدر رومانیا کے شہر ہیں سب پر گولہ باری کریں تو اس نمک حرام صوبہ نے کھُل کھیلنے کی نیت سے اپنی ساٹھ ہزار فوج روسی سپاہ کے ساتھ شریک کردی اور (۲۱ مئی ۱۸۷۷ء) کو اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا۔

جنگ کے زمانہ میں ترکی جنگی بیڑوں کی کارروائیاں:-

مدحت پاشا کی صدارت کا تغیر ہوتے ہی وزارت بحری کا عہدہ بھی بجائے احمد پاشا قیصریہ لی کے مشیر رؤف پاشا کو ملا (۱۲۹۴ھ) اور اسکے بعد دریائے ڈینوب کے جنگی بیڑہ پر حسین پاشا کریٹی کی جگہ فریق محمد عاکف پاشا افسر اُیلی کمان افسر متعین کیا گیا اور حسین پاشا کو بحر ابیض متوسط کے بیڑہ پر امیر البحر مقرر کیا گیا اس لئے کہ اس طرف لائق افسر کی بہت ضرورت تھی۔ دریائے ڈینوب کا عثمانی جنگی بیڑہ اس وقت حسب ذیل جہازات سے مرکب تھا۔ پانچ زرہ پوش جنگی جہاز جنکو دوبات کہا جاتا تھا۔ چار دخانی جہاز جنکو سقونہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ چار تارپیڈو کشتیاں، اور انکے علاوہ اسی دریا میں آٹھ دخانی جہاز انتظامی امور کی خدمت ادا کرتے رہتے تھے مثلاً سواحل کی دیکھ بھال اور بندرگاہوں کی جانچ پڑتال۔ اس بیڑہ کے علاوہ دولت علیہ نے دو بیڑے بھی اس دریا کی طرف روانہ کئے تھے۔ انمیں سے پہلا بیڑہ ۸ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ کو روانہ ہوا تھا جسمیں دس جنگی جہاز بماتحتی مصطفےٰ پاشا مدباطوم کو ارسال کئے گئے تھے اور دوسرا اس کے ایک دن بعد چار قرویت اور دو زرہ پوش جہازوں کا بیڑہ بماتحتی علی بک اس بیڑہ کے ساتھ شریک ہونے کیواسطے ارسال

کیا گیا تھا جو زیر کمان محمد عارف پاشا پہلے ہی سے دریائے ڈینوب میں موجود تھا۔ جس دن اعلان جنگ ہوا ہے اُسی دن رؤف پاشا وزیر بحریہ نے اُس زرہ پوش جہازوں کے جنگی بیڑہ کا جائزہ لیا جو بماتحتی فریق بوزجہ اطہ لی حسن پاشا کے مقام آئینہ لی قواق میں موجود تھا اور وزیر مذکور نے اِس بیڑہ کے تمام سپاہیوں اور افسروں کے سامنے ایک پُرجوش تقریر کرکے اُنہیں حمایت ملک وملت کا خیال دلایا جس کے جواب میں فریق حسن پاشا نے بھی مناسب مقام پر جوابی تقریر کی اور اس کے بعد جلالت مآب سلطان المعظم نے بذریعہ ٹیلیگراف تمام بحری افسروں اور سپہ سالاروں کو اپنا خاص حکم ہمت وجرأت سے کام لینے اور بہت تندہی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے کی نسبت ارسال فرمایا۔ ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۴ھ کو ایڈمرل حسن پاشا نے پیش قدمی کرکے شوکدل نامی ایک روسی بحری قلعہ پر جو ساحل قوقاز پر واقع تھا تسلط کر لیا مگر وہاں اپنی فوج اس خیال سے نہیں اُتاری کہ اُس کی قوت کم ہو جائے یہ قلعہ باطوم کے شمالی سمت میں تھا پھر اور بھی شمال کی طرف بڑھکر راستہ میں ایک روسی کشتی گرفتار کی جو روسی سپاہ کے واسطے نمک لیجا رہی تھی اور اُسے باطوم بھیجکر اور آگے بڑھا یہانتک کہ قلعہ پوتی پر گولہ باری کرکے اُسے اپنے قبضہ میں لے آیا اور وہاں محافظ سپاہ اُتار کر اُس پر عثمانی نشان اُڑا دیا اس کے علاوہ بہت سے ترکی جہازات صوبہ اناطولیا کے مختلف مقاموں میں فوجیں اور سامان رسد اُتارنے اور پہنچانے میں مصروف تھے *

اسی اثناء میں ترکی حکومت وزارت بحری نے یہ فیصلہ کیا کہ بحیرہ اسود کو بحری محاصرہ میں لے لیا جائے اور وہاں جس قدر غیر ملکوں کے دخانی جہازات روسی بندرگاہوں میں موجود ہیں اُنکو ایک ہفتہ کے اندر چلے جانیکا حکم دیا جائے جس کے بعد باقی ماندہ جہازوں کو بلا تکلف ضبط کر لیا جائیگا اور کسی کو دعوے کرنیکا حق نہ حاصل ہوگا۔ یہ حکم بالکل اصول بحری قانون کے موافق تھا جو اُن دنوں دول یورپ نے نافذ کر رکھا تھا۔ اور اس [illegible] کی اطلاع سفرائے دول کو بھی دے دی گئی۔ پھر ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۴ھ کو ترکی جنگی بیڑہ زرہ پوش جہازوں کا جو حسن پاشا کے ماتحت تھا سخوم کی جانب گیا یہ مقام بھی [illegible]

میں سواحل قوقاز پر واقع ہے۔ ترکی بیڑہ نے وہاں کسی قدر اپنی فوج خشکی میں اُتار دی جس نے سواحل قوقاز کے باشندوں سے ملکر قلعہ سخوم پر حملہ کی تیاری کر دی۔ قوقاز کے قبیلہ ابازہ کے تین ہزار آدمی ترکی سپاہ سے ملکر قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور عثمانی امیر البحر نے جہازوں کو قلعہ سے قریب لگاکر صف جنگ مرتب کر لی۔ یہ سب کارروائی رات کے وقت مکمل ہو چکی تھی اور طلوع صبح کے ساتھ ہی ایک طرف سے ترکی بیڑہ کی گولہ باری اور دوسری جانب سے خشکی کی فوج کا ہلّہ قلعہ کی روسی سپاہ کو بدحواس بنانے لگا۔ تاہم روسیوں نے مدافعت میں بڑی دلیری ظاہر کی اور جنگ کا زور بڑھتا ہی گیا۔ حملہ آور ترکی سپاہ اور باشندگان قوقاز کی جمعیت آج کل شب سے بہی بڑہ گئی تہی اور دس ہزار کے قریب پہنچگئی تہی خشکی اور دریا دونوں سمتوں کی سخت آتشباری نے روسیوں کو تباہ کر دیا یہانتک کہ پانچ بجے دن کے ترکوں نے اس قلعہ پر تسلط کر لیا اور روسی نشان کی جگہ عثمانی ہلال وستارہ اپنا جلوہ دکہانے لگا۔

چونکہ باشندگان قوقاز کے مجاہدین زیادہ تر قدیم وضع ہی کے اسلحہ سے مسلح تہے اور بعض لوگوں کے پاس تو صرف تلواریں اور خنجر ہی موجود تہو اس لئے حسن پاشا امیر البحر نے انکو دو ہزار کے قریب جدید وضع کی کارتوسی بندوقیں مع جملہ لوازم کے تقسیم کر دیں اور اسی وجہ سے اُن لوگوں نے سخوم کے اطراف کی روسی قوت کو ہزیمت دینے میں کامیابی حاصل کی اور اس جنگ میں روسی کا بہک فوج کے سپاہی بکثرت قتل ہوئے تہے حسن پاشا نے دیکہا کہ مجاہدین کی تعداد بڑہتی جاتی ہے تو اُس نے باطوم سے پانچ ہزار اور بندوقیں بہی منگوا کر انکو تقسیم کر دیں چنانچہ اس کارروائی سے سخوم پر آئندہ روسیوں کے حملہ کا خوف کم ہو گیا۔ روسی حکومت نے اس جنگ میں تارپیڈو کا استعمال شروع کر دیا تہا اور دریائے ڈینوب میں ترکی نمدپوش جنگی جہازوں کو ہی مہلک آلہ کا نشانہ بنانا چاہتا تہا لیکن عثمانی جہازوں کی ہوشیاری نے اُنہیں اس آفت سے محفوظ رکہا کیونکہ عثمانی محافظ جہاز نے ہر ایک ساحلی مقام کی بڑی سخت دیکہ بہال کر رہے تہے اور انکی خبرداری روسیوں کو ناکام رکہنے کی دوسبب

ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی تھی کہ دریا کی روانی اور اس کے دہاری کی تیزی بھی تارپیڈو آلات کو برباد اور منتشر کر دیتی تھی۔ ترکوں نے سخوم پر تسلط کر لیا تو روسی حکومت نے اسی کے قریب ذیل کو جو دوسرا ساحلی قلعہ تھا مزید کمک بھیجکر مستحکم بنانا چاہا مگر باطوم کے ترک سپہ سالار نے حسن پاشا امیر البحر سے ملکر اس قلعہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے انیس۱۹ توپیں بھی ترکوں کو ملیں جنمیں سے چودہ توپوں پر سلطان عبدالمجید خاں کا عثمانی طغرا بنا ہوا تھا اور غالباً یہ توپیں جنگ کریمیا کے دوران میں روسیوں نے قلعہ قارص سے حاصل کی تھیں چنانچہ یہ سب توپیں آستانہ علیہ کو واپس کی گئیں۔ اسی مہینے کی آخری تاریخوں میں ایک روسی تارپیڈو بوٹ کسی ترکی زرہ پوش جنگی جہاز پر تارپیڈو اسر کرنے کی نیت سے آیا جو بندرگاہ باطوم میں استادہ تھا۔ مگر ترک بحری سپاہیوں کی خبرداری نے اُسے ناکام جانے پر مجبور کیا اور اُسے کچھ نقصان بھی پہنچایا۔ کچھ عرصہ بعد سخوم میں دس ترکی پلٹنیں بغرض حفاظت اور آگئیں جنکی کمان فضلی پاشا نامی ایک بہادر ترک افسر کر رہا تھا۔ چونکہ دولت علیہ نے دیکھ لیا تھا کہ روسی سپاہ بڑی سُرعت کے ساتھ پائے تخت قسطنطنیہ کیطرف بڑھتی آتی ہے اس لئے اُس نے دارالجہاد کی امداد کے لئے (۱۸۷۷ء) کو ڈارڈنلز کے قلعوں پر بکثرت تیز دم "کرپ" کی توپیں چڑھا دیں۔ حسن پاشا امیر البحر نے سُنا کہ سخوم کے نزدیک مقام اردیل میں روسی قوت بہت زیادہ فراہم ہو گئی ہے تو اُس نے کچھ بحری سپاہ اور بہت سے مجاہدین کو ایک تازہ امیر کی سرداری میں ادہر روانہ کیا اور اس فوج نے روسیوں کو شکست دیکر انہیں قلعہ اردیل سے نکال دیا۔ اگر روسی جنگلوں اور جھاڑیوں میں گھسکر جان نہ بچاتے تو غالباً ترک انکو ایک ایک کر کے قتل یا گرفتار کر لیتے۔

دریائے ڈینوب کے علاقہ میں ابتداءً ترکی بیڑہ نے اکثر روسی اور بلغاری قلعوں پر گولہ باری کی اور چند روسی جنگی جہازوں کے حملے بھی رد کئے مگر روسیوں نے بعد میں "سیفی" نامی ایک ترکی زرہ پوش جہاز کو تارپیڈو مار کر شکست کر دیا۔ اس کے چند روز بعد فریق ہوبرٹ پاشا انگریز افسر جو دولت عثمانیہ کے جنگی بیڑوں کا ایک افسر تھا

چند جنگی جہاز لیکر دریاے ڈینیوب، بندرگاہ اُڈیسّا اور سواحل کریمیا کا گشت لگایا۔ لیکن باوجود اس کے کہ یہ افسر بحری افسروں میں بہت بڑا ماہر مانا جاتا تھا کوئی ایسی نمایاں کار گذاری نہ کر سکا جسے ہم یہاں بیان کرتے خلاصہ یہ ہے کہ ترکوں نے پہلے پہلے دریائے ڈینیوب میں چند فتحیں حاصل کیں لیکن اس اعتبار سے کہ اُنکے جنگی جہاز بکثرت اور اُنکا بیڑہ بہت قوی تھا اور روسیوں کے پاس اس دریا، یا بحیرہ اسود میں کوئی بحری جنگی قوت ایسی نہ تھی جو اُنکا مقابلہ کر سکتی اس لئے یہ کہنا کچھ زیب نہیں دیتا کہ انہوں نے نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ رہا بحر ابیض متوسط کا عثمانی جنگی بیڑہ تو وہ اُن مصری فوجوں کی نگرانی پر مامور رہا جو خدیو اسماعیل پاشا نے کمک کے طور پر اسکندریہ سے بھیجی تھیں اور اُن مصری فوجوں کی کمان پر خدیو مذکور کا بیٹا امیر حسن پاشا مامور تھا ٭

روسیوں نے یہ ارادہ بھی کیا تھا کہ دہانہ دریائے ڈینیوب کے نزدیک مقام سُلینہ میں جو ترکی بیڑہ استادہ ہے اُسے جلا ڈالیں اس ترکی بیڑہ کی کمان افسری جنرل مصطفٰے پاشا کے ہاتھوں میں تھی چنانچہ اس پر پانچ روسی تارپیڈو کشتیاں حملہ آور ہوئیں جنمیں سے تین کشتیاں تو ترکی جہازوں کی گولہ باری سے غرق ہو گئیں اور دو بھاگ کر نکل جا سکیں مگر اُنہوں نے بھاگتے بھاگتے ایک ترکی جہاز پر تارپیڈو سر کر دیا تھا جو فضل الٰہی سے بیکار گیا۔ صبحکو ترکوں نے غنیم کی کشتیوں کے پانچ شخص دریا میں تختوں پر تیرتے ہوئے پائے جنکو غرق ہونے سے بچا لیا اُنمیں ایک انگریز بھی تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ روسی حکومت تارپیڈو کشتیوں میں جن لوگوں سے خدمت لیتی ہے اُنکو بہت بڑی رقم انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ پلٹ کے آئیں تو اُس انعام کو حاصل کریں گے ورنہ اُنکے پسماندوں کو دیدیا جائیگا۔ نیز اسی اثناء میں ایک ترکی زرہ پوش جہاز نے پلامندہ کے قریب دو روسی جہازوں کو جلا ڈالا اور کئی ایک ساحلی قلعوں پر گولہ باری بھی کی لیکن چونکہ اُس نے اطراف میں روسی جہازوں کی کثرت پائی اس لئے وہ نیکوپولی کو واپس چلا آیا۔ چونکہ دریائے ڈینیوب میں ترکی جنگی بیڑہ نے روسیوں کو سخت نقصانات پہنچائے ہیں اس لئے روسیوں نے کوشش کر کے

دریا میں اکثر مقامات پر تہ آب سُرنگیں بچھا دیں تاکہ ترکی جنگی بیڑہ کوئی حرکت نہ کر سکے خصوصاً جسوقت روسی دریائے مذکور عبور کر کے شہر پلیونا پر محاصرہ قائم کر چکے اُسوقت اُنہوں نے دریا کا راستہ صاف رکھنے کی بہت کوشش کی ؛

بحر ابیض متوسط کا ترکی بیڑہ مصری فوجوں کے جہازوں کی ہمراہی اور نگرانی کے فرائض انجام دیچکا تو اُسے بحر آرکی پیلیگو میں گرد آوری کے لئے ارسال کیا گیا کیونکہ یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ روسی حکومت اُن اطراف میں اپنا ایک جنگی بیڑہ بحیرہ بالٹک سے بھیجکر جزیرہ والوں کو آمادہ بغاوت بنانے کی فکر میں ہے اور اپنے معمولی ہتھکنڈوں سے کام لینا چاہتی ہے تاکہ دولت علیہ کو اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کی اُلجھنوں میں گرفتار کر دے۔ امیر حسن پاشا آستانہ علیہ میں پہنچنے کے بعد مع اپنی ہمراہی مصری سپاہ کے شہر وارنہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اُس ترکی اور مصری قوت کی مساعدت کر سکے جو سرویا اور جبل اسود کے باغیوں کا مقابلہ کر رہی ہے اور خاکسار مؤلف بھی امیر مذکور کے ساتھ بطور ریڈیکانگ کے اس جنگ میں اوّل سے آخر تک شریک رہا تھا۔ اس بری سپاہ کے علاوہ خدیو اسماعیل پاشا نے چند مصری جنگی جہاز بھی بماتحتی قاسم پاشا نائب وزیر بحر مصر کے ترکی افواج کی نقل و حرکت میں اعانت دینے کیلئے مامور فرمائے تھے ؛ معہ دو جہاز اسلحہ اور گولی بارود سے بھرے ہوئے جنود عثمانیہ کے لئے ارسال کئے تھے اور بہت سے ڈاکٹر اور شفاخانوں میں کام کرنیوالے لوگ مجروحانِ جنگ کی خدمت کرنیوالی کمیٹی "ہلال احمر" کی شرکت میں مامور فرمائے تھے ؛

۲۵ جمادی الاخری سنہ ۱۲۹۴ھ کو دولت علیہ نے چار زرہ پوش جنگی جہازوں کا ایک بیڑا ساحل سیواستوپول کی طرف روانہ کیا چنانچہ کوزلوہ کے قلعوں کو منہدم کرنے کے بعد مقام دوشتہ" کی طرف معاودت کی۔ روسی حکومت نے ترکوں کی بحری تاخت و تاراج کا عالم دیکھا تو یہ جانکر کہ بحیرہ اسود میں اُسکا کوئی جنگی بیڑہ نہ تھا اُسنے تجارتی جہازوں ہی کی ہیئت بدلکر اُنہیں کروزر جہازوں کی شکل میں لے آنا اور پھر ترکی

جنگی بیڑہ کا مقابلہ کرنا مناسب تصور کیا اور اِس طرح پر اُس نے ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک شرکت مخصوصہ کا دخانی جہاز جو طرابزون کو ڈاک پہنچانے جا رہا تھا اِن روسی جہازوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو گیا۔ اور اسی طرح روسیوں نے کوشش کر کے پچیس ۲۵ جہازوں کا ایک بیڑہ دریائے ڈینوب میں بھی پہنچا دیا۔ ترکی جنگی بیڑہ متعینہ ڈینوب کو اِس بیڑہ کی خبر ملی تو وہ اُس کے مقابلہ پر آیا اور روسیوں کو سخت نقصان پہنچا کر دریائے مذکور سے باہر نکال دیا۔ اور جس وقت روسیوں نے آستانہ علیہ کی جانب پیش قدمی آغاز کی تو دولت سنیہ نے ہشیر حاجی وسیم پاشا کو آبنائے بحیرہ اسود کی محافظت پر عام سپہ سالار مقرر فرمایا جس نے اپنا جنگی بیڑہ بیوک درہ کے بندرگاہ میں استادہ کیا ✤

رومیلیا میں ترکی فوجیں

روسی سپاہ کا حدود ترکی میں داخل ہو کر حملہ آور ہونا پہلے بیان کیا جا چکا ہے چنانچہ والیشیا، اور مالڈیویا - (افلاق و بغدان) کے صوبوں پر تسلط کر لینے کے بعد روسی اور بلغاری فوجیں گرینڈ ڈیوک نکلس کی ماتحتی میں بماہ جون (۲۷) ۱۸۷۷ء سمنتزہ . Somnitaa کے گھاٹ سے دریائے ڈینوب کو عبور کر کے اِس پار آ گئیں۔ پہلے تھوڑی سی فوج نے چھوٹی کشتیوں پر پار اُتر کر پُل بنانے کا اہتمام کیا اور پھر بڑی سُرعت کے ساتھ تمام روسی سپاہ دریا کو عبور کر آئی اور اس کے بعد یہ سپاہ شہر طرنوہ کی طرف پیشقدمی کرنے لگی۔ جس وقت روسی فوج دریائے ڈینوب کو عبور کر رہی تھی اور ابتری عثمانیہ میں ہر طرف پھیلی جاتی تھی اُس وقت سرعسکر عبدالکریم نادر پاشا مقام شملہ میں اپنا کیمپ قائم کئے ہوئے بے حس و حرکت پڑا تھا اور جنگ کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتا تھا بلکہ فضول کاموں میں وقت گزارنے یا اپنے خیمہ میں پڑے رہنے کے سوا گویا کوئی کام اُس کے ذمہ رکھا ہی نہیں گیا تھا۔ اور احمد ایوب پاشا اپنی ماتحت سپاہ کے ساتھ بلغاریا کے نزدیک ایک بستی ٹرانک نامی میں پڑا ہوا تھا

اور اُس نے چند ہراول دستے روسیوں کے روکنے کو روانہ بھی کئے مگر روسی فوجکے صوبہ ڈینوب میں اُتر آنے کی خبر دارالسلطنت میں پہنچی تو وہاں سخت تردد اور بےچینی پیدا ہوئی کیونکہ روس ں کا بدیں آسانی دریا کو عبور کر آنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ فورًا دولت علیہ نے سرعسکر ردیف پاشا اور نامق پاشا کو دریائی راستہ سے بمقام وارنہ روانہ کیا تاکہ وہ ادتحق جاکر روسی سپاہ کے دریا عبور کرنے کی کیفیت سے آگاہی حاصل کریں کہ وہ کیوں بلا کسی روک ٹوک کے یوں دریا کے اس پار آگئی اور ترکی بری فوجوں اور بحری بیڑہ نے اُس کی روک تھام کیوں نہیں کی۔ حالانکہ اب سے پہلے جب کبھی بھی روسی فوجیں اس دریا سے پار آئی ہیں تو نہایت شدید نقصانات اُٹھاکر کیونکہ یہ دریا ایک قدرتی مانع ہے جو فوجوں کی پیش قدمی روکنے میں بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ سپہ سالار عام عبدالکریم نادر پاشا کا ارادہ یہ تھا کہ وہ روسی سپہ سالار سے بلغاریا کے علاقہ میں جنگ کرے کیونکہ ترکی سپاہ دریائے ڈینوب سے پار اُتر کر مقابلہ نہیں کرسکتی تھی جسکی علت ایک جانب سامان جنگ کی کمی اور دوسری جانب سرویا، اور جبل اسود کی حدود پر عثمانی سپاہ کا متفرق ہونا بتایا گیا اور یہ وجوہ بھی عذر میں شریک کئے گئے کہ ڈینوب کے جنگی بیڑہ کا کمان افسر جو پچیس سال سے اس دریا میں کام کرتا اور دشمن کے اُتار کے مقاموں سے بخوبی واقف تھا یہاں سے بدلکر دوسری جگہ متعین کردیا گیا اسواسطے نیا امیر البحر کوئی مفید مشورہ بری فوج کے سپہ سالاروں کو نہیں دے سکا" دیوان حرب نے سرعسکر ردیف پاشا کی یہ رپورٹ ملاحظہ کرنے کے بعد نتیجہ نکالا کہ روسی فوجکا دریا سے عبور کر آنا سپہ سالار عام کی سستی اور بددیانتی کا کرشمہ ہے اس لئے عبدی پاشا سپہ سالاری سے معزول کردیا گیا اور بجائے اس کے محمد علی پاشا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اس کے بعد عبدالکریم پاشا کا کورٹ مارشل کیا گیا اور ردیف پاشا بھی مواخذہ میں آیا چنانچہ یہ دونوں کمبخت جلاوطن کرکے بحر ابیض متوسط کے ایک جزیرہ کی طرف ارسال کردئیے گئے اور سرعسکری کا عہدہ محمود پاشا داماد کے حوالہ کیا گیا۔

روسی فوجوں نے عبور دریا کے بعد بلقان کے کوہستانی سلسلہ کی طرف بڑھکر اُنپر قبضہ کرنا چاہا اور جنرل گورکو نے بلقان کی گھاٹیوں اور درہ شپکا پر تسلط کرلیا - اور بیرن کروڈنر Kreudner نے بزور شمشیر شہر نیکوپولی پر قبضہ کرکے وہاں کی سات ہزار ترکی فوج، (۱۱۳) توپیں اور پانچ ہزار بندوقیں گرفتار کرلیں (۱۵ جولائی ۱۸۷۷ء) یہ خبریں سنکر غازی عثمان پاشا مقام ودین سے اپنی ماتحت فوجکو جس میں چالیس پلٹنیں تھیں ہمراہ لیکر نیکوپولی کو کمک دینے کے لئے کوچ کردیا اور جب قریب پہنچکر اُنکو اس شہر کے فتح ہوجانیکا حال معلوم ہوا تو مقام پلیونا کا ارادہ کیا جو بہت مستحکم جگہ تھی اور اُس جنگی راستہ کے خط اتصال پر واقع تھی جو سواحل دریاے ڈینوب وغیرہ سے آتا ہوا کوہستان بلقان کی طرف جاتا تھا - عثمان پاشا نے اسی مقام میں اپنا کیمپ قائم کرکے مورچہ بندی آغاز کردی اور روسیوں کا حملہ رد کرنا شروع کردیا جنہوں نے بار اول (۲۰) جولائی کو زیر کمان جنرل شیلڈر کے اور بار دوم (۳۰) جولائی کو بماتحتی جنرل کروڈنر کے اس شہر پر حملہ کیا تھا اور دونوں مرتبہ عثمان پاشا نے اُنکو ہزیمت دیکر پسپا کیا - دوسرے حملہ میں روسیوں کی قوت تیس پیادہ پلٹنوں اور اسی قدر سواروں کے رسالوں سے زائد تھی اور دو سو توپیں بھی اُن کے ساتھ تھیں - روسیوں کے پلونہ کے سامنے سے ہزیمت اُٹھاکر پسپا ہونے کے بعد ترکی افواج کو تازہ کمک ملگئی جسکے بعد انہوں نے جارحانہ کارروائی بھی شروع کردی - اب جدید ترکی سپاہ تین حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی ایک حصہ غازی عثمان پاشا کے فرقہ سے ملگیا تھا اور دوسرا حصہ بماتحتی سردار محمد علی پاشا اُس روسی فوج کے مقابلہ پر بڑھا جو پرنس الگزینڈر ولیعہد روس کے ماتحت تھی - اور تیسرا حصہ سلیمان پاشا کی فوج میں شریک ہوگیا جو جبل اسود کے حدود سے طلب کرکے درہ شپکا سے روسی افواج کو نکالنے پر مامور ہوا تھا - سلیمان پاشا نے مقام اسکی زعرہ میں جنرل گورکو سے جنگ کرکے اُسے بہت بُری طرح شکست دی - اور جب گورکو کوہستان بلقان کی طرف ہٹ گیا تو سلیمان پاشا نے اُسکا تعاقب کرکے درہ شپکا کو اُس سے چھین لینے کی کوشش کی +

محمد علی پاشا کی سپاہ پہلے تو جنگ صاری نصوحلر میں چیرہ دست رہی تہی - لیکن جب اس کے بعد گرینڈ ڈیوک نکلس نے اپنی فوجوں کو دو حصّوں میں بانٹ کر ایک حصّہ محمد علی پاشا کے مقابلہ پر رہنے دیا اور دوسرا حصّہ بوقت ضرورت اُس کی کمک یا عثمان پاشا کے مقابلہ کے لئے مخصوص کیا جو روسی مورچوں کو برابر دہمکی دیتا اور اُنکی فوجی لین کو توڑ دیا کرتا تہا - ان دنوں عثمان پاشا، محمد علی پاشا اور سلیمان پاشا کی متواتر کامیابیوں نے روسی فوج کو بہت ہی نقصان پہنچایا اور اُسکا قافیہ تنگ کر رکھا تہا لیکن بہت جلد روسیوں کو باغی حاکم رومانیا کی ایک لاکھ فوج سے تازہ کمک ملگئی اور خود زار روس بہی میدان جنگ میں آپہنچا روسیوں کے حوصلے بڑہ گئے اور اُنہوں نے چند لڑائیوں میں ترکوں کو نیچا دکھایا - اسی عرصہ میں جنرل زمرمان روسی اپنی فوج کو دریاے ڈنیوب سے ایساقچی کی جانب پار اُتار کر دوبرودیجہ کی سرزمین میں آگیا اور بازارجق کی طرف بڑہا جہاں مصری سپاہ موجود تہی اور جنگ میں مصری سپاہ کا افسر راشد حسنی پاشا پسپا ہونے پر مجبور ہوا نیز جنرل زکریا پاشا مصری افسر ماراگیا تو یہ فوج حسب الحکم امیر حسن پاشا کے وارنہ کو پلٹ آئی جو خود بہی محمد علی پاشا کی جنگ صاری نصوحلر میں کامیابی کے بعد مع اپنی ہمراہی مصری سپاہ کے یہیں چلا آیا تہا +

اِن لڑائیوں کے بعد روسیوں نے مارشل مولٹک جرمنی سپہ سالار کی ہدایتوں پر عمل کیا جس نے یہ صلاح دی تہی کہ زبردست قلعوں کا محاصرہ کئے رکہنا بہ نسبت اسکے زیادہ مفید ہوگا کہ تم اُنپر ہلّہ کر کے قابض ہونے کا ارادہ کرو اور چونکہ اس لڑائی میں روسی فوجوں کی لین بیشتر اوقات محض جرمنی افسروں ہی کے مشورہ سے قائم کیگئی تہی اسلئے وہ روسیوں کو ترکوں سے لڑنے پر خوب اُبہارتے تہے اور اُنہیں کی صلاح سے روسی سپاہ اس قدر جلد دریاے ڈنیوب سے پار اُتر آئی تہی اس کے علاوہ بہت سی امداد اس لڑائی میں جرمنی کی طرف سے روسیوں کو ملی تہی - غرضکہ روسی سپاہ نے پلونہ کے محاصرہ کا مصمم ارادہ کرکے اُس کے گرد دائرہ بنانا شروع کیا اور اس

محاصرہ کی نگرانی جنرل ٹوٹلبن Totleben کے سپرد کیگئی جسنے کافی مقدار کی فوجوں سے کمک کے بعد دیگر اے تین لینین پلونہ کی تین سمتوں میں مرتب کردیں تاکہ محاصرہ کے لئے مناسب سامان بہم پہنچے اور جب ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو یہ کام ختم ہولیا تو اب عثمان پاشا کو کمک ملنا محال ہوگیا مگر اس شیر مرد نے مدافعت میں ذرا بھی کمی نہیں کی یہانتک کہ جب اُس کے پاس کا تمام سامان جنگ اور رسد ختم ہوچکا تو اس دلیر غازی نے یہ ارادہ کیا کہ میدان میں نکلکر دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا محاصرہ سے باہر ہوجائے اور دل میں ٹھان لیا کہ اگر اس معرکہ میں کامیاب ہوگئے تو کیا کہنا ہے ورنہ حق نمک سے عہدہ برآ ہوکر اور اپنی سلطنت کی عزت قائم کرکے جان دینا بھی دنیا میں بہت بڑی عزت اور آخرت میں بلندی درجات کا موجب ہے اور دینی فرض جہاد کے حق ادا کرنے کی اس سے عمدہ صورت کوئی اور نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ بارہویں ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کو بہادر ترک سپاہیوں نے جان پر کھیلکر بسم اللہ کہکے ایکبارگی مورچوں سے قدم نکال دیا اور دشمن کی شدید گولہ باری کی زد اٹھاتے اور لڑتے مرتے بڑھے چلے گئے۔ اس حملہ سے قبل چار دن سے بہادر ترکوں نے صرف تھوڑے آٹے کے سوا جو اُنکے پاس رہگیا تھا اور کوئی غذا نہیں پائی تھی اور اب وہ بھی نہ تھا اس لئے فاقوں نے اُن کی قوت مضمحل کوڈالی تھی مگر باوجود اس کے اُنہوں نے روسی مورچوں کی پہلی اور دوسری لینیں توڑ کر تیسری پر بھی حملہ کردیا تھا اور قریب تھا کہ وہ اُسے بھی فتح کرلیں کہ قضاوقدر کے احکام نے اُنکا پانسہ تقدیر پلٹ دیا اور اُنکا دلیر افسر غازی عثمان پاشا ران میں گولی کھاکر گھوڑے سے زمین پر گر پڑا۔ ترک سپاہیوں کو گمان ہوا کہ اُنکا بہادر سپہ سالار شہید ہوگیا ہے اس لئے اُنکے حوصلے ایکدم پست ہوگئے اور وہ گھبراکر شہر کی طرف واپسی کے لئے مڑے جسپر روسیوں نے اُنکے نکلتے ہی تسلط کرلیا تھا اب ترکی افسروں نے دیکھا کہ وہ دونوں طرف سے دشمن کی آتشباری کے نشانہ بن رہے ہیں تو انہوں نے غنیم کی اطاعت مان لینا مناسب تصور کیا اور سفید نشان اُڑاکر روسی گولہ باری کو روکا جسکے بعد نواب توفیق پاشا رئیس ارکان حرب افواج عثمانیہ

جس نے اپنی جنگی مہارت سے پلونہ کے قلعے اور مورچے بنائے تھے روسی سپاہ کی
سرنگوں ہو گیا اور روسی اعلے سپہ سالار جنرل چانٹسکی نے منا لیا تھا اور اس سے ملکر روسی
جنرل اسٹراکوف کو اپنے ساتھ لئے ہوئے وہاں پہنچا جہاں عثمان پاشا کو بحالت زخم
اٹھا کر رکھا گیا تھا اور جنرل مذکور نے عثمان پاشا سے کہا کہ پہلے تم اپنی فوج کو ہتھیار ڈالدینے
کا حکم دیدو اس کے بعد گفتگو ہوگی کیونکہ اسے اعلے سپہ سالار افواج روسیہ
یعنی گرینڈ ڈیوک نکلس برادر قیصر کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔ عثمان پاشا
نے دیکھا کہ موقع چون و چرا کا نہیں ہے اس لئے انہوں نے غنیم کی درخواست منظور
کرلی اور جنرل اسٹراکوف نے واپس جا کر یہ خبر جنرل جان اسکی کو پہنچائی جو خود
عثمان پاشا سے ملنے آیا اور انکو اور انکی فوج کو ایسی بے نظیر دلیری اور جنگی کارروائی
پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب آپ ترکی سپاہ کو ہتھیار ڈالدینے کا حکم
دیدیں چنانچہ عثمان پاشا نے سپاہیوں کو اطاعت مان لینے کا حکم دیدیا اور آخر
میں اپنی تلوار بھی روسی جنرل کے حوالہ کردی۔ پھر روسی افسر نے عثمان پاشا کو اپنی
گاڑی پر سوار کرایا اور انکو پلونہ کی طرف لیگیا راستہ میں پاشاے ممدوح کو
گرینڈ ڈیوک نکلس اور امیر رومانیا ملے جنھوں نے انہیں عزت کے ساتھ فوجی سلام
کیا اور دوسرے دن علے الصباح عثمان پاشا مع اپنے خاص ڈاکٹر کے زار روس
سے ملنے گئے جس نے انکو دیکھکر سر و قد تعظیم دی اور نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ
انہیں مرحبا کہکر انکے اپنے ملک و ملت کی طرف سے اس قدر دلیری کے ساتھ
لڑنے پر مبارکباد دیتے ہوئے انکی تلوار واپس کردی اور حکم دیا کہ تم اسے عزت و
احترام کی نشانی سمجھکر اپنی کمر سے باندھو۔ ازاں بعد غازی عثمان پاشا کو بمقام کرکوف
بھیجدیا گیا جہاں وہ اختتام جنگ تک نظربند رہے۔

غازی عثمان پاشا کے ساتھ مقام پلیونا میں صرف پچاس ہزار فوج تھی اور
روسی محاصر فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے بھی زائد تھی اسکے علاوہ ترکوں کے پاس
صرف ستتر توپیں تھیں اور روسیوں کے ساتھ چھ سو توپیں موجود تھیں پس انہیں

شمار و اعداد سے وہ فرق ظاہر ہو سکتا ہے جو دونوں جنگ آور فریقوں کی بہادری میں تھا۔ ترکی فوج کی یہ کارروائی قابل یادگار ہے کہ انہوں نے اپنے فوجی نشان غنیم کو سپرد نہیں کئے۔ کیونکہ زیادہ قیمتی نشانات تو انہوں نے آہنی صندوقوں میں بند کر کے پلیونا چھوڑنے سے پہلے ہی زمین کے اندر دفن کر دیئے تھے اور باقی بھی اطاعت سے پہلے جلا کر راکھ کر ڈالے۔ دولت علیہ نے معاملات کی پیچیدگیاں اندرونی گڑبڑوں سے ترکی عیسائی رعایا کی شورہ سری میں اضافہ ہوتے دیکھ کر پلیونا کے ہاتھ سے نکلتے ہی صلح کا قصد کیا تھا لیکن سر لایارڈ Layard انگلش سفیر نے اُس سے وعدہ کیا کہ انگلش حکومت فوجی کمک دیگر معاملہ میں دخل دیگی اس لئے وہ رُک گئی اور اگر یہ عرقوبی وعدے نہ ہوتے تو سلطنت عثمانیہ کو بعد کی سخت مضرت رساں شرائط پر صلح ماننے سے بدرجہا کم نقصان پہنچتا جس کا حال آگے چلکر واضح ہوگا +

اناطولیا میں جنگی کارروائیوں کا بیان اور خاتمہ جنگ اور معاہدہ سینٹ اسٹیفن کا ذکر:۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا یہ تو یورپین ترکی کے واقعات کا خلاصہ تھا اب ایشیائی ترکی کے حالات سنئے کہ وہاں پہلے پہل تو عثمانی فوجوں کو فتح و ظفر حاصل ہوتی رہی جنرل ملیکوف شہر قارص کی طرف بڑھا تھا اور جنرل ٹرگوکاسوف شہر بایزید کو دھمکی دیتا تھا۔ اور انکے علاوہ اور روسی سپہ سالار دیگر مقامات اردہان اور باطوم کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جنرل ملیکوف نے شہر اردہان پر بتاریخ ۱۷ مئی قبضہ کر لیا ۲۱ مئی ۱۸۷۷ء اور اس کے بعد اس نے قارص پر محاصرہ قائم کر کے ارض روم پر بھی دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ ۳۰ اپریل ۱۸۷۷ء کو جنرل ٹرگوکاسوف نے شہر بایزید پر تسلط کرنے کے بعد دسویں جون ۱۸۷۷ء کو ترکی افواج پر مقام دائر ...

فتح حاصل کرلی - ان واقعات کے بعد غازی مختار پاشا کی فوج آگے بڑھی اور اُس نے زوین کے بلند مقاموں پر قبضہ کر لیا - اس فوج میں (۵۹) پلٹنیں پیدلوں کی، چار ہزار سوار، اور ساٹھ توپیں تھیں - اور اسی اثنا میں سپہ سالار اسماعیل حقی پاشا کرد ونکی ایک زبردست سپاہ کے ساتھ جنرل ہوجاسوف پر دباؤ ڈال رہا تھا چنانچہ ایسا ہوا، ترتیب سے ترکوں نے ملیکوف اور ہوجاسوف کو زیر کرلیا اور بتاریخ ۶ جون ۱۸۷۷ء غازی مختار پاشا کی سپاہ نے روسیوں پر ایسی نمایاں فتح حاصل کی کہ زوین کی سمت میں جسقدر روسی فوج تھی سب کو بالکل پیس ڈالا اور ملیکوف کو قارص کا محاصرہ چھوڑکر الگزینڈر وپلی کی طرف پسپا ہوجانا پڑا مگر عثمانی فوجوں نے اُسکا تعاقب نہیں چھوڑا اس لئے وہ پسپا ہوتے وقت اپنی ترتیب قائم نہ رکھ سکا - لیکن جنرل ہوجاسوف باقاعدہ پسپا ہونے میں کامیاب ہوا اور اُس نے اپنی فوجکو ترکوں کے نرغہ میں پھنس جانے سے صاف بچاکر اجدیر کیطرف ہٹا لیا - جس کے بعد اسماعیل پاشا نے چالیس پلٹنوں اور (۵۵) توپوں کے ساتھ ہوجاسوف کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کردی اور غازی مختار پاشا نے جنرل ملیکوف سے معرکہ آرائی کی ٹھان لی - پھر تو ترکی فوجوں نے روسیوں کو اس طرح نوک دم بھگایا کہ چند دنوں کے اندر اُنہیں عثمانی قلمرو سے بالکل نکال دیا - ان لڑائیوں میں مشہور لڑائیاں کرکلہ، انی، ایانیہ، ایاک تپہ سی، اولیار، اور، قزل تپہ سی، کی جنگیں تھیں انمیں بھی سب سے اہم اور معرکہ کی جنگ، کدکلر کی لڑائی تھی جس کے بعد جلالت مآب سلطان المعظم نے مختار پاشا کے نام شکر گذاری کا فرمان اور غازی کا لقب ارسال کیا - روسیوں نے پے درپے شکستوں میں اپنی فوج کے برباد ہوجانے اور ذخیرہ جنگ کم پڑجانے کے باعث پھر کوئی بڑی لڑائی نہیں چھیڑی بلکہ وہ معمولی زد وخورد کرتے رہے، مگر اسی کے ساتھ گرینڈ ڈیوک میخائیل حاکم عام صوبہ قوقاز نے تازہ کمک اور سامان جنگ طلب کرکے جسوقت پھر قوت حاصل کرلی تو آخر ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں جنرل ملیکوف نے دوبارہ جارحانہ کارروائی آغاز کردی اور قزل تپہ میں مختار پاشا کی سپاہ پر حملہ آور

ہوا دونوں جانب کی فوجیں مقام آلاجہ طاغ میں معرکہ آرا ہوئیں اور کئی دن کی سخت جنگ کے بعد ترکوں نے بیشمار نقصانات اٹھا کر ہزیمت پائی، مختار پاشا کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اب ارض روم کی طرف ہٹ جائے۔ اور روسیوں کو قارص کا دوبارہ محاصرہ کرلینا ممکن ہوا تو انھوں نے نہایت شدت کے ساتھ اُسے چاروں طرف سے گھیر کر آخر اٹھارہویں نومبر ۱۸۷۷ء کو اُسپر بالکل تسلط ہی کرلیا۔ قارص سے روسیوں نے (۱۷۰۰۰) ترکی فوج اور تین سو توپیں گرفتار کیں اور گو اسکے بعد بھی مختار پاشا نے غنیم کی پیشقدمی روکنے کیلئے ناخنوں تک زور لگایا لیکن وہ ناکام ہوکر ارض روم کی جانب چلے جانے پر مجبور ہوگیا جہاں از سرِ نو پراگندہ فوجوں کی فراہمی اور قلعوں اور مورچوں کی درستی میں مصروف ہوا۔ مختار پاشا نے جس تیزی کے ساتھ شہر ارض روم کو قلعبند کیا ہے اس سے وہ نہایت قابل تعریف مانا جاتا ہے اور فوجی اخبارات نے اُس کی بہت کچھ مدح سرائی کی ہے چنانچہ اُس نے ایسی کارگزاری کے باعث خاتمۂ جنگ تک روسیونکو اس شہر پر قابو نہیں پانے دیا اور برابر اُنکے سخت حملوں کو رد کرتا گیا۔ روسی جنگ نے جو آفت برپا کر رکھی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ قارص اور پلیونا کے ہاتھ سے نکلتے ہی پرنس میلان امیر سرویا نے بھی دسواں دسمبر ۱۸۷۷ء کو ٹرکی پر اعلان جنگ کردیا اور علانیہ روس کے ساتھ سازش کرلی جس نے اُسے ایسی بے جا اور متکبرانہ حرکت پر آمادہ بنا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتا تھا۔ بے یار و مددگار دولت عثمانیہ کو ماتحت رئیس کی اس کارروائی سے کوئی حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ خود اس امر کی منتظر تھی اور اُس نے فوراً سرویا والوں کے نام ایک فرمان جاری کرکے اُنکو پرنس میلان کی معزولی کی اطلاع دی اور صبر و سکون سے کام لینے کی ہدایت کی مگر وہ احسان فراموش ان باتوں کو کب سنتے تھے، دوسری جانب جبل اسود کی فوجیں بھی پیٹ سے پیر نکال رہی تھیں اور انھوں نے حدود عثمانیہ پر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا کیونکہ دولت علیہ نے طاقتور غنیم روس کے مقابلہ کرنے کیواسطے ہر طرف سے فوجوں کا بیشتر حصہ طلب کرلیا تھا اور تھوڑی سی

سرحدی فوج کمبخت مفسدوں کی پوری روک تھام سے عاجز تھی - خلاصہ یہ ہے کہ ان امور کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دولت عثمانیہ کو اس نامبارک جنگ میں صرف ایک روسی غنیم ہی سے نہیں نبٹنا پڑا تھا بلکہ اُس کے ماتحت تمام عیسائی علاقے والیشیا، مالڈیویا، سرویا، جبل اسود، اور تقریباً تمام ترکی عیسائی رعایا، بھی اُس کے لئے وبال جان ہو رہی تھی اور اُسے چوطرفی چوٹ بچانا پڑتی تھی - اسی اثناء میں موسم سرما اور برف باری کا موسم ہو چلا جس سے ترکی وزارت جنگ کو خیال پیدا ہوا کہ اب لڑائی چندروز کے لیئے بند ہو جائیگی اور بھی نئی فوجیں جمع کر لینے کا کافی وقت ملیگا تاکہ پھر دشمن سے مقابلہ کرنے کی طاقت آجائے مگر یہ گمان یقین کے درجہ تک نہیں پہنچا کیونکہ روسیوں نے اپنی جلد جلد فتوحات کے بعد ہی بلقان کی طرف فوجوں کا بڑھانا شروع کردیا اور جنرل طوطلبن نے یہی مناسب سمجھا کہ جہانتک جلد ممکن ہو ودین، اوبجق، اور شملہ پر بلقان کی طرف جانے سے پہلے ہی تسلط کر لیا جائے - اور اس بارہ میں نقصان جان ومال کا اندیشہ ہرگز نہ کیا جائے - چنانچہ اس جنرل نے عین چلہ کے جاڑوں اور برفباری کے زمانہ میں آگے بڑھکر شاکر پاشا کے ساتھ جنگ چھیڑدی اور اُسے ہزیمت دے کر (۴ جنوری ۱۸۷۸ء کو) صوفیا پر قبضہ کر لیا، اور اسی مہینے کی نویں تاریخ کو درہ شپکا کی محافظ ترکی سپاہ نے بھی غنیم کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے جسکے بعد جنرل گورکو نے سلیمان پاشا کی سپاہ پر حملہ کردیا اور تین دن کامل طرفین میں سخت جنگ ہوتی رہی جسمیں ترکوں نے اپنی بہادری کے ایسے جوہر دکہائے جنکا ذکر قیامت تک تاریخ کے صفحوں پر نقش رہیگا اور شہر فلپہ کے نزدیک یہ لڑائی ہوئی تھی مگر آخرکار ترکوں کو ہزیمت اٹھاکر کوہستان رودوب کی طرف ہٹ آنا پڑا (۱۹ جنوری)، پھر بیسویں تاریخ ماہ مذکور کو جنرل اسکوبلیف کے ہراول دستہ نے شہر ایڈریانوپل میں داخلہ کیا، اسوقت بلقان کی ترکی سپاہ کا کمانڈر انچیف رؤف پاشا وزیر جنگ تھا - ایڈریانوپل پر متسلط ہونے کے بعد روسیوں نے آستانہ علیہ پر پیشقدمی آغاز کردی یہانتک کہ وہ شہر سے صرف پچاس کیلومیٹر کے فاصلہ پر رہگئے حکومت عثمانیہ نے اپنی تباہ حالی پر نظر

کر کے مہلت جنگ طلب کرنا چاہا تاکہ صلح کی شرطیں قرار دی جائیں اور نامق پاشا اور سرور پاشا کو اپنی جانب سے ایلچی بنا کر گرینڈ ڈیوک نکلس کے پاس اسبارہ میں گفتگو کرنے کے لئے ارسال کیا جنکے ساتھ دو فوجی عہدہ دار بھی تھے۔ ان ایلچیوں نے شہر قزانلق میں گرینڈ ڈیوک سے ملکر اسے اپنی حکومت کا پیام سنایا اور وہ انکو اپنے ساتھ لیکر ایڈریانوپل چلا گیا تاکہ زار کا جواب آنے کے بعد انہیں اثبات یا نفی میں جواب دیگا۔ پھر زار کی طرف سے جواب منظوری کا آگیا تو دو معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ ایک معاہدہ گرینڈ ڈیوک اور سرور پاشا اور نامق پاشا کے مابین ہوا جسکا ماحصل یہ تھا کہ بلغاریا کو انتظامی خودمختاری دی جائے اور رومانیا، اور جبل آسود کو انکی سرحدوں میں تغیر و تبدل کرنے کے ساتھ آزاد حکومتیں مانا جائے۔ اور روسی حکومت کو ایک مقررہ تاوان جنگ نقد ادا کیا یا بالعوض نقد تاوان جنگ کے کچھ حصہ مفتوحہ ملک کا دیا جائے اور دوسرا معاہدہ عثمانی فوجی قائم مقاموں اور روسی فوجی افسروں کے مابین شرائط التوائے جنگ کی بابت تحریر ہوا تھا۔ چنانچہ اسی کے بعد ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کو مخالفانہ حرکتیں دونوں طرف سے موقوف ہو گئیں اور باب عالی نے بھی حکم دیدیا کہ بحیرہ اسود کے روسی سواحل پر سے جنگی محاصرہ برطرف کر لیا جائے۔ اور گرینڈ ڈیوک نکلس مظفر و منصور ہو کر سینٹ پیٹرسبرگ کو واپس چلا گیا۔ انگلستان کو مہلت جنگ اور صلح کی ابتدائی شرطوں کی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے دعوے کے مطابق یہ خوف کر کے کہ کہیں حکومت روس قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے، اپنے اُس جنگی بیڑہ کو جو خلیج بیشکہ میں موجود تھا حکم دیا کہ وہ بخلاف عہدنامہ پیرس جس کے رُو سے ہر ایک یورپین طاقت کے جنگی جہازوں کا آبنائے ڈارڈنلز میں ہو کر نکلنا ممنوع تھا بحیرہ مارمورا میں داخل ہو جائے۔ اور یہ بیڑہ چودھویں فروری ۱۸۷۸ء کو آبنائے میں گھس آیا۔ چونکہ اسوقت سلطنت عثمانیہ میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بزور انگریزی بیڑہ کو روک سکتی لہٰذا وہ صرف اعتراض کر کے رہ گئی۔ اس کے علاوہ بعض یورپ کی حکومتیں اس فکر میں بھی تھیں کہ شرائط صلح انکی معرفت طے ہوں۔

تاکہ کہیں خود محاربین کے مابین صلح کی قرارداد ہوجانے سے ۱۸۵۶ء کے معاہدہ پیرس کی دفعات میں کوئی خلل نہ واقع ہوسکے - مگر روسی حکومت نے اس بات کو نہیں مانا اور اس نے اسی بات پر زور دیا کہ وہ فاتح ہونے کی حیثیت سے خود ہی ٹرکی کے ساتھ شرائط صلح طے کریگا اس کو کسی متوسط کی حاجت نہیں - چنانچہ اسی جھگڑے کے باعث مذکورہ بالا معاہدوں کی اشاعت ۱۵ فروری ۱۸۷۸ء تک ملتوی رہی - اور اس تاریخ کو انکا سرکاری طور پر اعلان کیا گیا جسکے بعد دونوں حکومتوں کے سفیر صلح شہر سینٹ اسٹیفن میں فراہم ہوئے جسے روسی فوج نے مہلت جنگ کے بعد اپنا جائے قرار بنا لیا تھا - صفوت پاشا وزیر خارجہ اور سعد آلدہ پاشا سفیر برلن دو شخص منجانب دولت عثمانیہ سفیر صلح بنائے گئے اور روسی حکومت کیجانب سے سیونیلڈوف اور کونٹ اغناٹیف قائم مقام مقرر ہوئے کئی جلسوں کے بعد ترکی قائم مقاموں کو (۲۹) دفعات کے ایک معاہدہ پر مجبوراً دستخط کرنے پڑے جسکی اہم دفعات حسب ذیل تھیں :-

بحر اسود کی اراضی اس کی سابقہ حالت سے دگنی کردی جائے اور اسے دو بندرگاہ اسپتیزا اور انتیواری بھی دئیے جائیں - سرویا کا ملک جو اب آزاد حکومت ہوگیا ہے ینش کا ضلع پائے - اور رومانیا بھی جو مستقل سلطنت بنادی گئی ہے بعوض صوبہ بسارابیا کے جسے روس نے لیلیا ہے دوبرویجہ کے علاقہ پر قابض بنایا جائے ، بلغاریا کو نیم خود مختار ریاست بنا کر اس کی سرحدیں دریائے ڈنیوب سے لیکر بحر آرکی پیلیگو تک ممتد کی جائیں یعنی سلطنت عثمانیہ کے پاس یورپ کے خطہ میں بجز شہر قسطنطنیہ گلیپولی ، سلانیک اور اس کے اطراف ، اور صوبہ جات ایپیر ، تھسلی ، البانیا ، بوسینیا ، اور ہرزیگوینا ، کے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا جائے - اور ایشیا کے خطہ میں مقامات قارص ، اردہان ، باطوم ، اور ، بایزید ، روس کو دیدئے جائیں اور ان سب کے علاوہ سلطنت عثمانیہ (۱٬۴۱۰٬۰۰۰٬۰۰۰) روبل - یعنی (۲۳۵٬۲۱۷٬۳۹۱) ترکی پونڈ نقد تاوان جنگ ادا کرے - یہ معاہدہ جو ۳ مارچ ۱۸۷۸ء کو مکمل ہوا تھا

بیالیس ۴۲ دن کے بعد روسی سرکاری اخبارات میں شائع ہوا تو انگلستان کو اسپر بیحد جوش آیا اور اُس نے اپنی احتیاطی فوج جمع کرنیکا حکم دیا، انگلش بیڑے مالٹا میں جمع کئے جانے لگے اور ہندوستان سے بھی فوجیں طلب ہوکر ہیں فراہم کیجاتی تہیں مگر باوجود اس قدر جوش وخروش کے انگلستان کو روس کا قوت کے ساتھ روک سکنا ممکن نہیں ہوا کیونکہ دول یورپ میں سے کسی حکومت نے اُس کی امداد کا وعدہ نہیں کیا اور نہ انگلش سفیر سیولا یارڈ کی وہ کوششیں کچھ کارگر ہوئیں جو اُسنے ترکوں اور روسیوں میں پہر جنگ چھڑوا دینے کی بابت، اُسوقت کیں جبکہ دونوں طرف کی فوجیں چتالچہ کے نزدیک کیمپ ڈالے تہیں۔ نیز اُس نے کوہستان روڈوپ کی مظلوم مسلمان رعایا کو بھی روسیوں سے لڑا دینے کی سعی کی جنپر اثنائے جنگ میں روسیوں اور بلغاریا والوں نے سخت وحشیانہ ظلم کئے تہے لیکن یہ بات بھی نہ چل سکی۔ دولت عثمانیہ نے تو اسلئے دوبارہ جنگ پر اقدام نہیں کیا کہ اُسے کریٹ اور تھسلی وغیرہ کے عیسائی باشندوں میں بغاوت پہوٹ پڑنے کا قوی اندیشہ تہا۔ مگر لندن اور سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک عرصہ تک خط وکتابت جاری رہنے کے بعد جرمنی کے مشہور وزیر پرنس بسمارک نے اس معاملہ میں دخل دیکر روس، انگلستان اور آسٹریا کے مابین (۳۰ مئی ۱۸۷۸ء کو) ایک خفیہ معاہدہ قرار دے لیا اور روسی حکومت نے اسبات کو مان لیا کہ وہ معاہدہ سینٹ اسٹیفن کو ایک یورپین کانفرنس کے سامنے پیش کریگی اور یہ بھی اس مجبوری کیوجہ سے مانا کہ انگلستان روس سے بالکل آمادۂ جنگ ہورہا تہا پہر عین اسی حالت میں لارڈ بیکنسفیلڈ انگلش وزیر خارجیہ نے دولت عثمانیہ سے ایک خاص معاہدہ کرلینے میں کامیابی حاصل کی جسکا مفاد یہ تہا کہ اگر روسی حکومت صوبۂ اناطولیا کی طرف پیش قدمی کرے تو انگلستان ٹرکی کے ساتھ شریک جنگ ہوگا اور بابعالی نے اسکے مقابلہ میں عہد کیا کہ وہ اس علاقہ کے عیسائی باشندوں کی خوشحالی کا سامان کریگا اور گورنمنٹ انگلستان کو جزیرہ قبرص پر قبضہ کر کے وہاں کا انتظام کرنیکا مختار بنادیگا تاکہ یہ سلطنت روسی قلمرو سے

نزدیک رہکر بوقت ضرورت روسی حملوں کی مدافعت میں ٹرکی کے ساتھہ شریک ہوسکے کیونکہ اوّل تو باب عالی کو یہ اندیشہ تہا کہ اناطولیا کی عیسائی رعایا روسی ہتھکنڈوں کا شکار ہوجائیگی اور دوسرے یا خوف بہی تہا کہ روسیوں کی طبیعت قسطنطنیہ پر تسلط کرنے کے لئے بیچین ہورہی تہی۔ غرضکہ باب عالی نے موجودہ پیچیدگیوں پر نظر کرتے ہوئے اپنی باقی املاک کو محفوظ رکہنے کی نیت سے اور معاہدہ سینٹ اسٹیفن کو اس طرح معتدل بنانے کے قصد سے کہ وہ اُس کے حسب منشا اور مفید ہوجائے یہ نیا معاہدہ قبول کرلیا۔ اور (۴ر جون ۱۸۷۸ء) کو اسپر دستخط کردئے۔ اور جسوقت برلن کانفرنس ہورہی تہی اُسی زمانہ میں دونوں معاہدہ کرنے والی حکومتوں نے اُس معاہدہ پر اتنا حاشیہ بہی چڑہا دیا کہ انگلستان جزیرہ قبرص کا انتظام کیونکر کریگا اور کس قدر روپیہ سالانہ اُس کی آمدنی میں سے باب عالی کو ادا کیا جاتا رہیگا۔ نیز اس جزیرہ کا انگریزی قبضہ سے چہوٹنا اس بات پر موقوف رکہا گیا کہ جسوقت روسی حکومت باطوم اور قارص کے شہروں کو چہوڑیگی (جو آخر میں یکم جولائی ۱۸۷۸ء کو بالکل اور قطعی طور پر روسی قلمرو سے ملا دئے گئے) اُسی وقت انگلستان بہی جزیرہ قبرص خالی کردیگا۔

معاہدہ برلن:-

روسی حکومت نے معاہدہ سان اسٹیفن کو دول عظام کی کانفرنس میں پیش کرنا منظور کرلیا تو پرنس بسمارک نے جملہ دول یورپ کے نام بذریعہ تار اس کانفرنس میں اپنے قائم مقام بہیجنے کی دعوت دی اور (۱۳ جون ۱۸۷۸ء) اس کانفرنس کے افتتاح کی تاریخ مقرر کیگئی۔ صدارت کا عہدہ خود پرنس بسمارک کے لئے مخصوص ہؤا اور بہت سی اُن قوموں نے بہی اپنے ڈیلیگیٹ (نائب) اس کانفرنس میں شرکت کیلئے روانہ کئے جنکو اپنے کچھ دعاوی اور اغراض کانفرنس سے مانگنے ضروری تہے مگر ایسے قائم مقام بغیر خاص اجازت کے کانفرنس کے جلسوں میں شریک نہیں ہوسکتے تہے اور

کئی دنوں تک سفرائے دول میں بحث و مباحثہ ہونے کے بعد آخر میں سب نے معاہدہ برلن پر دستخط کئے۔ اس کانفرنس میں دولت عثمانیہ کی طرف سے محمد علی پاشا، قرہ تیودوری پاشا، اور سعد اللہ بک، تین نائب ارسال کئے گئے تھے مگر بعض مورخین نے محمد علی پاشا کا تقرر اس لحاظ سے ناپسند کیا ہے کہ وہ دراصل جرمنی کا باشندہ تھا اور اسلام قبول کر کے ترکوں میں شریک ہوگیا تھا اسی واسطے پرنس بسمارک خصوصًا اور دیگر قائم مقامان دول یورپ عمومًا اسے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور کئی مرتبہ پرنس بسمارک نے اسے بھری مجلس میں بلاوجہ ڈانٹ بھی بتلائی جو بالکل خلاف انسانیت حرکت تھی۔

معاہدہ برلن کی اہم دفعات کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

جنرل اغناٹیف نے ریاست بلغاریا کا دو حصوں میں بانٹنا چاہا جسکا شمالی حصہ نیم خود مختار بلغاری حکومت رہے اور جنوبی حصہ صوبہ رومیلیا بھی کسی قدر خود مختار بنایا جائے، رومانیا کو مستقل سلطنت بنایا جائے اور صوبہ دوبرویجہ اس کی املاک میں شامل کیا جائے جو صوبہ بسارابیا کے معاوضہ میں دلوایا جاتا ہے جسپر روسیوں نے تسلط کر لیا ہے۔ سرویا کی حکومت میں جواب بالکل خود مختار حکومت ہوگئی ہے ترکی صوبہ نیش کا اضافہ کیا جائے۔ جبل اسود کو جسکی خود مختاری سلطنت عثمانیہ نے مان لی ہے۔ بندرگاہ انتیواری (بار) اور اس اراضی کا ایک تہائی حصہ دیا جائے جو معاہدہ سینٹ اسٹیفان کے رو سے دیجانی پہلے تجویز ہو چکی ہے۔ روسی حکومت صوبہ بسارابیا پر تسلط کرنے جواز روئے معاہدہ ۱۸۵۶ء اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا تھا۔ ایشیائے میں روسی املاک کے ساتھ قارص، باطوم، اور اردہان، کے شہر ملا دیئے جائیں اور باطوم کو جنگی استحکامات منہدم کرنے کے بعد آزاد بندرگاہ بنایا جائے روسی حکومت شہر بایزید اور وادی شگرد سلطنت عثمانیہ کو واپس دیدے۔ تاوان جنگ اس میں کسی طرح کی کمی نہیں کیگئی مگر اتنی شرط ضرور لگا دی کہ اس کے حقوق بحیثیت تاوان جنگ ہونے کے یورپین قرضخواہوں کو نعوذ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکینگے اس کے علاوہ برلن کانفرنس نے یہ بھی طے کیا کہ ایران صوبہ قطور کو، اور آسٹریا،

بندرگاہ اسپیزا کو لیلے اور آسٹریا کی فوجیں غیر محدود میعاد تک بوسینیا، اور ہرزیگوینیا، کے صوبوں پر قابض ہو جائیں تاکہ وہاں حسب مصلحت اور مفید اصلاحوں کو جاری کیا جا سکے، باب عالی نے اسبات کا اقرار لیا گیا کہ وہ عدالتوں میں بلا تمیز مذہب ہر جنس کی رعایا کے لوگوں کی شہادتیں قبول کرے، جزیرہ کریٹ میں وہ اساسی نظام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ جاری کیا جائے جسکی توضیح ۱۸۶۸ء میں ہوئی تھی، پیرس معاہدہ کے نظاموں سے ملتے ہوئے نظامات مقامی ضرورتوں کا لحاظ کرنے کے ساتھ اُن تمام یورپین ٹرکی صوبوں میں بھی بہت جلد جاری کیے جائیں، جن کے واسطے اس کانفرنس نے کوئی خاص دستور نہیں بنایا ہے - اور یہ کہ سلطنت عثمانیہ عملی طور پر بلا تاخیر اُن صوبوں کے انتظام کی درستی میں کوشش کرے جہاں ارمنی لوگ بکثرت رہتے ہیں اور اسبارہ میں اُنکی حالتوں اور ضرورتوں کا لحاظ رکھے، اُنکو چرکس اور کرد لوگوں کے دست درازی سے محفوظ رکھے - اور وقتاً فوقتاً دول یورپ کو اُن انتظامات کے عملدرآمد اور نتائج سے مطلع کرتی رہے جو اس کانفرنس نے منعقد کیے ہیں - ناظرین! یہ وہ شرطیں ہیں جو دول یورپ نے مغلوب ٹرکی کے لئے قرار دی تھیں - مگر شائد کیا بلکہ یقیناً وہ یورپ کی جنگ آور حکومتوں میں جنہیں سے ایک نے دوسری کو مغلوب بنا لیا ہو ہمنے کبھی ایسی سخت شرطوں کا منوایا جانا ابتک نہیں سُنا ہے لیکن کیا کیا جائے سلطنت عثمانیہ اکیلی اور اُس کے سامنے یورپین حکومتوں کا اتنا زبردست جتھا وہ اِن شرطوں کو نہ مانتی تو کیا کر سکتی تھی - اور جو شخص اِس معاہدہ کی دفعات پر غور کریگا اُسے صاف طور سے معلوم ہو جائیگا کہ اس ذریعہ سے باب عالی کو اُس کی تمام ماتحت ریاستوں کی افسری سے کنارہ کش ہونے پر مجبور بنایا گیا اور اُسکی نصف کے قریب یورپین املاک کو اُسکے ہاتھوں سے چھین لیا گیا - اس منحوس معاہدہ کو چند مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ جزیرہ کریٹ کے عیسائی باشندوں نے اُن حقوق کا مطالبہ آغاز کر دیا جو برلن کانفرنس نے اُن کے لئے خاص کر دیے تھے اور دولت علیہ نے غازی احمد مختار پاشا کو وہاں روانہ کیا جنہوں نے ۲۵ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو

معاہدہ ہلیتیہ منعقد کیا اور جلالت مآب سلطان المعظم نے اُس معاہدہ کی شرطیں نافذ فرمانے کا حکم صادر کردیا - پھر یونان اور مانٹی نیگرو والوں نے اپنے حقوق مانگنے کا شور مچایا اور دولت علیہ نے اُنکی درخواست منظور کرنے کا ارادہ کیا تو البانیا والے بگڑ بیٹھے کہ ہمارے صوبہ کا کوئی ٹکڑا غیروں کیلئے کس لئے دیا جائیگا اسمیں ہماری حق تلفی ہوتی ہے اگرچہ البانیا والوں کا یہ معارضہ بالکل حق تہا لیکن بے ایمان یورپ کو ایسی باتیں سُننے کی فرصت کہاں تھی اُنہوں نے ٹرکی کی گردن ناپ کر یونان والوں کو اُتنی ارضی دلواہی دی *

جنگ کے جہگڑوں سے نپٹ کر دولت عثمانیہ نے ایک جنگی مجلس منعقد کی جسمیں اُن تمام سرداران فوج کا محاکمہ کیا گیا جنہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کمی کی تہی اور بہت سے فوجی سرداروں کو جلا وطن کیا گیا جنمیں ایک مشیر سلیمان پاشا بہی تہا - رہے وہ باقی افسر جنسے کم درجہ کی غلطیاں سرزد ہوئی تہیں اُنکو مختلف سزائیں دیگئیں اس منحوس جنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ کو جو کمزوری لاحق ہوئی تہی اُس کے باعث فرانس والوں نے ٹیونس پر اور انگلستان نے مصر پر بہی قابو کرکے یہ دونوں زرخیز صوبے اُس سے لے لئے اور سلطنت سنیہ مجبوری کے باعث صرف اعتراض کرکرکے رہگئی - مگر جلالت مآب سلطان عبد الحمید خانؒ دوم خلد اللہ ملکہٗ کی ہمت پر آفرین اور ہزار آفرین ہے کہ ایسے سخت نقصانات اُٹھانے کے بعد بہی اُنہوں نے استقلال و با مردی سے کام لیکر ملک کے اندرونی انتظام پر کمر باندہی، فوجی اور مالی حالت درست کرنی شروع کردی، سلطان عبد العزیز کے قاتلوں کا محاکمہ کرکے اُنکو سزائے قتل کا مستوجب ٹہیرایا مگر پہر اپنی رحم دلی کے باعث قتل کی سزا دوامی جلا وطنی سے بدلدی اور مدحت پاشا سابق وزیر اعظم بہی اُنہیں لوگوں میں سے تہا جنکو جلا وطن کیا گیا *

ہم نے دوسرے واقعات بیان کرنے میں اس لئے اختصار سے کام لیا ہے کہ ہماری تاریخ کا اصل مضمون بحری قوت کے اور بحری جنگوں کے حالات سے بحث کرنا تہا جیسا کہ اسکے نام ہی سے ظاہر ہے اس لئے ہمیں مناسب بلکہ ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص فصل میں عثمانی بحری قوت کے انتظامات اور اس محکمہ کی ہر شاخ کا تفصیلی ذکر کر دیا جائے اور جسقدر جنگی اور باربرداری کے جہازات سلطنت علیہ کے پاس موجود ہیں اُنکی قسموں، اور جسامت و قوت وغیرہ کا ذکر کر دیا جائے۔ پھر اس کے بعد ہی ایک اور فصل میں ہم اُس کی بری قوت کا بیان کرینگے کہ وہ جنگ و صلح کی حالتوں میں کس کس قدر سپاہ تیار رکھہ سکتی ہے اور اس بارہ میں ہم خاص ترکی اور نیز غیر ممالک کے سب سے زیادہ صحیح و معتبر اخباروں، کتابوں، اور تقویموں کے بیانات پر اعتماد کرینگے۔ واللہ المستعان ؏

چودھویں فصل

محکمہ بحری کی موجودہ حالت اور قوت کا بیان :-

دولت عثمانیہ کا بحری محکمہ تازہ خوبیوں کے داخل کرنے اور جدید ترتیبوں کے عمل میں لائے جانے کے بعد حسب ذیل طریقہ پر چل رہا ہے :-

مجلس شورائے بحریہ کی قسم :-

دو فریق، چھہ میر آلائی، دو قائم مقام، دو باش کاتب، اور کاتب ثانی، سے مرکب ہے، یہ مجلس تمام جنگی بیڑوں کی ضرورتوں، جنگی جہازوں کی حاجتوں اور کارخانہ جہاز سازی کے لوازم کی نگرانی کر کے غور و خوض کے بعد جو کچھہ مناسب سمجھتی ہے وہ اُن کے لئے قرار دیتی ہے ؏

نظامِ بحری کی قسم:-

اسکا اعلےٰ افسر وزیرِ بحر ہے جسکا ایک نائب بہی لواء کے رتبہ پر فائز ہے، اور تین میر آلاے، ایک قائم مقام، ایک بکباشی، اور ایک کاتب۔ یہ اُسکے ممبر ہیں۔ اِس شعبہ کا یہ کام ہے کہ عثمانی بحری محکمہ میں جسقدر انتظامی امور ہیں اُنکی نگرانی اور تنفیذ کرے +

ارکانِ حربِ بحریّہ کی قسم:-

اسکا اعلےٰ افسر فریق یعنی نائب امیر البحر ہے، اِس کے ممبروں میں ایک قائم مقام، ایک بکباشی، دو صاغقول آغاسی کا رتبہ رکہنے والے، تین قول آغاسی دوم کا رتبہ رکہنے والے، چار یوز باشی، ایک ملازم، اور تین کاتب ہیں، اِس شعبہ کی خدمت تمام جنگی امور کی دیکہ بہال اور جنگ بحری کے لئے جسقدر توپوں اور سامان حرب و ضرب کی ضرورت ہو اُس کی فراہمی کا اہتمام کرنا ہے +

(علمی) فنّی کمیشن:-

اِس کی صدارت براہِ راست وزیرِ بحر سے متعلق ہے جس کے ماتحت ایک نائب لواء کے رتبہ پر، ایک میر آلائے، دو صاغقول آغاسی، دو یوز باشی، ایک ملازم، اور دو کاتب (کلرک) ہیں۔ اِس کمیشن کی خدمت یہ ہے کہ فنّ جنگِ بحری کے متعلق جسقدر ضروری سامان ہیں سب کو فراہم کرتی ہی، جدید اور تازہ بتازہ تصانیف علم بحر کے متعلق یورپ سے منگائے اور اُنکے ضروری حصّوں کا خلاصہ عثمانی جنگی بیڑوں کی ترقی اور خوبی کے لئے کر دی نیز مفید علمی رسائل شائع کرے جو بحری سپاہیوں کے لئے کارآمد ہوں اور مدرسۂ بحری کے کورس میں داخل کئے جائیں، ایک ہفتہ وار بحری اخبار اسی کمیشن کے اہتمام سے نکلتا ہے جسمیں تمام

دول یورپ کے جنگی بیڑوں کی سرگزشت، اُنکی جنگی مشقوں، نئی نئی ترتیبوں، اور دریافتوں کا مفصل بیان چھپتا ہے - اور ایک ماہوار رسالہ بحری جنگ اور علم کے حالات وبیان میں بھی نکالا جاتا ہے جو تمام بحری افسروں کو بھیجا جاتا ہے ❖

کمیشن اصلاحات وتدقیق ومحاسبۂ

یہ بھی وزیر بحر کی صدارت میں منعقد ہوتی ہے اس کے ممبروں میں ایک بحری میرآلائے، دو قائم مقام کے رتبہ والے افسر، ایک صاغقول آغاسی، اور چھ کاتب ہوتے ہیں - یہ کمیشن اصلاحات محکمۂ بحری اور اُس کے معاملات کی چھان بین اور عام محاسبہ کا کام کرتی ہے ❖

لیمان کی کمیدانی

یہ بھی وزیر بحر کے زیر صدارت ہے اسکا دوسرا کمیدان لوا، کا رتبہ رکھتا ہے یعنی کوسٹر امیرال ہے جسکے ساتھ ایک میرآلاے، ایک صاغقول آغاسی، اور چھ کاتب کام کرتے ہیں - اس حصہ میں دارالصناعۃ کی امیرالبحری کا تعین ہے اور تمام اُن جہازوں اور جنگی بیڑوں کی نگرانی اس کے متعلق ہے جو دارالصناعۃ میں تعمیرومرمت کے لئے آتے ہیں اور یہی شعبہ اس کی تمام ضرورتوں کا کفیل رہتا ہے ❖

مامور ترسانہ کی قسم

اسکا افسر گرمیت یعنی نائب امیرالبحر کا رتبہ رکھتا ہے جس کے ساتھ چار کلرک ہوتے ہیں اور اسکا تعلق آستانہ کے دارالصناعۃ کے ساتھ خصوصیت رکھنے والی باتوں کی نگرانی سے ہے ❖

بحری شفاخانہ کا محکمہ

اس شعبہ کی ترتیب یوں ہے کہ ایک فریق کا رتبہ رکھنے والا ڈاکٹر اسکا صدر مجلس ہوتا ہے اور تین طبیب لوا، کا رتبہ رکھنے والے، چار ڈاکٹر میرآلای کا رتبہ رکھنے والے، اور ایک قائم مقام، بطور ممبروں کے اُن تمام امور کی نگرانی کرتے ہیں جو بحری فوج کے حفظان صحت، جہازات کے شفاخانہ جات، اور جہازوں کی صحتی نگرانیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور بحری طبّی آفیسری کا محکمہ اسی کمیٹی کے زیر انتظام رہا کرتا ہے۔

بحری مہمات جنگ کا صیغہ

اسکا افسر ایک بحری میرآلائے ہوتا ہے جسکے ساتھ ایک قائم مقام، دو صاغقول آغاسی کے رتبہ والے، اور دو کاتب ممبروں کے عہدوں پر ہوتے ہیں اور اس صیغہ کا کام تمام زرہ پوش جنگی جہازوں اور دیگر قسم کے جنگی جہازوں کے لئے سامان حرب وضرب پہنچانے کی فکر رکھنا ہے۔

بحری مجلس جنگ:-

ایک میرآلائے کے زیر صدارت جلسہ کرتی ہے اور اس کے ممبروں میں ایک قائم مقام، دو بکباشی، تین صاغقول آغاسی، اور ایک کاتب ہوتا ہے۔ یہ مجلس مجرمان صیغہ بحری کے مقدمات کی سماعت کرتی، اور اُن کے لئے مناسب احکام نافذ کرتی رہتی ہے۔

کمیشن تارپیڈو

اسکا صدر مجلس کوئی قائم مقام رتبہ کا افسر ہوتا ہے اور دو برتبہ بکباشی، تین بتبہ

صاغقول آغاسی، چار یوزباشی، اور دو کاتب، بطور ممبروں کے ہوتے ہیں دریائی سرنگوں اور ہر قسم کے اُن کے ساتھ تعلق رکھنے والے بحری آلات وغیرہ کی دیکھ بھال اور فراہمی اسکا کام ہے۔ تارپیڈو چلانے والے عملہ کی تعلیم و تربیت بھی اسی کے ذمہ ہے اور بوقت ضرورت اس کی توسیع کی جاتی ہے، اسی کے ماتحت ایک دوسرا کمیشن فن تارپیڈو کا بھی ہے جو بحری سرنگوں کے بچھانے، تارپیڈو سر کرنے، اور دیگر جنگی ضروریات کے نقشے تیار کرتا ہے اسکا اعلے افسر ایک صاغقول آغاسی ہے اور اس کے ساتھ دو میکانیکل انجنیر، ایک یوزباشی، اور دو ملازم بھی کام کرتے ہیں +

کمیشنِ اعمال

محکمۂ بحری میں سب سے اعلے نمبر والے فریق کو اسکی میر مجلسی اور افسری دیجاتی ہے، اس کے ممبروں میں ایک دوسرے نمبر کا فریق، دو بدرتبۂ میر آلائے، ایک برتبۂ لوا، تین برتبہ قائم مقام، اور ایک بکباشی، ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن عام طور پر دار الصناعۃ کے کاموں کی نگرانی کرتا ہے جیسے جہاز سازی اور ہر قسم کے آلات کی تیاری عمل میں آتی رہتی ہے۔ اسمیں ایک اور کمیشن بھی شریک ہے جسکا نام "کمیشن انشاء" ہے جسکا رئیس ایک قائمقام، اور ممبر، ایک بکباشی، ڈو قول آغاسی، اور ایک کاتب ہوتے ہیں۔ اسکی خدمت جہازوں، چھوٹی کشتیوں، ڈونگیوں اور دیگر چیزوں کی بناوٹ کی دیکھ بھال اور جانچ پرتال کرتے رہنا ہے اور دوسرا حصہ مذکورہ فوق کمیشن کا "قلم رسم الانشاآت البحریہ" نامی ایک میر آلائی کی ماتحتی میں رہتا ہے جو اول درجہ کا مصور اور نقاش ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک ایک بکباشی، اور صاغقول آغاسی بطور معاون ہوتے ہیں اور ایک یوزباشی اور تین نقشہ نویس، ملازم کا رتبہ رکھنے والے اس کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں یہ شعبہ قابل تیاری چیزوں کے نقشے بنا کر پیش کیا کرتا ہے +

کمیشن فابریقات :-

اس کی افسری پر ایک قائم مقام مقرر ہے جسکی ماتحتی میں ایک دوسرا قائم مقام، تین بکباشی، دو صاغقول آغاسی، اور ایک کاتب کام کرتے ہیں۔ یہ کمیشن اُن تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے جو مشینوں کے ذریعہ سے بنتے ہیں۔ اسی کے ماتحت ایک اور کمیشن نقشہ کشی کا بھی ہے۔ جسکا رئیس ایک میر آلائے بحری انجینیر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ تین قول آغاسی، پانچ یوزباشی، دس ملازم اوّل اور چار ملازم ثانی ہوتے ہیں یہ کمیشن اُن تمام آلات اور اشیاء کے نقشے تیار کیا کرتا ہے جو انجن مشین کے کارخانوں میں ڈہلنے اور بننے والے ہوتے ہیں +

دار الصناعۃ کے دُخانی کارخانے کی انجن

انکی تفصیل حسب ذیل ہے :-

دو جہاز سازی کے دخانی آلات سے چلنے والے کارخانے ازمید، اور سودہ (واقع کریٹ) کے بندرگاہوں میں موجود ہیں جو جہازات کے تمام ضروری آلات تیار کرتے اور اُنکی مرمت و تعمیر کا کام انجام دیتے ہیں۔ ازمید کے دخانی کارخانہ کے انجن کی قوت پندرہ گہوڑوں کی طاقت رکہتی ہے اور سودہ کے کارخانے کا انجن پچیس گہوڑوں کی طاقت کا ہے اور آستانہ علیہ کے دار الصناعۃ میں جسقدر مشینیں لگی ہیں اُنکے انجنوں کی قوت ذیل کی جدول سے واضح ہوگی :-

(جدول صفحہ آئندہ پر ملاحظہ کیجئے)۔

مشینوں کے نام	انجنوں کی گھوڑوں کی طاقت	اسطوانہ اور اس کی حرکت	قطر اسطوانہ	تعداد اسطوانات
کارخانہ تعمیرات	۲۵	انچ ۲۴	انچ ۱۸	۱
″ اعمال جدیدہ	۴۰	۴۸	۹۰	۱
″ سفرانات	۲۵	۲۴	۱۸	۱
″ عدہ خانہ	۱۲۵	۴۰	۳۵	۱
″ دستگاہ و مطرقہ	۲۵	۳۰	۱۵½	۱
″ نحاس	۲۵	۴۰	۲۷½	۱
″ دکہ خانہ یعنی ڈھلائی	۲۵	۲۴	۱۸	۱
″ قزاق قدیم	۲۰	۳۶	۳۱	۱
″ آلہ دستگاہ	۵۰	۲۴	۱۹	۲
″ فابریقۃ الانشاء	۲۵	۲۶	۲۱½	۱
″ حدید قدیم	۱۰	۱۲	۷	۲
″ مخرطہ	۹	۲۰	۱۰	۱
″ اجبال	۵۰	۴۲	۲۳½	۲
عدۃ الماجولہ یعنی عیار	۲۰	۱۴	۱۱	۲
عدہ فابریقۂ حوض	۲۵	۴۸	۱۸	۱
فابریقۂ بکرات	۲۵	۴۸	۲۸	۱
عدۃ الحوض الکبیر	۱۰۰	۶۰	۳۰	۲
فابریقۂ برقی جدید	۰	۰	۰	۰
″ بڑی جنگی توپوں کا	۰	۰	۰	۰
″ مطرقۂ مستجدہ	۰	۰	۰	۰

صیغہ انتظام بحری کے ماتحت ایک کمیشن معاینہ کی بھی ہے جسکا اہتمام ایک بکباشی، دو صاغقول آغاسی اور ایک کاتب کے ذمہ رہتا ہے، اس کے علاوہ ایک دوسری کمیشن تقسیم تنخواہ کی زیر نگرانی ایک بکباشی کے پائی جاتی ہے جسکے ماتحت بارہ کلرک ہیں، اور ایک کمیشن پیچھے رہ گئے ہوئے سپاہیوں یا نئے رنگروٹوں کو مختلف بحری مقامات پر روانہ کرنے کی مہتمم ہے اور اُن جہازوں کے لئے ضروری سامان کی روانگی بھی اسی کمیشن کو سپرد ہے جو مختلف بندرگاہوں میں خاص خدمات پر مامور ہیں اس کمیشن کا افسر ایک صاغقول آغاسی ہے جسکے ساتھ دو یوز باشی اور ایک کاتب بطور ماتحت ممبروں کے کام کرتے ہیں۔ آستانہ علیہ کے دار الصناعۃ میں حسب ذیل کام کے صیغے ہیں:۔

فوجی وردی کا گدام اور صیغہ	کوئلہ کا گدام اور صیغہ
فلائک کا " "	تفنگ خانہ " "
عام ضروریات " "	لہاروں کا " "
تعینات کا " "	نقاشوں کا " "
جنگی مزدوروں " "	لکڑیوں کا " "
بحریات کا " "	تارپیڈو کا " "

اور ان کے علاوہ چودہ صیغے بحری سپاہ اور بحری قوت کے متعلق ہیں۔ جنکی تفصیل چنداں ضروری نہیں۔ غرضکہ جملہ (۲۶)، صیغے اس دار الصناعۃ میں ہیں +

کار توسوں اور گولوں کے بنانے کا کارخانہ ایک بحری میر آلائے کی نگرانی میں رہتا ہے، اس کے ساتھ ایک بکباشی، چار قول آغاسی، اور نو یوز باشی کام کرتے ہیں یہ کارخانہ جنگی جہازات کی توپوں کے لئے ہر پیمانہ و مقدار کے گولے گولیاں بنانا، اور روشنی کے جنگی بان اور معمولی ماہتاب وغیرہ بھی تیار کیا کرتا ہے +

بحری مطبع

اسکا ناظر ایک شاہی عہدہ دار برتبہ متائز ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ اٹھارہ ملازمین جنہیں کاریگر اور مصحح وغیرہ سب شامل ہیں کام کیا کرتے ہیں اس مطبع میں بحری محکمہ کے متعلق ہرطرح کا کام از قسم دفاتر، بحری اخبار، بحری ماہوار رسائل اور سالانہ رپورٹیں وغیرہ وغیرہ شائع ہوا کرتی ہیں + وزارت بحر کے دفتروں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

دفتر شورای بحریہ:- اسمیں گیارہ مختلف رتبوں کے شاہی عہدہ دار ہیں اور اس کا مہتمم متائز کا رتبہ رکھتا ہے +

" دائرۂ الانتظام - ۲۹ - مختلف رتبوں کے ملازم - مہتمم کا رتبہ دوم ہے +

" حسابات جاریہ - ۳۲ - " " - " رتبہ اولی قسم دوم ہے +

" حسابات مرکزی - ۱۷ - " " - مہتمم برتبہ ثانیہ +

" مراجعة البحریہ - ۳۴ - " " - مہتمم " +

" تحریات بحری - ۱۵ - " " - " " +

" عام کا غذات کا - ۱۹ - کلرک مختلف درجوں کے " برتبہ ثانی متائز +

" اوزان بحریہ - اسمیں چھ رتبہ والے کلرک کام کرتے ہیں اور مہتمم کا رتبہ متائز دوم ہے +

" جنرال - ۹ - شاہی عہدہ دار مختلف رتبہ والے - مہتمم دوم کا رتبہ صنف دوم ہے +

" مصالحہ داخلہ - ۱۰ - ملازم ہیں - " " " +

ان دفتروں کے علاوہ اور بھی کئی ایک چھوٹی شاخیں دفتروں کی ہیں - مثلاً مسلخانہ، محافظ خانہ، دفتر دار الصناعة، ترجمہ کا دفتر، ڈاک و تار کا شعبہ، اور عام خدمتوں کا صیغہ +

وزیر بحر کا ایک پرائیویٹ سکرٹری صنف اوّل کا رتبہ اولیٰ رکھتا ہے اور اسکا ایک مناسب رتبہ اولیٰ صنف دوم سے ممتاز ہے +

کوئلہ کی کانوں کی نظارت

یہ محکمہ بحری کے ماتحت کام کرتی ہے اور اِس شعبہ کا افسر ایک میکانیکل انجنیر ہے جسکو لواء کا رتبہ حاصل ہے، اُسکا تحریری دفتر جداگانہ ہے جسمیں تین کلرک کام کیا کرتے ہیں اور ایک کمیشن کانوں کی دیکھہ بھال کے لئے اُس کے زیر اثر ہے جسکا رئیس ایک قائم مقام اور ممبر لوگ ایک بکباشی، تین صاغقول آغاسی، اور پانچ یوزباشی ہوتے ہیں +

بحری مدرسے

اُنکی کئی قسمیں ہیں، ایک قسم بحری انجنیروں کی ہے۔ یہ لوگ بحری جنگ کے ارکان ہوتے ہیں اور دوسری قسم میں میکانیکل انجنیری سکھائی جاتی ہے۔ اور ایک قسم مدرسہ بحری کی تجارت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان سب کی نگرانی بحری سپاہ کے ایک عہدہ دار برتبہ لواء کو تفویض ہے اُس کے ساتھہ ایک قائم مقام ناظر پڑھائیوں کا، ایک قائم مقام معلم نقشہ کشی کا، ایک قائم مقام طبیب، تین بکباشی، تین صاغقول آغاسی، پانچ صولقول آغاسی، سولہ یوزباشی، اور تین ملازم یہ سب مدرس اور افسر ہیں، اِس صیغہ میں ایک امام، اور ایک محاسب کلرک، ایک خطوط وغیرہ لکھنے والا کلرک اور چار اکونٹنٹ، ایک پرنٹر نصاب تعلیم کی کتابیں شائع کرنے والا رہتا ہے اور بھی سررشتہ کے ضروری ملازم مثل دفتری، چپراسی، اور کمپونڈر وغیرہ کے موجود ہیں۔ طالب علموں کی تعداد کسی وقت (۳۱۰) سے کم نہیں ہونے پاتی اور حسب ذیل علوم کی اِس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی ہے +

کوئی ایک غیر ملکی زبان، ریاضی علوم، علم مثلثات کرویہ حساب مثلثات مستقیم جبر و مقابلہ، مساحت نقشہ کشی، تاریخ بحری، فن جہاز رانی، فن دریائی نقشہ کشی کا، علم ہیئت یعنی فلکیات، فن بحری۔ فن جنگ بحری، فن اشارہ اور فوٹو گرافی، علم الآلات

یعنی میکانکس فن جہاز سازی، اور اس کے بعد ترکی زبان اور اس کے علم ادب کی مکمل تعلیم دیجاتی ہے ؛

اس بحری مدرسہ کی ایک اور شاخ " مدرسہ تجاریہ بحریہ " کے نام سے موجود ہے جسمیں تجارتی جہازوں کے ملاحوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور اس سے صرف یہ مقصد ہے کہ علم کی اشاعت ہو اور تجارت کو فروغ حاصل ہو۔ نیز مدرسہ بحری کے ماتحت ایک اعدادی مدرسہ بھی ہے یعنی ابتدائی تعلیم کا مدرسہ۔ وہاں سے جو طالب علم نکلتے ہیں وہی بحری مدرسہ میں لئے جاتے ہیں۔ اعلےٰ بحری کالج میں تین جہاز طالب علموں کو عملی مشق کرانے کے لئے بھی موجود ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ فرقاطہ محمد سلیم یہ بحری جنگ کی مشق کا مدرسہ ہے۔ فرقاطہ مجبر سرور فن تارپیڈو سکھلانے کا مدرسہ ہے، اور فرقاطہ تسلیمیہ بحری گولہ اندازی کا فن تعلیم دینے کیلئے ہے ؛

عثمانی بحری صیغہ کی تازہ ترین سالانہ رپورٹ میں اس صیغہ کے اعلےٰ اور ادنیٰ افسروں کی حسب ذیل تفصیل درج ہے :۔

عہدہ دار	تعداد	عہدہ دار	تعداد
وزیر بحر - اوّل امیر البحر اور مارشل کا رتبہ رکھتا ہے ؛	۱	برتبۂ لوا یعنی کونٹر ایڈمرل ؛	۶
		برتبۂ لوا ڈاکٹر ؛	۴
رتبہ مشیر رکھنے والے جو سلطان المعظم کے اڈیکانگ بھی ہیں ؛	۲	برتبۂ لوا میکانیکل انجنیر ؛	۴
		میر آلائے وائس کپتان جنہیں سے (۶) ذرہ پوش جنگی جہازوں پر مامور ہیں اور باقی محکمہ میں ہیں	۲۴
برتبۂ فریق یعنی نائب امیر البحر جنہیں سے چند سلطانی ایڈیکانگ بھی ہیں ؛	۹	میر آلائی ڈاکٹر لوگ ؛	۵
برتبۂ فریق میکانیکل انجنیر ؛	۳	برتبۂ امیر لوا میکانیکل انجنیر ؛	۱۰
برتبۂ فریق بحری ڈاکٹر ؛	۴	میر آلائے جہاز سازی کے انجنیر ؛	۴

تیرآلائے کاریگر +	۲
بحری قائم مقام (لفٹنٹ) جنہیں سے (۱۳) زرہ پوش جہازوں پر مامور ہیں اور دو کمانیر کے رتبہ پر ہیں اور باقی حاضر محکمہ +	۳۷
لفٹنٹ ڈاکٹر جنہیں سے بعض جہازوں پر ہیں +	۱۵
قائم مقام میکانیکل انجنیر جنہیں سے (۸) جہازوں اور دوسری کاموں پر مامور ہیں باقی دارالصناعۃ میں رہتے ہیں +	۱۸
برتبۂ قائم مقام جہاز بنانے والے انجنیر +	۲
بکباشی یعنی فرقاطہ جہازوں کی کپتان لوگ جنہیں سے (۲۲) جنگی اور (۵) شرکۃ مخصوصہ کے جہازوں پر ہیں اور باقی دفتر میں کام دیتے ہیں +	۸۲
بکباشی ڈاکٹر جنہیں سے بعض جہازوں پر مامور ہیں +	۱۰
بکباشی میکانیکل انجنیر کچھ جہازوں پر اور کچھ دیگر شاخوں میں +	۴۸
بکباشی جہاز سازی کے انجنیر +	۳

بکباشی صیغۂ دستکاریہائے بحریہ میں +	۱۱
بحری فوجوں کے امام	۴
صاغقول آغاسی قرویت جہازوں کے کپتان، کچھ جنگی اور چند مخصوصہ کمپنی کے جہازوں کی افسری پر مامور ہیں اور باقی صیغہ میں کام کرتے ہیں +	۱۴۰
برتبۂ صاغقول آغاسی بحری ڈاکٹر	۱۱
صاغ مہندس میکانکس جنہیں سے (۳۶) جنگی جہازوں اور شرکت مخصوصہ کے جہازوں پر اور باقی صیغہ میں ہیں +	۶۵
برتبہ صاغ انجنیر جہاز سازی دارالصناعۃ میں +	۷
برتبۂ صاغ کاریگر لوگ +	۲۱
اوّل درجہ کے امام لوگ +	۱۰
صولقول آغاسی جنہیں سے (۱۳۱) جنگی اور (۱۲) شرکت مخصوصہ کے جہازوں پر ہیں اور باقی صیغہ میں +	۲۱۴
صولقول آغاسی ڈاکٹر جہازوں اور بحری محکمہ کی شاخوں میں +	۱۷

صوبقول آغاسی میکانکل انجنیر جنمیں سے (۶۵) جنگی - اور (۶۶) شرکت مخصوصہ کے جہازوں پر مامور ہیں اور باقی دارالصناعۃ اور بحری شاخوں میں ۔	۱۳۲
برتبۂ صوبقول آغاسی جہاز بنانے والے انجنیر دارالصناعۃ کے ۔	۲
صوبقول آغاسی کاریگر آتشخانہ اور گداموں میں ۔	(۴۰)
جنگی جہازوں اور غلیون وغیرہ کے محرر لوگ ۔	(۴۵)
جنگی جہازوں پر دوم درجہ کے امام ۔	(۱۹)
یوزباشی - (۱۴۶) جنگی اور (۱۲) شرکت مخصوصہ کی جہازوں پر باقی بحری محکمہ کی شاخوں میں ۔	۲۴۸
یوزباشی ڈاکٹر جنگی جہازوں اور بحری اسپتالوں میں ۔	۶۱
یوزباشی میکانیکل انجنیر (۱۲۵) جنگی اور (۶) شرکت مخصوصہ کی جہازوں پر باقی دیگر شعبوں میں ۔	۲۳۸
یوزباشی جہاز بنانے والے انجنیر ۔	۷

یوزباشی کاریگر (۳۱) جنگی اور (۳) شرکت مخصوصہ کے جہازوں پر باقی دارالصناعۃ میں ۔	۷۴
کاتب قرویط (۳۳) زرہ پوش جہازوں پر باقی دوسرے صیغوں میں ۔	۶۵
سوم درجہ کے امام سب زرہ پوش جہازوں پر ۔	۸
برتبۂ ملازم اول (۱۲۳) زرہ پوشوں اور (۳) ادارۂ مخصوصہ کے جہازوں پر باقی دیگر کاموں میں ۔	۱۸۰
برتبۂ ملازم اسپتالوں کے ڈاکٹر ۔	۲
برتبۂ ملازم میکانیکل انجنیر (۱۴۶) جنگی اور (۴۲) ادارہ مخصوصہ کے جہازوں پر باقی دارالصناعۃ میں ۔	۲۷۸
برتبۂ ملازم جہاز بنانے والے انجنیر ۔	۴
برتبۂ ملازم دوسرے کاریگر ۔	۲۵
کاتب قرویط (۴۰) زرہ پوش اور جنگی جہازوں پر باقی دوسری شاخوں میں ۔	۹۳
چوتھے درجہ کے امام ۔	۱۵
برتبۂ ملازم دوم - (۳۶) بحری زرہ پوش جہازوں پر اور (۲۹) فرقاطہ محمودیہ تعلیم پر مشق کرتے ہوئے	۷۵

اور کچھ لوگ فرقاطہ مخبر کرور وغیرہ پر تارپیڈو سر کرنے اور بحری سرنگ بچھانے کی علمی تعلیم حاصل کرتی ہیں ۔	
برتبۂ ملازم دوم میکانیکل انجینیر ۔	۱۶
برتبہ ملازم دوم جہاز بنانے والی انجینیر ۔	۹
برتبۂ ملازم دوم ۔ کاریگر لوگ ۔	۵
مکاتب ابدیق ۔ (۹۸) زرہ پوش جنگی اور (۵) ادارہ مخصوصہ کے جہازوں پر باقی بحری صیغو نیص	۱۴۳
میزان کل افسران	[illegible]

میزان افسران	۲۵۴۶
(فوجی سپاہی حسب ذیل پلٹنوں میں) :۔	
بلوکات مشاقیہ	۶۵۰
کان کوئلہ اور کلی تابع دار الصناعۃ	۴۶۳
ترسانہ بصرہ ۔	۹۰
ترسانہ سنیوب ۔	۹۰
ترسانہ انڈینہ ۔	۴۰
ترسانہ سودہ (جزیرہ کریٹ میں) ۔	۲۰
ترسانہ کملیک ۔	۵۵
جنگی جہازوں کے توپچی اور ملاح ۔	۲۸۶۲۳
بحری پیادہ فوج ۔	۹۶۵۰
میزان کل افسر اور نفر	[illegible]

وہ افسر جو احتیاطی فوج کے طور پر رکھے گئے ہیں :۔

میر آلائے	۴
صاغات	۲۰
صو لقول آغاسی	۳۶
یوز باشی	۲۵
ملازم اوّل	۳۹
قلاغوز	۱۸
میزان	۱۴۱

رہے وہ افسر اور کاتب لوگ جو عثمانی بندرگاہوں، ادارۂ مخصوصہ کے جہازوں، سفارت خانوں، یا بحری خدمتوں وغیرہ پر مامور ہیں اگرچہ انکی تفصیل اوپر کی فہرست میں آچکی ہے لیکن اس حیثیت سے، کہ وہ لوگ اپنی تنخواہیں اُن بجٹوں سے لیتے ہیں جو اُن کے مقامات تقرری کی بابت تیار ہوتے ہیں۔ یہاں اس بات کا واضح کر دینا ضروری سمجھا گیا۔ اور ان لوگوں کی ترقیاں گریڈ کے لحاظ سے ہوتی ہیں کیونکہ آخر وہ سب اسی ایک محکمہ کے زیر اثر ہیں۔ اور جو قوت سردست جنگی بیڑوں پر موجود ہے اُس کی تفصیل یورپ کی بحری تقاویم میں درج ہے اور اُس کی عثمانی سرکاری تعداد ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

عہدے	تعداد
امیر البحر فریق کا رتبہ رکھنے والے جو بیڑوں کی حرکت کرنے کے وقت جہازوں کے افسر ہوتے ہیں اور سردست حاضر دفتر ہیں ۔	۶
کونٹر امیر البحر سب لوا کا رتبہ رکھنے والے ہیں ۔	۱۱
میر آلائے قائم مقام جو وائس کپتان درجہ اول و دوم بھی ہیں	۲۵
بکباشی تبودانات فراقیط زرہ پوش جہازوں کے سواری ہیں ۔	۲۲
صاغقول آغاسی کپتان فرادیت جہازوں کے ۔	۴۰
صولقول آغاسی، اور یوزباشی لوگ ۔	۲۰۹
ملازم اول و دوم (افسر اور انجینیر وغیرہ) ۔	۱۶۵
چیف انجینیر میر آلائے اور قائم مقام کے رتبہ والے ۔	۵۴
انجینیر درجہ اول بکباشی اور صاغ کے رتبہ والے ۔	۶۳
انجینیر درجہ دوم صولقول آغاسی اور اس سے کم رتبہ والے ۔	۱۲۶
انجینیر درجہ سوم یوزباشی اور ملازم لوگ ۔	۱۴۶
ڈاکٹر افسر مختلف رتبوں کے ۔	۹۳

تعداد	عہدہ دار
۶۰	تینوں طبقہ کے امام *
۳۱	کاریگرافسر مختلف رتبوں کے *
۱۹۸	کاتب مختلف جہازوں کے *
۲۸۴۴۳	کدکلیاں یعنی بحری افسروں، سپاہیوں، اور گولہ اندازوں کی وہ جماعت جو زرہ پوش جہازوں کے لئے خاص ہے اور نصف ہتھیار بند اور نصف تحت طلب رہتی ہے *
۹۶۵۰	پیادہ سپاہی بحری صیغہ کی نگرانی اور مدافعت کے لئے چھ ہزار ہر وقت جنگی جہازوں پر مامور رہتے ہیں اور باقی زیر طلب *
۳۹۴۴۷	میزان کل

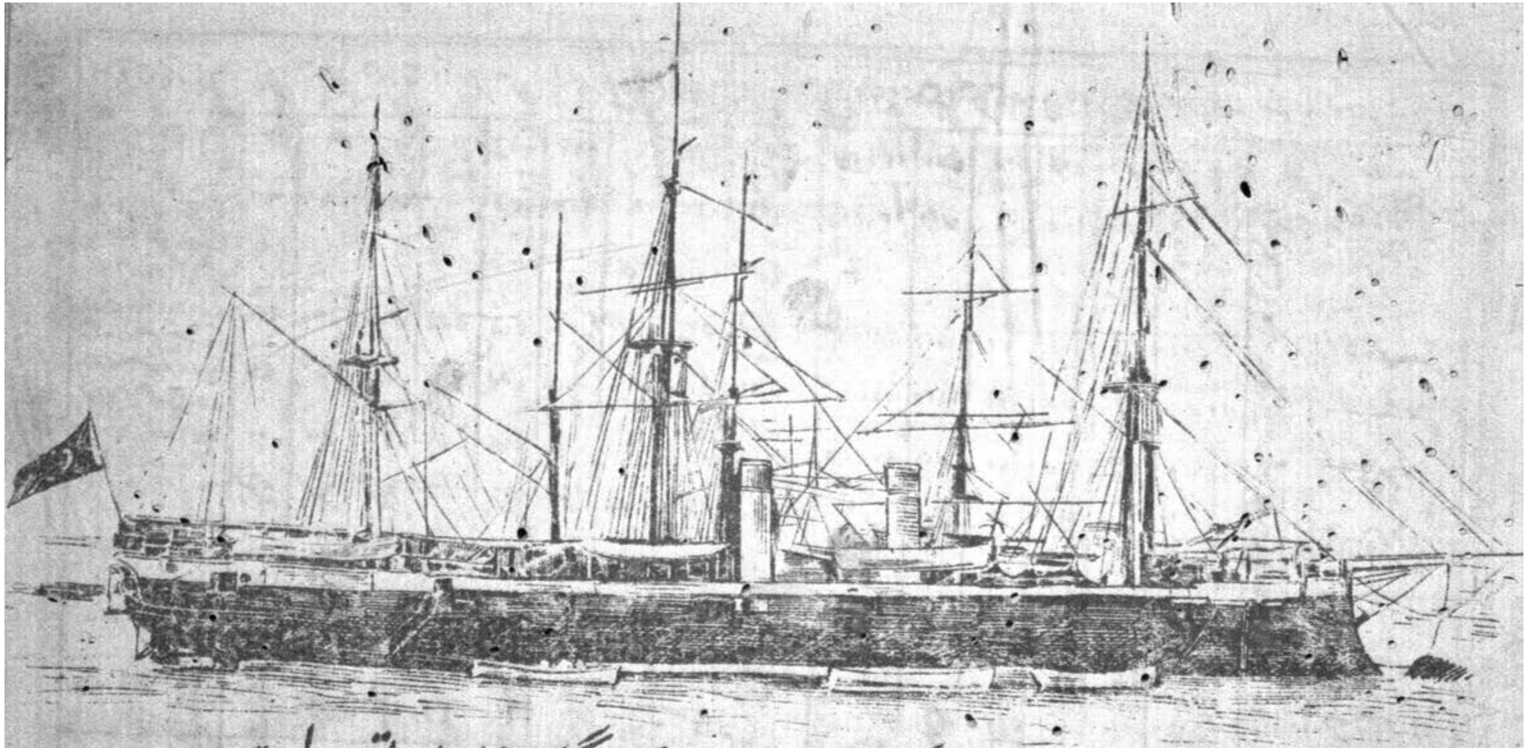
یورپ کی بحری تقادیم اور عثمانی بحری سالنامہ کے موافق ترکی جنگی دخانی اور طراوت (کروزر) جہازوں کے ناموں اور جسامت وغیرہ کی فہرست ۱۸۹۶ء تک

آئندہ جدولونکی اصطلاحوں کی تشریح:-

فولاد ...	ف
فولاد - اسپات - اور - لکڑی ...	ف - ح - خ -
الومینیوم - ...	الوم
لکڑی - ...	خ
مرکب - ...	م
علی القزاق ...	قز
حصان معین (گھوڑوں کی مقررہ طاقت) ...	ح - م
اسپات ...	خ

اسپات اور فولاد	ح - ص
اسپات - فولاد - اور - لکڑی	ح ص خ
اسپات اور لکڑی	ح خ
سینٹیمیٹر	سنٹ
قرقاطہ	قر
منجل کے	اد
متر جا استارہ	متر
مواد - ادوات	م - او
ادوات مخصوصہ	او مخ
عدد	عد
ممشی	مم
زیر تجویز شروع شدہ	تج - تص
ملجائے وسط	ل - وس
طریقۂ مائیہ	طرما
طونیلاطہ	طن
بادمہ (ایچ)	ب

(جدول آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو۔)



حمیدیہ زرہ پوش جنگی جہاز جو قسطنطنیہ کے جنگی کارخانہ میں تعمیر ہوا ہے۔ (مقابل صفحہ ۵۸۳)

زرہ پوش جنگی جہازات

جہازوں کے نام اور قسمیں	[illegible]	ڈھانچ					آلات				زرہ کی بلندی					توپیں
		معدن کی قسم	طول	عرض	بلندی	وزن	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
زرہ پوش سفینے [illegible]	سنہ ع	معدن	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	میلیمیٹر	میلیمیٹر	میلیمیٹر	میلیمیٹر	میلیمیٹر	
× آثار توفیق	۱۸۶۸	ح	۸۶	۱۶	۶و۵۰	۵و۶۸۸	۳و۵۶۰	۱۳و۳	۱	۴۰۰	۲۰۰	۱۲۰	۱۵۰	۱۰۲	۰۰	(۸) ۲۴ سنٹ ک (۵) ۱۲ ص ح (۸) م
حمیدیہ	۱۸۸۵	ح	۸۹	۱۶	۷و۶۰	۷و۹۳۰	۶و۸۰۰	۱۳و۵	۱	۶۰۰	۲۲۹	۶۲۷	۰۰	۰۰	۷۶	(۱۰) ۲۶ سنٹ د (۲) ۱۷ سنٹ ک - (۹) ح
مسعودیہ	۱۸۷۴	ح	۱۰۱	۱۸	۷و۹۰	۹و۱۴۰	۷و۹۱۰	۱۳و۵	۱	۶۰۰	۳۰۵	۲۲۹	۲۰۳	۱۵۲	۲۵	(۱۲) ۱۰ اب (۱۸) ٹن م (۱-۳) ۱۵ سنٹ ک (۶) ح ص - (۸) م -
زرہ پوش دو برجوں والا فنیس کے جنگی جہاز [illegible] کی وضع کا	[illegible]	ص	۲۰۱	۲۰	۸و۳۰	۱۰و۶۵۰	۱۱و۳۰۰	۱۷و۰	۲	۸۰۰	۲۵۰	۰۰	۳۵۰	۰۰	۸۰	
″		ص	۲۰۱	۲۰	۸و۳۰	۱۰و۹۵۰	۱۱و۳۰	۱۶و۰	۲	۸۰۰	۲۵۰	۰۰	۳۵۰	۰۰	۸۰	″

نوٹ:- ہر وہ جہاز جس پر × کا نشان موجود ہے وہ زمانہ حال کی وضع کا زرہ پوش نہیں۔ علامات شناخت: آ۔ آرمسٹرانگ۔ ک۔ کروپ۔ ح ص۔ چھوٹے پیمانہ کی۔ م۔ ایک میٹر قطر کی۔

جن جہازوں [illegible] تعمیر [illegible] ہو گئے۔ مترجم عفی عنہ

زرہ پوش جنگی جہازات

	جہازوں کے نام اور قسمیں	دریا میں اتارنے کی تاریخ	ڈھانچہ: سانچہ کی قسم	ڈھانچہ: طول	ڈھانچہ: عرض	ڈھانچہ: بلندی	ڈھانچہ: مقدار بار	آلات: بخاری گھوڑوں کی قوت	آلات: تیزی	آلات: پیچ	آلات: کوئلہ کی مقدار	زرہ کی بلندی: پانی کی سطح پر	زرہ کی بلندی: بیٹری کی	زرہ کی بلندی: برج کی	زرہ کی بلندی: [illegible]	زرہ کی بلندی: [illegible]	توپیں
	زرہ پوش بیٹری و برج والا	سنہ	[illegible]	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	ملیمٹر	ملیمٹر	ملیمٹر	ملیمٹر	ملیمٹر	
×	عثمانیہ } ۱۸۹۳ء میں یہ سب جہازات نئی وضع پر درست کر لئے گئے ہیں۔	۱۸۶۴	ح	۸۹	۱۷	۷و۸۰	۶و۴۰۰	۳و۷۳۵	۱۲و۵۰	۱	۷۵۰	۱۳۳	۵۰	۱۳۰	۱۱۴	-	(۱) ۱۵ اسٹینٹ ک (۳) ۸-۱-(۲) ع س (۱۰) ۱ م -
×	عزیزیہ	۱۸۶۴	ح	۸۹	۱۷	۷و۸۰	۶و۴۰۰	۳و۷۳۵	۱۲و۲۰	۱	۷۵۰	۱۳۳	۵۰	۱۳۰	۱۱۴	-	
×	محمودیہ	۱۸۶۵	ح	۸۹	۱۷	۷و۸۰	۶و۴۰۰	۳و۷۳۵	۱۲و۲۰	۱	۷۵۰	۱۳۳	۵۰	۱۳۰	۱۱۴	-	"
×	عثمانیہ	۱۸۶۴	ح	۸۹	۱۷	۷و۸۰	۶و۴۰۰	۳و۷۳۵	۱۲و۲۰	۱	۷۵۰	۱۳۳	۵۰	۱۳۰	۱۱۴	-	"
	فرویٹ جہازات																
•	آثار شوکت	۱۸۶۸	ح	۶۲	۱۳	۵و۲۰	۲و۰۳۶	۱و۷۵۰	۱۱و[illegible]	۲	۳۱۰	۱۵۰	۱۲۰	۱۱۴	۱۱۴	-	(۱) ۹ ب ا د (۲) ۱۰ ب (۳) ح س (۸) م
•	عون اللہ	۱۸۶۹	ح	۶۹	۱۱	۵و۰۰	۲و۳۴۰	۲و۲۰۰	۱۱و۵۰	۲	۲۲۰	۱۵۲	۱۵۲	-	۱۲۷	۳۸	(۴) م ب (۱) ۱۲ (۱) سنٹ کنائع س (۲) م

فتح بلند	۱۸۷۰	ح	۴۲	۱۲	۵و۵۰	۲و۷۶۰	۳و۲۵۰	و۱۳۰۰	۱	۳۰۰	۲۲۹	۲۵۴	–	۱۴۰	۱۳	(۳) ب ۹-۱۰- (۲) ۱۲ سنٹ ک (۵) ح ص (۴) م
اجلالیہ	۱۸۷۰	ح	۶۵	۱۳	۵و۳۰	۲و۲۲۸	۱و۸۰۰	و۱۱۰۰	۱	۳۰۰	۱۵۲	۱۲۰	۱۱۴	۱۴۰	۱۳	(۲) ب ۱۹-(۳) ب ۲۷- (۸) م
معین ظفر	۱۸۶۹	ح	۶۹	۱۱	۵و۰۰	۲و۳۴۰	۲و۲۰۰	۱۲و۰۵	۲	۲۲۰	۱۵۲	۱۵۲	–	۱۲۸	۳۸	(۴) ب ۱۸ (۱) ۱۲ سنٹ ک (۵) ح ص (۶) م
مقدمہ خیر	۱۸۶۲	ح	۶۲	۱۲	۵و۵۰	۲و۷۶۰	۳و۲۵۰	۱۲و۰۵	۱	۲۰۰	۲۲۹	۱۵۲	–	۱۴۰	۱۳	(۴) ب ۱۹ (۲) ۱۲ سینٹ ک (۲) ح ص (۲) م
نجم شوکت	۱۸۶۸	ح	۶۲	۱۲	۵و۰	۲و۰۴۲	۱و۹۰۰	۱۱و۰۳	۲	۳۰۰	۱۵۰	۱۲۰	۱۱۴	۱۱۴	–	(۱) ب ۱۹ (۲) ش ۱ (۲) ح ص (۵) م
عبدالقادر (زیر تعمیر)		ص	۱۰۴	۲۰	–	۷و۸۶۰	۱۱و۵۰۰	۱۷و۰	۲	–	۳۵۵	–	–	–	۵۱	(۴) سنٹ ۲۸ ک (۹) سنٹ ۱۵ ک (۱۰) تیز دم
اسی وضع کا دوسرا جہاز (زیر تعمیر)	۰	ص	–	–	–	–	–	۱۸و۰	۲	–	–	–	–	–	–	
مدفعیات																
ہزبر	۱۸۶۲	ح	۴۴	۹	۲و۴۰	۶۲۵	۴۰۴	۶۷و۰	۱	۲۰	۷۶	–	–	–	۳۶	(۲) ۱۵ سنٹ ک (۲) ح ص (۲) م
باشیز طراقی جرگہ																
حفظ الرحمن	۱۸۶۸	ح	۶۸	۱۴	۵و۴۰	۲و۵۰۰	۸۰۰	۱۲و۰	۱	۲۰۰	۱۱۶	۷۶	۱۲۶	۷۶	۳۲	(۲) ب ۹ (۲) سیٹ ۱۵ ک (۱) سینٹ ۱۲ ک (۶) م
کشتاف نہری																
فتح اسلام	۱۸۶۵	ح	۵۳	۱۲	۳و۰	۳۳۰	۲۸۰	۸و۹۰	۱	۲۰	۷۶	۷۶	–	۷۶	۱۰	(۲) ۱۵ سنٹ ک (۲) ح ص

زیر تعمیر جہازات بھی اب بنکر تیار ہو گئے ہیں۔ مترجم عفی عنہ۔

زرہ پوش جنگی جہازات

نام اور قسم جہازات	ہدیہ ہیں / تاریخ آمادگی	مادۂ ساخت	ڈھانچہ: طول	عرض	[illegible]	[illegible]	آلات: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	زرہ کی بلندی: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	توپیں
کشاف نہری	سنہ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح-م	میل	عدد	ٹن	ملی	ملی	ملی	ملی	ملی	
محمودیہ	۱۸۶۵	ح	۵۳	۱۲	۳و۹۰	۳۳۰	[illegible]	۸۱۰	۱	۲۰	۶۲	۷۵	-	۷۶	۱۰	(۲) ۱۵ سنٹی گردان ۲ ع ص
فرقاطہ رفاس والی																
محمد سلیم (مدرسہ بحری)	۱۸۶۹	ح	۷۵	۱۳	۶و۰۰	۱۳۰۰	۱و۸۰۰	۱۱و۰	۱	۲۰۰	-	-	-	-	-	(۱۳) د: ۱۲ سنٹی گرداں
مجر سرور (مدرسہ تارپیڈو)	۱۸۴۹	ح	۶۶	۱۲	۵و۹۰	۱و۴۷۷	۹و۸۰۰	۹و۰	۱	۲۰۰	-	-	-	-	-	ع ص (۳) م (۸) " " "

زیر تعمیر جہازات اب بنکر تیار ہو گئے ہیں۔ مترجم عفی عنہ۔

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

قسم اور نام جہازات	دریا میں اتارنے کی تاریخ	ڈھانچ: تعمیرات	طول	عرض	بلندی	بار برداری	اسٹیم پاور	آلات: تیزی	رفتار	کوئلہ کا خزانہ	توپیں
فرقاطہ	سنہ	معدن	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
میلیہ (توپچیوں کا مدرسہ)	۱۸۲۵	رخ	۸۸	۱۹	۸،۹۵	۲۵۱۱۶	۲۴۰۰و۲	۱۱،۹۰	۱	۳۵۰	(۴) ب ۱ (۲۱) سنٹ ۶ اک (۸) رع ص۔
قرویتات درجہ اول											
خداوندگار ([illegible])		ص	۸۵	۱۵	۶۵۰۰	۳،۰۵۰	۲۴۰۰و۱	۱۳،۵۰	۲	—	(۲) سنٹ ۲۱ ک (۶) سنٹ ۱۵ ک (۴) سنٹ ۱۰ ک
سلیمیہ		ص	۸۵	۱۵	۶۹۵۰	۳،۰۵۰	″	۱۳،۵۰	۲	—	(۳) سیٹ ۱۷ ک - (۷) سنٹ ۱۲ ک۔
نیلہ نام		ص	۸۲	۱۵	۶۵۵۰	۲،۰۵۰	″	—	۲	—	(۵) ۱۲ سنٹ ک (۹) ۱۵ سنٹ ک (۴) ۱۰ سنٹ ک۔
[illegible] نام		ص	۸۲	۱۵	۶۵۰۰	۲،۰۵۰	″	—	۲	—	(ان جہازوں کی کمر پر پچاس ملیمٹر دبیز زرہ چڑھی ہے) +

۱۰۰ ۔ یہ تعمیری جہازات بھی اب بیکار ہو گئے ہیں + مترجم

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

قسم اور نام	[illegible]	ڈھانچ: قسم دھات	طول	عرض	بلندی	باربرداری	آلات: قوت	تیزی	دخان	کوئلہ ذخیرہ	توپیں
طراوات درجہ دوم	سنہ	معدن	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
فیض باری	قز	ص	۸۰	۱۱	۴٫۰۰	۱۲۶۰۰	۲٫۴۰۰	۱۶٫۰	۲		(۶) ۱۵ سنٹی میٹر ک (۸) تیز دم کوپری پر ۱۲ سنٹی میٹر موٹی زرہ چڑھی ہے
ہیبت نما (مدرسہ)	۱۸۹۰	ص	۶۹	۱۱	۴٫۳۰	۱٫۹۶۰	۲٫۵۰۰	۱۵٫۰	۲		(۳) ۱۲ سنٹی میٹر ک (۷) ۱۲ سنٹی میٹر ک
لطف ہمایوں	۱۸۹۲	ص	۶۴	۱۱	۴٫۳۰	۱٫۱۶۰	۳٫۲۰۰	۱۵٫۰	۲		(۴) ۱۲ سنٹی میٹر ک (۶) " کوچی پچاس ملی میٹر دبیز زرہ
بشادیہ	قز	ص	۶۵	۱۱	۴٫۰۰	۱٫۶۰۰	۱٫۴۰۰	۱۶٫۰	۲		(۶) ۱۵ سنٹی میٹر ک (۸) تیز دم " بارہ " "
طراد تارپیڈو											
بغیر نام و نمبر	قز	ص	۶۰	۹	۵٫۰۰	۵۰۰	۲٫۵۰۰	۱۷٫۰	"		(۲) ۱۰٫۵ سنٹی میٹر ک (۶) ۵٫۸ سنٹی میٹر ک (۱۰) م
تارپیڈو شکن جہازات											

یہ قدیم جہازات بھی اب بیکار ہو گئے ہیں ۔ مترجم

اژدر	۱۸۹۰	ص	۴۸	۶	۲و۲۰	۹۲۰	۲و۵۰۰	۱۸۰۰	۲	-	(٥) ۴۷ میلیمتر
نصرت	۱۸۹۰	ص	٥۷۰	۶	۳و۷۰	۲۳۰	۲و۸۸۰	۲و۹۰	۲	-	(۳) ۱۷ سنت (۶) ۱۲ سنت تیزدم
شاهین دریا	۱۸۹۲	ص	۶۱	۷	۲و۴۰	۴٥۰	۳و٥۰۰	۲۲و۰	۲	-	(۱) ۱۰و٥ سنت تیزدم ک (۶) م
بلنک نام	قز	ص	۸۰	۷	۳و۸۰	٥۲۰	۲و۸۰۰	۲۳و	۲	-	(۶) ٥۷ میلیمتر تیزدم
قرا و ینت طقمیه قاسمالی											
بروسه	۱۸٥۹	خ	٥٥	۱۰	۴و۶۰	۸۰۰	۶۰۰	۱۰۹۰	۱	۱۲۰	(۱) ۱٥ سنت ک (۳) ۱۲ سنت ک (۲) ح ص (۲) م
آفدنه	۱۸٥۹	خ	٥٥	۱۰	۴و۶۰	۸۸۴	۶۰۰	۱۰۹۰	۱	۱۲۰	〃 〃 〃 〃
منصوره	۱۸۶۳	خ	٥٥	۹	۴و۴۰	۸۰۰	۶۰۰	۹۹۰	۱	۱۲۰	〃 〃 〃 〃
منظفر	۱۸۶۳	خ	٥٥	۱۰	۴و۴۰	۸۰۰	۶۰۰	۱۰۹۰	۱	۱٥۰	〃 〃 〃 〃
سینوب	۱۸۸۹ ۱۸٥۹	خ	٥۳	۹	۴و۶۰	۸۰۰	۶۰۰	۱۰۹۰	۱	۱۲۰	(۳) ۱٥ سنت ک (۱) ٥ سنت ک تیزدم
مدفعیات طبقه اولی											
محمودیت	۱۸۶۹ ۱۸٥۹	خ	٥٥	۸	۳و۱۰	۶۰۹	۹۰۰	۱۱۹۰	-	-	(۱) ۱۵ سنت ک تیزدم
اسکندریه	۱۰	خ	٥٥	۸	۳و۱۰	۶۰۹	۶۰۰	۱۲و۰	-	-	(۳) ۱۲ سنت ک (۱) ۹۰ میلیمتر ک (۲) م

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

قسم اور نام	دریا میں اتارنے کی تاریخ	ڈھانچ: قسم دھات	ڈھانچ: طول	ڈھانچ: عرض	ڈھانچ: بلندی	ڈھانچ: آبی وزن	آلات: گھوڑوں کی طاقت	آلات: تیز رفتاری	آلات: پیچ	آلات: کوئلہ کا بوجھ	توپیں
مدفعیات طبقہ اولے	سنۂ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
مرّیخ	۱۸۶۳	خ	۵۵	۸	۳و۱۰	۶۰۹	۶۰۰	۱۱و۰	–	–	(۳) ۱۲ سنٹ ک (۱) ۹۰ میلیمٹر ک (۲) م
سدّ البحر	۱۸۹۵	ص	۵۵	۸	۳و۱۰	۶۰۹	۶۰۰	–	–	〃	〃 〃 〃 〃
عطارد	۱۸۹۲	خ	۵۵	۸	۳و۱۰	۹۰۹	۹۰۰	۱۱و۰	–	–	〃 〃 〃 〃
زحاف	۱۸۹۵	ص	۵۵	۸	۳و۱۰	۶۰۹	۹۰۰	〃	–	–	〃 〃 〃 〃
مدفعیات طبقہ ثانیہ											
عکا	۱۸۵۹	خ	۳۸	۶	۲و۹۰	۳۰۰	۲۴۰	۷و۰	–	–	(۳) ۹۰ میلیمٹر ک (۲) م –
فرات	۱۸۸۳	م	۳۶	۷	۲و۰۰	۲۵۰	۲۸۰	۱۱و۰	–	–	

شوکت نما	۱۸۹۴	ص	۳۵	۶	۲و۹۰	۲۰۰	۴۰۰	۱۵و۰	–	–	(۳) ۰و۹ میلیمٹرک (۲) م
شط	۱۸۸۳	ح	۳۶	۶	۲و۹۰	۲۵۰	۲۸۰	۱۰و۹	...	–	
باد ظفر		ص	۳۶	۶	۲و۷۰	۱۹۶	۴۰۰	۱۲و۰	..	..	[illegible]
کفاف							۴۰۰	۱۵و۰	..	..	
نصر خدا							۴۰۰	۱۵و۰	..	..	
پلنگ دریا							۴۰۰	۱۵و۰	..	..	
سائق شادی							۴۰۰	۱۵و۰	..	..	
سید دریا	۱۸۹۴	–	–	–	–	۲۰۰	۴۰	۱۵و۰	–	–	
تارپیڈو شکن											
بے نام	۱۸۹۴	ص	۵۶	۴و۶	۳و۷۰	۲۷۰	–	–	–	–	
اوّل درجہ کے تارپیڈو بوٹ											
۱۷ از قسم نورمند Normand	۱۸۸۵	ص	۳۴	۳	۱۸و۳	۴۲	[illegible]	۲۰و۰	–	–	(۲) م

(Bracket label beside rows باد ظفر – سائق شادی: [illegible])

تعداد

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

تعداد	قسم اور نام	بنانے کی تاریخ اور جگہ	ڈھانچہ: بناوٹ	ڈھانچہ: طول	ڈھانچہ: عرض	ڈھانچہ: بلندی	ڈھانچہ: باربرداری	آلات: قوت	آلات: تیزی	آلات: [illegible]	آلات: کوئلہ ذخیرہ	توپیں
	اول درجہ کے تارپیڈو بوٹ	جرمنی	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
۲	اول قسم Ch[illegible]	۱۸۸۵	ص	۳۱	۴	۱و۳	۲۴	۵۵۰	۲۰و۳	—	۵۰	۲ (دم)
۵	دوم قسم Schichau	۱۸۸۹ و ۱۸۹۰	ص	۳۶	۵	—	۸۵	۱۰۰۰	۲۲و۰	۱	—	〃
۴	استانہ	۱۸۸۹ و ۱۸۸۶	ص	۳۱	۴	۱و۳	۴۲	۵۰۰	[illegible]	—	—	〃
۱	استانہ	۱۸۸۹	ص	۴۳	۴و۹	۲و۰۰	۱۴۰	۱۸۰۰	۲۳و۰	۴	—	۵ دفع تیز دم
۹	تارپیڈو جرمانیہ Germania	۱۸۸۹ و ۱۸۹۰	ص	۴۹	۵و۰	۲و۶۰	۸۶	۱۳۴۰	۲۲و۰	۲۰	—	〃
۱۰	تارپیڈو Schichau	۱۸۸۶ و ۱۸۸۹	ص	۳۸	۵و۰	〃	۸۸	۹۰۰	۲۲و۰	—	—	〃

جن تارپیڈو کشتیوں [illegible]
[illegible]

۱۰	تارپیدو Schichau	۱۸۹۴ ۱۸۹۰	ص	–	–	–	۱۲۰	۱و۳۰۰	۲۳و۰	۲	–	(۵) تیزدم -
۱	بی نام	۱۸۹۲	ص	۳۹	۵و۰	–	۸۶	۱و۴۰	۲۲و۰	–	۸	"
۲	بی نام	۱۸۹۲	ص	۳۹	۵و۰	–	۸۶	۱و۴۰	۲۲و۰	–	۳	"
	زیرآب خلنی والی تارپیدو											
×	عبدالحمید	۱۸۹۰	ص	۳۰	۴و۰	–	۲۶۰	۲۵۰	۱۲و۰	۳	۸	(۵) تیزدم -
×	عبدالمجید	۱۸۸۶	ص	۳۰	۴و۰	–	۲۶۰	۲۵۰	۱۲و۰	۳	۸	"
	بخت یا شاهی کشتی											
	تشریفیه و قایق سلطان کیلئی	قرز	ص	۳۰	–	–	۵۵	۲۵۰	–	–	–	نه
×	طراوات مع رفاس والی											
×	اصلاحات	۱۸۷۱	خ	۲۸	۶و۰	۱و۹۰	۱۶۶	۲۴۰	۱۱و۰	–	–	(۲) ع ص
×	استانکوئی	۱۸۷۰	خ	۲۸	۵و۰	۲و۴۰	۲۰۸	۲۰۰	۱۰و۰	–	–	(۳) ع ص دای
۱	موصل	۱۸۷۱	خ	۴۰	۶و۰	۱و۹۰	۲۲۰	۳۵۰	۱۸و۰	۳	–	(۳) " ص (۱)

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

	قسم اور نام	سنہ انشا	ڈھانچ					آلات				توپیں
			جنس	طول	عرض	بلندی	[illegible]	قوت اسپ	سرعت	[illegible]	[illegible]	
×	بطراوات رفابس والی	سنہ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
×	مژدہ رسان	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶و۰	۳و۳۰	۲۵۸	۳۴۰	۱۱و۰	-	-	(۳) ع ص - د (۱)
×	رودس	۱۸۶۰	خ	۳۸	۵و۰	۲و۴۰	۲۰۸	۲۰۰	۱۰و۹۰	-	۲	(۳) 〃 (۱)
×	ساھیر	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶و۰	۳و۳۰	۲۵۸	۳۲۰	۱۱و۰	-	-	〃 〃 〃
×	سیاہ دریا	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶و۰	۳و۳۰	۲۵۸	۳۲۰	۱۲و۰	-	-	〃 〃 〃
×	بستیار	۱۸۶۶	خ	۴۰	۶	۳و۰۰	۲۲۰	۳۲۰	۸و۱۰	۰		(۳) ع ص
×	پیاکی کوشکی	۱۸۶۶	خ	۳۶	۵	۲و۴۰	۱۹۵	۳۰۰	۸و۱۰	۰	۰	〃 〃
×	دیور دریا	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶	۳و۳۰	۲۵۸	۳۲۰	۱۲و۸	۰	۰	〃 〃

طرادات رفاص والو											
آیینه‌لی قواق	۱۸۶۶	خ	۳۸	۵	۱و۳۴۰	۱۹۵	۲۰۰	۱و۰۸۰	ـ	ـ	(۳) خ ع ص (۱) م
اریکلی	۱۸۶۱	خ	۲۸	۵	۱و۰۹۰	۱۶۸	۲۴۰	۱و۱۹۰	ـ	ـ	(۲۵) خ ع ص ـ
احسان	۱۸۴۶	ح	۴۲	۶	۳و۳۳۰	۲۵۹	۳۲۰	۱و۲۳۰	ـ	ـ	〃
یمنی	۱۸۶۱	ح	۲۶	۵	۱و۰۰۰	۱۵۰	۲۰۱	۵۱۰	ـ	ـ	〃
برهوه	۱۸۶۱	خ	۲۸	۶	۱و۰۹۰	۱۶۶	۲۴۰	۱و۲۳۰	ـ	ـ	〃
نیمش	۱۸۶۰	ح	۳۰	۵	۱و۲۰	۱۵۰	۲۴۰	۷و۰	ـ	ـ	〃
صیمنت	۱۸۶۱	ح	۲۸	۵	۱و۲۰	۱۵۰	۲۴۰	۹۶۰	ـ	ـ	〃
نزبنت	۱۸۶۵	ح	۳۲	۷	۲و۲۰	۱۸۰	۲۸۰	۸و۰	ـ	ـ	〃
پیک تجارت	۱۸۵۰	خ	۴۰	۷	۲و۰۰	۳۵۰	۴۰۰	۷و۰	ـ	ـ	〃
سودا	۱۸۶۱	خ	۲۸	۶	۱و۹۰	۱۶۶	۲۴۰	۲و۱۰	ـ	ـ	〃
صفیه	۱۸۵۵	ح	۴۰	۵	۲و۰۰	۳۸۰	۱۴۰	۶و۰	ـ	ـ	〃
طائر بحری	[illegible]	خ	۶۹	۱۲	۵و۴۰	۱۳۴۰	۱۸۰۰	۱و۸۰	ـ	ـ	(۵) خ ع ص (۲) م

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

نام وقسم	تاریخ عمل [illegible]	ڈھانچ: دھات	طول	عرض	بلندی	بار برداری	آلات: اسپ پاور	تیزی	[illegible]	[illegible]	توپیں
	سنۂ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	گھوڑے	میل	عدد	ٹن	
جہازات نقل رفاس والے											
بابل	۱۸۶۳	ح	۹۲	۱۱	۱۰و۵	۱۲۰۰	۳۵۰	۱۲و۰	-	-	(۵) ع ص
شادیہ	قز	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
مقدمۂ شرف	۱۸۷۵	خ	۶۶	۱۱	۴۰۰	۱۳۲۲	۱۵۰	۹و۶	-	-	(۵) ع ص
پیک مسرت	۱۸۷۷	ح	۶۶	۱۱	۴۰۰	۱۳۲۲	۱۵۰	۱۰و۶	-	-	(۲) ـ
زہیر توفیق	۱۸۸۲	خ	۶۶	۱۱	۴۰۰	۱۳۲۲	۱۵۰	۷و۰	-	-	(۲) ،،
دولاب والی نقل کے جہازات											

غیور	١٨٦١	خ	٦٧	١٢	٥و٤٠	١و٥١٢	٤٥٠	١٠و٠	-	-	د(٢) ع ص
اثر جدید	١٨٤١	خ	٦١	١١	٤و٦٠	١و٠٦٧	٣٠٠	٧و٠	-	-	״
فیض باری	١٨٤٨	خ	٦٩	١٢	٥و٤٠	١و٤٤٠	٤٥٠	٧و٠	-	-	״
مجیدیه	١٨٤٥	خ	٦٩	١٢	٥و٤٠	١و٤٤٨	٤٥٠	٨و٠	-	-	״
موزونصرت	١٨٤٩	ح	١٢٠	١٣	٥و٧٠	٣و٢٦٩	٨٠٠	٨و٠	-	-	״
شعار نصرت	١٨٦٩	ح	١٢٠	١٣	٥و٧٠	٣و٢٦٩	٨٠٠	٨و٠	-	-	״
طائف	١٨٧١	خ	٨٤	١٢	٥و٤٠	١و١٥٢	٤٥٠	١٠و٠	-	-	״
رکائب بداوالیب											
ارکادی	١٨٦٩	ح	٧٨	٨	٢و١٠	٧٩٧	٣٥٠	١٥و٠	-	-	د(٤) ١ د(٢) م
آثار نصرت	١٨٦٢	ح	٦٢	١٠	٢و٧٠	١و٣٣٣	٣٤٤	١٣و٠	-	-	د(٤) ٢ د(٢) ״
کیندیا	١٨٦٣	ح	٧٣	٨	٢و٢٠	٨٢٠	١٨٠	١٤و٠	-	-	د(٣) ١ (٢) ״
فوائد	١٨٦٥	ح	٧٩	٩	٤و٠٠	١و٠٧٥	٣٥٠	١٢و٠	-	-	د(٤) ״ ״
اسماعیل	١٨٦٥	ح	٧٩	٩	٤و٠٠	١و٠٧٥	٣٥٠	١٢و٠	-	-	د(٤) ״ ״

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

نام اور قسم	دریا میں ڈالے جانے کی تاریخ	ڈھانچ: قسم دھات	ڈھانچ: طول	ڈھانچ: عرض	ڈھانچ: بلندی	ڈھانچ: بار برداری	آلات: اسٹیم انجن کی طاقت	آلات: تیزی	آلات: رفتار	آلات: ذخیرہ کوئلہ	توپیں
	سنہ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	گھوڑی	میل	عدد	ٹن	
رکائب بحر اور الیب											
زینت دریا	—	—	—	—	—	۲۲۵	—	—	—	—	
عزالدین	۱۸۶۴	ح	۶۹	۹	۴٫۲۰	۱۶۷۵	۳۵۰	۱۵٫۰	—	—	(۴) ۱ (۲) م
خانیہ	۱۸۶۳	ح	۶۳	۸	۲٫۲۰	۸۲۹	۱۸۰	۱۳٫۰	—	—	(۳) ۱ (۲) م
مظفر	۱۸۶۲	ح	۸۲	۱۰	۵٫۲۴	۱۴۴۳	۳۴۴	۱۳٫۰	—	—	(۵) ۹۰ میلیمیٹرک (۲) م
اسمو	۱۸۶۳	ح	۶۵	۸	۲٫۲۰	۸۲۹	۲۷۰	۱۳٫۰	۲۵۰	—	(۴) ۱
استنبول	۱۸۶۵	ح	۶۵	۹	۳٫۲۰	۹۰۹	۳۵۰	۱۶٫۰	۱۲۰۰	—	
سلطانیہ	۱۸۶۱	ح	۱۵	۱۳	۶٫۴۰	۲٫۹۰۲	۸۰۰	۱۳٫۰	—	—	(۳) ۱ (۲) م

ثریا	١٨٦٥	ح	٦٠	٧	٢د٢٠	٥٠٠	١٦٠	١١د١٠	ـ	ـ	ر(٣) ١ ر(٣) م
طلیعه	١٨٦٥	ح	٦٩	٩	٢٠٠٠	١٠٦٥	٣٠٠	١٣د٠	ـ	ـ	
جهازات برای خدمت دار الصناعه											
جاتلی	ـ	خ				١٠٧	٦٠				
کریت	ـ										
حرکت	ـ	ـ									
قاسم پاشا	١٨٩٢	خ				١٠٧	٦٠				
مسرت											
ابوقطیه چجه						٨٠	٢٥				
رهبر		خ				١٠٧	٦٠				
چتانه	١٨٦٢					٧٨	٣٥				
تذوکت	ـ										

غیر زرہ پوش جہازات جنگی

نام اور قسم	دریا میں آنے کی تاریخ	دھات کی قسم	ڈھانچ: طول	عرض	بلندی	بار برداری	طاقت	آلات: تیزی	[illegible]	کوئلہ کا ذخیرہ	توپیں
جہازات برائے خدمت دارالصناعة	سنہ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	گھوڑے	میل	عدد	من	
تشریفیہ	١٨٨٦	رخ	٠	٠	٠	٨٠	٢٥	١٢و٠			
قمر	ـ	٠	٠	٠	٠	٠	٠				
توپخانہ	ـ	خ	٠	٠	٠	١٠٧	٩٠				
یکی قپو	ـ	ح	٠	٠	٠	١٠٧	٦٠				
یلدز (١)	ـ	٠	٠	٠	٠						
سفائن برنداس			فٹ	فٹ	فٹ						
شادیہ	١٨٥٤	خ	١٩٨و٢	٥٧و٩	٢٨و٥	٣٣٨٠	٦٠٠	٠	١	٠	٠
فتحیہ (دیگر وٹوں کا مدرسہ)	١٨٥٥	خ	٢١٩و٨	٥٧و٩	٢٨و٥	٣٣٨٠	٦٠٠	٠	١	٠	
باریق باشراع											
نو اثر	١٨٤٢	٠	٠		١	١٥٩	٠	٠	٠	٠	
جدید فتوح	١٨٤٤	٠	٠		٠	٣٤٦	٠	٠	٠	٠	

(١) اسکے علاوہ دارالصناعة کی خدمتہای خاص پہ حسب ذیل کشتیاں اور بھی متعین ہیں - اختر - بولائر - لوازم - حیدریہ - بیٹد - طرابزون - پرتو - کوکصو - بہوات - غیرت - زینت - میمنت - سیف - سمک - صیاد - نوروز - جیلان - کلیوبجر - شرف - توفیقیہ - ماہید - ثردق - سرعت - قواق - بجری - ہدایت ١٤ - ازسالنامہ بحریہ

غیر زرہ پوش جہازات

نام اور قسم	دنیا میں جنگی خدمت کی تاریخ	دھات کی قسم	طول	عرض	بلندی	بار برداری	اسٹیم کی طاقت	توپیں
		ڈھانچ						
بصرہ کا جنگی بیڑہ	سنہ ء	دھات	فٹ	فٹ	فٹ	ٹن	گھوڑے	
جہان نہر								(۳)
نصرت عزیزہ								(۴)
طیر نہری				۲۰				(۳)
طوبار		خ						(۳)
تمساح نہر (نہنگ دریا)		خ						
اور دس نئے جہاز بن رہے ہیں	۱۸۹۳							(۳)
مختلف دخانی جہاز								
آلوس بدولاب		ح			۱۰۵			
آنور 〃		ح	۷۰	۷٫۹۰	۲٫۲۰	۵۰۰	۱۱۰۰	(۴)
بغداد 〃		ح						
بصرہ 〃		ح						
معقط 〃		ح	۶۰	۷٫۹۰	۱٫۰۰			
ناوس 〃		ح						
نجد برفاس		ح	۶۵	۶٫۹۰	۲٫۳۰	۱۴۲۰	۹۰۰	(۲)
فرات بدولاب		ح	۶۰	۷٫۹۰	۱٫۲۰			
مدصافہ 〃		ح	۶۰	۷٫۹۰	۱٫۲۰			
تلافیر برفاس		ح						
قلیج علی بدولاب	سنہ ۱۸۵۹ء	خ				۱۰۰		
خیرالدین 〃	۱۸۵۹ء	خ				۱۰۰	۱۰	

غیر زرہ پوش جہازات

حکومت کے بادبانی جہازات جو ادارۂ مخصوصہ کے جہازات کہلاتے ہیں

نام جہاز	بار برداری ٹن	نام جہاز	بار برداری ٹن	نام جہاز	بار برداری ٹن
ارسلان	۱۴۹۱	نجد	۴۰۰	ازمید	۱۳۸
سکودلی	۱۳۰۳	کریت	۳۸۲	موصل	۱۳۰
حسن پاشا	۱۲۰۵	بنغازی	۳۵۷	اناطولی	۱۲۲
علی عباب پاشا	۱۱۸۵	لطفیہ	۳۳۳	تکفورطاغی	۹۲
کامل پاشا	۱۱۸۴	استنیہ	۲۷۴	احسان	۹۰
ترک	۱۱۱۹	تجارت بحری	۲۵۹	نزہتیہ	۷۵
شوفرسان	۱۱۱۶	پلونہ	۲۲۱	مالتیہ	۷۵
مارتوفیق	۱۱۱۶	کدکلرک	۲۱۷	قاضی کوئی	۷۵
قیصری	۹۹۳	ادرمید	۱۸۰	آیدین	۱۰۰
قپلان	۹۹۳	سلوری	۱۰۲	شاہین	۵۵
بحر جدید	۸۹۵	فنالی	۱۵۰	بندک	۵۰
سقاریہ	۸۸۰	مرمرہ	۱۵۰	قرتال	۵۰
جونیک	۸۶۶	مدار فوائد	۱۵۰	مسعود	۴۱
طولمہ بغچہ	۵۲۲	ہکیبہ لی	۱۵۰	شمس	۳۰
پارس	۵۱۵	ہرکہ	۱۵۰	یکی قپو	
بیلانیک	۵۰۶	قادریہ	۱۴۹		

علاوہ اس کے اس صیغہ میں دو دخانی جہازات بھی ہیں

دریاے عمان کی انتظامی جہازات

بصرہ میں

نام	جسامت بحساب ٹن	طول فٹ	عرض فٹ
موصل	۵۳۸	۱۹۰و۰	۲۴و۰
فرات	۳۸۹	۱۷۸و۰	۲۱و۰
رصافہ	۳۴۶	۱۷۵و۰	۱۵و۰
مسکت	۳۱۳	۱۵۰و۰	۲۱و۰
بغداد	۱۶۱	۱۴۴و۰	۱۵و۰
عزیزیہ	۱۴۹	۱۲۰و۰	۲۰و۰
بصرہ	۱۰۰	۱۲۰و۰	[illegible]و۰
شہباز	۷۰	۵۶و۰	۱۲و۰
ثریا	۶۵	۶۴و۰	۰۹و۰
حدبہ	۶۲	۵۴و۰	۱۰و۰

پندرہویں فصل

دولت علیہ عثمانیہ کی برّی جنگی قوّت

یورپین ٹرکی میں مدافعت کے طریقے اور وہاں کے قلعے اور مورچے

ٹرکی کا مسئلہ اب لے دیکر صرف شہر قسطنطنیہ ہی میں منحصر رہگیا ہے اور تمام یورپ کے پولیٹکل مدبرین نے باتفاق رائے یہ بات مان لی ہے کہ اس شہر کو روسی حکومت کے قابو سے محفوظ رکھنے کے لئے سلطنت عثمانیہ کا قائم رکھنا اور اس شہر کو اسکا دارالسلطنت رہنے دینا بیحد ضروری ہے چنانچہ اسی امر کے لئے دول عظام نے کئی ایک خاص معاہدات کئے ہیں جنمیں سب سے زیادہ مشہور معاہدہ پیرس ہے اور اسکا ثبوت یوں بھی ملتا ہے کہ دول نے ٹرکی یورپین علاقوں کو اس سے جدا کرنے اور آزاد بنا دینے میں جیسی بدمعاملگی سے کام لیا ہے باوجود اسکے انہوں نے شہر قسطنطنیہ یا اس کے مضافات پر ہاتھ ڈالنے کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین ٹرکی کی تمام قوّت مدافعت محض اس ایک شہر پر منحصر رہگئی ہے۔ اگرچہ معاہدہ برلن میں (۱۲ جولائی ۱۸۷۸ء) یہ بات طے پا گئی تھی کہ بلغاریا کی خودمختار ریاست کوہستان بلقان کے سلسلہ پر قابض رہیگی لیکن بوقت ضرورت عثمانی سپاہ اس قدرتی مستحکم مقام کو اپنے تصرف میں لے سکیگی تاہم بعد میں اس معاہدہ کے اندر ایسا کچھ ردوبدل ہوا کہ یہ حق ٹرکی سے چھن گیا اور اب وہ

اہل نفیس اور طبیعی دوم علی لین سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتی لہذا اسوقت یورپ کے خطہ میں سلطنت عثمانیہ کے پاس کوئی ایسی عمدہ سرحدی لین نہیں ہے جو قدرتاً مستحکم اور مدافعت کے لئے موزون ہو اور اُس کے قلب یعنی پایۂ تخت کو خشکی کی طرف سے حملہ آور غنیم کے روکنے کا فائدہ دے سکے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ روسی حکومت نے معاہدہ پیرس کا مطلقاً لحاظ نہیں کیا ہے اور بحیرہ اسود میں ایک زبردست جنگی بیڑہ رکھہ چھوڑنے کے علاوہ وہاں جہاز سازی کا کارخانہ اور مرمت جہازات کے متعدد جنگی گھاٹ بنوالئے ہیں جسکے ذریعہ سے وہ بآسانی بحری راستہ سے دولت علیہ کی سرزمین پر تاخت و تاراج کر سکتا ہے۔ غرضکہ مذکورہ بالا وجوہ اور اسباب سے دولت عثمانیہ کو اس بات کی بیحد ضرورت تھی کہ وہ اپنے قلب اور پایۂ تخت شہر قسطنطنیہ کی ایسی اعلےٰ درجہ کی قلعہ بندی کرے کہ خشکی اور تری دونوں جانب سے اُسکی مدافعت کا پہلو زبردست ہو جائے اور غنیم خواہ کتنی ہی طاقت صرف کرے مگر وہ اس شہر پر کامیاب نہو سکے۔ اور ڈارڈنلز اور باسفرس کی دونوں آبنایوں کو بند کر کے بحری راستہ سے غنیم کا اس شہر کے نزدیک آسکنا محال بنادے +

چونکہ یہ امر ناممکن تہا کہ برّی جانب سے مدافعت کے اسباب محض شہر قسطنطنیہ ہی پر منحصر رہیں اس لئے ضرورت ہوئی کہ آستانہ علیہ کے آگے بہی چند مستحکم مقامات کی قلعہ بندی کرلیجائے کہ وہاں سے بقیہ یورپین علاقوں پر بہی دباؤ پڑ سکے اور اسکے علاوہ یورپ کے ملکوں سے ڈانڈا مینڈی رہنے کے باعث سلطنت کا شرف قائم رہ سکے اس لئے شہر ایڈریانوپل کو جو بہت اہم موقع پر واقع اور اُن راستوں کا خط اتصال ہے جو کوہستان روڈوپ سے نکلکر قسطنطنیہ کی جانب آتے ہیں اور یہ شہر اس کوہستان کو ہموار زمین سے جدا بنا کے ہوا حد فاصل کا بہی کام دیتا ہے علاوہ بریں یہ شہر دو بڑی وادیوں مرتیج اور طونجہ کے بہی خط اتصال پر واقع ہے۔ چنانچہ دولت علیہ نے یہاں چودہ زبردست مٹی کے قلعے زمانہ حال کی جدید وضع پر بنوائے ہیں اور یہ سب قلعے اس طرح دونوں دریاؤں کے کناروں پر آمنے سامنے واقع ہیں کہ بوقت جنگ انکے

ہر طرف مدافعت کا کام لینا آسان ہے اور فوجین بڑی سرعت کے ساتھ اپنا رُخ بدل سکتی ہیں*

شہر قسطنطنیہ کو خلیج ایوبی یا خلیج گولڈن ہارن (شاخ زرّین) دو حصّوں میں تقسیم کر رہی ہے جنوبی حصّہ استنبول اور شمالی حصّہ گلاٹا، اور، پیرا (بک اوغلی) کہلاتا ہے۔ استنبول خشکی کی طرف سے بذریعہ ایک قدیم اور مستحکم شہر پناہ کے محفوظ ہے۔ یہ شہر پناہ قلوہ یدی قلہ (ہفت برج) سے شروع ہو کر خلیج شاخ زرّین تک بسمت جنوب پھیلتی چلی گئی ہے اور محلّہ ابی ایوب انصاری کو باہر چھوڑ دیا ہے۔ قسطنطنیہ کو بخط مستقیم ایک بڑی اور زبردست دفاعی لین محفوظ بناتی ہے جسے "خطّ کا قدخانہ" کہتے ہیں یہ خط تین متوازی لینوں سے جو بیحد مستحکم ہیں مرکب ہوتا ہے اور ان لینوں میں سب سے دور والی لین بحیرہ مارمورہ سے آغاز ہو کر کمرجی کوئی نامی بستی سے ہوتی ہوئی بیوک درہ کے نزدیک ساحل دریائے باسفرس پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری لین شمال رویہ پہلی لین کو قوت پہنچاتی ہے۔ یہ دونوں خط فوجی بارکوں سے ملکر بنتے ہیں۔ تیسری لین ان دونوں لینوں کے قلب میں اُن بڑی بڑی فوجی بارکوں سے مرکب ہے جو براہ راست شہر کو اپنے زیر حفاظت لئے ہیں اور اُن بارکوں کے نام بارک داؤد پاشا اور رامز چفتلک مغربی سمت میں، اور قلعہ طابیہ، بارک توپچیہ اور بارک مجیدیہ شمالی سمت میں ہیں*

دوسری دفاعی لین جو خط چتالجہ کے نام سے مشہور ہے وہ قسطنطنیہ کے مغربی جانب ایک دن کے پیدل راستہ پر واقع ہے اور بحیرہ اسود کے نزدیک سے آغاز ہو کر بحیرہ مارمورا تک چلا آتا ہے۔ اسکا عرض تقریباً ۳۰ کیلومیٹر (۲۵ میل) کے برابر ہوگا، یہ خط ہر ایک فوجکو چاہے وہ کتنی ہی بہادر ہو شہر قسطنطنیہ کے نزدیک آنے سے روکتا ہے اس لین میں بکثرت مستحکم مقامات، مورچے، خندقیں اور توپخانہ کی باٹریاں موجود ہیں جنمیں (۲۵۰) توپیں مختلف پیمانوں اور قطروں کی ہیں اور (۱۲۰) پہاڑی توپیں موجود رہتی ہیں اسکے ماسوا ہر طرح کا سامان جنگ، کافی مقدار میں یہاں جمع رکھا جاتا ہے ترکی کے ساتھ جو شخص ترکوں کی جنگجوئی اور اُنکے لڑنے مرنے پر ثابت

قدم رہنے کے اوجھا نتہ کا عالم ہوگا وہ بخوبی تصور کرسکتا ہے کہ ایسی سخت رکاوٹوں کو دور کرکے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرنا کس قدر دشوار امر ہے ہاں جب اربوں روپیہ اور لاکھوں جانیں تلف کردی جائیں تو شاید یہ کڑی جیسا کہ شہر پر حملہ ہوسکے جہاں پھر ویسا ہی قیامت خیز معرکہ پڑیگا +

اب رہی یہ بات کہ شہر مذکور کو بحری جانب سے بچالینا کیسا ہے؟ تو یہ بہت ہی آسان امر ہے اور اسمیں قدرتی رکاوٹیں اسقدر واقع ہیں کہ زبردست سے زبردست جنگی بیڑہ بھی شہر کے قریب مستقم نہیں آسکتا کیونکہ بحری راستہ قسطنطنیہ کا دو تنگ آبنایوں ڈارڈنلز اور باسفرس میں ہوکر آتا ہے - آبنائے باسفرس ایک بڑی سخت پُر پیچ نہر ہے اسکا طول تیس کیلومیٹر اور عرض کہیں چھ سو اور کسی جگہ تین ہزار میٹر تک ہے اسکے دونوں کناروں پر بڑے زبردست جنگی قلعے بنے ہیں جنپر کرپ کی جہاز شکن توپیں بکثرت چڑھی ہیں اور بوقت ضرورت تمام آبنائے بحری سُرنگوں سے بھردی جاسکتی ہے جو ہزاروں جہازات کو دم بھر میں غرق کرسکیں - آبنائے مذکور کے سواحل پر زیادہ مشہور قلعے حسب ذیل ہیں :-

روم ایلی قواق - تلی طابیہ - یورپین ساحل پر - اناطولی قواق اور یوشع یا نجار قلدسی - ایشیائی ساحل پر - اس آبنائے کا دہانہ بحیرہ اسود کی طرف سے رومیلی فناری اور اناطولی فناری نامی دو قلعوں کی حفاظت میں ہے اور ان دونوں قلعوں کی حفاظت بھی چند زبردست مورچے کرتے ہیں جو جہازوں اور کشتیوں کو ساحل کے نزدیک آنے نہیں دیتے - جنوبی سمت میں خاص شہر قسطنطنیہ کے سامنے دو نئے قلعے ہر دو کناروں پر اور بھی بنے ہیں جو اگرچہ چنداں اہم نہیں تاہم کام دے سکتے ہیں اور وسط راہ میں بھی چند باٹریاں موجود ہیں جنکے گولے باہم تقاطع کرجاتے ہیں - اور یہ تمام مضبوطیاں اگر آبنائے مذکور میں جنگی جہازوں کا گزرنا غیر ممکن نہیں بناتی ہیں تو کم از کم اُسے سخت دشوار اور خطرناک ضرور قرار دیتی ہیں +

آبنائے ڈارڈنلز کا طول (۶۵) کیلومیٹر اور عرض (۱۲۰۰) سے لیکر (۷ ہزار)

میٹر تک کے مابین مختلف ہے اسی طرح اُس کی گہرائی (۵۰) اور (۶۰) میٹر کے مابین مختلف ہے اسکے محافظ قلعے بحیرہ ابیض متوسط کی جانب سے آبنائے کی انتہائی سروں پر واقع ہیں جنکے علاوہ شمالی کنارہ پر بہت سے دوسرے قلعے آبنائے کے تنگ ترین مقام پر پھیلتے چلے گئے ہیں جہاں پانی کی روانی بہت سخت اور تیز ہو جاتی ہے کیونکہ ایک طرف سے بحر ابیض کی زبردست لہریں اور دوسری جانب سے بحیرہ مارمورہ کی موجیں وہاں آپس میں آ کر ٹکراتی ہیں اور آبنائے کے پانی کو حد درجہ کا متلاطم بنا دیتی ہیں۔ اس آبنائے کا دہانہ یورپین ساحل کے قلعہ اور مورچہ جات سدّ البحر کی حفاظت میں اور ایشیائی ساحل کے حصار سلطانی کی حراست میں دونوں طرف سے مصئون بنا دیا گیا ہے اور یہ قلعے اگرچہ ایک دوسرے سے تقریباً چار کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں تاہم انکی گولہ باری باہم بخوبی کراس کر لیتی ہے اور ایک دوسرے کو کاٹ جاتی ہے۔ اسکے سوا راستہ میں دونوں کناروں پر بیسیوں نئے اور پرانے قلعے تعمیر و درست کر لئے گئے ہیں جنسے یہ آبنائے اسقدر دشوار گزار ہو گئی ہے کہ تقریباً اسمیں سے کسی کا گزر سکنا محال ہے۔ ایشیائی ساحل پر چناق قلعہ۔ اور یورپین ساحل پر قلعہ سدّ البحر یا کلید بحر۔ آبنائے کے ایسے تنگ حصہ پر واقع ہیں جسکا عرض (۱۲۰۰) میٹر سے زائد نہیں اور جسکو بوقت ضرورت فوراً آہنی زنجیروں اور تارپیڈو وغیرہ آلات سے بھی بھر دیا جا سکتا ہے پھر یہ سب قلعے اور مورچے وغیرہ ایسی زبردست اور تیز دم دور تک مار کرنے والی قلعہ شکن توپوں سے آراستہ ہیں جو بالکل تازہ ترین وضع اور ساخت کی ہیں نیز ہر وقت اُن قلعوں کی نگرانی ہوتی رہتی ہے اور شب و روز یہاں کی خبریں باب عالی میں پہنچا کرتی ہیں۔ برابر انسپکٹروں اور انجنیروں کا دورہ ہوتا رہتا ہے جو حسب ضرورت ہر ایک کمی پوری کرتے رہنے کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں *

دولت عثمانیہ کے جتنے قلعے باقی مقبوضات یورپ میں ہیں نئی وضع کے بہت کم ہیں۔ البتہ یونان کی سرحد پر اخیر جنگ کے بعد سے ایسے قلعے بنائے گئے ہیں اور

البانیا کے بعض شہروں میں بھی جدید وضع کے قلعے بنے ہیں - باقی تمام مقاموں پر وہی قدیم قلعے جو وقتاً فوقتاً مرمت کر لئے جاتے ہیں پائے جائینگے اور انہیں ترکی سپاہ بطور پہلوانیوں کے رہا کرتی ہے - ان جبل اسود اور سرویا والوں کی شرارتوں سے تنگ آکر ان مقامات کی سرحدی لیکن مدبھی حال میں کچھ اچھے قلعہ جات بنائے گئے ہیں اور خاصکر شہر اور چھاونی نکی بازار میں عمدہ قلعہ جات تیار ہوئے ہیں - چھاونی مذکور کے علاوہ شہر کے باہر بعض زبردست زمین دوز قلعے دور دراز جگہوں پر بنائے گئے ہیں اور مملکت یونان کی جانب خلیج آرطہ کے دہانہ داخلہ پر شہر پریوزہ میں بھی اسی طرح کے نئے استحکامات بنائے گئے ہیں ✝

ایشیائی ٹرکی میں مدافعت کا طریقہ اور وہاں کے قلعے اور مورچے

پچھلی روسی لڑائی جو ترکوں اور روسیوں کے مابین ہوئی اسکا انحصار کچھ صرف یورپ ہی کے خطہ میں نہ تھا بلکہ ایشیائے کوچک میں بھی اس لڑائی نے ہاتھ پیر پھیلا رکھے تھے - اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم وہاں کے طریقہ مدافعت کو بھی مفصل ذکر کر دیں اور بالاختصار اسقدر بتا دیں کہ اناطولیا کے صوبے میں دولت علیہ کی جنگی قوت کس درجہ کی ہے - اس ملک کا سب سے مشہور اور ضروری قابل استحکام مقام شہر ارض روم ہے - یہ شہر آرمینیا اور ایشیائے کوچک کے مابین واقع اور ان رستوں کے عین خط اتصال پر ہے جو ملک قفقاز سے آتے اور فلسطین و خلیج فارس کی طرف جاتے ہیں - اس شہر کی اہمیت کا لحاظ کر کے ترکوں نے اسے بہت اعلیٰ درجہ کا مستحکم مقام بنا لیا ہے جسکو فتح کرنا غیر ممکن ہو گیا ہے یہ شہر ایک مستحکم شہر پناہ کی حمایت میں ہے جسکی مدافعت چند شہر پناہ دور ...

قلعوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور شہر سے دور فاصلہ پر ایک آکو خط ہذا قلعجات وسلسل
قلعوں اور بکثرت مورچوں سے بنتا ہے شہر میں سامانِ جنگ اور رسد وغیرہ کا بے شمار
ذخیرہ وقت ضرورت کے لئے جمع رکھا جاتا ہے اور وہ پچاس ہزار جنگ آور سپاہ کی
لئے مدتوں کافی ہوسکتا ہے صوبہ اناطولیا میں (وہیں) کئی ایک مستحکم شہر ہیں مگر زیادہ
مشہور مقامات یہ ہیں - بایزید یہ شہر ایران اور ارض روم کے مابین حفاظت راہ کا
فائدہ دیتا ہے - الشکرد یہ بایزید اور ارض روم کے نقطۂ اتصال پر واقع ہے بشوکش
قلعہ یہ اُن فوجوں کے حملوں کو رد کرتا ہے جو جنوبی طرف سے ارض روم پر حملہ کرنا چاہیں +
دولت علیہ کے ماتحت جسقدر جزیرے ہیں سبھوں میں جنگی قلعے اور محافظ
سپاہ موجود رہتی ہے اور خاصکر جزیرہ کریٹ میں نہایت مستحکم اور علاوہ بریں مسلح
قلعے کینڈیا، استمو، اور خانیہ کے ہیں +

ریلوے لینیں :-

یورپین ٹرکی میں ریلوے لین بڑی دو شاخوں میں تقسیم کیجاتی ہے - اوّل
رومیلیا لین جسمیں قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل ریلوے لین کا سلسلہ بلغاریا کی سرحدوں
تک شامل ہے - اس لین میں متعدد شاخیں نکلی ہیں - ایک شاخ وادہ آغاج کو جاتے
ہوئے راہ میں متعدد برگوس اور ایڈریانوپل ہوکر گزرتی ہے - اور دوسری بڑی
لین مقدونیا کی لین ہے - یہ لین سلانیک سے متروبچہ تک جاتی ہے ہنوز اسکی بھی کئی
شاخیں ہیں - ایک شاخ اسکوب ریلوے ہے جسکا اختتام مقام وراینجہ واقع حدود
سرویا پر ہوتا ہے - اور ایک لین سلانیک سے مناستر تک جاتی ہے - یہ ریلوے
لینیں بوقت جنگ ترکی سپاہ کی نقل و حرکت میں معاون ہوسکتی ہیں اور مشرقی
یورپین ٹرکی میں جسقدر فوج حفاظت آستانہ یا بلغاریا پر چڑھائی کے لئے درکار ہو
اسکے ذریعہ بھیجی جاسکتی ہے

بَرّی فوج

تمام سپاہ

۲۷ صفر ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۸۸۶ء کو جو سلطانی فرمان صادر ہوا تھا اس کی رو سے تمام ترکی کی مسلمان رعایا پر فوجی خدمت جبری طور سے لازم بنادی ہے اور گو بعض مسلمان فرقوں کے لوگ اس مد سے بری ہیں تاہم اکثر بلکہ تقریباً سب مسلمانوں کو بیس سال تک ضرور ہی فوج میں کام کرنا پڑتا ہے اور اسقدر خدمت کی مدت یوں تقسیم ہو جاتی ہے چھ سال کارکن یا نظام یا احتیاطی فوج میں - آٹھ سال ردیف فوج میں پھر چھ سال مستحفظ سپاہ میں - جو نئے رنگروٹ ہر سال بھرتی ہوتے ہیں انکو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے پہلا طبقہ اُن نوجوانوں کا ہوتا ہے جنکو کسی حالت میں فوجی خدمت سے معافی نہیں ملسکتی اور دوسرے طبقہ میں وہ لوگ رکھے جاتے ہیں جو کسی خاندانی ضرورت یا جسمانی خرابی وغیرہ وغیرہ وجوہ کے باعث فوج میں رکھے جانے سے معاف کردئے جاتے ہیں - پہلے طبقہ کے لوگ عامل فوج میں تین سال چھ ماہ یا نو ماہ تک کام کرتے ہیں یہ فرق بھرتی کے زمانہ میں دو ایک ماہ کی تقدیم و تاخیر کے باعث ہو جاتا ہے - اور دوسرے معاف شدہ نوجوانوں میں سے صحیح الجسم لوگوں کو ایک دن فی ہفتہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے - چنانچہ اس طرح وہ بھی چھ یا نو ماہ کام کرکے احتیاطی عامل فوج کے دفتر میں درج کرلئے جاتے ہیں ان لوگوں کو ردیف فوج کے افسر قواعد وغیرہ سکھاتے رہتے ہیں - یہ لوگ بوقت صلح ملک میں حفاظت کیلئے رہنے والی فوج کی کمی پوری کرنے کو رکھے جاتے ہیں ٭

فوجی نظام

تمام بری اور بحری فوجوں کی اعلیٰ کمان یا افسری خود جلالتمآب حضور سلطان

اعظم دام ملکہٗ فرماتے ہیں مگر وزیر جنگ براہ راست جلالتمآب کی ماتحتی میں فوجی دفتر کا نگران افسر اور عام ارکان جنگ کا رئیس ہوتا ہے ٭

تمام قلمرو عثمانیہ سات فوجی چھاونیوں پر منقسم ہے اور ہر ایک چھاونی میں رہنے والی فوج اردو یا فیلق کہلاتی ہے۔ ایک اردو یا فیلق کو چار فرقوں اور آٹھ لواؤں پر تقسیم کیا جاتا ہے جنکے (۱۶) آلائے، (۴۶) اورطہ، اور (۲۵۶) بلوک ہوتی ہیں۔ یہ سب اردوئیں (بجز ساتویں اردو کے جسمیں صرف عامل فوج پائی جاتی ہے) زمانہ جنگ میں برابر کام دیتی ہیں۔ اور ہر ایک اردو میں ایک نظام، دو ردیف، اور ایک مستحفظ فوج ہوتی ہیں مگر زمانہ امن میں ہر ایک چھاونی میں صرف ایک پوری نظام فوج اور چار فرقے ردیف پلٹنوں کے رہتے ہیں۔ وزارت جنگ نے یہ قاعدہ اس لئے بنایا ہے کہ ہر ایک فوجی چھاونی میں چار لاکھ اڑتالیس ہزار سپاہی تقریباً موجود رہ سکیں جنکا سن (۲۰) اور (۴۰) سال کے مابین ہو اور وہ فوجی خدمت ادا کرتے رہیں۔ اِن ساتوں اُردوؤں کے علاوہ جزیرہ کریٹ، طرابلس الغرب، اور سرزمین حجاز کی فوجیں شمار مذکور سے خارج ہیں۔ ہر ایک اُردو میں دو فرقے پیدلوں کے اور ایک فرقہ سواروں کا ہوتا ہے۔ پھر اس کی تقسیم چھ آلائے پر ہوتی ہے اور چھ آلائے کے تین لواء بنجاتے ہیں ایک فرقہ توپچیوں کا کئی توپخانہ کے رسالوں سے مرکب ہوتا ہے اُس کے بھی چھ آلائے اور تین لواء بنتے ہیں ایک اورطہ جنگی انجنیروں کا ہوتا ہے، ایک بلوک (کمپنی) ٹیلیگراف سگنلروں کی اور ایک اورطہ باربرداری والوں کا ٭

اور جو فوجیں جزیرہ کریٹ، صوبہ طرابلس الغرب، اور بلاد حجاز میں رہتی ہیں وہ مختلف قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں ٭

فوج بوقت امن

عثمانی سپاہ امن کے وقت پیدل، سوار، اور توپچیوں تینوں قسم کے سپاہیوں

سے مرکب ہوتی ہے - پیدل سپاہیوں کی (۶۶) آلائے ہوتی ہیں ہر آلائے میں چار اورطہ (پلٹنیں) اور دوسرے آلائے زحاف کی جنمیں سے ہر ایک میں چار اورطہ اور (۱۵) احمد بطہ اوچی سپاہیوں کی۔ دو مستقل پیادہ اورطے جنمیں سے ایک اورطہ سوار پیدل ہوتا ہے غرضکہ اُن سب کا مجموعہ (۲۸۲) اورطہ (پلٹنیں) ہوا +

سواروں کی تعداد (۳۹) آلائے - ہر آلائے میں پانچ اورطہ (رسالے) اور نصف آلائے جنمیں دو اورطہ ہوں ہوتے ہیں - انپر ایک سواروں کی آلائے گھوڑوں کی نگرانی یا جمع کرنے لئے اور اضافہ کی جاتی ہے جنمیں پانچ اورطہ ہوتے ہیں - اور سوار فوج کی ہر ایک آلائے کا پانچواں اورطہ اُسکی احتیاطی فوج کے ساتھہ مشابہ ہوتا ہے +

بقیہ توپچیوں کا نظام جو سنہ ۱۸۹۰ء میں مرتب ہوا ہے وہ صرف (۳۲) آلائے پر شامل ہے جنکا مجموعہ (۲۳۱) باٹریاں ہوتا ہے - انمیں سے اٹھارہ[18] باٹریاں سواروں کی (۱۳۹) باٹریاں گاڑی والوں کی - اور (۲۴) باٹریاں کوہی توپخانہ کی ہیں (ہر باٹری میں چھ توپیں) - دولت علیہ نے سنہ ۱۸۹۴ء میں (۷۲) ہاون (بارہ سنٹیمیٹر قطر کی) توپیں جرمنی کے کارخانہ کرپ سے خرید فرمائی تھیں جنسے بارہ باٹریاں نئی تیار کی گئی ہیں اور اس اعتبار پر ایک اُردو میں توپچیوں کی ترتیب حسب ذیل ہوگی :- برنجی لواء - یہ سوار توپچیوں کی ایک مستقل قسم پر شامل ہے (تین باٹریاں والے) اور دو آلائے جنمیں سے ہر ایک کی دو قسمیں (ہر قسم میں تین باٹریاں سوار توپچیوں کی) ہیں (۱) ایکنجی لواء اسمیں دو آلائے شامل ہیں (ہر آلائے میں دو قسمیں اور ہر قسم میں تین سوار باٹریاں) (۲) اور اوچنجی لواء - یہ بھی دو آلائے پر تقسیم ہے اور ہر آلائے میں بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم میں تین سوار باٹریاں اور دوسری قسم میں تین کوہی باٹریاں +

قلعوں کے توپچی

یہ تین آلائے سے مرکب ہیں ہر آلائے میں چار اورطہ اور ایک آلائے پانچ

اورطہ کی اور ایک اورطہ سب سے جداگانہ - جملہ (١٨) اورطہ +

جنگی انجنیر

جنگی انجنیروں کی تقسیم جنود میدان اور جنود قلاع کی دو قسموں میں کیجاتی ہے پہلی قسم فوجی اردوؤں کے ساتھ وابستہ اور اُس سے کسی حالت میں جدا نہیں ہوگی - اور دوسری قسم فوج توپچیاں کے تابع رہتی ہے - جنود میدان کی ترتیب سنہ ١٨٩٢ء تک مکمل نہیں ہوئی تھی (مگر اب مکمل ہو چکی ہے) اسمیں صرف چار اورطہ انجنیروں کی ہیں - ہر ایک اورطہ میں چار بلوک - اور تین بلوک مستقل بالطہ جی والوں کی اور چار بلوک ٹیلیگراف سگنلروں کی - جملہ (٣٢) بلوک ہیں - یہ بھی ~~[illegible]~~ اپنا ہے کہ ہر اورطہ میں ایک بلوک بلطجیہ کی، ایک بلوک غمجیہ کی اور ایک بلوک پل بنانے والوں کی رہتی ہے - رہا وہ فوجی عملہ جو بار برداری کا کام کرتا ہے اُس کے چھ اورطے ہیں - اور ہر ایک اورطہ میں تین بلوک +

ادارۂ عسکریہ کی فوجیں

فوجی انتظام کی سپاہ ایک شغالہ (کارکن) آلاے اور دیگر سات شغالہ اورطات سے مرکب ہوتی ہے ہر آلاے میں تین اورطہ اور ہر ایک اورطہ میں آٹھ بلوک ہیں + تیمارجی (بیماروں اور زخمیوں کی خبرگیری کرنے والا عملہ) شفاخانہ فوجیہ کے ضمن میں داخل ہے اُنکی کوئی خاص تقسیم نہیں کیگئی ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے عام طور پر اپنی فوج زمانہ صلح میں تقریباً دو لاکھ سپاہی رکھی ہے +

مذکورہ بالا چھ عامل فوج کے اُردوؤں میں سے ہر ایک اُردو کی ترکیب چار ردیف فوج کے فرقوں سے ہوتی ہے جو آٹھ لواؤں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور ہر لواء کی تقسیم دو آلاے میں کیجاتی ہے جس کے سب بلاک (٩٦) اورطہ - اور (٢٥٦) بلوک ہوئیں اور ان سب قسموں کے افسر اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ تک ہر وقت موجود رہتے

ہیں جو ضرورت پڑتے ہی اپنی ماتحت سپاہیوں کو جنگ کیلئے تیار کر سکیں +

فوج بوقتِ امن

دولت عثمانیہ بوقت جنگ حسب ذیل تعلیمیافتہ اور قواعد دان فوج تیار کر سکتی اور میدان جنگ میں لا سکتی ہے :-

(۱) چھ اُردو[۱] (عامل اور احتیاطی سپاہی) ۲۴۰،۰۰۰

(۲) بارہ اُردو[۲] فوج ردیف کے۔ ۴۶۰،۰۰۰

(۳) سات اُردو فوج نظام کا اور تین فرقے عارضی قبضہ کے لئے ۴۸،۰۰۰

(۴) قلعہ کے توپچی سپاہیوں کی فوج۔ ۳۵،۰۰۰

(۵) مستحفظ فوج جس میں (۳۸۴) اورطہ ہیں۔ ۳۶،۰۰۰

میزان سپاہ (۱،۱۷۳،۰۰۰)

جنود میدان کے ساتھ اُن سوار رسالوں کو بھی اضافہ کرنا چاہئے جو باقاعدہ فوجی تعلیم نہیں پاتے ہیں اور حمیدیہ رسالے کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ کردی قبائل کے ہیں اور پہلے سے جبری فوجی خدمت کا قانون ان پر نافذ نہیں ہوا تھا۔ اِن سپاہیوں کی مجموعی تعداد پچاس رسالوں سے زیادہ ہے اور ہر رسالہ کی تعداد مختلف ہے کسی میں کم آدمی ہیں اور کسی میں زائد۔ بہرحال (۵۱۰) اور (۱۱۵۰) سواروں کے مابین ہر ایک رسالہ کی تعداد ہوتی ہے۔ مگر شہسواری، دلیری، ثابت قدمی، اور سرفروشی میں

---

[۱] ہر اُردو میں (۴۳) اورطہ پیدل (۱۰) اورطہ سوار (۱۲) باٹریاں۔ اور ان کے علاوہ ہر طرح کے دوسرے سپاہی بھی ہوتے ہیں +

[۲] ہر ایک اُردو میں (۳۲) اورطہ پیادہ (۱۰) اورطہ سوار (۱۲) باٹریاں توپخانہ کی اور باقی حسب ضرورت عملہ کے سپاہی ہوتے ہیں +

سپاہی ایسے بے مثل ہیں کہ اِن قدرتی اوصاف نے اُنکی علم قواعد دانی کی کمی پوری کردی ہے چنانچہ دولت عثمانیہ بڑی آسانی کے ساتھہ حسب ذیل فوج میدان جنگ میں لاسکتی ہے :-

(١) پوری قاعدہ دان فوج عامل اور احتیاطی ملاکر	٢٥٠،٠٠٠
فوج ردیف	٢٨٠،٠٠٠
فوج مستحفظ	١٨٠،٠٠٠
میزان	٧١٠،٠٠٠
(٢) وہ عامل اور احتیاطی فوجوں کے سپاہی جنکی مشق قواعد مکمل نہیں ہوئی ہے ؛	١٣٠،٠٠٠
(٣) کم قواعد دان یا بالکل غیر قواعد دان عامل اور احتیاطی فوجوں کے سپاہی یا نئے بھرتی شدہ رنگروٹ ؛	١٥٠،٠٠٠
ردیف فوج	٣٢٠،٠٠٠
مستحفظ فوج	١٨٠،٠٠٠
میزان	٦٥٠،٠٠٠
میزان کل	١،٤٩٠،٠٠٠

اِس شمار و اعداد سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ بوقت حاجت اٹھارہ ١٨ اُردوئے (آرمی کور) بے تکلف میدان جنگ میں لاسکتی ہے اور اسکا تمام سامان اُس کے پاس موجود ہے ؛

فوج کے ہتھیار

ترکی فوج پیادہ کا ایک حصہ ۱۸۸۷ء کی ایجاد شدہ ماوزر بندوقوں سے مسلح ہے جنکا قطر (۹،۵) میلیمیٹر ہے اور اُن کے خزانوں میں ۵ کارتوس اکبارگی بھرے جاتے ہیں۔ توپخانہ میں کارخانہ کرپ، کی بنی ہوئی تیز دم توپیں استعمال ہوتی ہیں سوار باڑیوں کے پاس ۹ سنٹیمیٹر قطر کی توپیں ہیں۔ گھوڑچڑھے توپخانہ میں ۸ سینٹیمیٹر قطر کی۔ اور کوہی باڑیوں میں ۷ سنٹیمیٹر قطر کی توپیں ہیں ٭

اسی کے ساتھ جو خصوصیت دولت عثمانیہ کی فوجی قوت کے مکمل رکھنے میں روز اوّل سے حاصل ہے وہ ہر وقت اُس کی توجہ اس صیغہ کی درستی اور تکمیل پر مائل رکھتی ہے چنانچہ ہمیشہ نو ایجاد یورپ کے اسلحہ سب سے پہلے عثمانی سپاہ کے تجربہ میں آتے ہیں اور مزید بریں ترک سپاہی کی جنگی فطری قابلیت، اُسکی دلیری، اُس کی ثابت قدمی اور اُس کی افسروں کے احکام کی پابندی، یہ اعلےٰ درجہ کے اوصاف ہیں جو تمام دنیا سے ترکوں کی بہادری اور جنگی لیاقت کا لوہا منوا چکے ہیں کسی یورپین سلطنت کی فوج ترکوں سے معرکہ آرائی کا حوصلہ نہیں کرتی اور نامی نامی یورپین جنرلوں، سپہ سالاروں اور مبصران فن جنگ اس بات کو صاف طور پر تسلیم کر چکے ہیں خاصکر قیصر جرمنی ولیم ثانی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ترکوں سے بہتر جنگجو قوم روئے زمین پر نہیں ہے ٭ فقط

تمام شد

تتمہ حالات پارلیمنٹ عثمانی

وانتزاع حکومت سلطان عبدالحمید خان دوم وتخت نشینی سلطان محمد خامس

گزشتہ اوراق سے آپ کو ٹرکی اور اس کے سلاطین کے حالات مفصل معلوم ہوگئے ہونگے - آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ سلطان عبدالحمید خان کے عہد میں سلطنت کے اندر کیا کیا اصلاحیں ہوئیں - گو سلطان عبدالحمید کے عہد کے محض بعض ابتدائی حالات درج ہیں - سلطان عبدالحمید خان کا سب سے بڑا اور اہم کام حجاز ریلوے کی تعمیر ہے - کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جسکا فائدہ براہ راست تمام دنیا کے مسلمانوں کو پہونچتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ ہر ملک کے مسلمانوں نے اس کے ساتھ اس قدر دلچسپی کا اظہار کیا - اور بقاع مقدسہ تک آمد و رفت دنیا کے بڑے حصہ کے مسلمانوں کے لئے سہل ہوگئی ۔

ان چند آخری اوراق میں میں سلطنت عثمانیہ یا سلطان عبدالحمید خان کے عہد پر ریویو کرنا نہیں چاہتا - بلکہ صرف ان اہم واقعات کو مختصراً بتا دینا چاہتا ہوں جو اس کتاب تاریخ آل عثمان کی تصنیف اور اس کے ترجمہ کے بعد پیش آئے - کیونکہ یہ واقعات ایسے اہم ہیں کہ اس کتاب میں ان کا درج نہ ہونا بہت بڑی فروگذاشت ہوگی ۔

آپ نے پڑھا ہوگا کہ سلطان عبدالحمید خان کے عہد کے آغاز میں پارلیمنٹ قائم کرنی کی کوشش کی گئی تھی - اور اس زمانہ کے وزیر اعظم مدحت پاشا نے اس کے لئے ایک نہائت عمدہ مجموعہ قوانین بھی تیار کر دیا تھا - مگر سلطان عبدالحمید خان نے دیکھا کہ ترک اسوقت دستوری یعنی پارلیمنٹری حکومت کے لئے تیار نہیں ہیں - انہیں تعلیم کی بہت کمی ہے اور وہ پالیٹکس کو بالکل نہیں سمجھتے - اس صورت میں اگر انکو پارلیمنٹ دی گئی تو تمام قوت دیگر مذاہب کے مبعوثین (قائم مقاموں) کے ہاتھ میں چلی جائیگی - اور یہ سلطنت کی قوت کے ضعف کا باعث ہوگا - ان خیالات نے سلطان عبدالحمید خان کو مجبور کیا کہ وہ پارلیمنٹ قائم نہ ہونے دیں - چنانچہ

پارلیمنٹ قائم نہ ہوئی۔ مگر بعض لوگ جنمیں اکثر نوجوان تھے اس خیال پر اڑے رہے۔ انکی قوت روز بروز بڑھتی گئی۔ اور گو انمیں سے اکثر نے جلاوطن ہو کر دیگر ممالک یورپ میں جاکر بود و باش اختیار کرلی۔ لیکن انکے خفیہ ذرائع ٹرکی میں برابر اپنا کام کرتے رہے۔ اور چونکہ تحریک نہایت دل خوش کن تھی اس لئے لوگ جوق جوق اس جماعت میں جسکا نام "ینگ ٹرکش پارٹی" ہوگیا تھا داخل ہوتے رہے۔ یہانتک کہ جب سپاہ کے ایک حصہ کثیر پر بھی انھوں نے اپنا سکہ جمالیا تو جولائی ۱۹۰۸ء میں دستور کی واپسی کا نہایت شد و مد کے ساتھ مطالبہ کیا۔ اور سلطان عبدالحمید خاں نے بھی یہ دیکھکر کہ اگر اب انکار کیا گیا تو بہت کشت و خون ہوگا فوراً دستور کو منظور کرلیا اور گو بعض لوگ اب بھی دستور کے مخالف رہے لیکن عملی طور پر دستور اور دستور پسندوں کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی +

اب اسی ینگ ٹرکش پارٹی میں سے ایک منتظم جماعت قائم ہوئی جس نے اپنا نام "انجمن اتحاد و ترقی" رکھا۔ اس میں بھی مسلمان اور عیسائی سب شامل تھے۔ اس انجمن کو کھٹکا تھا کہ مبادا قدیم طرز حکومت پھر عود کر آئے۔ اس بنا پر اسنے پرانے خیال کے حامیوں کو چن چن کر حکومت سے الگ کرنا شروع کیا۔ اور چونکہ دستور فوج ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوا تھا اس لئے بڑی حد تک ملکی نظم و نسق میں فوج کا دخل رکھا۔ انجمن ان تمام امور کو جائز رکھنا چاہتی تھی جو شریعت اسلامیہ کے گو خلاف ہوں۔ مگر دیگر مذاہب کے لوگ اسے جائز سمجھتے یا کم از کم معیوب نہ جانتے ہوں۔ اس وجہ سے "انجمن آزادگان ترک" (لبرل پارٹی) کے نام سے ایک اور پارٹی پیدا ہوئی۔ پھر ایک اور انجمن "انجمن محمدی" کے نام سے قائم ہو کر لبرل پارٹی کی معین ہوئی اس آخری انجمن میں علما اور طلبہ کثرت سے شریک تھے +

اس عرصہ میں کچھ اور اسباب جنکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ایسے پیش آئے کہ اپریل ۱۹۰۹ء میں علما نے انجمن اتحاد و ترقی کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ اور قسطنطنیہ کا گیریژن بھی علما کے ساتھ ہوگیا۔ اس پر کچھ کشت و خون ہوا اور دونوں پارٹیوں کے کئی کئی نامور لوگ قتل ہوگئے۔ اور انجمن اتحاد و ترقی کے حامیوں کو قسطنطنیہ سے باہر پناہ لینی پڑی۔ فوراً سالونیکا سے جو بہت بڑی ترکی فوجی چھاؤنی اور ینگ ٹرکش پارٹی کا حصن حصین ہے۔ دستور کی فوج

انتظام قائم کرنیکو طلب کیگئی چنانچہ فوج بسر کردگی مارشل محمود شوکت پاشا قسطنطنیہ میں آئی اور اس نے شورش کو نہائت آسانی کے ساتھہ فرو کردیا۔ مگر چونکہ انجمن اتحاد و ترقی کو یہ بیجا شبہ بلکہ یقین پیدا ہوگیا تہا کہ اس تمام فساد میں سلطان عبدالحمید خاں کا ہاتھہ ہے اس لئے ۲۷ اپریل ۱۹۰۹ء کو سلطان عبدالحمید خاں کو معزول کر کے انکے بہائی رشاد آفندی کو جو ولی عہد تہے - تخت نشین کر دیا +

سلطان عبدالحمید خاں مع اہل و عیال آجکل سالونیکا میں نظربند ہیں اور سلطنت سے انکو وظیفہ ملتا ہے +

رشاد آفندی جو سلطان محمد خامس کے لقب سے تخت پر بیٹھے ہیں سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے چہوٹے بیٹے اور سلطان عبدالحمید خاں کے حقیقی بہائی ہیں انکی عمر اسوقت تقریباً ۶۰ سال کی ہے +

اعلان دستور اور علی الخصوص سلطان عبدالحمید خاں کی معزولی کے بعد سے کئی صوبے جو برائے نام شامل تہے سلطنت ٹرکی سے بالکل جدا ہو چکے ہیں - بوسنیا اور ہرزیگوینا کو جنپر پہلے آسٹریا کی حفاظت تہی اب اسنے اپنے ساتھہ ملحق کرلیا - اسپر ترکوں نے شور و غل مچایا اور آسٹرین سامان کو بائکاٹ کردیا - مگر سوائے اس کے کچھہ فائدہ نہ ہوا کہ آسٹریا نے ٹرکی کو ان دونوں صوبوں کے الحاق کا کچھہ نقد معاوضہ دیدیا +

بلغاریا نے آزادی حاصل کرلی - اسکی عوض میں بہی ٹرکی کو کچھہ نقد دیکر خاموش کردیا +

ان سطور کے لکہنے کے وقت کریٹ کا مسئلہ چہڑا ہوا ہے - یونان اس جزیرہ کو اپنے ساتھہ ملحق کرنے پر تلا ہوا ہے اور چاروں یوروپ کی جنکی افواج چند سال سے یہاں متعین تہیں انہوں نے جزیرہ کو خالی کردیا ہے - اب تمام دنیا منتظر ہے کہ اسکا فیصلہ آشتی سے ہوتا ہے یا جنگ سے - خدا دنیا میں امن قائم رکہے اور ترکوں کو کامیابی اور طاقت بخشے +